

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_224581**

UNIVERSAL  
LIBRARY

**TIGHT BINDING BOOK**





آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار  
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی  
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

---



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# کتاب الفلاح

جلد اول

مؤلفہ

عَلَّامَهُ ابْنُ زَكْرِيَّا بْنِ مُحَمَّدٍ بِسْمِ اللَّهِ عَلَيْهِ

مُتَرَجِمٌ

مولوی سید محمد ہاشم ندوی،



بابہام مولوی مسعود علی ندوی

در مطبع معارف اعظم گد طبع شد

~~SECRET~~



# فہرست مضامین کتاب الفلاح جلد اول

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	اور نہ قابلِ غراست	۱	پاسنامہ المصنعت حضور نظام
۶۱	باب دوم	۳	مقدمہ مترجم
۶۹	پانس کے تیار کرنے کی ترکیب	۱	مقدمہ مصنف
۷۴	بہترین پانس کی تعریف	۱	باب اول
	سبزی، نباتات اور درختوں میں پانس	۶۱	کتاب فلاح بنطیہ میں احوالِ زمین بحث
۷۵	کے استعمال کا طریقہ	۶۳	زمین کی شناخت کی ترکیبیں
	فلاح بنطیہ سے پانس ڈالنے کے	۶۴	زمین کی شناخت بذریعہ نبات کے
۷۸	طریقہ کا بیان		اقسامِ زمین کا مفصل بیان اور انکی تعمیر اور علاج
	پانس کس قسم کی زمین کے لئے زیادہ	۶۶	کے طریقے
۷۸	مفید ہے	۶۶	کھاری کا علاج
۸۱	کھاؤ کے قوی کا بیان	۷۰	ان اشیا کا بیان جو زمین کی مصلحت میں
۸۲	گرم پانس کا علاج	۷۳	زمین کے مختلف اوصاف کا بیان
۸۳	پرندوں کی بیٹ کے استعمال کی ترکیب	۷۵	اچھی اور خراب زمینوں کے متعلق فلاح بنطیہ
۹۲	عربوں کے ہینے کے کاٹ سے پانس		اور ابن حجاج کی کتاب کے دلائل
	دینے کا وقت	۵۹	ان زمینوں کا بیان جو نہ تو قابلِ زراعت ہیں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۲	طوخ کے لگانے اور اس کے انتخاب کا طریقہ	۹۳	ان اشجار کا بیان جو کو پانس کی ضرورت نہیں
۱۳۵	عیون (آنکھوں) کے لگانے کی ترکیب	۹۵	باب سوم
۱۳۶	اوتاد اور طوخ کے انتخاب کا طریقہ		ان علامات کا بیان جن سے یہ معلوم ہوتا ہے
۱۳۷	ان شاخوں کا بیان جو نوامی اور لواحی	۹۷	کہ پانی سطح زمین کے قریب ہے یا دور
	کہلاتی ہیں	۱۰۲	مکان یا باغ میں کھنڈ ان کو ہونے کا طریقہ
۱۳۸	تکبیس یعنی داہرہ کا بیان	۱۰۶	زمین کو آلودہ کرنے سے برابر کرنے کا طریقہ
۱۴۰	تکبیس کے جیسا دوسرا طریقہ	۱۱۱	باب چہارم
۱۴۳	استسلاط یعنی آنا کا طریقہ عمل		باغات اور درختوں کے لگانے کی ترکیب
۱۴۷	گٹھلی، تخم، اور موٹی اور تیلی شاخ		ابن جراح کی کتاب سے
	کے لگانے کی ترکیب	۱۱۴	باب پنجم
۱۵۰	ان گڑھوں کے طول و عرض کا بیان	۱۱۴	ان درختوں کا بیان جو بارش کے پانی سے
	جنہیں پودے لگائے جاتے ہیں		سیراب شدہ زمین میں لگائے جاتے ہیں اور
۱۵۳	باب ششم		ان کا بیان جو باغوں میں آب پاشی کے بعد
	اشجار اور بقول کے لگانے کی ترکیب		لگائے جاتے ہیں
۱۶۹	درختوں کے منتقل کرنے کی ترکیب	۱۲۳	دخت طوخ، اوتاد اور عیون کے لگانے کے
۱۷۱	پودہ لگانے کی ترکیب		اوقات ابن جراح کی کتاب سے
۱۷۵	زراعت کے لیے ہوا پانی اور دیگر ضروری	۱۲۸	گٹھلیوں کے ہونے کا وقت
	چیزوں کے انداز کا طریقہ	۱۳۰	تخمس کے ہونے کا بیان

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳۷	گلنار کے لگانے کا طریقہ،	۱۷۹	ترکے انحصار کے وقت قلم لگانے کا طریقہ،
۲۳۸	بادام کے لگانے کا طریقہ،	۱۸۱	باب ہفتم
۲۴۱	صنوبر کے لگانے کا طریقہ،	۱۸۱	زیتون کے لگانے کا طریقہ،
۲۴۴	ارز یعنی سرو کے لگانے کا طریقہ،	۱۹۸	زیتون کے قلم کی زراعت کا طریقہ،
۲۴۶	توت کے لگانے کا طریقہ،	۲۰۰	جبلے ہوئے درخت زیتون کا علاج،
۲۴۹	اخروٹ کے لگانے کا طریقہ،	۲۰۱	رند یعنی آس کے لگانے کا طریقہ،
۲۵۵	انجیر کے لگانے کا طریقہ،	۲۰۳	خرنوب کے بونے کا طریقہ،
۲۵۹	گلاب لگانے کا طریقہ،	۲۰۴	ریحان کے بونے کا طریقہ،
۲۶۶	یاسمین کے لگانے کا طریقہ،	۲۰۹	خسہ احرر کی زراعت کا طریقہ،
۲۷۰	بیر کے لگانے کا طریقہ،	۲۱۱	شاہ بلوط کے لگانے کا طریقہ،
۲۷۱	اترچ کے لگانے کا طریقہ،	۲۱۴	بلوط کے لگانے کا طریقہ،
۲۷۶	نارنج کے لگانے کا طریقہ،	۲۱۷	امروہ کے لگانے کا طریقہ،
۲۷۹	زنبوع کے لگانے کا طریقہ،	۲۲۱	عناب اور بن بنی بیر لگانے کا طریقہ،
۲۸۰	لیمون کے لگانے کا طریقہ،	۲۲۳	پستہ لگانے کا طریقہ،
۲۸۱	سپستان کے لگانے کا طریقہ،	۲۲۶	قراسیا کے لگانے کا طریقہ،
۲۸۶	وازی کے لگانے کا طریقہ،	۲۲۹	شستی کے لگانے کا طریقہ،
۲۸۳	کاذی یعنی کبوترہ کے لگانے کا طریقہ،	۲۳۰	مضغ کے لگانے کا طریقہ،
۲۸۷	سیب کے لگانے کا طریقہ،	۲۳۱	انار کے لگانے کا طریقہ،



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۴۳	نیشکر کی زراعت کا طریقہ،	۲۹۰	میس کی زراعت کا طریقہ،
۳۴۶	موز کے لگانے کا طریقہ،	۲۹۱	ازادخت کی زراعت کا طریقہ،
۳۴۸	قصبہ بیان یعنی زکل کے لگانے کا طریقہ،	۲۹۳	شمش یعنی زردالو کے لگانے کا طریقہ،
		۲۹۵	شعنا نو کی زراعت کا طریقہ،
۳۵۰	دردار کی زراعت کا طریقہ،	۲۹۸	آونجار کی زراعت کا طریقہ،
۳۵۱	صفیرار کی زراعت کا طریقہ،	۳۰۰	کچور کی زراعت کا طریقہ،
۳۵۳	دفی یعنی کینز کی زراعت کا طریقہ،	۳۰۶	فندق یعنی کشمیری بادام کے لگانے کا طریقہ،
۳۵۴	بشم اسود اور امیض اور صفات کی زراعت کا طریقہ،	۳۰۸	انگور کی کاشت کا طریقہ،
		۳۲۸	انگور کے پودوں کے درمیان فاصلہ
۳۵۵	علیق اور درو جلی کے لگانے کا طریقہ،		کابیان،
۳۵۷	زرد کی زراعت کا طریقہ،	۳۳۱	تخم انگور اور سیب کے بونے کا طریقہ،
۳۵۸	خوج کی زراعت کا طریقہ،	۳۳۲	انگور کی زراعت میں قمری مینوں کے حساب
	<b>باب ہشتم</b>		کابیان،
۳۵۹	ان درختوں کی ترکیب کابیان جگے اور اون مشترک ہوتے ہیں،	۳۳۵	اشبیلہ اور اس کے مصافات میں انگور کی کاشت کا طریقہ،
۳۶۸	فلاحون کے احوال لطیفہ کے متعلق آیت	۳۳۶	ان شاخوں کے لگانے کا طریقہ جو بعد میں شغل کی جاتی ہیں،
۳۸۴	ترکیب کابیان،	۳۴۰	تخم انگور کے بونے کا طریقہ،
۳۸۶	ترکیب کے لیے درختوں کو کیونکر اور کس وقت		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۲۲	اترچ کی زند اور ریتون کے ساتھ ترکیب بالانوب کا طریقہ	۴۸۹	مقام ترکیب کی حفاظت کا طریقہ اور ان میں قلون کے لگانے کی تدبیر،
۴۲۳	ترکیب بالانتقب جبکہ انشاب اور ترکیب قرطبی بھی کہتے ہیں،	۴۹۳	ترکیب کے لیے کیونکر قلم حاصل کئے جائیں اور انکا طول عرض اور عمق کیا رکھا جائے،
۴۲۴	انگور کا سیاہ آلو بنجارا کیساتھ ترکیب انشاب کا طریقہ،	۴۰۰	قلون کے تراشنے کا طریقہ صغ اور خ کی تباہی ترکیب بالانتقب یعنی ترکیب نبطی کا طریقہ عمل
۴۲۸	شفقناو کی ترکیب انشاب منقضا (بید) کے علوی حصہ میں،	۴۰۵	ترکیب بالانتقب کی دوسری صورت،
۴۲۹	ترکیب اعمی کا بیان،	۴۰۶	ترکیب رومی کا طریقہ،
۴۳۳	مشابہات ترکیب کا بیان،	۴۰۹	اس ترکیب کا بیان جو انوب (رنے) اور رقم (پیوند) سے ہوتی ہے،
۴۳۴	کدو کے پیاز و شتی کیساتھ ملٹی کرنے کی ترکیب،	۴۱۴	انخیر اور دوسرے درختوں کے لیے ترکیب بالانوب کا طریقہ،
۴۳۶	ایک اور ترکیب،	۴۱۵	سیب، بھی، اخروت اور توت وغیرہ میں کیب بالانوب کا طریقہ،
۴۳۷	خرما کی گھٹلیوں کو قرص کی جڑ سے ملٹی کرنے کا بیان،	۴۱۷	ترکیب بالرقہ جبکہ یونانی کہتے ہیں اسکا طر عمل اس پیوند کا طریقہ عمل جو اس کے پتوں کے مشابہ ہوتا ہے
۴۳۸	خرنوبہ کو عوج، سون، خطمی اور انخیر کے ساتھ ملٹی کرنے کا بیان،	۴۱۹	رقہ مستدیرہ کی ترکیب
۴۳۹	ان عزیز و نکایا جو ترکیب کے ضروری ہیں	۴۲۱	رقہ مربع کی ترکیب

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۴	کی مقدار اور طریقہ اور شور میں کالج	۴۴	علمی فلاح کے اقوال درختوں کی عمر کو متعلق
۴۵	فلاحیت نہطیہ سے	۴۵	باب نہم
۴۶	اشجار اور دیگر نباتات میں زمین	۴۶	درختوں کی کاٹ چھانٹ کا بیان
۴۷	کے حسب حال کھا ڈالنے کا وقت	۴۷	باب دہم
۴۸	اور مقدار	۴۸	زمین کی تعمیر کا مفصل بیان
۴۹	کھا ڈالنے کا وقت	۴۹	ہر قسم کی زمین کی تعمیر کا ایک خاص عمل خاص
۵۰	باب دوازدہم	۵۰	وقت میں ہوتا ہے
۵۱	ابن مجلج، ص، ع اور خ کی کتاب	۵۱	تعمیر کے اوقات کا بیان، ص، ع اور خ کی
۵۲	سے آب پاشی کا وقت اور مقدار	۵۲	کتابوں سے
۵۳	کم پھلنے والے درختوں کا علاج	۵۳	اس صفت کا بیان جس کا زمین میں تعمیر اور زراعت
۵۴	درختوں کے دوست اور دشمن	۵۴	کے وقت ہونا مفید ہے
۵۵	تذکیر اشجار کا عام طریقہ	۵۵	ان درختوں کا بیان جنکے لیے بکثرت تعمیر موافق ہے
۵۶	شیرینی، عوق پھل، اور خوبصورتی بخانے	۵۶	اور ان کا ذکر جنکے لیے یہ عمل موافق نہیں ہے
۵۷	کے لیے درختوں کی اصلاح کا طریقہ	۵۷	گڈھون کے کھودنے کا طریقہ اور کھودنے
۵۸	آب پاشی کا وقت ع کی کتاب	۵۸	والے آدمیوں کی ترتیب
۵۹	باب سیزدہم	۵۹	تعمیر غراست اور زراعت کے لیے آدمیوں کا انتخاب
۶۰	پھلون کو عمدہ شیرینی اور سیلے بنانے	۶۰	باب یاسدہم
۶۱	کی غرض سے اشجار کی تذکیر اور درختوں	۶۱	اشجار اور مفرد سم اور مرکب زمین میں کھا ڈالنے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۸۱	درخت انجیر کے لیے چند ترکیبیں		کے دوست و دشمن،
۵۸۲	ایک دوسری ترکیب		باب چہار دھم
۵۸۳	انار، شفتالو، اور امرود میں بعض صفات پیدا کرنا،	۵۱۷	درختوں اور ترکاریوں کی تکالیف اور نقصانات کا علاج ابن حجاج کی کتاب ہے
	مدائی کی کتاب کے گل خیر و میں بعض		باب پانچ دھم
	فریان پیدا کرنا،	۵۶۸	بعض عجیب و غریب ترکیبیں ابن حجاج کی کتاب ہے
۵۸۵	ایک اور ترکیب	۵۷۲	گلاب کے پھولوں کو زرد یا لاجوردی بنانا،
	نارنج، ریحان، سرو، صنوبر، وغیرہ	۵۷۳	گلاب میں خلط موسم پھول لانے کی پہلی ترکیب
	ایک کے ذوق کو خوش نظر اور سدا بہار بنانا،	۵۷۴	دوسری ترکیب
۵۸۹	باب شانست دھم	۵۷۵	تیسری ترکیب
	تازہ اور خشک میوے جمع کرنا، چھوٹے		چوتھی ترکیب
	بج اور ترکاریوں کو محفوظ رکھنا،	۵۷۵	پانچویں ترکیب
۵۹۰	انگور کو میوہ زرد کشمش بنانا اور محفوظ رکھنا		اسی قسم کی ترکیب سیب کے لیے،
۵۹۱	تازہ انجیر رکھنے کی ترکیب		سیب کے لیے ایک نئی ترکیب،
	انجیر خشک کرنا اور انکو جمع کرنا،	۵۷۷	انگور کے لیے ایک دوسری ترکیب،
۵۹۸	سیب اور مردد اور ہی کو رکھنا،	۵۷۸	انگور میں بعض دیگر اوصاف پیدا کرنا،
۶۰۳	پستہ بادام، اور اخروٹ کے جمع کرنا کی ترکیب	۵۷۹	ایک اور ترکیب
۶۰۷	غلوں کے رکھنے کا طریقہ	۵۸۰	ایک اور ترکیب



# فہرست اسماء علماء فلاحات و بعض دیگر اسماء مذکورہ کتاب الفلاحۃ

نمبر شمار	اسما	نمبر شمار	اسما
۱	ابراہیم بن محمد بن بصال،	۱۵	ابو الجہم
۲	ابن ابی جواد،	۱۶	ابو حریرہ
۳	ابن ابی حزام	۱۷	ابو حنیفہ الدینوری
۴	ابن ابی طالب	۱۸	ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن نعص الاندلسی
۵	ابن جزار	۱۹	ابو عبیدہ
۶	ابن الحار	۲۰	ابو علی
۷	ابن الجزار	۲۱	ابو عراحمہ بن محمد بن ججاج،
۸	ابن حزم الاندلسی	۲۲	ابو بس
۹	ابن رضوان	۲۳	ابو یوس
۱۰	ابن زبیر	۲۴	ابو جعفر محمد بن علی
۱۱	ابن زہرہ	۲۵	احمد بن ابی خالد،
۱۲	ابن شعیب المدائنی	۲۶	اخوخ، انوخا،
۱۳	ابن ماسرحیہ احمد	۲۷	آدم،
۱۴	ابو النخیر اشیبلی،	۲۸	ارسطا طلین

# ب

نمبر شمار	اسماء	نمبر شمار	اسماء
۲۹	اسحاق بن سلیمان،	۴۷	بولعاس
۳۰	اسطوریس،	۴۸	ثابت بن قرة
۳۱	الاصمعی،	۴۹	حافظ
۳۲	افریایوس	۵۰	جایوس
۳۳	افیمون	۵۱	جیم
۳۴	البتدادی	۵۲	حاج غناطی،
۳۵	الخطیب ابو عمر بن حجاج	۵۳	حایره
۳۶	الزهرادی،	۵۴	دونا
۳۷	امرو القیس،	۵۵	دیاسقور بدوس
۳۸	المهلب بن ابی صفرة	۵۶	دیاقراطیس
۳۹	انتولیس	۵۷	دیوایط
۴۰	انون	۵۸	رازی (شیخ محمد بن زکریا رازی)
۴۱	بارون	۵۹	سادحس
۴۲	بندون	۶۰	سادی
۴۳	بردرانطوس	۶۱	سراعوس،
۴۴	بقراط المبیط	۶۲	سقانوس ستغانوس،
۴۵	برلیایوس	۶۳	مسلم بن جندب
۴۶	بورقسطوس	۶۴	سکانوس

نمبر شمار	اسما	نمبر شمار	اسما
۶۵	سودیلون	۸۳	قیس بن عامر
۶۶	سورپوس	۸۴	کبدی
۶۷	سید اغوس	۸۵	کرمان
۶۸	شولون	۸۶	کینوس
۶۹	صفیرت (کسانی)	۸۷	کیوس
۷۰	طارطیس	۸۸	کشاهم
۷۱	طامتری (کسانی)	۸۹	کلمی
۷۲	طاهر	۹۰	لقیطیس
۷۳	طامیر	۹۱	لادون اسود
۷۴	طوراطیقوس	۹۲	ماسی سورنی (کسانی)
۷۵	عتیبه بن ابی سفیان	۹۳	محمد بن سلام
۷۶	غویب بن سعید القرطبی	۹۴	محمد بن یعقوب بن حدام
۷۷	عمر بن سعد یکرک	۹۵	مرسیال الطیبی
۷۸	عمر بن بحر الجاحظ	۹۶	مرسبنال
۷۹	غریب بن سعد	۹۷	مرعطیس
۸۰	قطوس قطن	۹۸	مردنی
۸۱	قطوس بن امش	۹۹	منهاریس
۸۲	قونامی (کسانی)	۱۰۰	جهراریس



نمبر شمار	اسما	نمبر شمار	اسما
۱۰۱	موسال	۱۰۵	مینو شاد
۱۰۲	موسی بن نصر	۱۰۶	یوقنصو ص
۱۰۳	نامیک	۱۰۷	یونیسوس
۱۰۴	وزغ		



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ

## سپاسنامہ

اولوالعزم سلاطین کے وہی کارنامے صفحہ تاریخ پر زریں حروف سے لکھے جاتے ہیں جو ملک و قوم کی علمی، تمدنی، اقتصادی اور اخلاقیات کی اصلاح و ترقی کے لیے انجام دیئے گئے ہوں، آئندہ نسلوں کے لیے بھی یہی چیزیں ان کے اسلاف کی یادگاہ بن جائیں، یہی ان کی منازلِ ترقی کی چراغِ راہ اور مسلسل ہدایت بن کر نظر آتی ہیں اور انھیں سے وہ میدانِ عمل میں سبقت لجاتی ہیں، مصر اور یونان، روم اور فارس، عرب و عجم کی ساری تاریخیں ایسے ہی شاندار کارناموں سے لبریز ہیں،

ہمارے خسرو دکن علیٰ حضرت ظلِ سبحانی سلطانِ علوم میر عثمان علی خان بہادر باقاعہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے درخشاں عہدِ ہایوں میں جو عظیم الشان ترقیاں ملک کو نصیب ہوئی ہیں، ان میں سے ہر ایک یا تو گذشتہ سلاطین اور فرمانرواؤں کی یاد تازہ کر رہی ہے، یا ہماری آئندہ نسلوں کے لیے سرمایہٴ حیات مہیا کر رہی ہے، علمی حیثیت سے جامعہ عثمانیہ، دارالترجمہ، دائرۃ المعارف اور دیگر مدارس اور مجلسِ علمیہ قدیم و جدید علوم کے احیاء اور نشاۃٴ میں مصروف ہیں، علمی، اقتصادی اور عمرانی حیثیت سے ڈاکٹری

طہارت، عدالت، تعمیرات، آب پاشی، ریلوے صنعت و حرفت، ترقیات عامہ، اُردو اور دوسرے شہجہائے حکومت جس حسن و خوبی کے ساتھ اپنے خدمات انجام دے رہے ہیں وہ اعلیٰ حضرت کی بے نظیر علمی سرپرستی، تدبیر مملکت اور حکمت علی کا بہترین ثبوت تین زراعت کا جو اہم کام اس وقت مالک محروسہ سرکار عالی میں انجام پا رہا ہے، وہ سلطنت کے نمایان نشان ہے، مختلف مقامات میں آب پاشی کے لیے نہروں اور تالابوں کی تیاری جس سرعت کے ساتھ اعلیٰ پناہ پر اگر نقد مصارف سے ہو رہی ہے اس سے قوی توقع ہے کہ سلطنت اصفیہ کی زراعتی اور اقتصادی ترقی بہت جلد حیرت انگیز طور پر دوسرے مالک کے دوش بدوش پہنچ جائے گی، ان ہی مفید اغراض کو مد نظر رکھ کر اعلیٰ حضرت نے کتاب الفلاہی نامہ اور مفید کتاب کے مصارف طبع و ترجمہ کی عہدداشت کو شرف قبول بخشا جس سے مصروف دکن بلکہ تمام سرزمین ہند پر ایک ایسا عظیم الشان احسان فرمایا جس سے آئندہ نسلیں اس علمی چشمہ فیض سے ہمیشہ سیراب ہوتی رہیں گی،

اسلئے بندہ ناچیز اعلیٰ حضرت سلطان العلوم شہر یار دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنت کی بارگاہ جہان پناہ میں تمام ملک و قوم کی جانب سے یہ مودبانہ سپاسنامہ پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہے اور خدا سے دعا کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت ایسی علم پرور اور رعایا نواز ذات اقدس کا تمام عالم پر تاباں و پرتو فگن رہے،

الہی پرہیزم اقبال و افتاب سر و دولت شاہانہ و امانت بان درخشان باد

خاکسار

سید ہاشم ندوی،

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ

## مقدمہ مترجم

زراعت کی ابتدائی تاریخ، [زراعت اور کاشتکاری کی ابتدائی تاریخ کے متعلق جدید محققین کا عام خیال یہ ہے کہ جب انسان میں تہذیب اور تمدن کے دور کا آغاز ہوا تو اس نے آہستہ آہستہ اپنی ذہانت طبی سے ضروریات زندگی کا احساس کیا اور اس کے مہیا کرنے کی دھن میں لگ گیا، یہاں تک کہ اس نے اپنی خوراک حاصل کرنے کے لیے کاشتکاری کا طریقہ ایجاد کیا، پہری آف ورلڈ میں چارلس ہیل صاحب لکھتے ہیں،

”زراعتی ترقی کی بابت اگر کسی کو غور کرنا ہے تو وہ ابتدائی زمانہ کے سکے اور اوزار، سامان اور دستکاری دیکھے تو وہ اس سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ دنیا میں اول اول جنہوں نے ضرورت قدرت کے مشابہ سے سبق حاصل کر کے کاشتکاری کا کام شروع کیا ہوگا، انہوں نے ضرورت ایک ٹیڑھی نوکدار لکڑی سے زمین کو یہ کہ چند بیج بوئے ہوں گے تاکہ انسانی غور اک حاصل کریں۔“

پھر یہی مورخ لکھتا ہے،

”ہل کی ایجاد کو ضرورت انسانی، ذہانت اور مادی ترقی کے بڑھنے کا آغاز سمجھنا چاہیے،

ماڈرن انسائیکلو پیڈیا میں ہے،

”یہ فن دوسرے فنوں کا سرچشمہ مانا جاتا ہے اور یہ تمام مالک میں ابتدائی

تہذیب اور تمدن سے رائج ہے“

لیکن قدیم محققین کا یہ خیال ہے کہ زراعت کی ابتداء اسی وقت ہوئی جب کہ حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں نسل انسانی کے اضافہ اور اسکی تعلیم و تربیت کے لیے بھیجے گئے، کیونکہ ان کو دنیا میں آنے کے بعد سب سے پہلی چیز ضروریات انسانی میں سے غذا کا مہیا کرنا تھا، مصنف کتاب الفلاحۃ اپنے مقدمہ میں لکھتا ہے،

”یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حکم سے اور اسکی تعلیم سے زراعت شروع کی، اس کے بعد شیث بن آدمؑ اور حضرت ادریس علیہما السلام نے زراعت کی، اس عرصہ میں طوفان نوحؑ آیا جو لوگ کشتی نوح پر سوا تھے جب وہ باہر نکلے تو ان کو کسی چیز کا علم نہ تھا، حضرت ادریس علیہ السلام نے ان کو زراعت کا طریقہ بتایا۔“

قدیم اور جدید محققین میں صرف نقطہ نظر کا اختلاف ہے، جدید طبقہ چونکہ ہر چیز کے اصل و اسباب کی جستجو میں رہتا ہے، اس لیے وہ تدبیراً انسان کی ترقی کو تسلیم کرتا ہے اور اسکی تمدنی اور معاشرتی ترقی کے مختلف دور مانتا ہے، لیکن قدیم طبقہ انسان کی ان تمام ترقیوں کی ابتداء کو الہامی تصور کرتا ہے، اور اس کا خیال ہے کہ یہ سب چیزیں جو بعد میں انسان کی تہذیب اور تمدن کے نام سے موسوم ہوئی ہیں، انکا آغاز انبیاء اور صلحاء کے ہاتھوں سے ہوا، ورنہ انسان دراصل وحشی اور جاہل تھا اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں دیگر مخلوقات کا محتاج تھا، اس کو اپنے گرد و پیش کی چیزوں کا کیا علم تھا جو وہ نجوم، وحیئت

حکمت و فلسفہ، فلاحیت اور مساحت کے مسائل پر غور کرتا، مفتاح السعادة علوم کی تاریخ میں ایک مستند کتاب ہے، اس میں لکھا ہے،

واعلم ان منبع علوم الحکمة النظرية جاتا ہے کہ علوم حکمت نظریہ کے سرچشمہ اور ان کے  
 واستاذ الكل فيها ادریس بنی علیہ السلام، خدا نے آپ کو بتو  
 ان الله النبوة والحكمة وعلم الخوم اور حکمت اور نجوم کا علم عطا فرمایا، اور ان پر تیس صحیفے نازل  
 وانزل عليه ثلاثين صحيفة وافهمہ کئے، نمون کی گنتی، اور حجاب سکھایا، اور بہت سی  
 عدد السنين والحسناء وعلیہ السلام تعالیٰ السنتہ دہائی سکھائی، حق کی وہ اپنے زمانہ کی بہتر زبانوں  
 حق تکلم انسانی منہ ثلثین سبعین سنہ میں لوگوں سے گفتگو کرتے تھے،

بقراط اور جالینوس کی علم طب کے متعلق بھی یہی رائے ہے کہ یہ الہامی علم ہے، کیونکہ  
 ابتداءً تو نباتات کا علم تھا اور نہ لوگ اس سے علاج کرنا جانتے تھے، بلکہ الہامی طریقہ پر  
 بعض انبیاء یا مقدس ہستیوں کو یہ چیزیں بتائی گئیں، یہی خیال قدیم علمائے فلاحیت کا زور  
 کے متعلق ہے،

علم فلاحیت کی تدوین یہ تو اس کی ابتدائی تاریخ کے متعلق بحث تھی، لیکن زراعت نے  
 در اصل اس وقت علمی جامہ پہنا جب کہ مصر اور یونان میں علوم اور معارف کا زور شور  
 تھا، ان دونوں ملکوں کے باشندوں نے اس فن پر کافی توجہ کی اور اپنی اپنی زبانوں  
 میں ضخیم کتابیں لکھیں، قونامی جو ایک مشہور عالم فلاحیت گذرا ہے اور ابن ندیم نے جسکے  
 متعلق یہ لکھا ہے کہ یونانی اس کو نبی سمجھتے تھے، اس نے اس فن پر ایک مبسوط کتاب  
 لکھی ہے جو فلاحیت بنطیہ کے نام سے مشہور ہوئی، قونامی کے علاوہ دمیترطیس، تھراس

سے کشف الظنون علم طب، سے فہرست ابن ندیم،

وغیرہ نے بھی کتابیں لکھی ہیں اور ان تمام نے ذاتی تجربات کے بعد اپنے اقوال کو ملک کے سامنے پیش کیا، انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا اور ماڈرن انسائیکلو پیڈیا میں قدیم فلاحہ مصر و یونان پر جو مختصر مضمون لکھا ہے گو اس سے قدیم علم فلاحہ کی ترقی پر کوئی زیادہ روشنی نہیں پڑتی، لیکن تاریخی حیثیت سے چونکہ اس کا ثبوت ملتا ہے، اس لیے اس کا اقتباس لکھا جاتا ہے،

ماڈرن انسائیکلو پیڈیا میں ہے،

در زراعت زمین کی کاشتکاری کا نام ہے خصوصاً وہ کاشتکاری جو بل کھیت کو جوت کر کھیتی ہے اور جسکی غایت انسان اور جانور کے لیے دانے اور دوسرے قسم کے غلے کی پیداوار ہے، اس فن میں زمین کی اصلاح اور تعمیر بھی شامل ہے اس میں بیج کا بونا، پودوں کا جانا، علون کو اوسا نایہ سب کرنا پڑتا ہے نیز مویشی اور دوسرے جانور دن کی نگہداشت بھی کرنی پڑتی ہے، ہمارے پاس اس کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، کہ مصر، مقدونیہ اور چین وغیرہ میں اس فن کو کامیابی کے ساتھ کب علی جامع پہنایا گیا، قدیم یونانیوں کے پاس زراعت کے آلات یا تو بہت ہی کم تھے یا بالکل سادہ ہوتے تھے، ہیلسوائیڈ (Helswig) نے سہ قبل مسیح میں زراعت پر ایک نظم لکھی ہے، اس میں اس نے بیان کیا ہے کہ اگلے زمانہ میں ہل کے تین حصے ہوا کرتے تھے، زمین کو تین مرتبہ جوتا جاتا تھا، ایک موسم خزاں میں دوسرے موسم بہار میں اور تیسری مرتبہ بیج بونے سے کچھ ہی قبل جوتا جاتا تھا، کھاد بھی استعمال کی جاتی تھی اور مٹی کے ساتھ ریت ملائی جاتی تھی، اور بیج ہاتھ سے بویا جاتا تھا، اناج درانتی سے کاٹا جاتا تھا اور گھون میں باندھ کر کھلیاں میں رکھا جاتا تھا اور اس کو بیلوں سے پامال کر کے ہوا میں

اوسا یا جاتا تھا، اور پھر غلون کو کوٹھیلون میں رکھا جاتا تھا بوقت ضرورت کام میں لایا جاتا تھا۔  
انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں یہ لکھا ہے،

”مصر کی قدیم یادگاروں سے ہمیں قدیم زراعت کے ابتدائی معلومات حاصل ہوتے ہیں، مصر بہ عہد فرعون ایک ایسا ملک تھا جہاں بڑی بڑی ریاستیں یا زمینداریاں تھیں، ان ریاستوں میں رعایا یا غلام یا مزدور کاشتکاری کیا کرتے تھے اور یہ سب کے سب ایک کھپیا یا سردار کے ماتحت رہتے تھے، مصر کی زر خیزی دریائے نیل کی وجہ سے تھی پانی ساحلی زمینوں کو سیراب کرتا ہوا اداوی نیل کے دور دراز مقامات میں نالوں کے ذریعہ سے پہنچتا تھا، خزان میں جب دریا کے آثار کا زمانہ ہوتا تھا تو بیلوں کو لکڑی کے ڈنڈوں میں جوہل کی شکل کے ہوتے تھے، جوت کر زمین پر چلا یا جاتا تھا تاکہ زمین درست ہو جائے، بڑے بڑے ڈھیلوں کو بعد میں لکڑی کے کندوں یا چھاروں سے توڑ کر ہاتھ سے برابر کر دیا جاتا تھا، اس کے بعد بیج بودیے جاتے تھے، اسکی ترکیب یہ تھی کہ زمین میں بیج چھڑک کر بھڑوں کو کھیت میں ہانک دیا جاتا تھا، تاکہ وہ اپنے پیروں سے زمین کو الٹ پلٹ دیں، اور بیج چھپ جائیں، غلہ کی تیاری کے بعد اس کو ڈٹھل سمیت کاٹ لیا جاتا تھا اور کھلیان میں جمع کر دیا جاتا تھا، پھر بیلوں کو چلا کر گاہا جاتا تھا اوسانے کا کام عورتیں کرتی تھیں جو غلہ کو کسی لکڑی کے تختہ پر رکھکر ہوا کے رخ پر ہلاتی تھیں جسے بھوسہ ہوا میں اڑا جاتا تھا اور غلہ زمین پر گر جاتا تھا، گیہوں اور جو غلہ کی خاص قسم تھی، باجرہ کی کاشت بھی ہوتی تھی، مٹر، ماش، مونگ، سور، آہر اور ترکاریوں میں سے سیم اور تو بیا وغیرہ اور دوسرے نباتات اور سبزیان بھی بکثرت ہوتی تھیں، بیلوں کی بہت قدر کیجاتی تھی، اور ان کی نسل کی نہایت ہوشیاری سے نگہداشت کیجاتی تھی، قاز اور بطن بھی



پالی جاتی تھیں،

» یونان میں کاشتکاری یا زراعت کا قدیم ترین دستور دریا کی نزدیکی اور زمین کی تر  
پر موقوف تھا، قدیم زراعت میں کسی قدر ترقی اس وجہ سے ہوئی کہ یونان اور روم کے کاشتکار  
زمین کی زرخیزی کو قدرت پر چھوڑ دینے کے عادی نہ تھے، یونان چونکہ ایک پہاڑی خطہ  
تھا لہذا یہ انگور کی کاشت کے لیے زیادہ موزوں تھا، بہ نسبت گہون اور جو وغیرہ کی کاشت  
کے، اسکی زراعت کے متعلق کسی قدر معلومات تقریباً آٹھویں صدی قبل مسیح سے ہم  
پہنچ سکتے ہیں اور اوسو فو میکس آف زینوفون (Oeconomica of Xen)  
اور مورے کی کتاب اور تھیوفریس کی کتاب پودوں کی تاریخ اور ان کا انا  
(History of Plants and origin of Plants of the people)  
میں کھاد وغیرہ کے متعلق بھی دلچسپ معلومات ہیں زمین کی آمیزش وغیرہ کا بھی تذکرہ ہے  
آخر الذکر علم نباتات کا سب سے پہلا مصنف ہے،

» یونان میں موسم سرما کی اقتادہ زمین کو پے در پے ہل چلا کر کام میں لایا جاتا ہے  
چھوٹے چھوٹے پودوں کو اکھاڑ لیا جاتا تھا اور فصل در انتی سے کاٹی جاتی تھی زمین میں اونچی اونچی  
ٹھونٹیاں چھوڑ دی جاتی تھیں تاکہ آئندہ زراعت میں بطور کھاد کے استعمال میں آسکیں  
غلہ کو جھاڑنے اور اوسانے کا طریقہ وہی تھا جو قدیم مصریوں کا تھا، گہون اور جو تو مشہور  
فصل تھے، سبزہ زاروں کو کاٹنے کے بجائے مویشیوں کو ان میں چرا یا کرتے تھے شہر کا  
(Attica) میں زیتون اور انجیر کثرت ہوتے تھے، لیکن عام زراعت  
ان ہی مقامات پر عملدگی سے ہوئی تھی جہاں زمین ترائی یا تالابوں کے ذریعہ سے  
کام میں لائی جاتی تھی۔

یونان کی قدیم زراعت کے متعلق جو معلومات انگریزی مورخین نے دی ہیں وہ بالکل نشہ ہیں، کتاب الفلاحہ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہو جائے گا، کہ یونانیوں نے اس فن میں کیا ترقی کی اور ان میں کتنے ماہرین فن پیدا ہوئے،

فلاحہ کی ترقی عربوں کے دور میں | اس کے بعد عربوں میں جب دور حکومت کا آغاز ہوا اور علوم و فنون کے مدارس کھل گئے تو انھوں نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ ان قدیم علوم کو حاصل کیا اور ان میں اپنے تجربات سے بہت بڑا اضافہ کیا بلکہ ان علوم کو جدید ہونے والوں کے ساتھ منضبط کیا، اندس چونکہ قدرتی طور پر بر خیز اور شاداب خطہ تھا اس لیے جب اسلامی تمدن کو وہاں عروج حاصل ہوا تو اور علوم کے ساتھ ساتھ علم فلاحہ نے بھی عظیم شان ترقی کی، سارا ملک فواکہ اور میوہ جات کے درختوں سے سرسبز نظر آنے لگا، اور ہر قسم کے غلوں کی پیداوار سے ملک کی اقتصادی حالت بہت جلد معراج کمال کو پہنچ گئی، الاحاطہ فی اخبار غرناطہ میں لکھا ہے،

”مورخین نے لکھا ہے کہ ہمارے ملک کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہاں کی زمین پورے سال بھر زراعت اور کاشتکاری کے کام آتی ہے اور کوئی زمانہ فصلوں کی پیداوار سے خالی نظر نہیں آتا“

رفتہ رفتہ زراعتی حیثیت سے اس ملک کو اتنا فروغ حاصل ہوا کہ پہاڑوں پر بھی زراعت ہونے لگی اور کچھ ہی دنوں بعد اندلس میں زراعتی پیداوار کی منائش گاہ قائم ہوئی احاطہ میں غرناطہ کی شادابی کے متعلق لکھا ہے،

”سامنے کے پہاڑوں نے جو غم دار درختوں سے ڈھکے ہوئے ہیں، چلون کا ایک خطہ قائم کر دیا ہے، اس کے پیچھے کے میدان کے اطراف و جانب میں گیتوں کے

سر سبز دیا لہرین مارتے ہیں اور اب یہ اعلیٰ قسم کے غٹون کا مخزن ہے۔

ایک دوسری جگہ پر لکھا ہے

”رازمی نے البیرہ کے واقعات کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ اسکی زمین سرسبز اور

شاواست ہے۔ اس میں نہرین بکثرت ہیں، انواع و اقسام کے درخت ہیں، پھل باقراط ہیں  
اخروٹ اور بیشک بہت عمدہ ہوتے ہیں“

علم فلاحات اس وقت تک یونانی اور نبطی زبان میں تھا، اسلیے جب عربوں نے

اس طرف اعتبار کیا تو غٹون نے اس کو عربی زبان میں منتقل کرنا شروع کیا، اور پھر اس

فن پر مستقل کتابیں لکھیں، چھٹی صدی ہجری تک اس فن کی بڑی بڑی مبسوط کتابیں

ترجمہ ہوتا رہا، سب سے پہلے قوتامی کی فلاحات بنطیہ کا متعدد علماء نے ترجمہ کیا، ابن وحشیہ کی

کتاب الفلاحات بھی اسی کا ملخص ہے، اس کے بعد اور دوسری کتابوں کا ترجمہ ہوا، اس

وقت کے علماء فلاحات میں سے راذمی، اسحاق بن سلیمان، ثابت بن قرۃ، ابو حنیفہ دینوری

حکیم ابو الخیر اشبیلی اور حاج غنامی وغیرہ نے اس فن پر ضخیم کتابیں لکھیں، ان کے علاوہ

اور بھی علماء فلاحات کی تصانیف یا ان کے اقوال کا متعدد کتابوں میں ذکر ملتا ہے،

چھٹی صدی میں علامہ ابو زکریا یحییٰ بن محمد بن احمد المعروف بابن العوام اندلسی

اشبیلی نے ان تمام تراجم اور تصانیف کا بغور مطالعہ کیا اور قدیم علماء فلاحات کی راہوں

اور اقوال کا اعلیٰ طور پر تجربہ کر کے اس فن پر دو جلدوں میں ایک مبسوط کتاب لکھی جو

کتاب الفلاحات کے نام سے مشہور ہوئی، علامہ موصوف اندلس کے مشہور ماہرین طبئیات

میں سے تھے، ان کا طرز بیان ملک میں بہت زیادہ مقبول تھا، یہ کتاب ان نا در تصانیف

میں ہے جن کا ذکر علماء فلاحات نے اپنی کتابوں میں کیا، علامہ احمد بک ندی نے جو پھر

کے مشہور عالم فلاحت تھے، اپنی کتاب حسن الصنائع فی علم الزراعة میں اس کے بہت سے مباحث اور اقوال پر روشنی ڈالی ہے،

مصنف نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ میں نے متقدمین اور متاخرین علمائے فلاحت کے اقوال اور انکی کتابوں سے زیادہ بحث کی ہے چنانچہ میں سے زیادہ یونانی اور لاطینی ماہرین فلاحت کے اقوال کے اقتباسات موجود ہیں، اس عالم کو اس فن پر اتنا تجربہ حاصل تھا کہ اس نے جس مسئلہ پر قلم اٹھایا ہے، اولاً اصل مسئلہ کی نوعیت پر بحث کی ہے اس کے بعد متقدمین کی رایوں کو نقل کیا ہے اور ان کے اختلافات کے وجوہ بیان کیے ہیں اور پھر متاخرین کے اقوال پیش کئے ہیں اور ان کے جدید اصول کی تبدیلی کے اسباب پر بحث کی ہے پھر اپنی رائے سے جو خاکہ کی نوعیت رکھتی ہے ان اختلافات کا بہترین فیصلہ کیا ہے،

مصنف نے اس میں سب سے پہلے علم فلاحت کے اغراض و مقاصد سے بحث کی ہے پھر اس کی مختصر تاریخ لکھی ہے اس کے بعد تمام اصولی زراعت پر ناقدانہ بحث کی ہے، زمین کے تمام اقسام کا مفصل ذکر کیا ہے، اچھی اور بری زمینوں کی شناخت کے متعدد طریقے لکھے ہیں، زمین کی اصلاح اور تعمیر کی مفید ترکیبیں لکھی ہیں، درختوں اور دوسرے نباتات کے اقسام کی طویل فہرست دی ہے، ان کی زراعت کے مختلف اصول بتائے ہیں، نباتات کی کیمیائی تحقیقات زمین سے ان کے تعلقات، پانی کے ان پر اثرات کو تفصیلی طور پر بیان کیا ہے، کھاد اور اس کے اقسام آب پاشی، اور اس کے ذرائع، آلات زراعت کا طریقہ استعمال، درختوں کی آپس میں ترکیب یعنی پیوند اور اس کے نادر اصول، آفات سماوی، اور ارضی نیز دیگر نباتی امراض کے

مفید علاج، نقصانِ رسانِ حیوانات، نباتات اور حادثات کے دفعیہ کے طریقے ان سب کا نہایت عمدگی کے ساتھ ذکر کیا ہے،

خصوصیت کے ساتھ اس کا وہ حصہ بہت زیادہ دلچسپ ہے جو باغبانی سے تعلق رکھتا ہے، باغبانی کے تمام قواعد و ضوابط کی تشریح کر دی ہے، اشجار اور نواک کے لگانے کی عجیب و غریب ترکیبوں کو بیان کیا ہے، ایک ہی درخت سے مختلف انواع اور اُلوان کے پھل حاصل کرنے کا جو طریقہ بتایا ہے وہ بالکل نرالا ہے، باغبان اور زراعت کی فسیات سے بھی کہیں کہیں بحث کی ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ زراعت اور باغبانی کے لیے کس قسم کے آدمیوں کا انتخاب کرنا مناسب ہوگا، عام جاہل کاشتکار کے نقائص پر ایک طویل بحث کی ہے، ان کی کاہلی اور سستی سے متنبہ کیا ہے، اسکی پوری کوشش کی ہے کہ زمیندار کو تمام ان فروعی باتوں سے واقف کرادے، جن کے بغیر وہ کامیاب زندگی کسی طرح بسر نہیں کر سکتا ہے،

علامہ احمد بک مصریؒ نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے، "کہ علمِ فلاح کا اصل موضوع علمِ نباتات ہی لیکن یہ علمِ حیوان، علمِ میکائیکا (فنِ آلات سازی)، علمِ طبیعیات اور علمِ کیمیا کا محتاج ہے، ان کے بغیر کوئی شخص صحیح طور پر عالمِ فلاحت نہیں کہا جاسکتا۔" کتابِ فلاح کے مصنف نے بھی انہیں معلومات کی طرف اپنے مقدمہ میں اشارہ کیا اور پوری کتاب میں ان چیزوں کو پیش نظر رکھا ہے، علمِ حیوان اور علمِ نباتات کے لیے تو ایک الگ باب ہی باندھا ہے، اور دوسرے علوم کے متعلق بھی معلومات بہم پہنچائیں

اسے پھر کے جدید علمائے فلاحت میں سے ہیں، انھوں نے اس کے لیے اس فن پر متعدد کتابیں لکھی ہیں، ۱۲۰

اس کتاب کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے جن ماہرینِ فلاحت کے اقوال کو نقل کیا ہے ان کا پہلے ذاتی طور پر تجربہ کر لیا ہے، اگر ان کے تجربہ کا موقع نہ مل سکا تو یہ لکھ دیا ہے کہ میں نے اس کا تجربہ تو نہیں کیا ہے لیکن جس شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے اسکی صداقت پر چونکہ مجھ کو اعتماد ہے اسلئے میں نے یہ نقل کر دیا ہے، مصنف کی اس احتیاط نے کتاب کی شان بہت بڑھا دی ہے جو اس فن کی دوسری کتابوں میں مفقود ہے،

نباتات کی حیات کے متعلق ابھی حال میں بعض انگریزی رسالوں میں کسی ماہر علمِ نباتات کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں اس نے نباتات کی حیات کو مستند و تجربہ سے ثابت کیا ہے، کتاب الفلاحۃ کے مطالعہ سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ قدیم زمانہ میں کوئی محرکہ آثارِ مسئلہ نہ تھا کیونکہ جن واقعات سے نباتات کی حیات کا بین ثبوت مل سکتا ہے مصنف نے نہ تو اس کو اہمیت دی اور نہ اس کے متعلق کسی ماہر فن کے اختلاف کا ذکر کیا ہے، (ترجمہ میں اس قسم کے مشاہدات پر نوٹ لکھ دیا گیا ہے) موجودہ دور ارتقار میں جب کہ ہر علم و فن کی تحقیق و تدقیق جاری ہے علمِ زراعت نے بھی کافی ترقی کی ہے لیکن اس میں ابھی تک معاشیات کا پہلو نظر انداز کر دیا گیا ہے کیونکہ جدید آلات اور مشینوں سے عام لوگوں کا مستفید ہونا ایک مشکل امر ہو گیا ہے، قدیم اصولِ زراعت جس کا تصور ابست خاکہ اب بھی ہندوستان اور دیگر ایشیائی ملک میں نظر آتا ہے ان میں معاشی حالات زیادہ پیش نظر ہیں،

پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے اسکو لون کے لئے جو کتابیں زراعت پر لکھائی گئی ہیں ان میں لکھا ہے کہ اس وقت جو آلات ہمارے ملک میں کھیتی کے کام میں آتے ہیں اگرچہ

عمدہ زمینیں جیسے مالک یورپ کے اور نہ ان سے اتنا کام ہی نکلتا ہے جتنا یورپ کے اوزار سے نکلتا ہے تاہم اس ملک کی آب و ہوا لوگوں کی غریبانہ حالت اور زمین کی حیثیت کے لیے خاصے مناسب ہیں جبکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کے عام زمینداروں کو بہت قیمت صرف کر کے ان کھلون کے خریدنے کی وسعت ہی نہیں ہے۔

قدیم علم خلاصت میں چونکہ ان چیزوں کا کافی لحاظ کیا گیا ہے اس بنا پر اس کتاب میں بھی سہل ترین اصولِ زراعت سے بحث کی گئی ہے اور اسکی پوری کوشش کی گئی ہے کہ جو چیز وقت پر دستیاب ہو سکے اس سے کام نکال کر گوہرِ معصوفہ حاصل کیا جائے۔

ملک کو اس کتاب | ہندوستان جو اپنی زرخیزی اور شادابی میں شہرہ آفاق ہے اور جس کی کی ضرورت | پیداوار سے نہ صرف ہندوستان بلکہ دیگر ممالک بھی مستفید ہو رہے ہیں ابھی تک علمِ زراعت سے نا آشنا ہے اور یہاں کی زراعت اصولی طور پر کیجائے اور تمام قوانینِ زراعت پر عملدرآمد کیا جائے تو اس ملک کی زرخیزی اور شادابی میں چار چاند لگ جائیں گے کیونکہ اس پورے خطہ میں انواع و اقسام کی زمینیں موجود ہیں، سیرابی اور آب پاشی کے قدرتی وسائل بکثرت موجود ہیں مختلف صوبہ جات میں مختلف موسموں کے آثار رونما ہوتے ہیں جن سے زراعت میں بڑی مدد مل سکتی ہے، ہر قسم کے اشجار اور فواکہ کے مزاج اور طبیعت کے مطابق زمینیں دستیاب ہو سکتی ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ اس اہم ملکی خدمت کو کون انجام دے کیا وہ غریب کسان جنکو صحیح و شام چند مقررہ خدمات کے سوا کوئی کام آتا ہی نہیں، نہ وہ زراعت کے صحیح اصول سے واقف اور نہ اس کے متعلق ان کو صحیح معلومات حاصل ہیں کہ جنکی بنا پر وہ مزدورات کی اصلاح کر سکیں ملک کی بد قسمتی اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی کہ اچھے اور تعلیم یافتہ صحابئے اس اہم خدمت

کی طرف جسکی سر زمین ہند اب تک محتاج ہے کوئی توجہ نہیں کی ہے، چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ تعلیم یافتہ نوجوان زراعتی ترقی کی تلاش کر کے اور ملک کو اس حیثیت سے مالا مال کر دیتے، فن زراعت پر مختلف زبانوں میں تصنیف و تالیف کرتے اور ہندوستان کے کاشتکار طبقہ کو ان زرین اصول پر کاربند ہونے کی غلطی طور پر ہدایت کرتے، تاکہ ملک کی پیداوار میں روز افزون ترقی ہوتی اور یہ عام غربت اور افلاس میں کمی ہوتی، کس قدر افسوسناک امر ہے کہ اس فن پر اردو زبان میں محدود و سبب سے چند کتابیں لکھی گئی ہیں اور وہ بھی مخصوص چیزوں کی زراعت کے ساتھ مختص ہیں، قدیم فلاحت پر تو اب تک کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی گئی، جسکی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ موجودہ ماہرین فلاحت نے قدیم فلاحت سے غیر معمولی بے اعتنائی برتی ہے، حالانکہ جدید اور قدیم زراعت میں چند ماہر الامتیاز چیزوں کا فرق ہے، علم میکانیکی کی ترقی نے صرف آلات زراعت کی ایک بڑی تعداد تو ہمیا کر دی ہے لیکن اصولی حیثیت سے دونوں متحد ہیں، ماڈرن انسائیکلو پیڈیا میں ہے،

”زمین کی تعمیر اور کھاد اتنے ہی طریقوں اور ذرائع سے کی جاتی تھی جتنے ذرائع سے جدید زمانہ میں لوگ کرتے ہیں“

انجیلائیڈ کہ ملک کی اس عظیم انسان خدمت کی انجام دہی کا سہرا دولت اصفیہ کے سر بندھا اور اس کتاب کو جو قدیم فلاحت کی زرین تاریخ ہے ملک کے سامنے سب سے پہلے اردو جامہ میں پیش کرنے کا فخر اسی کو حاصل ہوا،

ہم ہندوستان کے تمام زراعتی محکمون سے عموماً اور محکمہ زراعت سرکار عالی سے ضرماً درخواست کریں گے کہ وہ اس کتاب کے مذکورہ طریقوں کا تجربہ کریں اور ان میں سے مفید اور کارآمد اصول کو ملک میں رائج کریں، وکن کی زمین میں گو قدرۃ آب پاشی



کے وسائل اور ذرائع بہت کم ہیں، لیکن پھر بھی یہاں چاول، کپاس، انگور، کھجور، توز،  
 انجیر، سنترہ، آمرو، آم، شریفیہ اور تمام قسم کی ترکاریوں کی کاشت نہایت عمدگی سے  
 ہو سکتی ہے، بلکہ دوسرے مقامات کے لوگ بھی یہاں کی پیداوار سے متمتع ہو سکتے  
 ہیں، اس وقت جبکہ اس دور ہائیون میں تمام محکمہ جات سرکار عالی روز افزون ترقی  
 کر رہے ہیں اور ملک کو ہر طرح کا فائدہ پہنچا رہے ہیں تو محکمہ زراعت سرکار عالی کو  
 بھی اپنا عملی قدم آگے بڑھانا چاہیئے تاکہ ملک جلد خوشحال نظر آئے اور یہ عام قحط جس  
 تمام ملک پر نشان ہے دفع ہو جائے۔

ترجمہ کا خاکہ اصلی | اس کتاب کو سب سے پہلے مسٹر نیکویری نے اپنی زبان میں ترجمہ کیا،  
 اور شائع کیا، اس کے ساتھ اسپین کے پایہ تخت میڈرید کے مطبع سے شائع  
 ہوا، اسپینی مترجم کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے کتاب کو اصلی حالت میں طبع  
 کر دیا، تاکہ اسپین کے علاوہ اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی استفادہ کر سکیں،

جب یہ مطبوعہ نسخہ ہمارے محذوم و محترم نواب عماد الملک مرحوم کے کتب خانہ  
 میں پہنچا تو انھوں نے عین نظر سے اس کا مطالعہ کیا اور ملک کے لیے ایک قیمتی چیز  
 خیال کر کے نواب مسعود جنگ بہادر ناظم تعلیمات سرکار عالی سے اس کے ترجمہ  
 کے متعلق مشورہ کیا، جنھوں نے اسکی تائید کی، نواب عماد الملک مرحوم چونکہ مذہبی اور  
 علمی خدمات میں آخر وقت تک داسے، درے، قدے، سخنے ہستند اور سرگرم رہے  
 اس لئے انھوں نے اس کتاب کے ترجمہ اور طباعت کے مصارف کا بار بھی اپنے  
 سر لیا اور اس کام کے شروع کرنے کی تجویز طے کر دی، ترجمہ کے لیے ان کی نظر انتہائی  
 مجھ ایسے کم علم اور بے بصاعت انسان پر پڑی جو کسی طرح اس کا اہل نہ تھا لیکن

الاصناف فی الادب کی تفصیل میں یہ کام شروع کیا گیا اور اسکی طباعت میں بہت زیادہ  
عجلت لگائی، نواب صاحب مرحوم کی یہ دلی آرزو تھی کہ یہ کتاب ان کی حیات ہی میں  
شایع ہو کر ملک و قوم کے ہاتھوں پہنچ جائے لیکن افسوس  
اسے بآرزو کہ خاک شدہ،

مرحوم دل ہی میں یہ آرزو رکھ کر دنیا کو الوداع کہہ گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون  
نواب صاحب مرحوم نے اپنی زندگی کی آخری گھڑیوں میں اس خدمت سے ملک پر  
جو بڑا احسان کیا ہے وہ ناقابل فراموش ہے، اس لیے تمام ناظرین سے گزارش ہو  
کہ وہ مرحوم کے لیے دعا میں شرکت کریں،

خدا بخشنے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

اس عظیم انسان قومی و ملی حادثہ جانکاہ کے صدر میں مترجم نے بہت سے  
دن گزارے اور اس کتاب کے آئندہ مصارف طبع کے انتظام میں سرگردان پھرتا رہا،  
کہ یکایک ایک کریم النفس، شریف النسب، علم دوست، سستی نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہماری  
امداد کا پورا وعدہ فرمایا یہ ہمارے محترم نواب مسعود جنگ بہادر ناظم تعلیمات و معتمد  
مجلس دائرۃ المعارف کی ذات گرامی ہے،

نواب مسعود جنگ بہادر نے مجلس دائرۃ المعارف میں یہ تحریک پیش کی کہ  
یہ کتاب ملک کے لیے بے حد مفید اور کارآمد ہے بلکہ ایک نایاب چیز ہے،  
اس لیے اعلیٰ حضرت قدر قدرت بندگان عالی کی خدمت میں مصارف طبع و ترجمہ  
کے لیے عرضداشت پیش کیجائے، نواب حیدر نواز جنگ بہادر صدر المہام فینائش  
ادام ائد اقبالہ نے جو اچھل تعلیمی خدمات کے لیے سرکشت ہیں اسکی پوری تائید کی اور

پیشگاہ اقدس میں اس کے متعلق عرضداشت پیش کر دی، بعد ازاں کہ اس کو بہت جلد شرف قبولیت حاصل ہوئی، ہم ان دنوں جلیل القدر ارکانِ حکومت کے سجد منون و مشکور ہیں جنہوں نے ”الدرال علی الخیر کفاحہ“ کی خدمت انجام دیکر اپنی علمی قدر دانی کا پورا ثبوت دیا،

اس کتاب کا اصلی نسخہ غیر مصحح شایع ہوا ہے، اس لیے اس میں بکثرت غلطیاں موجود ہیں، مترجم نے بعض دوسری قلمی اور مطبوعہ کتابوں سے صحت کی کوشش کی لیکن پھر بھی یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا ہے کہ ترجمہ بالکل صحیح ہے، اس لیے ناظرین سے گزارش ہے کہ اگر نقائص نظر آئیں، تو براہ کرم دامنِ عفو میں جگہ دیں اور مترجم کو محاسبہ علمی سے نجات دلائیں،

وستر اللہ مسبول علینا      وعین اللہ ناظراتہ الینا  
واخرها الصلاۃ علی جمیع      امام اکل خیر الشافعیین

العاصی

سید ہاشم ندوی غفر اللہ



۱۔ مثلاً کتاب الفلاحۃ لابن وحشیہ، کتاب الصنائۃ فی علم الزراۃ، مطبوعہ مصر، مصنفات نواب غازی  
جنگ مرحوم، محیط اعظم فارسی اور مفردات ابن بیطار وغیرہ،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مقدمہ مُصَنَّف

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

میں نے مسلمانانِ اندلس اور ان کے علاوہ قدامت کی ان کتابوں کا بغور مطالعہ کیا  
گزشتہ زمانہ میں فنِ زراعت پر لکھی گئی تھیں اور جنہیں زراعت اور باغبانی کے تمام طریقے مذکور ہیں،  
نیز ان تصانیف کو بھی دیکھا جنہیں حیوانات کی پرورش اورداشت کے طریقے لکھے ہیں  
جن مباحث پر یہ کتابیں مشتمل ہیں میں نے ان سے پوری واقفیت حاصل کی ہے اور  
پھر ان کے اقوال کو اپنی اس تالیف میں مجنبہ نقل کر دیا ہے، اگر کوئی شخص اس کے ابواب  
اور فصول پر نظر ڈالے تو اس کا پیہ چل سکتا ہو،

جو شخص اس فن کو ایک ایسی صنعت بنانا چاہتا ہے جس سے وہ باعانتِ خداوند  
اپنی معاش حاصل کر سکے اور اپنے اور اپنے اہل و عیال کے رزق کے میا کرنے میں مدد  
لے سکے، تو درحقیقت وہ اس سے اپنی حاجت روائی کر سکتا ہو، اپنے ارادہ میں کامیابی  
حاصل کر سکتا ہے اور دنیوی منافع اور اخروی مفاد کے حصول میں مدد حاصل کر سکتا ہے  
کیونکہ زراعت اور باغبانی معاش کی کثرت کا ایک بڑا ذریعہ ہے اور اسی طرف سرور

کہائات (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے کہ ”رزق کو زمین کے درخیز حصوں میں تلاش کرو“

شیخ اہل، فقیہ اور خطیب ابو عمر احمد بن حجاج رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مقنع کے ختم پر زراعت کے متعلق ایک تنبیہ لکھی ہے جس میں وہ یہ لکھتے ہیں کہ ”براہِ من! میں نے اس کتاب کو اتمام تک پہنچا دیا اور اس میں ضرورت کے مطابق اپنے عہد کو پورا کر دیا اور اول اول جنگلی اور غبی لوگوں کی رايوں سے مدد حاصل کرنے کو میں نے تمہارے لئے کافی سمجھا، جو نہ تو اہل علم تھے اور نہ صاحبِ نسبت، لیکن اس صنعت میں ان کو مہارت تامہ حاصل تھی اور اس کام سے ان کو خاص مناسبت تھی، لیکن آخر میں ان سے قطع نظر کر کے میں نے تم کو بڑے بڑے حکماء اور مبصر علماء کے آراء کی طرف متوجہ کیا ہے، پس یہی حق تھا کہ تمہارے مقتدی ہوں اور ان کے علاوہ کوئی قابلِ تقلید نہیں ہو، اس لئے تمکو چاہئے کہ ان جاہل اور جفاکار غبی اور کُرش لوگوں کی رايوں کی طرف اپنے کان نہ دھرو اور انکی ذلیل باتوں کی طرف متوجہ نہ ہو، کیونکہ تم ان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے، وہ صرف تمہاری خدمت کے لئے ہیں، علم ان سے دور ہے اور حقیقت سے وہ بعید ہیں،“

## فصل

زراعت اور باغبانی اور اُن کے اصول اور فروع کی تعلیم پر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وہ ارشادات بھی ترغیب دیتے ہیں جو کاشتکاروں اور باغبانوں کے معاوضہ کے متعلق مروی ہیں، آپ سے مروی ہے، کہ جس نے کوئی دخت لگایا یا کھیتی کی اور اسکی پیدائش سے کسی انسان یا پرندہ یا ہندہ نے کھالیا تو یہ اس کے لئے صدقہ ہوگا، آنحضرتؐ

یہ بھی منقول ہے، کہ جس نے کوئی درخت لگایا اور وہ بار آور ہوا تو خداوند تعالیٰ اس کے پھلون کی تعداد کے برابر جزائے خیر عطا فرماتا ہے، ابو ہریرہؓ حضرت سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جس نے کوئی عمارت بنائی یا کوئی درخت لگایا اور اس کو ظلم و تعدی سے پاک رکھا تو اس کا اجر اس وقت تک جاری رہیگا جتنک مخلوق آجی اس سے متمتع ہوتی رہیگی، آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ جب قادر مطلق کسی کھیت کو سرسبز کرنا چاہتا ہے تو ہر خوشہ اور پورے درمیان میں برکت عطا فرماتا ہے اور ہر دانہ کی حفاظت کے لئے ایک فرشتہ متعین کرتا ہے، اور فرمایا کہ جب تم کسی چیز کو بوؤ تو یہ دعا مانگو کہ اے خدا تو برکت عطا کر اور رحمت نازل فرما، اس باب میں بہت سے صحابہ کے اقوال ہیں، لیکن جب قدرین ذکر کر دیا ہے امید ہے کہ کافی ہوگا،

## فصل

انسانی اخلاق کی اصلاح کے لئے جو وصیتیں کی گئی ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ پوچھا گیا کہ مردت کیا چیز ہے، آپ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرنا، اور زمین کی اصلاح کرنا مردت ہے، قیس بن عاصم نے اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے کہا کہ تمکو اپنے مال کی اصلاح کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ ایک شریف شخص کیلئے باعث عزت ہے اور اس کے ذریعہ سے وہ رذائل و قوم سے بے پروا ہو سکتا ہے، عتبہ بن ابی سفیان نے جب اپنے مولیٰ کو اپنی تمام چیزوں کا مالک بنایا تو یہ کہا کہ میرے مال کے چھوٹے چھوٹے حصے کی بھی اتنی حفاظت کر دو کہ وہ آئندہ بڑھ جائے اور کسی بڑے حصہ کو معرض تلف میں نہ ڈالو کہ وہ چھوٹا بن جائے، انھیں مطالب کو اور دوسرے لوگوں نے

بھی اپنی اپنی وصیتوں میں ادا کیا ہے، ان میں سے یہ بھی ہے کہ کاشتکار یا زمیندار کیلئے یہ ضروری ہے کہ اپنی کاشت کی نگرانی کرے اور اس سے کسی وقت غافل نہ ہو، بالخصوص اس وقت جبکہ زمین درست کی جا رہی ہو اور کاشت شروع ہو نیوالی ہو تاکہ مزدوروں کی جانفشانی اور محنت کا اس کو اندازہ ہو سکے، یہ اس کے لئے کافی ہوگا، اور اسی سے اسکے مقصد میں ایک بڑی تبدیلی واقع ہو جائیگی، ایک مثل مشہور ہے کہ زمین اپنے مالک سے ہمیشہ یہ کہتی ہے کہ تو مجھ کو ہمیشہ ساتھ رہنے والا سایہ سچھا،

## فصل

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ کے حکم سے اور اسکی تعلیم سے زراعت شروع کی، اس کے بعد شیث بن آدم اور ادیس علیہ السلام نے، زراعت کی، اسی عرصہ میں طوفان آیا جو لوگوں کشتی نوح پر سوار تھے جب وہ باہر نکلے تو ان کو کسی چیز کا علم نہ تھا، حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو زراعت کا طریقہ بتایا،

## فصل

ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ نے کہا کہ راحت، لذت، سلامت، عزت اور ثواب عشری زمین کے کاشتکاروں کے لئے ہے، زراعت درحقیقت سب سے زیادہ خوشگوار ذریعہ معاش ہے، اسکی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو بارش کے پانی سے سیراب کیجائے، دوسری وہ جو چشموں یا نہروں کے پانی سے سیراب کیجائے، ان میں سب سے زیادہ محفوظ

اور مفید زراعت وہ ہے جو چٹھون اور نہرون کے پانی سے سیراب کیجائے، گو یہ صورت مشقت اور پریشانی سے خالی نہیں ہے، کیونکہ اس میں آلات یعنی چرنی اور ڈول وغیرہ سے پانی ڈالا جاتا ہے، یہ آلات اونٹ، گدے اور چرخ کے ذریعہ سے گردش دیئے جاتے ہیں، چرخوں کا استعمال اس وقت تک نہ کرنا چاہئے جب تک کہ اسکی شدید ضرورت لاحق نہ ہو اور اس کے سوا کوئی صورت عمل بھی نہ ہو، کاشتکار کو اس صورت میں خود نگرانی کرنی چاہئے ورنہ اسکی مشقت دوگنی ہو جائیگی اور اس سے کسی قسم کا فائدہ نہ پہنچے گا، اکثر تم جانوروں کو اپنی ضروریات کے لئے بہت زیادہ مشقت میں ڈالتے ہو اور ان سے اس زیادہ کے خواہشمند ہوتے ہو، حالانکہ ایسا ناپائیدار ہے، تم کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ مال کا وہ حصہ جو کم، لیکن اکٹھا ہو اس مال سے زیادہ نفع بخش اور اعلیٰ ہے جو مقدار میں وافر لیکن منتشر ہو کیونکہ اکتی چیز ایک ہی شخص کے ساتھ وابستہ رہتی ہے، لیکن منتشر چیز ہر شخص کی نگرانی کی محتاج ہے،

## فصل

فلاحیت کے معنی یہ ہیں کہ زمین درست کیجائے، درخت لگائے جائیں، ان میں جو ایک دوسرے سے ملانے کے قابل ہوں ان کو ملا کر بویا جائے، عام طور سے جو غلے بوئے جاتے ہیں انکی زراعت کی جائے، ان میں جو اصلاح کے قابل ہوں انکی اصلاح کیجائے، اور ان کی ایسی نگہداشت کیجائے جس سے ان کو نفع پہنچے اور سرسبز ہوں، ان پر جو اوقات سماوی نازل ہوتے ہیں ان سے ان کو محفوظ رکھا جائے، زراعت میں جو شے سے زیادہ قابل لحاظ ہے وہ یہ ہے کہ کاشتکار کو، اعلیٰ، اوسط، اور ادنیٰ درجہ کی



زمینوں کی شناخت کی ہمارت حاصل ہو، اس کو یہ بھی جانتا چاہیے کہ غلہ، درخت اور سبزی وغیرہ مین سے کونسی چیز قابلِ زراعت ہے اور ان مین سے زیادہ بہتر کون ہے اس سے بھی آگاہ رہنا چاہیے کہ زراعت کے لئے کونسا وقت مخصوص ہے اور کس وقت اس کیلئے ہوا موافق جلتی ہے، زراعت اور باغبانی کے طریقہ عمل کیا ہیں، پانی کی ان قسموں سے واقفیت رکھنی چاہیے جو کھیتوں کی سیرابی کے لئے زیادہ مفید ہیں، گوہر کو کارآمد بنانے کا طریقہ جانتا چاہیے اس سے ہر قسم کے درخت زراعت، اور سبزی وغیرہ کو کھنکر درست کیا جائے، یہ بھی جانتا ضروری ہے کہ زراعت کے قبل زمین کس طرح تیار کی جاتی ہے، اور درختوں کے لگانے کھا دڑانے اور زمین کو پانی کی روانی کے لئے مسطح کرنے کے بعد کونسی صورت اختیار کی جاتی ہے، کاشتکار کو اس کا بھی اندازہ رکھنا چاہیے کہ کونسی زمین کس قسم کے دانوں کی تحمل ہو سکتی ہے، درختوں اور سبزیوں کو آفات سماوی سے بچانے کے تدابیر اور ان پر نگرانی کرنے کے طریقہ دن سے بھی واقفیت پیدا کرنی ضروری ہے تاکہ ان کے منافع سے وہ متنع ہو سکے، اور ان مین آئندہ زیادتی کر سکے، میوہ جات، پھل اور دوسرے قسم کے دانوں کو جمع کرنے کا طریقہ جانتا چاہیے،

## فصل

مین نے خدا کی مدد سے ضرورت کے مطابق اپنا وعدہ پورا کرنے کے بعد اس کتاب مین حیوانات کی پرورش اور انکی داشت وغیرہ کا بیان اضافہ کر دیا ہے، کیونکہ زراعت مین اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے اور ان چیزوں کا بھی ذکر کیا ہے جو غلہ دار زمین اور مکانات مین ضرورت اور فائدہ کی غرض سے پائی جاتی ہیں، انکی عمدہ

قسم کی بھی تفصیل ہے جانوروں سے بچ جانے کے طریقے اور انکی نگہداشت کی تدبیریں بھی لکھی ہیں، ان کے بعض امراض کے علاج کی صورتیں بتائی ہیں اور حیوانات کے متعلق کو بھی ذکر کر دیا ہے،

## فصل

اللہ تعالیٰ ہم کو اور تمکو کار خیر کی توفیق عطا فرمائے، میں نے اس کتاب کو ۳۲ بابوں پر تقسیم کیا ہے اور یہ ابواب فن فلاحت کے مختلف انواع پر مشتمل ہیں جن سے تم انشاء اللہ واقف ہو گے، میں خدا ہی سے مدد کا طالب ہوں اور اسی پر اپنا بھروسہ رکھتا ہوں، شیخ ابو عمر بن مجاہد رحمہ اللہ نے جو تالیفات ۶۶۶ میں کتاب المقتنع کے نام سے کی ہے میں نے اس کو مستند علیہ سجدہ اپنے معلومات کا ذریعہ بنایا، اس کتاب میں مصنف مذکور نے بڑے بڑے ماہرین زراعت اور تکلمین فلاحت کی رائیں نقل کی ہیں، اور ان میں سے تیس آدمیوں کے نام گنائے ہیں، قدیم اصحاب فلاحت میں سے یونیوسٹس، باروٹن، لاقیطوس، یوقنصوس، طارطیدس، تندوٹن، ہرلیاٹس، دیما قراطیس، رومی، کینوس، طورا طیقوس، لادون، حلی، بور قسطوس، عالم روم، سادس، سانوس، سراعوس، اتولیوس، شولون، سیدانوس، سیابی، منہارٹس، مرغیٹس، مرسینال، طینسی، انوٹن، بدورانطوس، وغیرہ کا ذکر ہے، اور متاخرین میں سے رازی اسحاق بن سلیمان، ثابت بن قرۃ اور ابو حنیفہ دنیوری وغیرہ کا تذکرہ ہے، ان کے علاوہ جو لوگ تھے ان کا نام نہیں لیا ہے، میں نے جن کتابوں پر اپنا اعتماد قائم کیا ہے ان میں قونامی کی کتاب الفلاحۃ النبطیہ بھی ہے، جس میں بڑے بڑے حکماء

کے اقوال نقل کئے ہیں اور ان کے اسماء کا بھی ذکر کیا ہے جنہیں سے حضرت آدمؑ، صغریٰ، نبوتشاد، اخوفا، ماسی، دوناد اور طامتری وغیرہ ہیں، اکثر جگہ اس کتاب کے نام کے بجائے حرف (ط) کی علامت اختصار کے خیال سے رکھی گئی ہے، ایک دوسری کتاب جو شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن فضال اندلسی کی تصنیف ہے اسکی علامت (ص) رکھی گئی ہے جس میں محقق نے اس فن کے تجارت سے بحث کی ہے، تیسری شیخ حکیم بو الخیر اشبیلی کی کتاب ہے جس میں حکماء اور فلاسین کی ایک عبت کے اقوال نقل کئے گئے ہیں اسکی علامت (نخ) ہے، چوتھی حاج غناطی کی کتاب ہے جسکی علامت (نغ) ہے، ان کے علاوہ ابن ابی الجواد اور غریب بن سعد کی کتابوں سے میں نے فائدہ اٹھایا ہے، اور دوسری کتابوں سے بھی میں نے اقوال نقل کئے ہیں جو مندرجہ ذیل حکماء کی طرف منسوب ہیں، دیو اط جسکی علامت (دو) ہے جابو جسکی علامت (رج) ہے، انترلیوس (فریقی کی علامت (رف) ہے، حکماء فارس کی علامت (رر) ہے، قسطوس کی علامت (رق) ہے وکیوس کی (رک) ہے اور سطا لیس کی (رطط) ہے اور ہراریس یونانی کی علامت (رم) ہے،

بعض علماء تاریخ نے یہ لکھا ہے کہ ہراریس یونانی اسکندریہ کا باشندہ تھا، اور عربین میں سے تھا اسکی عمر آٹھ سو برس کی تھی، حکماء کے اقوال کو میں نے مجنسہ نقل کر دیا ہے، ان کے الفاظ میں کسی قسم کی اصلاح نہیں کی ہے، بعض غیر مسلم اشخاص کے اقوال کو بھی نقل کیا ہے لیکن طوالت کے خیال سے ان کا نام نہیں لیا ہے، بلکہ کتابتہ یہ کہہ دیا ہے کہ اس سے قبل ایسا لکھا گیا ہے اور بعض نے ایسا بھی کہا ہے، نیز میں نے کوئی رائے اس کتاب میں اس وقت تک درج نہیں کی

جب تک کہ میں نے اس کا متواتر تجربہ نہ کر لیا،

اس کتاب کو میں نے دو حصوں پر منقسم کیا ہے، پہلے حصہ میں زمین اکھاڑا اور پانی کی شناخت اور اس کے طریقہ استعمال سے بحث ہے اس میں پودہ لگانے کی ترتیب اور ان کو ایک دوسرے سے ملانے کی تدبیریں لکھی ہیں، تیسرا حصہ دوسری چیزوں کا بھی ذکر ہے، دوسرے حصہ میں زراعت کے مالہ اور ماحلیہ اور حیوانات کی پرورش کا بیان ہے، واللہ المستعان، وھو حسی و نعم الوکیل،

زراعت کے متعلق ابو عمر بن حجاج رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں چار زمین نقل کی ہیں انکو تینے سے پہلے رکھا ہے اور چونکہ وہ مشاہیر علمائے زمین سے تھے، اسلئے ان کے اقوال کو اصل قرار دیا ہے اور ان میں کوئی کمی و بیشی نہیں کی ہے، کیونکہ یہ باتیں ہمارے شہر میں بھی اسی طرح صحیح اور درست ہیں جس طرح ان کے شہر میں ہیں حالانکہ دونوں میں بعد عظیم ہے اس کتب کے آخری حصہ میں اندلس کے مشہور فلاصین کی کتبوں سے بھی وہ اقوال نقل کئے گئے ہیں جنکا انھوں نے خود تجربہ کیا ہے اور جو قدامت کی راہوں کے بالکل موافق نظر آتے ہیں اور ہمارے نزدیک بھی صحیح ہیں،

## فصل

قوتامی نے فلاح تہ نبطیہ میں قدم کی شرح میں لکھی ہے کما ذکرہ اندہ ایگاکہ قدم زمین کی گہرائی کو کہتے ہیں اور وہ درخت کے لگانے کے لئے کھودا جاتا ہے اور اسکو قدم قدم کے تناسب سے کہتے ہیں کیونکہ ہر دو قدم ایک ہاتھ اور کچھ کم ایک باشت کا ہوتا ہے اور اکثر ایک ہاتھ اور ایک باشت کا ہوتا ہے اور نمش درخت کی جڑوں کو برابر صاف کرنے کو کہتے ہیں،

اس درختوں کی اصلاح مقصود ہوتی ہے، یہ عام طور سے مستعمل ہے، ظم جڑوں میں دو بائیں مٹی ڈالنے کو کہتے ہیں، شق، اطراف اور جوانب سے مٹی کھود کر صاف کرنے کو کہتے ہیں، تدوین درخت کی شاخوں کے چھانٹنے کو کہتے ہیں، اور کچھ سے مراد درخت کو زبردستی ہلانا ہے، کٹ کے اگر کوئی مٹی نہ متعین کئے جائیں تو اس سے دس دانے مراد ہیں، قفہ جس کا ذکر آگے آئیگا قرطبہ کے نصف قفیز کے برابر ہوتا ہے اور حوض سے بارہ ہاتھ لانا اور چار ہاتھ چوڑا گدھا مقصود ہے، اس کتاب میں جو کچھ بیان کیا جائیگا، اس کی تفسیر ان ابواب میں کر دی جائے گی،

## باب اول،

اس باب میں مختلف زمینوں کی شناخت کا بیان ہے، اوسط اور ادنیٰ درجہ کی زمینوں کے علامات اور شواہد لکھے ہیں، زمینوں کے طبائع سے بحث کی ہے، جو زمینیں کہ زراعت یا باغبانی کے قابل ہیں ان کے نام گنئے ہیں اور ان زمینوں کی بھی علامتیں بتائی ہیں جو نہ تو زراعت کے قابل ہیں اور نہ درخت لگانے کے قابل ہیں، اس قسم کی زمینیں تھلہ کہلاتی ہیں،

## باب دوم،

اس میں کھاد اور اس کے طریقہ استعمال اور ان منافع کا ذکر ہے جو زمین، درخت اور دوسرے نباتات کو اسکی وجہ سے حاصل ہوتے ہیں، یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ کس قسم کی زمین اور کس درخت یا کن مزدوعات کے لئے نفع بخش ہے، جن درختوں اور زمینوں کے لئے کھاد مفید ہے اور جبکے لئے یہ غیر مفید ہے، ان کے نام علیحدہ علیحدہ ذکر کر دیئے گئے ہیں،

## باب سوم

اس باب میں پانی کے ان اقسام کا ذکر ہے جن سے درخت اور پودے سیراب کئے جاتے ہیں، کس قسم کا پانی کس زرعت کے لئے مفید ہے، باغون میں آب پاشی کے طریق کیا ہیں، کس طرح ان میں کیا ریان بنائی جاتی ہیں اور کس طرح پانی پہنچانے کے لئے زمین برابر کیجاتی ہے اور اس کے لئے کونسا وقت مناسب ہے۔ ان سب کا مفصل ذکر ہے کتاب اقلیمون وغیرہ میں اسکے متعلق جو بحث کی گئی ہے وہ بھی نقل کر دی گئی ہے،

## باب چہارم

اس میں باغ کے لگانے کی ترکیبیں اور درختوں کو ایک عمدہ ترتیب سے جانے کی تدبیریں درج ہیں،

## باب پنجم

اس باب میں اس کا بیان ہے کہ درخت اور دوسرے انواع و اقسام کے پھل لگانے کی کیا صورت ہے آیا اس زمین میں لگائے جائیں جو آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہو یا اس میں جو چشمون اور کنوؤں کے پانی سے سیراب کیجاتی ہو اس باب میں ان تدابیر کا بھی ذکر ہے جن سے ہر کاشتکار اور باغبان کا واقف ہونا ضروری ہے، اسی میں درختوں کے لگانے کے اوقات بھی بیان کئے گئے ہیں، درختوں کی گھٹیاں اور پھلون کے دانوں کے بونے کے طریقے بھی لکھے ہیں، ملوخ، اوتا دا اور عیون کے لگانے کی صورتیں بھی ہیں، انگور کی شاخوں کے لگانے کی صورتیں بھی

لکھی ہیں جن کو قوامی کہتے ہیں، بتکبیس اور استتلات کے طریقے مفصل طور پر بیان کر دیئے گئے ہیں، اس باب میں اس کا بھی بیان ہے کہ درختوں کے لیے کتنے لائے اور چوڑے گڈھوں کی ضرورت ہے، اور ایک دوسرے میں کتنا فاصلہ رکھنا چاہیے،

## باب ششم

اس باب میں ان درختوں کا بیان ہے جن کے پھل کھائے جاتے ہیں اور ان ترکاریوں کا ذکر ہے جو پکائی جاتی ہیں اور ان کی زراعت پر تفصیلی بحث ہو ان میں سے بعض کی کاشت کے تجربے بھی نقل کئے گئے ہیں، اس پر بھی بحث کی گئی ہے کہ زراعت اور درخت لگانے کے لیے کونسا وقت مناسب ہے، اور کس قسم کی صفائی کی ضرورت ہے، شاخوں کو ترکیب کے لیے کاٹنے کا بیان ہے اسی طرح انگور کے خوشون کا چھننا اور درخت کی لکڑیوں کے کاٹنے کی صورتیں درج ہیں،

## باب ہفتم

اس باب میں ان درختوں کے نام گنائے ہیں جو عام طور سے بلا داندلس میں پائے جاتے ہیں ان کے مختلف انواع اور اوصاف کا بھی ذکر کیا ہے، ہر درخت کے لگانے کا طریقہ الگ بتایا ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ کون سے درخت کس زمین میں لگائے جاتے ہیں ان کو پانی سے سیراب کرنے اور ان میں مختلف قسم کی

کھاؤ ڈالنے کی ترکیبیں لکھی ہیں ہیں نے پہلے پہاڑی درختوں کا ذکر کیا ہے اس کے بعد زرخیز زمین کے درختوں کا ذکر کیا ہے پھر مسطح زمین کے درختوں کا ذکر کیا ہے مثلاً زیتون، زرد، بلوط، آمرو، پستہ، حب الملوک، خروب، ریحان، حار، احمر، انجیر، تسقل، مشقی، عوج، انار، گلنار، اخروٹ، چلتوزہ، چلتوزہ خرد، سرو، عرعر، اہل، انجیر، زوادیہ، قوت، بادام، گلاب، یاسمین، ویاسمین برمی، خیزران، ترنج، نارنگی، نیون، غبیرا، وادی، کاڈی، سفرجل، سیب، میس، زرخیز، بشم، بیض، وشم، اسود، حور رومی، بید، زرد، آلو، شفا، آلو، بچارا، کھجور، انگور، فندق، پیسٹر، موز، دروازہ، صفیر، دغلی، علق، درجہ، آلو، عوج وغیرہ کا ذکر ہے۔

## باب ششم

اس میں ان اشجار کی ترکیب کا بیان ہے جن میں آپس میں الفت اور دوستی ہے، ترکیب کے اوقات، درختوں کے کاٹنے کے طریقے، ترکیب کی حفاظت کے اصول، قلموں کے تراشنے کی ترکیب، اور ترکیب نخلی جو درخت کے علوی حصہ میں کیجاتی ہے اور ترکیب رومی جو پوست اور ہڈی کے درمیان ہوتی ہے اور ترکیب فارسی جو نے میں ہوتی ہے اور ترکیب یونانی جو مستطیل، مربع اور مستدیر چونکہ کھیتی کیجاتی ہے اور ترکیب بالانشاب (ایک درخت میں سوراخ کر کے دوسرے درخت کو اس میں ڈالنا تاکہ دونوں اپنے پھل لائیں) خواہ جڑ میں ہو یا تنے یا شاخوں میں ان درختوں میں سے جو مشہور نام میں، انکا ترجمہ کر دیا گیا اور بقیہ اسماء حلال لغات اور اصل کتاب

میں مل کر دیئے گئے ہیں، مترجم



مین اور ترکیب اعمی (یعنی گھٹلی یا تخم کو بعض دیگر نباتات کے ساتھ بودنا مثلاً گدو کو پیاز کے ساتھ، لکڑی کو گاؤ زبان کے ساتھ اور خر بوزہ کو عوج، سوسن، توت اور انجیر کے ساتھ بودین) اور دیگر عام ترکیبوں کا مفصل بیان ہے، جبکا جانتا ہر کاشتکار اور باغبان کے لیے ضروری ہے، اس میں درختوں کی عمروں سے بھی بحث کی گئی ہے،

### باب نہم

اس میں درختوں کے کاٹنے اور چھانٹنے کا طریقہ اور اس کا وقت بتلایا گیا ہے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کون سے درخت تقسیم کو برداشت کرتے ہیں اور کون اس کے متعل نہیں ہوتے، انکو زمین عمل تحریک کرنے کا طریقہ، اور اس سے قبل تنقیہ کی ترکیب بھی بتائی گئی ہے، کن چیزوں سے درخت کی عمریں بڑھتی ہیں ان کا بھی بیان ہے،

### باب دہم

اس میں درختوں کی زمین کی تعمیر کا طریقہ اور اس کا وقت بتایا گیا ہے، زمین کس حالت میں قابل تعمیر ہوتی ہے اور کس میں نہیں ہوتی ہے، اس کا بھی بیان ہے کہ درختوں کے لیے تعمیر کی کثرت مفید ہے اور کن کے لیے مضر ہے، اس کا بھی ذکر ہے، یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تعمیر اور زراعت کے لیے کس عمر کے آدمی کو منتخب کرنا چاہیئے،

### باب یازدہم

درختوں اور زمین میں کھاؤ ڈالنے کی ترکیب، کن درختوں کے لیے کس قسم

کی کھاد موافق آتی ہے اور کن کے لیے مضر ہوتی ہے، اس کا تفصیلی بیان ہے، شور اور نمکین زمین کا کھاد کے ذریعہ سے علاج کا طریقہ، کھا دوڑانے میں زمین اور درخت کے احوال کی شناخت اور انہیں کے حساب سے کھاد کی مقدار کے تعین کا طریقہ بتایا گیا ہے،

## باب دوازدهم

درخون اور سبز یون میں آب پاشی کا طریقہ اور اس کا وقت اور اسکی مقدار کا بیان ہے، یہ بھی تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ کن درخون کے لیے آب پاشی مفید ہے اور کن کے لیے غیر مفید ہے، اس میں درخون کی زمین کا فراج دیکھنا ضروری ہے،

## باب سیزدهم

انبار کی تذکیر یعنی مالہ کرنے کا طریقہ مثلاً ذکار، باگور دیہ دونوں انجیر کی (ہن) شفا تو، انار، شنتی، احمد، جب، الملوک جس کو ترسیا بھی کہتے ہیں، بادام، اخروٹ، پستہ، زرد آلو، زیتون، سیب، شاہ بلوط، گلاب، کھجور، انار، ترنج، آلو نجا را وغیرہ کی تذکیر کی ترکیبیں بتائی گئی ہیں، پھل کے بڑے کرنے کی ترکیب شہرہ کی افزودنی کا طریقہ، بار میں کثرت پیدا کرنے کا اصول بتایا گیا ہے، درخون میں جو ایک دوسرے سے نفٹ یا عداوت رکھتے ہیں ان کے بھی نام گنائے گئے ہیں تاکہ ان کو دشمنوں سے الگ رکھا جائے اور دوستوں کے قریب رکھا جائے

## باب چهاردهم

انبار اور سبز یون کے امراض اور تکالیف کا بیان اور ان کے علاج کے

طریقوں کا ذکر ہے، مثلاً، سیتب، آلو بھارا، تانبیج، اترج، لیون، رنبھ، انگور، تھیر، قوت، زیتون، آنا، شتقا، بھتی، بادام، اخروٹ، وغیرہ کے امراض اور ان کے مخصوص علاج سے بحث کی گئی ہے، ان کے علاوہ ترکاری اور دوسری سبز لیون کے بھی امراض اور علاج کا ذکر ہے، درختوں میں جو بعض وقت تھیر اور قوت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس کی بنا پر ان کی نشو و نما موقوف ہو جاتی ہے یا پتے جھڑنے لگتے ہیں ان سب کے علاج کے طریقے مذکور ہیں، اسی طرح چیونٹیوں اور دوسرے حشرات الارض کے بھگائے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے، اور پت، اولہ، کھرا اور ٹھنڈی ہوا سے درختوں کو جو نقصانات پہنچتے ہیں ان کے ازالہ کی بھی ترکیب بتائی گئی ہے، گلاب کا درخت جب پرانا ہو جائے تو اس کے نیا کرنے کی تدبیر بھی بیان کی ہے۔

## باب پانچواں

اس میں بعض غیبی ترکیبوں کا ذکر ہے جو درختوں اور ترکاریوں کے لیے مخصوص ہیں، مثلاً، خوشبو، شیرینی، تریاق، اور اسہال لانے والی دواؤں کا شاخون اور جڑوں میں داخل کرنا تاکہ اس درخت کے پھل میں خوشبو، شیرینی، اور لطافت پیدا ہو جائے اسی طرح گلاب میں زرد یا لاجوردی رنگ کے پیدا کرنے کا طریقہ اور گلاب کے پھول کو غیر موسم میں حاصل کرنے کی ترکیب درج ہے، سیتب میں بھی خلاف موسم پھل لانے کی تدبیر اور ان کے پھولوں میں حرورت یا تصویر کے نقش کرنے کی صورت بھی بیان کی گئی ہے، بھتی، اترود، سیتب، اخروڑ، اور گکڑی کے پھل کو مختلف شکل میں دھات کی ترکیب اور انگور کے دانوں کو لانا کرنا اور خوشنوں کو ایک دانے کی شکل میں

نمایان کرنا اور ایک خوشے میں مختلف رنگ کے انگور پیدا کرنے کی تمام صورتیں بیان کر دی گئی ہیں، یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کس طرح انگور کو سیراب کیا جائے کہ اس سے بیدار انگور پیدا ہوں، اسی طرح انجیر کی ایک شاخ میں مختلف رنگ کے پھل پیدا کرنا اور ایک ہی پھل میں مختلف رنگ بنانے کا طریقہ عمل بتایا گیا ہے، گل خیرد میں اہل رنگ پیدا کرنے کی ترکیب اور نارنج، اور ریحان کو وسط حوض یا تالاب میں لگانے کا طریقہ جس، چنڈر اور دوسری ترکاریوں اور سبزیوں کو ہر طرح لگانا کہ سب کی جز ایک ہی ہو، شلجم اور موتی کے پھلون کے بڑے کرنے کی ترکیب اور دھنیا اور ستویا کو بغیر تخم بوائے ہوئے پیدا کرنے کا طریقہ اچھی طرح بتایا گیا ہے،

### باب شانزدہم

اس میں تخم، اور تازے اور خشک پھلون کے جمع کرنے کی ترکیب بیان کی گئی ہے مثلاً انجیر، سیب، امرود، تہی، آرتج، انار، آلو تھنجا، حب الملوک، عناب، بلوط، شاہ بلوط، پستہ، گیمون، جو، مسور، چنا، اور ان غلن کے آثار رکھنے کا طریقہ، اور ان تخمون کو رکھنے کا طریقہ جن سے آئندہ زراعت کی جائے گی، اسی طرح گلاب وغیرہ کے پھول کو اچھی حالت میں رکھنے کی ترکیب اور بعض ترکاریوں اور پھلون کو سرکہ میں ڈال کر غیر موسم میں کھانے کی ترکیب کا پورا بیان ہے،

### باب ہفدہم

یہاں سے اس کتاب کی دوسری جلد شروع ہوتی ہے، اس باب میں قلب

(ایک خاص قسم کا گڈھا یا کنواں) کھودنے کا طریقہ اس کا وقت اور اس کے منافع کا بیان ہے، زمین کے بخر ہونے کے بعد اسکی اصلاح کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے،

## باب شہر دوم

دانوں اور غلوں کی زراعت کے لیے زمین کی درستگی کا طریقہ نیز زراعت کے لیے تخم اور بیج کا انتخاب، اور ان کے اچھے اور برے کی شناخت کی ترکیب کا ذکر ہے، ان تخم کو زمین میں اس غرض سے بونے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان میں سے جو زراعت کے قابل ہوں ان کو چن لیا جائے اور زمین کوئی خرابی لگتی ہو ان کو پھینک دیا جائے، کس قسم کی ہوا کس چیز کی زراعت کے لیے مفید ہے اور کون سے تخم کے لیے کون سی زمین موافق آئے گی، اس کا بھی مفصل ذکر ہے،

## باب نوں دہم

اس میں زراعت کا عام طریقہ، اور اس کا مجموع وقت بتایا گیا ہے، گیہوں اور جو اگت جس کو نبطی زبان میں مٹی کہتے ہیں اور اٹھالیہ یعنی خندروس (بڑی جوار) جس کو نبطی میں خوشاکی کہتے ہیں اور طریر جسکو نبطی میں طراماکی کہتے ہیں، ان کی زراعت کا طریقہ لکھا ہے، تخم یا بیج سے جو پیدا ہوتے ہیں ان میں کون پہلے اگتے ہیں کون بعد میں اس کا بھی ذکر ہے، بزر یعنی تخم کون کی مقدار کس زمین کے لیے کتنی ہونی چاہیے اس کا بھی بیان ہے،

## باب ہستم

چاول، چھوٹی جوار، چننا، مسور، مونگ اور تویا کی زراعت آب پاشی کی زمین میں یا آسمان سے سیراب ہونے والی زمین میں کیونکر کجائے، ان کا وقت کیا ہے اور کون سے تخم کس زمین میں زیادہ اُگین گے، ان سب کا بیان ہے،

## باب بست وکیم

ان غلن کی زراعت کا طریقہ جو بطور سالن پکا کر کھائے جاتے ہیں، مثلاً چنا، باقلا، باقلا، مصری، میتسی، اٹھارہ کو غیرہ کو آب پاشی یا بارش سے سیراب ہونے والی زمین میں بونے کی ترکیب، ان کی زراعت کا وقت اور ان کے لیے زمین کے انتخاب کا بھی بیان ہے،

## باب بست و دوم

اس باب میں اسی، بنگ، رونی، بصل الزعفران، ہندی، فوہ (جلیہ) مضمضہ، شوک الدھین، خشخاش سفید، وغیرہ کی زراعت کا طریقہ ہر دو زمینوں میں الگ الگ بتایا گیا ہے، نیز ان کے لیے زمین کی شناخت بھی بتائی گئی ہے،

## باب بست و سوم

اس باب میں ترکاری کے کھیت کے لیے زمین کے انتخاب کا طریقہ بتایا گیا ہے اور پھر ان کی زراعت کے طریقہ پر فصل بحث کی گئی ہے، یہ بھی بتایا گیا ہے کہ پودے

کس قدر بڑھنے کے بعد دوسری جگہ پر منتقل کئے جائیں اور کس قدر پھل اسی زمین میں چنے کے وقت تک چھوڑ دیئے جائیں ہر ترکاری کے متعلق الگ الگ بحث کی گئی ہے، مثلاً کاسنی، خرفہ، چولائی، تبھوا، پالک، کریم کلمہ، گوتھی، چھندر وغیرہ کی زراعت کا طریقہ اور ان کا صحیح وقت بتایا گیا ہے،

### باب بہت چہرہم

اس میں جڑ والی ترکاریوں کی زراعت کا طریقہ بتایا گیا ہے مثلاً شلیم، گاجر، موتی، پیاز، لہسن، گدنا، اشتقاق (دودھالی)، قرقاص (سورہ) اور فلفل (السودا) (لال مرچ) وغیرہ کی زراعت کا طریقہ،

### باب بہت پنجم

اس میں گلہری، خربوزہ، آدمک، نفاح (ایک قسم کا بگین) کھیرا، کدو، بگین، خنظل وغیرہ کی زراعت سے اور ان کی زمین سے خاص طور پر بحث کی گئی ہے،

### باب بہت و ششم

اس باب میں ان نباتات کی زراعت سے بحث ہے جو غذا کے ساتھ استعمال کئے جاتے ہیں اور بعض دواؤں کی زراعت کا بھی طریقہ بتایا گیا ہے، مثلاً، زیرہ، شاہ زیرہ، کلونجی، تخم پسندان، انیسون (بادیان رومی) دھنیا، زریا، بستانی اور برہمی، رانی، اندراسون (ایک دوا کا نام ہے) فردمانا (کالیزبری) وغیرہ کی عام زراعت کا بیان ہے، ان میں سے کون آب پاشی کی زمین میں نشوونما پائیں گے اور کون بارش کے پانی سے سیراب ہونے والی زمین میں آئیں گے، اس پر بھی تفصیلی بحث ہے،

## باب بست و ہفتم

اس میں پھول اور خوشبو کے درخت کے لگانے کی ترکیبیں بیان کی گئی ہیں مثلاً خیر و سوسن، نیلوفر، بھار، نرگس سفید، نرگس زرد، مقدونس، سورج مکھی، نسرتین (جسکو گل سیوتی بھی کہتے ہیں) بنفشہ، ریحان، ترنجان، نعنغ، مردوش، مرو، بودنیہ، خطمی، دردار زنیہ (گل حطمی) جازمی، قزلبی، مقلی، برہم (گل شہر معینان) گل مریم وغیرہ کے لگانے کا طریقہ بتایا گیا ہے، ان کی زمین کی سندھخت بھی بتائی گئی ہے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ کس وقت لگائے جاتے ہیں،

## باب بست و ہشتم

اس میں ان درختوں کے لگانے کا طریقہ بتایا گیا ہے جو باغ کی زینت اور خوشنمائی کے لیے لگائے جاتے ہیں اور مختلف مقامات پر بھیجے جاتے ہیں، مثلاً مامینا، حشمت، سداب، کرفس، نیل، متعتر (بودنیہ) لاسن، سطرہ، افستین (مقبیری) حزل (دولونا) ہلیون، کبر (کرمل) سماق (تائیر) غلبت (سویا) شامہرہ، خزامی، سان، اہل، پنج، جبل، الساکین، اہس، (اہل) لوت (پیل گوشت) شجرہ مریم، بابوہ اور اکلیل الملک وغیرہ،

لے متعتر کی چند مشہور قسمیں ہیں، برہمی، جبلی، استانی، ایک کے پتے لائے ہوئے ہیں ایک کے گول ہوتے ہیں، ایک کے باریک ہوتے ہیں ایک کے چوڑے ہوتے ہیں بعض سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں جبکہ عام طور پر متعتر فارسی کہتے ہیں بعض سفید رنگ کے ہوتے ہیں جبکہ متعتر خود کہتے ہیں اور بعض دوسرے رنگ کے ہوتے ہیں، حاشیہ اہل کتاب،



## باب نہم

اس میں پیداوار کے اندازہ کا بیان ہے، یعنی یہ کہ اس سال خدا کی قدرت سے کس قدر غلہ پیدا ہوگا اس کا قیل ہی سے اندازہ کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے، غلوں کے کاٹنے کا وقت متعین کر کے بتایا گیا ہے اور ان کے کھلیان اور میدان جبین وہ کاٹ کر رکھے جاتے ہیں اسکی تیاری کا طریقہ اور اسکی حفاظت کے اصول بتائے گئے ہیں، غلوں اور میوہ جات کے جمع کر کے رکھنے کا بھی مفصل بیان ہے۔

## باب سی ام

یہ باب زراعت کے متعلقات اور بعض دیگر چیزوں کے انتخاب کے بارے میں باب الحجامہ ہے اس کی جامعیت کی بنا پر یہ نام رکھا گیا، مثلاً عارون کے لیے مناسب جگہوں کی تجویز، خشک لکڑیوں کے کاٹنے کا صحیح وقت، زیتون سے روغن نکالنے کی جگہ کا انتخاب، درختوں کے خشک کرنے کی ترکیب، خراب اور مضر نباتات کے الگ کرنے کا طریقہ، انگور اور دوسرے میوہ جات کے باغوں کو دیوار کے بغیر محفوظ رکھنے کا طریقہ، بری اور جنگلی درختوں اور نباتات کو باغوں میں منتقل کرنے کا طریقہ، چھڑ سے زمین کے برابر کرنے کی ترکیب اور ان نباتات اور اشجار کے حالات بھی لکھے گئے ہیں جو ترکیب قبول کرتے ہیں اور جنکا ذکر باب ترکیب میں چھوٹ گیا ہے، ان سب امور کا اس باب میں مفصل بیان ہے، اس میں ان خواص کا بھی ذکر ہے جن سے عام زراعت کو خواہ درخت ہوں یا سبزی یا چھوٹے پودے نفع پہنچتا ہے، دندون اور نقصان

پہنچانے والے حشرات الارض کے بھگانے کی ترکیب اور طیور کے شکار کا طریقہ  
 انگور، زیتون، اور ستیب وغیرہ میں بار آنے سے قبل پھلون کی کثرت کا اندازہ لگانے  
 کی ایک خاص ترکیب، اور آرونی کے لیے آنا گوندھنے اور اسکی خمیر تیار کرنے کا  
 طریقہ، پھر خمیری یا سادی روٹی پکانے کا سب سے عمدہ طریقہ، یہ سب بتایا گیا ہے  
 بعض پھلون اور حبثی ترکاریوں کی اصلاح کا طریقہ ان کی جڑوں اور گھٹیلوں  
 کو نرم کرنے کا طریقہ، اور ان کی بوقت اشد ضرورت روٹی پکانے کی ترکیب بیان  
 کی گئی ہے اور اس میں سیلاب، بارش، دھوپ، گرد و غبار سے صاف دن اور  
 ہوا کے منافع اور نقصانات کے متعلق پوری بحث ہے، موسم سرما میں بارش، سردی  
 اور ایام صحو کے علامات کا بیان ہے اور یہ تمام چیزیں تجربہ شدہ ہیں، سال کی تمام  
 فصلوں کا بیان ہے، کن ہینوں میں کون سا عمل کرنا مناسب ہے، اس کا بھی  
 ذکر ہے، غرض کہ یہ باب زراعت اور اس کے تعلقات سے تعلق رکھتا ہے، اور تمام  
 باتیں بالتفصیل کہیں، میں نے اس جگہ پر ضروریاتِ فلاحیت کو ایک حد تک  
 بالاستیعاب بیان کیا ہے،

## باب سی ویکم،

اس میں فلاحیت حیوان کا خاص بیان ہے، گائے بھڑ، بکری کے زوداؤں  
 پالنے کا طریقہ، ان میں اچھی قسموں کے انتخاب کا طریقہ، ان جانوروں کو حاملہ کرنے  
 کا طریقہ اور وقت اور ان کی مدتِ حمل اور جانوروں کے عام سن و سال کا بیان  
 ہے، ان کے لیے کونسا چارہ اور پانی مفید اور نفع بخش ہوتا ہے، ان کے بعض امراض

سلاہ و ایامِ خنیں آسمان بالکل صاف رہتا ہے،

کی شناخت کا طریقہ اور ان کا علاج اور ان جانوروں کی رہائش اور پرورش کی صورتیں بیان کی گئی ہیں،

### باب سی و دوم

اس میں گھوڑے، خچر، گدھے اور اونٹ کے نرمادہ کے رکھنے کا طریقہ اور ان سے سواری، سٹکار اور زراعت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا طریقہ، خصوصاً سفر حج میں ان پر سفر کرنے کا طریقہ، ان میں سے اچھے اصناف کے انتخاب کی ترکیب، اور ان کو حاملہ کرنے کا وقت، نرمادہ کی الگ الگ عمر دن کا بیان، ان کے چارہ اور پانی کی مقدار کا تعین اور اس کا وقت، ان جانوروں کو موٹا اور لاغر کرنے کی ترکیب، تاکہ میدانِ مسابقت میں بازی لے جاسکیں، ان کے بچوں کی داشت کا طریقہ اور ان میں اخلاقی عیوب پیدا ہو جاتے ہیں ان کے دفعیہ کی ترکیب جن سے بعد کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے، مثلاً حواسِ پنجہ وغیرہ کا عیب، اور شہسواری کے خاص اصول ان کا مفصل بیان ہے،

### باب سی و سوم

اس میں جانوروں کے بعض امراض اور ان کے مختلف علاج کا بیان ہے مثلاً ایک تواد یہ مہملہ کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور دوسرے لوہے کے ذریعہ سے ہوتا ہے جس میں تکلیف بھی کم ہوتی ہے اور محنت بھی کم ہوتی ہے، تیسرے رگ کو بن کر ہوتا ہے، ان امراض کی تشخیص کی علامتیں بالتفصیل بتائی گئی ہیں، غرض کہ علاج حیوانات جبکو علمِ بطورہ کہتے ہیں، اس کا مفصل بیان ہے،

لے یہ گھوڑوں میں ایک عیب ہوتا ہے، وہ چلے چلتے اڑ جاتے ہیں اور جگہ کھانے لگتے ہیں ۱۲۔

## باب سی و چہارم

ان چڑیوں کے جمع کرنے کا طریقہ جو مکانات، باغات، اور زراعت کی زمینوں میں پالی جاتی ہیں، یا خوبصورتی کے خیال سے رکھی جاتی ہیں، مثلاً کبوتر، بٹا، طاؤس، مرغ، شہد کی مکھی وغیرہ، ان میں انتخاب کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے، انکی پرورش اور داشت اور ان کے امراض کے علاج وغیرہ سب لکھ دیئے گئے ہیں ان کی خاص غذا بھی بتا دی گئی ہے،

## باب سی و پنجم،

ان میں شکار و زراعت نیز راستوں کی حفاظت کے لیے کتے پالنے کا طریقہ بتایا گیا ہے، ان میں انتخاب کرنے کا اصول بھی بتایا گیا ہے، ان کے امراض کا علاج بھی لکھا گیا ہے، کتوں میں کون سے احوال خدا کی مشیت کی وجہ سے اچھے ہوتے ہیں اور کون سے برے ہوتے، ان تمام باتوں کو ہم الگ الگ باب میں انشاء اللہ تفصیل سے لکھیں گے،

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ





# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## بابِ اوّل

اس باب میں زراعت کی اعلیٰ، اوسط، اور ادنیٰ قسم کی زمینوں کی شناخت کا تفصیلی بیان ہے اور ان پر مدلل بحث لگائی ہے، زمین کے اُن اقسام کا بھی ذکر ہے جو مطلقاً زراعت کے قابل نہیں ہیں، جبکہ دوسرا نام مہملہ ہے، اس کا بھی بیان ہے کہ کن زمینوں میں کیسے کیسے درخت بوئے جاتے ہیں اور کن کن چیزوں کی زراعت کیجاتی ہے؟ یہ تمام معلومات ابن حجاج کی کتاب سے ماخوذ ہیں، علم فلاح میں سب سے پہلے زمین کی شناخت کی ضرورت ہے، اچھی یا خراب، عمدہ یا بری زمین کے پہچانے کا طریقہ جانتا چاہئے، اور جو شخص اس سے ناواقف ہو وہ اس میدان میں جاہل تصور جائے گا، خواہ اس نے اپنی عمر کا کتنے ہی عزیز حصہ اس علم کے حاصل کرنے میں ضائع کیا ہو، رازی نے کتاب سمیع الکلمان میں لکھا ہے، کہ تھرا، دھوپ اور پانی کے اثرات سے ایک مدت کے بعد مٹی کی شکل اختیار کر لیتا ہے کیونکہ دھوپ آگ کی طرح اس کو خشک کر دیتی ہے اور اس کے اجزاء میں انتشار اور تفرق پیدا کر دیتی ہے پھر بارش کا پانی ان لطیف اجزاء میں سرایت کر جاتا ہے، کچھ دنوں تک وہ اسی طرح سڑتے لگتے رہتے

ہیں، اس کے بعد مٹی میں بجاتے ہیں،

ابن حجاج (رح) نے یہ لکھا ہے کہ رازی کے اس قول کی یہ دلیل کہ آفتاب ہی زمین میں حرارت پیدا کرتا ہے اور اس کے اجزاء کو منتشر کرتا ہے بالکل واضح ہے، اور یہی وجہ ہے کہ زمین کی اعلیٰ سطح دوسرے حصوں سے خشکی اور لطافت میں ابھی ہوتی ہے، ہم زمین کے نیچے کی مٹی کو جو کنودن اور حوضوں سے نکالی جاتی ہے، دیکھتے ہیں کہ پہلے سال اُن میں کوئی چیز نہیں اُگتی لیکن جب آفتاب کی گرمی اس کو پکا ڈالتی ہے اور اس کے اجزاء کو لطیف بنا دیتی ہے تو اس میں نمو کی قوت پیدا ہو جاتی ہے اور حقیقت میں نمو کی قوت اس وقت تک نہیں پیدا ہوتی جب تک کہ آفتاب کی گرمی کا اثر نہ پہنچے، کیونکہ مٹی بالطبع بار د اور یا بس شے ہے، اگر آفتاب اپنی گرمی اور بارش اپنی رطوبت کا اثر نہ ڈالے تو وہ کسی چیز کو نہیں اگا سکتی، عموماً زمین بالطبع بار د اور یا بس ہوتی ہے، لیکن بعض زمینیں دوسری زمینوں سے زیادہ مرطوب اور بار د ہوتی ہیں،

ماہرین فلاحت کا اس پر اجماع ہے کہ زمینیں مختلف الوان کی ہوتی ہیں سب سے گرم زمین سیاہ رنگ کی ہوتی ہے اس کے بعد سرخ رنگ کی ہوتی ہے اور سب سے بار د زمین سفید رنگ کی اور پھر زرد رنگ کی ہوتی ہے، جس زمین میں جتنی سفیدی ہوگی اسی قدر اس میں برودت زیادہ ہوگی، اور اسی پر زردی اور دوسرے الوان کو قیاس کر لیا جائے، سب سے زیادہ مرطوب زمین وہ ہوتی ہے جو پرانی سٹری کھا کے مشابہ ہوتی ہے اور اس کے اجزاء اگیلے ہوتے ہیں، کیونکہ اس میں حرارت اور خشکی کا اثر نہیں پہنچتا جس سے اسکی مٹی خشک ہو کر جم سکے اور پھر کی طرح سخت ہو سکے یہ نہ تو خشک ہوتی ہے اور نہ اس کے اجزاء رطوبت کی کمی کی وجہ سے منتشر ہوتے ہیں

اور نہ اس ریت کی طرح ہوتے ہیں جو رطوبت کی کمی کی وجہ سے پتھر کے مثل ہو جاتی ہیں تحقیق کے نزدیک یہ اصل میں چھوٹی لٹکریاں ہوتی ہیں جو پتھر کی صورت اختیار کر لیتی ہیں، جس اعلیٰ قسم کی مرطوب زمین کا ذکر کیا گیا ہے وہ نہایت اچھی ہوتی ہے لیکن ایسی اعلیٰ زمینیں ہماری نظروں سے بہت کم گذری ہیں،

ابو حنیفہ دینوری نے اپنی کتاب النبات میں اس زمین کی جس کا ہم اوپر ذکر کیجے ہیں بڑی تعریف کی ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ جس ملک کی زمین نرم اور گرم ہو نیز اسکی مٹی ریت کے مشابہ ہو لیکن ریت نہ ہو تو یہ زراعت کے لئے بہت کارآمد ہوتی ہے، اور اگر مزروعات کے اطراف و جوانب میں گڈھے کھود دیئے جائیں تاکہ پودے کی حفاظت ہو سکے تو بہت اچھا ہو کیونکہ ایسی زمینیں خواہ آسمان کے پانی سے سیراب ہوں یا زمین کے پانی سے سیراب کیجائیں پانی کو جذب کر لیتی ہیں اور اسکو نباتات کی جڑ تک پہنچا دیتی ہیں اور اندرونی مسامات کو کھول دیتی ہیں، جس سے نباتات ہرے بھرے ہو جاتے ہیں اور ان میں نمو کی طاقت بڑھتی رہتی ہے، لیکن جس جگہ کی زمین اس قدر سخت اور چکنی ہوتی ہے کہ پانی اس پر سے گزر جاتا ہے لیکن وہ اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتی ہے، حتیٰ کہ نرم بھی نہیں ہوتی ہے تو وہ اس وقت تک زراعت کے قابل نہیں سمجھی جاتی ہے جب تک کہ وہ کسی تدبیر سے نرم نہ کیجائے، ایسی زمین کو عربی میں شحاح کہتے ہیں جس پر پانی اسکی سختی کی وجہ سے نہ ٹھہرتا ہو اور نہ اندرونی حصوں پر کوئی اثر ڈالتا ہو،

ابو حنیفہ کے علاوہ دوسرے فلاہین نے خشک زمینوں کی دو قسمیں کی ہیں، ایک ریت والی (رملی) جو اپنی یوسرت میں سب سے اعلیٰ ہوتی ہے کیونکہ اس میں پتھر



اور کنکر کثرت سے ہوتے ہیں، پتھر ہی کا ہونا اسکی کامل بیوست پر دل ہے اسلئے کہ اس میں پانی کا کوئی اثر جلدی نہیں پہنچ سکتا، دوسری طفلیتہ کہلاتی ہے یہ بھی یابس ہوتی ہے لیکن پہلی کے بہ نسبت اس میں رطوبت کچھ زیادہ ہوتی ہے اس کو یابس اس بنا پر کہتے ہیں کہ یہ اپنی سختی میں پتھر کے مثل ہوتی ہے نہ نرم ہوتی اور نہ اس کے اجزاء ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں لیکن اگر اسی زمین میں باریک ریت کی طرح نرم مٹی ملا دی جائے تو بہ درست ہو جائیگی اور پھر یہ مزدوعات کی جڑیں پانی پہنچا سکیں گی، کیونکہ یہ مٹی اس میں پانی کے جذب کرنے کی صلاحیت پیدا کر دیتی ہے، اس قسم کی زمین زیادہ تر جزائر میں ہوتی ہے اجزاء کی زمینیں جیسا کہ لکھا گیا ہے گرمی کی شدت اور پانی کی کثرت کی وجہ سے نہایت عمدہ ہوتی ہیں کیونکہ ہر طرف کا پانی یہاں تک پہنچتا ہے جس میں خش و خاشاک کا انبار ہوتا ہے اور اسی بنا پر ان میں رطوبت اور نمی زیادہ ہوتی ہے، اور اگر کبھی ان میں باریک ریت ملا دی گئی تو وہ اس کو اور زیادہ نرم اور مرطوب بنا دیتی ہے،

ستونوں نے بھی اس قسم کی رائے ظاہر کی ہے وہ کہتا ہے کہ سب سے اچھی زمین وہ ہے جس میں حرارت اور رطوبت دونوں یکساں موجود ہوں زمین کی سیاہی اسکی حرارت پر دال ہوتی ہے، اور اسی طرح سرخی بھی لیکن سرخ زمین کی حرارت سیاہ زمین سے کم ہوتی ہے، ان دونوں کے بعد اس زمین کا درجہ ہے جس میں دردی مائل سرخی ہوتی ہے اور یہ حرارت کے لحاظ سے سب سے ادنیٰ درجہ کی ہوتی ہے لیکن برودت سے قریب تر ہوتی ہے، اور سفید زمین بار دہوتی ہے،

مرطوب زمین میں کس قدر میس ہوتا ہے اس کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو

زمین کہ پرانی خراب اور خستہ کھاؤ کے مثل ہوتی ہے اور جس پر کئی سال اسی طرح گزر چکا  
ہیں وہ سب سے زیادہ مرطوب شمار کیجاتی ہے اس کے بعد کے درجہ میں وہ زمین ہوتی ہے  
جس میں نرم مٹی اور باریک ریت ملی ہوتی ہے یہ جزائر کی زمین کے مانند ہوتی ہے، اور  
سب سے زیادہ خشک زمین وہ ہوتی ہے جسکی مٹی سخت ہو اور خشکی کی بنا پر ایک  
جگہ پر جمع نہ ہو سکے، یہ بھی ایک قسم کی ریتیلی زمین ہوتی ہے لیکن اس میں ایسی مٹی کا  
نام تک نہیں ہوتا ہے جو کسی قسم کی رطوبت یا نرمی پیدا کر سکے،

طبعی زمین بھی یا بس ہوتی ہے اگرچہ وہ ریت سے زیادہ مرطوب ہوتی  
ہے لیکن اس پر بھی جب وہ خشک ہو جاتی ہے تو سخت ہو جاتی ہے، اس کی بیہوش  
بعض وقت اس قدر زیادہ ہو جاتی ہے کہ وہ بالکل پتھر کی زمینوں کے مشابہ ہو جاتی ہے،  
اگر اس میں تھوڑی سی ترسیلی مٹی ملا دی جائے تو وہ نرم ہو جائیگی اور اس طرح وہ مزگنا  
کی جڑ میں تری پہنچا سکے گی،

سید اغوس کا قول ہے کہ اگر ہم زمینوں کے متعلق غور و خوض کریں تو ہم کو پتہ  
چلے گا کہ زمین میں رطوبت، روغنیت، اور نرمی کی اسکی گرمی سے زیادہ ضرورت ہے  
اس لیے کہ دھوپ اور ہوا تو ہمیشہ اس کو گرم ہی رکھتے ہیں، اور اسکی اصلاح کرتے  
رہتے ہیں، لیکن جڑوں کو تو رکھنے کے لیے نمی اور دھنیت کی ضرورت ہے تاکہ  
وہ اسکی رطوبت کو جذب کر سکیں اور نشو و نما پاسکیں اور اگر کسی زمین میں حرارت  
اور رطوبت دونوں کیساں ہوں تو وہ زمین نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوگی،

ابن حجاج کہتے ہیں کہ سید اغوس کا قول اپنی جگہ پر بہت صحیح ہے ابن حجاج  
نے اپنی کتاب میں یونیوس، کستنس، اور دیمقراطیس اور قیسطوس ایسے قدیم ماہرین

فلاحت کے وہ اقوال جو زمین کے اقسام کے متعلق ہیں نقل کر دیئے ہیں،  
یونیوس کا قول ہے کہ سب اعلیٰ درجہ کی زمین سیاہ رنگ کی ہوتی ہے،  
اور قدما نے اسکی بڑی تعریف کی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ پانی کی کثرت  
کو قبول کرتی ہے۔

اور اس کے بعد نفثی زمین ہے جس کا رنگ نفثی ہوتا ہے، ابن حجاج  
کہتے ہیں کہ نفثی سے مراد سرخی مائل بہ سیاہی ہے اس زمین کو ہم ہندیہ کہتے ہیں  
اس کی خوشبو بہت اچھی ہوتی ہے، درخت اس میں نہایت اچھی طرح بار آور  
ہوتے ہیں یونیوس کا قول ہے کہ جو زمین کہ نہر کے پانی سے سیراب کیجاتی ہے اسکو  
حمایتہ بھی کہتے ہیں،

دمیقراطیس کا قول ہے کہ پانی کو جو زمین جذب کرے اور بارش کے بعد اس  
میں شقوق نہ پیدا ہوں اور نہ پانی برستے وقت پھسلا ہٹ ہو تو یہ زمین نہایت عمدہ  
ہوتی ہے، اور جو زمین کہ شدید گرمی میں بھی نہ پھٹے وہ بھی اچھی ہوتی ہے، ابن حجاج  
کہتے ہیں کہ ان تمام مباحث میں اس پر زیادہ روز دیا گیا ہے کہ زمین نہ طفلی ہو  
اور نہ صلد ہو (یعنی پتھر کی طرح نہ ہو) بعض لوگوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ حکیم میفرایہ  
نے پھٹنے والی زمینوں کی کیوں مذمت کی، حالانکہ ہم شہر قرمون کی زمینوں کو دیکھتے  
ہیں کہ وہ اکثر پھٹ جاتی ہیں لیکن گہون کے بڑے بڑے پودے جیسے یہاں ہوتے  
ہیں دوسری جگہ نہیں پائے جاتے،

میں نے ان کو جواب دیا کہ دمیقراطیس نے دوسری اچھی زمینوں کے مقابلہ  
میں اسکی مذمت کی ہے کیونکہ یہ شقدار زمین صرف اچھے گہون پیدا کرنے کی وجہ

دوسری زمینوں سے خالق نہیں ہو سکتی اس لیے کہ اور دوسرے مزدوعات اس میں اچھی طرح نہیں اُگتے، پھر یہ ان زمینوں سے کیونکر افضل ہو سکتی ہے جن میں ہر قسم کے نباتات اُگتے ہیں، سیاہ زمین جو کھاد کے مشابہ ہوتی ہے اس میں ہر قسم کے درخت اور پودے اُگتے ہیں سب اچھی زمین ہوتی ہے، دوسری زمینیں اس سے رتبہ میں بڑھ نہیں سکتی ہیں جب کہ اس میں مخصوص درخت اور پودوں کے سوا کچھ نہیں ہوتا، اس پر بھی ان کے لئے پانی کا مجتمع رہنا ضروری ہے، لیکن جس زمین کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ کثرت زراعت کے باوجود زیادہ پانی کی محتاج نہیں ہوتی ہے،

قسط ۳ کا قول ہے کہ عمدہ زمین کی علامت یہ ہے کہ وہ بارش کے پانی کو کثرت سے جذب کرتی ہو اور جس میں انواع و اقسام کی گھاسیں اُگتی ہوں اور خود و طریقہ پر بڑھتی رہتی ہوں اسی طرح وہ زمین بھی اچھی ہوتی ہے جس میں چھوٹی چھوٹی گھاسیں اُگتی رہتی ہوں، یونبوس نے کہا ہے کہ ترکاریوں کے لیے ایسی زمین کی ضرورت ہے جو نہ سفید ہو اور نہ بہت سخت ہو اس قسم کی زمین کو حرش کہتے ہیں یہ موسم گرما میں زیادہ پھٹتی نہیں ہے برخلاف اس کے سفید زمین موسم سرما میں جلد منجمد ہو جاتی ہے اور گرما میں جلجلا کر ہو جاتی ہے اسی لحاظ سے مزدور و ہیزین بھی موسمی اختلافات کی تسکین ہو جاتی ہیں، سفید زمین باغات کے لئے اس وقت تک کارآمد نہیں ہوتی جب تک کہ اس کو کافی محنت اور مشقت کے ساتھ درست نہ کیا جائے اور اس میں مٹی کے برابر گوبر نہ ملا دیا جائے اور جو زمین کے گرمیوں میں شکار ہو جاتی ہو درحقیقت وہ باغوں کے لئے موافق نہیں ہوتی اور اسی طرح سخت زمین میں بھی

باغ لگانا مناسب نہیں ہے کیونکہ اسکی مٹی عموماً اچھی نہیں ہوتی ہے اور یہ پانی کو روک نہیں سکتی بلکہ ضائع کر دیتی ہے،

لیکن سبزی کے لئے وہ زمین بہت اچھی ہوتی ہے جو تھوڑی سخت اور پتیلی ہوتی ہے کیونکہ اس قسم کی زمین میں زیادہ تر سیاہ مٹی شامل ہوتی ہے جو سبزی کی خاص غذا ہے، تم کو یہ معلوم کرنا چاہئے کہ سبزیوں کے لئے زمین کس طرح ہموار کیجاتی ہے، سب سے پہلے تم زمین کو پانی سے سیراب کر دو اور اچھی طرح دھو ڈالو اگر اس میں سیاہ مٹی کے ذرات زیادہ نظر آئیں تو بہت اچھی ہوگی اور اگر اس میں ریت زیادہ دکھائی دے تو وہ سبزی کے لئے ٹھیک نہیں ہے، اسی طرح اگر مٹی کو تم ہاتھ سے خوب ملو اور اس میں چربی کی طرح لزجیت ہو تو یہ بھی سبزی کے لئے غیر مفید ہے، یہ تمام اقوال یونیوس کے ہیں،

کینیوس کا قول ہے کہ سبزی کے لئے چربی دار اور ردغن دار زمین کی ضرورت ہے جو نہ سخت ہو اور نہ سفید ہو اور نہ گرمی سے پھٹ جائیوالی ہو،

ابن حجاج کہتے ہیں کہ ماہرین فلاحت کا طفیلیہ اور عرشاء سے اعراض اور ان کی مذمت کا مقصد یہ ہے کہ یہ کسی طرح بھی سبزی کے لئے مناسب نہیں ہیں، کیونکہ ترکاری فی نفسہ مرطوب اور مائی شے ہے اس میں درخت سے زیادہ لطیف عنصر ہے، اسلئے صرف وہ زمین زیادہ عمدہ ہوگی جس میں رطوبت اور ردغن دونوں موجود ہوں، جب مزدوعات تری کو جذب کریں تو وہ ان میں جذب ہو سکے، برخلاف اس کے طفلی زمین جس میں لئس ہو بہت مشکل سے اس کام میں لائی جاسکتی ہے، کیونکہ مزدوعات کی رگ و پے میں کسی طرح تراوٹ نہیں پہنچ سکتی ہے

الغرض یہ کہ درختوں کے لئے جو زمین مناسب ہوگی وہ سبزی کے لئے بھی کارآمد ہوگی  
 بعض ماہرین زراعت کا یہ قول ہے کہ ریتیلی زمین گرمی کے موسم میں زیادہ  
 گرم ہو جاتی ہے اور سردی میں زیادہ سرد ہو جاتی ہے اسی طرح وہ پتھر جو سطح زمین  
 پر ہیں موسم گرمائی گرمی اور سردی کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں اور اس سے  
 پودوں کو ان دونوں موسموں کے اثرات سے متاثر کرتے ہیں جس سے ان کو  
 نقصان پہنچتا ہے۔ یونیوس کہتا ہے کہ زمین کی اندرونی سطح اس صورت کے  
 بالکل مخالف ہے،

جالیئوس نے اپنی کتاب ادویہ مفردہ میں لکھا ہے کہ یونیون نے اس  
 زمین کا جس کی مٹی نرم اور روغن دار ہوتی ہے خشنہ نام رکھا ہے اور اس کی ضد  
 کو جس میں نہ کوئی نمی ہو اور نہ روغن ہو اس کو صلدہ کہتے ہیں یہ صرف اینٹ کے  
 بنانے میں کام آتی ہے، نرم اور مرطوب عمدہ اور اچھی زمینوں میں خشک اور  
 ریتیلی زمینوں میں تفصیل کے ساتھ فرق بتایا ہے،

وہ لکھتا ہے کہ بعض زارعین کا یہ خیال ہے کہ سرسبز زمین پتھر کے طبائع سے  
 بالکل الگ ہوتی ہے یہ لوگ سخت ریتیلی زمین کو زراعت کے لئے مناسب نہیں  
 خیال کرتے، عام طور سے لوگ جس زمین میں زراعت کرتے ہیں ان کی چند قسمیں  
 ایک وہ جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور ذرا روغن دار ہوتی ہے دوسری وہ  
 جو نرم تو ہوتی ہے، لیکن روغن دار نہیں ہوتی اور جس کا رنگ سفید ہوتا ہے،  
 یہ دونوں قسمیں ایک دوسرے سے متضاد ہیں البقیہ اور صورتیں ان دونوں صنفوں  
 کے درمیان میں ہیں ان میں سے ایک کے قریب ہوگی یا بعید ہوگی، لیکن زراعت

کے لئے سب سے اچھی روغن دار سیاہ زمین ہوتی ہے،

ابن حجاج نے اپنی کتاب میں زمین کے اندر اور باہر کی چیزوں کے طبائع سے بھی بحث کی ہے، اس نے لکھا ہے پہاڑ پست زمین سے بھی زیادہ بارود ہوتا ہے اور ساتھ ہی از حد کیس ہوتا ہے، یہ پست اس وجہ سے ہوتی ہے کہ اس میں پتھر ہوتے ہیں، اسکی مٹی سخت پتھر کی طرح ہوتی ہے اور برودت اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ہم اسی سے ٹکڑاتی ہے اور ٹکن ہو جاتی ہے اور برف اسی میں منجمد ہوتی ہے، یہ ثابت بن قرہ کا قول ہے، لیکن پہاڑ کے دامن کی مٹی زیادہ اچھی نہیں ہوتی ہے کیونکہ آفتاب ان پر اپنی گرمی کے جو کچھ اثرات ڈالتا ہے اور ان کے اجزاء کو لطیف بناتا ہے، بارش اُن کو نیچے گرا دیتی ہے اس طرح وہ خراب ہو جاتی ہیں، اور پست زمین اس کے برعکس ہوتی ہے، ہموار زمین اور چراگا ہین حنین پانی زیادہ دیر تک نہیں ٹھر سکتا جو معتدل اور اچھی ہوتی ہیں کیونکہ اس کی مٹی پانی کی عفونت سے سیاہ ہو جاتی ہے، اور جو چیزیں متعفن ہو جاتی ہیں وہ جلد گرم ہو جاتی ہے، لیکن جو پانی اس میں موجود رہتا ہے وہ اس کو ٹھنڈا کرتا رہتا ہے اور مٹی میں رطوبت پیدا کر دیتا ہے، غرض کہ اس طرح پانی کی برودت اور عفونت کی گرمی میں مقابلہ ہوتا رہتا ہے،

شولون کا قول ہے کہ چراگا ہون کی زمین بارود ہوتی ہے لیکن زیادہ بارود نہیں ہوتی ہے، کیونکہ برودت کی اصلی وجہ پانی کا کثرت سے اس میں جذب ہونا اور شور اور مٹی کا وجود ہے کیونکہ اس پر برودت غالب ہوتی ہے اس طریقہ پر ایسی زمینوں میں برودت دو جہتوں سے آتی ہے، لیکن ان میں ایک جزو حرارت

کا بھی مضر ہے اور وہ وہ تفسن ہے جو پانی اور مٹی کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے، اگر یہ زمین پہاڑ کی بہ نسبت زیادہ مرطوب ہوتی ہے، زمین کے وہ مقامات جو پہاڑ کی بڑی بڑی بلند یوں اور چوٹیوں سے چھپے ہوئے ہیں اور جن کے راستے بچھا رہیں انکی مٹی میں از حد برودت ہوتی ہے کیونکہ آفتاب وہاں تک اپنا اثر نہیں پہنچا سکتا ہے اور نہ مزروعات کو کوئی غذا مل سکتی ہے اس قسم کی تمام زمینوں کے مزاج میں صرف برودت اور رطوبت ہے، لیکن جب ان زمینوں کو برابر کیا جائے اور پہاڑوں کی برف باری اور سنگ باری سے محفوظ کر لیا جائے تو یہ نرم معتدل اور مستوی ہو جائیں گی،

اس کے بعد چراگاہ اور پہاڑی زمین ہے، جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ پہاڑ کے اوپر کے حصہ کی زمین اس لئے نیچے اور دامن کی زمینوں سے اچھی ہوتی ہے کیونکہ پانی کی کثرت اسکی تمام خوبیوں کو فنا کر دیتا ہے اور سب سے ادنیٰ قسم کی وہ زمین ہے جو غاروں کی شکل میں روپوش رہتی ہے جس کے راستے غیر منظم ہیں اس سے کسی قسم کے نفع کی امید نہیں ہے، انشاء اللہ اس کے متعلق پھر بحث کی جائیگی،

شودن کہتا ہے کہ زمین کے کسی بلند اور مرتفع حصہ سے اگر پانی گرایا جائے جس کے بعض حصے پست اور بعض بلند ہوں، تو اب تم سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کونسا حصہ اچھا ہے اھو لا تم پست حصہ کو بلند حصہ پر ترجیح دو گے کیونکہ اوپر کے حصہ کا تمام پانی اس نکرہ میں اکڑ جمع ہو جاتا ہے اور اپنے ساتھ مٹی لا کر بھردیتا ہے، اس بنا پر یہ حصہ ہمیشہ مرطوب رہتا ہے اور رطوبت کی وجہ سے اس میں لطافت



بھی آجاتی ہے، برخلاف اس کے اوپر کا حصہ جسکی زمین سخت ہو جاتی ہے اور ہمیشہ پہاڑ کے مانند رہتی ہے، درحقیقت بلند اور پست حصوں کی عام حالت تو یہی ہوتی ہے، جیسا کہ تم نے خیال کیا، لیکن بعض بلند مقامات سفلی مقامات خفی طور پر اچھے ہوتے ہیں، مثلاً وہ چٹیل میدان جس میں ریت غالب ہوتی ہے اس کے اوپر کی زمین زیادہ مرطوب اور اچھی ہوتی ہے زیادہ سفلی زمین علوی سے اچھی ہوتی ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے جن مقامات کی علوی زمین سرخ رنگ کی ہوگی ان کی سفلی زمین سیاہی مائل ہوگی اور جسکی علوی زمین کا رنگ سفید ہوگا، ان کی سفلی زمین سرخ یا سیاہ رنگ کی ہوگی وہ زمین جس میں پانی ضرورت سے زیادہ مجتمع رہتا ہے اور گھاسین کثرت سے اگتی ہیں وہ مذموم خیال کیجاتی ہے، کیونکہ اس میں رطوبت اس قدر غالب ہو جاتی ہے جس سے اس کی حرارت بالکل فنا ہو جاتی ہے، اس قسم کی زمین زراعت کے قابل نہیں ہوتی لیکن طلوع قبض (ایک ستارہ کا نام ہے) کے زمانہ میں کہ وہ لگزی ذرہ (ایک قسم کا دانہ ہے جو جو کے مانند ہوتا ہے اردو میں شاید چنیا کہتے ہیں)، وغیرہ بوئے جاتے ہیں لیکن درخت نہیں بڑھ سکتے بلکہ خراب ہو جاتے ہیں، بانس، دردار (اندلس میں اسکو بن کہتے ہیں) عرب وغیرہ کے سوا اور کسی قسم کے درخت نہیں بوئے جاتے، ہیں،

ابن حجاج کی کتاب میں زمینوں کی جلیخ کے متعلق ایک بحث ہے کہ زمین کیونکر جانچی جاتی ہے، اس نے لکھا ہے کہ لوگوں نے مختلف طریقوں پر زمینوں کی آزمائش کی ہے بعضوں نے خوشبو اور ذائقہ سے اسکی جانچ کی ہے اور بعضوں نے دیکھ کر اور چھو کر پہچانا ہے، اور بعضوں نے اس کے مزدوعات سے پہچنایا ہے، ان تمام صورتوں میں دیکھ کر اور چھو کر شناخت کرنا زیادہ اچھا ہے کیونکہ اسوقت وہ نباتات سے خالی ہوتی ہے

اس لئے کوئی نئی دلیل راہ نہیں بن سکتی، جن لوگوں نے معائنہ کو ترجیح دی ہے ان میں یونیوس بھی ہے وہ کہتا ہے کہ عمدہ زمین کو دیکھ کر شناخت کرنے کی یہ علامت ہو کہ وہ ہوا کی خشکی اور پانی کی قلت کی بنا پر بھی بھٹی نہ ہو اور نہ بارش کی کثرت سے گیلی ہوتی ہو، بلکہ جس قدر پانی ملے اس کو جذب کر لے اسی طرح موسم سرما میں چٹان کی طرح سخت نہ ہوتی ہو، یونیوس اس کے بعد یہ کہتا ہے کہ قدامت نے شناخت کا طریقہ ایک اور رکھا ہے جو معائنہ ہی سے متعلق ہے وہ یہ کہ بعض جھگی درخت یا پودے اگر بہت بڑے ہوں اور ایک دوسرے سے بالکل ملے ہوں تو وہ اس پر دال ہوں، کہ انکی زمین نہایت عمدہ ہے اور اگر وہ لبنانی میں متوسط ہوں اور کم گھنے ہوں تو وہ زمین متوسط درجہ کی بھی ہے، اور اگر بہت چھوٹے چھوٹے پودے اور معمولی گھاس ہو تو یہ زمین بہت کمزور ہوگی، لیکن جو زمین کو ذائقہ سے شناخت کرنا چاہتا ہو اس کو نمکین اور شیرین کے درمیان کے فرق کو جانتا چاہئے،

یونیوس کہتا ہے کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی گڈھون سے نکال کر، کسی شیشہ کے برتن میں رکھی جائے اور اس پر شیرین پانی ڈالا جائے، اس کے بعد اس کا ذائقہ دیکھا جائے، نمکین زمین سے قدامت نے پرہیز کرنے کی ہدایت کی ہے کیونکہ وہ کھجور کے سوا کسی چیز کی زراعت کے قابل نہیں ہوتی، کھجوریں ایسی زمینوں میں بکثرت ہوتی ہیں، ابن حجاج کی کتاب میں ہے اور بعض فلاسین نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے کہ نمکین زمین میں چھندرا اچھی طرح پیدا ہوتا ہے اور بعضوں نے لکڑی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اس زمین میں زیادہ شیرین اور اچھی ہوتی ہے،

لیکن جو لوگ کہ زمینوں کو سونگہ کر ان کی شناخت کرتے ہیں وہ اسکی بو کو دیکھتے

ہین کہ آیا وہ اچھی ہے یا خراب ہے، یا نہ خوشبودار ہے اور نہ بدبودار علمائے فلاحیت کا اس پر اجماع ہے کہ بدبودار زمین میں کسی قسم کا نفع اور خیر نہیں ہے، دیمقراطیس سے زمینوں کی شناخت کا ذکر ہوا تو اس نے کہا کہ زراعت کے لئے اچھی زمین کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ زمین دو ہاتھ کھودی جائے اور پھر گڈ سے کے نیچے کی مٹی لے کر کسی شیشہ میں رکھی جائے اور اس میں بارش یا کسی نہر کا شیریں پانی اس طرح ڈالا جائے کہ مٹی اور پانی آپس میں غلط ہو جائیں، اور پھر اتنی دیر تک چھوڑ دیں کہ مٹی اندر بسیٹھ جائے اور پانی صاف ہو جائے، اس کے بعد اس کو سونگھا جائے اور چکھا جائے اگر ذائقہ اچھا ہے تو زمین اچھی ہے اور اگر نمکین ہے تو زمین ناقابل زراعت ہے اور اگر بدبودار ہے تو زمین اسی درجہ کی ردی ہے جتنا کہ اس کا مزہ اور بو خراب ہے،

وہ کہتا ہے کہ بدبودار اور نمکین زمین سے اجتناب کرنا چاہئے مگر نمکین زمین کھجور کے لئے اچھی ہوتی ہے،

یونیوس کا قول ہے کہ جس زمین کا مزہ اور بودریاقت کرنا مقصود ہو اس کے لئے یہ کافی ہے کہ پہلے زمین دو یک قدم کے برابر کھودی جائے اور پھر اس کے ذائقہ اور بو کا اندازہ کیا جائے، لیکن جس زمین میں انگور کی کاشت کرنی ہو تو اس کے لئے وہ تین قدم کے برابر کھودی جائے، اور جس زمین کوئی درخت بونا مقصود ہو تو اس کی گہرائی چار قدم کے برابر رکھی جائے، لیکن بدبودار زمین سے کو سون دور رہنا چاہئے کیونکہ وہ کسی طرح بھی مفید نہیں ہے،

سید اغوس کہتا ہے کہ جب دو مختلف زمینوں کے متعلق تم سے سوال کیا جائے کہ ان میں کون زیادہ مرطوب ہے اور کون افضل ہے تو تم کو ان میں سے ایک کی مٹی کو ایک

برتن میں رکھ کر ترازو پر رکھنا چاہئے، اور پھر دوسری زمین کی مٹی کو ترازو کے دوسرے  
 پلے میں رکھنا چاہئے، جس سے اس کا اندازہ ہو جائے گا کہ کون یا بس ہے اور کون  
 مرطوب ہے،

ابن حجاج رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بعض فلاہین زمین کی ردأت اور اسکی  
 عمدگی کا اس کے گھانس سے پتہ چلاتے ہیں، اس میں غلطی بہت کم ہوتی ہے جیسے  
 مقیشتر حبکو عجمی زبان میں قردال کہتے ہیں اور حر دہری جو بدبودار ہوتا ہے اور اس کا  
 دوسرا نام بستناج ہے یہ دونوں عام طور پر اچھی زمینوں میں پیدا ہوتے ہیں، اور صغیر حمیر  
 (ایک قسم کی گھانس ہے) رومی زمین میں ہوتی ہے، اسی طرح مسئل، حسک (خار منیلا)  
 بقل، احرش، قحج جل وغیرہ اسی قسم کی زمینوں میں آگئے ہیں، لیکن تمام گھاسوں کی یہ  
 حالت نہیں ہوتی ہے، بلکہ ہم بعض گھاسوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اچھی اور خراب دونوں  
 قسم کی زمینوں میں یکساں آگتی ہیں، مثلاً دشتی پیاز وغیرہ (جس کو ہندی میں کند رہ کہتے  
 ہیں) مگر اس سے کوئی استدلال قائم نہیں کیا جاسکتا ہے،

بعض زارعین کا قول ہے کہ اچھی اور مرطوب زمین وہ ہے جس پر اگر چند سال  
 ایسے بھی گذر جائیں جن میں کسی قسم کی کاشت نہ ہوئی ہو، تو اس میں گھانس اور خودرو  
 درخت نہیں آگئے برخلاف اس کے جو زمین کہ خراب ہوتی ہے تیسریلی ہوتی ہے یا  
 پتھریلی ہوتی ہے تو اس میں ہر قسم کے درخت خود بخود آگ آتے ہیں، جیسے بلوط، کتم،  
 اور صمغ وغیرہ،

ابن حجاج کہتے ہیں کہ میں نے زمین کے متعلق اتنے اقوال کو جمع کر دیا ہے  
 جو انشاء اللہ لوگوں کے لئے کافی ہوں گے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ان زمینوں

مین بھی جنگی حکماء نے مذمت کی ہے بعض نباتات اچھی طرح اُگتے ہیں جیسے ریلی زمین  
 مین ام غیلان (طلح) نہایت اچھی طرح ہوتے ہیں اسی طرح حاج (ایک قسم کا کانٹا) اور  
 کتم (ایک قسم کی گھاس ہے) گرم زمینوں مین ہوتے ہیں مین کتا ہون کہ تمھارا یہ کتنا  
 صحیح ہے کہ ہر زمین مین کچھ نہ کچھ نباتات اُگتے ہیں لیکن ممکن ہے کہ یہ کلتیہ بعض جگہوں  
 پر ٹوٹ جائے درحقیقت حکماء نے صرف دو قسم کی زمینوں کا زراعت کے لئے انتخاب  
 کیا ہے ایک وہ جس مین رطوبت حرارت پر غالب نہ ہو اور دوسری وہ جس مین  
 رطوبت اس پر غالب ہو، کیونکہ انھیں دونوں قسموں کی زراعت کے لیے ضرورت ہے  
 اور ان کے علاوہ دوسرے قسم کی زمینوں کی مذمت کی ہے، مگر حکماء نے ان زمینوں  
 کو بھی پسند کیا ہے جو گیون، جو، اور چنے وغیرہ کے لئے مناسب ہے، اسی طرح  
 اس زمین کی بھی مدح سرائی کی ہے، جو باغات کے لئے عمدہ ہوتی ہے، مثلاً سیب،  
 امرود، اور آلو، وغیرہ جس مین بوائے جاتے ہیں، اور اس زمین کو بھی اچھی نظر سے دیکھا  
 ہے جو سبزیوں کے لئے مناسب ہوتی ہے، جیسے بگین، انگور، کزبر وغیرہ،  
 شولون کا بیان ہے کہ مرطوب زمین مین تقریباً ہر قسم کے پودے اور درخت  
 بڑی شادابی کے ساتھ اُگتے ہیں، اسی بنا پر حکماء نے اس کی بڑی تعریف کی ہے  
 اور سب مین اس کو افضل بتایا ہے،

لیکن ترمس (باقلائی مصری) اگر ریتیلی زمین مین بکثرت ہوتا ہے تو اس کی وجہ  
 سے ریتیلی کو فضیلت نہیں دی جاسکتی اس لئے کہ یہ ایک شاذ صورت ہے علاوہ  
 اس کے اگر ترمس مرطوب زمین مین بھی بویا جائے تو یہ نہایت عمدگی کے ساتھ بار آور  
 ہوگا، اگرچہ ریتیلی زمین کے مزروعات کے لئے اس مین کوئی نشیب و فراز نہیں ہوتا

تاہم اس میں خراب بھی نہیں ہوتے اور چونکہ صنوبر بھی اسی قسم کی زمینوں میں ہوتا ہے، اس لئے اگر ان کو افضل کہا جائے تو یہ غلطی ہوگی کیونکہ صنوبر کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں کیجا سکتی، ساتھ ہی اس کے ترسیلی زمین میں بڑا نقص یہ بھی ہے کہ سیب، آلو، امرود یہ ایسے پھل اس زمین میں نہیں ہوتے رہا مرطوب زمین کو جو فضیلت دی گئی ہے وہ اسکی مٹی کی عمدگی کی بنا پر کیونکہ اس قسم کی مٹی میں ہر طرح کے مزدوعات کی زراعت ہو سکتی ہے جسکی انسان کو زیادہ ضرورت پڑتی رہتی ہے

ابن حجاج رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ترسیلی زمین میں ان چیزوں کے علاوہ جو اوپر ذکر کی گئی ہیں اور بھی درخت لگائے جاتے ہیں مثلاً کشمش، انار اور سفرجل وغیرہ لیکن یہ چیزیں باغوں میں بھی ہوتی ہیں جہاں پر کی مٹی زیادہ کھاد ملا کر درست کر دی جاتی ہے اور ہمیشہ سیراب کی جاتی ہے، لیکن جب وہ اپنی اصلی حالت پر ہوتی ہے تو اس میں اس قسم کی چیزیں نہیں ہوتی ہیں کھاد اور پانی ڈالنے کی وجہ سے اسکی حالت بدل جاتی ہے اور چونکہ اس میں تخیل بہت ہوتا ہے اس لئے سیرابی کو بہت دیر تک باقی رہتی ہے، اور پانی کو خوب جذب کر لیتی ہے اور مزدوعات کی رگوں میں پانی اچھی طرح پہنچاتی ہے،

لیکن اگر وہ اپنی اصلی صورت پر ہو تو وہ بہت خراب ہوتی ہے اس میں نمونکی طاقت بہت کم ہوتی ہے، اس کے درست کرنے کی اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں ہے کہ اس میں گیلی سیاہ مٹی یا اور دوسری مرطوب مٹی ملا دی جائے جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں، اس قسم کی زمینوں کو زیادہ سیراب نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ پانی کو زیادہ جذب نہیں کرتی ہیں، بعض وہ لوگ جو اس سے ناواقف ہیں یہ خیال کرتے ہیں،

کہ چونکہ یہ اچھی طرح سیراب نہیں ہوتی ہیں اس لئے پانی سے خوب سیراب کرنا چاہئے حالانکہ وہ اچھی طرح آسودہ ہو چکی ہیں اس سے مزروعات کو شدید نقصان پہنچتا ہے کیونکہ ایسی زمین میں پیداوار اجزاء ارضی کی یوست سے ہوتی ہو، ان میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں ہوتی ہیں جن کے اندر پانی رک جاتا ہے، اور اسکو زمین تک پہنچنے کا راستہ نہیں ملتا ہے،

کتاب فلاح بنطیہ میں بھی زمینوں کے متعلق یہی حالات درج ہیں صنعت کا قول ہے کہ زمینیں آپس میں بہت زیادہ مختلف اور تفاوت ہوتی ہیں حتیٰ کہ سو رطوبت، اور برودت کے قبول کرنے میں بھی مختلف ہیں فلاحین کو ان زمینوں کو شناخت کرنے کی از حد ضرورت ہے اگر زمین اپنی اصلی حالت پر ہونے کے باوجود ہر قسم کی زراعت کے قابل ہے اور کاشتکار نے اسکی حالت دیکھ کر زراعت شروع کی تو جن چیزوں کو وہ بوسے گا وہ بکثرت ہونگی اور اس سے اسکی جودت طبع اور اس فن سے تعلق کا پتہ چلے گا، بعض زمینیں نباتات کے ذائقہ کو متغیر کر کے خراب کر دیتی ہیں، مثلاً ان کو نمکین اور دوسرے قسم کے ذائقوں میں بدل دیتی ہیں اسکی بڑی وجہ دھوپ کی شدت ہے اور بھی دوسرے اسباب ہیں، لیکن جو زمینیں کہ اچھی ہوتی ہیں وہ علی العموم مزروعات کی اصلاح کرتی رہتی ہیں،

آدم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سب سے اعلیٰ ترین زمین وہ جسکا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی بارش کے پانی کو خوب جذب کرتی ہے حتیٰ کہ پانی اس سے بچ نہیں جاتا اور نہ مٹی کے ملائے سے وہ خشک ہوتی ہے چونکہ اس کا قوام متکثر اور متخلیہ کے درمیان میں ہوتا ہے، اسلئے نہایت اچھی زمین ہوتی ہے،

نیبو شاد کا قول ہے کہ سب سے عمدہ زمین وہ ہے جو نفیشتی رنگ کے مثل ہو  
 ایسی زمین کو نفیجہ کہتے ہیں، اس رنگ کے پیدا ہونے کی اکثر صورت یہ ہوتی ہے کہ  
 جب شیریں پانی کسی زمین میں اکڑ جمع ہو جاتا ہے اور وہ ایک مدت تک وہیں ٹہرا  
 رہتا ہے اور پھر وہ وہاں سے ہٹ جاتا ہے تو اس زمین کا رنگ اسی قسم کا ہو جاتا  
 ہے اور اسی کے ساتھ سیاہی بھی آجاتی ہے، ایسی زمینوں کی مٹی ہمیشہ شیریں ہوتی  
 طامین لکھا ہے کہ زمین کی سطح پر جب بارش کا پانی ٹہر جاتا ہے تو وہ ادھر کی  
 زمین کے خض و خاشاک ساتھ لاتا ہے اور یہ خض و خاشاک سطح زمین پر جم جاتے  
 ہیں، اور اسی سے زمین پر ایسی سیاہی آجاتی ہے جو نفیجہ کے رنگ کے مشابہ ہوتی  
 ہے اور اس سیاہی کا نام دسومتہ رکھا جاتا ہے، جب یہ سیاہی زمین پر نمایاں ہوتی  
 تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس میں دسومت ہے، دسومت کی کثرت غیر مفید ہے دسومتہ  
 کی ضد تشف یعنی خشکی ہے اور یہ اس زمین میں ہوتی ہے جس میں پتھر لی ریت یا ککڑیاں  
 ہوتی ہیں،

نیبو شاد کہتا ہے کہ نفیشتی زمین کے بعد وہ زمین اچھی ہوتی ہے جس کا رنگ  
 خاکی ہوتا ہے، اس کے ذرات میں تخلف ہوتا ہے اسکی مٹی شیریں ہوتی ہے اور  
 کوئی دوسرا مزہ نہیں ہوتا ہے، اس کے بعد وہ زمین اچھی ہوتی ہے جس کا نام حضرت  
 آدم علیہ السلام نے حارہ رکھا ہے یہ بہت نرم ہوتی ہے اس کا موسم سرما میں  
 بھی رنگ تبدیل نہیں ہوتا خواہ برف گرے یا اولہ پڑے، اس کے ساتھ ہی اس میں  
 یہ وصف ہے کہ اگر کوئی شخص اس کا ڈھیلہ توڑنا چاہے تو آسانی کے ساتھ توڑ  
 سکتا ہے،



اس زمین کے بعد اس زمین کا درجہ ہے جو شدیدہ کہلاتی ہے اس کا بھی رنگ  
 خاکی ہوتا ہے لیکن ہلکا ہوتا ہے اور ہلکی سفیدی ہوتی ہے یعنی سفیدی اور خاکی کے درمیان  
 کا رنگ ہوتا ہے، اعلیٰ سے کم سخت ہوتی ہے، اس میں کھیتی آسانی کے ساتھ ہو سکتی  
 ہے لیکن درختوں کے لیے مناسب نہیں ہے بلکہ صرف غلوں کی زراعت کے لئے  
 مفید ہے، صغیریت اس قول کا مخالف ہے وہ یہ کہتا ہے کہ درخت پست اور نرم  
 زمین میں بہت بار آور اور اچھے ہوتے ہیں،

سرخ چکنی زمین تمام مزروعات اور درختوں کے لیے اچھی ہے لیکن کھجور اور  
 وہ درخت جن کے پھل شیریں ہوتے ہیں اس قسم کی زمین میں نہیں ہوتے کیونکہ یہ  
 ان کے لئے موافق نہیں ہوتی ہے، جن اچھی زمینوں کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں وہ ہر  
 قسم کے درخت اور نباتات کے لئے نہایت عمدہ ہیں،

جس زمین کو اطباء عتیقہ کہتے ہیں وہ بھی تمام مزروعات کے لئے اچھی ہے صرف  
 سبزی اس میں نہیں ہوتی کیونکہ ان کے لئے وہ نامناسب ہے تاہم لکھا ہے کہ عتیقہ  
 دستہ (روغن دار) اور قشع (روکھی اور خشک) کے درمیان میں ہوتی ہے اس زمین  
 کا ہم نے دوسرا نام سہلہ رکھا ہے، اور وہ زمین جسکی سطح پر موسم سرما میں سفیدی پھیل  
 جاتی ہے وہ بہت خراب ہوتی ہے اس میں کھجور، جو، ترکاری، سلق وغیرہ کے سوا  
 کچھ نہیں ہوتا ہے، اس کی سفیدی اسکی ملکیت پر دال ہے،

وہ زمینیں جو مزروعات کے ذائقہ کو بدل دیتی ہیں اگر وہ اس صفت کی زمین ہوں  
 جس صفت کی حارہ ہوتی ہے تو وہ انگور، کدو، خربوزہ وغیرہ کیلئے بہت اچھی ہوتی ہیں  
 اور ان نباتات کے لئے بھی ٹھیک ہے جنہیں تنہا نہیں ہوتا بلکہ زمین پر پھیل جاتے ہیں

پھلدار درختوں کے لئے بھی یہ زمین اچھی ہوتی ہے، اجناس کے لیے بھی موافق ہے، لیکن پھولوں کے لیے یہ مناسب نہیں ہے، قوت نامی کہتا ہے کہ عمدہ زمینوں کے پہچاننے کی یہ علامتیں تھیں جو اوپر ذکر کی گئیں پس جو زمین کہ ان اوصاف کے خلاف ہو وہ فاسد ہے اور علاج کی محتاج ہے۔

## فصل

### فلاحیت بنطیہ میں زمین کے احوال سے جو بحث لگائی ہو انکے بیان

اچھی زمینوں کی شناخت دیکھ کر کی جاتی ہے اسکی علامتیں یہ ہیں کہ زمین گرمی اور سردی خشکی اور بارش کے اعتبار سے خریف اور سرمایہ بھٹی نہ ہو اور نہ اس میں شقوق پیدا ہوتے ہوں اور بارش کی کثرت سے جلد گیلی نہ ہوتی ہو اور نہ اس میں اس طرح کچڑ ہو جائے کہ ہر شخص کے پیردن میں چپک جائے اور اگر کوئی ہاتھ سے چھوئے تو اس میں لپٹ جائے اور جب بارش ہو تو پانی کو اچھی طرح جذب کرے اور جب تمم جائے تو اس کی سطح پر سفیدی نہ پھیل جائے، کیونکہ بعض زمینوں پر جو اچھی نہیں ہوتی ہیں، پانی برستے وقت یا اس کے دودن کے بعد ایک سفیدی سی پھیل جاتی ہے جو آنے کی طرح باریک ہوتی کہی ایک ہی جگہ نہ ہوتی ہے اور کبھی مختلف مقامات پر ہوتی ہے ایسی زمین اچھی نہیں ہوتی، اچھی زمین کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ جب سردی شدت سے ہڑے تو سفال ریزہ کی طرح کوئی ایسی سفید اور باریک ظاہر نہ ہو جو پہلے نہ تھی اچھی یا خراب زمینوں کی شناخت کا ایک طریقہ اور بھی ہے اور وہ یہ کہ زمین کی مٹی درختوں سے تین رطل تک لی جائے اور اسکو مٹی کے ایک چھوٹے گڑے میں رکھ کر اس کا منہ اچھی طرح

بند کر دیا جائے اور پھر اس کو اسی زمین میں تین یا چار ہاتھ کا گڈھا کھود کر دفن کر دیا جائے  
 اور چودہ دن تک اسی حال پر رہنے دیا جائے، کیونکہ قبر کا نصف دور چودھویں دن ختم  
 ہوتا ہے، چودہ دن گزرنے کے بعد اس کو نکالا جائے اور دیکھا جائے،  
 اگر برتن کے اوپر ریزے ہوں تو یہ سمجھنا چاہئے کہ مٹی پیچ گئی ہے اور اس کا منہ کھول  
 دیا چاہئے، اگر ایسا نہ ہو تو اس کو پھر سختی سے بند کر کے دفن کر دینا چاہئے اور سترہ دن  
 تک پھوڑ دینا چاہئے اس کے بعد اس کو نکال کر کھولنا چاہئے، اس میں ایسے کیرے  
 یا اسی قسم کے دوسرے حیوان دکھائی دیں گے، جن میں سخت عفوئت ہوگی اور ایسا معلوم  
 ہوگا کہ یہ ایسی جگہ کے ہیں جہاں کی ہوا اچھی نہیں ہوتی، پھر یہ دیکھنا چاہئے کہ ان کیرے دن  
 کا رنگ کس قسم کا ہے اگر وہ سیاہ یا نیلگون یا سبز ہوں تو وہ زمین اچھی نہ ہوگی جسکی مٹی لگی  
 ہے اور اگر وہ سرخ، زرد، خاک، سیاہی مائل یا ہلکی سبزی لے ہوں تو وہ زمین بہت اچھی  
 ہوگی، اس کے بعد وہ مٹی جو اس گھرے میں رکھی گئی ہے سو نگھی جائے اگر اس کی بو  
 ویسی ہی ہو جیسی دفن کرنے سے قبل تھی یا اس کے قریب قریب ہو تو وہ زمین غالباً  
 اچھی ہے اور اگر اس کی بو میں تغیر ہو گیا ہو تو یہ غور کرنا چاہئے کہ کس چیز سے متغیر ہوئی  
 ہے پس اگر ترشی یا تلخی یا اسی کے مثل کی چیزوں کی بو سے متغیر ہو گئی ہو تو ان میں ہضم  
 چیزوں کی زراعت کرین جبکو ترشی وغیرہ کی بو موافق ہوتی ہے اور اگر ان چیزوں کی بو  
 زمین کی بو متغیر نہیں ہوئی ہو تو وہ زمین اچھی تصور کی جائے اس مٹی کو نکالنے کے پتھری  
 دیر بعد چکھنا چاہئے اگر اس کا ذائقہ کٹوئیں کی اس گرم اور سرخ مٹی کی طرح ہو جو نکال کر  
 خشک کر دی گئی ہو تو وہ زمین اچھی ہوگی اور اگر اس کا ذائقہ نمکین تلخ یا ترش ہو تو جیسا  
 ذائقہ ہوگا اسی لحاظ سے وہ کار آمد ہوگی،

## زمین کے شناخت کی دوسری مختصر ترکیب

تھوڑی سی مٹی میٹھے پانی میں ملا دی جائے اور چھوڑ دیا جائے پھر اس کو کئی مرتبہ جھولا جائے اور چھوڑ دیا جائے، اس کے بعد وہ چمکی جائے اور غور کیا جائے کہ اس کا مزہ کیسا ہے اور اس سے بھی اچھی صورت یہ ہے کہ مٹی کو گرم کھولتے ہوئے میٹھے پانی میں ڈال دیا جائے، اور پھر وہ بار بار جھولا جائے اور ہر حرکت کے بعد اس کو ساکن کرنے کے لئے چھوڑ دیا جائے، جب پانی بالکل ٹھنڈا ہو جائے تو ایک ایک گھونٹ پیا جائے، پھر اس کا مزہ صاف بتا دے گا کہ یہ زمین اچھی ہے یا خراب،

### ایک اور ترکیب

زمین کے گڈھے سے ایک کافی مقدار میں مٹی لی جائے اور سونگھی جائے اگر اس میں اچھی مٹی کی طرح خوشبو ہو اور وہ ہر قسم کے خراب ذائقے سے محفوظ ہو تو وہ زمین اچھی خیال کی جائیگی، سونگھنے کے بعد پھر یہ مٹی چمکی جائیگی اور جس طرح اسکی خوشبو کا پتہ چلایا گیا ہے اسی طرح اس کے ذائقے کا پتہ چلایا جائے گا، ذائقہ معادلہ کر نیکا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کسی برتن میں ڈال دی جائے اور اوپر سے شیریں پانی ڈالا جائے جو یا تو دجلہ کا پانی ہو یا اسکے جیسے دیا کا ہو اور پھر اس کو حرکت دی جائے اس کے بعد چکھا جائے اس سے اس مٹی کے ذائقہ کا پتہ چلے گا، جیسا ذائقہ ہو گا اسی قسم کا حکم لگایا جائے گا، کیونکہ مٹی کے ذائقہ کا پتہ اس وقت تک نہیں چسکتا ہے جب تک کہ اس میں میٹھا پانی نہ ملا جائے،

## اچھی اور صالح زمین کے شناخت کی ترکیب فیہ بنات کے

اس کا طریقہ یہ ہے کہ زمین کی روئیدگی مثلاً گھاس یا کانٹا وغیرہ کو دیکھ کر اندازہ کرے اگر وہ قوی اور مضبوط ہوں اور اُن کی نشو و نما اچھی ہو آپس میں ملے ہوں تو وہ زمین قابلِ زراعت ہے، اور اگر وہ کمزور ہوں اور نشو و نما اچھی نہ ہو تو وہ زمین آفات سے محفوظ نہیں رہ سکتی ہے،

قوت نامی کا بیان ہے کہ بعض لوگ صرف زمین کی بنات کو دیکھ کر اس کا فیصلہ کرتے ہیں کہ آیا وہ اچھی ہے یا خراب، خواہ وہ ایک ہی قسم کی گھاس نہ ہو، مثلاً سون ( ) سوچ ( ) شوک ( ) علیق (گلاب کے مانند ہوتا ہے) وغیرہ لوگ ان کی شاخ یا پتی بیکر خوب کوٹ لیتے ہیں اور پھر ان کے مزہ اور ذائقہ کو اچھی نہیں کے درختوں کے پتوں کے مزہ سے مقابلہ کرتے ہیں جس سے وہ زمین کی اچھائی اور برائی کا اندازہ کر لیتے ہیں، اور (ط) مین بھی ایسا ہی ہے، کہ زمین کی بنات سے اس کے جیدا اور دی ہوئے کا اندازہ انسان خود کر سکتا ہے،

قوت نامی کے نزدیک کھاری تر، شاداب، نرم اور پانی کم جذب کرنے والی زمین میں زراعت کیجا سکتی ہے، لیکن سخت، شور، حار، بہت ہی نرم بہت ہی خشک زمین میں اور ان کے علاوہ جن زمینوں میں خود رو خراب پودے ہوتے ہیں نہ تو انکی کھج ہو سکتی ہے اور نہ یہ قابلِ زراعت ہیں، مثلاً جعدہ (عنبرید فارسی میں کہتے ہیں) آفستین (بابونہ کی طرح ہوتا ہے) زوفاد (گھاس زمین پر پھیلتی ہے) قیصوم ( ) ہندبالبری (کاسنی) خربق اسود (کنگلی نسیاہ) جو کہ بیٹیوں کے نزدیک ایک قسم کا زہر ہوتا ہے اور

کبر) (عوج احمر) یہ تمام چیزیں یا اس قسم کی اور چیزیں خراب مینوں میں اُگتی ہیں، اور وہ بدبودار زمین جو بہت گرم ہوتی ہے اس میں تو کوئی چیز اُگتی ہی نہیں، البتہ کم پانی والی شور زمین میں عکروش جسکو شل بھی کہتے ہیں اُگتا ہو اور جو زمین زیادہ سخت نہیں ہوتی اس میں شیخ اور جسکو عرب میں قيصوم کہتے ہیں پیدا ہوتا ہے،

نیبو شاد کا خیال ہے کہ کم سیراب شدہ سخت زمین میں اکثر سوسن امیض نرگس اور بصل (پیاز) یا ان کے مشابہ چیزیں جنکی جڑیں زمین میں لگائی جاتی ہیں اور پھر اوپر اُگ آتی ہیں، لیکن اگر اس قسم کی چیزیں نرم شاداب اور تر زمین میں اُگیں تو یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ قابلِ زراعت ہیں اور بہت سخت زمین ایک قسم کا کیرا اُگتا ہو جسکی پتیاں بہت چھوٹی ہوتی ہیں اور بڑی پیاز بھی ہوتی ہے جسکو رومی مشککہ کہتے ہیں جس کے کھانے سے جوہے فوراً مر جاتے ہیں اسی بنا پر اس کو بصل الفار کہتے ہیں، اور یہی عفضل یا بصل الفار سخت پتھریلی زمین میں بھی پیدا ہوتا ہے اُکی سختی گچہ اور پہاڑ کے چٹانوں کی طرح ہوتی ہے، اور یہ خشک پہاڑوں اور بڑے بڑے ٹیلوں میں بھی اُگتا ہے،

کاسٹے دار درخت ہموار زمین کے اس حصہ زمین میں ہوتے ہیں جو قدرے سخت ہوتی ہے اور پہاڑ اور پتھریلی زمین میں بھی پیدا ہوتے ہیں، اس کے علاوہ کاسٹے تو اکثر ایسی زمین میں ہوتے ہیں جس میں رطوبت کم ہوتی ہے اور سختی ہوتی ہے، غرض کہ درخت عموماً تر زمین میں اُگتے ہیں اور خوب سرسبز و شاداب رہتے ہیں، اور بہت ہی تھوڑے درخت خشک زمین میں اُگتے ہیں، اور پھلکے دار چیزیں مثلاً

نصل افکار اور جنگلی سبزی اور ساگ وغیرہ بھی اچھی زمینوں میں پیدا ہوتے ہیں، جن میں نمکینیت کے سوا اور کوئی عیب نہیں ہوتا کیونکہ جھکون میں نمکین مٹی بہت زیادہ ہوتی ہے لیکن یہ کھاری مٹی ساگ و ترکاری کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، یہی وجہ ہے کہ اکثر ساگ و سبزیاں کھاری زمین پیدا ہوتی ہیں اور جن ترکاریوں کو کھاری مٹی نہیں ملتی وہ مزے اور لذت میں اچھی نہیں ہوتیں زمین کی شناخت اس کے نبات سے بھی ہوتی ہے اس طرح پر کہ اگر وہ پودے جو عام طور سے کھاری زمین میں ہوتے ہیں دوسری جگہ پر پودے جائیں اور وہ اگ جائیں تو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس میں بھی نمک غالب ہے اسی طریقہ سے کمزور اور باریک کاتے جیسے حسہ) جبکہ شوکہ انحصیر کہتے ہیں جب یہ کسی اچھی زمین میں پیدا ہو جاتے ہیں تو اس سے یہ اندازہ کر لینا چاہئے کہ یہ زمین بار بار زراعت سے کمزور ہو گئی ہے،

## فصل

وہ اقسام زمین جن فلاح (یعنی تعمیر) اور مخصوص علاج کی ضرورت ہیں،  
 طمین ہے کہ دسمی اور نقلی یہ دونوں زمینیں تقریباً اپنی نوعیت میں ایک ہی ہیں دسمی زمین پر ایک قسم کی رطوبت رہتی ہے اور نرم اور سیاہ ہوتی کبھی بالکل کھوکھلی سی ہوتی ہے اس کے بعض اوصاف منبشی زمین کے بیان میں گذر چکے ہیں ان دونوں زمین کا بہترین علاج یہ ہے کہ سخت حرارت کے زمانہ میں ہر ماہ میں دو مرتبہ بھاڑے یا کدال سے کھوڈ ڈالا کریں تاکہ تین ماہ کے اندر کم از کم اس میں یہ عمل چھ یا سات مرتبہ ہو جائے، پھر اس کے بعد سراون یا کسی آلہ سے مٹی باریک کر دی جائے کیونکہ اس عمل سے مٹی باریک ہوگی اور اس میں گرمی پیدا ہوگی تو اسکی دسمیت جو زیادہ

تھی کم ہو جائے گی، اور نقل بھی کم ہو جائیگا اس سے یہ مقصد نہیں کہ دسمیت کا بالکل  
ازالہ ہی کر دیا جائے۔ بلکہ اس کا زیادہ حصہ نخل جانا چاہئے اس لیے کہ اگر بالکل  
اسکی دسمیت جاتی رہی تو ہم کو پھر اس دسمیت کے لانے کی ضرورت پڑے گی، ان دونوں  
زمینوں کا اس سے زیادہ اچھا کوئی علاج نہیں، بسا اوقات رقیقہ (وہ زمین جو اوپر  
نرم ہو اور اندر تھریلی ہو) کے علاج کی بھی ضرورت پڑتی ہے، نیبو شاد کا خیال ہے  
کہ ارض رقیقہ، ارض دسمہ (وہ جس کے اوپر کی سطح نرم ہو) کے مشابہ اور ارض دسمہ  
ارض عرقہ (وہ جس میں نک ہو) کے مشابہ ہے اس لئے اس کے نزدیک یہ مینون  
زمینیں مشابہ ہیں، بعض کسانوں اور فلاسین کا خیال ہے کہ رقیقہ اور نرہ (جس میں  
پانی بہت کم ہو) ایک ہی زمین ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رقیقہ ہی عرقہ ہے لیکن ان  
لوگوں کا یہ خیال صحیح نہیں ہے، بلکہ عرقہ زمین، نرہ اور رقیقہ کے درمیان زمین ہے،  
بہت ہی نرم زمین بھی فاسد زمین ہے یہ دسمہ سے بالکل مختلف اور متضاد  
ہے اس کا ذائقہ حموضہ (کھٹا پن) اور تھامہ (بے مزہ) کے مابین ہوتا ہے، یہ  
زمین اپنی رقت کی وجہ سے ضعیف ہوتی ہے اور یہ بھی قابل علاج ہوتی ہے اس کا  
بھی علاج یہی ہے کہ اس کو بار بار دھوپ میں کھود کر درست کرین تاکہ کچھ حصہ جل  
جائے، لیکن بہت زیادہ نہ جلنے پائے، اس لیے کہ اگر زیادہ جل جائے گی تو بالکل  
ریت ہو جائے گی پھر بجز ضعیف پیداوار کے اور کوئی اچھی چیز نہ ہو سکے گی، نیبو شاد  
کے نزدیک ارض دسمہ اور ارض رقیقہ دونوں برابر ہیں یہ مقولہ ایک مضحکہ سا معلوم  
ہوتا ہے، اس لئے کہ ہمارے نزدیک ارض رقیقہ، ارض دسمہ کے بالکل متضاد ہر  
نیبو شاد کے نزدیک ارض رقیقہ کے اصلاح کی صورت یہ ہے کہ ربیع میں اس کو



کئی مرتبہ الٹ پلٹ دیا جائے اور پھر بکثرت کھا دیتا کر کے اس میں ڈالیں لیکن عجمی کی  
 لید نہ شامل کریں کھا دے یہ زمین بہت اچھی ہو جائے گی اور جس چیز کو بوئیں گے اسکے  
 اگنے میں یہ معاون ہوگی، اس قسم کی دسمی زمین انگور کی کاشت بہت اچھی ہوتی ہے،  
 اس میں انگور کی بیل بہت سرسبز و شاداب ہوتی ہے اور اسکی شاخیں اور جڑیں موٹی  
 اور مضبوط ہوتی ہیں اور بہت ہی رس دار انگور پیدا ہوتے ہیں، جس سے بہترین شراب  
 بنائی جاسکتی ہے، اس کے علاوہ تمام وہ درخت جو انگور کی طرح ہوتے ہیں ایسی زمین  
 میں بہت اچھی طریقہ سے پیدا ہوتے ہیں، خواہ پودے ہوں یا بیلین ہوں ایسے بوٹے  
 جس جگہ ارض رقیقہ کا تکر کیا ہے لکھا ہے کہ یہ زمین بہت ہی ضعیف اور کمزور ہوتی ہے،  
 اس کو بار بار کھودنا نہیں چاہئے، ورنہ یہ کھوکھلی ہو جائے گی اور زیادہ کمزور ہو جائے گی،  
 ایسی زمین میں خصوصیت سے جو کی کاشت بہت اچھی ہوتی ہے، جب یہ کھو کر درست  
 کر دی جائے تو پھر پانی سے اچھی طرح سیراب کرنا چاہئے تاکہ یہ پانی زمین کے نقص کا  
 ازالہ کر دے، اس صورت میں جو کی پیداوار بہت اچھی ہوگی، اور اگر اتفاقاً جو کے  
 اگنے کے قبل بارش ہوگئی تو پھر یہ جو کی فصل بہت اعلیٰ ہوگی،

فیہو شاد نے کم کھاری زمین کا نام بھی ارض رقیقہ رکھا ہے، اس کا یہ قول البتہ  
 کچھ صحیح معلوم ہوتا ہے، یہ بھی ایک قسم کی کمزور زمین ہے جس کے خاص اوصاف ہیں  
 اور خاص علاج ہیں، اس زمین کا علاج یہ ہے کہ اس میں گائے کا گوبر ڈالا جائے  
 مگر اس کو برہمن اچھے قسم کی مٹی ملی ہوئی ہو، اور اس کو برہمن سیدستان کی پتی اور  
 اس کے پھل اور شاخ کو جیلا کر ملا دیا جائے کہ وجلا کر اس کی راکھ ملا دیا جائے  
 اور اس راکھ کو مٹی یا گوبر میں مخلوط کر کے ڈالیں تو اس قسم کی زمین کے لئے بہت مفید

ہوگا، بلکہ بار بار کھا دینا کر ڈالنے کی ضرورت ہے، اس قسم کی زمین میں ان چیزوں کی کاشت کرنی چاہئے جو سطح زمین ہی پر پیدا ہوتی ہوں مثلاً ٹھنڈے ساگ اور جرجیر (تیرہ ترک جسکو ہندی میں تر مرا کہتے ہیں) اور حروف (سپندان) راتی وغیرہ۔

ریتیلی زمین اپنی ریت کے اختلاف کی بنا پر مختلف رنگ کی ہوتی ہے، اس لئے پہلے پہل تقیم نظر سے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ اسکی ریت کس رنگ کی مٹی کے ساتھ شامل ہے، ریتیلی زمین ہمیشہ نرم ہوتی ہے اس لیے کہ ریتیلی زمین ہمیشہ نرم اجزاء ہوتے ہیں ایسی زمین میں بہت ہی کمزور لیکن کھیاں پیداوار ہوتی ہے اور خصوصیت سے ریتیلی زمین میں ہر قسم کے انگور بالکل کیسان ہوتے ہیں ایسی زمین تمام عیوب سے منزہ ہوتی ہے لیکن بڑی بات یہی ہے کہ اس میں ریت مخلوط ہوتی ہے، اس کا علاج بھی وہی ہے جیسا کہ دونوں دسی اور نقلی زمینوں کے بیان میں گذر چکا ہے ان زمینوں میں سے جس قسم کی زمین ہوگی ویسا ہی علاج کیا جائے گا، مناسب یہ ہے کہ جس وقت یہ زمین زراعت کے لئے الٹی پٹی جائے اس وقت اس میں گدھے کی لید جس میں سبز لون کی پٹیاں اور چمکے اور جو باگیوں کے جھوسے ملے ہوں مخلوط کر دیجائے اور اس قسم کی اصلاح اگر فصل خریف میں کی جائے تو بہت اچھا ہے ارض صلیبہ (سخت زمین) اسکی بہت سی قسمیں ہیں، ان میں سے بعض کا رنگ سفید ہوتا ہے ہی ان کا اصلی رنگ ہے، اور بعض میں سفید کم ہوتی ہے، جس زمین میں سفید غالب ہوتی ہے اسکو حصیہ (یعنی کچھ دار) کہتے ہیں اور جو اس سے کم سفید ہوتی ہے وہ صلیبی زمین کہلاتی ہے ایسی زمین میں کھجور اور بھول نہیں لگائے جاتے البتہ ایسے درخت جنکے دانے کھانے میں آتے ہیں انکی

کاشت ہو سکتی ہے،

طابین ایک دوسرے مقام پر یہ ہے کہ ایک صلیبی زمین ایسی بھی ہوتی ہے، جس میں سفیدی کم ہوتی ہے، لیکن خاکی رنگ غالب ہوتا ہے اس کا نام ہم نے شدیدہ رکھا ہے یہ زمین بہت سخت نہیں ہوتی بلکہ کچھ نرم ہوتی ہے، سخت زمین، گیہون، جوار، چنا، مسور در بڑے بڑے درخت مثلاً اخروٹ، خندق، (بندق) ولایتی میوہ سرخ رنگ کا پر کے برابر ہوتا ہے) زیتون اور اسی قسم کے میوہ جات کے لئے مناسب اور موافق ہوتی ہے،

یہی زمین کا بہتر علاج یہ ہے کہ کثرت سے اس میں ہل چلایا جائے تاکہ اسکی ضلالت دور ہو اور اسکی ابتدا نو سبر سے کرنی چاہئے اور ہر دس دن کے بعد ہل چلایا جائے اور اس میں جو بڑے بڑے ڈھیلے ہوں ان کو توڑ کر باریک کر دیا جائے اور کاشتکاروں کو چاہئے کہ اسی میں گائے بکری اور بیٹیر وغیرہ کو رکھیں تاکہ اسی کھیت کے اندر وہ پیشاب و پاخانہ کریں اور اسی میں سے آئین جائیں تاکہ اسکی مٹی باریک ہوتی رہے، اور آدمی بھی اسی کھیت میں سے آمد و رفت رکھیں بلکہ اچھا تو یہ ہے کہ اس زمین کو بھیڑ، بکری گائے اور انسان اپنے قدموں سے روندیں تاکہ اچھی طرح باریک ہو جائے، اور ایسی زمین میں اگر میٹگنیاں ڈالی جائیں تو اور اچھا ہے،

ارض حجری کو ارض جلی بھی کہتے ہیں یہ اقلیم بابل میں بہت ہی ٹھنڈے مقامات کے قسرب و جوار میں زیادہ تر پائی جاتی ہے، اور طابین ہے کہ ارض جلی وہ ہے جو نہ بہت زیادہ سخت ہو اور نہ بہت زیادہ نرم ہو بلکہ ارض حجری اور ارض رخاوی کے بین میں ہو اور حجری زمین ارض مذکورہ سے زیادہ سخت ہوتی ہے،

اس کا علاج یہ ہے کہ موسم گرما میں لوہے کے بڑے بڑے اوزار دن مثلاً کدال یا پھاوڑے سے کھود کر الٹ پلٹ دیجائے اور پھر اس میں ویسا ہی عمل کریں جیسا ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور اس طرح مٹی کو اچھی طرح باریک کر دینا چاہئے اسلئے کہ بجز اس صورت کے اور کسی طریقہ سے ایسی زمین میں کاشت نہیں ہو سکتی، انہیں زمین ہمیشہ رات کے وقت ہل چلانا چاہئے، یا تو شروع رات سے آخر تک یا نصف شب سے آخر شب تک اور دن میں زیادہ سے زیادہ دن نکلنے کے بعد دو گھنٹہ تک ہل چلا سکتے ہیں، کیونکہ یہ زمین رات کے وقت ٹھنڈی ہوتی ہے اسلئے رات ہی کے وقت اس میں ہل وغیرہ چلانا چاہئے، اس میں اور صلیبی زمین میں رات کے وقت عمل کرنا چاہئے، کیونکہ اگر دن کے وقت اس میں عمل کیا جائے تو سورج کی گرمی سے زمین گرم ہو کر بیلون کو نقصان پہنچائے گی، اور بیمار ڈال دے گی، اور چونکہ یہ زمین بہت سخت ہوتی ہے اس لئے ایک ایک ہل میں چار بیل جوتے جائیں، اور دو بیل کافی نہ ہوں گے، اور اس کا ہل بھی لاہنا اور مضبوط ہوتا کہ زمین گہری جوتی جا سکے اور پھر ڈھیلے توڑ دیئے جائیں یہاں تک کہ ایک ڈھیلا بھی رہنے نہ پائے یہ سخت زمین بیلون کو تھکا دیتی ہے اس لئے کسانوں کو چاہئے کہ اپنے پاس کوزے اور ٹھنڈا پانی رکھیں اور بعض بعض وقت بیلون کے منہ اور گردن کو پانی سے دھو کر پونچھ دیا کریں اور سر پر پانی کو چھڑک دیا کریں اس سے بیلون کو ایک قسم کا آرام پہنچتا ہے اور ٹھکن کم ہو جاتی ہے، ارض حمہ (سرخ) اس کو کسی علاج کی ضرورت ہی نہیں اس لیے کہ اس میں کوئی مرض ہی نہیں ہوتا ہے، اسکی کاشت کا یہ طریقہ ہے کہ وسط خریف میں

چھوٹے چھوٹے ہلوان سے جوت دی جائے مگر زیادہ عمیق نہ جوتی جائے، کیونکہ اس میں اسکی ضرورت ہی نہیں ہے،

ارضِ رماوی، (خاکی رنگ کی زمین) وہ زمین ہے جو سفیدی مائل ہوتی ہے لیکن غبار آلود ہوتی ہے، یہ بھی خراب زمینوں میں شمار نہیں کی جاتی، اس لئے کہ اس میں بہت سی چیزیں پیدا ہوتی ہیں اور بہت سے درختوں کی مثلاً کھجور، انگور وغیرہ کی کاشت ہوتی ہے، کیونکہ اس زمین میں پوست غالب ہوتی ہے اور ساتھ ہی تری کو جلد قبول کر لیتی ہے، لیکن جب کھجور، انگور، یا اور کوئی درخت اس زمین میں لگا دیئے جاتے ہیں تو اس کو ہمیشہ پانی سے سیراب کرنے کی ضرورت پڑتی ہے، ہاں ایسی زمین ترکاریاں اور ساگ وغیرہ نہیں ہو سکتے، چونکہ اس زمین میں پانی رہتا ہے اس بنا پر وہاں یا اس قسم کے غلوں کی زراعت کے لیے بہت مناسب ہوتی ہے، ایسی زمین میں جو، گیہوں اور سبز مونگ (جلبان) کی بھی زراعت ہو سکتی ہے اور یہ زمین (دخن) چنیا، مصور، لوبیا، چنا اور ماش کی کاشت کے قابل نہیں ہوتی،

ارضِ عجیبہ، اس زمین کا رنگ بہت ہی سیاہ ہوتا ہے اور کبھی سیاہی کچھ کم ہوتی ہے، لیکن سفیدی بالکل نہیں ہونی اسکی سطح پر ایک قسم کی تری پائی جاتی ہے یہ زمین ارضِ رماوی کے مشابہ ہوتی ہے اور اس کے تمام خصوصیات اور ضروریات اسی کے مثل ہوتی ہیں، یہ زمین کھجور کے درخت کے لئے بہت مناسب ہوتی ہے اور جب یہ زمین بار بار سیراب کی جائے تو بہت اعلیٰ درجہ کی زمین ہو جاتی ہے، خصوصاً یہ زمین سیلون کے لئے بہت موزوں ہوتی ہے مثلاً انگور نیز تمام چھوٹی ماد

ترکاریوں کے موافق ہے، جیسے (کرنب) کرم مکھ (اسفانخ) پالک (سلق) چنتر (خس) تخم کاہو (بنیٹ) سخت قسم کا چنتر (حرف) رائی وغیرہ اور چھوٹی ترکاریاں بھی پیدا ہوتی ہیں جیسے (نفع) پودنہ (بازروخ) بقلۃ الحماق یا خرفہ (کرفس) (جمود وغیرہ جن چیزوں کی اس زمین میں کاشت ہوتی ہے ان کو پانی کی سخت ضرورت ہوتی ہے اور اگر عجمی اور مادی زمین ایسی جگہ پر ہو جہاں پانی پہنچتا ہو اور وہ ایک مدت تک قائم رہے تو یہ نہایت عمدہ زمین ہوگی، اس میں لکڑی کھیر، خربوزہ اور انگور کی کاشت اچھی طرح کی جاسکتی ہے، اگرچہ پھر اس میں دوبارہ کاشت ہو سکتی ہے لیکن اس کے بعد کچھ دنوں کے لئے بغیر کسی کاشت کے چھوڑ دینا چاہئے تاکہ زمین پھر درست ہو جائے، ارض خرفیہ (ٹھیکری والی زمین) اس زمین کی سطح پر موسم گرما کے زمانے میں ایک قسم کا خرنی قوام چڑھا رہتا ہے اور اس کا رنگ کچھ سرخی لئے ہوئے ٹھیکریوں یا مٹی کے پکے ہوئے برتن کے مانند ہوتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو عمیق کھوکھلی کر کے یا ایک کجائے تاکہ اس کے سخت اجزاء دوسرے نرم اجزاء کے ساتھ مل جائیں متواتر اس کو کوٹنا چاہئے تاکہ بالکل نرم ہو جائے اور پھر اس پر جواہ باقلا کا بھوسہ گوبر میں ملا کر ڈالا جائے،

ارض خرفیہ، اس زمین کی بو (خوبی) یعنی کنگلی کے بو کی جیسی ہوتی ہے بلکہ ایک قسم کی بدبو دار ہوتی ہے، یہ زمین مذکورہ بالا زمینوں سے بدتر اور خراب ہے یہ اپنی حرارت کی وجہ سے تمام مزروعات کو خراب کر دیتی ہے البتہ یہ باقلا کے لئے مناسب ہے،

ارض نزہ (جو نر ہو) اور ارض عرقہ (جو بھتی ہو) ان کا علاج یہ ہے کہ ان زمینوں کے درمیان میں کناروں پر اور مختلف مقامات میں ہمیشہ آگ جلائی جائے جس کی وجہ سے ان کی زری اور عرقیت جاتی رہے گی، مگر اس علاج میں ایک خطرہ یہ بھی ہے کہ کسی یہ

زمین اس علاج کی وجہ سے جل جاتی ہیں اور ان کا مزہ خراب ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ پہلی حالت سے بھی بدتر ہو جاتی ہے، اور ان کے علاوہ جن علاقوں کا ذکر اوپر کیا گیا ہے وہ بھی اس کے لئے مفید ہیں، ان دونوں زمینوں میں (کرب) کرم کلمہ (قنیط) سخت قسم کا چتدر (آس) اور اسی قسم کے دوسرے درخت بھی ہوتے ہیں،

ارض ماکم (شور زمین) اس زمین کی بہت سی قسمیں ہیں، بعض تو محض کھاری ہوتی ہیں، بعض کھاری اور ترشش ہوتی ہیں، بعض میں کڑوا پن بھی ہوتا ہے، بعض میں کدو کا قبض ہوتا ہے، جو زمین حقیقتہً کھاری ہوتی ہے اور اسکی سطح پر ایک قسم کی سفیدی نمایاں ہوتی ہے، اور یہ حالت ابتداء ہی سے شروع ہو جاتی ہے اس کا نام صغریت نے ملوۃ طافیہ رکھا ہے، کیونکہ اسکی ملاحظت زمین کے اوپر فوراً نمایاں ہو جاتی ہے، یہ حالت اکثر انگور کے کھیت میں پیدا ہو جاتی ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ ایسے انگور کے قرب وجوار میں جو کی کاشت کی جائے جو اس کی ملاحظت کو دفع کرنے لگا، اس قسم کی زمین کے علاج عام اور خاص دونوں ہیں لیکن عام علاج کافی ہے ایسی زمین کھجور کے درخت کے لیے بہت مناسب ہے اس کا عام علاج یہ ہے کہ (تشرین اول) کا تک کے مہینہ میں اگر ابتداء مہینہ بارش ہو جائے تو ایک مہفتہ کے بعد اس میں ہل چلایا جائے اور اگر بارش تاخیر مہینہ ہو تو اس مہینہ کے آخر دونوں میں ہل چلایا جائے اور اگر ایسی کھاری زمین ہو جس میں دوسرے ذائقہ بھی مخلوط ہوں تو (تشرین ثانی) یعنی ابتداء اگسٹ میں دو تین دن گزرنے کے بعد ہل جوت دیا جائے اور اس سے زیادہ تاخیر نہ کرنی چاہئے اس کے بعد باقلا کی پرانی لکڑیاں اس قدر چور ڈالی جائیں کہ وہ بھوسہ بن جائیں ان کو تمام مہینہ چھبھیل دیا جائے اور اس کے بعد اگر زمین زیادہ وسیع ہو تو بعض بعض مقاموں پر





اس کے بعد ہل چلایا جائے اور تھوڑے سے پانی کا چھڑکاؤ کر دیا جائے پھر اس کو کچھ دن کے لئے چھوڑ دیا جائے، اگر ایسا ہی عمل تمام فاسڈ زمینوں کے ساتھ کیا جائے تو وہ درست ہو جائے گا لیکن جس زمین کا مزہ بہت ہی تلخ ہوتا ہے وہ اس ترکیب سے نہیں درست ہو سکتی بلکہ اس کے لئے ایک دوسرا علاج ہے، جو زمین کہ خالص کھاری ہو یا اس میں اور دوسرا ذائقہ ہو، لیکن ملاحت غالب ہو، تو اس پر زیتون کے تیل کا تلچٹ جس میں نہ کوئی نمکین ہو اور نہ کوئی دوسرا ذائقہ ہو بلکہ صحت زیتون کا مزہ ہو، اس کو اولاً زمین کو بغیر جوتے ہوئے چھڑک دین اس کے بعد جوت دی جائے، اور روغن زیتون کا تلچٹ چھڑکا جائے غرض کہ اسی طرح سے یہ عمل تین بار کیا جائے پھر گائے کا گوبر ڈالنے کے بعد اپنی حالت پر چھوڑ دی جائے اور کچھ عرصہ کے بعد پھر اہل سے جوت دی جائے لیکن محنت نہ جوتی جائے، اور پھر جو، مٹی، چنا، چتندر، لوکی، خطمی کی زراعت کی جائے اور متفرق طور پر کجور کے درخت بھی لگا دیئے جائیں یہ تمام چیزیں اسکی ملاحت کو جذب کر لیں گی، اس میں ہمیشہ گائے دہل کا گوبر اور زیتون کا تلچٹ ڈالنے رہیں لکڑی گائے کا گوبر بہت دنوں کا نہ ہو بالکل تازہ ہو، انشا اللہ اس ترکیب سے زمین درست ہو جائے گی،

## کھاری زمین کا دوسرا علاج،

ابتداءً اکتوبر میں زمین الٹ پلٹ دی جائے تاکہ بارش کی وجہ سے اس کا کھارا دھل جائے اسی طرح اور دوسری خراب زمینیں مثلاً ترش قابض وغیرہ کو درست کرنا چاہئے، لیکن جس زمین میں نمکی غالب ہوتی ہے وہ بہت بدترین زمین ہوتی ہے اسکی درستی بہت مشکل ہوتی ہے یہ تخم کو اگنے سے قبل نیست دنا بدو کر دیتی ہے اس میں ایسی

خزایا ہوتی ہیں جو اس کو درست ہونے نہیں دیتیں، اس کا علاج یہ ہے کہ پہلے پہل فردی کے نصف آخر میں ادوی کے ابتدائی ایام میں جس قدر ہسکے میٹھے پانی سے بھر دیا جائے یہاں تک کہ وہ بہت دنوں تک باقی رہے اور اگر موسم سرما میں نصف دسمبر کنواں تک پہنچے تو یہ اس کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، لیکن کنوار کے بعد پانی نہ رہنا چاہئے، اور اگر یہ صورت نہ ہو سکے، تو پھر یہ کرے کہ سوکھا کدو، بقلی، بار دہ اور انگور کی پتیان، ان تمام کو چھکا اور بیج وغیرہ کے ساتھ مکڑے مکڑے تراش کر خوب خشک کر لے، پھر ایک چمچے کی خشک مین جس میں میٹھا پانی ہو ملا دے اور کھاری زمین کو ہلکا سا جوت کر اس میں یہ پانی چھڑک دے، غالباً دس جریب (ایک جریب ۴۴۸۸ گز کا ہوتا ہے) کھیت کے لئے خشک پانی کافی ہوگا، یا اس سے زیادہ بھی ڈالیں تو کوئی حرج نہیں ہے یہ ترکیب آخر رات کے وقت کیجائے یا صبح سے تین گھنٹہ دن تک، اور اگر یہ عمل بار بار کئی مرتبہ کیا جائے تو اور زیادہ مفید ہوگا، اسکی ترکیب یہ ہے کہ جب زمین میں ذراتی باقی رہے تو جوتی جائے اسکے بعد پانی چھڑکا جائے اور میٹھے پانی میں تھوڑی اچھی مٹی جس میں نہ کوئی ذائقہ ہو اور نہ خوشبو ہو ملا دی جائے، اس کو بھی چھڑک دیا جائے اور ہر مہینہ میں دو مرتبہ کھودی جائے اور عیال کم از کم ایک سال یا دو سال تک کیا جائے کم سے کم دو موسم گرما ضرور گزرنے دیا جائے تا کہ اس سے زمین درست ہو جائیگی اور بہترین علاج ہوگا، خصوصاً اگر یہ مرض قدیم نہ ہو تو ہمیشہ سلا کرنے کی ضرورت نہیں ہے،

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اگر زمین بہت کھاری ہو اور قابض و خراب ہو تو اس کی درستی کی ایک یہ بھی صورت ہے کہ اس میں لعاب دار چیزیں مثلاً (قطنونا) روئی کا درخت سیسی، باقلا، جوا، ماش، (تخم الرشاد) ہالون یا ترہ تیرک، ترس، یا اسی قسم کی چیزوں کی کاشت

کیجائے، یہ زمین یا تو پانی کے قیام کی وجہ سے یا دوسرے مذکورہ علاج سے زیادہ بھی ہو جائیگی  
 اور ان کے علاوہ اقلیم بابل میں اس کا قدرتی علاج یہ ہے اگر اس قسم کی زمین جو بہت  
 تلخ و ترشش اور بد مزہ ہے اس پر چالیس دن تک اتفاقاً برابر بچھایا دیا اور پھر استے  
 و فون تک دھوپ نہ لگے تو یہ زمین خود بخود حید اور اچھی ہو جاتی ہے اور پھر کسی علاج  
 کی ضرورت باقی نہیں رہتی اس کے بعد جب یہ درست ہو جائے تو اس میں لعاب دار  
 چیزوں کی کاشت کی جائے، اس لئے کہ یہ لعاب دار چیزیں اس زمین کی بقیہ خرابی اور  
 بد مزگی کو جذب کر لیں گی، کبھی ان چیزوں کی ایک ہی مرتبہ کی زراعت اس کے لیے کافی  
 ہوتی ہے اور کبھی کئی مرتبہ انہی اشیاء کی کاشت کرنی پڑتی ہے، اگر اس زمین (ر  
 ازلہ رخت) زرخفت، بادام تلخ، (آس) مورد اور غار کی کاشت کیجائے تو یہ چیزیں اس  
 زمین کے لئے بہت زیادہ مفید ہونگی اور زمین کی تمام تلخی کو جذب کر لیں گی،  
 قونامی کا اور میر خیاں یہ ہے کہ لعاب دار چیزوں کے ساتھ اگر خطی اور کشمش کے  
 بھی درخت لگائے جائیں تو بہت زیادہ مفید ہوں گے اور زمین کی تمام خرابیوں کو دور  
 کر دیں گے، ارض حامضہ (ترش زمین) کی صورت یہ ہوتی ہے، کہ کبھی ارض نرہ اور  
 ارض عرقہ جو ارض قلیہ ہوتی ہے، کبھی ان کی تری اور رقت میں ترشی آ جاتی ہے،  
 اس کا پتہ ذائقہ سے چلتا ہے، کبھی تو صرف مٹی کے چکھنے سے معلوم ہوتا ہے، اور کبھی پانی  
 ملا کر چکھنے سے معلوم ہوتا ہے، لیکن یہ تمام خرابیاں علاج سے بالکل دفع ہو سکتی ہیں  
 جتنی مرتبہ بھی اس میں پانس ڈالی جائیگی یہ زمین اچھی ہوتی جائے گی وہ پانس جس سے  
 زمین کی حوضت دور ہو اس کی ترکیب یہ ہے کہ آدمی کے غلیظ اور لگائے کے گو بر میں  
 انار کی راکھ ملا کر تیار کیجائے جس سے بہت جلد زمین درست ہو جائیگی،

یاد رکھو: تمام خراب زمینیں خواہ ان میں ملاحمت ہو یا حرارت، صحت ہو یا بدبو، رقت ہو یا ثقل، عرق ہو یا حموضت یا قبض و غیرہ ان تمام کے لئے سیلاب کا سیلاب پانی بہت زیادہ مفید ہے اس لئے کہ جب سیلاب کا گدلا پانی ایسی زمین میں کچھ دن ٹہر جاتا ہے تو اس زمین کی تمام خرابیوں کو دفع کر دیتا ہے اور اچھی مٹی چھوڑ جاتا ہے جس قدر پانی گدلا ہوگا اسی قدر مصلح ہوگا، کیونکہ اگر زمین کو تری کی ضرورت ہے تو وہ دھوکہ ٹھنڈا کر دیتا ہے اور پھر بہترین مٹی چھوڑ جاتا ہے، اس لئے کہ سیلاب کا پانی نہایت لطیف اور نفیس مٹی کو بہا لیجاتا ہے، جو ضعیف اور کمزور زمین کو قوی کر دیتی ہے، اور وہ بہترین پانس کے قائم مقام بن جاتی ہے، اور اگر اس میں مین ملاحمت ہوتی ہے تو وہ اپنی رطوبت اور شیرینی سے اسکی ملاحمت اور حرارت کو دفع کر دے گا، اور اگر اس زمین میں صرف حرارت ہو تو خصوصیت سے اس کے لئے یہ پانی تمام علا جوں سے زیادہ مفید ہوگا، اور اگر زمین بدبو دار ہوئی تو یہ پانی اسکی بدبو کو دھوکہ اپنی خوشبودار اچھی مٹی چھوڑ جائیگا، جس سے یہ زمین بہترین چھائیگی اور اگر یہ سیلاب ہر سال آتا رہے تو زمین کی تمام خرابیاں بدبو بد مزگی وغیرہ سب کی سب جاتی رہیں گی،

جب سیلاب چلا جائے اور زمین خشک ہو جائے تو اس زمین کو خوب اچھی طرح جوت دیا جائے اور پھر اچھی قسم کی شیریں پانس ڈال دی جائے، اور اگر اس زمین میں تری یا عرق پایا جاتا ہے تو بھی سیلاب کی مٹی اس کے لئے کافی ہے، اس زمین میں ابتدائاً (حریران) اسارہ سے ابتداء کنوار تک ہر ماہ میں ایک مرتبہ ضرور ہل چلایا جائے غرض کہ اس چار ماہ کے اندر چار مرتبہ جو مٹا اس زمین کو درست کر دیگا اور سورج کی حرارت سے اور مٹی کے اختلاط سے اس زمین کی تری وغیرہ خشک ہو جائیگی اور

زمین ابھی ہو جائیگی،

ان کے علاوہ فاسد اور غیر معتدل زمین کا علاج عام یہ ہے کہ اگر ایسی زمین پر چوبیس گھنٹے مسلسل پانی کی چھڑی لگے، اور پھر عسال کی بارش ہو تو وہ زمین کی تمام خرابیوں دھو دے گی، نمکین تلخ اور بد مزہ زمین کو یہ بارش درست کر دیگی، اور میسر علاج وہی سلاخ کا گدلا پانی اور اسکی مٹی ہے، یہ تمام بیماریوں کو دفع کر دے گی، یہ تمام علاج اور بارش وغیرہ خدا کی مشیت پر ہے، پانی کا چوبیس گھنٹے برسنا پھر دو یا تین دن کے لئے کھل جاتا پھر ہوا کا چلنا، اس کے بعد بارش کا ہونا اور اسی طریقہ سے کئی بار ہونا یہ سب کا سب خدا کی مشیت پر موقوف ہے،

## فصل

ان اشیاء کے بیان میں جو زمینوں کو درست کرتی ہیں،

اے جس زمین میں تھمر، ٹیٹ، ٹیکری، چونا، سیسہ کی راکھ، سفیدی، کورا، کرکٹ، مکانوں کا کوڑا جس میں مختلف قسم کی چیزیں ہوں، راستوں کا کوڑا جس میں چھوٹے ٹکڑے، ٹھکریاں ہوں اور جس میں مختلف اور متضاد اوصاف کی چیزیں ہوں مثلاً نمک، ٹیکری یا مختلف قسم کی گھدیاں ہوں بہت ہی گرم مٹی ہو یا بہت ہی ٹھنڈی مٹی ہو سائنک کہ بدبو پیدا ہو جائے یا ایسی ہے کہ جس میں تمام دوسرے جوہر ہوں اور مٹی نہ ہو جیسے لکڑی کا برادہ، نرمل وغیرہ کے ٹکڑے، سنگریزے، کنکریاں، چونا، غرضیکہ اس قسم کی چیزیں شامل ہوں، اس قسم کی چیزیں اگر زمین پر زیادہ غالب ہوں جو زمین تو فساد پیدا کر دیگی، ایسی زمین بجز کچور کے درخت یا اور دوسرے بڑے درختوں کے اور کوئی درخت نہیں اگ سکتا، اس خراب زمین کا علاج یہ ہے کہ ایسی زمین میں ابھی مٹی

ڈالی جائے اور سب سے اچھی اور مناسب مٹی وہ ہے جو سرخ ہو اور چھونے سے فوراً ہاتھ میں چپک جائے اس کے بعد گدھے کی لید اور گائے کا گوہر ڈال دیا جائے اور پھر جوت کر یہ چیزیں اس میں غلط ملط کر دی جائیں اور اس قدر گہری جوتی جائے کہ یہ تمام چیزیں اس زمین کے عمق میں اتر جائیں پھر پانی سے زمین سیراب کی جائے اس طرح کہ پانی تک پہنچ جائے اور خشک ہونے سے قبل پھر سیراب کی جائے یہاں تک کہ ایک ہاتھ پانی رہ جائے اور جب کئی دن کے بعد خشک ہو تو پھر اسی قسم کی کھا دھوڑ کر زمین میں ملائی جائے اور پھر سیراب کی جائے غرض کہ یہ عمل کئی بار کیا جائے، اس کے بعد (باد بخان) بیگن اور تمام تر کاربون اور ساگ کی کاشت کی جائے، اگر ان نقول میں پودینہ زیادہ ہو تو زمین کے لئے بہت مفید ہوگا، لیکن (قنبط) اکرم کلمہ، (فجل) مولیٰ بشلم، (جزر) گاجر (اکراس) اشامی) ساگ شامی وغیرہ کی کاشت نہ کی جائے، حقیقتہً یہ زمین ترکاری اور بیگن وغیرہ کی زراعت کے لائق ہوتی ہے، نہ یہ پھول، غلہ اور ثمر دار درختوں کی کاشت کے قابل ہوتی ہے، لیکن جس زمین میں مردار چیزوں کی بدبو پھیلی ہو ایسی زمین بہت زیادہ خراب ہو جاتی ہے، اس کا علاج وہی ہے جو تلخ اور بدبودار زمین کا علاج ہے، یہ علاج فصل خریف میں جائز ہے کی آمد کے وقت کیا جائے جس کے بعد بارش بھی ہو تو یہ بارش اس علاج میں بہت ہی معین و مدد نابت ہوگی،

قونامی کہتا ہے کہ میرے دوستو، اور بھائیو، تمام قسم کی فاسد و خراب زمینیں مختلف قسم کے علاج سے درست ہو جاتی ہیں، بعض تو خاص درختوں کے لگانے سے اور زراعت کرنے سے درست ہوتی ہیں اور غالباً یہی علاج تمام قسم کی زمینوں

کے لئے بہت مفید ہے، بجز تلخ اور بدبودار زمین کے یہ زمین علاج کیوجہ سے بھی آتہ  
 نہیں ہو سکتی جب تک کہ خوب بارش نہو اور سالہا سال تک اس پر پانی موجود  
 نہ رہے،

## فصل

(ارض متخللہ) کھوکھلی زمین، نرم زمین، سرد زمین، ٹھوس و سخت زمین  
 روڑے دار زمین اور دوسری زمین کے اوصاف کا بیان،

طامن ہے مکہ ارض مکسرہ (جو زمین کہ ناہموار ہوتی ہے) درختوں کے بٹھلانے  
 کے قابل نہیں ہوتی، اس کے پچانے کا طریقہ یہ ہے کہ تین گڑے ڈیڑھ ڈیڑھ  
 ہاتھ کے گہرے اسی زمین میں مختلف مقام پر کھودے جائیں، اور ہر گڑے کی مٹی  
 مٹی کے برتن میں محفوظ کر لی جائے پھر بالکل کھوکھلی زمین کی مٹی لی جائے، اور یہ مٹی  
 ان گڑھوں کی مٹی کے ہموار لی جائے، پھر اس مٹی کو ان گڑھوں میں ڈالکر  
 خوب پیر سے دبا دیا جائے تاکہ ادھر ادھر پھیل نہ سکے اب اگر دبانے سے  
 یہ پوری مٹی ان گڑھوں میں نہ آئے بلکہ کچھ باقی رہ جائے، تو یہ سمجھ لینا چاہئے  
 کہ یہ زمین بہت ہی سخت ہے درختوں کے بٹھلانے کے قابل نہیں ہے، صرف  
 بقول اور غلہ کی کاشت کے قابل ہے، اگر یہ مٹی ان گڑھوں میں پوری آگئی اور  
 کچھ نہ بچی تو یہ زمین درختوں کے قابل ہے، اس لئے کہ کھوکھلی زمین درخت لگانے  
 کے قابل ہوتی ہے اور سخت زمین زراعت کے قابل ہوتی ہے،

ارض متلززہ اور ارض متلبہ کے متعلق قدامت نے تفریق کی ہے لیکن ان دونوں  
 میں بہت کم فرق ہے، اس لئے کہ ارض متلززہ کے اجزاء آپس میں بہ نسبت ارض

متلبہ کے زیادہ پیوستہ ہوتے ہیں، اور اس میں سخت زمین اور پتھر ہونے کی بہت زیادہ قابلیت موجود ہوتی ہے، اور ارض متلبہ اور ارض مکنزہ سے کچھ سخت ہوتی ہے، لیکن ان تینوں میں بہت کم فرق ہوتا ہے، ارض متلبہ اور مکنزہ تقسیر یا یکساں ہوتی ہیں لیکن ارض متلبہ زان سے متغایر ہے، ارض رخوہ اور ارض متخلخہ میں یہ فرق ہے، کہ جو رخوہ ہے وہ متخلخہ نہیں ہو سکتی اور جو متخلخہ ہے وہ رخوہ نہیں ہو سکتی، ارض متخلخہ وہ ہے جس کے اجزاء الگ الگ ہوں اور ہر ایک جز اپنی جگہ پر یابس و خشک ہو، اور ارض رخوہ وہ ہے جس کے اجزاء میں ایک قسم کا تلمز یعنی سختی ہو، لیکن انکی طبیعت و فطرت میں نرمی ہو، اسلئے ان دونوں کے اجزاء میں تضاد و تخالف ہے، یہ بات پہلے ہی گزر چکی ہے، کہ ہر تریسیلی زمین، نرم اور ارض رخوہ ہے کیونکہ ریت زمین کو بالکل نرم کر دیتی ہے، ارض دسمہ وہ ارض رخوہ ہے جس کے اوپر ایک قسم کی رطوبت اور نرمی طبعاً غالب ہے،

ارض تلمزہ اور ارض متخلخہ میں جو زمین متوسط درجہ کی ہو یعنی نہ جس میں زیادہ تلمز ہو نہ زیادہ تخلخل ہو وہ انگوڑ کی کاشت کے قابل ہوتی ہے، ایسی زمین کی علامت یہ ہے کہ شیریں پانی کو جذب کر کے اور اگر بعض بعض گڑھوں میں باقی رہ جائے تو پھر کچھ دن کے بعد اس کو بھی جذب کر لے، اگر یہ زمین باوجود کھوکھلا پن کے ذرا باریک ہو تو پھر یہ زمین انگوڑ کے لئے بہت زیادہ مناسب ہوگی، لیکن جس زمین میں تلمز سخت اور بہت زیادہ پایا جاتا ہو بطریق سخت سنگریزے کی جانب مائل ہوتی ہے اس کی علامت یہ ہے کہ پانی جذب نہ کرے بلکہ اسکے اوپر ہی رہ جائے



تو ایسی زمین میں انگور کی کاشت نہیں ہو سکتی بلکہ انگور خراب ہو جاتے ہیں، البتہ یہ زمین بقول دغیرہ کے لئے مناسب ہوگی، اور جو زمین پانی کو جذب کر لے، اور اپنے اندر اس کو چھپے اور اجزاء میں سرایت نہ کر جائے، لیکن سطح ارض بالکل خشک ہو تو یہ بھی انگور کی کاشت کے لئے مفید نہیں ہے، اور جو زمین پانی کے جذب میں متوسط درجہ رکھتی ہو، یعنی کچھ تو جذب کر لے اور کچھ اوپر باقی رہ جائے تو اس صورت میں کچھ بچ رہ جائے گی،

## فصل

وہ چیزیں جو کہ رطوبت ارض پر دلالت کرتی ہے ان کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ ان زمینوں کے اوصاف کے بیان میں آئے گا۔ جہاں پانی کے قریب اور بعد سے بحث کی جائے گی اور یہ بیان اس کتاب کے تیسرے باب میں ہے، جس میں زمین کی رطوبت اور یوست سے بحث کی گئی ہے،

ط میں ہے کہ قوشامی نے یہ لکھا ہے کہ جو کچھ ہم نے اس تالیف میں بیان کیا ہے یعنی اقسام ارض اور ان کا اختلاف اور بعض کا بعض چیزوں کی زراعت کے لیے مفید ہونا اور بعض کا مخالف ہونا یہ ضرورت کے لئے کافی ہیں، اس لئے کہ جب انسان اتنی بات سمجھ جائے گا تو اس کو زراعت اور کاشتکاری اور درختوں وغیرہ کی پیداوار کا بخوبی علم اور اندازہ ہو جائے گا،

صغریٰ نے ط میں لکھا ہے، کہ درختوں کا لگانا، تمام نباتات کی کاشت اور آفات و عاہات کی دفعیہ کی ترکیب اور علاج ہر ملک و شہر میں یکساں نہیں ہوتا بلکہ ملک کے لحاظ سے ہر چیز میں فرق ہو جاتا ہے، بعض ملک میں بعض چیزیں مفید

ہوتی ہیں اور دوسرے ملک میں مفید نہیں ہوتی، اس نے لکھا ہے کہ چنے جو کچھ کتاب الفلاحۃ البیطیہ میں لکھا ہے وہ تمام تسلیم بابل یا اس کے موافق جو ملک میں اسکے لئے مفید اور مناسب ہے، اس کتاب کے مؤلف کا بیان ہے کہ میں نے جو کچھ کتاب ط سے اس تالیف میں نقل کیا ہے وہ اندلس کے مغربی حصے کے موافق ہے باوجودیکہ قلم بابل، قلم رابع میں سے ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اندلس کا کچھ حصہ تسلیم رابع میں ہے،

جب میں نے اس کتاب کو غور سے دیکھا اور قلم بابل کی حاصلت کا اندازہ اور اس کے موسم کا خیال کیا تو وہ ہمارے ملک کے تقریباً موافق ہے، اس لئے میری طبیعت نے مجھ کو مجبور کیا کہ ان بعض حسینزدوں کا میں بھی تذکرہ اس کتاب میں کر دوں یا ان کو اس کتاب میں نقل کر دوں جو کتاب الفلاحۃ میں ہیں،

## فصل

کتاب ابن حجاج اور فلاحۃ البیطیہ کے دلائل اچھی اور خراب زمینوں کے متعلق

انسطومیوس آفریقی کا مقولہ ہے کہ جس زمین کے پودے طویل اور بڑے ہوں اور جنکے پتے دبیز اور سرسبز ہوں اور ایک دوسرے سے گتے ہوں اور ریشا ہوں تو وہ اچھی زمین ہے، اگرچہ وہ جنگلی درخت کیوں نہ ہو اور خود درہی کیوں نہ ہو، اور اگر وہ درخت متوسط درجہ کے ہوں تو وہ زمین متوسط درجہ کی ہے، اور اگر نبات کمزور ہوں پتیاں ہلکی اور شاخیں مرجھائی ہوئی کمزور ہوں تو وہ زمین خراب ہے سی طریقہ سے جس زمین میں کانٹے اور سوکھی گھاس وغیرہ ہو وہ زمین بھی خراب ہے

قسطوس کے نزدیک اچھی زمین وہ ہے کہ جس میں تمام درخت اچھی طریقہ سے اُگین اور متوسطہ ہے جس میں دیسی روئیدگی نہ ہو، اور خراب زمین وہ ہے جس میں کم درخت ہو، ابطلیوس کے نزدیک اچھی زمین کی یہ بھی علامت ہے کہ سخت حرارت کی وجہ سے زمین پھٹ نہ جائے اور دراز نہ پیدا ہو جائیں اور زیادہ بارش سے پھسلا ہٹ نہ ہو، اور سطح ارض پر عرصہ تک پانی نہ رکا رہے بلکہ جلد جذب کر لے لیکن یہ زمین انگوڑ کی کاشت کے قابل نہیں ہوتی، ق میں ارض طیبہ کی یہ علامت ہے کہ اگر پے در پے بھی بارش ہو تو جذب کر لے اور گرمی میں شدت حرارت کی وجہ سے پھٹ نہ جائے،

جہ کا بیان ہے کہ جن لوگوں نے فن فلاح میں کتابیں لکھی ہیں ان لوگوں سے زمین کی بہت قسمیں کی ہیں، بعض زمین کا نام ارض بعض (سفید) بعض کا ارض سودا (یعنی سیاہ) بعض کا ارض رملیہ (رسیلی زمین) رکھا ہے، وہ لوگ کہتے ہیں کہ اچھی زمین وہ ہے جسکی مٹی سُدا اور مثل شمع (موم بتی) کے چکنی ہو، وہ اسی کو ارض ہشہ بھی کہتے ہیں یہ وہ زمین ہے جسکی مٹی میں چکنا پن نہ ہو، لیکن وہ لوگ ارض ہشہ بعض اور ارض رملیہ کو بعض مزدعات کے لیے اچھی زمین نہیں سمجھتے بلکہ برائی بیان کرتے ہیں، مٹی دو قسم کی ہوتی ہے جس میں سے اول بہت اچھی اور دوسری کم درجہ کی ہوتی ہے، اسی طریقہ سے بعض ایسی زمینیں ہوتی ہیں جو اوصاف میں قسم اول سے زیادہ قریب ہوتی ہیں اور بعض قسم ثانی سے زیادہ قریب ہوتی ہیں، اور بعض متوسط ہوتی ہیں، زمین کو سونگھ کر اور چکھ کر بھی اسکی اچھائی اور خرابی کا اندازہ کیا جاتا ہے اور ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اچھی زمین کی مٹی پانی میں نہ نشین نہیں ہوتی بلکہ وہ پانی کی سطح پر رہتی ہے، اسکی ترکیب یہ ہے کہ اگر صرف زراعت کی زمین ہو تو سطح ارض سے دو

مٹی مٹی لیجائے اور اگر درخت لگانے کی زمین ہے تو تقریباً دو ہاتھ نیچے کی دو مٹی مٹی  
 لیکر ایک شیشے کے برتن یا کسی اور وسیع منہ کے برتن میں مٹی ڈال دیجائے اور پھر وہ  
 اس میں بارش کا پانی یا میٹھا پانی بھر دیا جائے اس کے بعد پانی خوب ہلایا جائے  
 تاکہ مٹی بخوبی مل جائے اس کے بعد تھوڑی دیر تک چھوڑ دیا جائے، اگر اس مٹی کا  
 اثر پانی کی سطح ہی پر رہا اور اوپر ہی تیرتی رہی تو وہ اچھی زمین ہے، لیکن اگر  
 تمام تلچھٹ پانی کی تہ میں بیٹھ گیا تو وہ خراب زمین ہے، اور اس زمین کی درستی  
 پانس وغیرہ سے ہو سکتی ہے، اس کے علاوہ وہ پانی چھکا اور سوگھا بھی جائے، اگر  
 وہ پانی میٹھا ہو تو وہ زمین بھی میٹھی ہے، اور اگر پانی شیریں اور خوشگوار رہا تو وہ  
 بہترین زمین ہے اور اگر پانی کڑوا اور نمکین ہو تو خراب زمین ہے اور اگر بد بو  
 ہے تو زمین از حد خراب اور رومی ہے اور اس میں کسی چیز کی زراعت کی صلاحیت  
 نہیں ہے،

ق، نے کہا ہے کہ اگر لذت نمکین ہے تو وہ ارضِ سبجہ ہے،  
 خ، نے لکھا ہے کہ وہ پانی اور مٹی دونوں سوگھی جائے گی، پس اگر اسکی بو  
 اچھی ہوگی وہ اچھی زمین ہے اور یہ خوشبو اس کے اعتدال پر دال ہے اور اگر خراب  
 بو ہوئی تو وہ زمین بھی خراب ہو، اسی طریقہ سے اگر زمین نرم ہو اور بومین تغیر ہو تو  
 تو یہ بھی اس زمین کے تعفن کی نشانی ہے کیونکہ اس زمین کا مزاج خراب ہے  
 یہ عام طور سے کہا جاتا ہے کہ کھاری ریت اور کھاری زمین اور کھارے پانی سے انسان  
 کو کنارہ کشی اختیار کرنی چاہئے اور ہمیشہ دور رہنا چاہئے اس کی بحث گذر چکی ہے  
 اگر کوئی مٹی پانی میں گوندھی جائے اور وہ لت پھٹ ہو کر موم کی طرح چکنی ہو گئی تو

وہ زمین اچھی ہے ورنہ بہت خراب ہے،

لوگ اچھی اور خراب زمین کا اس طرح بھی اندازہ کرتے ہیں کہ جس زمین کا اندازہ کرنا ہو اس میں ایک ہاتھ گہرا ایک گدھا کھودیں اور اسکی مٹی ضائع نہ ہونے دین کھودنے کے بعد وہ مٹی اسی گڈ سے مین پھر ڈال دیجائے اگرچہ مٹی اس کے بھرنے کے بعد بچ جائے تو وہ اچھی زمین ہے اور اگرچہ نہ بچے تو وہ متوسط ہے اور اگر تمام مٹی گڈ سے مین سما جائے اور پھر کچھ گدھا خالی رہ جائے تو وہ خراب زمین ہے ابن حجاج کی کتاب میں ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے،

ک، نے کہا ہے کہ بقول کے لئے اچھی زمین وہ ہے جو نہ سخت ہو نہ سپید ہو نہ چکنی اور چمڑی ہو اور نہ موسم گرما میں بھٹی ہو، ان کے علاوہ دوسرے شخص کا یہ خیال ہے کہ بقول کے لئے سب سے زیادہ انسب وہ زمین ہے جو بہت سخت اور خشک نہ ہو اس لئے کہ تھوڑا پانی اوس کو کافی نہ ہوگا، ایسی زمین جو متشق اور سخت ہوگی وہ موسم سرما میں ڈھیلی پڑ جائے گی اور گرمی میں خشک ہو کر سخت ہو جائیگی ان دونوں حالتوں میں بقول کا جلد خاتمہ ہو جائے گا،

ص سے یہ کہا ہے کہ جو زمین ایسی ہو کہ جسکی سطح تو اچھی ہو اور اس کے نیچے کی سطح خراب اور ردی ہو تو ایسی زمین میں غلہ کی کاشت کرنی چاہئے وہاں اگر درختوں کی کاشت کی ضرورت ہو تو ایسے درختوں کی کاشت کرنی چاہئے جنکی جڑیں اندر زمین کے نہ جاتی ہوں بلکہ سطح ارض پر پھیلی ہوں جیسے شفتالو، سیب، اور اسی قسم کی چیزیں، اس لئے کہ اگر درختوں کی جڑیں نیچے خراب زمین تک پہنچیں تو وہ سخت کا خاتمہ ہو جائے گا،

ایسی زمین میں ابتدا رسال میں گھاس اگتی ہے لیکن جب ہوا میں حدت و  
حرارت پیدا ہوتی ہے تو وہ گھاس کو جلا دیتی ہے لیکن اس کے لیے پانی کثرت  
سے چاہئے، اس پر بھی ایک خطرہ یہ لاحق ہوتا ہے کہ اگر یہ ہوا مزدعات کی جزئیات  
پہنچ گئی تو زمین کا نقص سطح ارض پر نمایاں ہو جائے گا اور اس زراعت کو خراب  
کر دیگی اور زمین فاسد ہو جائیگی،

لوگوں کا خیال یہ بھی ہے کہ یہ اثر بہت عرصہ تک زمین کے اوپر نہیں رہیگا  
ایسی زمین کا علاج از حد بدبودار پنس سے کرنا چاہئے اس سے زمین درست  
ہو جائے گی، بلکہ اس کے سوا کوئی صورت نہیں ہے، بعضوں کا خیال ہے کہ جو  
زمین بہت اچھی ہو اس میں زراعت کرنی چاہئے، اور جو اس سے کم درجہ کی ہو  
اس میں درخت لگانا چاہئے،

شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم ابن النصال اور شیخ حکیم ابو اخیرہ رحمہما اللہ  
کی کتابوں میں اس زمین کے ظاہری حصے کے متعلق جو زراعت اور غراست دونوں  
کے قابل ہیں ان کے طبائع کا بیان ہے اور ان میں سے ہر ایک کے علاج کا  
ذکر ہے کہ وہ زمین جبکی مٹی سپید ہو دہی درختوں اور سبزی کے لائق ہے، رخ کا  
بیان ہے کہ اس زمین کی طبیعت میں بر دوت اور پو ست پائی جاتی ہے، ص  
نے کہا ہے کہ جب تک اس میں چونا ہو گا اس میں گھاس کمزور اگیگی اور یہی  
اس کی خرابی پر دال ہے اس لئے کہ اچھی اور موٹی گھاس ہمیشہ اچھی زمین میں اگتی  
ہے، ایسی زمین کو داشت کی بہت ضرورت ہے، اس لئے کہ جب اس کی  
بار بار تعمیر ہوگی اور بار بار جوتی جائے گی اور اچھی پنس ڈالی جائے گی تو یہ زمین

برودت کی وجہ سے بہترین بن جائیگی اور اس میں درخت بڑے تنومند ہونگے اور اگر یہ زمین نرم ہوئی اور جوتی گئی اور پانس ڈالکر اچھی بنائی گئی تو اس میں تمام چیزوں کی زراعت ہو سکے گی لیکن اس کے نبات کو حار و رطب پانس کی بہت زیادہ ضرورت ہوگی اور اسی طرح بہت زیادہ تعمیر کی ضرورت ہوگی اور یہ زمین اپنی ٹھنڈک کی وجہ سے زیادہ پانی کی متعل نہ ہو سکے گی، اس زمین میں انجیر، زیتون، خروب، امروہ، انار، بادام، بھی ہستہ، انگور وغیرہ اچھی طرح ہوتے ہیں خصوصیت سے اس میں بادام، انجیر اور خروب کے درخت بہت اچھے ہوں گے، بادام اور انجیر کو زیادہ داشت کی ضرورت نہ ہوگی، اگرچہ انجیر اور انگور دوسری زمینوں میں بھی اچھے ہوتے ہیں لیکن ایسی زمین کا انگور بہت شیریں ہوتا ہے، غرضیکہ اس قسم کی زمین نباتی، عشبی، نیل، اور قسوہ (ایک قسم کا جنگلی درخت ہے) وغیرہ کی زراعت بہت اچھی ہوگی، رخ نے کہا ہے اس زمین کے پودوں کو ضرر بہت پہنچتا ہے اور اس کی بہت سی قسمیں ہیں جیسے ارض بیضا جلیہ (پھاڑی زمین سفید) ارض بیضا جردا (چٹیل میدان) ارض بیضا ندیہ (سفید تر زمین) ارض سمینیہ، ارض صلیہ، ارض کدنیہ، ارض حلوہ، ارض بیضا، فاحہ، لیکن یہ زمین اچھی نہیں ہوتی کیونکہ یہ زمین پانی سے خشک اور پُرمردہ ہونے کے بعد تر ہوتی ہے اس کا پتہ ذائقہ سے معلوم ہوتا ہے،

جہاں نے لکھا ہے کہ اس زمین کی ایک قسم یہ بھی ہے جس سے بہت سے جزا باریک ہوتے ہیں اور ایک ارض غبرا بھی ہے، غبرا ایک قسم کا رنگ ہے جو سرخ دسپید اور سیاہ رنگ کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے رخ نے لکھا ہے کہ یہ زمین

قابل زراعت ہونی ہے یہ موٹی اور چکنی بھی ہوتی ہے خواہ بہاڑی ہو یا غیر بہاڑی ہو  
یہ ارض بیضی سے زیادہ اچھی ہوتی ہے اور اس سے کم جوت کی ضرورت  
ہوتی ہے اس زمین میں زیتون، انار، بلوط، خروب، پستہ، امرود، زعفران (کیل)  
مشتی، بادام، انگور، سرخ، انجیر، طیل، خلیص، شعری (شفقناو) اور ہر قسم کے سیاہ انجیر  
پیدا ہوتے ہیں اور سبزی میں سے چندر، کرم کلمہ، مولی، گاجر، شلجم، اور اسی قسم کی چیزیں پیدا  
ہوتی ہیں اس زمین کی مصلح کوثر کی بیٹ، شیرین پانی اور سرخ مٹی ہے،

رخ، اور دوسروں کا قول ہے کہ اس زمین حرارت اور بوسعت دونوں ہوتی ہو  
لیکن حرارت بوسعت سے زیادہ ہوتی ہو بعض زمینیں سرخ اور بعض سرخ اور نرم ہوتی ہیں  
بعض فدا سیاہی مائل ہوتی ہیں مثل منقی کے رنگ کے جو کہ ہندیہ کے نام سے متعارف  
ان میں سے بعض میں ریت مخلوط ہوتی ہے جس کا نام رس ہے اسکی دو قسمیں ہیں ایک  
میں تو ریت ہوتی ہے اور دوسری سرخ چکنی نفیس مٹی ہوتی ہے جس میں ریت  
بالکل نہیں ہوتی، ان میں سے بعض جلی اور بعض سہلیہ ہوتی ہے جلی بہت سخت  
ہوتی ہے اور بڑی محنت و مشقت کے بعد قابل زراعت ہوتی ہے انکی بڑی شدت  
اور مرمت کی ضرورت ہے جب اسکی مٹی باریک ہوتی ہے تو قابل زراعت ہوتی  
ہے مگر صیکہ اسی طریقہ سے ایک مرتبہ زراعت کے قابل ہوتی ہے یہ زمین بہت زیادہ  
پانی جذب کرتی ہے اور عرصہ تک تری دینی باقی رہتی ہے، جس نے لکھا ہے کہ اس  
زمین کے لئے زیادہ پانس کی ضرورت نہیں ہوتی ہے، کیونکہ اس میں حرارت کافی  
ہوتی ہے، اسی طریقہ سے اس میں درخت بھی کم گھاسے جاتے ہیں، لیکن اگر اس میں  
کئی بار زراعت کی جائے تو پانس بھی کئی مرتبہ ڈالنی چاہئے، پھر بھی پانس کی زیادتی



زمین کو نقصان پہنچائے گی اور کمزور کر دیگی، بعضوں کا خیال ہے کہ چوپایوں کی دو سال کی تھوڑی سی پانس اس زمین کو اچھا کر دیگی، لیکن اگر اس زمین میں کاشت نہ کی جائے اور ویسی ہی چھوڑ دی جائے تو کوئی سبز گھاس نہیں اگ سکتی،

ص، نے لکھا ہے کہ اس زمین میں، انجیر، اخروٹ، بادام، شہتوت، چلغوزہ، چیسٹر، سرو، لیمون، خردوب، پستہ (آس)، عنب، زعفران، غیرار، سیب، آلو بخارا اور عیمون البقیر (ایک قسم کا آلو بخارا) وغیرہ کی کاشت اچھی ہوگی، اور گلاب بھی بہت اچھا اور خوش رنگ ہوگا جس میں سرخی غالب ہوگی، ص، نے کہا ہے کہ سرخ زمین زراعت کے قابل ہوتی ہے، درخت کے لگانے کے قابل نہیں ہوتی، بعض لوگ کہتے ہیں سرخ پتھریلی زمین درختوں کے لئے موزوں ہوتی ہے، ایسے ہی سیاہ زمین بھی، ص، نے کہا ہے کہ سرخ مٹی میں سبزی کی کاشت کی بھی صلاحیت ہے، اس میں مندرجہ ذیل چیزیں اچھی لگتی ہیں، پیاز، لسن، لیکن، مولیٰ، گاجر، شلغم، رائی، ہسپنا، کلونجی، زیرہ، تلی، وغیرہ،

ریس وہ سرخ مٹی ہے جس میں کچھ ریت ملی ہوئی ہو یہ بہت کمزور مٹی ہوتی ہے لیکن جب اس میں کئی مرتبہ پانس ڈالی جائے اور ہل چلایا جائے تو اس میں زیتون کی زراعت ہو سکتی ہے، اور اس زمین کی ایک دوسری قسم اور بھی ہے جو چکنی اور سرخ ہوتی ہے، اس میں پانی تیزی کے ساتھ جذب نہیں ہو سکتا، اس زمین کو بھی ریس کہتے ہیں اس میں، زیتون، انجیر، شفتالو، خردوب، بلوط، امرود، غیرار، زعفران، شاہ بلوط وغیرہ کی کاشت ہو سکتی ہے اور اسکی بھی داشت ویسی ہی کرنی چاہئے جیسا کہ اوپر کی زمین کے متعلق بیان کیا گیا، سیاہ مٹی، رخ نے لکھا ہے کہ اسکی طبیعت

مین حرارت اور بوست ہوتی ہے یہ زراعت کے قابل کم ہوتی ہے اس میں کوئی غلہ یا درخت اس وقت اچھا نہیں اگ سکتا جب تک کہ اچھی طریقہ سے جوتی نہ جائے اور پانی نہ دیا جائے اور اگر یہ زمین پہاڑی ہو تو وہ بھی سخت محنت کے بغیر کام کے قابل نہیں ہو سکتی، ان میں بھی زیتون، خرووف، شاہ بلوط، غبیرا، امرد، آلو بخارا، قرصیا وغیرہ پیدا ہو سکتے ہیں، اور اس میں انجیر اور شفتا لو کی پیداوار اچھی نہیں ہو سکتی اور نہ ان میں پھل زیادہ آئیں گے، اس کے علاوہ قول، جو مسور، چنیا، درہ، زیرہ، ایک قسم کا زیرہ، کلونجی، رائی، ہرا دھنیا، وغیرہ کی بھی کاشت ہو سکتی ہے، اور دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ اس میں سے ایک وہ زمین ہے جس کی مٹی نرم ہوتی ہے اور ایک بہت سخت ہوتی ہے، یہاں تک کہ اگر اس پر کدال یا پھل ڈراما راجائے تو وہ اچٹ جاتا ہے، اور اس میں بعض ایسی بھی ہوتی ہیں جو خاکی اور سیاہی مائل ہوتی ہیں اور بعض میں کچھ ترسی نمی ہوتی ہے، غ نے کہا ہے بعض بہت زیادہ سیاہ ہوتی ہیں یہاں تک کہ حد اعتدال سے متجاوز ہو جاتی ہیں اور ان میں رطوبت کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا کہ جس سے نپودے زندہ و قائم رہ سکیں، اسکی درستی کے لئے قدیم پانس کی ضرورت ہے کیونکہ قدامت کی وجہ سے اسکی حرارت مفقود ہو جاتی ہے اور صرف رطوبت ہی رطوبت باقی رہ جاتی ہے، جب نے کہا ہے کہ بعض زمینیں چکنی اور موٹی ہوتی ہیں اور پانی کو جذب کر نیوالی ہوتی ہیں، ان کے علاوہ ایک دوسرے نے کہا ہے کہ وہ زمین جو گرمی کے موسم میں چٹ جاتی ہے اس میں کوئی درخت اچھی طرح نہیں اگتا اس میں البتہ گیہوں، اور روئی کی کاشت کی صلاحیت ہوتی ہے اس زمین میں اکثر کانٹے اگتے ہیں مثلاً حشمت،

(کاشا دار درخت) عدالین وغیرہ اور جس میں حشمت زیادہ پیدا ہوتا ہے وہ خراب زمین ہے، اعلیٰ متوسط اور ادنیٰ زمین مذکورہ بالا صفوں سے پہچانی جاتی ہے، ترتیب المدینہ کھاد و پانس والی زمین، یہ وہ زمین ہے جو آبادی کے قریب ہوتا کہ اس میں حیوانات کے گوبر وغیرہ بہت زیادہ شامل ہوں اسی وجہ سے اس کا نام مدینہ بھی پڑا، اور یہ زمین اسی پانس سے درست ہو جاتی ہے، اسکی سطح کارنگ بعض وقت سیاہی مائل ہوتا ہے، اگر زمین خوب بہت اچھی ہو تو پانس کی زیادتی اسکے لئے ناسک مضر ہوگی، اور اگر رطبیہ یا بیضا، جلیہ، یا حشمت مضر نہ یا کوئی ایسی زمین ہو جس کی دستی کے لئے پانس کی ضرورت ہو، تو پانس کی کثرت اس کے لئے بہت نفع بخش ہوگی، اور جو اس زمین سے بالکل مختلف ہو یعنی آبادی سے فاصلہ پر ہو تو اس کو برائیت کہتے ہیں، ارض مدمنہ میں بار بار ہل چلانا چاہئے تاکہ اوپر اوسینچے کی مٹی خوب مخلوط ہو جائے اور اس کی حالت معتدل ہو جائے اس زمین میں تمام غلے اور ردنی کی پیداوار ہو سکتی ہے اور اگر زمین سیراب کی جائے تو ترکاریوں اور بقول بھی پیدا ہوگی اسی طریقے سے تمام وہ درخت بھی اگیں گے جن کے لئے پانس مفید ہوتی ہے لیکن جن درختوں کے لئے پانس موافق نہ ہو انکی پیداوار اچھی نہ ہوگی اور نہ بہت دنوں تک رہ سکیں گے جیسے ہی اور شقائق کے درخت ان درختوں میں نہ پھل زیادہ آئیں گے نہ بہت دنوں تک ایسی زمین میں رہ سکتے ہیں،

- زرو مٹی، ص، نے اس کے متعلق کہا ہے کہ اس کی طبیعت و مزاج بڑا اور یوسٹ میں قریب قریب ارض بیضا کے ہوتا ہے، البتہ عمدگی میں ارض بیضا اور ارض سودا، جلیہ سے کمتر ہوتی ہے، یہ بہت کم مفید ہوتی ہے اور بہت ہی کمزور

ہوتی ہیں، یہ زمین بار بار ہل چلانے اور پرانی کھاد وغیرہ ڈالنے سے درست ہو سکتی ہے، خصوصیت سے بیل، گائے، بکری، کی وہ پانس جو کم از کم ایک سال کی ہو، التبت مفید ثابت ہوگی اور اگر ایک سال سے کم دنوں کی ہو تو مفید نہ ہوگی، کہا جاتا ہے کہ کسی ایک قسم مکدہ ہوتی ہے جو کہ ان کے مشابہ ہوتی ہے جو مرطوب اور سفید ہوتی ہے اس کا نام طفلیہ بھی ہے اور سیر بھی کہتے ہیں گرمی میں یہ پھٹ جاتی ہے لیکن بہت دوسرے کے نرم ہوتی ہے اور ایک بہت سخت ہوتی ہے، جو بہت خراب ہوتی ہے، جس نے کہا ہے کہ اس میں کی وہی زمین مفید ہوتی ہے جن میں رطوبت ہو اور اس میں وہی درخت اُگ سکتے ہیں جنکی جڑیں بہت مضبوط ہوں مثلاً خرب، بادام، زردور، بلوط، قسط، اخروٹ، لیمون، شہتوت، وغیرہ اور یہ زمین بنیر جوتے ہوئے اور پانس وغیرہ ڈالے ہوئے درست نہیں ہو سکتی،

حوشامی کا نام مصر منہ، اور مخینہ بھی ہے، نخ نے کہا ہے اسکی طبیعت میں برودت اور یوست ہے اسکی دو قسمیں ہیں، ایک تو وہ ہے جو موٹی ریت کے ساتھ مخلوط ہو دوسری وہ ہے جس میں چھوٹی چھوٹی، گنکریاں اور چھوٹے پتھر پائے جائیں، یہ بھی دو قسم کی ہوتی ہے (جہلی، پہاڑی اور (سہلی) نرم پہاڑی وہ ہے جس کے متصل اس قدر پتھر پائے جائیں کہ ہل چلانے سے کوئی اثر نہ ہو تو وہ بیکار ہے، نرم وہ ہے جس میں چھوٹی چھوٹی گنکریاں ہوں لیکن وہ زمین ہل کے قابل ہو، اسی زمین میں بار بار ہل چلانا چاہئے تاکہ تمام خلط ملط ہو کر قابلِ رعت ہو جائے اسکو بار بار جوتا چاہئے، بانی اور پانس خصوصاً بکریوں اور چڑیوں کی پانس کی زیادہ ضرورت ہے، اور یہی حال پہاڑی زمینوں کا ہے، حرش از زمین میں اخروٹ، پستہ، دکار، انجیر، دلیقال، گلاب، آلو بخارا،

انگور، شمش، بادام، رند (ایک قسم کا خوشبودار درخت) (عمر) چیر، سرو، آس، دادی، شستی، غرضیکہ تمام وہ بڑے چھوٹے درخت جو پہاڑوں پر اگتے ہیں اگ سکتے ہیں، طاء نے کہا ہے کہ سرخ انجیر کی بھی اچھی پیداوار ہوتی ہے اس کے علاوہ لوکی اچھی ہوگی اور ترکاریوں کے اقسام کی چیزیں جلد تیار ہونگی، جیسے سیکن، وغیرہ اور خوشبودار چیزیں بھی پیدا ہوتی ہیں، مثلاً تلی، سوسن، (ایک قسم کا پھول) نیلو، فرموش، مردہ، (خوشبودار گھاس) وغیرہ اور غلہ میں مندرجہ ذیل اشیاء پیدا ہوتی ہیں سور، بویا، چنا اور اسی قسم کی چیزیں خصوصیت سے اگر ان کو ذرات اخیر سے بویا گیا اور جوت میں پوری جلد و جھد لگی تو غلہ کی بہت اچھی پیداوار ہوگی، لیکن اگر اسکی جوت میں کوتاہی ہی تو غلہ بھی کم ہوگا۔

ص، نے کہا ہے کہ اگر اس جگہ کی مٹی دوسری جگہ منتقل کر دی جائے تو زمین اچھی ہو جائے گی، اور لوکی کی پیداوار اچھی ہونے لگے گی،

خ، نے کہا ہے کہ ریت کی تین قسمیں ہیں، ایک تو بہت باریک اور ملائم ریت ہوتی ہے دوسری سخت اور موٹے ذروں کی ریت اس ریت میں کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی تیسری وہ ریت جس میں بہت زیادہ مٹی ملی ہو، یہ ریت گرم مٹی کے نام سے متعارف ہے،

طاء اور دوسرے مصنفین نے لکھا ہے، مرطوب ریت اپنے ضعف کی وجہ سے موسم کے تغیر کو بہت جلد قبول کر لیتی ہے، موسم سرما میں ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور گرمی میں بہت گرم ہو جاتی ہے لیکن حقیقتہً اسکی تاثیر ٹھنڈی اور سی حال تمام ریتیں زمین کا ہے، اگر ریت میں مٹی ملی ہو لیکن ریت کا حصہ غالب ہو تو وہ ٹھنڈک کی جانب دیا

مائل ہوگی، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ موسم کی وجہ سے بہت جلد بدل جایا کرے گی، اور اگر مٹی زیادہ ہوگی تو تغیر بھی بہت کم ہوگا، ص نے کہا ہے کہ اسی طریقہ سے اس زمین کے درختوں کے پتوں اور پھلوں کے جڑنے میں بھی اختلاف ہے،

ص نے کہا ہے، اچھی وہ ہے جو ان دونوں کے درمیان میں ہو، اور پانس کی کثرت سے درست ہو جائیگی، اس قسم کی زمین میں عمل جلد ہوتا ہے اور یہ زیادہ پانی کو جذب نہیں کرتی، بہتر یہ ہے کہ جب پیاسی ہو تو پانی ڈالنا چاہئے، لیکن تسلیٰ مذکورہ زمین پانی کو جلد جذب کرتی ہیں، اس لئے جس قدر مناسب ہو اسی قدر ڈالنا چاہئے، کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے، کہ سطح ارض پر تو ایک قسم کے خشکی کے آثار نمودار ہوتے ہیں لیکن اندرون حصہ میں بہت کافی تری رہتی ہے، اس زمین میں ہر قسم کے کھجور کے درخت، صنوبر، طراف، سر وغرضیکہ تمام وہ اشجار جو تسلیٰ زمین اگتے ہیں، اگین گے، اور سبزی میں رطلہ یعنی حنقا، بھی ہوتا ہے، حریر یہ مٹی بڑی سردی میں پائی جاتی ہے، اور اس پر خاک کی رنگ غالب ہوتا ہے اور مستوی ہوتی ہے، اس میں بھی ریت ہوتی ہے، لیکن غالب نہیں ہوتی،

اقسام ارض میں سے بعض طربہ اور رخہ بھی ہیں، ص نے کہا ہے کہ یہ تمام زمینوں سے اچھی زمین ہے، اور بہت زیادہ عمل کو قبول کرتی ہے اس میں ہر قسم کے نباتات ہوتے ہیں اور ہر ہوا اور پانی کے لئے موافق ہوتی ہے، اس کو زیادہ پانس کی بھی ضرورت نہیں ہوتی صرف موسم سرما میں اس کے لئے پانس کی ضرورت پڑتی ہے، اور زیادہ موافق اور مناسب پانس وہی ہوتی ہے جو کہ زیادہ دونوں کی ہو اور اس میں ایک قسم کی بواگئی ہو، یہ پانس خفا صرف بکری یا بھیڑ کی ہو خواہ آدمیوں کی ہو یا غنط ہو غرضیکہ ہر قسم کی پانس مفید ہوتی ہے

اس زمین میں ہر قسم کے قواکھ، پھول، سبزی، ترکاری، وغیرہ کی پیداوار ہوتی ہے، اس زمین میں انجیر، لیال، قرطبی، بعض، فارق، بھی، سیب، لیمون، نارنگی، اعناب، انار، ترس، وغیرہ کی اچھی پیداوار ہوتی ہے، فرصاد، گلاب، اخروٹ، قنم، مشقی، خوخ، قراصیم وغیرہ کی بھی پیداوار ہوتی ہے، لیکن ان کی عمر اس زمین میں زیادہ نہیں ہوتی، کیونکہ پھل بہت جلد پک جاتے ہیں، اور کبھی پودوں کی کثرت سے ان درختوں کو ضرر بھی پہنچ جاتا ہے جسکی وجہ سے ان کی تیاری سردی کے زمانہ تک متاخر ہو جاتی ہے، اسی طریقہ سے کبھی انجیر بھی تاخیر سے ہوتا ہے یہاں تک کہ بارش کا زمانہ آ جاتا ہے، پیاز، معاشی، ایسی مہدی، چادل، نیل، روئی، قطانی، دھنیا، چنیا، درہ، زعفران، غرضیکہ تمام، وہ خیر جو باغوں اور کھیتوں میں پیدا ہوتی ہیں، خواہ وہ نباتات ہوں یا اشجار سب کے سب اس زمین میں پیدا ہوتے ہیں،

ارض غلیظہ کے متعلق رخ نے اور ان کے علاوہ دوسروں نے یہ لکھا ہے کہ اسکا رنگ سفیدی اور زردی کے درمیان میں ہوتا ہے، یہ زمین بہت سخت چکنی ہوتی ہے اس میں ہل چلانا بہت دشوار ہے، اور موسم گرما میں مثل جنگلی زمینوں کے پھٹ جاتی ہے، اور جب بارش ہوتی ہے تو بہت لکڑار اور چکنی ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ پانی جلد جذب نہیں ہوتا، لیکن بہت زیادہ پانی کی محتاج ہے، اس زمین کے لئے گائے و بیل، بھیر، کبری کی بدبودار کھاد مفید ہوتی ہے، جس نے کہا ہے کہ ارض غلیظہ میں راکھ و پانس خوب ملائی جائے اور خوب جوتی جائے یہاں تک کہ خوب باریک ہو جائے، لوگوں کا خیال ہے کہ یہ زمین قابل زراعت تو ہوتی ہے لیکن درختوں کے لگانے کے قابل نہیں ہوتی اور یہی حال تمام پھٹنے والی زمینوں کا ہے، اس زمین میں مولی، خلم، پیاز، اسن، زیرہ وغیرہ زمین

ق نے لکھا ہے کہ درخت صرف اسی زمین میں لگائے جاسکتے ہیں جس میں نہ تو شقوق ہوں اور نہ پتھر ہوں اور ارض متشفقہ وغیرہ میں درخت نہیں لگائے جاسکتے، اسی طریقہ سے جنگلی زمین میں اکثر درخت خشک ہو جاتے ہیں،

## فصل

ان زمینوں کا بیان جو نہ تو قابل زراعت ہیں اور نہ قابل عرس (یعنی درختوں کیلئے) اور نہ کسی دوسری چیز کی کاشت کے قابل ہیں،

۱۔ ارض اور رخ نے کہا ہے جو زمین بہت زیادہ پٹی ہوتی ہے، لکڑی اور کپڑ وغیرہ کے رنگنے کے کام آتی ہے، اور جو زمین بہت زیادہ سرخ ہوتی ہے اور جبکا نام مغزہ بھی ہے اسکی تین قسمیں ہیں، ایک وہ جسکی مٹی چمکدار ہوتی ہے اور اس سے گندھک کی بو آتی ہے اس کا رنگ زردی، اُبل سفید ہوتا ہے،

۲۔ دوسری لکڑدار ہوتی ہے یہ سخت ہوتی ہے اس کے نیچے پتھر ہوتے ہیں اس چونا بنایا جاتا ہے،

۳، تیسری موٹی اور سخت ریت دار ہوتی ہے،

اور تہ الزرقا یعنی نیلی زمین اس زمین میں برتن بنائے والی مٹی مخلوط ہوتی ہے اور ارض صفراء اللد نہ وہ ہے جس کے نیچے پتھر کی چٹانیں ہوں، ارض سلخیہ اور معاوینہ زرخیز کبریتہ، نحاسیہ، اور حدیدہ کی طرح ہیں، اسی طریقہ سے ارض لاجہ کی بہت سی قسمیں ہیں ارض طفل (سوکھی مٹی) طین (مٹی)، طین رومی، (خاتم الرکس) طین بکوری، طین سلونی، ارض حماہ، (کالی کچڑ) طفل الوادی اور اسی قسم کی زمینیں، بعض لوگوں نے ان زمینوں



کا نام ارض مہملہ رکھا ہے،

ارض دسمہ، ارض عوقہ، ارض نمرۃ، ارض ماکہ، ارض رملیہ، اور مختلف قسم کی مذکور  
 زمینوں کا بیان، اور ان کے مختلف علاج کا تذکرہ کیا جا چکا ہے ان تمام چیزوں کا  
 ماخذ کتاب فلاحۃ النبطیہ، اور سیحین ابو عبد اللہ اور ابی النخیر رحمہما اللہ کی کتابین ہیں جو  
 ایک حد تک انسانی ضرورتوں کے لئے انشاء اللہ کافی ہونگی بلاشبہ ایک خدا کی  
 ذات ممد و معاون ہے اور وہی معبود حقیقی ہے،

## الباب الثانی،

پانس، اوس کی قسموں، اوسکی مفعولوں، اسکی ترکیبوں و تدبیروں، اس کے استعمال اس کے عمل اور ان درخون اور نباتات کے بیان میں جن کے لئے یہ مفید ہوگی، اور جن کے لئے مفید نہ ہوگی اور سرچین (گو بر ولید) کے بیان میں، یہ تمام مواہد ابن حجاج کی کتاب سے لئے گئے ہیں،

یونیوس نے کہا ہے کہ گو بر اچھی زمین کی بہتری میں اضافہ کرتا ہے اور ردی و خراب زمین کی بہت زیادہ اصلاح کرتا ہے اور قوت دیتا ہے معتدل زمین کو اچھی زمین سے بھی کم گو بر کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ارض ضعیفہ کو گو بر کی بہت زیادہ ضرورت ہے، اور مناسب یہ ہے کہ ایک مرتبہ خوب اچھی طرح زمین میں گو بر نہ ڈالا جائے بلکہ تھوڑا تھوڑا کئی مرتبہ ڈالا جائے، اس لئے کہ اگر ٹھنڈی زمین میں گو بر نہ ڈالیں یا زیادہ گو بر ڈالیں تو اس میں احتراق کا مادہ پیدا ہو جائے گا، اور درخون پر گو بر ڈالنے کی یہ ترکیب ہے کہ اسکی باریک جڑوں اور موٹی جڑوں پر ڈالا جائے اور موٹی جڑوں پر اس ترکیب سے گو بر ڈالا جائے کہ پہلے اس پر مٹی ڈال دی جائے اور پھر اس پر گو بر ڈالا جائے، اور پھر اس کو مٹی سے چھپا دیا جائے، اس لئے کہ ایسی صورت میں درخت گو بر سے نہ جلے گا، اور مٹی گو بر کی حرارت کو جڑ تک پہنچنے نہ دیگی، اور گو بر کے اوپر کی مٹی سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ گو بر کی گرمی باہر نہ نکلنے دیگی، بلکہ اس کی گرمی کو اندر کی جانب لوٹا دے گی،

یونوس نے کہا ہے کہ سب سے بہترین پانس چڑیوں کی ہوتی ہے لیکن مرغابی اور آبی چڑیوں کی بیٹ مفید نہیں ہے اس وجہ سے کہ ان چڑیوں کی بیٹ رطوبت کی وجہ سے بہت ردی ہوتی ہے لیکن اگر اس کو بھی دوسری پانسوں کے ساتھ ملا دیا جائے تو وہ بھی نافع ہو جاتی ہے اور کبوتر و فاختہ وغیرہ کی بیٹ کی پانس حرارت کی وجہ سے بہتر ہے یہ پانس کمزور زمین کو قوی بنا دیتی ہے اور پھلن میں اضافہ کرتی اور تقویت پہنچاتی ہے اور بیماریوں کو دور کرتی ہے اس کے بعد دوسرا نمبر پانسوں میں انسان کا غلیظ ہے اس لئے کہ اس میں بھی جانوروں کے بیٹ جیسی قوت ہوتی ہے خصوصیت سے اس میں گھاس وغیرہ کے تباہ کرنے کی خاص قوت ہے اور تیسرا نمبر گدھے کی لید کا ہے اس لئے کہ یہ زراعت کا تزکیہ کرتا ہے اور درختوں کے لئے بہت زیادہ مفید ہے جو تھانمبر بکری کی میگنی کا ہے اس لئے کہ اس میں بھی حرارت ہوتی ہے پانچواں نمبر بھیر کی میگنیوں کا ہے یہ بکریوں کی میگنی سے زیادہ چکنی ہوتی ہے اس کے بعد گائے کا گوبر ہے یہ تمام گوبروں سے کم درجہ کا ہوتا ہے اور سب سے زیادہ خراب گھوڑے اور خچر کی لید ہے لیکن یہ لید اگر دوسری پانسوں سے ملا دی جائے تو بہت ہی مفید ہوگی ان تمام کو یونوس نے اقسام کی شکل میں مرتب کیا ہے

لیکن قسطوس کے نزدیک تمام چڑیوں کی بیٹ میں حمام یعنی کبوتری یا فاختہ وغیرہ کی بیٹ سب سے اچھی اور نفع ہے اس وجہ سے کہ یہ اپنی حرارت کی وجہ سے تمام سبز گھاسوں کو جلا کر خاک کر دیتی ہے اس کے بعد گدھے کی لید کا نمبر ہے اس کے بعد بکریوں کا اس کے بعد گائے کا اور عموماً نبات کے لئے بہت نفع بخش گھوڑے اور براہمین (ایک قسم کا گھوڑا) کی لید ہے اور تمام مخلوط پانسین سب سے زیادہ

زیتون کے درختوں کے لئے مفید ہیں اور کیونوس نے اپنی کتاب میں ایک فصل ہی گھوڑوں کے لید کے متعلق الگ کر دی ہے، اور بہت زیادہ اسکی تعریف و توصیف کی ہے، اور کاشتکاروں کے تجربہ پر اسکو معمول کیا ہے۔

سید اغوس اسپانی نے کہا ہے کہ پانس کی حرارت اور رطوبت حیوانات اور پرندوں کے مزاج کے مطابق ہوتی ہے اگر وہ حار مزاج ہونگے تو انکی پانس بھی حار ہوگی جیسے کبوتر و فاختہ اس کا مزاج حار و یابس ہے اگر اس کا مزاج رطب ہو تو پانس بھی رطب ہوگی، اسی طریقہ سے تمام گوبر، بیت اور غلیظین قیاس کر لینا چاہئے، ان پانسوں سے منفعت ہے کہ وہ حرارت عزیزہ کو صاف کرتی ہیں اور اپنی گرمی و حدت سے زمین کے مسامات کو کھول دیتی ہیں جس سے درخت کی شاخیں آسانی سے پھیل سکتی ہیں، یہاں تک تو سید اغوس کے اقوال تھے،

یونوس نے کہا ہے کہ ایک سال کی پانس کو کبھی استعمال کرنا ہی نہیں چاہئے اور کسانوں کو اس سے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، کیونکہ اس سے کوئی منفعت نہیں ہوتی بلکہ نقصان پہنچتا ہے، اس میں ایسے کیرے پیدا ہو جاتے ہیں جو زراعت کو نقصان پہنچاتے ہیں، لیکن جس پانس پر تین یا چار سال گزر گئے ہوں وہ بہت ہی نفیس اور اعلیٰ درجہ کی پانس ہے اس لئے کہ جس قدر بھی اس زمانہ گزر چکا اور اسکی تازگی اور بدبو جاتی رہیگی اور خشونت میں کمی ہو جائیگی اس قدر یونوس نے لکھا ہے،

سولون نے لکھا ہے کہ پانس پر جس قدر زمانہ گزرے گا، اسی قدر لطیف اور ٹھنڈی ہوتی جائے گی اور نباتات کے لئے بہت زیادہ مناسب ہوگی لیکن کم از کم ایک سال کی پانس درختوں کے لئے مفید ہوگی، اور اس سے کم دنوں کی پانس

درخت اور نباتات کو نقصان پہنچاتی ہے، اس لئے کہ اس میں کیرے پیدا ہوتے ہیں جو بقول کے لئے بہت مضر ہوتے ہیں، اور نباتات کو کمزور کر دیتے ہیں، شولون نے پانس کا بیان ایک مستقل فصل میں کیا ہے، اور یہ لکھا ہے کہ جس شخص کی خواہش ہو کہ درخت زیادہ پھل لائیں تو اس کو چاہئے کہ اس میں چڑیوں اور پرندوں کی بیٹ اسٹل کرے اس لیے کہ اسکی وجہ سے درخت بہت زیادہ بڑھتا ہے اور شاخیں پھیلتی ہیں اور پھل زیادہ آتے ہیں جسکی یہ خواہش ہو کہ درخت کی جڑ پھیلے اور بڑے خصوصیت سے کمزور اور نحیف درختوں کے لئے تو اسکو چاہئے کہ چوپایوں اور گایوں کی پانس استعمال کرے، اس لیے کہ اسکی یہ خاصیت کہ جڑوں کو پھیلاتی اور بڑھاتی ہے اور اس میں اضافہ کرتی ہے،

اور جن میں میں رطوبت غالب ہوا سکے لئے وہ پانس زیادہ مفید ہوگی جس میں میس اور خشکی زیادہ ہو جیسے چڑیوں کی بیٹ اور گدھوں کی لید اور جن میں میں رطوبت بہت بہت کم ہو، اس کے لئے گائے کی پانس مفید ہوگی اسی طریقہ سے اندازہ کر کے پانسون کا استعمال کرنا چاہئے،

یونہوس نے کہا ہے کہ نرم زمین میں بھیر اور بکری کی ٹنگنی ڈالنی چاہئے کیونکہ یہ سب سے نرم پانس ہوتی ہے، اور سفید زمین میں گائے کی پانس استعمال کرنی چاہئے اس لئے کہ اس میں حلاوت و دسمیت ہوتی ہے اور اس قسم کی زمین کمزور ہوتی ہے، یہ پانس اسکو قوی کر دیگی،

کتاب الفلاحۃ البنطیہ میں قونانی نے یہ لکھا ہے کہ پانسون کے استعمال کے دو طریقے ہیں ایک تو وہ صرف تنہا استعمال کیجائے دوسری وہ ہے کہ لوگ اسکو

تیار کرین اس طرح پر کہ ایک دوسرے کو خلط ملط کریں اور اس میں مٹی ملائیں اور کبھی اور کوئی چیز ملا کر تیار کریں، خالص پانس اور زمین کے لئے نفع بخش ہوتی ہے، جو فاسد ہوتی ہے اور جس میں شیرینی اور اچھائی کا نام نہیں ہوتا خصوصاً مکائے کا گوہر اس کے بعد ہرن کا دوا، خر، بھیڑ و بکری، پوٹلا، بھینس دگھوڑا اور گدھے کی پانس کا درجہ ہے اور سب سے اعلیٰ درجہ کی پانس کبوتر و فاختہ و قمری کی ہوتی ہے،

لیکن غیر معدود انواع کی چڑیوں کی پانس اس وقت تک مفید نہیں ہو سکتی جب تک کہ اور پانسوں کے ساتھ مخلوط نہ کرنی چاہئے، اس کے بعد انسان کا غلیظ جو اس لئے کہ یہ چڑیوں کی پانس سے بھی زیادہ معتدل ہے اور اس میں گرمی زیادہ پائی جاتی ہے یہ پانس زمین مخلوط ہونے کے بعد اس میں گرمی پیدا کر دیتی ہے، اور اسکی صلابت کو دفع کر دیتی ہے اور اسکی برودت کو غلیظ کر کے خشک کر دیتی ہے، یہ کھجور، انگور، اور تمام چھوٹے بڑے درختوں کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، اس سے نشو و نما میں اضافہ ہوتا ہے، اور حکم خداوند تعالیٰ یہ تمام آفات سے نباتات کو محفوظ رکھتی ہے،

اور آدمی کی وہ پانس جو بہت پرانی اور سیاہ ہو اور اس میں دوسری پانس کی مٹی ملی ہوئی ہو تو وہ بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، انشا اللہ کسی اور مقام پر اسکی زیادہ وضاحت کی جائیگی یہ تو صرف مفرد پانس کا بیان تھا،

بعض نباتات درختوں کی لکڑیاں، پتیان، شاخیں، جڑیں، تنے اور پھل خشک کر کے اس کا بھوسہ بنایا جاتا ہے اور وہ زمین میں ڈال دیا جاتا ہے سب سے اچھا باقلا

لے بیڑ و بکری کی مخلوط نسل کو پوٹلا کہتے ہیں،

باطلا کا بھوسہ ہے جو کھا دے کے لئے سب سے زیادہ مفید ہے، اس کے بعد جو گیہوں، مکہ، د، علیق، گلاب، گل خیر، بنفشہ، نیلوفر، خطلی، شلم کا پتہ، گاجر، خس، انجیر، کی لکڑی اور اوسکی پتی، کچور کی شاخ و خوشہ ان تمام کا بھوسہ مفید ہے، سب سے پہلے زمین میں پانس ڈالی جائے، اس کے بعد بھوسہ ڈالا جائے، اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کا بھوسہ جمع کیا جائے اور جلا کر اونکی راکھ کھیتوں میں ڈال دی جائے، تو یہ تمام زمینوں اور درختوں کے لئے مصلح ہوگی، بلکہ یہ بقول، انگور، غلہ و اجناس غرض کہ وہ تمام نباتات کے لئے مفید نفع بخش ثابت ہوگی، یہی اس باب کی اصل شے تھی،

قونامی نے لکھا ہے، کہ نباتات کی کاشت کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو پانس ان درختوں میں ڈالی جائے اس میں درختوں کا کچھ بھوسہ بھی ملا دیا جائے، اس کی صورت یہ ہے کہ اگر وہ درخت گٹھلی دار ہوں تو گٹھلیاں جلا کر اور اگر ان میں گٹھلیاں نہ ہوں تو شاخوں کو جلا کر اسکی راکھ پانس میں ملا دی جائے اور پھر ان درختوں میں دی جائے، یہ پانس ان درختوں کے لئے جنگی راکھ ملائی گئی ہے بہت زیادہ مفید ہوگی اسی طرح راکھ کے ذریعہ سے درختوں کا علاج کیا جاتا ہے، مثلاً انگور کے درخت کا علاج اوسکی شاخ، پتی، اور تخم کی راکھ کے ساتھ کیا جائے، اسی طریقہ سے تمام اشجار اور نباتات کا علاج کیا جاسکتا ہے، اور اگر درخت کے اجزاء جلانے کے قابل نہ ہوں بلکہ مٹرائے جاسکتے ہوں تو پانس میں سٹرا کر ملا دئے جائیں،

قونامی نے ایک اصول کلی یہ بتایا ہے کہ جس طرح تمام حیوانات کی پانس نافع اور مستعمل ہے اسی طریقہ سے تمام نباتات کی راکھ نافع اور مستعمل ہے، مذکورہ بالا اصول سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ پانس میں مفردات مرکبات سولپے ہیں،

لیکن اگر دوسری چیزیں بھی مخلوط کر دی جائیں تو وہ بھی مفید ہو جاتی ہیں،  
 صغریٰ نے لکھا ہے کہ تمام پانسوں سے افضل فاختہ و کبوتر اور تمام پرندوں کی  
 پانس ہے لیکن آبی چڑیوں اور بط کی بیٹ مفید نہیں ہے اکثر ابل کے ملک میں  
 کبوتری، راشین (ایک قسم کی چڑیا ہے) اور فاختہ کی پانسوں کو ملا کر، جو، درہ،  
 چادل، چینا، مصور، بوبیا کے کھیتوں میں ڈالتے ہیں جس کی وجہ سے پیداوار  
 اچھی ہوتی ہے، اور جب کبھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کھیتی جلد تیار ہو اور پھل زیادہ  
 آئیں تو دانوں کے ساتھ اس پانس کو بھی ڈالتے ہیں، خصوصاً ان زمینوں میں  
 جو کہ رستہ ضعیف، عرق، اور نرہ ہوتی ہیں، یہ طریقہ کار آمد ہے اور کبھی اسی  
 طریقہ سے پھلدار درختوں میں بھی اس کو ڈالتے ہیں، اس کے بعد جو دت میں  
 اور نباتات کی نشوونما کے لئے دوسرے درجہ پر کی پانس انسان کی پانس ہے  
 اس پانس میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ کانٹے، گھاس اور تمام نقصان  
 پہنچانے والی گھاس کو تباہ کر دیتی ہے،

سوساد نے انسان کی پانس کے استعمال کا یہ طریقہ بتلایا ہے کہ پہلے  
 اس کو خوب خشک کر لینا چاہئے یہاں تک کہ سیاہی آجائے، پھر ایک گڈے  
 میں ڈاکٹر شیرین پانی کے ساتھ خوب حل کیا جائے یہاں تک کہ بالکل بجائے پھر  
 خشک کر دینا چاہئے اس کے بعد انگور کے شاخ کی راکھ ملا دی جائے اگر  
 یہ پانس انگور میں دی جائے تو بہت زیادہ مفید ہوگی، اور اگر دوسرے کسی درخت  
 اور نباتات میں یہ پانس ڈالنی ہو تو اسی درخت کی راکھ مخلوط کی جائے،  
 سوساد کا قول ہے کہ یہ بہترین پانس ہے، لیکن اگر اسکی بدبو سے تحلیف



ہوتی ہو تو اسکی بدبو زائل کی جاسکتی ہے، اور اسکی صورت یہ ہے کہ سرخ زین کی اچھی خوشبو دار مٹی چڑیوں کی پانس کے ساتھ غلط ملط کر کے اس پانس کے ساتھ ملا دیا جائے تو اسکی بدبو زائل ہو جائیگی، لیکن ذرا اسکو عرصہ تک خشک ہونے کے لئے چھوڑ دینا چاہئے، گدھے کی پانس کا درجہ اس پانس کے بعد ہے، لیکن یہ پانس انگور اور زیتون کے لئے غیر مفید ہے اس لئے ان دونوں میں ڈالنے سے پرہیز کرنا چاہئے اس لئے کہ اگر ڈالی گئی تو دو یا تین دن کے بعد ان کی جڑوں میں خراب اور نقصان پہنچا نیوالی نبات پیدا کر دیگی، جس سے بہت زیادہ نقصان ہوگا، اور اگر ان دھتوں میں اس کے ڈالنے کی ضرورت ہو تو دوسری پانسوں کے ساتھ اس کو ملا دیا جائے، جیسے انسان یا چڑیا کی پانس یا مٹی یا اور دوسرے پانسوں میں ملا دی جائے، اس کے بعد بھیڑ کی مینگنی کا درجہ ہے، یہ خاص کر نئے پودوں، پھولوں، اور سبزیوں کے لئے بہت زیادہ مفید ہے،

بھیڑ کی مینگنی میں تمام پانسوں سے زیادہ دسمیت یعنی چکناہٹ ہوتی ہے اس بنا پر یہ ارض ماحمہ (ملکین)، ارض مرہ (تلخ)، ارض حارہ (گرم)، ارض جافہ (ترش) اور ان کی پیداوار کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، اس کے بعد گھوڑے اور خچر کی پانس کا مرتبہ ہے، بعض لوگوں نے گائے کی پانس کو بھیڑ بکری کی پانس پر ترجیح دی ہے، اور اس کا مرتبہ گدھے کی پانس کے بعد رکھا ہے، خنزیر کی پانس میں احتراق کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے یہ بڑے بڑے دھتوں اور کھجور اور نباتات کی جڑوں کو جلا دیتی ہے، غرضیکہ اس میں کوئی منفعت نہیں ہے، سو سادہ نے کہا ہے کہ سب اچھی کھا دکو تر، وفاختہ کی ہے اس کے بعد

بجز آبی چڑیوں کے تمام چڑیوں کے تمام چڑیوں کی بیٹ ہے، اور تیسرا درجہ انسان کی پانس کا ہے، چوتھا درجہ بکری کی پانس کا ہے پانچواں درجہ بھیر کی پانس کا ہے، چھٹا درجہ گدھوں کی پانس کا ہے ساتواں درجہ گائے کی پانس کا ہے، آٹھواں درجہ گھوڑے اور خچر کی لید کا ہے اس کے بعد بقیہ اور پانسنین تقریباً مساوی حیثیت کی ہیں، تو نامی نے لکھا ہے کہ ان پانسون کو بھوسہ اور راکھ میں خوب مخلوط کر دیا جائے یہاں تک کہ بوائے لگے اور ان دواؤں اور مچھون کے مثل ہو جائے جبکہ انسان استعمال کرتا ہے اور پھر اس سے کچور، انگور اور دوسرے درختوں اور نباتات کا علاج کیا جائے تو تمام آفات سے محفوظ رکھے گی،

اور کبھی نباتات کا علاج خون اور پیشاب سے بھی کیا جاتا ہے، اس لئے کہ خون کو درختوں اور نباتات کے سرسبز شاواہب کرنے میں عجیب قوت حاصل ہے،

## فصل

### پانسون کے تیار کرنے کی ترکیب

طہر میں ہے، اگر نباتات اور اشجار کے لئے اچھی زمین کے مطابق پانس تیار کرنی ہو تاکہ اس سے امراض دفع ہوں تو اس کا عام اصول یہ ہے کہ زمین میں بہت بڑا عمیق حوض یا گڈھا کھودا جائے جو کہ بہت وسیع اور کشادہ ہو جس قدر وسعت ہوگی اسی قدر اچھا ہے اس کے بعد اس میں ہر قسم کی پانس انسان حیوان اور طیور کی پانس ڈالی جائے لیکن آبی پرندوں کی بیٹ نہ ڈالی جائے، ان سب کو اچھی طرح خلط ملط کر دیں، پھر اس میں قنطیر اور انگور کی

پتیاں اور بعض نہروں یا کنوؤں کی سیاہ مٹی ڈال دی جائے پھر ایک بڑی لکڑی سے خوب چلایا جائے اور شراب کی تلچٹ اور انسافون کا پیشاب بھی ملا دیا جائے پھر اس کے بعد روزانہ یا تیسرے دن خوب چلایا جائے یہاں تک کہ اس سے بدبو نکلنے لگے اور سیاہ ہو جائے پھر انگوڑی کی شاخ اور پتیاں لگا کر ڈالیں جائیں جب قدریہ راکھ ڈالی جائے گی اسی قدر بہترین پانس تیار ہوگی پھر اسکو روزانہ چلایا جائے جب یہ تمام چیزیں خوب مخلوط ہو جائیں تو کچھ دن اپنی حالت پر چھوڑ دیجائے اور روزانہ اس میں پیشاب ڈالا جائے یہاں تک کہ بہت زیادہ بدبو پیدا ہو جائے اور سیاہی بھی اس قدر غالب ہو جائے کہ دیکھنے والا اس میں کسی چیز کی تمیز نہ کر سکے، پھر گڈھے سے نکال کر کچھ زمین میں پھیلادیں جائے اور کچھ اسی حوض میں خشک کر دی جائے، جب خوب خشک ہو جائے تو یہ پانس انگوڑے کے لئے بہت زیادہ مفید ہوگی، اور مشیت خداوندی سے اس کی وجہ سے انگوڑے کی تمام بیماریاں اور آفات کا ازالہ ہو جائے گا، اور انگوڑے بہت ہی سسڑے و شاداب اور قوی ہوگا، اور اگر ان پھلدار درختوں کی پانس تیار کرنی مقصود ہو جنہیں بردوت ہو مثلاً نازہی، سیب، امرود، زعفران، شفتالو، کشمش، عناب، سوڑا، وغیرہ تو ان درختوں کی راکھ کے ہوزن وہ مٹی لی جائے جو خوب روندی گئی ہو اور ان دونوں کو خوب ملا دیا جائے اس کے بعد اس میں کبوتر اور شین اور چمکا ذر کی سیٹ ملا کر ایک بڑی لکڑی یا لکڑی کسی ڈنڈے سے خوب ملایا جائے اور اس میں نشہ یا انسان کا پیشاب بھی ملایا جائے یہاں تک کہ سیاہ ہو جائے اور بہت زیادہ بدبو ہو جائے پھر انسان کی پرانی کھاد زیادہ مقدار میں ڈال کر خوب ملایا جائے اور پیشاب روزانہ ڈالا جائے تاکہ بدبو میں اضافہ ہوتا رہے اور زیادہ ہوتی جائے،

اس پانس کے لئے اونٹ کا پیشاب انسان کے پیشاب سے بھی زیادہ مفید ہے  
لیکن اگر یہ پیشاب میسر نہ ہو تو چمکاڑ کا پیشاب زیادہ ڈالنا چاہئے پھر اس میں مولیٰ  
کی جڑ اور اسکی پتیان ملا دیجائیں جس سے بہت جلد عفونت میں زیادتی ہوگی جب  
بدبو بہت زیادہ ہو جائے تو اسکو اور زیادہ چلانا چاہئے، پھر اس کو زمین پر پھیلا دینا  
چاہئے، جب یہ خشک ہونے کے قریب ہو بلکہ تھوڑی سی تری رہ جائے تو ان  
درختوں کی جڑوں میں ڈالنا چاہئے، انشار اللہ اسکی وجہ سے یہ عورت بہت زیادہ  
سر سبز شاداب ہونگے،

کیلا، اور ہندی گول، خر بوزہ، وغیرہ کی کھا دہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ گائے  
اور گدھے کی پانس خوب ملائی جائے، اور اس میں جنگلی کانٹوں کی راکھ ملائی جائے  
اور اس پر نمبند کی تلچھت پھرک دیجائے اور اس کو خوب پھینٹ دیا جائے،  
پھر کچھ دنوں تک اپنی حالت پر چھوڑ دیجائے، تاکہ خوب بدبو پیدا ہو جائے اور  
سیاہ ہو جائے اس کے بعد دور کی مٹی اور گرد و غبار ڈالکر لکڑی سے چلایا جائے  
اور پھر کیلے اور خر بوزے کی جڑوں میں یہ پانس ڈال دی جائے انشار اللہ اس سے  
بہت قوت ہوگی اور شادابی وغیرہ میں بہت اضافہ ہوگا،

انجیر، لیون، بادام، پستہ، اخروٹ، تلخ بادام، غرضیکہ ان تمام درختوں کے  
لئے جن کے پھل گرم ہوتے ہیں اونکی کھا دیتا رکرنے کا طریقہ یہ ہے کہ گائے  
کے گوبر میں گیہوں اور جو کی جڑیں اور انکی گھاس وغیرہ اور اسی طرح شیلیم،  
رایک درخت ہے جو جو اور گیہوں کے کھیتوں میں پیدا ہوتا ہے، کی گھاس  
اور جڑیں گوسالہ میں ڈال دی جائیں تاکہ گائے اور پر خوب میٹھے، روندے، پیشاب

و پانچانہ کرے یہاں تک کہ وہ نمک کی طرح چور ہو جائے اور اس کے گوہر اور  
پیشاب میں لت پت ہو جائے اور اس میں سے تیز بد بو آنے لگے۔ پھر اس  
میں سرخ اچھی مٹی ملا دی جائے، اس کے بعد زمین میں پھیلا کر خشک کر لی جائے  
جب کچھ تری باقی رہے، اسی وقت استعمال کیجائے،

عام پانس دکھا دینا نے کا طریقہ جو ہر قسم کی نباتات صغیرہ و کبیرہ کے لئے مفید  
و مناسب ہو، اسکی ترکیب یہ ہے کہ جو اد گیہوں کی جڑ اور کاٹنا اور عو سج اور انخیر کی  
لکڑیاں و پتیان جلا کر راکھ بنائی جائے اور اسی قدر گائے اور کبوتر کی پانس اور باقلا  
جو اد گیہوں کا بھوسہ، کدو کی مالت، انگور کی پتیان اور اسکی جڑیں، نہر، اور خوض وغیرہ  
کی کافی چھوٹے نرکل جڑ کے ساتھ ان تمام کو ایک گڈ سے یا حوض میں جمع کیا جائے  
اور اس کے چار دن طرف نالیان بنادی جائیں تاکہ بارش کا پانی اس سے باہر  
نہ جائے بلکہ دوسری جگہوں سے بہ کر آئے اور وہیں ٹھر جائے یہاں تک کہ  
عفونت پیدا ہو جائے، اس لئے کہ بارش کا پانی پانس کیچڑ اور زمین کے لطیف اجزاء  
بہا کر اپنے ساتھ لاتا ہے، اور جب یہ پانی اس پانس میں آئے گا، اور پانس کے  
تمام اجزاء میں حلول کر کے سڑ گیا، تو لکڑی سے خوب ستھا جائے یہاں تک کہ سب  
اجزاء آپس میں مخلوط ہو جائیں اور ان میں عفونت پھیل جائے اور خوب سیاہ  
ہو جائیں، یہ کھا و تمام درخت اور نباتات کے لئے مفید ہوگی لیکن خرپوزے  
اور کیلے میں یہ پانس نہ استعمال کیجائے،

کھیر، لکڑی، کدو، شلجم، گاجر، کراث نامی (یہ ایک قسم کا ساگ ہے) اور  
ان کے علاوہ تمام وہ چیزیں جو زمین کے اندر پیدا ہوتی ہیں ان کے لئے بھی

مذکورہ بالا کھاد اس صورت میں مفید ہوگی جب وہ انسان کی پرانی پانس کے ساتھ ملا لی جائے اور کھیرے دگکڑی کیلئے گائے اور گدھے کی لید اور انسان کے پانس میں تھوڑی اچھی مٹی ملا کر کھاد بنائی جائے۔ لیکن، قریب، کرم کدہ، مولیٰ، پیاز، لہسن، ارسن اور اس قسم کی نباتات کے لئے اس طریقہ سے کھاد تیار کرے، کہ انسان اور گدھے کی پانس میں کسی چیز کی راکھ اور اگر غائب (ایک کانٹے دار درخت ہوتا ہے) کی راکھ مل جائے تو بہت مفید ہوگی پھر بلوط کی پتیان اسکی شاخیں اسکی جڑیں تمام گدھے میں ڈالیں اور پھر اس پر شیریں پانی چھڑکا جائے یہاں تک کہ تعفن پیدا ہو جائے اس کے بعد اچھی طرح الٹ پلٹ دین پھر نکال کر زمین پر پھیلادی جائے یہاں تک کہ وہ مثل سوکھی دوا کے ہو جائے پھر یہ مذکورہ بالا درختوں کے لئے استعمال کیجائے بہت ہی مفید ثابت ہوگی،

چھوٹے نباتات مثلاً پودنیہ، کاسنی، طرخون (اسکی جڑ غالباً عقرقرہ ہے) چندر کر اشنبلی، گدنا ایک قسم کا ساگ ہے) جرجیر، رائی، باذروح، نرم ساگ، اجوان اور اس قسم کے نباتات کے لئے کھاد بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ آدمی، کبوتر، گدھے اور گائے کی پانس ملا دی جائے، لیکن آدمی کی پانس غالب ہو، پھر اس میں اتنی ہی بات پسی ہوئی اچھی مٹی ملا دی جائے اور ان سب کو ایک گدھے میں جمع کر دیا جائے، اور پھر اس پر خون ڈالا جائے جس جانور کا بھی خون ہو۔ لیکن سب سے افضل خون آدمی اور نٹ اور بھیر کا ہے پھر اس پر پانی چھڑک دیا جائے اس کے بعد خوب ملا یا جائے اگر بارش کا پانی بھی اسی کے ساتھ مخلوط ہو جائے تو اور زیادہ بہترین کھاد تیار ہوگی جب اس میں خوب تعفن پیدا ہو جائے اور سیاہ ہو جائے تو خشک کر کے پسی

ہوئی مٹی یا گرد و غبار ملا کر ان نباتات کی جڑوں میں ڈال دی جائے تو یہ نباتات بہت سرسبز و شاداب ہوں گے،

خس کے لئے اس طریقہ سے پانس تیار کیجائے، آدمی، کبوتر، مرغی اور چمکا ڈر کی پانس اور خس کی تپتی طرف اور بھاؤ کے درخت کی راکھ ان سب کو ملا دیا جائے اس میں اندازاً انسان کی پانس نصف ہو اور نصف اور چیزیں ہوں، ان سب کو ایک گڑھے میں جمع کر کے کسی جافور کا خون ڈال دیا جائے پھر بارش کا پانی ڈالا جائے، پھر کچھ دن چھوڑ دے یہاں تک کہ خوب تعفن پیدا ہو جائے اور سیاہ ہو جائے تو سکھا کر خس کی جڑوں میں استعمال کرے اور شاخوں پر چھڑک دے انشا اللہ بہت مفید ثابت ہوگا، پانس کو بدبودار بنانے کی یہ ترکیبیں مین جو کافی ہیں، جو کچھ اس میں تعفن ہے وہ مثل خمیر کے ہے، چمکا ڈر اور انسان کی پانس اور خون اسی طرح زمین کے لئے مفید ہے جس طرح آٹے کے لئے خمیر ہے اس لئے اسکی گرمی میں زیادتی ہوگی اور عفونت میں اضافہ ہوگا،

## فصل

طامن ہے کہ بہترین پانس اور کھاد وہ ہے جس پر بعد مٹرنے دس گنے بعد دوسال گزر جائیں اور اگر تین سال گزر جائیں تو اس سے بھی بہتر ہے اور اگر چار سال گزر جائیں تعفن و بدبو کا ازالہ ہو جائے تو یہ تمام پانسوں سے بہترین اور افضل پانس ہوگی، قوتامی نے لکھا ہے، کہ کسانوں کے لئے میری یہ وصیت ہے، کہ پانس اور کھاد کو ایک سال سے قبل بغیر ملائے مٹرائے اور گللائے ہوئے کبھی نہ استعمال کریں

اس لئے کہ قبل ایک سال کے یہ مضر اور نقصان دہ ثابت ہوگی، کیونکہ ایک سال کے بعد بھی اس میں کامل جودت نہیں آتی دو تین چار سال کے بعد بہترین پانس ہو جاتی ہے، جو کھاد ایک سال کے قبل استعمال کی جاتی ہے اس میں نقصان دہ اور ضرر رسان کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں، اس لئے کم سے کم سال کے بعد دو ماہ گزرنے دین اور اگر زمین نرہ اور عرقہ ہوئی تو وہ درختوں کی جڑوں کو کھا جاتے ہیں، اسی طریقہ سے وہ کھا دہی قابل استعمال نہیں ہوتی جس پر چار سال سے زیادہ گزر گئے ہوں، اس لئے کہ اس سے کھا د پانس کی قوت جاتی رہتی ہے، جس کھا د کا پانچواں سال یا اس سے بھی زیادہ مدت گزر جائے تو کسی کام کے قابل نہیں ہوتی اس کی حالت مثل اس مٹی کی ہوتی ہے جس میں تھوڑی سی پانس ملی ہوتی ہے اور جس کھا د پر سات سال گزر جائیں تو بالکل مٹی کے حکم میں ہے، زیادہ سے زیادہ مثل اچھی مٹی کے ہے، یہ اس وقت ہے جبکہ پانس زیر سہار ہو لیکن اگر زیر سقف ہو تو وہ سات سال کے بعد بھی استعمال کے قابل ہوتی ہے اور تقریباً دس یا بارہ سال کے بعد بے کار ہوتی ہے،

## فصل

سبزی، نباتات اور درختوں میں پانس کے استعمال کا طریقہ اور  
بعض سبزیوں پر چھڑکنے کی ترکیب

طابین ہے، کہ ان تمام پانسوں کے استعمال کا یہ طریقہ ہے کہ درختوں کے چھوٹائی اور بڑائی کے لحاظ سے اس کی جڑ کے پاس کھود کر پانس دیجائے، لیکن اس کھا د کو درختوں پر چھڑکا نہ جائے اگرچہ یہ کھا د جڑوں کے لئے مفید ثابت ہوگی



لیکن بسا اوقات، چھڑکنے سے مضر ثابت ہوتی ہے، پتیوں اور شاخوں کو سخت نقصان پہنچا دیتی ہے، خصوصیت سے پھل واردِ درخت اور انگور کے لئے، ہاں اگر یہ پانسین بلیکن، کرم کلمہ، فرنیٹا اور بڑی ترکاریوں پر چھڑکی جائیں تو مفید ہوگی، اسی طریقہ سے اگر یہ چھوٹی ترکاریوں پر چھڑکی جائیں تو بہت مفید ہوگی، لیکن زیادہ نہ چھڑکی جائیں بلکہ بہت دُرازا چھڑکی جائیں، اور کچھ جڑوں میں بھی ڈال دی جائیں تو بہت نفع بخش ہوگی۔

طّٰمین یہ بھی ہے کہ انگور پر پانس کا چھڑکنا سب سے زیادہ مفید ہے اور جو مٹی کے اس پر اسی طرح ہے جیسے باہر سے مٹی لائی جائے، وہ بہت نفع بخش ہوگی، اور اس سے پھلوں میں اضافہ ہوگا، کہا جاتا ہے کہ اگر انگور پر گردِ غبارِ جسم جائے تو وہ بہت نفع بخش ہوتا ہے، اور طّٰمین یہ بھی ہے کہ اگر انگور پر زیادہ پانس چھڑک دیا جائے تو بہت مضر ہوگی، اور طّٰمین یہ بھی ہے کہ اگر انگور پر پانس نہ چھڑکی جائے بلکہ مٹی ہوئی مٹی کے ساتھ چھڑک دیا جائے جیسا کہ دوسری سبز یوں پر چھڑکی جاتی ہے، البتہ چھوٹی ترکاریوں کے لئے پانس کا چھڑکنا مفید ہوتا ہے، طّٰمین یہ بھی بیان کیا گیا ہے، کہ جب بقول پر پانس چھڑکی جائے تو پانی چھڑک دینا چاہئے تاکہ اس کی وجہ سے وہ گردِ اس پر جم جائے جو شاخوں پر ہے،

سوسا دِنے لکھا ہے کہ وہ پانس جن میں حرارت ہوتی ہے خصوصیت سے وہ جوخت کی جڑوں اور نباتاتِ صغیرہ کی لکڑیوں سے تیار کی گئی ہو درخت کے گٹھ جوخت کی جڑوں اور نباتاتِ صغیرہ کی لکڑیوں سے تیار کی گئی ہو درخت کے گٹھ وقت زیادہ مفید ہے، اسکی صورت یہ ہے، کہ پہلے درخت کی جڑ پر ایک دوسری زمین کی مٹی ڈالی جائے اور پھر اس مٹی پر یہ پانس ڈالی جائے پھر اس کے اوپر سے مٹی ڈال دی جائے تو بہت مفید ہوگی، اس کام کے لئے خصوصیت سے سُرخ مٹی

ہو کہ حار ہوئی ہے، یا کوڑے کرکٹ کی مٹی زیادہ موزوں ہوتی ہے، صغریٰ نے لکھا ہے، کہ اس کام کے لئے اس زمین کی مٹی لی جائے جہاں انسان کی آمد و رفت نہ ہو اور جس میں پانس کا جرن نہ ہو تو یہ مٹی درختوں اور نخل اور نباتات صغیرہ و کبیرہ کے لئے بہت مفید ہوگی، ابو بکر بن وحشیہ یعنی صغریٰ نے لکھا ہے کہ اس مقصد کے لئے صحرا اور وسیع میدانوں کی مٹی جس پر ہوا کے جھونکے آتے ہیں زیادہ مفید ہوگی اور کہا ہے کہ درخت اور نخل کے لئے کھاد کا مٹی کے درمیان میں رکھ کر استعمال کرنا زیادہ مفید ہے، بیگن، کھیرا، لکڑی، خر بوزہ یہ تمام وہ ترکاریاں جنکا بڑی ترکاریوں میں شمار ہے ان کے لئے ضرورت ہے کہ انکی پتیوں پر بھی پانس چھڑکی جائے اور جڑوں میں بھی ڈالی جائے، اور طامین ہے کہ کرم کدہ، قبیط، سلق، خس، پالک، حرف بھی بڑی ترکاریوں میں داخل ہیں پانس چھڑکنے کے قبل تھوڑی کھاد دوٹیوں کے درمیان میں ڈال دینا چاہئے، اور یہ مٹی کسی دیران اور غیر آباد مقام کی ہو یا گھور پر کی ہو تو زیادہ موزوں و مناسب ہوگی، ایسا ہی صغریٰ نے لکھا ہے، اور بسا اوقات پانس کی کی کاریوں اور نالیوں میں ڈال دی جاتی ہے، تاکہ پانی کے ذریعہ سے پانس ان درختوں کی جڑوں تک پہنچ جائے بعض لوگوں کے نزدیک یہ بھی مفید طریقہ ہے،

لیکن اگر لوگوں کی یہ عادت ہے کہ پہلے پانس ڈال لیتے ہیں تو پھر پانی سے سیراب کرتے ہیں، اور ایسا ہی عام طریقہ ہے، اور طامین ہے کہ جب گرم پانس بڑے درختوں پر پڑیگی اور پھر اس پر آفتاب کی روشنی پڑے تو اس سے اسکی حدت میں اضافہ ہو جائے گا، یہاں تک کہ وہ پتوں کو جلا دیگی اور اس میں سوراخ کر دیگی اور اسکی قوت زائل کر دیگی، بقول اور چھوٹے نباتات کی جڑیں ہی طرح پرمشیدہ

رہتی ہیں جس طرح بڑے نباتات کی جڑیں ہوتی ہیں، اس لئے چھوٹے درختوں میں شاخ اور جڑوں میں پانس دیجائے اور بڑے درختوں کی صرف جڑوں میں دیجائے شاخ اور پتیوں کو محفوظ رکھا جائے،

## فصل

پانس سے زمین کو فائدہ پہنچانا اور اس کے ڈالنے کے وقت کا

بیان ماخوذ از کتاب (ط)

صغیریت نے کہا ہے، کہ جن پانسوں کا ذکر ہو چکا ہے وہ ہر ایک زمین کیلئے مفید ہیں خواہ اس میں نباتات و درخت ہوں یا نہ ہوں، یہ پانس اگر خراب زمین میں بھی ڈالی جائے گی تو زمین کو درست کر دے گی اور اگر اچھی زمین میں ڈالی گئی تو اس کو اور اچھی اور بہترین بنا دیگی اور زمین میں زیادہ قوت پیدا کرے گی اسی طرح درختوں اور نباتات کے لئے مفید ہوگی اور انکو قوی کر دے گی، اور زمین سے تمام بیماریوں کو دور کر دیگی خواہ وہ مرض ہوا کی روارت کی وجہ سے ہو یا حرارت یا بردت کی زیادتی کی وجہ سے ہو یا عفونت کی بنا پر ہو غرض کہ معتدل اور فاسد زمین کو اچھی اور بہترین زمین بنا دیگی ارض ضعیفہ جس کا دوسرا نام قسیتہ بھی ہے اس کو اور ارض نزعہ اور عرقہ کو پانس کی بہت زیادہ ضرورت پڑتی ہے،

## فصل

جن پانسوں کا تذکرہ ہو چکا ہے وہ عموماً تمام فاسد زمینوں کے لئے مفید ہیں،

لیکن خاص منفعت درخت، نباتات اور ارض ضعیفہ کو حاصل ہوتی ہے، خواہ اس میں درخت و نباتات ہوں یا نہ ہوں، خواہ بڑے درخت ہوں یا چھوٹے، کمزور زمین کے لئے ضرورت ہے کہ کئی بار پانس ڈالی جائے بلکہ بار بار ڈالی جائے ایسی بیٹوں کو اگر موسم خریف، شتا اور ابتدائے ربیع میں روزانہ پانس کی حاجت ہو تو ہر دوسرے دن اس قسم کی زمین میں ہل چلانا چاہئے اور تیسرے دن پانس ڈالنا چاہئے، یہ عمل دس، پندرہ دن یا بیس دن تک غرضیکہ اس وقت تک کیا جائے، جینک کہ زمین کے اچھے ہونے کا اندازہ نہ کر لیا جائے، اس لئے کہ اگر پانس زیادہ ہوگی تو زمین کو خراب کر دیگی، اور نباتات و زمین دونوں کو جلا دے گی، اور پھر اس کے علاج کی ضرورت پڑ جائے گی، اس لئے ضرورت کے مطابق پانس استعمال کرنی چاہئے کیونکہ جب زمین میں پانس زیادہ ہو جائے اور وہ خود پانس اور کھاد کے مثل ہو جائے تو وہ گرم ہو جاتی اور اسکی سخونت بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ اسکو اس علاج کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس زمین میں دوسری کی اچھی مٹی لاکر ڈالی جائے یا شیرین پانی ڈالا جائے جو اسکی حدت کو کم کر دے اور زمین کو درست کر دے، اس لئے زمین میں زیادہ پانس دینے کی ضرورت نہیں ہے اور پانس کے منافع میں سے یہ بھی ہے کہ وہ آفتاب اور ہوا کی تسخین میں مدد و معاون ہوتی ہے، اور اس برودت اور غفلت کو ایک مناسب درجہ میں رکھتی ہے جو نباتات زمین اور پانی سے حاصل کرتے ہیں، پانس درخت، نخل، انگور اور تمام بڑے نباتات کے لئے مفید ہوتی ہے، اس لئے کہ یہ سخونت کو زمین کے اندر جڑوں کے ذریعہ سے پہنچاتی ہے، طامن ہے کہ ٹھنڈک کے زمانہ میں پانس زمین کی سطح کو گرم کر دیتی ہے،

جس سے ہوا کی ٹھنڈک دور ہو جاتی ہے، اور اگر می کے زمانے میں زمین کی اندرونی تہ کو ٹھنڈا کر دیتی ہے، کیونکہ زمین کا عمق گرمی میں گرم ہو جاتا ہے اور اس سے نباتات کو نقصان پہنچتا ہے، صغیریت نے لکھا ہے کہ جب زمین بہت اچھی ہو تو اس میں پانس کی ضرورت نہیں ہوتی، لیکن خراب زمین کو البتہ پانس کی ضرورت ہوتی لیکن اسی قدر ضرورت ہوتی ہے جو خرابی کو دور کر دے، اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں ہے، اور جو زمین متوسط ہو یعنی نہ بہت ردی ہو نہ بہت اچھی ہو اس کے لئے بھی ہمیشہ پانس کی ضرورت ہے، اور ارض قسیقہ و ضعیفہ کو بھی ہمیشہ پانس کی ضرورت ہے تاکہ اسکی خرابی اور ضعف دفع ہو، بعض پانس سے یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ کھیاں اور چریان زراعت کے قریب نہیں آتی ہن،

قوت نامی نے لکھا ہے کہ جب طیور اور چمگا دڑ کی پانس کو خشک خون کے ساتھ ملا کر اس کی کھا دیا رکھ جائے اور پھر اس کو یا تو وہ بالکل پیس ڈالیں یا کٹرے کٹرے کر دین اور پھر ان کو غلہ کے ساتھ بودین یا چھڑک دین خواہ ارض قسیقہ اور ضعیفہ یا عرقہ اور نرہ ہی کیون نہ ہو یہ کھا دین اور نباتات کے لئے بہت زیادہ مفید ہوگی نباتات میں نشو و نما جلد ہوگی پھل بہت جلد آئیں گے اور اس کے علاوہ تمام امراض و جانور اور کیرے، مکوڑے، مثلاً سانپ، چوہا، کیرے غرضیکہ سب کے سب دفع ہو جائیں گے اس وجہ سے کہ جب یہ پانس زمین پر پڑے گی اور اس کو پانی کی رطبت پہنچے گی تو ایک قسم کی عفونت پیدا ہوگی اور پھر نباتات میں مکر جب یہ پوری زمین میں پھیلے گی تو سخت بدبو اٹھے گی جس سے تمام چریان چوہے اور کیرے وغیرہ بھاگ جائیں گے کیونکہ اس بدبو کو وہ برداشت نہیں کر سکیں گے،

## فصل

### کھاؤ کے قومی کے بیان میں،

پانس کئی قسم کی ہوتی ہیں بعض حار ہوتی ہیں، بعض بارہ ہوتی ہیں، بعض تین ہوتی ہے، بعض میں نرمی پائی جاتی ہے، یہ تمام پانسن اپنے مخالف مزاج کی زمین میں استعمال کیجاتی ہیں، اگر زمین حار ہے تو پانس بارہ استعمال کیجائیگی اگر بارہ ہے، تو پانس حار استعمال کیجائیگی غرضیکہ اسی طریقہ سے علاج کیا جائیگا،

ط- میں ہے کہ حار پانس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان کی پانس، اور اسی کے ہوزن چڑیوں کی سیٹ اور اسی کے ہوزن بکری کی مینگنی اور اسی کے ہوزن چکڑ کی پانس اور اتنا ہی روغن زیتون کا تلھٹ ان سب کو ملا کر ایک عرصہ تک چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ بدبو اور کیرے بھی پیدا ہو جائیں اور پھر خشک ہو جائے اس کے بعد یہ اس انگور میں دیجائے جس میں ٹھنڈی ہو الگ گئی ہو، یا اسی قسم کے درختوں میں دیجائے جسکو ٹھنڈک سے نقصان پہنچ گیا ہو، نرم پانس گائے کا گوشت بکری کی مینگنی اور گھور کی مٹی ملا کر پسکیر تیار کیجاتی ہے اس میں انسان اور چڑیوں کی پانس نہیں ہوتی ہے،

اور کہا ہے کہ اگر ایسی پانس کی ضرورت ہو جس میں بہت تیز حرارت ہو اور جسکی وجہ سے گرم شدہ حرارت پھر پیدا ہو جائے تو مذکورہ بالا حار پانس میں پودینہ، یا سمن، نسرن، تمام (ایک قسم کا پودینہ) بادروخ، اور کرنس وغیرہ کی راکھ ملا دیجائے ان راکھوں کو اور دوسرے گرم نباتات کی راکھوں کو ملانے سے ایک عجیب کیفیت

حاصل ہوتی ہے، غرض کہ اس راکھ کو مذکورہ پانس میں خوب ملا دیا جائے یہاں تک کہ تعفن پیدا ہو جائے پھر ان دھتوں میں استعمال کیجائے جسکو سخت ٹھنڈک پہنچ چکی ہو دسمی پانس جبکہ دوسرا نام شیرین پانس ہے گائے کے گوبر سے بنائی جاتی ہے، غلن کے بھوسے سے رطب اور لعاب دار نباتات کی پتیوں کو ملا کر تیار کی جاتی ہے، بارود پانس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ اس کے ساتھ ختمشاش بری، بالستانی کی پتیان، اسکا درخت اور اسکی شاخیں خوب ملا دی جائیں، یہاں تک کہ تعفن پیدا ہو جائے بعض لوگ کہتے ہیں کہ انسان گدھے اور گائے کی پانس میں یہ سب بھوسہ ملا دیا جائے تو یہ پانس مشیت الہی سے ان تمام نباتات کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی جس کو حدت، حرارت، یرقان، یا گرم ہوا لگ گئی ہو، اس کے علاوہ بارود پانس بنانے کا دوسرا طریقہ چاول کی فضل میں دیکھو اور گرم پانس کی ترکیب سلق کی زراعت کے بیان میں دیکھو،

## فصل

یہ گرم پانسین کبھی انگور کے لئے نہ استعمال کیجائیں ورنہ اسکی جڑ جل کر خشک ہو جائیگی اور ایسی بیماری پیدا ہو جائیگی جس سے پھل خشک ہو جائے گا، جب درخت اور نباتات، گرم پانسوں سے متعل نہ ہو سکیں تو اس میں ان غلن کے بھوسے ملا دینے چاہئیں جو غذا میں استعمال کئے جاتے ہیں، جب انکے بھوسے آہین سڑ جائیں گے تو اس کو معتدل بنا دیں گے اور انگور کے لئے باقلا جو اور گیہوں کا بھوسہ بہت زیادہ مفید ہے، اور پھر پانس کی گرمی سے نقصان کا اندیشہ نہیں ہے

ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم ابن بصال اور حکیم ابو انخیر وغیرہ نے اپنی کتابوں میں پانس کے متعلق یہ لکھا ہے کہ جو پانس زراعت میں استعمال کیجاتی ہے وہ سات کئی قسم کی ہوتی ہے،

انشاء اللہ ان کا ذکر آئے گا، پرانی پانس میں نئی پانس کے مقابلہ میں زیادہ رطوبت ہوتی ہے، اور نئی پانس میں پرانی پانس کے بہ نسبت زیادہ حرارت ہوتی ہے، لیکن وہ غیر مفید اور مضر ہوتی ہے، اسی وجہ سے ایک سال کے بعد پانس استعمال کرنی چاہئے، یا اس سے بھی زیادہ دنوں کے بعد اور اگر ضرورت پڑ جائے تو پرنڈون کی بیٹ اور لکھ کو پکا کر استعمال کیا جائے انشاء اللہ اس کی ترکیب آگے آئیگی،

کبوتر، فاختہ، تیترا، اور جنگلی کبوتر، کی بیٹ میں سخت حرارت اور یہ سب ہوتی ہے، خواہ یہ پرانی ہو یا نئی اس سے ان نباتات کا علاج کیا جاتا ہے جنکو بہت ٹھنڈک پہنچ گئی ہو، اور انسان کی پانس سے بھی ان نباتات کا علاج کیا جاتا ہے جنکو گرمی نے ضرر پہنچایا ہو پانس گرم زمین کو مرطوب بناتی اور غفلت کو تحلیل کرتی ہے، اور بار دین سخونت پیدا کرتی ہے کمزور کو قوت بخشتی ہے، اچھی زمین کو اور اچھا کرتی ہے، بالفاظہ جو اور گیہوں کا بھوسہ بھی زمین کے لئے مفید ہوتا ہے، خواہ سب ملا کر استعمال کئے جائیں یا فرداً فرداً سڑا کر یا اس سے قبل ہی،

## فصل

### پرنڈون کی بیٹ

خـ مین ہے کہ پرنڈون کی پانس نباتات کے لئے زہر قاتل ہے سواحم



یعنی کبوتر و فاختہ کی پانس کے یہ تمام پانسون سے افضل ترین پانس ہے، اس کا مزاج بہت زیادہ حار اور یابس ہوتا ہے، ص میں ہے کہ اس میں اعتدال سے زیادہ حرارت اور رطوبت پائی جاتی ہے،

خ میں ہے کہ نباتات کے لئے سب سے زیادہ مضر پانس آبی چڑیوں کی پانس اور مرغی اور مرغابیوں کی پانس ہوتی ہے، لیکن حمام یعنی کبوتر و فاختہ کی پانس سے نباتات بہت جلد بڑھتے ہیں اور اگر اس کے نمون کوئی شے حائل ہوئی تو اسکو یہ دفع کر دیتی ہے، اور اگر نباتات کو برد و دلت اور جمود و لاحت ہو تو یہ شیریں پانی میں ملا کر استعمال کیجاتی ہے، جس سے برد و دلت کا ازالہ ہو جاتا ہے، یہ تمام دختون اور نباتات کے لئے مفید ہے، خصوصیت سے ہندی اور زیتون کے لئے تو اُس میں عجیب منفعت ہے،

ص نے لکھا ہے کہ جب نباتات کو بہت ٹھنڈک پہنچ جائے تو یہ پانس مثل بارش کو کام دیتی ہے، اس کا استعمال پانی میں حل کر کے کیا جاتا ہے، اور بغیر ضرورت کے کسی وقت اس کو استعمال کرنا نہیں چاہئے، کہ ارض ضعیفہ کے لئے بھی یہ پانس بہت مفید ہے، یہ پانس اپنی حرارت میں دوسرے درجہ پرستہ ق نے کہا ہے تمام چڑیوں اور بطون وغیرہ کی پانس تمام دختون اور نباتات کے لئے جنکو پانس کی ضرورت ہو مفید ہوتی ہے اور ہر قسم کے امراض کا ازالہ کر دیتی ہے، ط میں ہے کہ کبوتر و فاختہ، دراشین، اور چڑا چڑی کی پانس سب مساوی درجہ کی ہوتی ہیں، انسان کی پانس بھی اچھی پانس ہوتی ہے، خ نے کہا ہے اس کا استعمال خشک کر کے پسکر ہوتا ہے، اسکی طبیعت میں

حرارت، رطوبت، اور لزوجیت پائی جاتی ہے، جس نے کہا ہے کہ اس کے مزاج میں رطوبت، لزوجیت اور متوسط درجہ کی حرارت پائی جاتی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ انسان کی پانس میں جب تعفن پیدا ہو جاتا ہے تو وہ بارود اور مرطوب ہو جاتی ہے، اس نے کہا ہے کہ جب انسان کی پانس پرانی ہو جاتی ہے تو اسکی رطوبت میں اضافہ ہو جاتا ہے، جس اور دوسروں نے کہا ہے، کہ انسان کی پانس موسم گرما کی تہہ میں مثلاً کدو، بگین، خرفہ، پیاز، قنبیط، یربوز، ہندی وغیرہ کے لیے بہت زیادہ مفید ہے، اسی طریقہ سے خس اور نخل کے لئے بھی بہت زیادہ مفید ہے، اس کا استعمال حوض کے پانی کے ساتھ کیا جاتا ہے، اگر یہ گرمی کے موسم میں سبزیوں میں استعمال کیجائے تو بہت مفید ہوتی ہے ذرا بھی نقصان نہیں پہنچاتی، جب گرمی کے زمانہ میں شدت گرمی کے وجہ سے درخت وغیرہ سوکھ جائیں تو اس کا استعمال پانی میں ملا کر کرنا چاہئے، یہ بہت زود اثر ہوگی اور بہت جلد نفع ہوگا، کہا جاتا ہے، کہ انسان کی پانس تمام پانسون سے بہترین پانس ہے یہ تمام نباتات اور گھاس کو جو ذرا کو نقصان پہنچاتی ہیں زائل کر دیتی ہے، لیکن زیتون کے درخت کے لئے مضر ہے اور انگور کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، کہا جاتا ہے یہ اپنی فیضیت میں تیسرے درجہ پر اور کبوتر و فاختہ کے پانس کے بعد اس کا درجہ ہے، بھیر، بکری، اونٹ، ہرن، بارہ سنگھا، بھیر و بکری کے بچوں کی میٹگنیوں کے متعلق اس نے لکھا ہے کہ یہ میگنیان اپنے اوصاف میں یکساں ہیں یہ حار اور طبع ہوتی ہیں لیکن کبوتر و فاختہ کی سیٹ سے کم درجہ کی حرارت و رطوبت ہوتی ہے، جب تک یہ سٹر نہ جائے اور اس میں جو نباتات سڑنے کے وقت پیدا ہوتی ہیں وہ سوکھا اور مرنے لگتا ہے

اس وقت تک اس کا استعمال نہیں کرنا چاہئے، اور اگر یہ نباتات مردہ نہ ہوں تو نقصان پہنچائیں گے اگر یہ گیہوں اور ردی کی زراعت کے پہلے استعمال کیجائے تو اسکی نقصان بہت زیادہ مفید ہوگی اور جنگلی پھٹنے والی زمین کے لئے یہ بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، جب یہ میگنیاں دوسری پانسوں کے ساتھ مل کر سرجائیں تو تمام نباتات کے لئے بہت زیادہ مفید ہوتی ہے،

ق نے کہا ہے، کہ بہترین ٹینگنی بھیڑ اور بکری کی ہوتی ہے، گائے کا گوبر اور اونٹ کی ٹینگنی تمام نباتات کے لئے جنکو اسکی ضرورت ہو بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، کہا جاتا ہے کہ بھیڑ کی ٹینگنی اپنی حرارت میں چوتھے درجہ میں ہے اور بکری کی ٹینگنی قوت میں اس سے بھی کم ہے اور اس کے بعد گائے کا گوبر کا درجہ ہو، خ نے کہا ہے، خازیر کی پانس نباتات کے لئے زیادہ مضر ہے، بلکہ سٹم قاتل ہے اور دوسروں نے کہا ہے کہ اسکی پانس تمام نباتات کے لئے بجز تلخ بادام کے مضر ہے، جانوروں کی پانس مثلاً، گھوڑا، گدھا، خیر، ان تمام کے متعلق خ نے لکھا ہے، کہ یہ سب ایک قسم کی ہین انکی طبیعت میں حرارت اور رطوبت دونوں ہوتی ہے، مذکورہ پانسوں کے علاوہ اور بھی مفید پانس ہیں، یہ پانس تنکے گھاس، پتھر اور ہڈیوں کے متقیقہ اور صفائی کے قبل استعمال کیجا سکتی ہیں، جس نے کہا ہے کہ یہ بہت اچھی پانس ہے صاف کر نیکی بعد خالص استعمال کیجاتی ہے، لیکن صرف موسم سرما میں نقصان اور سرنے کے بعد کدو، بیگن، کھیرے اور قرعہ وغیرہ میں بھی استعمال کیجاتی ہے اسی طریقہ سے تازہ گوبر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے،

ق کا قول ہے کہ پانس گدھے کی لید کی بھی اچھی ہوتی ہے، اس کے

بعد خچر اور گھوڑے کی ہوتی ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بہترین لید گھوڑے اور خچر کی ہوتی ہے۔ لیکن اس صورت میں جبکہ خالص ہو اور اگر یہ حار پانس سے ملا دی جائے تو اور اچھا ہو جاتا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ پانس جو جانور کے گوبر اور لید، میگنی اور چڑیوں کی میٹ سے مخلوط ہو وہ بہترین اور اعلیٰ درجہ کی پانس ہے اور یہ زیتون کے لئے بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، اور وہ پانس جس میں مکافون کا کوڑا کرکٹ شامل ہو وہ خراب پانس ہوتی ہے، لیکن جس وقت اس میں تعفن پیدا ہو جائے اور خوب سڑ گل جائے اور ایک سال گزر جائے تو درخت اور سبزی اور زراعت کے لئے بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، اور اس میں خرفہ، یربوز (ایک قسم کا میانی ساگ ہے) (سرمن) بتھو کا ساگ، بقیہ الانصار جسکو رنب بھی کہتے ہیں اور سلو قیہ وغیرہ خصوصیت سے ہوتے ہیں،

ص نے کہا ہے کہ وہ پانس جس میں حرارت، رطوبت، ملاحیت، لزوجت ہو بمقابلہ دوسروں کے بہت کم استعمال کی جاتی ہے، مگر اس قسم کی بھی کھاد ایک سال سے قبل نہیں استعمال کرنی چاہئے ورنہ اس میں ایک قسم کا کیزر پیدا ہو جاتا ہے جو اپنے آس پاس کی چیزوں کو بہت نقصان پہنچاتا ہے یہ پانس ایک سال کے بعد تمام سے افضل اور تمام سے زیادہ مفید اور زمین کے بہت زیادہ موافق ہو جاتی ہے، اس لئے کہ ایک سال بعد اس کے تمام اجزاء میں اعتدال پیدا ہو جاتا ہے، اور اگر اس پر دو سال گزر جائیں تو اور اچھی ہو جاتی ہے اسی طریقہ سے اگر تین سال گزر گئے تو وہ بہترین پانس ہو جاتی ہے اور اس کے بعد تو وہ تمام زمینوں کے لئے حتیٰ کہ رتیبیلی زمین کے لئے بھی مفید ہوتی ہے، کہا جاتا ہے کہ اگر یہ نئی ریت میں حاجت

کی راکھ کا تیسرا یا چھٹا حصہ ملا دیا جائے تو سخت نقص پیدا ہوگا اور پھر یہ زمین درست ہو جائیگی، حمات کی پانس، یہ وہ پانس ہے جس میں راکھ اور کوڑا کرکٹ ملا ہوا ہو یہ پانس کھاری یا بس غیر مرطوب ہوتی ہے، یہ تنہا صرف ارض غلیظہ کے تھیل کر کے کیئے یا اس کے مسامات کھولنے کے لئے استعمال کیجاتی ہے کیونکہ اگر زمین سخت غلیظہ ہو یا سبز لون کے لئے غیر موافق ہو تو ان بند مسامات کے کھولنے اور زمین کو درست کرنے کے لئے یہ مفید ہوتی ہے، یہ تنہا اس وقت تک قابل استعمال نہیں ہوتی جب تک کہ کئی سال نہ گزر جائے تاکہ ہوا کی وجہ سے کچھ رطوبت پیدا ہو جائے اور اسکی حرارت و قوت میں کمی آجائے یا وہ زمین جس میں کیرٹے پیدا ہوتے ہیں ان کے ہلاک کرنے میں (البتہ خاص وصف رکھتی ہے، یہ کیرٹے اکثر نقص وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً دود، اور طحان وغیرہ جو نباتات کی جڑوں کو کھا جاتے ہیں،

حصے نے کہا ہے حمات کی راکھ میں یوسٹ اور ملاحت ہوتی ہے اور رطوبت نام کو بھی نہیں پائی جاتی اس سے تمام وہ کیڑے جو باغون اور کھیتوں میں پیدا ہوتے ہیں اور جو نباتات کو نقصان پہنچاتے ہیں ان کا ازالہ کلی ہو جاتا ہے،

اگر یہ صورت کیجائے کہ کسی حوض میں حمات کی راکھ پھیلا دی جائے اور اوپر سے خوب پانس بچھا دی جائے اور پھر زراعت کیجائے تو یہ کیرٹے جب نباتات کو کھیں تو یہ راکھ ان کے سامنے ڈال دی جائے، یہ لاکھ ان کی جڑوں اور نباتات کے درمیان حائل ہو جائیگی یہاں تک کہ وہ فرار ہو جائیں گے، یہ راکھ ارض غلیظہ کو بالکل تسبیق کر دیتی ہے، کہا جاتا ہے کہ راکھ حار ہوتی ہے اور جب نباتات کو سردی زیادہ پہنچ جائے تو بہت مفید ہوتی ہے، ابن حجاج رحمۃ اللہ کی کتاب میں ہے، کہ

یونیوس نے کہا ہے کہ راکھ بقول کے لئے تمام پانسوں سے بڑھکر ہے، اس لئے کہ لطیف اور باریک راکھ طبعاً شدیداً حرارت ہوتی ہے اس لئے یہ ایک جانب تو بقول کے لئے غذا بنتی ہے اور دوسری طرف تمام کیڑوں اور جو زمین میں پیدا ہوتے ہیں ان کو ہلاک کر دیتی ہے، ابن حجاج رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ یونیوس کا دم ہے اس لئے کہ اس رماد میں بہت زیادہ یوست ہوتی ہے اگر زمین حار ہو اور اس میں راکھ ڈال دی گئی تو اس زمین سے رطوبت فنا ہو جائیگی، اور زمین بہت کمزور و ضعیف ہو جائیگی ہاں اسکی غرض زمین میں ڈالنے سے البتہ یہ ہونی چاہئے کہ اسکی وجہ سے کیڑے نہ رہنے پائیں، اور جب اسکو زمین میں ڈالنا ہو تو اس کے ساتھ مرطوب و متعفن پانس ملا دیجائے تاکہ اسکی یوست کم ہو جائے،

ک نے لکھا ہے کہ بقول کے لئے افضل ترین پانس یہ راکھ ہے اسکی وجہ سے کیڑوں کا ازالہ ہو جاتا ہے، اس کے بعد کبوتر (حمام) وغیرہ کی بیٹ کا درجہ ہے اس کے علاوہ بکری کی مٹی، اور دوسری پانسوں کا بھی استعمال ضرورت کے وقت کرنا مفید ہوتا ہے، لیکن جو پانس بقول میں استعمال کیجائے وہ مرطوب نہ ہو ورنہ اس سے کیڑے پیدا ہوسکتے جو اس کو نقصان پہنچائیں گے، طامین ہے کہ بکری کی مٹی اور گائے کا گوبر دونوں زراعت کے لئے مصلح اور مفید ہیں جانوروں کا گوبر درختوں کے لئے اور انسان کی پانس نخل وغیرہ کے لئے اور (حمام) کبوتر وغیرہ کی پانس تمام درختوں کے لئے مفید ہے، اگر یہ پانس بوتے وقت دانوں کیشتا ملا کر تری زمین میں استعمال کیجائے تو غلوں کو بہت مفید ہوگی، لیکن اگر خشک زمین میں استعمال کیجائے تو کوئی فائدہ نہ ہوگا، لیکن جب دوسری پانس نہ ملے تو

اسی کو استعمال کریں، ص اور خ کا قول ہے، کہ کبھی یہ بھوسے اور کٹی ہوئی گھاس  
میں راکھ ملا کر تیار کیجاتی ہے، خ نے کہا ہے، اسکو تھوڑی سی مٹی سے چھپا دیا  
جائے اور اگر میسر ہو تو گرم پانی در نہ ٹھنڈا پانی اس پر کئی مرتبہ چھڑک دیا جائے یہاں تک کہ بارش  
کا موسم آجائے اور اگر گرم پانی میسر نہ ہو تو انسان کا پیشاب چھڑک دیا جائے پھر  
اس کو اپنی حالت پر ایک سال تک چھوڑ دیا جائے اور اس عرصہ میں کئی مرتبہ لٹ  
پلٹ کر دیا جائے اس کے بعد اس میں سے پتھر وغیرہ نکال کر صاف کر دیا جائے  
اور پھر خوب چلایا جائے یہاں تک کہ تعفن پیدا ہو اور خراب اجزات نکلنے لگیں، پھر ایک  
سال کے بعد استعمال کیجائے تو وہ ہر فصل و موسم میں ہر قسم کے درختوں کے لئے مفید  
ہوگی خصوصیت سے یہ زیتون کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، ص نے کہا ہے  
کہ اس طرح کی مرکب پانس بہت زیادہ قوی ہوتی ہے،

## دوسرا طریقہ،

مختلف جانوروں کی پانس ایک گڑھے میں جمع کر کے اس پر راکھ ڈال دی جائے  
اور پھر شیریں پانی ڈالا جائے اور خوب الٹ پلٹ دیا جائے یہاں تک کہ وہ متعفن  
ہو جائے تو یہ پانس زیتون اور ضمائر کے لئے بہت مفید ہوتی ہے اور اگر اس میں  
تین ڈھیر مٹی ملا دی جائے تو زراعت کے لئے مفید ہو جائے گی،

## ایک اور ترکیب

ص اور دوسروں نے کہا ہے مرکب پانس کا ایک بوجھ یا اس سے کم لیا جائے

اور ویسا ہی تین بوجھ مٹی کا ملا کر پانس تیار کیجائے، رخ نے کہا ہے کہ ایک جزہ راکھ کا اور ایک جزیت کا بھی ہو پھر ان سب کو خوب ملا کر ایک سال تک چھوڑ دیا جائے اس عرصہ میں اگر بارش نہ ہو تو کئی مرتبہ ٹھنڈا اور گرم پانی چھڑکا جائے پھر یہ انشاء اللہ بہترین پانس ہو جائیگی اور جب ضرورت ہو استعمال کیجا سکتی ہے،

## دوسری ترکیب

ص نے کہا ہے کہ کبوتر وغیرہ کی بیٹ کا ایک بوجھ اور مٹی کا دس بوجھ رخ نے کہا ہے اور زیتون کی گھیلون کا ایک بوجھ یہ سب ملا کر پانس تیار کیجا تو بہترین پانس تیار ہو جائے گی اور یہ ایک سال کے بعد استعمال کیجائے،

ق نے کہا ہے مین نے بعض پانسوں کا ایسا تجربہ کیا ہے جسکا بظہور اور دوسروں نے بھی تذکرہ نہیں کیا ہو، لکھا ہے کہ مین نے ان مذکورہ بالا مشہور پانسوں کو جلا کر ان کی راکھ استعمال کی ہر اس کو بھی مین نے جو دت اور منافع مین دختون اور نباتات کے لئے بہترین پایا، میرا خیال ہے کہ حمامات کی راکھ مین جو پانس ڈالی جاتی ہے وہ اسی طرح جلا کر ڈالی جاتی ہے،

ص نے لکھا ہے کہ لوگوں کا قول ہے کہ پانس ایک سال سے قبل استعمال نہیں کیجا سکتی لیکن اگر کوئی شخص ایک سال کے قبل استعمال کرنا چاہے تو ہو سکتا کہ جن پانسوں کی ادسکو ضرورت ہو ان کو برابر برابر اکٹھا کر کے ایک جگہ پر رکھے اور پھر علیحدہ علیحدہ گڑھے کھودے پھر ہر ایک گڑھے مین پانس کے میسورین حصہ کے برابر (حمام) کبوتر وغیرہ کی بیٹ ڈال دے یا اس سے زیادہ، اس کے بعد ادسکو



پانس سے چھپا کر چھوڑ دے وہ پانس ایک مہینہ میں گل جائے گی اور قابلِ استعمال ہو جائیگی اور وہ ایسی ہو جائے گی جیسے تین سال کی پانس،

مین نے ایک مرتبہ جانور دن کا گوبر مکان کا کورڈا کرکٹ، اور گوسالون کی سیاہ مٹی اور راکھ ان تمام کو ملا کر ایک وسیع میدان میں ڈال دیا، یہاں تک کہ بارش ہوئی اور پھر پھاؤں سے منتشر کی گئی کیونکہ بارش کی وجہ سے اس میں رطوبت باقی رہی اس کے بعد اس سے پتھر وغیرہ صاف کر دے اور اس کو قد مون سے خوب روند گیا اور ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا، یہاں تک کہ وہ چڑیوں کے بیٹ کے قوام کے مانند ہو گیا اور اس سے ایک قسم کی تعفن آنے لگی، پھر اس میں زیتون کی جڑ نصف بوجھ اوسط درجہ کا ڈال دیا گیا تو مین نے اس میں بڑا فائدہ پایا اور بہت مفید ثابت ہوئی مین نے ایسا ہی کئی سال کیا، یہ تھوڑی سی مرکب پانس بہت سی مفرد پانس کا کام دیتی ہے۔

## فضل

(عربوں کے مہینوں کے لحاظ سے پانس دینی کا وقت)

ط، مین ہے کہ مہینہ کے ابتداء میں نہ درخت لگائیں نہ زراعت کریں نہ کوئی بیج بوئیں یہاں تک کہ چاند شمس کے محاذات سے گزر جائے اور جب چاند گھٹنا شروع ہو جائے تو کھیتوں میں پانس دیجائے اور زراعت کی جائے چاند کی یہ حالت سولہویں تاریخ سے شروع ہوتی ہے اور آخر ماہ تک رہتی ہے، اس سے صرف زیتون مستثنیٰ ہے اس میں جب چاند ترقی پر ہو تو پانس دینا چاہئے اکیلے

ابتداءً ماہ سے نصف تک کی تاریخیں ہیں اس صورت میں بہت نفع ہوگا اور اگر چاند کے گھٹنے وقت پانس دیگئی تو نفع ہوگا، جس رات میں چاند بدر ہوتا ہے تو وہ نباتات کی قوت، نمو، جن، اور منظر میں اضافہ کرتا ہے،

## فصل

شمسی سال کے حساب سے پانس دینے کا وقت انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بیان باب الجامع کے بیان میں آئے گا،

## فصل

پہلے گزر چکا ہے کہ بہت سے درخت اور نباتات ایسے بھی ہیں جنکو پانس کی ضرورت نہیں ہوتی اور بہت سے ایسے اشجار و نباتات ہیں جنکو پانس کی ضرورت ہوتی ہے، وہ اشجار و نباتات جنکو پانس کی ضرورت نہیں ہوتی وہ کتاب الفلاحۃ النبیطیہ میں مذکور ہیں یعنی اخروٹ، بندق، آمل، اٹل (جھاؤ کا درخت) خروب شامی، بلوط، شاہ بلوط، غار، شجرہ حیمہ، انحصار، زیتون، بری ورد (گلاب) وغیرہ غرضیکہ اسی قسم کے درخت جو جگلوں میں اکثر اگتے ہیں جنکی طبیعت میں خشونت و غلظت ہوتی اور جنکو غلیظ اور سخت زمین موافق ہونی ہے، ان کو پانس کی ضرورت نہیں ہوتی اور اگر پانس دی جائے تو ان کے لئے مفید ہوگی، لیکن اگر پانس نہ دیا جائے تو نقصان نہ ہوگا، اس لئے کہ سخت سفید اور گرم زمین ان درختوں کے لئے بہت موزوں و انسب ہوتی ہے،

یہی وجہ ہے کہ ان درختوں کی زمین کو چوتنے اور درست کرنے کی ضرورت  
 نہیں ہوتی ہاں اگر اس میں ہل وغیرہ چلایا جائے اور پانس دیدیجائے تو بہت  
 مفید ہوگی، قوت نامی نے لکھا ہے، کہ تمام وہ شجارتیں دھنیت پائی جاتی ہے،  
 ان کو پانس کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن اگر پانس دے دیجائے تو مفید ہوگی  
 مضر نہ ہوگی، یہ اس قسم کے درخت ہیں جو اپنے ہی جیسے درختوں سے مرکب  
 ہوتے ہیں، وہ درخت جو پانس کے متحمل نہیں ہوتے، ریحان، یاسمین، لیون  
 نارنگی، کیلا، وغیرہ ہیں، وہ درخت جنکے لئے پانس سم قاتل ہے (سفر حل) یہی  
 حب الملک، سیب، گلاب، رند، صنوبر، کشمش وغیرہ، گوند والے درختوں  
 کو پانس خراب کر دیتی وہ سبزی اور خوشبو کے درخت جنکے لئے پانس مضر  
 ہوتی ہو کیلا، مردودش، بنفشہ، پودینہ، ریحان، باذرخ اور سبز لون میں سے مولی  
 شہلم، گاجر، وغیرہ ہیں، وہ درخت جو پانس کے متحمل ہوتے ہیں اور پانس ان کیلئے  
 مفید ہے، زیتون، انجیر، بادام، نخل، امرود، انار، عناب، پستہ وغیرہ ہیں،

## تیسرا باب

پانی کے ان اقسام کے بیان میں جو درخت اور سبزی کی سیرابی کیلئے مختلف طریقہ پر استعمال کئے جاتے ہیں، اس کا بھی ذکر ہے کہ باغون میں پانی کیونکر کھودی جائیں ہیں اور زمین کو برابر اور سطح کر کے کس طرح پانی پہنچایا جاتا ہے، ان چیزوں کا بھی ذکر ہے جن سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ زمین سے پانی دور ہے یا نزدیک ہو۔

طس نے لکھا ہے کہ پینے کا عمدہ پانی شیرین کہلاتا ہے جس میں کوئی ایسا مزہ نہیں ہوتا جو اس پر غالب ہو، شیرین کا ذائقہ سادہ ہوتا ہے اور کڑوا پانی سب سے خراب ہوتا ہے، اس کے بعد تلخ اور شور پانی ہوتا ہے، پھر اس کے بعد کیلا اور قابض پانی ہوتا ہے، اس کے بعد وہ پانی ہوتا ہے جس میں بعض معدنیات کا مزہ آجاتا ہے،

خ نے لکھا ہے کہ پانی کی چھ قسمیں ہیں، (۱) شیرین پانی سب سے زیادہ ہلکا ہوتا ہے اور انسان اور نباتات کی غذا میں استعمال کیا جاتا ہے، (۲) بارش کا پانی یہ نہایت عمدہ پانی ہوتا ہے تمام نباتات کے لئے مفید ہے خصوصاً ردئی اور ان پودوں کے لئے جو ایک تنہ پر قائم ہوتے ہیں، اور جکی جڑیں زمین کی سطح سے قریب ہوتی ہیں، یہ پانی ترکاریوں کے لئے

بھی مفید ہے، جس نے لکھا ہے کہ یہ سب سے اچھا پانی ہوتا ہے، تمام نباتات اسکی وجہ سے سرسبز ہوتے ہیں کیونکہ اس میں شیرینی اور رطوبت کافی ہوتی ہے چقدر، انگور، بیگن، وغیرہ کے لئے اکسیر ہے،

(۳) نہروں کا پانی، رخ میں لکھا ہے کہ نہر کا وہ پانی جو شیریں اور صاف ہے وہ نباتات کی سیرابی کے لئے مفید ہے مثلاً کدو، بیگن، لہسن، پیاز، ساگ اور دوسرے قسم کے اشجار وغیرہ بعض جنگلی درختوں کے لئے بھی مفید ہے، جیسے اسی اور ہر قسم کے خوشبودار درختوں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے، جیسے خرہ کا ساگ، رائی، اور شنوبر وغیرہ، یہ تمام نباتات نہر کے پانی کے محتاج ہوتے ہیں بشرطیکہ ان میں کھا دیا نہ ہو، اسی طرح وہ پودے جنکی جڑیں کمزور ہیں اور زمین کی سطح کے قرب میں نہر کے پانی اور کھاد کے محتاج ہیں اور یہ دوسرے پانی کے مقابلہ میں نہر کے پانی سے زیادہ بڑھتے ہیں،

جس نے لکھا ہے، نہر کے پانی مختلف طبائع کے ہوتے ہیں، یوست رطوبت اور سختی یہ سب ان میں موجود ہوتی ہے، چونکہ یہ زمین کی رطوبت کو خشک کر دیتا ہے اسلئے کمزور پودے اسکی سیرابی کے محتاج ہوتے ہیں،

(۴) کڑوا اور شور پانی، جس نے کہا ہے کہ باغ کے بعض پودوں کے لئے یہ دونوں مفید ہیں جیسے، عرنج، رجلہ، یربوز، (یہ سب لین کی ترکاریاں ہیں) اور قطف، دستی، خس، ہندباہ، (کاسنی) سوسن، ملوخیہ وغیرہ، یہ دونوں قسم کے پانی سے سیراب ہوتے ہیں اور اسی، کدو، بیگن، خا، پودینہ وغیرہ کو سیراب کرنے کے لئے بھی استعمال کئے جاتے ہیں،

(۵) چشمن کے شیریں پانی، خ نے لکھا ہے کہ یہ پانی باغ کے درختوں کیلئے کارآمد ہوتا ہے جبکا ذکر ہم نے اوپر نہیں کیا ہے اس نے لکھا ہے کہ کنواں اور چشمہ کا پانی ان پودوں کے لئے زیادہ فائدہ مند ہے جنکی جڑیں زمین میں زیادہ دور تک دبی ہوں جیسے گاجر، اور شلغم، وغیرہ، اس پانی کے بغیر یہ اچھی طرح نہیں ہو سکتے خواہ زمین بارش کے پانی سے تر ہو یا نہ ہو کنوین اور چشمہ کا پانی سخت موسم سرما میں بھی پودے کو متحرک کر دیتا ہے اور اسکی خرابی کو دفع کر دیتا ہے پودے سال کے تین وقتوں میں چشمہ کے پانی کے محتاج ہوتے ہیں، موسم سرما، خریف، اور ربیع کے زمانہ میں، لیکن موسم سرما میں یہ پانی پودے کو اپنی رطوبت اور حرارت سے متحرک کر دیتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو اس میں کھا و کثرت سے ڈالنی چاہئے، اسی طرح فصل خریف اور ربیع میں بھی یہ پانی پودوں کا مصلح ہے (۶) کھار پانی، یہ اور دریا کا پانی نباتات کیلئے مصلح نہیں ہے بلکہ تمام درختوں کا مفسد ہے، لوہا، گندھک، تانبے کے کانوں کا پانی بھی نباتات کے موافق نہیں ہے، بہر حال سب سے عمدہ شیریں پانی ہوتا ہے جیسا کہ بیان کیا جا چکا،

## فصل

ان علامات کا بیان جن سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ پانی سطح زمین سے قریب ہے یا دور،

جو شخص ایک کنواں کھودنا چاہتا ہے تو اسکو مختلف قسم کے نباتات کی تحقیقات اور زمین کی رنگت، بو اور ذائقہ وغیرہ کے پہچاننے کی ضرورت ہے جس کا ذکر ہم آئندہ کریں گے

طین ہے کہ جن پہاڑوں میں پانی زمین کے متصل ہی وافر طریقہ پر ہوتا ہے، انکی سطون پر ایک نمایان تری ہوتی ہے جو چھوٹے، بغور دیکھنے سے نظر آتی ہے، خصوصاً دن کے آخری یا ابتدائی حصہ میں زیادہ نمایان ہوتی ہے، اگر تمکواس میں شبہ ہو تو ایک دور مقام سے تھوڑی سی مٹی لاؤ اور پہاڑ کے پھروں پر یا زمین کی سطح پر اس کو چھڑک دو اور تھوڑی دیر انتظار کرو پس اگر یہ مٹی نم ہو جائے تو تمکو یقین کرنا چاہیے کہ اسی پہاڑ نے اس کو نم کیا جو زمین کے متصل واقع ہے، جس قدر یہ پہاڑ زمین کی سطح سے قریب ہوگا اور جتنا اس میں پانی زیادہ ہوگا اسقدر مٹی میں نمی اور تری آئے گی، لیکن اگر پانی کم اور زمین کی سطح سے دور ہوگا، تو نمی بھی کم ہوگی،

بعض اوقات پہاڑوں میں پانی کا پتہ اسکی روانی کی آواز سے بھی چلتا ہے۔ جو غور سے سننے کے بعد سنائی دیتی ہے اور زمین کی صورت سے بھی پانی کا پتہ لگتا ہے۔ آیا اس میں چکناٹی ہے یا کھر دراپن ہے نرمی ہے یا سختی اور دوسرے قسم کے حالات سے بھی اندازہ ہوتا ہے اگر مٹی عکینی اور سیاہ رنگ کی ہو یا گرد آلود ہو تو تمکو یقین کرنا چاہیے کہ اس میں پانی موجود ہے بلکہ اسکی گہرائی میں پانی کثرت کے ساتھ ہے، اور اگر زمین نرم، چکلی اور سیاہ رنگ کی ہو حتیٰ کہ وہ گوندی جائے تو اس سے روغن نمودا ہو تو وہ روغن دار کملائیگی اس میں بھی پانی افراط سے ہوتا ہے اور اگر زمین سخت، کھردری، بخر ہو تو تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس میں پانی مطلقاً نہیں ہے، اسی طرح اگر زمین کی سطح پر مختلف قسم کے ڈھیلے نظر آئیں اور وہ سخت اور کھردرے ہوں، اور زمین کی سیاہی کے باوجود انکی رنگت زردی مائل بہ سفیدی ہو تو اس میں بھی پانی کا باکلیہ وجود نہ ہوگا، اور اگر انھیں کی رنگت سوکھی ٹھکریوں کی طرح ہو تو اس میں بھی یقین رکھنا چاہیے

کہ پانی زمین ہے کیونکہ اس میں کنکریوں کی طرح سخت مٹی جو اسپروال ہے، کہ اس میں کوئی تری یا نمی نہیں ہے،

پانی کی قربت یا بعد کا پتہ مٹی کے ذائقہ اور اسکی خوشبو سے بھی چلتا ہے اگر اسکا اندازہ کرنا چاہو تو زمین میں ایک ہاتھ گاڈھا کھودو اور نیچے کی مٹی ایسے شیریں پانی سے اسکو صاف کرو اور اسکو کسی صاف و شفاف ظرف میں رکھو، پھر پانی اور مٹی دونوں کو چھکو، اگر ان دونوں کے ذائقہ میں تلخی ہو تو اس زمین میں پانی نہ ہوگا، اور اگر ان کا ذائقہ تیز کھارا ہو تو اس میں بھی پانی نہ ہوگا، لیکن اگر ہلکا کھارا ہو تو یہ زمین پانی سے کچھ قریب ہوگی اور اگر اس میں کوئی ذائقہ نہ ہو تو وہ پانی سے زیادہ قریب ہوگی اور اگر بد ذائقہ ہو تو پانی اس زمین کی سطح سے بالکل قریب ہوگا دوسری صورت یہ ہے کہ مٹی کو سونگھو، اگر اسکی بو اس مٹی کی طرح ہو جو نہروں اور باؤیوں سے نکالی گئی ہو اور خشک ہو گئی ہو تو زمین سے پانی چند ہاتھ کے فاصلہ پر ہوگا، اسی طرح اگر عفت یا کانی کی بو ہو تو بھی پانی قریب میں ہوگا،

ط، ص، خ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ پانی اس زمین سے بھی قریب ہوگا جس میں سر، بطن، علق، عوج (ایک قسم کا کانا ہے) صعتر وغیرہ پیدا ہوتے ہوں، ط کی کتاب میں ہے کہ عوج صغیر پانی پر وال ہے لیکن عوج کبیر چونکہ وہ خشک زمین میں ہوتا ہے، اسلئے وہ ان پانی دور مقام پر ہوتا ہے برخلاف اس کے عوج صغیر تر اور نرم زمین میں اگتا ہے جسکی سطح سے پانی قریب ہوتا ہے، اور ط فار، بردی (ایک قسم کا بانس ہے) ساق (ایک قسم کا میوہ) حاض (ایک قسم کا ترش ساگ ہوتا ہے) اور سان لعل (ہری بار) وغیرہ مرطوب اور نرم زمین میں ہوتے ہیں، اور آجام (ایک



قسم کا جھاڑ دار درخت ہوتا ہے (گاؤزبان، فودنجات، بابونج، خلی، ترشیاوشان، ونس، سعدی، گندنا کی طرح کا ساگ ہے) تیل اکیلل الملک (ایک قسم کی گھاس ہے) (خردوع (بیدانجیر) ضومران، اسل، جنباڑی، خندقوفا وغیرہ چڑاگا ہون میں اُگتے ہیں، اور قنطوریون صغیر اور جی عالم صغیر اور اس کے مثل اس مرطوب زمین میں ہوتے ہیں جس میں پانی کم ہوتا ہے، گو اسکی پتیاں شاخیں اور اسکی سبزی اس پر شاہد ہوتی ہے کہ اس میں پانی زیادہ ہے اور سطح زمین سے قریب ہے لیکن یہ بات حقیقت سے دور ہوتی ہے، بصب (زرکل) اور شیل (ایک قسم کی گھاس ہے) سے بھی پانی کے قریب اور شیریں ہونے کا پتہ چلتا ہے،

طامین لکھا ہے کہ ان پودوں کی جڑیں اور رگیں چونکہ زمین کے اندر ہوتی ہیں اس وجہ سے پانی کا پتہ چلتا ہے حتیٰ کہ موسم گرما اور خریف میں بھی یہ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ زمین میں پانی کثرت سے ہے، ط اور دوسری کتابوں میں لکھا ہے کہ پانی کے قرب اور اس کے ذائقہ کے پتہ چلانے کا ایک طریقہ اور ہے اور وہ یہ کہ زمین میں خصوصاً اس جگہ پر جان پر یہ پودے اگتے ہیں جن کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں ایک گدھا تقریباً تین ہاتھ کا کھودنا چاہئے اور ایک تانبے یا سیسہ کا ظرف لیا جائے جو طشت یا بڑے تسلی کی طرح ہو جس میں تقریباً دس رطل یا اس سے زیادہ پانی سکے بعضوں نے مٹی کا ظرف بھی بتایا ہے، طامین یہ بھی لکھا ہے کہ یہ ظرف نصف کرہ کی شکل کا ہو جس میں سات سے اکیس رطل تک پانی آ سکے پھر سفید اون کا ایک ٹکڑہ لیا جائے جسکو خوب اچھی طرح دھو یا جائے کہ کسی چیز کا ذائقہ اس میں باقی نہ رہ جائے اسکے بعد خشک کر دیا جائے اور پھر اس کو ایک دھاگہ سے اس کو ظرف

کے درمیان میں اس طرح باندھا جائے کہ جب وہ ظرف الٹ دیا جائے تو یہ ٹکڑہ زمین سے متصل نہ ہونے پائے، بعضوں نے لکھا ہے کہ اس ظرف کے اندرونی حصہ قیر (ایک قسم کا روغن ہے) چربی یا تیل چڑھا دینا چاہئے بالخصوص مٹی کے ظرف کو ضرور روغن دار بنا دینا چاہئے، جب آفتاب غروب ہو جائے تو اس ظرف کو گڈھے کے اندر منہ کے جانب الٹ کر رکھ دینا چاہئے اور نرم گھاس اور مٹی سے ایک ہاتھ تک اس گڈھے کو بھر دینا چاہئے بعضوں نے لکھا ہے کہ گڈھے کو پوری طرح سے مٹی سے بھر دینا چاہئے، جب صبح ہو تو طلوع آفتاب سے قبل اس گڈھے کو کھول جائے اور اس کے اس ٹکڑہ کو بغور دیکھا جائے، اگر پانی زمین سے قریب تر ہو گا تو اس ٹکڑہ میں پانی جمع ہو جائے گا، اور اگر پانی ذرا دور ہو گا تو اس میں تھوڑی سی تری ہوگی اور اگر اس ٹکڑہ میں کوئی اثر نہ ہو، تو یہ سمجھنا چاہئے کہ پانی کچھ بھی نہیں ہے، اس طرح اگر خشک ہو تو یا تو پانی نہیں ہوگا، یا پانی اور زمین کے درمیان کوئی چٹان حائل ہوگی، جس مقام پر پانی کثرت سے ہو گا وہاں پر پانی کا جاب ٹکڑہ پر دکھائی دیگا، دوسری صورت یہ ہے کہ یہ پانی چھکا جائے جو مزہ پانی کا ہو گا وہی زمین کا بھی ہو گا یا اس کے قریب قریب ہوگا،

میں نے لکھا ہے کہ مٹے اس کا تجربہ اور آزمائش کی ہے اور اسی طرح سب چیزیں پائین جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، کنوئیں کے پانی کا ذائقہ چکھنے کا بھی ایک طریقہ ہے وہ یہ کہ کنواں کھودنے سے قبل اسی جگہ پر ایک گڈھا کھودیں جو ایک ہاتھ کے برابر ہو اور اس کے اندر سے مٹی کا ایک ٹکڑہ اٹھالیں اور اسکو ایک ختم کے نئے پیالے میں رکھیں اور اس کے اوپر بیٹھا پانی یا بارش کا پانی ڈال کر مٹی کو اس میں حل کر دیں اور دوسرے تک چھوڑ دیں، پھر اسکو چکھیں اگر پانی میٹھا ہو تو اسی جگہ کا پانی بھی میٹھا ہوگا، اور اگر ایسا نہ ہو تو جیسا

اس پانی کا بیٹا نہ ہوگا اسی قسم کا زمین کے پانی کا بھی ذائقہ ہوگا،

## فضل

مکان یا باغ میں کنواں کھودنے کا طریقہ،

رخ اور دوسرے لوگوں نے لکھا ہے کہ وہ کنواں جیسا سفلی حصہ مستدیر ہو اور علوی یعنی منحنی مستطیل ہو تو وہ عربی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور جس کا علوی اور سفلی دونوں مستطیل ہو وہ فارسی کہلاتا ہے، لیکن مستطیل سے مستدیر اسفل میں پانی زیادہ ہوتا ہے بشرطیکہ اسکی گولائی اتنے ہی ہو جتنی کہ مستطیل کی لنبائی ہو، کیونکہ یہ اس شکل میں سایہ زیادہ رہتا ہے،

طایین ہے کہ جب تم کنواں کھودو اور زمین محنت نظر آئے تو تم اس کا دائرہ بڑھا دو اور اگر نرم ہو تو چھوٹا کر دو، جب پانی نکل آئے، تو اسکو کسی کوزہ میں لیک کر چکھو اگر شیرین ہو تو کھودو والا اگر بد مزہ ہو تو تھوڑی دیر تو قف کر دو اور دوبارہ چکھو پھر بھی اگر کچھ شور معلوم ہو تو کام جاری رکھو، اگر اس میں تلخی یا کھار اپن ہو تو کنواں کو کسی چیز سے جھٹک دو اور دوسرے دن پھر اس میں کام شروع کر دو ورنہ کنواں کھود ڈالو،

رخ نے لکھا ہے کہ زیادہ گہرے کنوئیں کا منہ بہت بڑا رکھنا چاہئے تاکہ اس کا چبوترہ بھی بڑا ہو سکے، اگر کنوئیں کی گہرائی پانچ قد آدم ہو تو منہ کا طول سولہ باشت رکھنا چاہئے تاکہ کنارہ میں دو ہاتھ داخل ہو جائے، اور نو باشت کے انداز سے باقی ہے اگر گہرائی اس سے بھی زیادہ ہو تو اس کا منہ اور بڑا کر دو تاکہ چبوترہ بھی بڑا ہو اور اس کا دائرہ تقریباً بارہ باشت کا ہونا چاہئے،

طہین ہے کہ اگر کنوان کھودنے والوں کو یہ معلوم ہو کہ پانی کا سوت کم ہے اور پانی خشک ہو جائیگا، تو کو چاہیے کہ اسکو اور زیادہ گہرا کھودو اور جتنی کوشش میں کر چکے ہو اسے قدر اور محنت کرو اگر اس پر بھی پانی زیادہ نہ ہو اور تم پانی کو زیادہ کرنا چاہتے ہو، تو اس کنوان سے ذرا ہٹ کر دوسرے جانب ایک نیا کنوان کھودو، لیکن اسکی گہرائی پہلا کنوین سے ڈیڑھ ہاتھ کم رکھو، پھر اس سے ہٹ کر ایک تیسرا کنوان کھودو جبکی گہرائی پانی تک پہنچنے کے بعد دوسرے سے ایک ہاتھ کم رکھو اسی طریقہ سے چار کنوین لگ الگ کھودو ڈالو پہلا دوسرے سے دوسرا تیسرے سے اور تیسرا چوتھے سے زیادہ گہرا ہو، پھر ان چاروں میں نیچے کی جانب سے ایک راستہ بنا دو جو پہلے کنوین تک پہنچے تاکہ پہلا ان چاروں کے خزانہ کی حیثیت رکھے، اس طرح ہر تمام پانی ایک کنوین میں جمع ہو جائے گا،

ص کا قول ہے کہ وہ سوت جس سے کنوین میں پانی آتا ہو اگر کنکر والی زمین میں ہو تو اس میں پانی زیادہ ہوگا، اور اگر تیلی زمین میں ہو تو اس سے کم ہوگا اور پتھری ہو تو پانی اس میں بہت کم بچے گا، بلکہ صرف سبجے گا، پانی کے بڑھانے کی خارجی ترکیبیں بھی ہیں، مثلاً جب کنوان کھودتے وقت یہ پتہ چلے کہ اس میں پانی کم ہو تو ایک ملوک (یہ ایک پیمانہ جو ڈیڑھ صاع کا ہوتا ہے) میٹھا نمک لیا جائے اور اسی کے سموزن اس میں جاری نہر کی کچڑ ملا دی جائے اور پھر رات بھر چاند اور ستاروں کی روشنی میں رکھیں جس سے وہ منجمد ہو جائیگا، دوسرے دن اصل سوت میں یا کنوین ہی میں اسکی سات کنکریاں داہنے ہاتھ میں رکھ کر پھینکا کریں اسی طرح روز ست سات کنکریاں پھینکا کریں، یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائے، اس کے اختتام پر کنوین میں

پانی خود بخود زیادہ ہو جائے گا،

اگر پانی کی زیادتی کے لئے کم کنوین کو زیادہ گہرا کرنا چاہتے ہو تو ستمبر کے مہینہ میں پانی کرنے کے بعد اور اکتوبر میں پانی برسنے کے قبل کھودا جائے اور قمری مہینہ کے حساب سے ۲۲، ۲۱، ۲۰ کی تاریخوں میں کھودنا مناسب ہوگا۔

ص نے لکھا ہے کہ کنواں باغ یا کھیت کے کسی بندہ مقام پر کھودنا چاہئے، لیکن باغ کے دروازے کے قریب اور کھیت کے وسط میں کھودنا زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ بندہ مقام سے پانی ہر طرف پہنچے گا، اور دروازہ سے قریب رہنے کی صورت میں پانی اندر جلد داخل ہو سکے گا۔

کنوین کی کھودائی اگست، ستمبر، اکتوبر کے مہینوں میں شروع کرنی چاہئے، اس کے کھودنے سے قبل گرد و نوح کے کنوؤں کا پانی، انکی مٹی کا رنگ، اور انکی گہرائی کا پتہ چلانا چاہئے اور اسی سے اپنے کنوین کے متعلق پتہ کر لینا چاہئے، مزدور اگر پانی تک پہنچ جائیں لیکن پانی کو خشک ہوتے دیکھیں تو برابر کھودتے چلے جائیں، یہاں تک کہ پانی کو وہ مقدار میں پالیں، اگر کنوین کے نیچے کی مٹی زرد مائل بہ سفیدی ہو یا سفید مائل بہ زردی ہو اور اس میں تراوٹ کم ہو تو پانی کم نکلے گا، اسی طرح اگر اندر کی مٹی پتھریلی ہو اور پانی اطراف و جوانب سے پسج کر نکلتا ہو تو یہ سمجھنا چاہئے کہ پانی کے درمیان میں یہ پتھریلی زمین حائل ہو گئی ہے اسلئے اور زیادہ کھودنا چاہئے یہاں تک کہ پانی کے چشموں پر پتھر کا جو طبق حائل ہے وہ ٹوٹ جائے اور پانی کی تھک پہنچ جائے۔

ط۔ میں ہے کہ اگر کنوین میں کوئی پتھر حائل ہو جائے تو اس پر آگ جلائی جائے،

تاکہ آگ اور بخارات کی حرارت سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے،

خ کا قول ہے کہ کنوان نرم زمین میں کھودنا چاہیے اگر کنوان کو تابوت کی ضرورت ہو تو اس کا طول ۲۰ بالشت اور عرض بارہ بالشت رکھنا چاہیے اور سب سے چھوٹا تابوت بارہ بالشت لمبا اور پانچ بالشت چوڑا ہوتا ہے،

طین ہے کہ اگر تم کو اس بات کا خطرہ ہو کہ کنوین میں ایسے بخارات ہین جو عمل سے مانع ہوتے ہین تو اس کے دریافت کے لئے ایک ترکیب یہ ہے کہ چراغ روشن کر کے اندر لٹکاؤ اگر وہ جلتا رہے اور گل نہ ہو تو یہ سمجھنا چاہیے کہ اس میں بخارات نہیں ہین اور اگر گل ہو جائے تو اس میں بخارات موجود ہون گے اس کے دفع کرنے کی بہت سی صورتیں ہین مثلاً ایک آدمی ایک بڑا کپڑا اندر لٹکا دے جس میں ایک رسی بھی بندھی ہو اور اس کپڑے کو سرعت کے ساتھ اندر ہی حرکت دے پھر اس کو منہ تک لے آئے اور پھر جلدی سے نیچے پھینک کر حرکت دے اس طرح بار بار کرے اگر کنوان کشادہ ہو تو اور زیادہ تعداد میں لوگ کپڑوں کو ڈال کر حرکت دین پھر چراغ جلا کر اسکی آزمائش کریں اگر گل نہ ہو تو معلوم ہوا کہ بخارات غائب ہو گئے تو دوسری صورت یہ کہ لکڑی کا ایک گٹھا کنوین کی وسعت کے لحاظ سے بنائیں اور اسکو رسیوں میں باندھ کر اندر لٹکائیں اور کئی آدمی ملکر اس کو حرکت دین اور کھینچ کر منہ تک لائیں اس کو نیچے سے اُپر اور اُپر سے نیچے بار بار حرکت دین اس طریقہ پر کہ گویا نیچے کسی چیز کو توڑنا چاہتے ہین اس ترکیب سے ردی بخارات نکل جائیں گے،

تیسری ترکیب یہ ہے کہ کنوین کے منہ کے قریب دس آدمی یا دس سے زیادہ اسکی وسعت کے لحاظ سے کھڑے ہو جائیں اور ہر شخص اپنے ہاتھ میں دس دس رطل ٹھنڈا

پانی ایک برتن میں سے لے اور سب ایک ساتھ ہی کنوین کے اندر پھینک دیں اور پھر اسکو  
 خوب حرکت دیں، انشاء اللہ اس سے بھی بخارات نکل جائیں گے بعض نے یہ صورت  
 لکھی ہے کہ کنوین میں بہت گرم پانی کافی مقدار میں ڈالیں اور پھر اس کو ایک موٹے  
 کپڑے سے ڈھک دیں تھوڑی دیر کے بعد مثالیں، انشاء اللہ بخارات سب نکل جائیں گی  
 بعض نے یہ لکھا ہے کہ مٹی یا کسی اور برتن میں آگ جلا دیں جب اس میں دھواں نکلنے  
 لگے تو اس کو اندر ڈال دیں اور بار بار اوپر سے نیچے لے جائیں یہاں تک کہ بخارات اڑ جائیں  
 رخ نے لکھا ہے کہ دو لابل کی رسی میں پانچ یا اسی کے برابر ڈول رکھیں اور  
 جس طرح چھوٹی چرخہ میں داندانہ زیادہ ہوتے ہیں اسی طرح بڑی میں رکھیں تاکہ اس کے  
 کھینچنے میں آسانی ہو، اور اگر کھینچنے کے لئے راستہ ذرا طویل کر دیں تو اور بھی زیادہ سہولت  
 ہو جائے گی تیس باشت بھی اگر طول رکھیں تو کوئی حرج نہیں ہے، چرخہ کے سوراخ  
 کے اوپر جو لوہا یا لکڑی نکی ہوتی ہے اسکو اگر نکال دیں تو اس سے بھی گراری کھینچنے میں  
 آسانی ہوگی، اسی طرح اگر اس دائرہ کو جس پر ڈول کھینچے جاتے ہیں لوہے کے بجائے  
 بھاری اور مضبوط لکڑی کا بنائیں تو جانور دن کے لئے کھینچنے میں آسانی ہوگی،  
 اگر ڈول کنوین کے اندر مٹی کے ٹیلوں سے ٹکرائیں تو اس سے بچنے کی صورت  
 یہ ہے کہ ہر ڈول میں چھوٹا سا سوراخ بنا دیں تاکہ ایک دوسرے کے ٹکرائے سے  
 محفوظ ہو جائیں اور اسی طرح کنوین کے چوتھے کی ٹکڑے سے بھی بچ جائیں،

### فصل

زمین کو آہ جی فصل سے برابر کرنے کا طریقہ تاکہ پانی جاری ہو سکے  
 رخ نے لکھا ہے کہ یہ آلہ تو مشہور ہے لیکن اس سے زمین کی سطح کے معلوم کرنے کا

طریقہ یہ کہ تین یا چار لکڑیاں جو لبنائی مین بالکل برابر ہوں لیجائیں اور انکے طول کے برابر کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ ان چاروں کو ایک تختہ پر کھڑا کریں تاکہ سب مستوی اقامتہ نظر آئیں پھر اس مین سے ایک کو کنوین کے منہ پر یا حوض کے دوازہ پر سیٹھا کھڑا کریں، اور دوسرے کو اس سے آگے تھوڑی دور پر گاڑ دین اسی طرح تیسرے کو بھی قائم کریں اور چوتھے کو اس جگہ پر نصب کریں جہاں پر پانی پہنچانا مقصود ہو یا جہاں تک زمین برابر کرنی ہو، لیکن اس کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ ان لکڑیوں کے درمیان کی مسافت آپس میں مساوی ہونی چاہیے۔

پھر ان لکڑیوں کو کسی تھیر یا اسی قسم کی دوسری چیز سے دبا دین تاکہ کچ نہ ہوں اور گرنے جائیں اس کے بعد ایک باریک تاگا اس سرے سے لیکر اس سرے سے باندھ دین، اور اس دھاگے کو جو پہلے دو لکڑیوں کے درمیان میں ہے اس آلہ میں باندھ دین، پھر اس تھیر کو غور سے دیکھیں اگر وہ ایسے خط پر واقع ہو جو اس آلہ کو دو مساوی حصوں پر منقسم کر دیتا ہے، تو دونوں لکڑیوں کے درمیان کی زمین برابر ہوگی، اور اگر ایک طرف جھک جائے تو جس لکڑی کا تھیر جھکا ہو وہاں پر زمین میں انخفاض ہوگا، اور دوسری جگہ پر ارتفاع ہوگا، اسلئے تھوڑی سے مٹی ڈال کر پست جگہ کو اس طرح برابر کر دین کہ وہ تاگا اس آلہ کے وسط خط میں واقع ہو، اسی طرح ہر دو لکڑیوں کے درمیان میں عمل کیا جائے، جب یہ تمام زمین مسطح ہو جائے تو جہاں تم پانی پہنچانا چاہتے ہو اس زمین کو کنوین کے قریب کی زمین سے ذرا پست رکھو، اور اس کی کم سے کم مقدار سو ہاتھ کی زمین میں ایک انگل ہونی چاہیے، اقلیموں نے اپنی کتاب خود الیاء میں اسی مقدار کا ذکر کیا ہے،



اصطلاح سے بھی زمین برابر کیجاتی ہے، اسکی صورت یہ ہے کہ کنوین کے منہ کے قریب یا حوض کے قریب ایک سطح تختی رکھیں جس پر اصطلاح کو قائم کریں اس طریقہ پر کہ اس کا قوس اوپر کی سمت میں پڑے اور اس کے دونوں سوراخ میں سے ایک کو کنوین یا حوض کے منہ کی سمت میں رکھیں اور دوسرے کو اس کے مقابل میں رکھیں پھر ایک مربع لکڑی یا تختی لیجائے جس کے ایک حصہ پر بڑے بڑے دائرہ اوپر سے نیچے تک بنائے جائیں جو قریب قریب ہوں لیکن آپس میں فاصلہ کی حیثیت سے برابر ہوں اور مختلف ہوں، ان میں ایسی علامتیں بنا دی جائیں جنکی وجہ سے دور سے بھی ان کا فرق معلوم ہو پھر اس لکڑی کو زمین میں سیدھا کھرا کر کے نصب کر دیں تاکہ کوئی کجی باقی نہ رہے اور زمین برابر نظر آئے، یہ تمام دائرہ اصطلاح کے سمت میں رکھے جائیں، پھر انسان حوض اور اصطلاح کے درمیان کی زمین پر نظر غائر ڈالے اور اس کے قریب ہو کر قوس کے اس سوراخ سے جو کنوین یا حوض کے سمت میں ہے اور اس سوراخ سے جو دوسری طرف ہے دائرہ کو دیکھے، اس طریقہ پر کہ تمام دائرہ اسکی نظر کے سامنے ہو جائیں اور پھر یہ غور کرے کہ کونسا دائرہ سامنے ہے اسکے رنگ اور نشان کو یاد رکھے،

اس کے بعد اس دائرہ اور زمین کا بعد دریافت کرے اصلا سے بلندی کا اندازہ کرے اور یہ بلندی حوض کی زمین سے لکڑی کی زمین تک کے اندھ ہوگی پس بلند مقام سے مٹی لیجائے اور پست مقام کو پر کر دیا جائے یہاں تک کہ اصطلاح کے دونوں سوراخوں کے درمیان اور اس دائرہ کے درمیان جو زمین کے متصل ہے اگر پھر نظر ڈالی جائے تو برابر نظر آئیں، جب یہ صورت ہو جائے تو یہ سمجھنا چاہئے

کہ جو فرق متعادہ جاتا رہا اس طریقہ پر داسنے بائیں دونوں جانبوں کو برابر کرتے ہوئے  
 چلے جائیں تاکہ وہ زمین جو پانی پہنچانے کے لئے ٹھیک کی جا رہی ہے مٹی کے لت  
 پھیر سے برابر ہو جائے، اس قسم کا بیان اقلیون نے اپنی کتاب قواعد المیاء میں لکھا ہے  
 اصطراب کے سامنے ایک ہاتھ کی لابی تختی رکھی جائے جس کے وسط میں  
 ایک مستقیم خط ایک رسی سے کھینچا جائے اور رسی کے ایک طرف ایک سوراخ بنایا  
 جائے اور دوسری طرف دوسرا سوراخ بنایا جائے اور رسی کے ان دونوں سوراخوں  
 میں لوہے کے قلابے باندھ دیئے جائیں اور یہ دونوں بالکل مساوی ہوں اور انکے  
 سوراخ ایک دوسرے کے مقابل میں ہوں، اس طریقہ پر کہ اگر قلابے کے ایک سوراخ  
 سے دوسرے سوراخ کو اور پھر اس سے اس لکڑی کو دیکھیں جو سامنے نصب کی گئی ہو  
 تو وہ اچھی طرح نظر آئے جب زمین بالکل مسطح ہو جائے تو پھر اس میں سے چھوٹی تالیان  
 کاٹ کر نکالی جائیں اور ان تالیوں کو حوض کے طول کے انداز سے رکھیں لیکن حوض کی  
 سطح سے اسکی سطح ذرا پست رکھیں اور حوض کی سطح بالکل برابر ہونی چاہئے کسی مقام پر بلند  
 یا پستی ہوگی تو پانی کے ساتھ خس و خاشاک بھی آجائیں گے،

ص نے لکھا ہے کہ حوض کا طول بارہ ہاتھ اور عرض چار ہاتھ رکھنا چاہئے حوض  
 کے متعلق پھر آئندہ بھی بحث کی جائے گی، اگر اس کا طول و عرض اس سے کم رکھیں تو  
 بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے، اگر تم حوض سے کوئی چھوٹی مستقیم نالی نکالنا چاہتے ہیں تو  
 اسکی ترکیب یہ ہے کہ تین لکڑیاں برابر برابر لی جائیں ان میں سے ایک کو حوض کے منہ  
 کے قریب نصب کر دیں اس طرح کہ صرف ایک بالشت زمین کے اوپر رہ جائے  
 بقیہ زمین کے اندر ہو، اور دوسری لکڑی کو اس کے داہنے ہاتھ پر نصب کریں لیکن

حوض کی دیوار سے متصل ہی نصب کریں اور ان دونوں میں ایک ہاتھ یا اس سے کچھ زیادہ فاصلہ رکھیں، پھر تیسری کو اسکے بائیں جانب نصب کر دیں اور اس کا بھی بعد دونوں لکڑیوں کے برابر ہونا چاہیے پھر ایک باریک رسی یعنی چاہیے اور اس کے ایک جانب سوراخ بنا دینا چاہیے اور اس سوراخ کو کسی ایک لکڑی میں ڈال دینا چاہیے اور پھر اس کو کھینچ کر دوسری طرف لیجانا چاہیے اور دوسری لکڑی میں باندھ دینا چاہیے اس طریقہ پر کہ بائیں جانب نصف دائرہ کی شکل پیدا ہو جائے اس کے بعد دوسری لکڑی میں رسی کے سوراخ کو ڈالنا چاہیے اور پہلی لکڑی تک کھینچنا چاہیے تاکہ دہانے جانب بھی نصف دائرہ پیدا ہو جائے، یہ دونوں دائرے اس لکڑی کے وسط میں اگر ملین گئے جو حوض کے مقابل میں ہے اور پھر رسی حوض کے سامنے باندھ دیجائے اور اسکو دونوں دائروں کے مرکز تک دوبارہ لیجائیں اور اس طرح کریں کہ دائروں کا مرکز قائم رہے ایسی صورت میں پانی اس مقام تک سیدھا پہنچے گا، جہاں تک پہنچنا چاہیے ہو اور جب تک رسی اس شکل میں رہیگی اس وقت تک پانی کی رفتار ٹھیک رہیگی۔

---

## باب چہارم

باقات اور درختوں کے لگانے کی ترکیب ابن حجاج  
کی کتاب سے،

یونیوس کا قول ہے کہ جس جگہ پر باغ لگایا جائے وہاں پانی بکثرت موجود رہنا چاہیے اور صاحب باغ کے مکان کے قریب ہونا چاہیے تاکہ وہ برابر اس کے عمدہ مناظر سے استفادہ کر سکے اور اس پر نگرانی رکھ سکے اور دیکھنے والے بھی اپنا دل خوش کر سکیں، اس کا پورا خیال رکھنا چاہیے کہ درختوں کو گنجان طریقہ پر نہ لگانا چاہیے اور ہر درخت کے قریب اسی کے ہمجنس درخت کو نصب کرنا چاہیے تاکہ قوی ضعیف کو فائدہ نہ دے اور درختوں کے درمیان میں جو فصل رکھی جائے وہ زمین کی قوت نمود کے لحاظ سے ہونی چاہیے جسکا مفصل بیان آگے آئے گا،

یونیوس اور قسطوس کا قول ہے کہ وہ تمام درخت جنکے تخم بونے جاتے ہیں دوسرے درختوں سے کمزور ہوتے ہیں اور سب سے عمدہ وہ ہوتے ہیں جو سال میں ایک مرتبہ پھل لاتے ہیں اور جو شاخوں کے ذریعہ سے لگائے جاتے ہیں قسطوس کا بھی وہی قول ہے جو یونیوس کا ہے وہ یہ کہ ہر درخت اپنے ہمجنس اور مثیل درخت کے ساتھ لگایا جائے، اختلاف نہ ہونا چاہیے، نازک اور چھوٹے درخت بڑے اور لمبے درخت کے ساتھ اگر رکھے جائیں گے تو لمبے درخت کا سایہ چھوٹے درختوں کو نقصان پہنچائے گا اور انکی قوت کو سلب کرے گا،

دک) نے لکھا ہے، وہ زمین جو سیراب شدہ ہو اور ستوی ہو باغ کے لئے دیا؛ مناسب ہے، بعض فلاہین کا قول ہے کہ درختوں کے لیے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ وہ موسم سرما میں سیراب کئے جائیں اور ان کے ارد گرد جو گھاس یا چھوٹے درخت لگ آئے ہوں ان کو ہاتھ سے صاف کر دیا جائے اور اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ یہ گھاس جڑ نہ پکڑ لیں اور اصل درخت تک نہ پہنچ جائیں،

وہ درخت جو ابتدائ میں کچ ہوئے ہیں ان کو لکڑیوں اور سیون سے سیدھا کرنا چاہیے اور مضبوط بنانا چاہیے پھر کھات ڈالکر اس کو اور قوی بنانا چاہیے،

خ۔ کا قول ہے کہ باغوں کے لئے سب سے اچھی زمین کا انتخاب کرنا چاہیے، جس کا پانی شیریں ہو، سب سے پہلے اس کو محدود کر کے سطح کرنا چاہیے پھر پانی سے سیراب کرتے وقت بھی ہموار کر کے سیراب کرنا چاہیے، کیونکہ اگر تم نے درختوں کے لگانے کے بعد زمین کی سطح برابر کی تو ممکن ہے کہ برابر کرتے وقت درختوں کی جڑیں نمودار ہو جائیں اور ان کو نقصان پہنچ جائے باغات کو مشرقی سمت میں لگانا زیادہ اچھا ہوگا، اس طریقہ پر کہ رخ مشرق ہی کی طرف ہو اور درختوں کو سلسلہ وار ایک صف میں لگانا چاہیے بڑے درختوں کو چھوٹے پودوں کے ساتھ ہرگز نہ لگایا جائے اور نہ ان درختوں کو جنکی پتیاں کم ہوں سایہ دار اور زیادہ تپے والے درختوں کے ساتھ لگانا مناسب ہے وہ درخت جن میں پتیاں بہت زیادہ ہوتی ہیں اور سایہ دار ہوتے ہیں ان کو دروازہ اور حوض کے متصل لگانا چاہیے، مثلاً رند، (آس) ایرجان، سرو، صنوبر، لیون، چنیل، نارنج، امون، حنار، احمد وغیرہ، صنوبر کو اس جگہ لگانا چاہیے جہاں پر زیادہ سایہ کی ضرورت محسوس ہو، یا باغ کے بیچ میں لگایا جائے، اہم شرقی راستوں پر یا اطراف

اربعہ میں لگانا چاہیے، کنوین اور صرہ کے قریب وغیرہ (گیستانی گھاس) آنا درخت (فارسی  
 میں زیر سخت) وادی، نثم، حور رومی، صفصاف، گلنار، وغیرہ لگائے جاتے ہیں، بڑے  
 درختوں کی سیرابی کے لئے لکڑیوں کی چھت بنانا چاہیے تاکہ اس کے سایہ میں پانی ٹھنڈا  
 ہو کیونکہ ٹھنڈا پانی گرمی میں سیرابی کے لئے بہت مفید ہوتا ہے، وہ درخت جو زیادہ  
 سایہ دار ہوتے ہیں ان کو باغ کی دیوار کے متصل لیکن خلا میں لگانا چاہیے، مثلاً عناب،  
 صنوبر، میں، نثم، صفصاف وغیرہ، اس طریقہ پر ان کا سایہ دوسرے درختوں کے لئے زیادہ  
 مضر نہ ہوگا، بڑے بلغم میں ایک قسم کے درختوں کو علیحدہ رکھنا چاہیے، اور بعض درختوں کو کھلی  
 وقت اور ایک ہی سمت میں لگانا زیادہ اچھا ہوتا ہے مثلاً سیب، آکونجارا، امرود، کشس وغیرہ  
 تاکہ محنت و شقت کا بار کم ہے، گلاب کو بلغم کے ایک سمت میں لگانا چاہیے اور مرطوب اور  
 نرم زمین میں نثم، غروب، صفرا، لیون، میس، زرد، وغیرہ لگانا چاہیے اور اس کا خیال رکھنا چاہیے  
 کہ لیون کا درخت مغربی سمت کی ہو اور وسط مقام کی ہو اسے محفوظ رکھے، لیکن قبلہ کے سمت  
 کی ہو اس کے لئے کھلا رکھنا چاہیے، ترکاریوں کے لئے کس قسم کی زمین اختیار کرنی چاہیے اس کے  
 متعلق تیسویں باب میں مفصل ذکر آئے گا،

## باب پنجم

اُن درختوں کا بیان جو سیراب شدہ زمین میں لگائے جاتے  
 ہیں اور ان کا بیان جو باغات میں پانی ڈال کر لگائے جاتے ہیں  
 تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ درختوں میں بعض ایسے ہوتے ہیں جو پھل کی غرض سے لگائے  
 جاتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں جو صرف خوبصورتی اور خوشبو کے لئے لگائے  
 جاتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں جنکی لکڑیوں سے لوگ متمتع ہوتے ہیں،  
 درختوں میں سے جنکے پھلوں میں گھٹیل ہوتی ہیں انکی گھٹیل ہوتی جاتی ہیں اور جن گھٹیل نہیں ہوتی انکے پھل  
 طریقے ہیں یا تو ان کے تخم بوسے جاتے ہیں اور یا اچھی اور عمدہ شاخیں کاٹ کر لگائی  
 جاتی ہیں، یا ان شاخوں کی اوپر کی ٹہنیاں لگائی جاتی ہیں یا شاخ کے نیچے کے  
 حصے کاٹ کر لگائے جاتے ہیں، یا ان شاخوں کو لگاتے ہیں جو درخت کی جڑ میں یا  
 اس کے قریب میں اکثر آگ آتی ہیں، جب درخت بڑھ جائیں تو ان کی رگیں اور  
 جڑیں کاٹ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیں، اگر ان میں رگیں نہ نکلی ہوں  
 تو اس وقت تک چھوڑ دیں جب تک کہ رگیں نہ نکل آئیں، اسکی پوری تدبیر ہم بہر کسی  
 موقع سے انشاء اللہ ذکر کریں گے، اس تدبیر کو تنطیس اور استلاف کہتے ہیں،  
 بہر قسم کے درخت کی زراعت کے لئے جداگانہ طریقے ہیں جنکا ہم انشاء اللہ پھر تذکرہ  
 کریں گے، جب پودے لگ جائیں ان میں رگیں نمودار ہو جائیں اور ان کے  
 تنوں میں سختی آجائے اور اس کے لئے تقریباً تین سال کی مدت درکار ہے، تو ان

بلودن کو ایسے موقع پر لیجائیں جہاں پر کی زمین ان کے لئے زیادہ موافق ہے تاکہ اس کے پھل عمدہ قسم کے ہوں،

ابن حجاج کی کتاب میں درختوں کے لگانے کی مختلف شکلیں اور صورتیں لکھی ہیں یونیوس نے کہا ہے کہ تقریباً تمام درختوں کو اپنے جھنسون کے ساتھ لگانا چاہیے میرا مطلب یہ ہے کہ جو درخت گھٹلی دار ہوں ان کو ایک ساتھ نصب کرنا چاہیے اور جن درختوں کے خم بوئے جاتے ہیں ان کو ایک ساتھ رکھنا چاہیے اور جنکی شاخیں یا تنے لگائے جاتے ہیں ان کو علیحدہ رکھنا چاہیے، سب سے پہلے ان درختوں کو لگانا چاہیے جنکی عام طور سے زیادہ ضرورت پڑتی ہے اور جنکے پھل مفید ہوتے ہیں اور دوسرے پھلوں سے ممتاز ہوتے ہیں، ایسے درختوں کو جہاں تک ممکن ہو تلاش و جستجو کے ساتھ حاصل کرنا چاہیے، پس جنکے دانے بوئے جاتے ہیں وہ ہیں، اخروٹ، بادام، بلوط، شفتالو، آلو بخارا، خرما، صنوبر، سرود، غبیرہ، ادغار وغیرہ ہیں،

دمیترطیس نے زرد آلو بمبی انہیں درختوں میں داخل کیا ہے اور قسطوس نے تربوزہ کو بھی شامل کیا ہے، قسطوس نے یہ بھی لکھا ہے کہ درخت جن کے خم بوئے جاتے ہیں جن میں میں آگ آئین اور اچھی طرح جڑ پکڑ لیں تو پھر دوسری جگہ منتقل کر دیئے جائیں، یہ طریقہ اسکے لئے از حد مفید ہے، دمیترطیس کا قول ہے کہ جب اس قسم کے درختوں پر دو سال گزر جائیں تو پھر ان تمام کو دوسری جگہ لیا کر لگا دینا چاہیے یونیوس نے لکھا ہے کہ یہ درخت منتقل کر دیئے جائیں اور پھر دوسری جگہ پر پانی سے سیراب کئے جائیں، ابن حجاج نے لکھا ہے کہ ماہرین فلاحیت کا اجماع ہے کہ اس قسم کے درختوں کا اپنی جگہ سے ہٹانا ضروری ہے، یونیوس نے لکھا ہے کہ جن درختوں کی شاخیں کاٹ کر لگائی جاتی ہیں وہ یہ ہیں،



سیب، قرسیا، چلغوزہ، زعفران، آس وغیرہ قسطوس نے ان میں غبیرو کو بھی داخل کیا ہے، یونیس نے لکھا ہے کہ بعض لوگ شاخون کو درختون کے قریب ہی زمین میں بھس کر دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ بڑھ کر لیتی ہیں پھر ان کو دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں، لیکن اُسکی بہتر صورت یہ ہے کہ شاخون کو فوراً ہی دوسری جگہ پر لگا دینا چاہیے اور اس میں پانی ڈالتے رہنا چاہیے، اس کا بھی بیان مفصل طریقہ پر آئندہ ان شمار اند آئے گا،

جس درخت کے اوتاد لگائے جاتے ہیں ان میں توت، لیون، زیتون، ہی، حور اور طاف وغیرہ ہیں، یہ بھی اگر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کئے جائیں تو مفید ہے، سید اغوس نے لکھا ہے کہ وہ درخت جو پتیوں سے کبھی خالی نہیں ہوتے اور جنکے پھل بہت زیادہ ہوتے ہیں، اور زمانہ دراز کے بعد ضعیف اور کمزور ہوتے ہیں یا جنگی پتیاں دیر میں آتی ہیں اور دیر تک رہتی ہیں ان کا مادہ غلیظ اور چکنے والا ہوتا ہے اور جو درخت کہ نرم ہوتے ہیں اور بہت کم عمر کرتے ہیں، ان کا مادہ لطیف اور قسیق ہوتا ہے اسلئے میرا خیال ہے کہ جن درختوں کا مادہ سخت ہواں کے ان اوتاد کو جو چکنے ہوتے ہیں لگانا چاہیے پہلی شاخیں نہ لگائی جائیں کیونکہ اوتاد کی وجہ سے مادہ سخت ہوگا اور جڑوں میں بہ نسبت شاخون کے استحکام زیادہ ہوگا،

ایسے درختوں میں توت، ہی، زیتون، امرود، لیون، انار اور آس وغیرہ ہیں، پس اگر یہ درخت ان اوتاد کے ذریعہ سے لگائے جائیں جن کا مادہ سخت ہو تو ان میں رگین جلد چھوٹیں گی، اور یہ بہت جلد مستحکم ہو جائیں گے، لیکن اگر تم انکو پہلی شاخون کے ذریعہ لگانا چاہتے ہو تو وہ بھی ممکن ہے، لیکن جو صورت ہم نے بتائی وہ سب سے عمدہ ہے، اور جو درخت کہ کم عمر ہوتے ہیں جن کا ذکر کیا جا چکا ہے ان کا مادہ لطیف ہوتا ہے،

مثلاً اخروٹ، شفتالو، سیب، آلو بخارا وغیرہ، ان درختوں کی شاخیں بھی لگائی جاتی ہیں لیکن ان کا تخم لگانا زیادہ اچھا ہے،

انجیر اگرچہ زیادہ دن تک رہتا ہے لیکن پھر بھی اس کے اوتاد کو لگانا مناسب نہیں ہے، کیونکہ اوتاد جب کاٹ کر لگائے جاتے ہیں تو اس میں ہوا اور بارش کی رطوبت کٹی ہوئی جگہ کی طرف سے اندر داخل ہوتی رہتی ہے، اور پھر ان کی جڑ تک پہنچ جاتی ہے اور یہی رطوبت جڑ کے اندر تعفن پیدا کر دیتی ہے،

نٹوں نے کہا ہے کہ دودھ جن میں رطوبت کم ہوتی ہے اور بالطبع یابس ہوتے ہیں ان کی شاخیں لگانی زیادہ اچھا ہے کیونکہ ان میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے، جیسے انٹہ، قے، ان اشیا کی مختلف قسمیں بتائی ہیں اور مذکورہ بالا قسموں سے زیادہ مکھن، یونین، نے ان میں سے بعض اقسام کی مخالفت کی ہے، اس کا صحیح قول یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ کس قسم کے درخت ہیں، ان کے تخم بوسے جاتے ہیں، یا دھار کر لگائے جاتے ہیں یا شاخیں کاٹ کر لگائی جاتی ہیں یا اوتاد کاٹ کر لگائے جاتے ہیں، کیونکہ ان سب کی حالتیں مختلف ہیں، پس جن درختوں کے تخم بوسے جاتے ہیں ان کا تخم ہی لگانا زیادہ اچھا ہے اور جو اکھاڑ کر لگائے جاتے ہیں ان کا اکھاڑ کر لگانا مناسب ہے اور چکی نشین لگائی جاتی ہیں انکی شاخوں کو لگانا اچھا ہے، اور جو دوسرے درختوں کی میٹ میں نشوونما پاتے ہیں ان کو دوسرے درختوں کے ساتھ ہی رکھنا انسب ہے، غرض کہ جسکی جو فطری طبیعت ہے اسی پر رکھنا چاہیے، جن درختوں کے تخم بوسے جاتے ہیں ان میں تربوز، اخروٹ، چنوزہ، شفتالو، آلو بخارا، صنوبر، سرد، دست، نخل وغیرہ ہیں جب یہ پودے زمین میں لگ جائیں تو ان کو دوسری جگہ منتقل کر دینا بہت اچھا ہے، اور جو اکھاڑ کر لگائے جاتے ہیں

ان میں غیرہ، آس، سیب وغیرہ ہیں جب یہی میں میٹج کٹرلین تو ان کو منتقل کر دینا چاہیے، اور  
 جکی شاخیں یا دند کاٹ کر لگائے جاتے ہیں ان میں بادام، امرود، لیون شہتوت، زیتون  
 بھی، آس، وغیرہ ہیں، یہ بھی جب اچھی طرح نکل آئیں تو ان کو بھی دوسری جگہ پر لگانا ضروری  
 ہے، ان پودوں میں سے جن درختوں پر زیادہ محنت کرنے کی ضرورت ہے وہ شہتوت  
 لیون، زیتون، انار، سیر بھی وغیرہ ہیں اور جو اکھاڑ کر لگائے جاتے ہیں ان میں، انگور، غروب  
 صنوبر ہیں اور جب تک تخم بوسے جاتے ہیں اور اکھاڑ کر بھی لگائے جاتے ہیں ان میں کشمش،  
 آلو بخارا کی تمام قسمیں ہیں، پستہ اور فندق وغیرہ ہیں،

ابن حجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ قسطوس نے اپنی کتاب میں اس پر بڑی طویل  
 بحث کی ہے جو درخت کے ایک ہی طریقہ سے لگائے جاتے ہیں ان کو علحدہ ذکر کیا ہے،  
 اور جو دو طریقوں سے لگائے جاتے ہیں ان کو ایک علحدہ فصل میں لکھا ہے، اور جو ایک  
 دوسرے ہر طریقہ پر متحد اور متفق ہوتے ہیں، ان کو بھی علحدہ لکھا ہے، اگرچہ مضمون میں تکرار  
 ہے لیکن فائدہ سے خالی نہیں،

اپنی کتاب میں ابن حجاج نے تردانات کی تعریف کی ہے، یونیس کا قول ہے،  
 اس میں صرف طوخ اور اوتاؤ لگائے جاسکتے ہیں، یونانیوں کے نزدیک تردانات اس  
 زمین کو کہتے ہیں جہاں پر اول اول درخت یا شاخیں لگائی جاتی ہیں اور پھر وہاں سے دوسری  
 جگہ منتقل کی جاتی ہیں، اسی طرح اس نے لکھا ہے کہ شاخوں کو موسم خریف میں لگانا چاہیے  
 اس سے پہلے اس جگہ کو کھود لیسنا چاہیے پھر اس میں کھات ڈالنی چاہیے اور پھر شاخ  
 یا دھڑھیں نصب کرنا چاہیے اور تقریباً ایک ہفتہ اندر رکھنی چاہیے پھر اس کو پانی سے سیرا  
 کرتے رہنا چاہیے، جب اس پر تین سال گزر جائیں تو اس مقام پر لیجائیں جہاں پر اسکو

لگانا زیادہ انسب ہو اس مقام کی زمین کو ہر سمت سے صاف کر دینا پودے کو منتقل کرتے  
 وقت بھی اس کے اطراف کی مٹی کو ہٹا دینا چاہیے تاکہ جڑ سے اکھاڑنے میں اس کو نقصان  
 نہ پہنچے، اکھاڑتے وقت جڑ میں جو مٹی لگی ہو اس کو منتشر ہونے نہ دینا چاہیے بلکہ چاروں طرف  
 سے سمیٹ لینا چاہیے اور پھر اسکو دوسری جگہ پر لگا دینا چاہیے، یونیوس نے تخم کے متعلق بھی  
 تفصیلی بحث کی ہے، وہ لکھتا ہے کہ اگر پودے ایک ملک سے دوسرے ملک تک منتقل  
 کئے جائیں تو وہ خشک ہو جائیں گے اس خیال سے بعض لوگوں نے یہ ترکیب نکالی ہے  
 کہ جب پھل درخت میں پختہ ہو جائیں تو ان کے تخم کو نکال کر خشک کر دین، پھر اس کے بعد  
 ان کو بو دین، لیکن اسکا خیال رکھنا چاہیے کہ ان کو آفتاب میں نہ خشک کیا جائے بلکہ سایہ  
 میں، بعض لوگ تخم کو بونے کے بعد ادھر پر رکھ ڈالتے ہیں لیکن سب سے پہلے چاہیے کہ اس  
 جگہ کو پانی سے سیراب کر لیں پھر اس میں کھات ڈالیں اور تخم کے کھانے سے چھوٹے چھوٹے  
 گڈے کھو ڈالیں اور ہر گڈے میں ایک ایک دانہ بو دین اور پھر ان کو مٹی سے چھپا ڈالیں  
 اور روزانہ اس پر پانی ڈالتے رہیں یہاں تک کہ بارش کا موسم آجائے جب اس وقت دو یا تین  
 سال گزر جائیں اور اس میں تپے نخل آئیں لیکن شاخیں نہ پھوٹیں تو ان کو جڑ سمیت نکال کر  
 کسی دوسرے گڈے میں لگا دین اور صرف سرے کو زمین کے اوپر رکھیں، بقیہ کو مٹی  
 سے ڈھک دین، اور اطراف و جوانب میں لکڑیاں حفاظت کی غرض سے گاڑ دین بعض  
 لوگ تخم کے پودوں اور درختوں کو ضعیف اور کمزور خیال کرتے ہیں، یہ جاننا ضروری ہے  
 کہ جو تخم بویا جائے گا اسی قسم کے پھل اس سے نکلیں گے، لیکن صرف زیتون کے تخم کو اگر  
 بوئیں تو اس سے فرطون (ایک قسم کا جنگلی زیتون ہے) پیدا ہوگا زیتون نہیں لگے گا  
 سید اغوس نے لکھا ہے کہ جب ہم یہ چاہتے ہوں کہ پودوں کو ایک دور مقام سے

دوسرے مقام تک لیجائیں تو اس کے لئے ضروری ہو کہ تخم پر رکھ چھڑک ڈالیں تاکہ وہ نمی اور رطوبت سے محفوظ رہیں اگر ایسا نہ کیا جائے گا تو اُگنے کے بعد متعفن ہو کر مٹی جیسی اس کا بھی خاک رہنا چاہیے کہ تخم کو دھوپ میں نہ خشک کریں کیونکہ اس سے اس کو نقصان پہنچتا ہے اسکی رطوبت اور لطافت کو خشک کر کے کوہر کر دیتی ہے، لیکن اگر اس قسم کے تخم پر پھلکے ہوں جیسے اخروٹ، چلوخوڑہ وغیرہ میں ہوتے ہیں تو دھوپ ان کو نقصان نہیں پہنچائیگی مگر پھر بھی اگر سایہ میں خشک کئے جائیں تو بہتر ہے۔

ایک دوسری جگہ پر اس نے لکھا ہے کہ جب ہم پودوں کو انکی اصلی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ منتقل کرنا چاہیں تو ان کو زمین سے اس طریقہ پر اکھاڑیں کہ انکی مٹی منتشر نہ ہونے پائے، جب اس کو دوسری جگہ پر لگا دیں تو ہم کو چاہیے کہ اس کا تین چوتھائی حصہ زمین کے اندر اور ایک چوتھائی زمین سے اوپر رکھیں، پودہ لگانے کا یہ طریقہ بہت اچھا ہے، علمائے فلاح نے اس پر اتفاق کیا ہے، یونیوس کا قول ہے کہ ترمانات کی زمین ایسی ہونی چاہیے کہ جس میں اس سے قبل زراعت نہ کی گئی ہو، زمین خشک ہو اور پہلے سے کوئی چیز اس میں نہ بولی گئی ہو، اور آفتاب کے رنج پر ہو اور ہوا در مقام ہو، اس زمین کو اس طرح کھودنا چاہیے کہ گھاس وغیرہ بالکل بھل جائیں، اور ہر پودے کے درمیان میں ایک قدم کا فاصلہ رکھنا چاہیے اور نصف قدم کی گہرائی میں ہر پودہ لگانا چاہیے، اگر پودے اس طریقہ پر لگائے جائیں جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے تو ان کے اکھاڑنے اور کاٹنے میں سہولت ہوگی، پودوں کو کھلی جگہ میں لگانا زیادہ مفید ہے تاکہ دھوپ اس پر زیادہ پڑ سکے اور اس کو ہمیشہ گرم رکھ سکے، شاخوں کے کاٹنے میں اس کا سحطا رکھنا چاہیے کہ اس شلخ کو کاٹنا چاہیے جس میں ٹہنیاں قریب قریب ہوں تاکہ وہ جلدی سے ٹہیں

مین جڑ پکڑ سکین، شاخ کا طول ڈیڑھ قدم سے زیادہ نہیں رکھنا چاہیے، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ تردانات کی زمین کو پودے کے ارد گرد چھ مرتبہ کھودنا چاہیے، اور اگر پہلے ہی مہینہ مین کھودی جائے تو پھر ہر مہینہ مین کھودنا ضروری ہے، اور جن آلات سے زمین کھودی جائے وہ حتی الامکان چھوٹے ہونے چاہئیں تاکہ جو پودے بالکل متصل ہوں ان کو نقصان نہ پہنچے اور ان کلون کو جو ٹھنڈوں مین پھوٹے ہین اور نرم رہتے ہین ٹونگ لینا چاہیے، لیکن جب سخت ہو جائیں تو ایسا نہ کرنا چاہیے، پودوں کا طول ایک قدم سے زیادہ نہ ہونا چاہیے، جب اس سے زیادہ ہو جائے تو اس کو چھانٹ دینا چاہیے تاکہ اسکی قوت نہایت زیادہ ہو جائے ان کو ہاتھ ہی سے ٹونگنا یا توڑنا چاہیے، لوہا وغیرہ سے کاٹنا اچھا نہیں ہے، دوسرے سال بھی پودوں کے اطراف و جوانب کی زمین کو چھ بار کھودنا چاہیے اور ہر پودے مین دو ٹھنڈوں سے زیادہ نہ رکھنا چاہیے، دوسرے سال بھی جب کھلے نخل آئین تو اون کو ٹونگ لینا چاہیے، جب تردانات مین اس طریقہ پر عمل درآمد کر لیا جائے تو پھر دوسری زمین مین پودوں کو منتقل کرنا چاہیے، بعض لوگ پودوں کو تیسرے سال منتقل کرتے ہین کیونکہ بعض پودے ایک سال مین جلد قوت نہیں حاصل کرتے ہین اس وجہ سے یا اس بنا پر کہ کوئی کاشتکار ایک سال کے بعد اسکو منتقل کرنا نہیں چاہتا، اس خیال سے کہ اسکی رگین ابھی کمزور ہین اور مستحکم نہیں ہوئی ہین اسلئے اس کا انتقال اس کے لئے مضر ثابت ہوگا،

یونیوس کا قول ہے کہ بعض لوگ تردانات ہی مین پودوں کو پانی سے سیراب کرتے ہین، لیکن ایسا کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ جب دوسری جگہ منتقل کئے جائیں تو پھر سیراب کیا جائے، ابن جلال نے لکھا ہے کہ سید اغوس کا قول بھی اسکی تائید کرتا ہے

کہ شلخ، قخم، یا اوتا د کے پودوں کو جب منتقل کریں تو ان میں رطوبت اور نرمی قائم رکھیں، ابن جاج کا قول ہے کہ تمام زراعتیں کا خیال ہے کہ تہذانات کو اس وقت سیراب کر سکتے ہیں جب کہ زمین میں حرارت اور یوسٹ کثرت کے ساتھ ہو، یونیوس کا قول ہے گلاس انگور کی بل میں جس میں بڑھو اور اس میں جنگی شاخیں ابھی لگائی گئی ہوں اختلاف ہے، کیونکہ ہر پودہ کے اصول زراعت جدا گانہ ہیں لیکن اگر یہ دوسری جگہ منتقل کئے جائیں تو پہلے عمدہ ہونگے قسوس کا بھی قول اسی قسم کا ہے، یونیوس کا قول ہے کہ ان مقامات کو جہاں پودے لگائے جائیں تمام خرافات سے پاک کر دیں، اس زمین کا صرف کھودنا ہی کافی نہ ہوگا بلکہ اسکو بار بار جوتا جائے اور صاف کیا جائے اس میں سے پتھروں کو نکال دینا چاہیے خصوصاً ان پتھروں کو جو نوکیلے ہوں کیونکہ پتھر جو زمین کے اوپر ہوتے ہیں وہ موسم گرما میں اپنی شدید گرمی کی وجہ سے پودوں کو جلا دیتے ہیں، ان میں ان کی صلاحیت کی وجہ سے حدت ہمیشہ رہتی جو اسی طرح موسم سرما میں یہ اپنی برودت کی وجہ سے پودوں کو ضرر پہنچاتے ہیں، لیکن اگر یہی پتھر سطح زمین کی بجائے اندر گہرائی میں ہوں تو گرمی کے وقت یہ پودوں میں ٹھنڈک پہنچاتے ہیں، جہاں تک ممکن ہو زمین کو سطح کھنا چاہیے، بخصوص انگور کی کاشت کے لئے زمین میں گہرائی کا ہونا اچھا نہیں ہے، پودوں کو زمین میں لگانے سے قبل زمین کی آزمائش کرنی چاہیے اس طریقہ پر کہ اسی قسم کے درختوں کو لگا کر دیکھنا چاہیے، زمین جبکی مٹی بہت اچھی ہے اس کو اچھی طرح جوت کر درست کرنا چاہیے اور اس میں جو کچھ خس و خاشاک ہوں انکو پھینک دینا چاہیے جس قدر زمین کھودی جائیگی اسی قدر اچھا ہے اور اسکی گہرائی بھی مفید ہے اس سے مٹی میں قوت باقی رہیگی، اگر زمین سیراب شدہ ہو تو اس کو برابر کر لینا چاہیے، اس کے بعد اس میں پودے لگائے جائیں،

درختوں کے لگانے کے متعلق ان نثرات پر مفصل ذکر آئے گا،  
 طین ہے کہ پودوں کے منتقل کرنے سے قبل زمین کا انتخاب کرنا چاہیے پتھر  
 ایسی ہو جس میں مٹی کثرت سے ہو اور زراعت اس سے قبل نہ ہوئی ہو زیادہ سے زیادہ دو سال  
 سے اس میں زراعت نہ ہوئی ہو اور کم سے کم ایک سال سے غیر مرده ہو، وہ مقام ایسا ہونا  
 چاہیے جہاں پر ہوا کا گذر اور طریقہ پر ہو، اس کا اچھی طرح محاذ رکھنا چاہیے کہ پودے جن زمین  
 میں منتقل کئے جاتے ہیں اسکی طبی حالت دیے ہی ہو جیسی کہ اس سے قبل کی زمین تھی،  
 اچھی زمین سے رومی زمین میں پودوں کا منتقل کرنا غیر مناسب ہے۔

## فصل

درخت، ملو، اوتاد اور عیون لگانے کے اوقات  
 ابن حجاج کی کتاب سے،

سید افوس کا قول ہے کہ گرم مالک میں پودوں کو موسم خریف میں لگانا اچھا  
 ہے، خصوصاً جب کہ پانی اس ملک میں کم ہو، تاکہ خریف کی بارش کی رطوبت پودوں میں  
 جذب ہو سکے اسی طرح ربیع اور سردی کی رطوبت بھی اثر پہنچا سکے، اور موسم سرما کے اختتام پر  
 بھی پودے لگائے جاسکتے ہیں جبکہ شاخیں تروتازہ ہوں اور ان درختوں کی زمین کم اعتدال  
 پر اچھی طرح جوتنا چائے لگا کر رکھنا چاہیے اور ایک ایسا خط قائم کرنا چاہیے کہ جس میں پودے  
 لگائے جائیں اور زمین ان کو بکریں سکے، اور سرد مالک میں سردی کے ختم ہونے کے بعد درختوں  
 کو لگانا چاہیے جبکہ شاخوں پر تروتازگی آجائے، اور اگر تم چاہو تو خریف میں بھی لگا سکتے ہو  
 کیونکہ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ اس موسم میں رگوں کو تنویر پہنچتی ہے اور زمین بہت اچھی



رہتی ہے کیونکہ آفتاب اپنی گرمی پہنچاتا جو اس لئے سردی اس میں جمود نہیں پیدا کر سکتی ہے اس بنا پر زمین ان پودوں کے قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے،

یونوس کا قول ہے کہ درختوں کے لگانے کا وقت ہر ملک اور قوم کے لئے جداگانہ ہے کیونکہ بعض لوگ قطاف یعنی انگور کے ٹپکنے کے بعد لگاتے ہیں، جب شاخ سے پلٹا جھڑنے لگیں اور بعض لوگ، ابتداء ربیع میں لگاتے ہیں، حتیٰ کہ شباط (پھاگن) سے سات دن قبل ہی شروع کرتے ہیں اور سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ وہ مقامات جو بلند یا بس اور کمزور ہیں ان میں پودے فصل انگور کے بعد لگانا چاہیئے اور جو نرم اور زمین کی سطح سے قریب ہیں ان میں ربیع کے پہلے دن یعنی پھاگن کے پہلے دن میں لگانا چاہیئے اور جو تر مقامات ہیں ان میں سب سے آخر میں لگانا چاہیئے، لیکن شور زمینوں میں تو انگور کی فصل کے بعد ہی لگانا چاہیئے کیونکہ بارش زمین کے خبث کو دھو ڈالتی ہے، اس زمین میں پودے کے قریب لگا کر اگر بڑا لیا جائیئے تاکہ اس سے شورہ پن کم ہو، روغن دار زمین کو موسم گرما ہی میں کھود ڈالنا چاہیئے، آفتاب اپنی گرمی سے اس کو سخت کر دے گا، اور پھر بارش سے وہ نرم ہو کر نہایت عمدہ ہو جائیگی اور پودوں کو بہت جلد قبول کرے گی، لیکن پہلی زمین کو پہلے سے نہ کھودیں کیونکہ آفتاب کی گرمی اسکو گرم بنا ڈالیگی، اس میں کھودنا اور پودہ لگانا دونوں ایک ہی سنگ کرنا چاہیئے یعنی موسم خریف میں کیونکہ اسی زمین میں اسی وقت درختوں کا لگانا مناسب ہو، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ گرم مقامات میں درختوں کو فصل خریف ہی میں لگانا چاہیئے اور نصف دسمبر سے اسکی ابتداء کرنی چاہیئے اور ابتداء جنوری تک ختم کر دینا چاہیئے، ہندی مہینہ کے حساب سے پوس سے ابتداء ہونی چاہیئے اور ماگھ تک ختم کرنا چاہیئے، پودوں کو لگانے کے بعد ایک ہفتہ تک اس کو چھوڑ دیا جائے، لیکن سرد مقامات کیلئے

آخر ریح کا مہینہ زیادہ اچھا ہے بالخصوص جبکہ پہاڑی مقام ہو کیونکہ اگر ان کو ہو اگر م نہ ملے تو پودے زمین کے نیچے چلے جائیں گے اور اوپر بڑھنے کی طاقت کم ہو جائیگی، اسی بنا پر گرم مقامات میں اکثر خریف ہی میں درختوں کا لگانا مناسب ہے کیونکہ اس وقت پودے اوپر کی جانب نہیں بڑھیں گے بلکہ زمین کے نیچے جڑ پکڑتے جائیں گے، لیکن فصل ریح میں ہوا گرم ہوتی ہے اور وہ پودوں کی پتیوں اور کلیوں کو جڑ پکڑنے سے قبل نمودار کر دیتی ہے، پودوں کو دن کے تیسرے گھنٹے سے لیکر دسویں گھنٹے تک لگانا چاہیے، کیونکہ ابتداء اور آخر وقت میں ہوا بند ہو جاتی ہے جس زمین میں پودے لگائے جائیں اسکی زمین نہ مرطوب ہو نہ گیلی ہونی چاہیے اور نہ سخت اور ایسا ہونی چاہیے،

زیتون کے لگانے کا طریقہ بیان کیا جا چکا ہے جس زمین میں پودے لگائے جائیں سکھو حار اور مرطوب ہونا چاہیے، لیکن اگر کسی زمین میں ان دونوں چیزوں میں سے کوئی چیز نہ ہو تو درختوں کے پھل پورے نہ ہوں گے اسی وجہ سے یہ اوپر لکھ دیا گیا ہے کہ یا تو ریح میں پودے لگائے جائیں یا خریف میں، کیونکہ خریف میں آفتاب کی گرمی کی وجہ سے زمین گرم رہے گی اور بارش سے مرطوب رہے گی اور اس طریقہ پر حرارت اور رطوبت دونوں معتدل طریقہ پر رہیں گی، ہوا میں بھی اس طرح اعتدال رہے گا، اور ریح میں گرمی کی ابتداء ہوتی ہے اور اس وقت وہ سردی منقطع ہو جاتی ہے جو آسمان سے زمین تک پہنچتی ہے بلکہ آفتاب زمین کے پانی کو خشک کرنے لگتا ہے جس سے زمین کی رطوبت کم ہوگی اور گرمی شروع ہو جائے گی، یہ موسم بھی پودوں کے لئے ہے، لیکن موسم خریف تمام دوسرے موسموں سے اس کام کے لئے زیادہ انسب ہے، یہ موسم بھی اس وقت اور اچھا ہو جاتا ہے، جب کہ بارش ہونے لگتی ہے، جس کا وقت ثریا کے ڈوبنے سے لیکر شدید جاڑے تک ہے

بھر ربیع تک اس کام کو بند کر دینا چاہیے کیونکہ موسم سرما کی تبدیلی کے زمانہ میں ربیع تک سخت سردی پڑتی ہے لیکن ابتداء ربیع میں اس کو بھر شروع کرنا چاہیے جب کہ جنوبی ہوا چلنے لگے، گر شمالی ہوا اسے اچھی طرح پرہیز کرنا چاہیے،

ق نے لکھا ہے اور یہ اس کا اصلی قول ہے کہ پودوں کے لگانے کا سب سے عمدہ وقت خریف ہی بالخصوص ان مقامات پر جہاں پر پانی کم ہو، موسم سرما کی رطوبت پودوں کو تقویت پہنچائے گی، علماء کا اس پر اتفاق ہے لیکن فصل ربیع میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے، قسطس کا قول ہے کہ تمام زمینوں کے لئے موسم خریف زیادہ مفید ہے اور سبھون نے اسکی بڑی تعریف کی ہے علماء نے خریف کو فصل ربیع پر جو ترجیح دی ہے اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ درختوں میں سے بعض تو اوپر کی جانب زیادہ بڑھتے ہیں اور بعض نیچے کی جانب زیادہ بڑھتے ہیں، فصل ربیع میں جو لگائے جائیں گے وہ اوپر زیادہ بڑھیں گے اور جو فصل خریف میں لگائے جائیں گے انکی جڑیں اور رگیں مضبوط اور ود تک پھیلین گی، زراعت کے اصول کے لحاظ سے وہ درخت زیادہ مضبوط ہوتے ہیں جنکی رگیں اور جڑیں زیادہ ہوں،

ابن حجاج کا قول ہے کہ تمین مشہور حکماء کا اس پر اجماع ہے کہ موسم خریف زیادہ افضل ہے، اور اسکی وجہ بتائی جا چکی ہے، مرسیال طنبی کا قول ہے کہ جن درختوں کے لگانے کا طریقہ ہفتہ بتا دیا ہے ان کو سردیوں میں سوائے ربیع کے زمانہ کے کبھی نہ لگائیں، ربیع کا وہ زمانہ جو ابتداء فروری کا ہوتا ہے، بہت عمدہ ہے، ابن جلال نے لکھا ہے کہ پہلے لوگوں کی رائے کے مخالف ہے لیکن میرے نزدیک یونیورس کا قول سب سے اچھا ہے،

طین ہے کہ انگور کے لگانے کا مخصوص وقت مشرق سے مغرب تک فصلِ ربیع  
 کے ابتدائی حصہ میں ہے بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ جو انگور کہ فصلِ خریف میں لگائے جاتے  
 ہیں ان میں پھل زیادہ ہوتے ہیں، ان کے علاوہ جن درختوں کی لکڑیاں سخت ہوتی  
 ہیں، مثلاً زیتون، غناب، بلوط، تربوز، دردار وغیرہ تو وہ موسمِ سرما میں لگائے جاتے ہیں  
 اور جن میں ان سے کم سختی ہوتی ہے یا متوسط درجہ کی صلاحیت ہوتی ہے، مثلاً انجیر، سیب،  
 بھی، اخروٹ، کشمش، وغیرہ تو وہ ربیع میں لگائے جاتے ہیں، لیکن پتیوں کے آنے سے  
 قبل لگانا زیادہ اچھا ہے، اور بعض کا قول ہے کہ پودے اس وقت لگائے جائیں جبکہ  
 نئی پتیاں آجائیں اور یہ جنوری کے وسط میں ہوتا ہے سوائے بادام وغیرہ کے، اور جبکی  
 کلیاں بھی نکلی ہوں ان کو اس سے قبل لگانا چاہیے، اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ کوئی  
 درخت پوری طرح پتیوں کے آنے کے بعد انار کے سوا نہ لگایا جائے کیونکہ وہ اگر  
 اس طرح لگایا جائے تو مفید ہوگا، بعض کا قول ہے کہ انجیر اور آلو بخارا بھی اسی طرح لگائے  
 جاسکتے ہیں اور ان کے لئے کوئی نقصان دہ نہیں ہے، درختوں کے لگانے کے لئے  
 سب سے عمدہ فصلِ خریف کی ہے اور پھر موسمِ سرما ہے، لیکن ربیع کی پہلی فصل ان  
 دونوں سے گرمی ہوئی ہے کیونکہ اس میں موسمِ سرما کا تداخل ہوتا ہے، پودہ اگر سخت  
 نہیں ہوا ہے بلکہ نرم اور شاداب ہے تو گرمی اسکو جلا دیگی اور اگر اس سے بڑھ گیا ہے،  
 تو سردی سے ٹھنڈا دیگی، غرض کہ گرم اور سرد ممالک میں درختوں کو فوراً جلد لگانا چاہیے،  
 بالخصوص چراگا ہوں اور مرطوب زمینوں میں کیونکہ یہ دونوں زمینیں اس وقت تک  
 درست نہیں ہوتیں جب تک کہ موسمِ خریف میں کوئی پودہ نہ لگایا جائے، یا دوسری  
 صورت یہ ہے کہ ان کا پانی خشک کر دیا جائے اور اسکی خشکی میں اعتدال لکھا جائے ربیع

میں ان زمینوں میں پودہ نہ لگانا چاہیے جو آسمان کے پانی سے سیراب ہو چکی ہیں، لیکن بعض  
 کا قول ہے کہ شلخ، ٹہنی، اوتاد، اور گٹھلی وغیرہ موسم سرما میں اسی قسم کی زمین میں لگانا چاہیے  
 جو آسمان کے پانی سے سیراب ہوئی ہو، لیکن جو زمین کہ سیراب کی گئی ہو اس میں ہر تین  
 فصلوں میں پودے لگا سکتے ہیں، بالخصوص فصل ربیع کے ابتدائی زمانہ میں پودوں کو  
 جب ان میں رگ دپوست نخل آئیں تو ان کو اکھاڑ کر لگانا چاہیے اور مٹی جو ان کے ساتھ  
 لگی رہتی ہے اسکو ساتھ رہنے دینا چاہیے، اور ان میں پانی پہنچانے سے غفلت نہ کرنی  
 رخ کا قول ہے کہ سب سے اچھی اور عمدہ ہوا ہمارے ملک کی زراعت کے لئے  
 مغربی ہوا ہے اور بادل ہے، لیکن بارش کے دنوں میں زیتون کے سوا کسی پودہ کو  
 لگانا اچھا نہیں ہے، گٹھلی، اور تخم کے پودوں کو اسی زمانہ میں ایک جگہ سے دوسری  
 جگہ منتقل کر دینا چاہیے، تخ کا قول ہے کہ میں نے خود ایک بادام کا درخت دیکھا  
 جو اپنی جگہ سے منتقل نہیں کیا گیا تھا اس وجہ سے اس میں پھل اور دانے کم تھے بعض  
 کا قول ہے کہ جبہ اور شنبہ کے دن درختوں کی زراعت نہ کرنی چاہیے، گٹھلی، تخم،  
 شلخ، اوتاد، ان سب کے لگانے کے خاص اوقات ہیں جن کا ذکر پھر کیا جائے گا،

## فصل

### گٹھلیوں کے بونیکا وقت،

میں نے لکھا ہے کہ عام طور سے گٹھلیوں کے بونے کا وقت پھلون کے پکنے اور  
 کھانے کے وقت ہوتا ہے اور اس کے بعد بھی نومبر، دسمبر، جنوری، فروری تک بوئی  
 جاسکتی ہیں، یہ سب سے آخری مدت ہے، اور جو گٹھلیاں اس کے بعد بوئی جائیں گی

گرمی ان کو بچاؤ ایسی یا جاڑا ان کو خراب کر دیکھا، لیکن اکثر گٹھلیاں مارچ میں لگتی ہیں وہ درخت جنگلی گٹھلیاں ہمارے ملک میں بونئی جاتی ہیں وہ شفا لو، شمش، بادام، انردن، اکو بنجارا، زیتون، خیار، شبنم، بدق، صنوبر، بلوط، شاہ بلوط، قرسیا، زعرور، آزاد دخت، خرم، غیر، پستہ، اور سرد وغیرہ ہیں، گٹھلیاں بونے کے وقت نئی اور سالم ہونی چاہئیں ان میں کسی قسم کا نقص نہ ہونا چاہیئے اور ایسے پھل کی ہوں جو چھٹی طرح تیار ہو گئے ہوں اور شکر اور درخت سے توڑے گئے ہوں اور فائدہ میں بھی اچھے ہوں، اگر یہ اوصاف گٹھلیوں میں یا ان کے پھلوں میں نہ ہوں تو ان کو زراعت کے لئے نہیں رکھنا چاہئے۔

رخ نے لکھا ہے کہ گٹھلیاں اُس درخت کی ہوں جو پہلی مرتبہ پھل دیا ہو اور ان کے بونے کا طریقہ یہ ہے کہ گٹھلیوں کو زمین میں حوضوں کے اندر یا مٹی کے نئے خدوف میں بونیں اور یہ حوض اس جگہ پر بنائیں جہاں پر کہ زمین اچھی ہو جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے، زمین تعمیر شدہ ہو اور اس میں پرانی کھاد ملی ہوئی ہو نیز پانی سے اچھی طرح سیراب کی ہوئی ہو اس کے بعد جب یہ تمام شرط پورے ہو جائیں تو گٹھلیوں کو ایک قطار میں مختلف گڈھوں کے اندر بونیں ہر گڈھے میں بانٹ یا اس سے کچھ کم ہو گڈھے کی گہرائی بھی گٹھلی کی قوت اور ضعف پر موقوف ہے، بونے کے بعد اوپر سے مٹی ڈال دیں اور ہر گٹھلی کے درمیان میں تقریباً ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھیں، لیکن یہ فاصلہ اس وقت رکھیں جبکہ پودوں کو مستقل کرنے کے وقت مٹی ساتھ نہ لیں، اور اگر اس کا خیال ہو تو گٹھلیوں میں اس سے زیادہ فاصلہ رکھیں، اس جگہ کو برابر پانی سے سیراب کرتے رہیں ایسا نہ ہو کہ زمین عدم سیرابی کی بنا پر سفید ہو جائے اور اس وقت تک سیراب کرتے رہیں، جب تک کہ پودہ ایک ہفتہ یا اس سے زیادہ کا نہ ہو جائے، گٹھلیوں کی زراعت کے متعلق کچھ کچھ فصل میں ذکر کیا جائیگا،

## فصل

ان درختوں کے بونے کا بیان جنکے پھلون میں گٹھلیاں نہیں ہوتی ہیں، مثلاً بھی سیب، امرود، نارنگی، لیون، ریحان، سرو، انجیر، اس، شہتوت وغیرہ ان میں تخم ہوتے ہیں اس کے لئے بھی وہی شرائط ہیں جو گٹھلیوں کے متعلق بیان کئے گئے ہیں یہ تخم بھی پہلے ہی پھل کے ہون تو اچھا ہے اور ان کو انھیں فصل میں بونا چاہئے جبکا ذکر اس قبل کی فصل میں کیا جا چکا ہے تاکہ گرمی کی فصل شروع ہو جائے، اور جو تخم یا گٹھلی فصل ربیع میں بولی جائے اس میں اسکا خطرہ ہے کہ گرمی یا سردی ان کو برباد نہ کر دے، اس کے بونے کا طریقہ یہ ہے کہ جس پھل کا تخم بونا ہوا سکوز میں کے چھوٹے گڈے یا مٹی کے نئے بٹے برتنوں میں بویں اور ان کے نیچے ایک سوراخ کر دیں اور ان میں اچھی مٹی ڈالیں یا کھاد اور دوسری چیزوں سے غلط کی ہوئی مٹی ڈالیں، جو تخم کہ کمزور ہوں ان کے لئے مٹی وغیرہ زیادہ ڈالنی چاہئے اور جو قوی ہوں ان کے لئے اسی قدر مٹی ڈالیں مٹی کی ضرورت ہو،

کھاد سے تخم کو اس طرح ڈھانک دیں جیسے کپڑے سے کسی چیز کو ڈھانکتے ہیں اور اسکی تہ بھی کپڑے کے موٹے پن کے برابر ہو، اور اگر اس سے زیادہ کمزور ہوں تو زیادہ پانس بھی ڈال سکتے ہیں، اس کے بعد بھی اس پر مٹی ڈال دیں تاکہ ہوا کی خشکی سے محفوظ رہیں، پانی سے سیراب کرتے وقت چٹائی کا چھوٹا سا ٹکڑہ رکھ دیں یا اسی قسم کی کوئی دوسری چیز رکھیں تاکہ پانی ادھر ادھر منتشر نہ ہو جائے اس سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ بودہ کے اُگنے سے قبل ہاتھ ہی سے پانی چھڑک دیا کریں، یہ طریقہ زیادہ تر کمزور تخم یا پودوں کے لئے رائج ہے، سب سے

زیادہ کمزور مخون میں سے سرد، ریحان، شہتوت وغیرہ ہین اسی طرح کمزور دانوں کے لیے بھی یہ طریقہ مفید ہے، مثلاً جق غرضکہ جس قسم کی قوت دانوں میں ہوگی اسی طرح پانی سے سیراب کرنا چاہیے جب تک پودے لگ نہ جائیں اس وقت تک سیراب کرتے رہنا چاہیے، لیکن جب موسم سرما کا زمانہ آجائے تو پانی کم ڈالنا چاہیے اور جب بارش شروع ہو جائے تو پانی نہ ڈالنا چاہیے اسی طرح ابتدا گرمی میں احتیاط کرنی چاہیے تاکہ ان میں سختی آجائے اور وہ جڑ پکڑ لیں ورنہ اگر پودے بڑھ جائیں اور اندر مٹی باقی ہو تو یہ ان کے لئے نقصان ہے، اس میں بھی وہی صورت اختیار کرنی چاہیے جو حوضوں کے لئے بتائی گئی، اور اگر ریت سے ڈھانک دین تو یہ اور اچھا ہے،

## فصل

ایک سال سے زیادہ کسی تخم کو ایک جگہ پر نہ رکھنا چاہیے بلکہ دوسرے نرم حوضوں میں منتقل کر دینا چاہیے، مٹی کے ظروف میں اس سے زیادہ اگر رکھیں گے تو کمزور ہو جائے گا اور اسی طرح اگر اس سے قبل منتقل کر دیا تو اس کے لئے نقصان ہے بالخصوص جبکہ اسکی شاخوں میں سختی نہیں آئی ہو اور اگر حوض میں ہو تو ان کو دوسرے مقام پر لے جانا چاہیے تاکہ دھان پر بڑھ سکیں،

ص نے لکھا ہے کہ گٹھلی دار درخت سات سال کے بعد تیار ہوتے ہیں اور ان کے پھل کھانے کے قابل ہوتے ہیں اور جبکہ تخم بوئے جاتے ہیں وہ چار سال کے بعد تیار ہوتے ہیں، ان کو تین سال کے بعد منتقل کر دینا چاہیے،

خ نے لکھا ہے کہ نارنج کو اس وقت تک نہ منتقل کرنا چاہیے جب تک کہ وہ



بھر قد آدم لبانہ ہو جائے اور اگر اس سے قبل منتقل کر دیا گیا تو خراب ہو جائے گا ہم اسکی مفصل بحث آئندہ ان اشارات مفردات میں کریں گے، جو شخص ان گڑھوں کو جو پودوں کے لئے بنائے گئے ہیں خالی اور بیکار نہیں رکھنا چاہتا ہے وہ ان میں اس وقت تک کے لئے کوئی چیز پودے جب تک کہ پودے تیار ہوں اور ان میں منتقل کئے جائیں، مثلاً کشنیز وغیرہ،

## فصل

### ملوخ کے لگانے اور اسکے انتخاب کا طریقہ،

ابن حجاج رحمہ اللہ نے متعین لکھا ہے کہ تمام علماء فلاحت کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص ملوخ یا تدکاٹنا چاہتا ہے اسکو چاہیے کہ وہ مشرق کی جانب سے اور جنوبی گوشے سے اس کو تراشے، یونیوس نے بھی لکھا ہے کہ شاخیں درخت کے اوپر کی جانب سے یعنی چاہیے بشرطیکہ ان شاخوں پر دو سال گزر رہا ہو، نیز درخت کے شرقی یا جنوبی سمت سے شاخوں کا کاٹنا زیادہ اچھا ہے، مریسیال کا قول ہے کہ تدکاٹ کو بھی شرق یا جنوب سے کاٹنا چاہیے لیکن شمال کے جانب ذرا بھی مائل نہ ہو، کیونکہ سب سے اچھی شاخ وہ ہے جو شرقی سمت میں ہو پھر وہ جو جنوبی سمت میں اور پھر وہ جو غربی سمت میں ہو، لیکن جو شمالی سمت میں ہو گی وہ اچھی نہ ہو گی،

سودوہون کا قول ہے کہ سب تم قطع (جو شاخ تیر کی طرح ہو) بلخ اور تدکاٹ وغیرہ لینا چاہو تو تم کو چاہیے کہ درخت کے اس حصہ سے ان چیزوں کو کاٹو جو آفتاب کے مقابل میں ہوں کیونکہ گرمی اس میں حرارت پہنچاتی ہے اور دہشت دیتی ہے (دہشت

کے مٹی رطوبت کا ضائع کرنا) اور جو تلخ کہ دباغت دی ہوئی ہوتی ہے وہ جلد زمین کو پکڑ لیتی ہے اور اسی قسم کی شاخ بہت اچھے پھل لاتی ہے،

وہ تلخ جو مٹی ہوا در جس میں گرہیں بہت قریب قریب ہوں اس تلخ سے زیادہ اچھی ہے جو سایہ دار اور چکنی ہو تو کم کبھی شمالی سمت سے نہیں لینا چاہیے کیونکہ شاخیں جو اس سمت پر ہوتی ہیں وہ زیادہ سایہ دار اور درنازک اور کمزور ہوتی ہیں، ان میں مین کو پکڑنے کی قوت کم رہتی ہے،

یونیوس نے لکھا ہے کہ شاخوں کو درخت کے نیچے سے نہیں کاٹنا چاہیے بلکہ اوپر کی سمت سے لیسنا چاہیے، شولون کا قول ہے کہ جن درختوں کے جڑ میں شاخیں ہوتی ہیں ان کو کبھی نہ لیسنا چاہیے کیونکہ وہ بہت زیادہ سایہ دار ہوتی ہیں آفتاب ان کی سطحوں کو زائل کر کے اپنی حرارت کو نہیں پہنچا سکتا، ایسی صورت میں زمین درختوں کو جلد نہیں پکڑ سکے گی، بعض علماء فلاحت نے لکھا ہے کہ اس قسم کی شاخیں بہت کمزور ہوتی ہیں اور ان میں پھل کم آتے ہیں، کیونکہ ان کی جڑوں میں رطوبت غلب اور حرارت کم رہتی ہے شولون کا قول ہے کہ ایسی شاخ اگر زمین میں جڑ پکڑے تو یہ کتنا غلط ہے کہ پھل کم آئیں گے کیونکہ جب وہ لگائی جائے اور نشوونما پائے، تو آفتاب کی حرارت اس کے اندر جذب ہوگی اور وہ اس کو قوی اور مستحکم بنا دے گی، البتہ اگر زمین کو نہ پکڑے تو حرارت کی کمی کی وجہ سے وہ خراب ہو جائے گی اور اس کے اندر کی رطوبت پھلون کو پکنے نہیں دے گی، ان درختوں کا ذکر تو کیا جا چکا ہے جنکے لئے طوخ کا گانا زیادہ اچھا ہے، اور دوسروں کا بھی بیان کیا جا چکا ہے، لیکن جن درختوں کی شاخیں کاٹی جاتی ہیں وہ ان بڑی اور موٹی شاخوں سے لی جاتی ہیں جنکے پھل کھائے جا چکے ہوں اور کاٹتے وقت اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ یہ شاخیں گڑ

ہوں انکی کھال چکنی ہو اور آفات سے بالکل محفوظ ہوں، زیادہ تر ان درختوں سے شاخیں حاصل کرنی چاہیے جو زیادہ پھل لاتے ہوں لمبی اور گھنی شاخوں سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچتا گوکہ وہ زمین میں جلد پھیل جاتی ہیں، لیکن کمزور ہوتی ہیں، شاخوں کو درخت کے درمیان سے لینا چاہیے بہت بلند مقام سے لینا اچھا نہیں ہے، ان کو مشرقی سمت سے کاٹنا چاہیے، اگر مشرقی سمت میں کچھ نہ ہو تو قبلہ کی جانب سے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو مغربی سمت سے کاٹنا چاہیے مگر جنوبی سمت سے کاٹنا غیر مناسب ہے کیونکہ اس سمت کی شاخیں کمزور ہوتی ہیں، اور اگر پھل آتے بھی ہیں تو پکنے سے قبل ہی گر جاتے ہیں، بعض لوگوں نے یہی نقص مغربی سمت سے لینے میں بھی بتایا ہے شاخوں کے کاٹنے کا وقت طلوع شمس کے بعد ہے، ان کو ہاتھ سے توڑنا زیادہ اچھا ہے ورنہ کسی تیز لوہے سے کاٹنا چاہیے، بلخ کا طول و دوہا ہونا چاہیے اور اگر اس سے زیادہ بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، بلوچ اس وقت سے کاٹے جائیں جبکہ شاخوں میں تراوٹ بھی طرح موجود ہو ان میں کچھ کلیاں بھی نظر آتی ہوں، بلوچ کو گڈھوں یا طروف میں بوسکتے ہیں،

بلوچ کے لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ زمین میں گڈھے کھودے جائیں جن کا طول عین اور عرض سے زیادہ ہو، اگر یہ دوسری جگہ پر منتقل کئے جانے کا خیال ہو تو گڈھے دو باشت لائیے اور اگر ایک ہی جگہ پر رکھنا ہو تو اس سے زیادہ لا بنا رکھیں، بلخ یعنی شاخ کے قد کے سجا کے گڈھے کھودنا چاہیے بلخ کو اس کے طول میں پھیلا دینا چاہیے ایک حصہ تو گڈھے کے اندر رکھنا چاہیے اور دوسرے حصہ کو ایک انگلی کے انداز سے باہر نکال دینا چاہیے مٹی کو کھاد اور دوسری چیزوں سے مخلو ما کر کے گڈھے کو قریب قریب بھر دینا چاہیے اور قدم سے زمین کو برابر کرنا چاہیے، بلوچ اس صورت میں پانی کی نالیوں سے بھی سیراب کئے جاسکتے

ہیں، بلکہ بسا اوقات ملوخ نالیوں کے مخزن ہو جاتے ہیں اسکی صورت یہ ہے کہ جس جگہ پر  
 نمایان بنائی جائیں اسی کے سامنے ایک حد نالی کے طول کے لحاظ سے قائم کی جائے، پہلے لکڑی  
 میں ملوخ کو پھیلا دینا چاہیے اور کنارہ کے دونوں جانب اس کے سرورں کو ایک انکلی کے  
 انداز سے باہر نکالنا چاہیے اس کے بعد مٹی ڈال کر گڑھوں کو برابر کر دینا چاہیے پھر ادھو  
 پانی سے سیراب کرنا چاہیے، ملوخ کے یہ سرے دو قطاروں کی طرح نظر آئیں گے ان  
 میں سے ہر ایک نالی کے بلند مقام پر ہوگی اور ان دونوں کے درمیان پانی جاری رہے گا،  
 ملوخ کو آسمانی پانی سے سیراب شدہ زمین میں لگانے کا طریقہ بڑے درختوں کے ساتھ بیان  
 کیا جائے گا، ہر ملخ کے درمیان میں ایک ہاتھ فاصلہ رکھنا چاہیے بشرطیکہ منتقل کرتے  
 وقت مٹی نہ لی جائے اور اگر مٹی لی جائے تو اس سے زیادہ فاصلہ رکھنا چاہیے، دوسرے قسم  
 کی زمین میں جو فاصلہ ہوگا اس کا ذکر اور ملوخ کی دیگر تدبیریں پھر لکھی جائیں گی،

## فصل

### عیون (چھوٹی شاخون) کے لگانے کی ترکیب

شاخون کی ٹہنیاں اسی طرح لیجاتی ہیں جیسے سیب، انجیر، انگور یا سمین اور دوسرے  
 میوہ جات سے اخذ کیجاتی ہیں، لیکن ان کا انتخاب کر کے لیسنہ اچھا ہے، رخ نے  
 لکھا ہے کہ سیب کے عیون اٹھے ہوتے ہیں اور چکنے ہوتے ہیں، اسی طرح  
 انگور، انجیر، یا سمین وغیرہ کی وہ ٹہنیاں لیجاتی ہیں جنکی گرہیں قریب قریب ہوتی ہیں، اس  
 میں انھیں صفات کا خیال رکھنا چاہیے جو ملوخ کے لئے بتائے گئے ہیں، اس کے لگانے  
 کا وقت فروری، مارچ وغیرہ میں ہے، اور اس میں وہی ترکیبیں اختیار کرنی چاہیے،

جو بلوخ اور اوتاد کے لئے ذکر کی گئی ہیں، مثلاً حوض یا نالیوں کے خطوط کا قلم کرنا، بقیہ دوسری تدبیریں انشاء اللہ بھر لکھی جائیں گی،

## فصل

### اوتاد اور بلوخ کا مفصل بیان اُن میں انتخاب کا طریقہ

ابن حجاج نے لکھا ہے کہ وہ شاخ جس نے دوسرے سال میں قدم رکھا وہ بلوخ کا کام دیکھتی ہے اور جو دیا تین سال کی ہو وہ اوتاد کے کام آسکتی ہے کیونکہ اگر ایسی شاخ زمین میں نصب کی جائے تو بہت جلد جڑ پکڑے گی، اگر حن اتفاق سے ایسی شاخ ہاتھ آجائے جو ہر خشیت سے کمال اور پوری عمر کی ہو تو اسکو اپنی جگہ پر تھوڑی دیر کے لیے بھی رکھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ فوراً منتقل کر دینا چاہیئے، چھوٹا و تد (تنا) بہت جلد نشو و نما پاتا ہے لیکن بڑا و تد اس طرح جلد نہیں بڑھتا ہے، یہ سٹولن کا قول ہے، شاخوں سے اوتاد انہیں صفات اور حالات کا خیال کر کے لینا چاہیئے جسکے ساتھ بلوخ لئے جاتے ہیں، فرق اتنا ہے کہ اوتاد کی غلظت اور ان کا طول، اور دو تدوں کے درمیان کا فاصلہ بلوخ سے زیادہ ہونا چاہیئے، ضخامت تو ایک ہاتھ کے برابر ہونی چاہیئے یا کم سے کم ایک نیزہ کے برابر ہو، اور طول کم سے کم ایک ہاتھ ہونا چاہیئے اور زیادہ جان تک ممکن ہو سکے، اوتاد لوہے سے کاٹے جائیں، لیکن اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کاٹتے وقت، چھیلے وقت اور لگاتے وقت اسکی کھال اور مرنے نہ پائے نارج کے اوتاد کھا دین رکھے جاتے ہیں، اس کے لگانے کا طریقہ حوض یا نالی میں یہ ہے کہ ایک سخت لکڑی بلوط یا کسی اور درخت سے لیجائے اور اس دند سے ذرا لابی اور موٹی رکھی جائے، اور اس

مقام پر گزار دی جائے، جہاں پر نارنج کا دندکنا چاہتے ہیں اور اسی حد تک زمین کے اندر گھسائیں جہاں تک عمق رکھنا چاہتے ہوں پھر اس لکڑی کو نکال لیں چاہیئے اور نارنج کے دند کو اس جگہ پر نصب کر دینا چاہیئے، اب جو ارد گرد خلا رہ گیا ہو اس کو کھاد یا ریت سے پر کر دینا چاہیئے پھر پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، پانی پڑنے سے مٹی پھول جائیگی اور کچھ خلا پھر پیدا ہو جائے گا اس لئے اس کو بھی مٹی یا ریت سے بھر دینا چاہیئے، تاکہ ذرہ برابر بھی خلا باقی نہ رہ سکے، اوتاد کو قطار در قطار لگانا اچھا ہے اور دو دندوں کے درمیان میں قریب قریب وہی فاصلہ ہو گا جو لوح میں بتایا گیا ہے اگر اسی دند کو پہلے پہل نصب کیا جائے تو اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ زور سے گاڑنے کی وجہ سے وہ شوق نہ ہو جائے اور نہ اس کا چھلکا نکل جائے، تقریباً یہی اصول اترج کے دند کے بھی ہیں،

## دوسری ترکیب

اوتاد کے لیے عوض یا نالیوں میں گڈے کھودنا چاہیئے، ہر گڈھا دند کے طول کے برابر ہو، جب گڈھا تیار ہو جائے تو دند کو لگا دینا چاہیئے اور پھر اس پر مٹی ڈال کر اس کو بھر دینا چاہیئے، اور اس میں اسی طرح عمل کرنا چاہیئے جیسا کہ آئندہ ہم کسی موقع پر بتائیں گے، اوتاد کو صفت بندی کے ساتھ لگانا چاہیئے اور ایک دوسرے کے درمیان میں وہی فاصلہ رکھنا چاہیئے جو لوح کا ہے،

## فصل

ان شاخوں کا بیان جو نوامی کلفات اور لواحق کہلاتی ہیں،  
 (نوامی ان کو کہتے ہیں جو خوشہ دار ہوتی ہیں، کلفات ان شاخوں کو کہتے ہیں جن میں بیٹیاں

کثرت سے ہوتی ہیں، لواحق ان کو کہتے ہیں جنکے پھل یا خود وہ ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہوں، شاخوں پر غور کیا جائے اگر وہ اپنی تمام رگوں کے ساتھ کاٹی جاسکتی ہیں یا توڑی جاسکتی ہیں تو ان کو توڑ لیا جائے اور دوسری جگہ پر لگا دی جائیں یا اس مقام پر لگائی جائیں جہاں جلد شاخیں نکل آئیں بشرطیکہ مناسب وقت ہو اگرچہ اس کے لگانے کے لئے وقت بہت کافی رہتا ہے، اگر شاخوں میں رنگین پوری نہیں نکلیں ہوں تو ان کو اتنے دن تک چھوڑ دینا چاہیے کہ ان میں رگ اور پٹھے نکل آئیں، یہ نکل تغطیس یا استسلاف کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے جبکہ ذکر آگے آئے گا،

### تغطیس کا بیان جس کا دوسرا نام نکلیس بھی ہے،

اس کے لئے نباتات میں سے وہ حصہ لینا چاہیے جو زیادہ قوی، طویل، اور آفت سے محفوظ ہو اور جس میں وہ تمام اوصاف موجود ہوں جنکا ذکر بلوخ کے بیان میں کیا جا چکا ہے اس کا خیال ضرور کرنا چاہیے کہ شاخ جس درخت سے لیجائے وہ مرکب ہو، لیکن اگر چھوٹے بڑے پھلون سے درخت لے لے ہوں اور غیر مرکب ہوں تو ان کے بلوخ اوتاماد اور عیون کو ترکیب کی ضرورت نہیں ہے اور اگر ایسی صورت نہ ہو تو ترکیب کی ضرورت ہے، مگر پہلی صورت زیادہ اچھی ہے، شاخ میں اگر باریک رنگین نکل آئی ہوں تو اس کو دوسری جگہ منتقل کر سکتے ہیں ورنہ ہر شاخ کے لیے اس کے طول کے مطابق ایک گڈھا کھودیں جس کا عمق ڈھائی باشت ہو اور ہر شاخ کو اہستہ سے اس میں رکھ دیں اور شاخ کے سر دن کو گڈھے سے باہر نکال دیں، شاخ کو جڑ سے علیحدہ نہ کریں، بلکہ اس کو پردہ نش پانے دیں، اور گڈھوں پر مٹی ڈال کر اس کو برابر کر دیں اور جب تک رنگین یا جڑیں نہ پھولیں اس وقت تک اسی حالت

پر چھوڑ دین اس کے بعد پھر منتقل کر سکتے ہیں، یہ طریقہ ہر تازی شاخ کے متعلق بتایا گیا ہے  
 اور اگر کسی شاخ کو تم چاہتے ہو کہ ایک ایسے مقام پر لچاؤ میں جہاں پر یہ وسعت کے  
 ساتھ پھیل سکے تو اسکے لیے بھی یہی ترکیب ہے، لیکن اگر تم اس کو اسی میں باقی رکھنا  
 چاہتے ہو اور وہی غذا دینا چاہتے ہو جو پہلے دی جاتی تھی، تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ انگور  
 کے متصل ہی ایک زمین پسند کرو اور اس میں آہستہ سے اسکی شاخ کو گدھا کھو دکر  
 منتقل کر لو، یہ شاخ اپنی جڑ سے تقویت حاصل کرتی رہے گی انگور میں زمین زیادہ اچھے  
 ہوتے ہیں، جو آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہے، لیکن دوسری زمینوں میں بھی  
 کثرت سے ہوتے ہیں، یہ انگور کی شاخ جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، ایک سال  
 تک پانی سے سیراب کیجائے گی اس کے بعد آہستہ سے یہ کاٹ دیجائے گی،  
 تاکہ اسکی حدت کم ہو جائے، تین سال سے پانچ سال تک کے اندر یہ شاخ قوت  
 پاجائے گی، اس وقت وہ حصہ سے الگ کیجاسکتی ہے، لیکن اگر اس مدت کے  
 بعد بھی رنگین نہ بنی ہوں تو کاٹنا نہیں چاہیے، بلکہ اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیے،  
 اور اسکو پہلی ہی صورت سے ایک سال تک اور رہنے دینا چاہیے، انگور کی اس  
 ترکیب کو قطعاً تعلیم کہتے ہیں، اس کا وقت اسوقت ہو جبکہ انگور کی چھوٹی شاخیں نہ پھوٹی ہوں  
 اور اگر اس کے بعد کریں تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن اور دوسرے درختوں  
 کے لئے ہر زمانہ میں کر سکتے ہیں کیونکہ وہ اپنی جڑوں سے الگ نہیں ہوتے، غ  
 نے لکھا ہے کہ ریحان اور یاسین کو اگر گرمی اور سردی کی گرم اور سرد ہوا میں مٹی کے  
 نیچے رکھیں تو بہت جلد قوت پکڑ لیں گے، بعض وہ درخت جن میں پتیان اور  
 شاخیں نہیں ہوتیں کسی آفت کی بنا پر یا کبرخی کی وجہ سے گر پڑتے ہیں یا کاٹ دیئے



جاتے ہیں تو ان میں پھر شاخیں اور پتیان نکل آتی ہیں اس میں بھی وہی ترکیب کر سکتے ہیں جو اور نباتات کے ساتھ کجاتی ہے، جیسے نارنج وغیرہ کے ساتھ،

## اسی کے مثل ایک دوسری تدبیر

اُس شاخ کا انتخاب کرنا چاہیے جو نرم ہو اور اس درخت سے غذا پارہی ہو جس میں بکثرت پھل لگے ہوئے ہوں اور جن کا ذائقہ عمدہ ہو، اتنی لمبی ہو کہ اگر جھکائی جائے تو زمین کی سطح تک پہنچ سکے اور تمام وہ صفات موجود ہوں جو طوخ کے لئے لکھے گئے ہیں جب یہ تمام شرائط موجود ہوں تو ایک رسی شاخ کے اوپر کے حصہ میں باندھ دیں اور اسکو جھکائیں، یہاں تک کہ وہ زمین کی سطح سے ملحق ہو جائے اور پھر رسی کا دوسرا سرا ایک مضبوط ستون میں باندھ دیں تاکہ قبل از وقت شاخ سیدھی نہ ہو جائے، شاخ جہاں پر جھکی ہو اسی مقام پر ایک لانا گڈھا لکھو دین جس کا عمق کم سے کم دو دوہائی بالشت ہو اور اسی میں شاخ کو آہستہ سے رکھ دیں اور اوپر سے مٹی وغیرہ ڈال دیں اور خوب اچھی طرح برابر کر دیں یہ ایک دوسری تدبیر ہے جو تکبیس سے جدا گانہ ہے، دو سال تک اصل اور اس حصہ کو پانی سے برابر سیراب کرتے رہیں، دو سال کے بعد انداز کریں کہ اس شاخ میں اتنی طاقت اور قوت پیدا ہوئی ہے یا نہیں کہ جس سے وہ اپنی مستقل ہستی کے ساتھ الگ رہ سکے اگر اس میں رگین اتنی پیدا ہو گئی ہوں کہ دوسرے سے مستغنی ہو جائے تو اسکو کسی لوہے سے کاٹ کر الگ کر دینا چاہیے اور اگر ایسا نہ ہو تو اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیے، دوسرے سال جب اسکی حالت درست ہو جائے تو اس کو الگ کر دیں اور دہان سے ارد گرد کی مٹی کو ساتھ لے کر دوسری جگہ منتقل کر دیں، بشرطیکہ اس مٹی کی ضرورت ہو، اصل میں مٹی کی ان درخون کے لئے ضرورت ہوتی ہے جبکی پتیان نہیں گرتی ہیں، یہاں سے

منتقل کر کے جس جگہ مناسب ہو لگا دینا چاہیئے، امید ہے کہ وہاں یہ شاخ بار آور ہو گی۔  
 ایسے انگور کے درخت جو پانی سے سیراب کئے جاتے ہوں ان کو وقتاً فوقتاً چھانٹتے  
 رہنا چاہیئے اور یہ زیادہ عمدہ ہوتے ہیں، یہ ترکیب جو ادھر ذکر کی گئی ہے اخیر کے ساتھ بھی  
 کیجا سکتی ہو شاخ کو نیچے جھکاؤ اور زمین تک پہنچا کر وہی تدبیر اختیار کریں جس کا ذکر کیا  
 جا چکا ہے، اس طرح ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک بڑی شاخ پھلدار درخت سے جھکا  
 لیجائے یہاں تک کہ اس کے اطراف زمین سے متصل ہو جائیں اور پھر ان کو اسی طرح  
 گدھون میں دبا دیں جیسے پہلے بتایا گیا ہے چونکہ بڑی شاخ درخت سے جدا نہ ہو گی پہلے  
 اس کے اور حصے برابر تقویت پاتے رہیں گے یہاں تک کہ مفروضہ شاخ میں بھی جڑیں  
 اور پتیاں نکل آئیں گی اور بڑی شاخ سے یہ مستغنی ہو جائے گی اس کے بعد اسکو کاٹ  
 دیا جائے تاکہ مفروضہ شاخ مستقل طریقہ پر نشوونما پاسکے، یہ طریقہ سب سے اچھا ہے،

وہ پتی شاخیں جو درخت کی جڑوں میں یا ان کے قریب ہوں، انکو اگر چھیل کر لگایا  
 جائے تو وہ بہت جلد نشوونما پائیں گی، کیونکہ ایسی شاخوں کا تکس بہت مشکل ہے،  
 اسلئے ان کو چھانٹ کر زمین میں دبا دینا چاہیئے اور اوپر سے اتنی مٹی ڈال دینی چاہیئے کہ  
 ایک ٹیلہ کی شکل پیدا ہو جائے اور چاروں طرف سے گھیر دینا چاہیئے اور اس وقت تک  
 پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے جب تک کہ اس میں رنگین نہ نکل آئیں اس میں بھی  
 وہی صورت کرنی چاہیئے جو دوسری ترکیبوں میں بتا دی گئی ہے اگر شاخ کسی مٹی کے  
 برتن میں لگائی جائے جیسا کہ استلاف میں ہے تو اسکو بھی مٹی سے پُر کر دینا چاہیئے اور  
 برابر سیراب کرتے رہنا چاہیئے یہاں تک کہ رنگین نکل آئیں یہ صورت بھی عمدہ ہے،  
 انقلاب اور تغطیس کی جو صورت ہے وہ انگور کی شاخ اور ٹیوں میں بھی کام میں لائی

جاسکتی ہے، اس طرح کہ اگر انگور کی وسیع زمین میں ایک بہت بڑا حصہ خالی ہو جس کے  
 قریب انگور یا اور دوسرے قسم کے پودے لگے ہوں تو اس میں یک بہت بڑا گڈھا کھودیں  
 جس میں انگور کی پوری بیل سما سکے اور یہ گڈھا انگور کی جڑ کے متصل ہو اور اسی جہت میں ہو  
 جس جہت میں تم اوس کو پلٹنا چاہتے ہو خواہ کسی جہت میں ہو،  
 ہو یا تمام جہتوں میں ہو اس میں انگور کی جڑ اور اسکی بڑی شاخوں کی حفاظت کرنی چاہئے  
 کہ وہ کٹنے نہ پائیں، اور مٹی اسکی شاخوں اور جڑوں سے ہٹا دینی چاہئے اور چند تنگ کان  
 بنائے جائیں جو اس جہت پر واقع ہوں جہاں پر رگون کو منتقل کرنا چاہتے ہو اسکے  
 بعد انگور کی جڑ کو اس گڈھے میں آہستہ سے پٹ دو اور اسکا خیال رکھو کہ وہ اکھڑنے نہ پائے  
 اس گڈھے میں ان کو اس طرح ڈالو کہ وہ اندر غائب ہو جائیں اور شاخیں اس طرف نکلیں  
 جس طرف کہ زمین خالی ہے اور ان کے لیے مفید ہے، جو شاخیں کہ ضرورت سے فاضل  
 ہوں ان کو کاٹ کر نکال دینا چاہئے اس کے بعد ان تمام پر مٹی ڈال دینا چاہئے اور پھٹی  
 کو اس طرح برابر کر دینا چاہئے جیسے دوسری زراعتوں میں بتایا گیا ہو، یہ شاخیں جڑوں سے  
 غذا پائیں گی اور جڑ اپنی رگون سے غذا حاصل کریں گے، یہ بہت سرعت کے ساتھ بڑھیں گی  
 اور ایک سال میں پھلدار ہو جائیں گی، اور بہت قلیل مدت میں انگور نکل آئیں گے لیکن  
 ایک مدت کے بعد یہ جڑیں بیکار ہو جائیں گی، اسی طریقہ پر ٹیٹوں کا حال ہے اس میں  
 اس کے لحاظ کی بڑی ضرورت ہے کہ شاخیں کہاں پر سے کاٹی جائیں اور بالخصوص اس کے  
 عمود کس مقام سے جدا کئے جائیں، یہ ٹیٹیاں اُگنے کے قبل بنائی جاتی ہیں، اور اس کا بھی  
 وہی وقت ہے جو اور پودوں کے لیے ہے، یعنی خریف میں انگور کی ٹیٹیاں ادھر ادھر  
 سوراخوں میں اور اسکی شاخیں خالی جگہوں میں پھیلا دی جائیں اور اس کے اطراف دجوانب

کو ایسی جگہ پر پھیلا دین جہاں پر کہ زمین اس کے لئے مفید ہو، اس کے بعد اس میں بھی وہی عمل کرنا چاہیے جو اس سے قبل بتایا گیا ہے، اگر بعض اچھی زمینوں سے انگور کی شاخیں مٹی ڈالنے سے قبل ہی نمودار ہو جائیں اور اس کے اطراف ایسی جانب نکل آئیں جہاں پردہ عمدگی کے ساتھ نشہ دہنا پاسکتے ہیں تو ہم کو خدا سے امید ہے کہ وہ بہت عمدہ کاشت ہوگی کیونکہ ایک ہی وقت میں وہ لگائی گئی اور زمین نے ان کو آسانی کے ساتھ قبول کر لیا، لیکن سب سے اچھی ترکیب انقلاب اور نکیس کی ہے اور اسی کے مثل جو ہین بشرطیکہ پانی سے برابر سیراب کرتے رہیں، یہ ترکیبیں بھی موسم خریف میں زیادہ کارآمد ہوتی ہیں، اگر مٹیوں کا بعض حصہ زمین میں مستور کیا جائے اور بعض دستور کئے جائیں تو اسکو اس حال پر چھوڑ دین اور کچھ دنوں کے بعد اس کو کاٹ دین

## فصل استلاف کا طریقہ عمل

اس سے درختوں کی تعداد میں زیادتی ہوتی ہے اور یہ تمام درختوں کے لیے

مفید ہے اسکی ایک نظیر نکیس بھی ہے، جسکا بیان گذر چکا،

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کے تئے برتن ہانڈی، یا گلوں کی طرح لئے جائیں اور

ان کی تعداد اتنی ہو جتنی کہ شاخیں لگانی مقصود ہوں اور ہر طرف میں ایک اتنا بڑا سوراخ

بنا دینا چاہیے جس میں سے انگور، ریحان، یا سمیں، امرود، اور لیموں کی شاخیں داخل

کی جا سکیں ان کے علاوہ اور دوسرے ان درختوں کی شاخیں بھی داخل کیجا سکیں

جو استلاف کی ترکیب سے لگائے جاتے ہوں، غرض کہ اس سوراخ میں اتنی وسعت ہو

کہ ایک شاخ اندر جاسکے پس میڑ کے درخت کی تہی اور باریک شاخوں سے وہ حصہ منتخب کرین جو تمام ان اوصاف سے متصف ہے جن سے طرح متصف ہوتے ہیں خواہ وہ درخت کے اعلیٰ حصہ سے یا وسط یا اسفل سے لیے جائیں اس شاخ کو جو استملاک کی غرض سے لیجائے اسکی دوسری چھوٹی چھوٹی شاخوں کو صاف کر دیا جائے اور صرف ایک ٹہنی اعلیٰ کی طرف باقی رکھی جائے، اس کے بعد یہ شاخ اس ظرف میں سوراخ کے راستہ سے داخل کیجائے اور ظرف کو نیچے اتارا جائے یہاں تک کہ وہ جڑ تک پہنچ جائے یا اس شاخ تک پہنچے جو اس کو روک دے یا اس حد تک پہنچے جان تک اس شاخ کی لمبائی ہو یا زمین کی سطح تک پہنچ جائے بشرطیکہ صرف ایک ہی شاخ ہو یا بہت سی ٹہنیاں ہوں لیکن زمین سے متصل ہوں اگر ظرف زمین تک نہ پہنچے تو اس کے نیچے کڑیا رسی بٹھال کی شکل میں باندھ دیں تاکہ اس پر اگر ظرف ٹھہر جائے، لیکن اگر شاخ اس کا بوجھ نہ برداشت کر سکے یا یہ خطرہ ہو کہ ہوا کا جھونکا اس کو ہلا دینا تو اسکی تدبیر یہ کرنی چاہیے کہ اگر یہ شاخ زمین سے بہت زیادہ اونچی ہے تو اس کے نیچے ایک لکڑی کا تخت بنادیں جس کے چار پایہ ہوں اور پھر اس پر ظرف کو رکھیں اور ایک رسی سے شاخ، تخت اور ظرف کو مضبوطی کے ساتھ باندھ دیں تاکہ ہوا اس کو جنبش نہ دے سکے، اس کے بعد جب ظرف ایک جگہ پر مستقل ہو جائے تو اسکے سوراخ کو بند کرنا چاہیے اور اس میں چونا اور چکنی مٹی وغیرہ اچھی طرح بھر دینا چاہیے تاکہ اس میں سے پانی نہ نکل سکے، پھر اس ظرف میں کسی ابھی زمین کی مٹی جس میں کھاد وغیرہ ملی ہوئی ہو ڈالنی چاہیے، یہاں تک کہ شاخ اس مٹی کے وسط میں واقع ہو جائے اور پھر اس کو چاروں طرف سے برابر اور سطح کر دیں، اور شیرین پانی سے سیراب کرتے رہیں، اگر ظرف زمین تک پہنچ جائے

اور اس کو زمین میں دفن کرنا ممکن ہو اور اس پر مٹی ڈالی جائے تو یہ صورت بہتر ہے اس کے بعد جڑ اور اس مٹی کو پانی سے ہمیشہ سیراب کرتے رہیں اور کسی وقت بھی ظرف کی مٹی کو خشک نہ ہونے دیں، بلکہ عرصہ تک اس کو سیراب کرتے رہیں یہاں تک کہ اس شاخ میں دوسری ٹہنیاں نکل آئیں، اس کے ایک سال بعد یا اس سے زیادہ زمانہ گزرنے کے بعد اس کو منتقل کر سکتے ہیں، جب اس صورت کا یقین ہو جائے کہ اس میں نئے کھلے نکل آئیں ہیں تو اس شاخ کو ظرف کے نیچے سے آہستہ سے کاٹ دیں اور اس کا خیال رکھیں کہ ظرف کی مٹی منتشر نہ ہونے پائے، اہل سے جدا کرنے کے بعد دوسرے گڈھے میں ظرف سمیت اس شلخ کو لے جائیں، وہاں پھینے جانے کے بعد ظرف کو توڑ ڈالیں لیکن اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ مٹی منتشر نہ ہونے پائے بلکہ اسی گڈھے میں محفوظ کر دیں، اس کے بعد پھر پانی سے سیراب کرتے رہیں، یہ کاشت نہایت عمدہ ہوگی اس میں ناکامی بہت کم ہوتی ہے، اگر ظرف زمین میں ہو یا اس کے متصل ہو اور شاخ کاٹتے وقت ایک یا دو دوسری چھوٹی شاخیں اس میں موجود ہوں، تو ان کو کچھ دن اسی حال پر چھوڑ دیں جب اسی طرح بڑی ہو جائیں جیسی کہ پہلے ہے تو ان کے ساتھ وہی طریقہ اختیار کریں جو پہلی کے ساتھ اختیار کر چکے ہیں، اسی طرح کرتے رہیں تاکہ ایک ہی درخت سے بہت سی کارآمد شاخیں نکل سکیں، لیکن اگر یہ شلخ درخت کے حصہ اعلیٰ یا وسط یا ایسے متعین پر ہو جو ان پر ظرف کو زمین میں نہیں رکھ سکتے تو اس کو دوسری شاخوں میں ملا کر رسی سے مضبوط طریقہ پر باندھ دیں یا اس کے نیچے لکڑی کا تخت بنا کر لٹکا دیں تاکہ ہوا اس کو جنبش نہ دے سکے اور مٹی کو پرانہ نہ کر کے خراب نہ کر دے اس سے غافل نہیں رہنا چاہیے، بلکہ ہمیشہ اس کو سیراب کرتے رہنا چاہیے لیکن اس سے کسی وقت خشک ہو جائے، کم سے کم ہفتہ میں دو مرتبہ تو ضرور سیراب کرنا چاہیے، لیکن موسم

گرمائیں یہ کافی نہ ہوگا، اس کا اچھی طرح خیال رہے کہ ظرف کے اندر ہوا داخل نہ ہو سکے  
 ورنہ وہ شلخ کو ہلا دیگی جب شلخ ان تمام شرائط کے ساتھ محفوظ کیجائے تو پھر ایک سال  
 کے بعد جب کہ اس میں شاخیں نکل آئیں تو ظرف کے نیچے سے کاٹ دی جائیں، آئندہ  
 ہم انشا اللہ اس وقت کا ذکر کریں گے جس کے ذریعہ سے شلخ اور نئی رگین ظرف کی  
 مٹی سے غذا حاصل کرتی ہیں، جس وقت کہ شلخ کو ظرف میں داخل کریں، اسی وقت اسکا  
 خیال کرنا چاہیے کہ ظرف کے اندر پتلی شاخیں یا گرہیں ضرور ہوں تاکہ جڑ کے نکلنے میں عسر  
 ہو، اگر اس ترکیب سے لگائی ہوئی شلخ کو دو سال کے بعد کاٹیں تو بہت اچھا ہٹے قسوس  
 نے بھی اس ترکیب کا اسی طرح ذکر کیا ہے، ایک دوسری ترکیب یہ ہے کہ جب وہ  
 شلخ جو درخت سے صورت مذکورہ (استلاف) سے لی گئی ہے بڑھ جائے اور اس  
 میں دوسری شاخیں بھی نکل آئیں تو ظرف کے ساتھ ہی اس کو زمین میں ایک بڑا گڈھا  
 قبر کی شکل کا کھود کر رکھ دیں اس طریقہ پر کہ ظرف گڈھے میں ہو اور ظرف میں یہ شلخ دبی  
 ہو اور اس کا بند حصہ گڈھے کے برابر ہو اس کے بعد پھر اس میں مٹی ڈال دیں اور خوب اچھی  
 طرح سے سطح کو دین اور برابر سیراب کرتے رہیں، دو سال گزرنے کے بعد جب مٹی صاف  
 کیجائے گی تو یہ تہ پہلے گا کہ خود اس شلخ میں ایک دوسری جڑ پیدا ہو گئی ہے جس نے  
 اس کو اس جڑ سے مستفی کر دیا ہے جو ظرف کے اندر ہے، اس صورت میں شلخ کو آہستہ  
 سے ظرف کے منہ کے قریب چار انگلیوں کے برابر چھوڑ کر کاٹ لیں، اور پھر ظرف کو اس  
 گڈھے سے نکال لیں اور مقطوعہ شلخ کو اسی میں رہنے دیں اور مٹی سے اچھی طرح بھر دیں  
 اور پانی سے سیراب کرتے رہیں اور ظرف کا اکثر حصہ زمین کی سطح پر رکھیں اس طرح کہ  
 ظرف کا منہ زمین پر ہو کچھ دنوں کے بعد اس میں بھی جڑ نکل آئے گی اور ایک دوسری

شاخ پیدا ہو جائے گی، اس کو بھی کاٹ کر دوسرے مقام پر لگا دیں اور ظرف کو پھر اسی طریقہ پر رکھیں یہاں تک کہ ایک تیسری شاخ نمودار ہو جائے اس طرح اس ایک شاخ سے کثرت کے ساتھ درخت بنائے جاسکتے ہیں، تکیس، انقلاب اور استسلاف تقریباً تمام درختوں کے ساتھ عمل میں لایا جاسکتا ہے، یہ تمام طریقے ہرزین کے ساتھ استعمال کیے جاسکتے ہیں، خواہ پانی سے سیراب کیجائے اور خواہ آسمان کے پانی سے سیراب ہو، استسلاف کے لئے ایک صورت اور یہ ہے کہ اس ظرف کے اوپر سے ایک بڑا پانی کا برتن لگا دیں جس کے اندر میٹھا پانی بھر دیں اور اس میں ایک بہت باریک سوراخ بنا دیں جس سے ایک ایک قطرہ پانی ظرف میں پگھلتا رہے، اور مٹی کو برابر معتدل طریقہ پر تر رکھے، یہ سیراب کرنے کا بہترین طریقہ ہے، خصوصاً تر کیب کے لئے،

## فصل

گٹھلی، دانہ، پتلی، اور موٹی شاخ وغیرہ کے بونے کے تدابیر اور اُن کی حفاظت کے طریقوں کا

## بیان

خ کا قول ہے کہ ان چیزوں کے بونے کے بعد زمین کو پانی سے متواتر سیراب کرتے رہنا چاہیے اور کسی وقت بھی زمین کو سفید نہ ہونے دینا چاہیے، اس طریقہ پر کہ ایک دن نانہ کر کے پانی آٹھ دن تک ڈالتے رہنا چاہیے، اس کے بعد ہر چوتھے دن پانی ڈالنا چاہیے یہاں تک کہ پندرہ دن اسی طرح گزر جائیں جب شاخوں میں جڑیں نکل آئیں تو ہر آٹھویں دن سیراب کرنا چاہیے، لیکن جب عمدہ بارش کا موسم آجائے



تو اس طریقہ کو بند کر دینا چاہیئے اور جب یہ موسم ختم ہو جائے اور موسم سرما شروع ہو جائے تو ہر نپڑ ہوین دن پر سیراب کرنا چاہیئے اور اس موسم کے بعد ہر اٹھوین دن سیراب کرنا چاہیئے،

اس مدت میں پودوں کی جڑوں میں گھاس دھات نخل آئین گے اس کے بعد آہستہ آہستہ زمین کو گورنا چاہیئے لیکن اس کا اثر پودے پر نہ پڑ سکے ورنہ ضعف اور کمزوری کی وجہ سے رگون کو نقصان پہنچ جائے گا، اس کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ گورنے میں اس حصہ زمین کو بھی جنبش نہ ہونی چاہیئے جو پودے سے بالکل متصل ہے، جب زمین پر تھوڑی سی بھی سفیدی نظر آئے تو فوراً اسے سیراب کرنا چاہیئے چار مہینہ گزرنے کے جب اس کا یقین ہو جائے کہ پودہ اپنی جگہ پر قوت پکڑ چکا ہے اور زمین میں اس کی جڑیں پھیل چکی ہیں تو پھر اچھی طرح زمین کو ایک مرتبہ کھودینا چاہیئے جب مٹی منتشر ہو جائے تو اس میں کھاد ملائی چاہیئے، کھاد میں چوپایوں اور انسان کے غلیظ کو مخلو طاکر کے راکھ میں ملا دی جائے جس وقت زمین کھودی جائے اسی وقت مٹی میں کھاد ملا دینی چاہیئے، لیکن نارنگی اور اُسکے ہم مثل پودوں کے لیے صرف انسان کے غلیظ کی کھاد تیار کیجاتی ہے اور وہی کھودنے کے بعد مٹی میں ملا دی جائے اس کے بعد آٹھ دن تک اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے پھر بانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور چند دنوں کے بعد زمین کی درستگی اور سیرابی کو بلاناغہ انجام دینا چاہیئے، آئندہ جب کہ ہر نوع کے بونے کا بیان لکھا جائے گا اس وقت تفصیل کے ساتھ بحث کریں گے، جس سے ہر ایک کا طریقہ معلوم ہوگا، سفر محل اور نار وغیرہ کی موٹی شاخوں کے لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ جڑوں کے نو دار ہونے سے قبل انکو

حوضوں میں لگا دیا جائے کیونکہ وہ پانی کے زیادہ محتاج ہیں، جیسے بازو جان وغیرہ یہ دھوا  
سے اپنے بڑے جسم کی بنا پر محفوظ رہتا ہے، اس سے قبل اس کا بیان ہو چکا ہے کہ  
گٹھلی دار درخت حوضوں میں لگائے جاتے ہیں اسی طرح وہ درخت ہیں جو اسی کے  
ہم مثل ہیں،

## فصل

خرما کی گٹھیاں ملوخ موٹی اور پتلی شاخیں ہر گڑھے میں دو دو لگائی جاتی ہیں تاکہ  
اگر ایک خراب ہو جائے تو دوسری ممکن ہے کہ خرابی سے بچ جائے، لیکن انار کی شاخیں  
ایک جگہ پر تین اور اس سے زیادہ لگائی جاتی ہیں، کیونکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ سب  
ملکہ ایک بڑے گٹھے درخت کی صورت اختیار کر لیں اور بوجھ بھی کم ہو، لیکن اگر دور  
دور ہوں تو دھوپ کی گرمی ان کو جلا ڈالے گی، انار، زیتون، ابی وغیرہ کی شاخیں بھی  
اگر اسی طرح لگائی جائیں تو نقصان دہ نہیں ہے اسی طرح ملوخ (یعنی چھوٹی شاخیں)  
بھی لگائی جاسکتی ہیں، بعض ماہرین زراعت کا قول ہے کہ ہر قسم کے درخت اگر اسی  
طریقہ پر لگائے جائیں تو کوئی ہرج نہیں ہے، جب یہ سب نشوونما پائیں اور قوت  
پکڑ لیں تو ان کو ایک دوسری جگہ منتقل کر دیں یہ صورت تین سال کے بعد انجام پذیر  
ہوگی، اور ان مقامات پر لے جائیں جہاں پر شاخیں ملائی جاسکیں، اس سے قبل اس کے  
متعلق ترجمات کے بیان میں اچھی طرح بحث کی جا چکی ہے،

## فصل

### ان گڈھون کے طول و عرض کا بیان جنہیں پودے لگائے جاتے ہیں ،

اس قسم کے گڈھے پودوں کی نوعیت اور حالت کے لحاظ سے طویل، عرض اور عمیق بنائے جاتے ہیں اور ان کے کھودنے میں زمین کی طبیعت کا بھی لحاظ کرنا پڑتا ہے، لیکن اصول کلیہ یہ ہے کہ گڈھے ذرا عمیق کھودے جائیں تاکہ زمین کی درستگی یا سیرابی کے وقت پودوں پر برا اثر نہ مرتب ہو اور ہوا کے جھونکے پودوں کو اکھیر کر پھینک نہ دیں، بالخصوص وہ پودے جو اسی مقام کے پانی سے سیراب کئے جائیں لیکن طوخ اور اوتا د (یعنی موٹی شاخیں) اور اسی کے ہم مثل شاخیں جو ایک جگہ پر مستقل طریقہ پر نہیں لگائی جاتی، بلکہ جب ان میں اسکی صلاحیت پیدا ہو تو وہ دوسری جگہ پر منتقل کر دی جاتی ہیں اور خصوصاً وہ پودے جو سردی پانی سے سیراب ہوتے ہیں ان کے گڈھے زیادہ گہرے نہیں کھودے جاتے ہیں تاکہ آفتاب کی حدت زمین کو پاسی رکھے اور پانی کو اچھی طرح قبول کر سکے اور نہایت عمدگی سے پودے نشوونما پائیں، زیتون کے درخت کے لئے جو گڈھے کھودے جاتے ہیں وہ نہ تو زیادہ وسیع ہوتے ہیں نہ طویل ہوتے اور نہ عمیق ہوتے ہیں، بلکہ ایک متوسط انداز کے ہوتے ہیں پودے کے لگانے سے ایک سال پیشتر یہ گڈھے کھودے جاتے ہیں اور دوسرے سال میں غلخ اس گڈھے میں منتقل کی جاتی ہے، مین نے اس کا بدیا تجربہ کیا ہے،

بعض کا قول ہے کہ جس زمین میں رقت اور تھلاپن ہو تا ہے اس میں پودے

اسی وقت لگا دیئے جاتے ہیں جس وقت گڈھے کھودے جاتے ہیں تاکہ آفتاب کی حرارت زمین کی رطوبت کو فنا نہ کر دے کیونکہ وہ طبعی طور پر ضعیف ہے، بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو لوگ ایک سال سے قبل ہی گڈھوں میں پودے لگانا چاہتے ہوں ان کے لئے یہ صورت ہے کہ گڈھوں میں آگ جلائیں اور اسکو اسی حالت میں اس وقت تک چھوڑ دیں جب تک بارش کا موسم نہ آجائے، جب وہ پانی سے خوب اچھی طرح سیراب ہو جائیں تو پھر پودوں کو ان میں لگا سکتے ہیں، جن گڈھوں میں اچھی کھاد اور عمدہ مٹی ملی ہوئی نہ ہو اس میں کبھی بھی پودہ نہیں لگانا چاہیئے، طمین ہے کہ پودوں کے لئے جو گڈھے کھودے جائیں اس میں اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ گہرائی اسی حد تک ہو جس حد تک آفتاب کی گرمی پہنچ سکتی ہو، بعض نے کہا ہے کہ ایک قدم کے برابر عمق ہو اور ایک بالشت کے برابر عرض ہو، اور بعض کا قول ہے کہ ڈیڑھ قدم کے مساوی عمق ہو، در چار انگل کے برابر چوڑائی ہو، اور بعض کا قول ہے کہ تین قدم گہرائی ہو اور چار انگل عرض ہو، بعض کا قول ہے کہ ان سب اقوال میں متوسط طریقہ یہ ہے کہ تین قدم کے برابر عمق ہو اگر زیادہ ہو تو ساڑھے تین کر دیا جائے، اور اگر کم ہو تو ڈھائی قدم کر دیا جائے، بعض نے یہ فیصلہ کیا کہ گرم ممالک میں چار قدم کے برابر عمق ہونا چاہیئے اور سرد ممالک میں جہاں برف وغیرہ گرتی ہو تین قدم کے برابر عمق رکھا جائے،

طمین یہ بھی ہے کہ آفتاب کی حرارت ان زمینوں میں جن میں کاشت ہوتی رہتی ہے زیادہ گہرائی تک پہنچتی ہے بہ نسبت ان کے جو ٹپیل میدانوں کی طرح ہوں، اسی طرح وہ زمین جو نرم اور رقیق ہیں، پھٹی ہوئی زمینوں میں آفتاب کی گرمی پانچ قدموں تک پہنچ جاتی ہے لیکن جو زمین کہ عمدہ ہوتی ہیں اور ان میں شقوق

نہیں ہوتے ان میں تین قدموں تک گرمی جاتی ہے اور کبھی ساڑھے تین قدموں تک بھی نفوذ کر جاتی ہے، بعض کا قول ہے کہ تمام زمینوں کے لیے ڈیڑھ ہاتھ کی گہرائی کافی ہے، باب ششم میں جو اسی کے متصل ہے، اسکی پوری تفصیل ہے اور ان کا بیان جن میں اشکال اور ابہام باقی رہ گیا ہے، اگرچہ اس میں بعض مقام پر تکرار بھی ہے، لیکن اس میں بھی کچھ نہ کچھ فائدہ ہے، انشاء اللہ ہم ہر درخت کے متعلق یہ لکھیں گے کہ اس کے لیے کتنے بڑے گڈھے کی ضرورت پڑیگی اور اس کو کس طریقہ پر کھودنا چاہیے،

---

# باب ہشتم

اس باب میں درختوں اور سبز یوں کے لگانے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں، بعض جگہ پراچالی حیثیت سے بحث کی گئی ہے اور بعض مقام پر تفصیلی حیثیت سے بھی بحث کی گئی ہے اس میں زمین کی تعمیر اور درستگی کے متعلق بھی بحث ہے اور پودوں کے لگانے سے قبل ان نباتات کے اکھیڑنے کے متعلق بھی ذکر ہے جو ان کے لیے مضر اور ہلک ثابت ہوئے ہیں، پودوں اور شاخوں کے گڈھے کس انداز سے کھودنا چاہیئے، گھٹلی دار درختوں کو کیونکر لگایا جاتا اور پھر ایک جگہ سے دوسری جگہ پر کس طرح منتقل کیا جاتا ہے، دوسرے درختوں سے کتنا فاصلہ رکھا جاتا ہے، ان تمام صورتوں پر مفصل بحث کی گئی ہے، ان درختوں کے انتخاب کا بھی ذکر ہے جنکی زراعت کی جاتی ہے اور جو منتقل کئے جاتے ہیں، عمدہ ہوا کے حصول کی ترکیب پانی سے سیراب کرنے کی صورت، ترکیب اور کھاڈا لے کا طریقہ زمین کو خست خاشاک سے پاک کرنے کی تدبیر اور غراست کے لئے دقت کے انتخاب کے طریقے کا مفصل بیان ہے، وقت کے متعلق تو اس سے قبل بھی اچھی طرح بحث کی جا چکی ہے کہ تمام درختوں کو موسم خریف میں لگانا چاہیئے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب سے یہ بھی ماخوذ ہے، کہ ہر درخت کے لیے کتنا بڑا گڈھا کھودنا چاہیئے، اور درختوں کے درمیان میں کس قدر فاصلہ رکھنا چاہیئے،

ابن حجاج رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ میں نے بعض فلاہین کی کتابوں کا مطالعہ

کیا ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص زمین میں درخون کو لگنا چاہتا ہے اس کو سب سے پہلے زمین میں ہل چلا کر درست کرنا چاہیئے اور اس طرح ہل چلایا جائے کہ اس میں گہر خطوط پیدا ہو جائیں اس طریقہ پر تین چار مرتبہ اس پر ہوائی کرنی چاہیئے، اور جس قدر سپر ہل چلایا جائے گا اسی قدر اس میں قوت زیادہ پیدا ہوگی، زمین کی تعمیر ہی کے سلسلہ میں کانٹا پتھر اور پانس وغیرہ سے زمین کو صاف کر دینا چاہیئے اور جو مضر اشیاء ہوں ان کو اس سے الگ کر دینا چاہیئے، اس کے بعد زمین کو چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ وہ لطیف ہوا کی وجہ سے عمدہ اور آفتاب سے گرم ہو سکے، اور اگر ایک سال تک زمین کو اسی حالت پر چھوڑ دین تو بہت بہتر ہے تاکہ ہوا کی آمد و رفت آفتاب کی گرمی اس کو اچھی طرح گرم کر دے،

کے لئے کہ ہے کہ درخون کے لئے جو گڈھے کھودے جائیں دو ایک سال قبل ہی تیار کر لئے جائیں تاکہ دھوپ، ہوا، اور بارش کا اثر گڈھوں کے اندر دینی حصوں میں بھی پہنچ سکے، ایسی زمین بہت زیادہ فراغت کے قابل ہوگی، یونیوس کا بھی یہی خیال ہے وہ کہتا ہے کہ سب سے عمدہ پودے وہ ہیں جو گڈھوں میں لگائے جاتے ہیں، اور بہتر یہ ہے کہ یہ گڈھے ایک سال قبل کھودے جائیں کیونکہ اگر ایسا تم کر دے گے تو زمین آفتاب کی حرارت، بارش اور ہوا کی وجہ سے بہت عمدہ ہو جائے گی، ایسی زمینوں میں پودے بہت جلد نشو و نما پاتے ہیں، اسی طریقہ سے قدیم گھاس وغیرہ جو آگے رہتے ہیں جل جاتے ہیں، اور زمین از حد نرم ہو جاتی ہے،

ایک دوسری جگہ پر لکھا ہے کہ زمین کو موسم گرما میں کھودنا چاہیئے اور بل کی چھو

لے۔ ایک قسم کی گھاس جو جوہل تیلر نے زمین پھیل جاتی ہے اور نباتات کے لئے مضر ہے،

کو اکھاڑ کر پھینک دینا چاہیے اسکی صورت یہ ہے کہ جو لوگ کہ زمین کو کھودتے ہوں ان کے پیچھے پیچھے ایک جماعت ایسی ہو جو بنل کو چیتی جائے اور سوکنے کے لیے انکس زمین پر رکھتی جائے لیکن یہ کام اس وقت شروع کرنا چاہیے جب گرمی بہت شدت کے ساتھ چڑھتی ہو یعنی تقریباً جولائی کا مہینہ ہو اور آفتاب برج سرطان میں ہو چاند کی سولہویں تاریخ ہو اور قمر برج جدی میں جب بنل خشک ہو جائے تو پھر اس کو اس مقام سے ہٹا دینا چاہیے اگر اس صورت سے بنل اکھاڑی گئی تو اسکی جڑ باقی نہ رہے گی ورنہ خطرہ ہے کہ جڑ باقی رہ جائے،

قی کا قول ہے کہ جب تم بنل یا دوسری مضر چیزوں کو ہٹانا چاہتے ہو تو اسکی سہل ترکیب یہ ہے کہ ترسا (یہ بھی ایک قسم کی نبات ہے جس کے پھل بھی ہوتے ہیں) کو بو دینا چاہیے جب اُگ جائے تو اس کو اکھیر کر ان نباتات پر ڈال دینا چاہیے جو زراعت کے لیے نقصان دہ ہیں اور ۱۲ دن تک اس کو اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیے یہاں تک کہ اس میں تلفن اور بو پیدا ہو جائے اس کے بعد اس میں گو بر ڈال دینا چاہیے اور پھر زمین کو کھود کر زراعت کریں، انشاء اللہ کوئی نقصان کی صورت نہ پیدا ہوگی،

ابن جاح رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جس قدر زمین پر ہل چلایا جائے گا اور جس قدر اسکی تعمیر کجا جائے گی اسی قدر وہ عمدہ اور نفع بخش ہوگی، جب تم پودوں کو منتقل کرنا چاہو تو ان کے لیے ایسے گڈے کھودو جنکی گہرائی آدمی کے کولے تک ہو بشرطیکہ یہ بڑے خستہ ہوں، زیادہ گہرائی کو کو گون نے تین دھون سے ترجیح دی ہے اول یہ ہے کہ درختوں پر پانی کے قطر اور آفتاب کی گرمی کا اثر نہ پڑ سکے اور دوسرے یہ کہ موسم سرما میں برت ان کی جڑوں تک نہ پہنچ سکے تیسرے یہ کہ تیز و تند ہوا جڑوں کو کھود نہ کر سکے



لیکن بلو خ جو درختوں سے لیے جاتے ہیں ان کو ترمدانات (چھوٹے گڈھوں) میں  
 دگانا چاہئے جب وہ بڑھ جائیں تو ان کو منتقل کر دیا جائے اور ان کے لیے ایک  
 بالشت سے ایک ہاتھ تک کا گڈھا کھودنا چاہئے جس قسم کی زمین ہوگی اسی قسم کا عیتق  
 گڈھا کھودنا چاہئے، جب گڈھا کھود لیا جائے تو پھر زمین کو بار بار درست کرنا چاہئے  
 اچھی طرح کھودنا چاہئے، اور پھر خس و خاشاک سے پاک کر دینا چاہئے، لیکن اتنی گہرائی  
 ضرور رکھنی چاہئے کہ جس میں نمی باقی رہ جائے اور گری کی شدت سے خشک نہ ہو سکے  
 جس قدر زمین میں عمیق گڈھا کھودنا مقصود ہو اسی قدر تعمیر کرنی چاہئے لیکن اگر گھٹلی  
 والے یا تخم والے درخت ہوں تو شولوں کے قول کے مطابق اور سیال فلاحی  
 کی رائے کے مطابق ان کو اول اول بڑی بڑی ہانڈیوں یا کھوتیوں میں بونا چاہئے  
 اور ان طرف کو پرانی کھاد سے بھر دینا چاہئے جس میں عفو نت آگئی ہو اور جس پر سالہا  
 سال گزر گئے ہوں اس کے بعد ان میں زمین کی مٹی ملا دینی چاہئے، اور اس وقت  
 تک برابر سیراب کرتے رہنا چاہئے جب تک کہ وہ آگ نہ آئیں، بلکہ سیرابی اس  
 وقت تک جاری رکھنا مفید ہوگا جب تک کہ پودے اس قابل نہ ہوں کہ وہ دوسری  
 جگہ پر منتقل کئے جائیں،

ابن حجاج رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ گھٹلیوں کو ہانڈی اور کھوتیوں میں بونا  
 اس غرض سے رکھا گیا ہے تاکہ نقل کے وقت احتیاط برتی جائے اور اسکی صورت  
 یہ ہے کہ جب تبدیل مقام کا وقت آجائے تو اس وقت اس کے لیے ایک گڈھا  
 کھودا جائے اور وہ ہانڈی جس میں یہ پودا لگا ہوا ہے، ہلکے آہستہ سے اس گڈھے  
 میں رکھ دین جب اس کو اندر پہنچا دین تو پھر ہانڈی کو توڑ دین اور اسکی مٹی کو پودے کے

ہر طرف جادین اور اد پر سے بھی مٹی ڈالیں، اس کا طریقہ ہم پھر کسی موقع پر سے انشاء اللہ لکھیں گے، یہ صورت جو ابھی بتائی گئی اس قسم کے پودوں کے لیے بہت کارآمد ہے،  
 شولون کا قول ہے کہ جن ہانڈیوں میں گھٹیلان بونی جائیں ان میں اس قسم کی مٹی ڈالنی چاہیے جس میں تین چیزیں مخلوط ہوں، ایک ثلث زمین کے اوپر کی اچھی مٹی ہو اور ایک ثلث پامال راستون کی خاک ہو جس پر آفتاب کی روشنی صاف طریقہ پر پڑتی ہو اور ایک ثلث قدیم متعفن کھاد ہو،

ملوخ (یعنی چھوٹی شاخون) کے پودے اور اس سے بڑی شاخون کے پودے یعنی اوتا اور تیر گھٹلی دار درختون کے پودے اور دوسرے قسم کے پودے جو ایک جگہ کے بعد دوسری جگہ میں منتقل کئے جاتے ہیں ان کے متعلق یہ اجماع ہے کہ یہی صورت اس قسم کے پودوں کے لیے مفید ہے اور ان کا ایک ہی جگہ پر رکھنا مفید نہیں ہے، کیونکہ اوتا دملوخ اور گھٹلی دار درختون کا تعلق زمین سے قد میں چھوٹے ہونے کی وجہ سے جلد ہی ہنہیں پیدا ہوتا، اس کے متعلق بھی ہم گذشتہ فصول میں بحث کر چکے ہیں جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے، پس ایسے پودوں کے لیے عمیق گڑھے کھودے جائیں لیکن ان کے لیے مٹی کو مخلوط کر کے بنانا چاہیے، لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اوتا اور ملوخ کیون چھوٹے قد کے کاٹے جاتے ہیں جسکی وجہ سے انتقال مکانی کی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے، بہتر یہ ہے کہ وہ ذرا لاتبہ قد کے لیے جائیں اور اپنے ہی جگہ پر قائم رہیں دوسری جگہ لے جانے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے، اس کا جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ یہ صورت ان درختون کے لیے مفید ہے جسکی شاخیں بڑی بڑی بچا سکتی ہیں جیسے زیتون وغیرہ یہ دوسری جگہ

پر منتقل نہیں کیجاتی ہیں بلکہ ایک ایک عمیق گڑھا کھود کر ایک ہی مرتبہ لگا دی جاتی ہیں، لیکن اور دوسرے درختوں کے لیے عام طور سے چھوٹی شاخیں کاٹی جاتی ہیں، اصحاب فلاح نے اسکی علت یہ بتائی ہے کہ وہ شاخ جس نے دوسرے سال میں قدم رکھا ہے ملوخ کھلائی جاسکتی ہے اور جو دو یا تین سال کی ہو گئی ہے اوتا د کھلائی جاسکتی ہے یہ چھوٹی شاخیں اگر سطح زمین کے متصل لگائی جائیں تو جلد نشوونما پائیں گی کیونکہ وہ لطیف مادہ جو زمین پر پہنچتا ہے زمین کی حرارت سے مخلوط ہو کر ایک عمدہ جزیں جاتا ہے، لیکن اس قسم کی شاخیں شاد و نادر ہاتھ آتی ہیں اور لوگوں کی خواہش اس قسم کی شاخوں کی طرف زیادہ ہوتی ہے، جب کوئی ایک شلخ کاٹی گئی تو اس کے مختلف ٹکڑے کر دیتے ہیں اس بنا پر اور زیادہ چھوٹی ہوتی ہیں، اگر ہم کو اس قسم کی بڑی شاخیں بجا لیں تو ہم ضرور حاصل کریں بشرطیکہ موٹی اور طویل شاخیں جلد نشوونما پائیں، تم کو جب کبھی نئی شاخ کامل طریقہ پر بچائے تو پھر اس میں کوئی ہرج نہیں ہے کہ تم اس کو ایک بڑے گڑھے میں کھود کر لگا دو لیکن اس سے بھی واقف رہنا چاہیے کہ زمین جس طریقہ پر چھوٹی اور پتلی شلخ کو غذا پہنچا کر قوت پہنچاتی ہے اس طریقہ پر بڑی شاخوں کو بوجہ ان کے طول کے نہیں پہنچا سکتی ہو،

سید اغوس کا قول ہے کہ ہم کو حتی الامکان اسکی کوشش کرنی چاہیے کہ وہ ملوخ اوتا د اور گٹھلی دار درخت جو سیراب کردہ مرطوب زمین میں نشوونما پا رہے ہیں دوسری جگہ نہ منتقل کئے جائیں لیکن اس وقت منتقل کرنا ایک حد تک جائز ہے جب کہ دوسری زمین بھی اس طرح ہو لیکن اگر ہم ان پودوں کو ایک ایسی جگہ پر

لے جائیں جہاں پر سوائے بارش کے پانی کے سیرابی کا اور کوئی ذریعہ نہ ہو تو وہاں پر یہ پودے قوت نیکر سکیں گے اور زمین سے ان کا زیادہ لگاؤ نہ ہو سکے گا جیسا کہ عام طریقہ سے مشہور ہے، اور اگر ہم پودے کو نہروں سے سیراب ہونے والی یعنی جو کسی آلودہ کے ذریعہ سیراب کیجائے (زمین میں منتقل کر دین تو کوئی ہرج نہیں ہے، اس کے لیے اچھی صورت یہ ہے کہ نہر سے سیراب ہونے والی زمین میں جو پودے لگے ہوں ان کو اسی قسم کی زمین میں منتقل کرنا چاہیے اور جو پودے کی بارش سے سیراب ہونے والی زمین میں ہوں ان کو اسی طرح کی زمین میں یا پانی سے سیراب ہونے والی زمین میں منتقل کر سکتے ہیں کیونکہ موخر الذکر زمین اس قسم کے پودوں کے لیے زیادہ نفع بخش ہے،

لیکن قبضوں کو یعنی چھوٹی کٹی ہوئی شاخوں کو گڈھوں کے طول میں لٹا دینا چاہیے اگر انگوڑی شاخیں ہوں تو ان کے لیے ایک ہاتھ کا گڈھا کھودنا چاہیے، کیونکہ وہ اپنی جگہ سے منتقل نہیں کیجاتی ہیں، مگر دوسری شاخیں جو اپنی جگہ سے ہٹا دی جاتی ہیں انکو بھی ایک ہاتھ کے گڈھے میں لگانا چاہیے اور ان کے ساتھ وہی تدبیر کرنی چاہیے جو اس سے قبل بتائی جا چکی ہے، قبضان کے انتخاب کے متعلق کسی اور باب میں تفصیل کے ساتھ بحث کی جائے گی،

گڈھوں کے عمق میں زمین کے حالات کی بنا پر اختلاف پیدا ہوتا ہے یونیورس نے انگوڑی شاخوں کے لیے گڈھوں کے عمق پر جو رائے ظاہر کی ہے وہ یہ ہے کہ جو مقامات کہ بلند اور قلع ہوں ان میں تین قدم کے انداز سے عمیق گڈھے کھودے جائیں، لیکن جو زمینیں کہ مستوی سطح ہوں ان میں چار قدم کی گہرائی رکھنی چاہیے کیونکہ ہماری

خواہش ہے کہ ان گدھون میں آفتاب کی حرارت پہنچتی رہے، مقدار کا خیال ہے کہ اس قدر گہرائی میں جب قدر کہ اوپر ذکر کی گئی ہے، آفتاب کی گرمی برابر پہنچتی رہتی ہے سو اُسے اس صورت کے جبکہ زمین میں شقوق ہوں، اگر شاخون کو مذکورہ بالا گہرائی سے کم گہرے گدھون میں لگایا جائے تو وہ زمین سے کوئی نفع نہیں اٹھا سکتی ہیں کیونکہ اس قدر کم گہرائی میں اتنی رطوبت نہیں ہوتی جو شاخون کو اچھی طرح غذا پہنچا سکے اور رطوبت کی قلت کی وجہ سے گرمی میں شاخیں جل جائیں گی اور چونکہ رطوبت ان تک نہیں پہنچ سکتی اس لیے بہت جلد برباد ہو جائیں گی،

یونیوس نے زیتون کے گدھون کے متعلق لکھا ہے کہ ہر گڈھے کی گہرائی زمین کی طبیعت کے لحاظ سے رکھی جائے پس جو مواضع کہ بلند ہوں ان میں دو گڈھے اور ایک بالشت کی گہرائی رکھی جائے اور اسی طرح اس کا عرض رکھا جائے، لیکن جو زمین کے برابر ہو تو ان میں اس سے زیادہ گہرائی رکھی جائے اور اسی لحاظ سے عرض بھی متعین کیا جائے،

ابن حجاج رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ یونیوس کے اس قول سے اسکی تفسیر یہ ہوتی کہ بلند زمین میں کتنا کم گہرا رکھا جائے اور مستوی زمین میں کس قدر زیادہ رکھا جائے اور اسکی اعتدالی حالت کیا رکھی جائے، لیکن سادھمسن نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ جو زمین کہ مستوی ہو اس میں گہرائی بلند زمین سے زیادہ رکھی جائے اور جو پہاڑ کے وامن پر واقع ہو اس میں ان دونوں سے بھی کم گہرائی رکھی جائے کیونکہ پودوں کے لیے زیادہ عمیق گڈھے صرف اس وجہ سے بنائے جاتے ہیں کہ ان تک ہوا پوری مقدار میں پہنچتی رہے، اور گرمی کی شدت سے ان کو

نقصان نہ پہنچنے پائے لیکن پہاڑ باطبع دوسری زمینوں سے زیادہ بار و فراج کے ہوتے ہیں تیر پانی جس آسانی کے ساتھ نرم اور سطح زمین میں داخل ہو جاتا ہے اس آسانی کے ساتھ پہاڑی زمینوں میں نہیں داخل ہو سکتا، یوں بھی ان میں بہت کم مقدار میں پانی رہتا ہے، پانی جو کچھ آتا بھی ہے وہ ڈھالو ہونے کی وجہ سے بہت جلد ادھر ادھر گر جاتا ہے پس اگر ان میں زیادہ گہرائی رکھی جائے تو پانی سے زیادہ سیلاب نہیں ہو سکتی نیز اسی صورت میں بعض وقت کھودتے کھودتے ایسی تہہ ملی سخت زمین مل جاتی ہے جو کسی طرح بھی شاخون کو تقویت نہیں پہنچا سکتی ہے، کسی نے یہ اعتراض کیا کہ اگر ان پودوں کے لیے جو پہاڑ کے دامن میں لگائے جاتے ہیں عمیق گڑھے نہ ہوں گے تو پانی اس مٹی کو جو پودوں کی رگوں میں لگی ہوگی بہا دیگا، اور رگوں کو نمایاں کر دے گا، بلکہ بعض وقت درخت ہی کو اکھاڑ کر پھینک دیگا، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ کسان کا یہ فرض ہے کہ اس مٹی کو جو جڑ اور رگوں پر جمی ہے اسکو مضبوط کر دے تاکہ پانی کے زور سے بہ نہ سکے اسکی صورت یہ ہے کہ مٹی کو رگوں پر اچھی طرح جما دے اور پھر اس پر لکڑی یا پتھر اس سمت میں رکھ دے جس سمت سے کہ پانی اس کو بہا لیجانا چاہتا ہے اس صورت میں پانی اکٹھا ہو کر نیچے تک چلا جائے گا اور مٹی اپنی جگہ پر قائم رہے گی

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ درختوں کے درمیان میں کس قدر فاصلہ یا بعد رکھنا چاہیے اس کے متعلق تفصیل سے ہم پھر لکھیں گے، لیکن ان کا تفاوت درختوں کی جسامت کے لحاظ سے ہوتا ہے، کیونکہ بعض درخت ایسے ہوتے ہیں جنکا تنا بہت بڑا ہوتا ہے اور بعض کا چھوٹا ہوتا ہے، اسی طرح زمین میں بھی اختلاف

ہے اچھی زمین درخون کو بڑھاتی ہے، لیکن رقیق زمین میں درخت نشوونما نہیں پاتا، عمدہ اور خراب زمین کے لحاظ سے جو درخون میں بدرکھا جاتا ہے اسکا بھی پھر کسی وقت ذکر کیا جائے گا، اسکے لیے قدامت نے چھ اصول مقرر کئے ہیں جن میں بعض انکی کتابوں میں مذکور ہیں اور بعض مذکور نہیں ہیں، ان اصول کا بھی تذکرہ کتاب کے آخری حصہ میں ہوگا،

جب درخت زمین میں قطار کے ساتھ لگائے جائیں گے تو انکی دو صورتیں ہونگی، ایک یہ کہ شاخیں اس طرح قریب قریب ہو جائیں کہ دھوپ کو اندر دنی حصہ میں داخل نہ ہونے دین دوسری صورت یہ ہے کہ شاخیں ایک دوسرے پر چڑھ جائیں اور اس قدر گھنی ہو جائیں کہ دھوپ کا اثر خارجی شاخوں پر بھی نہ پڑ سکے، ان شاخوں میں بعض ایسی ہونگی کہ جو خود تو ہوا کی گذر کے سامنے ہونگی، لیکن دوسروں کے لیے حائل ہو جائیں گی، جب ہوا اور دھوپ ان تک نہ پہنچ سکے گی تو وہ بید زرم ہو جائیں گی اور زمین کی جانب جھک جائیں گی دوسری آفت یہ ہوگی کہ قربت کی بنا پر رگیں اور عروق متصل ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کے لیے زمین کی رطوبت حاصل کرنے میں مزاحم ہو جائیں گی، تیسری آفت یہ ہوگی کہ اس قسم کے درخون کی زمین موٹی ہوتی ہے، آفتاب کی حرارت اس کو پکھانہیں سکتی کیونکہ کثرت سایہ اس سے مانع ہے، اس وجہ سے زمین کے اجزاء غلیظ اور موٹے ہوتے جائیں گے اور بردت بڑھتی جائے گی، اگر اس میں کھاد نہ ڈالی جائے تو اس میں فساد زیادہ پیدا ہو جائے گا،

یونیوس کا قول ہے کہ یہ ظاہر ہے کہ ہوا پودوں اور درخون میں پرمست

پیدا کر دیتی ہے اس لیے جیسا کہ تیز تند ہوا مفید ہے بعینہ اس طرح معتدل مزاج  
 ہوا اکثر بلکہ تمام دھنوں کے لیے موافق خصوصاً زیتون کے پودوں کے لیے زیادہ  
 نفع بخش ہے، اس بنا پر پودوں کے درمیان میں وسیع فاصلہ رکھنا چاہیے تاکہ ہوا  
 آسانی کے ساتھ داخل ہو سکے، یونٹوس نے ایک دوسرے موقع پر یہ کہا ہے،  
 کہ پودوں کے درمیان کا فاصلہ ہر سمت سے مساوی رکھنا چاہیے تو مواصفات طہ  
 پر جا سکے گی بعض متقدمین کا قول ہے کہ وہ پودے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیے  
 جائیں اس طریقہ پر لگائے جائیں کہ ان کا ہر جانب اسی سمت میں ہو جس سمت میں کہ ہوا  
 چلتی ہو اس طریقہ پر کہ مشرقی کنارہ مشرق کی جانب ہو اور مغربی مغرب کی جانب ہو اسی  
 طرح اور دوسری سمتوں میں بھی ایسا ہی کرنا چاہیے، یہ طریقہ زمین سے لگاؤ پیدا کرنے  
 کے لیے از حد مفید ہے، اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پودہ جب مشرقی سمت میں لگا ہو  
 تو اگھڑنے کے قبل اس کو ٹھیک کر دیا جائے، اگرچہ بعض محاب اس کا خیال نہیں  
 کرتے لیکن اسکی ضرورت پڑتی ہے،

ابن جاج رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی بیگانہ کرے کہ اس کا پودوں  
 پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے، تو ہم اس سے اس پر بحث کریں گے، ہمارے پاس اس کا  
 مشاہدہ موجود ہے، خود ہمارے شہر میں انجیر کی مثال لیجائے، ہوا کے ساتھ اکثر پانی  
 کا جھوم ہوتا ہے ان میں مغربی یا مغربی جنوبی ہوا شامل ہوتی ہے، لیکن یہ دونوں  
 از حد مرطوب اور تر ہوتی ہیں، ہم لوگ ہمیشہ ان دونوں ہواؤں کی زد سے پودوں کو  
 محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن انجیر کے درخت انہیں دونوں سمتوں میں نشو  
 و نما پاتے ہیں،



ابن جاج کہتے ہیں کہ تمام علما فلاحت کا اس پر اجماع ہے کہ پودوں کے گڑھوں میں دہی مٹی ڈالنی چاہیے جو زمین کے اوپر ہے، ورنہ کسی قسم کی مٹی ڈالنی مناسب نہیں ہے، کیونکہ اس میں لطافت اور حرارت کافی ہوتی ہے، لیکن بعد میں لوگوں نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے کہ آیا صرف مٹی ہی ڈالی جائے یا اس کے ساتھ کچھ کھا دہی ملائی جائے، قسطوس کھا دلانے کا حامی ہے لیکن شولون یہ کہتا ہے کہ کسی چیز کے ملانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ پودہ جو اپنی جگہ سے اکھاڑا جائے گا اور دوسرے مقام پر لگایا جائے گا اکثر کمزور ہوتا ہے، لیکن جب کھا د اسکی رگوں میں پیوست ہو جائے گی تو ممکن ہے کہ اسکی گرمی پودے کو مر جھا دے، لیکن یونیوس کا قول یہ ہے کہ سب سے پہلے رگوں پر زمین کے اوپر کی مٹی ڈالنی چاہیے اور اس کے اوپر پرانی کھا د ڈالنی چاہیے تاکہ حرارت اور رطوبت معتدل صورت میں رگوں تک پہنچ سکے، میرے نزدیک یہ زیادہ صحیح قول ہے، لیکن تعجب اس پر ہے کہ قسطوس کھا د کے ملانے کا مخالف ہے، مٹی کو روند کر درست کرنے کے متعلق بھی اختلاف واقع ہوا ہے، یونیوس کہتا ہے کہ عروق پر جو مٹی ڈالی جائے وہ بالکل روندی یا چور نہ کی جائے، لیکن یہ اس صورت میں جبکہ آفتاب کی گرمی برابر گڑھے میں پہنچتی ہو، اس لیے ہماری رائے ہے کہ پودوں کو ترمدانات یعنی بڑے ایک قدم کے برابر یا اس سے کم کے گڑھوں میں لگائیں تاکہ جلدی سے قوت پکڑ سکے اور گرمی برابر پہنچتی رہے، لیکن قسطوس کا قول ہے کہ مٹی بھرنے کے بعد قدم سے اس کو خوب اچھی طرح روندیں اور اوپر کے حصہ کو پیردن سے کچل کر اچھی طرح غلط کر دیں، ابن جاج فرماتے ہیں کہ قسطوس کا یہ قول بھی تعجب میں ڈالتا ہے۔

رہا ہے کیونکہ اول اول ہم مٹی پودوں کی جڑوں میں ڈالیں گے کیونکہ ان کی غذا اسی سے بنتی ہے اور خوب اچھی طرح سے ان سے ملحق کر دیں گے، اگر پودے اور مٹی کے درمیان کوئی غدار رکھیں گے تو بجائے نفع کے نقصان پہنچ جائیگا کیونکہ اس سے قبل ہم بتا چکے ہیں کہ ان دونوں یعنی زمین اور مٹی کے درمیان ایک ایسا اتحاد عمل ہے جس کے بغیر پودہ کی نشوونما ممکن نہیں زمین مٹی کی حرارت سے تقویت حاصل کرتی ہے اور اس طرح مٹی زمین کی رطوبت سے فائدہ اٹھاتی ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ مٹی پودوں سے ملحق کر دی جائے اس طرح کہ ہوا اور گرمی کے درمیان حائل ہو جائے، ورنہ شدید گرمی اور تیز ہوا کمزور پودے کو ٹھنسا دے گی، لیکن مٹی کو روندنے کے بعد زمین کی مسامات سے نہ اتنی گرمی پہنچ سکیگی اور نہ اتنی ہوا پہنچ سکے گی جو اس کے لیے بالکل کافی ہو،

لیکن اس کا یہ قول کہ مٹی کے اوپر کے حصہ کو پیر سے اچھی طرح کچل کر مخلوط کر دینا چاہیے، بہت اچھا ہے اس سے مٹی کی تعمیر اچھی ہو جاتی ہے، اور پودہ پھر قحط زدہ نہیں ہوتا ہے،

تمام علمائے خلافت کی رائے اس کے متعلق ایک ہو گئی ہے کہ جب گڈھا مٹی سے پر کیا جائے تو تھوڑا سا حصہ خالی رکھنا چاہیے تاکہ لگن کی صورت میں ہو جائے، اور اس میں پانی جمع ہو جائے اور جس قدر گڈھا عقیق کھودا جائے گا، اسی قدر بہتر ہوگا، کیونکہ جس مٹی سے گڈھا پر کیا جاتا ہے وہ سب سے اعلیٰ ہوتی ہے یہ جس قدر ہرمت میں زیادہ ہوگی اسی قدر اچھا ہے،

منہا ریس کا قول ہے کہ جب ہم کسی درخت کو لگانا چاہیں تو سب سے پہلے ہم کو

بھر تو آدم ایک گڈھا کھوڑنا چاہیئے جو مستدیر ہو اور اس کا قطر تقریباً چار پانچ قدموں کے بڑا  
 ہو اس کے بعد اس کو زمین کی اچھی مٹی سے بھرنا شروع کریں جب نصف تک پہنچیں  
 تو پودہ لگا دیں اور اوپر سے پھر مٹی ڈالیں، کیونکہ جب پودہ کی جڑیں اور رگیں اندر دینی  
 حصہ میں پھیلین گی اور نرم اور عمدہ زمین پائیں گی تو بہت جلد نشوونما پائیں گی،  
 اب ہم پودوں کے درمیان کے فاصلوں کو الگ الگ بیان کرتے ہیں، بیڑوں  
 کے درمیان میں کم سے کم پچیس ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیئے اس سے کم ٹھیک بہنیں ہے  
 اسی طریقہ سے انجیر ہے اور اعلیٰ قم کے انگور کے درمیان میں پندرہ سے دس ہاتھ تک  
 فاصلہ رکھنا چاہیئے اور ادنیٰ انگور میں آٹھ بالشت سے چھ بالشت تک رکھنا چاہیئے،  
 امرود میں بیس ہاتھ تو پندرہ ہاتھ تک رکھنا چاہیئے اور اسی طرح سیب میں بارہ سے آٹھ  
 تک اور آلو بخارا میں سات سے پانچ تک چلوڑہ میں پچیس سے دس تک، لوز میں  
 پندرہ سے دس تک اسی طرح ناریل میں پندرہ سے دس تک، توٹ میں بیس  
 سے پندرہ تک، قراصیا میں پچیس سے پندرہ تک، اور لیون میں دس ہاتھ تک فاصلہ رکھنا  
 چاہیئے اور یہ اسی طرح لگایا جاتا ہے جیسے آلو بخارا کی زراعت کیجاتی ہے اور انار کے  
 درمیان بارہ سے آٹھ تک کشمش میں بیس سے پندرہ تک صنوبر میں پچیس سے بیس تک  
 بھی میں آٹھ سے چھ تک، کجور میں سات سے پانچ تک اسی طرح آس میں بھی، بنو  
 میں بیس سے پندرہ تک شاہ بلوٹا میں پچیس سے بیس ہاتھ تک اسی طرح بلوٹا میں  
 بھی فاصلہ رکھنا چاہیئے، یہ متوسط فاصلہ ہے جس کا باغون کے لگانے میں خیال  
 رکھنا ضروری ہے تاکہ درختوں میں خرابی نہ واقع ہو، ان درختوں میں سے جو چھوٹے ہیں  
 وہ اگر زمین میں الگ لگائے جائیں تو جس قدر زمین کو وسیع اور کٹا، رکھیں گے

اسی قدر اچھا ہوگا، بعض طلاصین اترج اور انار کے درمیان میں فاصلہ رکھنے کے مخالف ہیں، اس کے متعلق مفصل بیان آگے آئیگا،

ابن الفضال، ابو الخیر اور حاج غنامی وغیرہ کی کتابوں میں ہے کہ درختوں میں سے زراعت کے لیے ان درختوں کو منتخب کرنا چاہیے جن میں پھل بکثرت آتے ہوں اور جنکا ذائقہ نہایت اچھا ہو، کیونکہ جو محنت اور مشقت نیز مصارف وغیرہ اچھے قسم کے درختوں کے لگانے میں ہوتے ہیں وہی ردی اقسام میں بھی ہوتے ہیں، جب دونوں کی حالت مساوی ہے تو اس لحاظ سے نوع جید قابل ترجیح ہے، جو درخت لگایا جائے ہمیشہ سکا وہ حصہ لیسنا چاہیے جو نیا ہو اور جس کی قوت بناتیہ اچھی ہو، نہ وہ حصہ جو ضعیف اور کمزور ہو گیا ہو، نیز پھلدار درختوں میں سے انکو منتخب کرنا چاہیے جن میں متوسط طول کا ایک ہی عمود ہو اور اس کے بڑھنے کی توقع ہو، لیکن اگر پودہ بہت زیادہ طویل ہو تو اس کے نیچے کا حصہ گڈھے کے نیچے رکھیں، اور گڈھا قبر کی شکل کا کھودا جائے تاکہ شاخ کا اعلیٰ حصہ گڈھے کے اوپر کے حصہ میں واقع ہو سکے، اس کے بعد اسی طرح عمل کریں جیسا کہ اس سے قبل بتایا گیا ہے اس طریقہ پر انکو رکھ کر شاخ بھی بوئی جاتی ہے، لیکن بڑے درختوں کی زراعت کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ان میں شاخیں ہوں تو انکی تمام شاخیں کاٹ ڈالی جائیں اور صرف ان میں سے ایک شاخ کو چھوڑ دیا جائے جو بالکل سیدھی ہو، اور اگر درخت قوی ہو تو ایک سے زیادہ چھوڑ سکتے ہیں تاکہ جو مادہ کے کانٹے میں خارج ہو گیا ہے وہ بقیہ شاخوں میں لوٹ آئے، شاخیں ہمیشہ تیز رو ہے سے کاٹی جائیں، اگر مکن ہو کہ شاخ کا وہ حصہ جو کٹا ہوا ہے گڈھے کے اسفل حصہ میں داخل ہو سکے تو بہت

اچھا ہے، زیتون کے درخت کی تمام شاخیں کاٹ ڈالی جاتی ہیں اگر وہ تمام شاخوں کے ساتھ لگا دیا جائے تو وہ برباد ہو جاتا ہے یہ میرا ذاتی تجربہ ہے،

کتاب الحلاج اور دوسری کتابوں میں لکھا ہے کہ درختوں کے لیے اتنا وسیع گڈھا کھودنا چاہیے جس میں جڑ عروق اور تقریباً دو بالشت تنابھی اندر جا سکے اور مقدار وسیع ہو کہ کسان پیردن سے مٹی جڑوں پر ڈال سکے اور دبا سکے پھر درخت گڈھے میں اس طرح رکھا جائے کہ وہ بالکل مستقیم اقامتہ ہو اس کے بعد زمین کی مٹی گڈھے میں ڈالی جائے اور پیردن سے برابر کی جائے، یہاں تک کہ نصف یا اس سے دیاؤ گڈھا پر ہو جائے، اگر وہ ایسی زمین ہے جو پانی سے سیراب کی جاتی ہے تو اس کو پانی سے سیراب کرنا چاہیے اور چند دنوں کے لیے چھوڑ دینا چاہیے، اس کے بعد دوبارہ سیراب کرنا چاہیے اور پھر چند دن گزرنے دینا چاہیے یہاں تک کہ تیسری مرتبہ پھر سیراب کی جائے، تین مرتبہ کچھ تو وقت سے سیراب کرنے کے بعد گڈھے کو خشک مٹی سے بھر دینا چاہیے اور خوب اچھی طرح پیر سے روند کر برابر کر دینا چاہیے لیکن اگر یہ پودہ اس زمین میں ہو جو بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہے تو نصف گڈھے کو مٹی سے بھرنے کے بعد بارش کا انتظار کرنا چاہیے، چند دفعہ بارش کے پانی سے سیراب ہو جانے کے بعد خشک مٹی سے گڈھا بھر دینا چاہیے،

پودہ لگانے کے چند مہینوں کے بعد بھی یہی عمل کرنا چاہیے، مین نے خود اس پر عمل کیا ہے اس لیے اسکی برکت کا قائل ہوں، اس صورت میں پودہ کو موسم گرما میں بھی چنداں سیراب کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، اگر اتفاقاً ایسی ضرورت پڑے تو پانی پودہ کی جڑ میں کبھی نہ ڈالنا چاہیے بلکہ کچھ فاصلہ پر ڈالنا چاہیے تاکہ جڑ تک

مٹی کے اندر سے پانی پہنچے اگر خربہ میمن پانی ڈال دیا جائے تو بہت ممکن ہے کہ پانی اس جگہ پر کوئی غار بنا دے جس کے ذریعہ سے دھوپ کی گرمی داخل ہو اور پودے کو نقصان پہنچا دے،

طامن قونامی نے لکھا ہے کہ جہنم اس کا تجربہ کیا ہے کہ جو کھاد کہ گدھوں میں ڈالی گئی اگر وہ خشک ہوئی تو پودہ کے لیے سم قاتل ثابت ہوئی اور اگر اس میں کافی تری ہوئی تو وہ پودے کی نفع بخش ہوئی،

ق کا قول ہے کہ درخت کی جڑ کے قریب دو مٹی کے بڑے اور نئے گھڑے میٹھے پانی سے بھر کر رکھ دینا چاہیے، ہر گھڑے کے نیچے ایک بہت ہی باریک سوراخ بنا دینا چاہیے جس سے پانی جاری رہے اور درخت ہمیشہ سیراب ہوتا رہے اور زمین کے درمیان میں کوئی چیز ضرور عائل ہونی چاہیے تاکہ مٹی جگہ کسی وقت سوراخ کو نہ بند کر دے، جب گھڑوں میں پانی کم ہو جائے تو ان کو بھر دینا چاہیے اس طریقہ پر دو مہینہ تک پودے کو سیراب کرتے رہنا چاہیے، اس کی سیرابی اس قدر ہوگی کہ یہ دوسرے درختوں کو بھی جو متصل ہوں سیراب کر سکتا ہے یہ ترکیب اس درخت کے ساتھ کرنی چاہیے جو شیرین پانی سے سیراب کیا جاتا ہو،

## فصل

تمام درخت اور پودے اگر ممکن ہو تو مسلم منتقل کئے جائیں لیکن جو گندہ اور درخت ہوتے ہیں اکھیرتے وقت انکی جڑوں کی حفاظت کی جاتی ہے خصوصاً سب سے بڑی جڑ زیادہ محفوظ رکھی جاتی ہے، لیکن جن درختوں کے اندر پانی ہوتا ہے تو

ان کی بعض جڑوں کو کاٹنا کوئی نقصان دہ نہیں ہوتا، زیتون کی اگر تمام جڑیں کاٹ ڈالی جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، وہ درخت جن میں پانی ہوتا ہے اور جو منتقل بھی کیے جاتے ہیں بہت اچھے ہوتے ہیں اور جلد نشوونما پاتے ہیں اسی طرح ان کے لوح اور ادا تاج بھی کارآمد ہوتے ہیں، کوئی درخت اگر اچھی جگہ پر ہوا اور مٹی سے سیراب کیا گیا ہو تو اس کو کبھی رومی جگہ نہ لیجا نا چاہیئے اور نہ کھاری پانی سے سیراب کرنا چاہیئے کیونکہ یہ اس کے لیے مضر ثابت ہوگا، اسی طرح خودت کہ اچھی سرسبز اور شاداب زمین میں ہوں ان کو ترسیلی کمزور زمین میں اور جو باروزمین میں ہوں ان کو گرم زمین میں اور جو شیریں زمین میں ہوں ان کو شور زمین میں اور جو نرم زمین میں ہوں ان کو سخت زمین میں ہرگز منتقل نہ کرنا چاہیئے اگر ترسیلی زمین سے کوئی چارہ کار نہ ہو تو اس گڈھے میں دوسری جگہ سے اچھی مٹی لاکر ڈال دینا چاہیئے یہاں تک کہ گڈھا بھر جائے،

میں نے زیتون کے کئی پودوں کو از حد رقبیلی زمین میں لگایا ہے لیکن جب اس میں دوسری مٹی ڈالکر بارش کے پانی سے اچھی طرح سیراب ہونیکا موقع دیا تو اس کی حالت درست ہو گئی حالانکہ اس سے قبل زیتون کے درخت مختلف جگہوں پر لگائے گئے تھے لیکن اسی وجہ سے وہ پھل نہ سکا،

طامن ہے کہ اگر شور زمین میں لگوا لگایا جائے تو اس کی شوریت کے زائل کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ شیریں نردون سے ریت لیکر اسکی جڑوں میں چھپا دینا چاہیئے اس سے اسکی نمکینیت دفع ہو جائیگی،

بعض فلاہین کی رائے ہے کہ اگر پودہ کا چھلکا سخت ہو تو جو حصہ زمین کے اندر

رکھا جائے، اس کا دو ٹکٹ اس طرح پھیل دینا چاہیے کہ صرف مکھال باقی رہ جائے جو لکڑی سے بالکل متصل ہوتی ہے خصوصاً اگر کھجور کے درخت میں خشونت ہو تو اس کو ضرور پھیل کر درست کر دینا چاہیے، جو مٹی کے درخت کی جڑ کے قریب ہو اس کو کبھی حرکت نہ دینی چاہیے اور نہ انکی جڑوں کو لوہے سے اذیت دینی چاہیے خصوصاً زیتون کے وہ درخت جو ابھی منتقل کیے گئے ہیں، انکی جڑیں زمین کی سطح سے قریب تر ہوتی ہیں، جب تک کہ ان کو سکون نہ حاصل ہو جائے اور تقویت نہ پاجائیں اس وقت تک کسی قسم کی اذیت پہنچنی سخت مضر ہے، نقل کے وقت زیتون اور اسی کے جیسے دوسرے درختوں کی جڑیں کاٹنی از حد ضروری ہیں، اسی وجہ سے بعض لوگ زیتون کو ایسے گڑھوں میں لگاتے ہیں جو نہ بہت زیادہ عمیق ہوتے ہیں اور نہ بالکل کھلے ہوتے ہیں بالخصوص ان کو جو ابھی حال میں نشو و نما پائے ہوں اس ڈر سے تاکہ جڑیں نقل کے وقت کاٹنی نہ پڑیں، لیکن میں نے خود دیکھا کہ یہ ترکیب بھی نقصان دہ ہے جب تک جڑیں نہ کاٹی جائیں ٹھیک نہیں ہے،

ص اور دوسرے ماہرین فلاحیت کا قول ہے کہ بعض پودے جب منتقل کیے جاتے ہیں تو ان کی جڑوں میں مٹی کا ایک شپتہ باندھ دیا جاتا ہے، لیکن یہ ان درختوں کے لیے ہے جنکے پتے موسم سرما میں جھڑتے نہ ہوں، صرف زیتون اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ اس کا محتاج نہیں ہے اس قسم کے درختوں کو ذوات الیاء کہتے ہیں، یعنی وہ جن میں بجائے گوند کے پانی ہوتا ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ جو درخت کہ نقل مکان کے قابل ہو گیا ہو اس کو یا تو خریف کی فصل میں یا



اس فصل میں جوان درختوں کے لیے زیادہ مناسب ہو منتقل کرنے کی تیاری شروع کرنی چاہیے، سب سے پہلے پودہ اور اس کے ارد گرد کی زمین پانی سے اچھی طرح سیراب کی جائے، جب اس میں کچھ خشکی آجائے تو اطراف و جوانب میں مٹی ڈال دی جائے اور اس کے قریب ایک موٹی لکڑی گاڑ دی جائے تاکہ پودہ اچھی طرح مضبوط ہو جائے، اس کے بعد تنے سے ذرا ہٹ کر گڈھا کھودنا چاہیے اس طریقہ پر کہ پودہ کی جڑیں کٹنے سے محفوظ رہیں نیز درخت کے ہر چار سمت میں اتنا گہرا گڈھا کھودا کہ جڑ تک پہنچ جائے، اور آہستہ سے جڑ کو اکھیر لیں اور اسی جگہ کی مٹی سے اس کو چھپا ڈالیں، جب مٹی تمام جڑوں میں پھرت ہو جائے تو آہستہ سے نئے گڈھے میں کھینچ لیں تاکہ مٹی جو ہر چار طرف لگی ہوئی ہے چھوٹنے نہ پائے لیکن اگر کسی دور مقام میں پودہ کو لیجانا ہو تو کچھ مٹی جھاڑ دینی چاہیے تاکہ آسانی کے ساتھ منتقل کیا جاسکے اور مٹی کے اوپر ایک چٹائی کو رسی سے باندھ کر مضبوط کر دینا چاہیے، تاکہ مٹی منتشر نہ ہو،

جب گڈھے میں پودہ رکھا جائے تو یہ چٹائی نکال کر پھینک دی جائے اسکے بعد اسی قسم کا عمل کرنا چاہیے جو دوسرے پودوں کے ساتھ کیا جاتا ہے، اگر تمام درخت مٹی کے اس پشتہ کے ساتھ منتقل کیے جائیں تو بہت اچھا ہو،

رع نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ غرناطہ میں شقائق النعمان کا درخت مٹی کے مینہ میں کاٹا گیا اور اس میں پتیاں بھی تھیں، چنانچہ اس کے لگانے کے قبل اس کو پانی سے سیراب کیا گیا اور وہی تدبیریں لگیں جو اس سے قبل بتائی گئی ہیں، اس کا اتنا اثر ہوا کہ پتیاں جھڑنے سے محفوظ ہو گئیں اور پھل پھر نمودار ہو گئے اس طریقہ سے

اتر ج، ریکان، یا سمین وغیرہ گست کے مہینہ میں منتقل کئے جاتے ہیں ان کے ساتھ وہی تدبیریں اختیار کیجاتی ہیں جنکا ذکر ہو چکا ہے اس سے ان میں کوئی نقص نہیں پیدا ہوتا ہے اس کے علاوہ پھلدار درخت کے ساتھ بھی دو مرتبہ یہ عمل کیا گیا ہے، چنانچہ اس میں پھل آئے اور کسی قسم کی پروردگی یا کوئی دوسری آفت نہیں پہنچی،

ص۔ اور دوسروں نے لکھا ہے کہ درخت منتقل کرنے سے قبل اس میں مین سلع (یہ ایک قسم کا درخت ہے جو سبز لیون اور ترکاریوں کی خنس سے ہے لیکن اس کا مزہ اڑھد تلخ ہوتا ہے) بوئیں تاکہ بڑھت ہو اور ترکاریاں کثرت سے ہوں اگر درخت منتقل کرنے کے بعد بھی لگائیں تو کوئی ہرج نہیں ہے بلکہ اگر پودہ پانی کا محتاج ہو تو اس نبات کی وجہ سے بہت کم پانی کا محتاج ہوگا، جبکلی درختوں کو اگر کسی باغ میں منتقل کرنا چاہیں تو ان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ مٹی ساتھ لے لیجائے جس میں وہ اُگے ہیں، اسی طریقہ سے اور دوسرے جنگلی مزدعات بھی اسی مٹی کی محتاج ہیں، ان پودوں کو فصل خریف میں منتقل کرنا چاہیے، چنانچہ مین نے امروہ کے درخت کو اسی طرح منتقل کیا تھا اس وجہ سے وہ بہت اچھا ہوا، لیکن جب مین نے اول ربیع میں اسکو اسی طرح منتقل کیا تو اچھی طرح بڑھ نہ سکا، حالانکہ نئی شاخیں نکل آئی تھیں، بعض کا قول ہے کہ اگر بہتانی درختوں کے ساتھ بھی منتقل کرنے وقت مٹی شامل کر دی جائے تو بہت اچھا ہے،

## فصل پودہ لگانے کی ترکیب

غ نے لکھا ہے کہ جب کوئی درخت ایسی زمین میں لگایا جائے جو بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہو تو اس کو نہر کے پانی سے سیراب نہ کریں، لیکن اگر زمین نہر کے پانی سے سیراب ہوتی ہو تو اس جگہ اور اس سے ذرا دور ہنکر پانی سے اچھی طرح سیراب کریں یہاں تک کہ مٹی جڑ سے ملحق ہو جائے اور جڑ اور مٹی کے درمیان میں کوئی خلا نہ واقع ہو کہ جس سے ہوا وغیرہ اندر جاسکے، مارچ کے نصف مہینہ تک اس کو اسی حال میں چھوڑ دیں، تاکہ زمین اس کی جڑ پکڑ لے، پھر تھوڑی سی زمین کھود کر اس کے اطراف و جوانب میں مٹی ڈال دیں پودہ کہ فصل خریف میں لگایا گیا ہو اس کے ارد گرد چار مرتبہ ہر مہینے دن کے بعد ایک بالشت گہرا گڈھا کھودنا چاہیئے، لیکن جو پودے کہ خریف کے بعد لگائے جائیں ان کی زمین اس وقت تک نہ کھودی جائے جب تک کہ ان کو زمین سے علاقہ نہ ہو جائے اور آگ نہ پکڑے کھودنے میں اس کا سحناؤ رکھنا چاہیئے کہ جڑیں کٹنے نہ پائیں کیونکہ وہ بہت کمزور ہوتی ہیں، خصوصاً زیتون اور اس کے ہم مثل درخت جنکی جڑیں سطح زمین کے بہت قریب ہوتی ہیں،

ان کی زمینیں بار بار ہل کے ذریعہ سے کھودی جائیں تاکہ جڑوں میں قوت پیدا ہو، جب اس کا اطمینان ہو جائے کہ پودہ کی کسی جڑ کو نقصان نہ پہنچے گا تو پھوڑے سے کھودنا شروع کریں، اور ذرا عمیق گڈھا بنائیں، اگر تم یہ چاہو کہ اسی سال

پہل آجائے تو اگست کے مہینہ میں زمین کو آہستہ سے کھود ڈالنا چاہیے بشرطیکہ گرمی بہت زیادہ ہو، اس ترکیب سے وہ اسی سال پھلدار ہو جائے گا، لیکن اگر اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو سال آئندہ اپریل یا اس کے قریب میں بار آور ہو جائے گا، اس قسم کے درخت کی جڑ میں اگر کچھ دوسرے قسم کے نبات آگ آئیں تو ان کو ہاتھ ہی سے اکھیر ڈالنا چاہیے، لوہا لگانے کی ضرورت نہیں ہے، درخت کے اوپر کے حصہ کو اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیے تاکہ نیچے سے اوپر تک اس میں قوت پیدا ہو جائے،

جو درخت کہ گرمی سے جل گیا ہو اس کو کم سے کم دو سال تک لوہے سے چھونا نہ چاہیے، کیونکہ یہ اس کے لیے سخت مضر ہوگا، مین نے خود دیکھا ہے کہ زیتون کا جلا ہوا درخت جو ابھی اچھی طرح پھلا بھی نہ تھا لوہا لگ جانے کی وجہ سے خراب ہو گیا خصوصاً اس درخت کو جو ابھی سال اول ہی میں ہو، کسی طرح لوہے سے چھونا جائز نہیں ہے،

## فصل

زراعت اور ترکیبیں موافق ہوا کا اندازہ کرنا، انکو پانی سے سیراب کرنا  
کھاڈا لانا، اور ان تمام چیزوں کے اوقات کا بیان

قدیم فلاہین میں سے اکثر کا اس پر اجماع ہے کہ جس دن تیز و تند ہوا چل رہی ہو اس دن نہ کوئی پودا لگایا جائے اور نہ اکھاڑا جائے اور نہ ان کی ترکیب کی جائے خصوصاً جب کہ ہوا میں خشکی ہو جس سے نقصان پہنچے کا خطرہ ہو، اسی طرح جن ایام

میں سخت سردی پڑتی ہو یا جنوبی ہوا چلتی ہو تو کوئی مدخت نہ لگایا جائے کیونکہ اس  
 قسم کی ہوا میں درختوں کو نشوونما نہیں ہوتی بالخصوص ان ایام میں اگر زیتون  
 لگایا جائے تو جنوبی ہوا خشک کر ڈالیگی، اس مانعت کی وجہ یہ ہے کہ ٹھنڈی ہوا میں  
 اور اس قسم کی دوسری مہلک ہوائیں درخت کے اندر کی رطوبت کو جذب کر لیتی  
 ہیں یہی نہیں بلکہ زمین کی رطوبت کو بھی قفا کر دیتی ہیں، اسی طرح قبلہ کے رخ کی ہوا  
 گرمی کے ایام میں دوسرے وقت پودوں کے لگانے کے لیے از حد مضر ہے اور  
 مغربی ہوا بھی جس میں بخارات ہوتے ہیں مہلک ہے خصوصاً جو اندلس کے مغربی  
 حصہ سے گذر کر آتی ہے، لیکن قبلہ کے رخ کی ہوا عام طور سے زراعت کے لیے  
 مفید ثابت ہوئی ہے، اگر پودہ لگاتے وقت بارش ہو یا ابر کا سایہ ہو جائے تو  
 زیتون کے لیے موافق ہوگا، وہ اس زمین میں ہو، جو بارش ہی کے پانی سے  
 سیراب ہوتی ہو، لیکن دوسرے درختوں اور پودوں کے لیے یہ صورت ہے  
 کہ جس وقت بارش ہو یا شدت کی سردی ہو یا غیر موافق ہوا چلے تو درختوں کو ہاتھ  
 نہ لگانا چاہیئے اگر پودے کا کوئی حصہ اکھیرا گیا یا کاٹا گیا ہو تو فوراً خشک مٹی کے ٹکڑے  
 اس کو چھپا دینا چاہیئے یہاں تک کہ ہوا موافق چلنے لگے، ان شاخوں کو پانی میں  
 نہیں رکھنا چاہیئے، لیکن اس صورت میں جبکہ یہ زمین میں ایک مدت مدفون  
 رہے تو ایک یا دو دن پانی میں ڈال دیجائیں تاکہ صاف ہو جائیں اس کے بعد  
 ان کو لگایا جائے، تجربہ نے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچا دیا ہے کہ جبہ اور سینچر کے  
 دن کسی پودہ کو نہیں لگانا چاہیئے، اسی طرح عربی مہینوں کی ابتداء میں جبکہ چاند  
 عروج پر ہو پودوں کا لگانا زیادہ پسندیدہ نظروں سے دیکھا گیا ہے،

بعض نے کہا ہے کہ چاند بار د اور رطب ہے جب وہ کامل ہو جاتا ہے تو اس کو بدر کہتے ہیں، اور یہ قمری مہینہ کی چودھویں رات میں کامل ہوتا ہے، اس وقت مزدعمہ اشیاء میں خصوصاً ترکاریوں میں قوتِ نمو زیادہ ہو جاتی ہے مثلاً کدو، خربوزہ، لوکی، بیگن، آسی، تو بیا وغیرہ، پھول، اور میوہ جات کے لیے بھی یہی ایام مفید ہیں اور جس قدر چاند گھٹتا جائے گا اسی قدر زراعت میں بھی نقصان ہوتا جائے گا، یہ سب اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے، اسی وجہ سے فلاہین کی ایک قوم نے انگوڑ اور دوسرے قسم کے درختوں کو نیز عام زراعت کو بھی چاند کے بڑھاؤ کے وقت پسند کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جو چیزیں اس وقت بوئی جائیں گی وہ دوسرے اوقات سے بہت زیادہ عمدہ اور اچھی ہوں گی، کیونکہ اس وقت وہ زمین کو جلد بکڑھتی ہیں اور انکی شاخیں لمبی اور موٹی ہونے لگتی ہیں، نیز پھل بھی زیادہ آتے ہیں، لیکن اس کے خلاف مزدوعات کو نقصان پہنچتا ہے کیونکہ ان کا قول یہ ہے کہ درخت صرف اٹھین دنوں میں لگائے جاسکتے ہیں، اسی کو اگر چاند کے گھٹاؤ کے وقت لگائیں تو وہ اچھا نہ ہوگا اسی طرح اگر چاند کے خالی دنوں میں لگائیں تو بھی مفید نہیں ہے،

خ نے لکھا ہے کہ ہم نے آج کے متعلق اس قول کا تجربہ کیا ہے اور بحشم خود دیکھا ہے، بعض کہتے ہیں کہ اس کے لیے اچھا وقت قمری مہینہ کی چوتھی تاریخ سے لیکر چودھویں تک ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ چودھویں تاریخ کا پورا دن ٹھکانا ہی زوال تک اس کے لیے بہت اچھا ہے لیکن بعض مارچ کے مہینہ میں اس طریقہ پر اس کا لگانا پسند نہیں کرتے،

طامن ہے کہ قوت نامی نے لکھا ہے کہ دو دندان سید البشر نے حکم دیا ہے کہ عروج قمر سے لیکر زوال کے پانچ دن تک ہر قسم کی زراعت ہو سکتی ہے، لیکن ان کے سوا کسی دن نہ کوئی پودا لگایا جائے نہ کوئی درخت ترکیب دیا جائے نہ کسی قسم کی زراعت کی جائے اور نہ کسی نبات کو درست کیا جائے، گھٹاؤ کے یہ پانچ دن بھی بڑھاؤ ہی میں بشمار کئے گئے ہیں، یہی حکم حضرت آدم علیہ السلام کا ہے، قوت نامی کا قول ہے کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے اور یہ صحیح ہے، زمین کو زراعت کے لئے منتخب کرنا اور اس کو درست کرنا نیز درخت کو پانی سے سیراب کرنا یہ سب کام اسی وقت کرنا چاہیئے جب کہ چاند بڑھ رہا ہو لیکن جب گرہن ہو تو اس کے بعد کرنا چاہیئے، اس صورت میں چند دن اور اضافہ کر دیئے گئے ہیں، اس کا پہلا دن تیرھویں تاریخ کو پڑتا ہے، اور آخری سو لہویں تاریخ کو پڑتا ہے، لیکن ان ایام کے بعد پھر یہ عمل نہیں کرنا چاہیئے،

قوت نامی لکھتا ہے کہ اگر ہم درخت یا زراعت چاند رات سے شروع کر کے اس وقت ختم کریں جبکہ چاند ایسے مقام پر پہنچے جہاں سے آفتاب نوے درجہ پر ہو تو درخت کی کوئی چیز خراب نہ ہوگی بلکہ وہ اچھی قوت حاصل کرے گا اور ہمیشہ بہت زیادہ پھل لائے گا، اسی طرح اگر کھاد اس وقت بنائی جائے جس وقت چاند کی روشنی کم ہو تو جس طرح چاند کی روشنی بڑھتی جائیگی اسی طرح کھاد میں بھی قوت کا اضافہ ہوتا جائے گا، زراعت کی ابتداء کے وقت چاند اوتا تھا

مین ہو یعنی برج طالع اور رابع اور عاشور مین ہو، اگر یہ برج مابین ہو تو بہت

اچھا ہے، بروج مائیں میں سرطان، عقرب، حوت، ہوا ایک جس کا دوسرا نام  
 جوزا ہے) میزان اور دلو میں اور اگر بروج ارضیہ میں ہو تو کچھ زیادہ مفید نہیں  
 ہے، لیکن پھر بھی نقصان دہ نہیں ہے، لیکن جب بروج ناریہ میں ہو تو پر ضرر  
 کرنا چاہیے، بروج ناریہ میں حمل، قوس اور اسد میں، خواہ یہ طلوع ہو جائیں یا چاند  
 ان میں سے کسی برج میں ہو چاند کو زراعت کے وقت دیکھتے رہنا مزدعات  
 کے لیے فائدہ بخش ہے،

بعض قدام نے ان میں سے کسی بات کا لحاظ نہیں کیا ہے، بلکہ انھوں  
 نے ابتداء مہینہ سے آخر تک زراعت وغیرہ کی عام اجازت دی ہے، اس  
 طرح بعض کی رائے ہے کہ مہینہ کی پہلی تاریخ اور آخری تاریخ میں زراعت  
 شروع کرنی چاہیے، لیکن بعض نے اس کو ناپسند کیا ہے اور ممانعت کی ہے،  
 رخ نے لکھا ہے کہ قمری مہینہ میں ایام فارغہ اس ترتیب سے ہیں، پہلے  
 پانچ دن مہینہ کے فارغ ہوتے ہیں اس کے بعد پانچ دن ملو ہوتے ہیں  
 پھر چار دن فارغ ہوتے ہیں اور چار دن ملو ہوتے ہیں، اس کے بعد پھر  
 تین دن فارغ ہوتے ہیں اور تین دن ملو ہوتے ہیں، دو دن فارغ ہوتے  
 ہیں اور دو دن ملو ہوتے ہیں آخر میں ایک دن فارغ ہوتا ہے اور ایک  
 دن ملو، ایام فارغہ میں زراعت کا کوئی عمل ٹھیک نہیں، بلکہ ایام ملو میں اگر  
 کام شروع کیا جائے تو انتشار اشد کا مایابی ہوگی،

## فصل

بعض قدام نے چاند کے گھٹاؤ کے زمانہ کو زمین کی درستگی اور شاخیں



کاٹ کر قلم لگانے کے لیے پسند کیا ہے، کیونکہ قمر کی زیادتی کے وقت جو رطوبت  
 کثرت سے پیدا ہو جاتی ہے وہ ان کے لیے مضر ہے، اسی طرح ان کا خیال  
 ہے کہ جو لکڑیاں عمارت میں لگانے کے لیے چاند کے گھٹا دیا امحاق کے وقت  
 کاٹی جاتی ہیں ان میں آواز نہیں پیدا ہوتی ہے،

---

# ہفتیم باب

اس باب میں ان درختوں کا ذکر ہے جو اندلس کے شہروں میں عادیہ لگائے جاتے ہیں، اس میں ان کے تمام انواع و اقسام پر بحث ہے، انکی خصوصیات کا ذکر ہے، ہر درخت کے لگانے کی ترکیب بھی بتائی گئی، ان کے لیے کس قسم کی زمین کی ضرورت ہے، سیرابی کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے، کھاد کس قسم کی ڈالی جائے، غرض کہ تمام تدابیر جو ہر درخت کے لیے علیحدہ علیحدہ ضروری ہیں ان کا مفصل ذکر ہے،

## فصل

### زیتون کے لگانے کا طریقہ

زیتون کی دو قسمیں ہیں ایک تری ہے جو طبعاً پہاڑوں میں اگتا ہے، نہر کے کنارے یا اس جگہ پر جہاں پانی کثرت سے ہمیشہ رہتا ہے نشو و نما نہیں پاتا ہے، دوسرا اہلی ہے جو تری سے زیادہ پھلتا اور اس کے پھل میں اس سے زیادہ دھنیت ہوتی ہے،

ابن حجاج رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں یونینوس کا قول مذکور ہے کہ زیتون کے لیے جو زمین سب سے زیادہ عمدہ ہے وہ تپلی زمین ہے، اسی وجہ سے بلاد اسپینی میں یہ زیادہ سرسبز اور شاداب ہوتا ہے کیونکہ وہ تپلی ہوتی ہے، اگر

اسی قسم کی زمین میں پیدا کیا جائے تو دوسری زمینوں سے زیادہ پھلے گا، ابن حجاج کہتے ہیں کہ یہاں پر زیت کی سرسبزی مقصود ہے، شاخون کی تر و تازگی مقصود نہیں ہے،

یونیوس کہتا ہے کہ سفید زمین بھی زیتون کے لئے مفید ہے خصوصاً جب کہ ترم اور مرطوب ہو کیونکہ اس قسم کی زمین میں بڑے بڑے پھل آتے ہیں جو نرم لمدار اور روغن دار ہوتے ہیں سیاہ زمین بھی جو پتھریلی ہو یا جس میں چٹانیں ہوں، اور مائل بہ سفیدی ہو اس طرح وہ ریتیلی زمین جس میں نمک نہ ہو زیتون کے لیے مناسب ہے، لیکن مرطوب زمین سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ یہ انار کے درخت کے لیے زیادہ مفید ہے اور اس میں انار کے پھل بڑے بڑے ہوتے ہیں لیکن زیتون کے پھل اچھے نہیں ہوتے ان میں روغن کم ہوتا ہے اور پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے دیر میں پکتا ہے اور روغن سے زیادہ میل نکلتا ہے، اسی طرح وہ زمین جس میں بہت زیادہ لزوجت ہو زیتون کے لیے مفید نہیں ہے تیز زمین جو گرمی میں بہت زیادہ گرم ہو جاتی ہے حتیٰ کہ شقوق بھی پیدا ہو جاتے ہوں اور سردی میں ٹھنڈی ہو جاتی ہو زیتون کے لیے کارآمد نہیں ہے،

دیمرطیس کا قول ہو کہ زیتون کو سفید اور صاف زمین میں جس میں خشکی ہو لیکن تری نہ ہو لگانا چاہیے، سرخ اور پست زمین میں نہیں لگانا چاہیے، اسی طرح نمکین اور شور زمین اور وہ زمین جو موسم سرما میں از حد بار دہو جاتی ہے اور گرما میں سخت گرم ہو جاتی ہے اور وہ زمین جس میں شقوق پیدا ہو جاتے

ہین زیتون کے لیے مفید نہیں ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ زیتون کے لیے سب سے اعلیٰ زمین وہ ہے جو دوسرے نباتات سے بالکل صاف اور خشک ہو، اسی میں یہ زیادہ روغن دار ہوتا ہے، لیکن نیکین زمین میں یا اس میں جو سرخ اور گہری ہو، سردی میں سرد ہو جاتی ہو اور گرمی میں گرم ہو جاتی ہو یا اس میں جو پھٹ گئی ہو زیتون کو کبھی نہیں لگانا چاہیئے، اس کیلئے پتلی اور اچھی زمین مفید ہے،

ابن جلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زیتون کی زمین کے انتخاب کے متعلق جو کچھ رائے مجھ کو ملی تھیں وہ یہی تین مشہور علما کلاحت کی تھیں جنکو میں نے پیش کر دیا، سب اس مسئلہ میں متفق ہو گئے ہیں، انکی اس رائے سے اور دیگر اقوال سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ یہ عمدہ اور اچھی زمین سے اجتناب کرتے ہیں، تاکہ زیتون کے پھل میں پانی نہ بھر جائے، اور روغن میں قلت نہ پیدا ہو جائے، کیونکہ اس کا روغن بہت ہی پتلا ہوتا ہے اس میں پانی اور رطوبت بہت زیادہ ہوتی ہے جسکی وجہ سے وہ زیادہ ٹھہر نہیں سکتا، جو زمین کہ زیادہ مرطوب ہوتی ہے وہ اس میں رطوبت کا اضافہ کرتی ہے جس کی وجہ سے روغن میں کمی پیدا ہو جاتی ہے، جس قسم کی زمین کو علما کلاحت نے زیتون کے لئے منتخب کیا ہے اس کے اوصاف جدا گانہ ہیں، لیکن در اور شاخیں اسی زمین میں زیادہ بڑھتی ہیں جو زیادہ اچھی ہوتی ہیں،

قسطوس نے بھی اس کی تائید کی ہے کہ تر زمین سے زیتون کو ایک انس ہے اس میں بھی طرح وہ تقویت حاصل کرتا ہے اور عمدگی سے پھلتا ہے، لیکن

پھر یہ کہتا ہے کہ اس کے لیے سب سے اچھی زمین وہ ہو جو صاف ہو اور پتھر ملی ہو،  
 تمام علمائے فلاح اس پر متفق ہیں کہ زیتون کے لیے ہوا کی کثرت بہت  
 زیادہ مفید ہے، اس لیے اس کو یا تو پہاڑوں میں لگانا چاہیے یا بلند زمینوں میں  
 بونا چاہیے جہاں نہ تو زیادہ برف گرتی ہو اور نہ زیادہ اودے برستے ہوں نہ  
 زیادہ ٹھنڈی ہو چلتی ہو نہ زیادہ گرم ہو چلتی ہو لیکن گرم ہوا کی زیادتی اُسکیلے مضر نہیں ہے،  
 بلکہ گرم ملکوں میں اس کا روغن سہولت سے نکلتا ہے اور سرد ملکوں میں روغن  
 کے نکالنے میں دشواری پیدا ہوتی ہے روغن کے لیے تو ٹھنڈی ہوا موافق پڑتی  
 ہے کیونکہ اس کو برتن میں رکھ کر مکان کے شمالی حصے میں رکھنے کا حکم دیا گیا ہے،  
 اس سے اس کا ذائقہ اور مزہ بدل جاتا ہے، لیکن آفتاب کی گرمی اس میں برف  
 اثر ڈالتی ہے، یہ قول کسیوس کا ہے،

زیتون کے لگانے کا وقت اور اس کے لیے کس قسم کے گڈھے کھودے  
 جاتے ہیں ان سب کا بیان گدڑچکا ہے لیکن مختصر طریقہ پر ہم پھر ذکر کرتے ہیں  
 تاکہ اس نوع مخصوص کے متعلق کچھ باتیں معلوم ہو جائیں،

یونیوس کہتا ہے کہ زیتون کے لگانے کے دو وقت ہیں، ایک خریف  
 میں دوسرے ربیع میں، خریف کا موسم سب سے اعلیٰ ہے اس لیے بارش  
 کے موسم سے بیکر سردی کے موسم تک اس کو لگانا چاہیے، جب سخت سردی  
 شروع ہو جائے تو ربیع تک اس کام کو بند کر دین پھر ربیع میں شروع  
 کریں جبکہ شمالی ہوائیں در دشور سے چل رہی ہوں، اسی کا قول ہے کہ سب سے  
 اچھا پودا وہ ہے جو گڈھے میں لگایا جائے اور گڈھا ایک سال میٹر بنائیگی ہو

اس کے متعلق تفصیلی بیان کیا جا چکا ہے، اسی طرح گڈھے کی وسعت زمین کے فراج کے لحاظ سے ہونی چاہیئے اس کا ذکر بھی ہو چکا ہے، بلند زمین میں گڈھے کا عمق اور عرض دو ہاتھ رکھنا چاہیئے، اور پست زمین میں اس سے زیادہ رکھنا چاہیئے، بہت سے لوگ زیتون کے لیے پست ہی زمین میں گڈھاتیا کرتے ہیں، کیونکہ اس قسم کی زمین میں وہ جلدی بڑھتا ہے اور پھل، طوبت کی وجہ سے کمزور ہوتے ہیں، لیکن خطرہ اس کا ہے کہ ہوا اس کو گرانا دے،

ابن جاج کہتے ہیں کہ یہ قول قسطوس کے قول کو مؤکد بنا دیتا ہے، وہ یہ کہ مرطوب زمین زیتون کے درخت کو زیادہ بڑھاتی ہے لیکن روغن کے متعلق دونوں ساکت ہو گئے ہیں، اور یہی اسکا حل ہے،

یونیوس کا بیان ہے کہ بعض لوگ زیتون کی جڑ کو چیر ڈالنے میں اور اسی چیرے ہوئے حصہ کو لگا دیتے ہیں، اور بعض آدمی منع جڑ کے پودے کو لگاتے ہیں، لیکن بعض شاخیں کاٹ کر لگاتے ہیں، انون جو فلاح کا ماہر تھا اسی طریقہ سے زیتون کی زراعت کرتا تھا، یعنی یہ کہ شاخون کو کاٹ کر لگاتا تھا، اور جب شاخیں بڑھ جاتی تھیں تو دوسری جگہ پر منتقل کر دیتا تھا، جب پودے لگا جائیں تو اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ اچھی خنس سے ہوں، شاخیں نرم ہوں ایسے درخت سے لیجائیں جو نئے ہوں،

دمیترطیس کا قول ہے کہ زیتون کی شاخیں نرم ہونی چاہیں اور ایسے خرت سے لیجائیں جو ابھی عالم شباب پر ہو، ثمالیوس کہتا ہے کہ زیتون کے درخت سے نقل، اوتاد اور بجر سب ہی بوسے جاتے ہیں، نقل، اوتاد کا ایک جز ہے اور

اور اوتا دشاخ کا وہ حصہ ہے جو ایک ہاتھ کے برابر لانا اور ایک مٹھی کے برابر موٹا ہو اور پھر درخت میں جو گہرین پڑ جاتی ہیں ان کو پھر کہتے ہیں، انڈے کے مشابہ ہوتا ہے یہ زیتون کے پرانے اور بڑے درختوں میں پایا جاتا ہے، یہ بسولہ سے کاٹ کر شاخ سمیت لگایا جاتا ہے بعض وقت یہ شاخوں کی آڑ میں ہوتا ہے اس وجہ سے شاخیں بھی ساتھ ہی کاٹ دی جاتی ہیں اور پھر لگا دی جاتی ہیں، اوتا دسے یہ بہت اچھا ہوتا ہے،

فورافسٹایوں کہتا ہے کہ زیتون کے اوتا د پھیلا کر الٹ کر لگائے جاتے ہیں، تیرسیدھا کھڑا کر کے بھی لگاتے ہیں،

ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے زیتون کی ایک ایسی شاخ لی جس میں گہرین تھیں اور گڈھے میں اس کو ٹا کر اس پر سے مٹی ڈال دی، چنانچہ میں نے دیکھا کہ اس سے اچھا کوئی درخت نہ پھلا، اسی طرح میں نے زیتون کی ان چھوٹی شاخوں کا اندازہ لگایا جو ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے برابر تھیں کہ وہ بلا کسی خیال کے زمین میں گاڑ دی گئیں، پھر بھی نشوونما پا گئیں، حالانکہ ان شاخوں میں کوئی گرہ نہ تھی، لیکن اس قسم کی شاخوں کے استعمال سے قدار نے ممانعت کی وہ بوٹی اور گرہ دار شاخوں کے لگانے کو پسند کرتے تھے، ان کا خیال ہے کہ کم سے کم سات ہاتھ یا اس سے زیادہ لابی شاخیں کاٹی جائیں اور عریق گڈھوں میں مٹی ڈال کر لگا دیا جائے خود بخود آہستہ آہستہ قوت پکڑتی جائیں گی، لیکن نرم شاخ ہین لگانی چاہیئے، بلکہ موٹی اور سخت شاخ کو منتخب کرنا چاہیئے، اس سے ان کی غرض یہ ہے کہ گرہین شاخوں میں ضرور پائی جائیں، لیکن میں نے ایسی

شاخیں بھی دیکھیں جنہیں گرہیں تو نہ تھیں لیکن اور اوصاف موجود تھے، ان کے  
 اوپر کی چھال بٹکا لکر لگائی گئی تھی، مگر پھر بھی نہایت عمدگی کے ساتھ انھوں نے  
 زمین کو پکڑ لیا تھا، اسی طرح میں نے دیکھا کہ ایک نئی نرم شاخ کے اس آخری  
 حصہ کو جس میں سختی تھی کاٹ کر لگا دیا گیا، تو وہ بھی اُگ آیا،  
 یونیوس کا قول ہم دوبارہ نقل کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ جو شخص پودا لگانا  
 چاہتا ہے وہ سب سے پہلے گڈ حاکھو دے اور اس کے بیچے کی مٹی کو کھود کر  
 اوپر کر دے، اور دو تین مرتبہ وقفہ سے سیراب کرتا رہے اور مٹی سے ملی ہوئی  
 کھاد چار انگل کے برابر ڈالنی چاہیے اور شاخ یا پودے میں گائے کا گوبر لپیٹ دینا  
 چاہیے،

ابن جراح کہتے ہیں کہ میں اس کا ذکر چکا ہوں کہ ان گڈھوں میں ریت  
 بھی ڈالنی چاہیے جو ان پودوں کے لیے بنائے جاتے ہیں، جن میں جڑیں  
 نہیں ہوتی ہیں، جیسے اوتاد وغیرہ، ریت ان کو خشک نہیں کرے گی،  
 بلکہ ان کے لیے نافع ہوگی اور ان کے نشوونما میں معاون ہوگی، بلکہ اگر  
 وہاں رطوبت ہوگی تو اس کو جذب کر لے گی خواہ وہ کیسے ہی پانی کی رطوبت  
 کیوں نہ ہو،

یونیوس کہتا ہے کہ زیتون کے لیے زیادہ سیرابی کی ضرورت نہیں ہے  
 اسکی کثرت اس کو دانت تک پہنچا دیتی ہے، جس وقت زیتون کی شاخ  
 درخت سے لی جائے اسی وقت اس کو لگا دینا چاہیے، زیتون کی شاخ کم سے  
 کم دو ہاتھ لانی ہونی چاہیے، کاٹتے وقت اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ اگر



درخت کے تنے سے کچھ حصہ آجائے تو بہت اچھا ہے تاکہ اگنے میں آسانی ہو، شاخیں نرم اور صاف ستھری ہونی چاہئیں اس کے پھلکے پھٹنے نہ ہوں پس اگر ان اوصاف سے وہ منصف ہوں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ بہت جلد نشوونما پائیں گی اور پھل لائیں گی، جو شاخیں کہ موٹی ہوتی ہیں وہ زیتون کے مزاج کے موافق ہوتی ہیں اور جو پتلی ہوتی ہیں وہ اس کے منشار کے مطابق نہیں ہوتی ہیں،

یونوس کا یہ بھی قول ہے کہ جو شاخ کہ پرانی ہو اور اسکی چھال پھٹی ہو تو وہ مشکل سے بڑھے گی، ابن جراح اس کے اس قول کی تشریح اس طریقہ پر کرتے ہیں کہ یہ وہ پرانی شاخ ہے جس میں گرہ نہ ہو لیکن اگر گرہ موجود ہو تو بہت جلد بڑھے گی، یونوس کی یہ بھی رائے ہے کہ بلند اور مرتفع زمین کے لیے زیتون کی شاخ کم سے کم دو ہاتھ لابی کاٹی جائے اور پست زمین کے لیے چار ہاتھ یا اس سے زیادہ لابی ہو، شولون کی بھی یہی رائے ہے کہ زیتون کی شاخ پہاڑی ملک کے لیے چھوٹی ہونی چاہیے، لیکن پست اور نرم زمین کے لیے اس سے زیادہ طویل ہونی چاہیے، اور اسکی اصلی وجہ یہ ہے کہ پودے بلند مقام کی زمین سے اس کی سختی اور بوسنت کی بنا پر مادہ کم جذب کرتے ہیں برخلاف اس کے پست زمین میں وہ کافی طور پر مادہ حاصل کرتے ہیں اکثر کاشتکاروں کا بھی اصول ہے کہ اچھی زمین کو مدتوں تک بلا کاشت کے چھوڑ دیتے ہیں اور خراب زمین کو اس سے کم مدت میں کارآمد بنا لیتے ہیں، (شولون کا قول ختم ہو گیا) یونوس کہتا ہے کہ شاخوں کے سروں کو زمین کے اوپر رکھنا چاہیے

اس کے خلاف کرنے میں شاخ خراب ہو جائے گی لیکن قرواطفس اس کا لطف ہے یہ کہتا ہے کہ شاخ الٹ کر لگائی جائے اور اس ترکیب کی اس نے تعریف کی، ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے بھی ایسی شاخ کو جلد بڑھتے دیکھا ہے، یونیوس لکھتا ہے کہ بہت سے لوگ اس کا مشورہ دیتے ہیں کہ زیتون کے لگانے کے وقت ایک پتھر بھی گڈ سے میں ڈال دیا جائے تو اچھا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ جب پتھر داخل کیا جائے تو اس کو کم سے کم ایک ہاتھ زمین کے اندر گاڑ دینا چاہیے، اور اس کے اوپر سے مٹی ڈال دینی چاہیے، تاکہ گرمی میں پتھر کی برودت کی وجہ سے درخت کی جڑیں ٹھنڈی رہیں، اور سردی میں گرم رہیں، کیونکہ پتھران دونوں کیفیات سے متصف ہوتا ہے، یہ صورت جو ابھی ذکر کی گئی، ریتیلی زمین کے لیے زیادہ مفید ہے، اور دوسرے قسم کی زمینوں کیلئے بھی مفید ہے، لیکن اس سے کم مفید ہے، پتھر کو گڈ سے کے افضل حصہ میں رکھنا چاہیے، یونیوس کی رائے ہے کہ شاخ میں سے تین چوتھائی تو زمین کے نیچے رکھنا چاہیے اور ایک چوتھائی اوپر رکھنا چاہیے، شاخ کا جو حصہ کٹا ہوا اوپر نظر آئے اس کو مٹی اور خس و خاشاک سے لپیٹ دینا چاہیے۔

اچھے کسان کا یہ فرض ہے کہ وہ زیتون کو صاف بندی کے ساتھ لگائے کیونکہ ترتیب سے درخت سرسبز ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہوا جب درخت کے قطاروں سے گذرتی ہے تو ان کی شادابی اور سرسبزی میں اضافہ کر دیتی ہے جس سے انکی قوت نامیہ بڑھ جاتی ہے اور پھل بکثرت آتے ہیں، صاف ہمیشہ مشرق سے مغرب کی سمت میں اور جنوب سے شمال کی سمت میں قائم

کرنی چاہیے، لیکن آپس میں جو فاصلہ ہو وہ مساوی ہونا چاہیے، اس طریقہ پر اگر صفت بندی ہوگی تو جنوبی اور شمالی ہواؤں کو آمد و رفت کا موقع مل سکے گا، ہوا کے جھونکوں سے پودوں میں ایک تروتازگی پیدا ہو جائے گی،

یونیوس کتسا ہے کہ وہ پودے جنکی شاخیں ایک دوسرے سے ملا دی گئی ہیں، بہت اچھے ہوتے ہیں ان میں پھل بکثرت آتے ہیں اس لیے یہ بہتر ہے کہ قوطینوں (ایک قسم کا انگور ہے) کی شاخیں لگائی جائیں کیونکہ یہ بہت جلد بڑھتی ہیں اور تیسرے ہی سال تیار ہو جاتی ہیں، اور چوتھے سال میں اگر تم دیکھو کہ درخت اچھی طرح نشوونما پا چکا ہے اور اس میں پھل کثرت سے ہیں تو یہ یقین کر لو کہ یہ درخت تمام دوسرے زیتون کے درختوں سے فوقیت رکھتا ہے، ہر درخت کا جو تخم بویا جاتا ہے وہی اکثر پھلتا ہے، لیکن اگر یہ زیتون کے درخت کا تخم بویا جائے تو اس میں قوطینوں کے پھل آتے ہیں۔

ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ قول مجھ کو بھی صحیح نظر آتا ہے کیونکہ اشبیلیہ میں جبل شرق پر زیتون کے درخت بکثرت ہیں اور ان میں اکثر ایسے ہی ہیں جن کے تخم زمین میں ڈالے گئے ہیں، اس بڑی تعداد میں صرف ایک جگہ پر زیتون کا درخت ہے اور اس کے آس پاس قوطینوں کے چھوٹے چھوٹے درخت بکثرت ہیں بعض ان میں سے بڑے بڑے بھی ہیں، اس سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ زیتون ہی کے تخم سے یہ اُگے ہیں، میرا یہ مقصود نہیں ہے کہ یہ سب کے سب قوطینوں ہی ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ زیتون زیادہ تر پہاڑی اور سخت زمینوں میں نشوونما پاتا ہے جیسا کہ بلوط اور خردب وغیرہ ہیں،

یونوس کہتا ہے کہ ہم زیتون کی کھلیوں کے بونے سے منع نہیں کرتے  
 ہیں بلکہ یہ بھی ایک طریقہ زیتون کی زراعت کا ہے کہ کھلیاں بوئی جائیں، مین  
 موجودہ زمانہ میں اپنے اکثر احباب کے گھر میں قلعینوں ہی کو دیکھا ہے،  
 بعض لوگ پودوں کے لیے وسیع اور مربع شکل کے گڈے کھودتے  
 ہیں اور اس میں چار پودے لگاتے ہیں اور ہر پودہ کو ایک الگ گوشہ میں  
 نصب کرتے ہیں، اگر ان سب کو اپنی جگہ پر چھوڑ دیا جائے تو بہت اچھا ہے  
 اور اگر دوسری جگہ پر لیجانا چاہتے ہیں تو ایک یا دو یا تین جس قدر چاہیں منتقل  
 کر سکتے ہیں، ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس طرح کی زراعت ہم نے جبل  
 شرق میں بکثرت دیکھی، لیکن میرے نزدیک یہ طریقہ اچھا نہیں ہے اس سے  
 پودوں کی نشوونما میں فساد پیدا ہو جاتا ہے،

یونوس کا قول ہے کہ جو شاخ کہ زیتون کے درخت سے لیجائے وہ  
 تروتازہ اور مضبوط ہونی چاہیے، اسکی موٹائی معتدل ہو، جڑ سے کبھی شاخیں  
 نہ کاٹی جائیں بلکہ حتی الامکان درخت کے اعلیٰ حصہ سے کاٹی جائیں، شاخ آ رہ  
 سے کاٹی جائے تاکہ چھال نہ اودھڑ جائے، ہر شاخ کے ایک جانب میں بانس  
 نصب کر دینا چاہیے، تاکہ اس علامت سے اس کے ارد گرد کھودا جاسکے اور اس  
 میں بھی اسی طرح عمل کرنا چاہیے جس طرح کہ اور پودوں میں کیا جاتا ہے،  
 قدیم کاشتکار پودوں کے اطراف و جوانب کو ہر ساتویں دن پر کھودتے  
 تھے، بشرطیکہ زمین مانع نہ ہو، تین سال تک یہ پودے بڑھتے رہیں گے چوتھے  
 سال میں فاضل شاخوں کو پھانٹ دیں اور پھر دوسری جگہ جو اس کے لیے منتخب

لگائی ہو وہاں منتقل کر دین اور اس کے ساتھ جس مٹی میں پودے نے پرورش پائی ہو اس کا تھوڑا جڑ ساتھ لے لیا جائے، زیتون کی اگر شاخیں لگائی جائیں تو وہ بہت اچھا ہے،

زیتون کے پودوں کے منتقل کرنے کے اوقات کے متعلق یونیوس لکھتا ہے کہ اگر گڈھے خرلیٹ میں بنائے گئے ہوں تو ان کو اسی حال میں چھوڑ دیا جائے اور ربیع کے وقت تک ان میں پودوں کو منتقل نہ کیا جائے اور کم سے کم چار مرتبہ پھوڑے سے اطراف و جوانب کو کھود دیا جائے اور چاروں طرف نالیان بنادینی چاہئیں تاکہ پانی آسانی کے ساتھ جڑوں میں پہنچ سکے، لیکن جو گڈھے کے ربیع میں بنائے گئے ہوں ان میں سے ایسی وقت پڑے لگائے جائیں اس کے اطراف و جوانب کو کھود دینا چاہیے اور پہلے ہی سال کے موسم گرما میں اس کو سیراب کر دینا چاہئے بشرطیکہ اس کی سیرابی ممکن ہو جب پودا نشوونما پاجائیں تو شاخ کے فاضل حصوں کو ہاتھ سے نوچ لین، جب خرلیٹ کا دوسرا سال آجائے تو پودہ کے ارد گرد دوبارہ کھود دینا چاہئے اور پھر اس میں کھاد ڈالنی چاہئے، کھاد ڈالنے سے قبل مٹی ڈالنی چاہئے، ورنہ اس کی حرارت جڑوں کو جلا دیگی، موسم سرما آنے سے قبل اگر بارش ہو تو ایک دو مرتبہ اور کھودنا چاہئے، اس سے بہت زیادہ نفع پہنچے گا، جو پانی جمع ہو جائے اس کو نالیوں کے ذریعہ سے جڑوں تک پہنچا دینا چاہئے جب تیسرا سال شروع ہو تو اکثر شاخوں کے سر دن کو لوہے سے کاٹ دینا چاہئے صرف پانچ یا چھ شاخوں کو جو سب سے اچھی ہوں باقی رکھنا چاہئے اور پھر کھاد اور مٹی ڈالیں

درست کرنا چاہیئے، چوتھے سال بھی یہی ترکیب کرنی چاہیئے،

یونیوس زیتون کی کھاد کے متعلق رائے زنی کرتا ہوا لکھتا ہے کہ زیتون کیلئے  
بھیر، بکری، اور دوسرے مویشی کی مینگنیاں نیز گدھا، گھوڑا، اور دوسرے چوپایوں  
کے غلیظ کی کھاد مفید ہے، لیکن انسان کا غلیظ اس کے لیے بالکل موافق نہیں ہے  
اس کا خیال رکھا جائے کہ کھاد کبھی پودوں کی جڑ پر نہیں ڈالنی چاہیئے بلکہ  
اس سے ذرا پرے ہٹ کر تاکہ زمین سے ملکر تھوڑی تھوڑی حرارت جڑوں  
کو پہنچاتی رہے، اکثر باہرین فلاحیت یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ کھاد ڈالنے سے  
قبل بھی مٹی ڈالتے ہیں اور اس کے بعد بھی مٹی ڈالتے ہیں،

یونیوس کہتا ہے کہ ہر تیسرے یا چوتھے سال کھاد ڈالی جاسکتی ہے،  
لیکن سیرابی کے وقت تو ضرور ڈالی جائے، جو مقامات کہ مرطوب ہوں ان  
میں کھاد کم مقدار میں ڈالنی چاہیئے اور ہر سال نہ بچائے بلکہ چند سال گزرنے  
کے بعد دی جائے، لیکن جس زمین میں نشوونما اچھی نہیں ہوتی ہے اس  
میں کھاد بکثرت ڈال سکتے ہیں،

قسطوں کہتا ہے کہ ہر غلیظ انسان کے غلیظ کے سوا زیتون کیلئے مفید ہو لیکن کھاد  
کبھی جڑ میں نہ ڈالنی چاہیئے، اور ہر سال مین و درتہ سے زیادہ دینا درست نہیں  
ہے، کیوس اور دقیرطیس دونوں اس پر متفق ہیں کہ انسان کے سوا سب  
جانوروں کا غلیظ زیتون کے لیے کارآمد ہے لیکن ہر تیسرے سال پر کھاد  
ڈالنی چاہیئے، ابن جاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ان اقوال سے اس کا پتہ چل گیا  
کہ تمام علمائے فلاحیت کا اہم پر اجماع ہے کہ نہ تو انسان کا غلیظ استعمال کیا جائے

اور نہ کھا د کثرت کے ساتھ ڈالی جائے،

زیتون میں بار بار کھا ڈالنے سے بہت سے نقصانات بھی پیدا ہوتے ہیں، بالخصوص جبکہ پھلون میں روغن ہوا اور شاخوں میں رطوبت ہو، کیونکہ کھا ڈالنے سے ان کی رطوبت خشک ہو جائے گی اور ہوا کی تیزی اسکو چھاڑ دیگی، اور بہت سے اطراف و جوانب کی شاخیں ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گی، حتیٰ کہ سوائے چند شاخوں کے کچھ بھی باقی نہ رہے گا، متقدمین نے زیتون کو مرطوب اور تر زمین میں لگانے کو ناپسندیدگی سے نہیں دیکھا ہے، لیکن وہی نقص ہے جسکا ہم ذکر کر چکے ہیں، ابن ججاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ زیتون کی صفائی اور درستگی کے متعلق ہم پھر کسی موقع سے ذکر کریں گے،

فلاحت بنطیہ میں ہے کہ زیتون کے لیے وہ زمین موافق ہے جس کا مزاج تقریباً معتدل ہو اور ذرا برودت کی طرف مائل ہو، مٹی سخت لز و جت مٹھاس ہو اور تخیل کم ہو، لیکن اگر زمین ذرا مائل بہ حرارت ہو تو بھی کوئی نقصان دہ نہیں ہے، بلکہ مفید ہوگی، اس کے لگانے کا وقت اس وقت ہے جب کہ آفتاب حوت کے نصف اخیر میں داخل ہو اور برج ثور تک پہنچے، یہ ان ایام میں درست ہوگا جب کہ چاند کی روشنی بڑھ رہی ہو، کیونکہ یہی دن کارآمد بھی ہیں، جو شخص ان چیزوں کو لگائے یا تو وہ سیاہ رنگ کا ہو یا نیلگون ہوا اسکی عمر تیس سے متجاوز ہونی چاہیے تقریباً شیخ ہو لیکن کوئی حسین اور خوبصورت آدمی ان پودوں کے قریب نہ ہو اور نہ ہاتھ سے چھوئے،

ظاہر کی رائے ہے کہ پودہ کی جڑ میں دودا و قبہ خالص روغن زیتون اور

اور اسی کے برابر میٹھا پانی ڈال دینا چاہیے کیونکہ یہ تدبیر درختوں کو آفات اور مصائب سے بچائے گی جب درختوں میں نمونہ شروع ہو جائے تو ایک آدمی تھوڑا سا روغن اور اتنا ہی میٹھا پانی منہ میں لے اور جیسے جیسے درخت کو گردش ہو اسی طرح وہ آدمی منہ سے روغن ہر طرف پھرتا جائے، اس سے نشوونما کی قوت بہت بڑھ جائے گی، اور شاخیں بھی تروتازہ ہو جائیگی پھل نہایت عمدہ ہوں گے، زیتون سے جو شاخیں لیجائیں وہ کم سے کم ایک ساق کے برابر بوٹی ہوں ان کو جابجا پھیل کر لگانا چاہیے بلکہ اس کا ٹٹ حصہ پھیل دینا چاہیے، اور طول میں ڈیڑھ سے دو ہاتھ تک پھیل دینا چاہیے، ان کے زمین میں لکڑیے گڈھے بنائے جائیں اور ان میں یہ شاخیں پھیلا دی جائیں اور ایک بالشت تک اوپر سے مٹی ڈال دی جائے اور چاروں طرف گھیر کر ایک حوض کی صورت بنا دیں، دن میں ایک مرتبہ اس کو پانی سے ضرور سیراب کرتے رہیں جب نئی شاخیں پھوٹیں اور ایک ہاتھ کے برابر ہو جائیں تو ان میں سے جو کمزور ہوں ان کو نکال دینا چاہیے اور مضبوط کو اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیے، جب منتقل ہونے کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو دوسری جگہ پر منتقل کر دینا چاہیے، زیتون کے لیے خشک، مرتفع اور مستوی زمین بھی موافق ہے، اور اگر اس زمین میں لگایا جائے جو زراعت کے لیے مفید ہے، بشرطیکہ پھٹی نہ ہو تو اس میں بھی زیتون اچھی طرح نشوونما پاسکتا ہے، پھل بکثرت آئیں گے لیکن روغن کم ہوگا اور تھوڑی مدت کے بعد ذائقہ بدل جائے گا، مگر زیتون گھاس والی زمین میں اور تیلی زمین اور عقیق زمین میں اچھی طرح نہیں ہوتا،



رخ کا قول ہے کہ روغن دار درخت مرطوب زمین سے نفرت کرتے  
 ہیں، جس طرح روغن کو نفرت ہے، زیتون کا درخت نہایت عمدہ ہوتا ہے،  
 خدا نے اس کو شجرہ مبارکہ کے لقب سے یاد کیا ہے، اسکی مختلف قسمیں ہیں،  
 اس کے پودے جڑوں کے ساتھ منتقل کیے جاتے ہیں اور بلا جڑ کے  
 بھی منتقل کیے جاتے ہیں، اس کی شاخیں بھی لگائی جاتی ہیں خواہ وہ کتنی ہی  
 ضخامت کی کیوں نہ ہوں، شاخوں کی اعلیٰ حصہ کو کاٹ دیا جاتا ہے اور  
 ان میں نہ کوئی پتہ چھوڑا جاتا ہے اور نہ کوئی شاخ چھوڑی جاتی ہے لیکن  
 یہ ترکیب ان کے ساتھ ہوتی ہے جو منتقل کر دیئے گئے ہوں،  
 ان پودوں کا طول جو منتقل کئے جاتے ہیں اتنا رکھنا چاہیے کہ چرنے  
 والے جانور ان تک نہ پہنچ سکیں، کم سے کم بھر قدم آدم رکھنا چاہیے اور  
 ان کے ارد گرد چٹائی لپیٹ دینی چاہیے تاکہ وہ اچھی طرح محفوظ رہیں، زیتون  
 کی گرہ دار شاخ اور جڑ بھی لگائی جاتی ہے، یہ بیان کیا جاتا ہے کہ افریقہ سے  
 اندلس میں اسی طرح ایک زیتون کا درخت منتقل کیا گیا تھا لیکن یہ وہ وقت  
 تھا جبکہ اندلس میں قحط عظیم واقع تھا تمام درخت اور پودے خشک ہو گئے تھے،  
 رخ کہتا ہے کہ میں نے اس کا تجربہ کیا تو اچھا پایا، زیتون کے گڈھون کی گہرائی  
 اتنی ہونی چاہیے جتنی کہ پودوں کی لنبائی منتقل کرنے کے وقت ہوتی  
 ہے، چھ بالشت یا اس سے کم یا زیادہ رکھی جائے، جس قدر ضرورت محسوس  
 ہو اتنا گہرا گڈھانا چاہیے، لیکن بڑا وسیع گڈھا چھوٹے اور تنگ گڈھون سے  
 زیادہ اچھا ہے، خصوصاً جب کہ پودوں کو منتقل نہ کیا جائے بلکہ ایک ہی جگہ

پر رکھا جائے، اگر پودا چھوٹا ہو اور گڈھا زیادہ عمیق ہو یا اس کے اندر کی مٹی اچھی نہ ہو تو زمین کی مٹی میں تھوڑی کھا دھنلو تاکہ جس قدر مناسب سمجھیں ڈال دیں، زیتون کے درختوں کے درمیان چوبیس ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے بشرطیکہ خط مستقیم پر واقع ہوں، اس سے زیادہ فاصلہ رکھنے میں زمین کو بیکار کرنا ہے جس طرح کہ زیادہ تنگی درخت کو نقصان پہنچاتی ہے، نرم زمین میں زیتون کے درختوں کے درمیان پچاس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیے، لیکن ہر سمت کا بعد برابر ہونا چاہیے اہل شام بھی پچاس ہاتھ فاصلہ رکھنے کے موید ہیں، قطبی اس سے زیادہ فاصلہ کو ناپسند کرتے ہیں، بہر حال کم سے کم چوبیس ہاتھ کا فاصلہ تو ضرور رکھنا چاہیے، اس کے لیے بہتر طریقہ یہ ہے کہ زمین اچھی منتخب کی جائے کیونکہ اچھی زمینوں میں درخت زیادہ بڑھتے ہیں اس بنا پر ایک دوسرے کے درمیان میں زیادہ وسعت کی ضرورت پڑتی ہے برخلاف اس کے پتلی زمین میں اتنی وسعت کی ضرورت نہیں ہوتی،

میری رائے جیسا کہ میرا قدیم تجربہ ہے یہ ہے کہ زیتون کے لیے جو گڈھا بنایا جائے وہ مذکورہ بالا گہرائی سے زیادہ ہو، کیونکہ اس کے پودے کے لیے اس کی ضرورت ہے کہ کوڑنے کے وقت کھلنے اور لوہا لگنے سے محفوظ رکھا جائے، چونکہ وہ زمین کے قریب ہوتا ہے اس لیے اس کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے کہ وہ کھل نہ جائے،

مگر جب گڈھا وسیع اور عمیق رکھیں گے تو اس سے اطمینان ہو جائے گا، میں نے جو تجربہ کیا تو یہ صورت اس کے لیے مفید نظر آئی ہے،

ق کا قول ہے کہ اگر زیتون کے درخت فصل ربیع یا بارش کے علاوہ دنوں میں لگائے گئے ہوں تو وہ دن میں کم سے کم دو یا تین دن برابر سیراب کئے جائیں یہاں تک کہ وہ زمین کو پکڑ لیں، وہ یہ بھی کہتا ہے کہ شاخون کو کاٹ کر سب سے پہلے سات دن تک زمین میں دفن کر دیں پھر آٹھویں دن اس کو لگا دیں اور اس کے بعد پھر اس میں تاخیر نہ کی جائے، میں نے زیتون کے درخت کو اپنی جگہ سے الگ کر کے تقریباً دو مہینہ کے بعد لگایا ہے لیکن اسکو کوئی نقصان نہیں پہنچا، زیتون کے پودے یا اوتاد یا شاخیں اگر اس وقت لگائی جائیں جب کہ اس میں پھل آرہے ہوں تو یہ زیادہ اچھا ہے بہ نسبت اسکے کہ اس وقت لگائیں جب پھل پک گئے ہوں،

## فصل

زیتون کی گٹھلی کو اکتوبر میں بونا چاہیے اور وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو اور دوسرے گٹھلی دار درختوں کے لیے بتایا گیا ہے، اس نے کہا ہے کہ چار سال کے بعد یہ درخت تیار ہوگا، جو درخت کہ منتقل کیے جائیں ان کے لیے ایک صورت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ پودوں کی جڑ میں گائے کا گوبر جو بلوط کی راکھ میں تھوڑے پانی کے ساتھ مخلوط کیا گیا ہو پلیٹ دینا چاہیے، بعض نے یہ کہا ہے کہ گڈھے کے اندر چند تر کنکڑیاں بھینک کر بجائیں اور ان کے اوپر سے مٹی ڈال دی جائے، بعض نے یہ لکھا ہے کہ اگر زیتون کے پودے کے ارد گرد تخم خرفہ چھڑک دیا جائے تو بہت جلد نشوونما پائے گا، زیتون کو

منقل کرنے کے بعد دو سال تک اس مین کھاد نہ ڈالیں، بعض لوگوں نے یہ بھی مشورہ دیا ہے کہ زیتون کی زراعت کرنا اس کی زمین کو کوڑ کر درست کرنا اس کو سیراب کرنا یہ سب کام ایک متقی پر میزگار شخص کو کرنا چاہیے جو فواجش میں مبتلا نہ ہو، اس سے پھل بکثرت آئیں گے اور عمدہ ہوں گے، اگر اس کا زارع ایسا شخص ہو جو خدا کی دی ہوئی چیز دن پر قانع ہو تو اس میں برکت زیادہ ہوگی، اس کا اچھی طرح خیال رکھنا چاہیے کہ اس درخت کے پاس نہ کوئی حائضہ عورت نہ کوئی جہنی شخص نہ کوئی بلج عورت اور نہ کوئی فاجر آدمی جائے اس سے پھل کم آتے ہیں اور بد مزہ ہوتے ہیں، خصوصاً اس وقت جبکہ پودہ لگایا جائے ان میں سے کوئی بھی سامنے نہ ہو، کیونکہ روغن زیتون پاک و صاف ہے اس لیے پاک آدمیوں کے سوا دوسرے لوگ پاس نہ پھٹکیں۔

زیتون کے درخت کو اگر نہ سیراب کیا جائے تو کوئی ہرج نہیں ہے اور اگر سیراب کر دیا جائے تو بھی کوئی مضر نہیں ہے، زیتون اور اس کے انواع اور اقسام مثلاً قلعینون وغیرہ کی ترکیب بھی کیجاتی ہے، ترکیب کا بیان پھر آئیگا، زیتون کی ترکیب رقعہ کے درخت کے ساتھ اس کے کاٹنے کے بعد کیجاتی ہے، جنوری کے مہینہ میں جس درخت کی ترکیب کیجائے اسکی شاخون کے ساتھ وہی عمل کرنا چاہیے جو اخیر کے درخت کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور زیتون کے درخت کی ترکیب میں وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو رقعہ کے ساتھ اختیار کیا جاتا ہے اور اس کی ترکیب مارچ کے مہینہ میں ہوتی ہے،

## فصل

اگر زیتون کی جڑ کسی وجہ سے جل جائے تو جلے ہوئے حصہ کو تیز لوہے سے کاٹ دینا چاہیئے اور جلی ہوئی مٹی کو بھی ادھر سے ہٹا دینا چاہیئے، طمین ہے کہ جلی ہوئی مٹی درخت کی سرسبزی کو زائل کر دیتی ہے، اور اگر درخت کے اوپر کا حصہ یا کوئی دوسرا حصہ کسی تیز ہوا کی وجہ سے ٹوٹ جائے تو تیز لوہے سے اس جگہ کو کاٹ کر برابر کر دینا چاہیئے، جب پھر شاداب ہو جائے تو جو شخص گزرے وہ ہاتھ سے کمزور کو توڑ ڈالے اس کے بعد دو سال تک اس کو لوہا نہ لگنے دینا چاہیئے، اور اگر چڑھ مین سے کوئی شاخ ٹوٹ جائے یا اگر جائے تو بقیہ کو آگ سے جلا دینا چاہیئے اور وہی تدبیر کرنی چاہیئے جو اس سے قبل بتائی گئی،

## فصل

زیتون کو بارش کے دن مین نہ توٹنا چاہیئے اس سے درخت کو نقصان پہنچتا ہے جو زیتون کہ پہاڑ پر ہون ان کو جنوری کے مہینہ میں جھاڑنا چاہیئے بشرطیکہ پوری طرح سے پھلدار ہو گئے ہوں، اس کے پختہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ داغ کے اندر جو پانی ہو وہ سرخ ہو جائے اور جو زیتون کہ نرم زمین میں لگائے گئے ہوں ان کے جھاڑنے کا وقت اس وقت تک نہیں آتا جب تک کہ دانہ سرخ ہو کر سیاہ نہ ہو جائے اور اچھی طرح پختہ نہ ہو جائے، جنوری کے مہینہ میں پہاڑی زیتون بالکل تیار ہو جاتا ہے اس روغن اچھی طرح آجاتا ہے بشرطیکہ کوئی آفت

نہ پہنچی ہو، اور خشک نہ ہو گیا ہو۔ فروری کے مہینہ میں بھی جھاڑا جاسکتا ہے،  
ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ضرورت کے وقت زیتون کھایا جاسکتا ہے،  
لیکن دوسری چیزوں کی موجودگی میں اس کا کھانا ضروری نہیں ہے،

## فصل

زندگی کے بونے کا طریقہ، جس کا دوسرا نام عار اور ہمسائیگی  
خ میں ہے کہ اس کا ذکر تو پھلدار نہیں ہوتا، لیکن مونث میں پھل ہوتا ہے،  
ظاہری رنگ سیاہ ہوتا ہے، بیان بہت زیادہ ہوتی ہیں،  
طین ہے کہ یہ ایک ایسا درخت ہے جو پہاڑی مقامات میں ہوتا ہے  
شور بدبودار زمین اس کے لیے موافق نہیں ہے جس میں ریت بکثرت  
ملگئی ہو، طین ہے کہ اس درخت کا منظر خوشنما ہوتا ہے اگر اس کے قریب  
دوسرے خوشبودار درخت یا پھول ہوں تو بہت اچھا نظر آتا ہے، اس کی  
خاص خصوصیت یہ ہے کہ اس کی خوشبو سے زہریلے جانور بھاگتے ہیں حتیٰ کہ  
سانپ بھی جان پر اس کی خوشبو پاتا ہے بھاگ جاتا ہے لیکن اگر آگ میں  
یہ جلایا جائے اور اس کا دھواں پھیلے تو سانپ بہت تیزی کے ساتھ نرزد  
آئے گا، اور اگر اس کی لکڑی کسی جگہ لٹکا دی جائے تو لڑکے اس سے بہت  
ڈرین گے، اور بھی دوسرے منافع ہیں، پہاڑ کے علاوہ دوسری سخت زمینیں  
اس کے لیے موافق ہونگی اور گرم اور نرم زمین میں یہ عمدگی سے نشوونما  
لے اس کے پتے لانے ہوتے ہیں پھل نہ درنگ کا ہوتا ہے خوشبودار ہوتے ہیں عطر میں ڈالتے ہیں، متنوع

پاتا ہے لیکن بجز زمین میں کسی نہیں ہوتا ہے،

ص اور رخ میں ہے کہ اس کے پودے شاخوں سے بنائے جاتے ہیں اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ وہ جڑ سے اکھڑ لی جاتی ہیں اور اس کے بعد قبر کی شکل کے گڈے کھود کر پھیلا کر لگا دی جاتی ہیں، یہ شاخیں بھی ایک جگہ پر جمائی جاتی ہیں اس کے بعد دوسری جگہ منتقل کی جاتی ہیں، جس طرح اور درختوں کی شاخیں لگائی جاتی ہیں،

اس کے موخ بھی اس طرح لگائے جاتے ہیں جیسے اور دوسرے موخ لگائے جاتے ہیں، اس کا دانہ خریف میں بویا جاتا ہے یا فرجی اور مارچ میں، پودہ جب گڈے میں منتقل کیا جائے تو اس کی گہرائی کم سے کم تین بالشت رکھنی چاہیئے، اور دوسرے درختوں کے درمیان دس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، بقیہ عمل حسب بہت کرنا چاہیئے، کھاد اس میں مطلقاً نہ ڈالی جائے، اگر غلطی سے پڑ جائے تو فوراً اس کو ہلاک کر دے گی خصوصاً جب کہ اس میں سخت بدبو ہو، اس کو پانی سے سیراب کیا جائے تو کوئی ہرج نہیں ہے، اپنے جھنس کے ساتھ ترکیب دی جاتی ہے اور زیتون، بید مشک، کتم، ضرہ، بطم وغیرہ سے بھی ترکیب ہوتی ہے، یہ سب خوشبودار ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ پستہ اور بھی مرکب کیا جاتا ہے، رخ نے لکھا ہے کہ تیب کے ساتھ بھی ترکیب ہوتی ہے، اگر اس کی پتی زیتون کے پھولوں کے قریب کی جائے تو وہ خوشبودار ہو جاتے ہیں،

## فصل

### خروٹ کے بونے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ اس کی چند قسمیں ہیں، ایک اندلی کہلاتا ہے، اسکی دو دو قسمیں ہیں، ایک مذکر جس میں پھل نہیں ہوتا، دوسرا مؤنث جس میں پھل ہوتا ہے، اس کا پھل چوڑا اور کچھ لانا ہوتا ہے، دوسرے ایسی کہلاتا ہے، تیسرا شامی کہلاتا ہے جس کے پھل چھوٹے اور گول ہوتے ہیں چوتھا خیاشنبر کہلاتا ہے،

خروٹ پہاڑی درختوں میں سے ہے، جو خروٹ کہ نرم زمینوں میں لگائے جاتے ہیں ان میں اور پہاڑی خروٹ میں بہت فرق ہوتا ہے، خروٹ ان زمینوں میں جنہیں پتھر نہیں ہوتا اور جو اچھی ہوتی ہیں عمدگی سے ہوتا ہے، اس کی شاخ تمام چھوٹی شاخوں اور کوپون کے ساتھ لگا دیجاتی ہے، جب اس میں جڑ پیدا ہو جائے تو پھر اس کو منتقل کر دین،

اس کے تخم بھی بونے جاتے ہیں لیکن ان کو ریت اور کھاد میں مخلوط کر کے بونے ہیں اور پستے دو انگلی کے برابر کھاد اور مٹی ڈالتے ہیں پھر میٹھے پانی سے سیراب کرتے ہیں، دو سال کے بعد جزری یا فردری میں اسکو دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں، اس کا پودہ چار باشت گہرے گڈے میں منتقل کیا جاتا ہے ایک دوسرے کے درمیان میں بیس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، بقیہ تمام عمل وہی کیا جاتا ہے جو اس سے قبل بتایا گیا ہے،

لے یہ تمام میں کثرت ہوتا جو اس کا پھل خیاشنبری طرح ہوتا جو اس کا زہنیں ہوتا جو کچھ ہوتا جو اس کا پھل سبکی طرح ہوتا ہے لیکن پرزہ ہوتا ہے،



اس کا تلخ اگر لگایا جائے تو اچھا نہیں ہوتا، یہ اپنے بھنس درختوں کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، غیر بھنس کے ساتھ ترکیب نہیں دیجاتی ہے، اس کی ترکیب کا مفصل بیان ترکیب کے باب میں آئے گا، اس درخت کے قریب چھڑی چھڑی طامن ہو کہ خروب بہت زیادہ مقوی ہوتا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ کھس کے پھل خواہ رطب ہوں یا یابس توڑ لئے جائیں، ان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر ڈالے جائیں اور دانہ کے ساتھ اس کو پیس ڈالا جائے، جب آٹا ہو جائے تو تھوڑا سا گھون یا جو کا آٹا اس کے ساتھ ملا دیا جائے، اس کے بعد اس کو گوند حکمر اس میں آٹا کی خمیر تھوڑی سی ڈال کر چھوڑ دینا چاہیے، جب خمیر تیار ہو جائے تو اس کی روٹی پکا ڈالی جائے اور ردغن، چربی، یا شیرینی کے ساتھ ملا کر کھا کی جائے،

ابن حزم کہتے ہیں کہ خروب بوقت ضرورت غذا بن سکتا ہے،

## فصل

ریحان کے بونے کا طریقہ اس کا دوسرا نام ہے

خ نے لکھا ہے کہ یہ بھی پہاڑی درخت ہے، اس کی دو قسمیں ہیں، بری اور بستانی، بستانی کی بھی بہت سی قسمیں ہیں، ایک ہاشمی کہلاتا ہے جس کے پتے چوڑے ہوتے ہیں، دوسرا خیار، تیسرا ہر سفی کہلاتا ہے، جھکے پتے ہاشمی سے بھی بڑے ہوتے ہیں، اور ان میں نرمی اور خوشبو بھی زیادہ ہوتی ہے ایک

لے فارسی میں اس کو مور دیکھتے ہیں

قسم شرقی کہلاتی ہے جس کے پتے بہت زیادہ باریک ہوتے ہیں، دوسری قسم شعری بھی ہے جسکی تین قسمیں ہیں ایک چوڑے پتے کا ہوتا ہے اور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے دوسرا کہلاتا ہے جس کے پتے باریک ہوتے ہیں تیسرا بھی قرہی کہلاتا ہے جس کے پتے شرقی کی طرح باریک ہوتے ہیں، ان سب میں بال ہوتے ہیں جو مٹی اور چون میں نکلتے ہیں، بعض لوگوں نے لبتانی کی ایک قسم حمیر بتائی ہے جسکو انٹی بھی کہتے ہیں اس کا پتہ گول ہوتا ہے، طمین ہے کہ آس خوشبو کا بادشاہ ہے یہ تین شکل کا ہوتا اور اسی طرح تین رنگوں کا ہوتا ہے ایک سبز رنگ کا ہوتا ہے جو عام طور سے مشہور ہے، دوسرا نیلگون ہوتا ہے جو بالکل معدوم ہے بعض لوگ اسکو رومی کہتے ہیں اسکی بتیان پتلی اور باریک ہوتی ہیں تیسرا زرد رنگ کا ہوتا ہے آس کی تین جنسین ہیں ایک ریجانی جس میں خوشبو ہوتی ہے، اسی کی ایک قسم زربہ دوسری خواسانی ہے جس کے پتے بڑے چوڑے ہوتے ہیں اور تیسری ڈونیلگون ہے جس کو پہنے رومی بتایا ہے، اس کی شکلیں بھی تین ہوتی ہیں، ایک وہ جس کے پتے باریک ہوتے ہیں دوسرے وہ جس کے پتے چوڑے ہوتے ہیں، تیسرے وہ جس کے پتے لائے ہوتے ہیں یہی ریجانی کہلاتا ہے جو باریک پتے والے ہوتے ہیں وہ کبھی لائے ہوتے ہیں اور کبھی چھلے ہوتے ہیں،

آس تقریباً ہر قسم کی زمین میں ہوتا ہے لیکن جو سخت ترین شور زمیں ہوتی ہے اس میں نہیں ہوتا ہوا بن جاج رحمہ اللہ کی کتاب میں جو کہ اس کے لئے

رقبلی زمین زیادہ موافق ہوتی ہے اور دوسری زمینیں بھی کارآمد ہوتی ہیں ان  
 کے ٹوخ اور دتد و دون لگائے جاتے ہیں، اس کے بونے کا وقت شباط  
 (جس کو ہندی میں چاگن کہتے ہیں) سے لیکر نصف نisan کے مہینہ تک ہے،  
 (Nisan کو ہندی میں چیت کہتے ہیں) اس کا ٹوخ اس وقت تک نہیں منتقل  
 کیا جاتا جب تک اس میں رگین یا جرین نہ نخل آئیں، اسی بنا پر دتد کا لگانا  
 زیادہ اچھا ہے، اسکی کلیان خیزیران (ایک رومی مہینہ ہے) میں نکلتی ہیں،  
 نرم زمین میں سے وہ زمین اس کے لیے موافق ہوگی جس میں ٹھوڑی  
 سی پہاڑی زمین سے مشابہت ہو جیسے پتھر ملی یا رقبلی زمین، اچھی زمینوں میں  
 بھی یہ لگایا جاتا ہے لیکن اس زمین میں اس کو آفتیں بہت جلد پہنچتی ہیں،  
 زیادہ سردی بھی نقصان پہنچاتی ہے اس سے بچنے کی تدبیر یہ ہے کہ اس کو دھوا  
 سے گرم رکھیں، اور زیادہ گرمی بھی اذیت دیتی ہے حتیٰ کہ وہ جل جاتا ہے، اس  
 سے محفوظ رکھنے کے لیے پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیے، یہ درخت ٹوخ،  
 اوتاد اور تخم ان سب سے لگایا جاتا ہے، تمام جڑ اور مٹی کے ساتھ اس کا پودا  
 اکھیر لیا جاتا ہے اور جان مناسب ہوتا ہے وہاں لگادیا جاتا ہے، اس کے  
 پھل اور اسکی نرم شاخوں کی ٹکیس بھی کیجاتی ہے، اشاخین استسلاف کے  
 طریقہ پر بھی لگائی جاتی ہیں، اس کے اوتاد نصف جنوری میں لگائے جاتے ہیں  
 اس کا تخم طرد میں لگایا جاتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ نومبر کے مہینہ میں اسکے  
 پختہ پھل جو سیاہ ہو گئے ہوں لیکر خشک کئے جائیں اور مٹی کے نئے برتن میں  
 ایسی جگہ رکھے جائیں جہاں تری نہ پہنچ سکے اس کے بعد طرد میں بودیے جائیں

اور اوائل جنوری سے وسط اپریل تک اس کو بوسکتے ہیں جس وقت بومین اس وقت پہاڑ کی مٹی جس میں تھوڑی کھاد اور ریت بھی مخلوط ہو اس میں ڈال دیں، تخم والے پودے میں اس وقت تک پانی نہ ڈالیں جب تک کہ وہ اُگ نہ آئے، جب اُگ آئے تو ہر ہفتہ میں تین بار پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور جس وقت منتقل کیا جائے تو اس کے ساتھ مٹی بھی لے لیجائے، حوض کی صورت کے گڈھون میں اگر منتقل کیا جائے تو بہت اچھا ہے لیکن کم سے کم سال بھر کے بعد ایسا کرنا چاہیئے، ہر دو درخت کے درمیان میں تین بانشت کا قہلہ رکھنا چاہیئے، تین سال یا اس سے زیادہ گزرنے کے بعد پھر منتقل کیا جائے اور مٹی کی بندش بھی ساتھ لے لیجائے، اور جہاں مناسب ہو وہاں لگا دینا چاہیئے ابتداء جنوری سے وسط مارچ تک اسکو گڈھے میں منتقل کر سکتے ہیں بعض نصف جنوری سے نصف اپریل تک کی مدت بتاتے ہیں، اور بعض نو مہرگاہ مہینہ بتاتے ہیں، رخ کا قول ہے کہ جنوری میں خاص طور پر منتقل کرنا چاہیئے اس کے درخت ایک دوسرے سے قریب ہوں تو زیادہ اچھا ہے کیونکہ اس کی شاخیں زیادہ بھڑکتی ہیں اگر قریب رہیں گے تو خوشنما نظر آئیں گے بقیہ تدابیر عمل وہی اختیار کئے جائیں جو مذکورہ بالا درختوں کے لیے بتائے گئے ہیں آس میں پانی بہت ہوتا ہے، اس کا پھول فوراً مہینہ توڑنا چاہیئے بلکہ کچھ دن چھوڑ دیا دینا چاہیئے، تاکہ درخت کی خوبصورتی باقی رہے، درخت کو کچھ وقت ہاتھ سے زیادہ نہ چھونا چاہیئے ورنہ اس سے وہ خراب ہو جائے گا، اور جلد ہی تیار نہ ہوگا،

طہین ہے کہ آئس کے لیے کوئی زیادہ خدمت اور محنت کی ضرورت نہیں ہے، صرف یہ ہونا چاہیے کہ زمین گھاس وغیرہ سے بالکل صاف اور پاک ہونی چاہیے یہ مختلط نباتات کے نشوونما میں نقصان پہنچاتے ہیں، آئس کے پھل کو حب الاس کہتے ہیں، اس سے غذائیں بنتی ہیں، اس کی صورت یہ ہے کہ جب یہ پختہ ہو کر سیاہ ہو جائے تو اس کو دھوپ میں سوکھان کر اس کے بعد لکڑی سے چمک کر دوبارہ دھوپ میں ڈال دین اور دن بھر سوکھنے دین، پھر اس کو چکی میں پیس ڈالیں اور روٹی پکائیں، اسکی روٹیاں بہت اچھی ہوں گی دوسری صورت یہ ہے کہ سوکھنے سے قبل اس کو پانی میں ابال ڈالیں، ابالنے کے بعد اس کا پانی بخود کر پھینک دین، پھر میٹھا پانی ڈال کر ابالیں اور پانی نکال کر پھینک دین اس کے بعد دھوپ میں سوکھنے کے لیے ڈالیں، جب اچھی طرح خشک ہو جائے تو پیس کر آٹا بنالیں، اور گیہوں کا آٹا ملا کر گوندھیں، اس کے بعد تھوڑی دیر کے لیے خمیر اٹھنے کے لیے چھوڑ دین، جب خمیر تیار ہو جائے تو اس کی روٹی پکا ڈالیں، یہ بہت عمدہ غذا ہے جو بدن میں قوت پیدا کرتی ہے اس کو روغن، گھی، گوشت اور میٹھے سے کھا سکتے ہیں،

اس کے خواص میں یہ ہے کہ اس کا تخم جب تلخ زمین میں ڈالا جائے تو اسکی تلخی کو کم کر دیتا ہے، لیکن اس کی شاخیں اور جڑ بسا اوقات زمین کو خراب کر دیتی ہیں، انسان کے بال کے لیے یہ سب سے زیادہ مفید ہے اس کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً جو رطب ہوں ان کو پیس کر بالوں میں لگائیں، یا ان کو خشک کر کے پیس ڈالیں پھر روغن کے ساتھ تر کر کے لگائیں اس سے

بال خوشنما اور سیاہ ہون گے بڑھیں گے اور آفات سے محفوظ رہیں گے، کیونکہ  
یہ چیز تمام ان مادوں کو زائل کر دیتی ہے جن سے بال کو نقصان پہنچتا ہے،  
اگر تہی پسیر اور اسکی لکڑی کو جلا کر دونوں سادی مقدار میں ملائیں اور بال میں  
لگائیں تو اس سے بال بہت بڑھیں گے اور اگر روغن کے ساتھ لگائیں تو اور  
زیادہ اچھا ہو، اور اسکا روغن بھی بنایا جاتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ تر تازہ  
پتیاں لیجائیں اور ان کو اچھی طرح کوٹ کر عرق پٹور لیا جائے پھر اس میں سے  
رُج رطل عرق لیا جائے اور ایک رطل زیتون کا تیل اور دس دہم کے برابر  
آملہ کا تیل اس میں ملا دیا جائے، پھر سب کو ملا کر کوئلہ کی آگ پر رکھ دیں  
جس میں شعلہ نہ اٹھتا ہو، اس طرح وہ تیار ہو جائے گا اور تمام میل چھٹ جگا  
اس کے استعمال کرنے سے بال سیاہ اور مضبوط ہوں گے بڑے اور سخت  
ہوں گے اس کا پانی سرمہ میں ڈال کر اگر گر بنی آنکھ والا بار بار لگائے تو اسکی نگھین  
سرگین ہو جائیں گی، اس کے پھل کا پانی بچھو یا کسی اور زہریلے کیزے کی  
کاٹ کے لیے مفید ہے اس کو دوسرے پانی میں ملا کر پلا دینا چاہیے،  
پہاڑی اس کو نہ کسی گھر میں لگانا چاہیے اور نہ باغ میں اس سے درختوں  
خراب ہو جاتے ہیں،

## فصل

حناء کے بونیکا طریقہ بعض لوگ قطلب بھی کہتے ہیں،  
اسکا پھل حنہ احمہ کہلاتا ہے، اور ایک قوم اس کو قابل اسمہ کہتی ہے

یہ بھی پہاڑی درخت ہے اسکی پتیان ہنیں گرتیں، طمین ہے کہ یہ بتانی  
درخت ہے یہ نرم زمینوں میں بھی لگایا جاتا ہے بشرطیکہ پہاڑی زمین سے کچھ  
مشابہ ہو جو خود بھی اگاسکے، پست اور نیچی زمین میں بھی اگر لگایا جائے تو بڑھتا  
ہے اور سرسبز و شاداب ہوتا ہے،

میں نے لکھا ہے کہ اس کا تخم بویا جاتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ سب سے  
پہلے مٹی کے طرقت میں پہاڑی مٹی ڈالکر بوئیں اس کے بعد جب ایک سال  
گزر جائے تو اس کو حوضوں میں منتقل کر دیں، تاکہ وہ نشوونما پاتا رہے، دو  
سال کے بعد اس مقام پرے جائیں جہاں اس کے لیے گڈھاتیار کیا گیا ہو اور  
اسی کے ساتھ تھوڑی سی مٹی بھی لے جائیں، پہاڑ میں جوتے پودے ہوں اونکو  
اکھاڑ کر باغوں میں منتقل کر سکتے ہیں، اسکی تدبیر یہ ہے کہ زمین سے پودے مٹی  
سمیت اکھڑیے جائیں اور جڑوں اور رگوں کو محفوظ کرنے کے بعد گڈھوں میں  
یوچوئیں جنکی گہرائی کم سے کم چار باشت ہو اور پودوں کے چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہئے  
اس کی زراعت جنوری کے مہینہ میں شروع ہوتی ہے، پانی سے اس کو اس وقت  
تک سیراب کرتے رہنا چاہئے جب تک کہ اچھی طرح یہ مضبوط نہ ہو جائے، بلکہ  
یہ طرز عمل ہر درخت کے ساتھ رکھنا چاہئے،

پہاڑی درختوں کے منتقل کرنے کا سب سے اچھا وقت موسم خریف ہے،  
اگر اچھی طرح پانی سے سیراب نہ کیا جاسکے تو کوئی ہرج ہنیں ہے کیونکہ یہ پہاڑی  
درخت ہے، اس درخت کی تکبیس ہنیں ہوتی ہے، نہ اس کے طوخ اور اوداماد  
لگائے جاتے ہیں، اس کے پودے اور تخم اسی طرح لگائے جاتے ہیں جس طرح

کفر و کفر، بطم، اور یحان، وغیرہ لگائے جاتے ہیں،

## فصل

قسط کے لگانے کا طریقہ اسکو شاہ بلوط اور قسطون بھی

کہتے ہیں،

رخ کا قول ہے کہ اسکی چند قسمیں ہیں ایک ایسی کہلاتا ہے دھیرا برجی کہلاتا ہے جو اس سے چھوٹا ہوتا ہے اس کے اوپر کا چھلکا باریک ہوتا ہے آگن کھانے سے فوراً نکل جاتا ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ شاہ بلوط ایسی پتلی زمینوں میں لگایا جاتا ہے جس میں کچھ بلندی بھی ہو اگر نرم زمین کے سوا کوئی دوسری زمین نہ ملے تو بہتر یہ ہے کہ ریتیلی زمین میں یا اس زمین میں جو کسی نہر کے کنارہ واقع ہو لگانا چاہئے کیونکہ یہ ٹھنڈی ہو اور مرغوب کہتا ہے اسی بنا پر اس جگہ پر زیادہ شاداب ہوتا ہے، جہاں پر نشانی ہو اکثر ت چلتی ہے اس کے وہی پودے لگائے جاتے ہیں جنہیں جڑ یا رگین نکل آئی ہوں اور اس کے تخم بھی لگائے جاتے ہیں، اس کے لگانے کا موسم وسط خریف سے وسط ربیع تک اس کے پودے اسی طرح لگائے جاتے ہیں جیسے زیتون کے متعلق لکھا گیا ہے، وہ شاخیں درختوں سے کاٹ لیجاتی ہیں جن میں اور دوسری شاخیں نکل آتی ہوں،

بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ خود وہ پھل جو چھلکوں کے درمیان میں ہوتا ہے اگر لگایا جائے تو دوسری چیزوں سے اچھا ہوگا، اس کے گڑھے

لکھا ہے بلوط و قسطون  
میں کی گئی ہیں۔



کی گہرائی بارہ انگل رکھنی چاہیے، اور اس کا سفلی حصہ اوپر اور علوی حصہ نیچے کھنا چاہیے، اس کی زراعت کا وقت جیسا کہ گذرا وسط خریف سے وسط ربیع تک ہے،

دیمقراطیس کہتا ہے کہ شاہ بلوط کے پھل اور اسکی شاخیں دونوں لگائے جاتے ہیں، اس کا پودا چند سال کے بعد منتقل کیا جاتا ہے اس کے لگانے کا وقت وہ ہے جبکہ رات اور دن دونوں برابر ہوں قسطوس بن اشل کا قول ہے کہ شاہ بلوط کے لیے وہ زمین بہتر ہے جو مرتفع اور بار دہو اس کی شاخیں اور اس کے تخم دونوں بوائے جاتے ہیں، اگر شاخیں لگائی جائیں تو ان کو دو سال تک چھوڑ دینا چاہیے تاکہ نشوونما پاتی رہیں، اور اگر تخم بوائے جائیں تو اس حصہ کو جو تیز اور باریک ہے گڈھے میں رکھیں اور اعلیٰ کو آسمان کی طرف رکھیں، جیسے اخروٹ اور بادام کے بیج لگائے جاتے ہیں،

ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قسطوس نے پہلے قول میں دیگر فلاہین کی مخالفت کی ہے یعنی اس کی یہ رائے کہ یہ اس طرح لگایا جائے جیسے اخروٹ اور بادام لگائے جاتے ہیں دوسرے لوگوں کے خلاف ہے، قسطل ایک پہاڑی درخت ہے، یہ خود بخود ان پہاڑوں پر اگتا ہے جن میں پانی کی رطوبت ہوتی ہے، سرد ممالک میں جان پہاڑی مقامات میں اور ہوائیں تیزی سے چلتی ہیں وہاں یہ کثرت سے پھلتا ہے، اگر یہ زمین پتھریلی ہو تو بھی کوئی ہرج نہیں ہے، لیکن گرم ممالک میں اچھا نہیں ہوتا ہے،

طابین ہے کہ خود رو درخت ہے جو پہاڑی اور پتھریلی زمین میں اچھی طرح

پھلتا ہے، سخت اور سرخ زمین میں بھی یہ اگتا ہے، لیکن سفید زمین سے اسکو  
 طبعاً تنفر ہے، اس کے پھل اور اس کی شاخیں بھی لگائی جاتی ہیں، لیکن پودے  
 زیادہ اچھے ہوتے ہیں، یہ پہاڑ سے باغوں میں اس وقت منتقل کئے جاتے  
 ہیں جب کہ یہ بالکل نئے ہوتے ہیں، ان کے ساتھ پہاڑی مٹی بھی لائی جاتی ہے  
 یہ نومبر میں منتقل کئے جاتے ہیں، ان کے گڈھے چار باشت عمیق رکھے جاتے  
 ہیں قبل اس کے کہ پودا اندر رکھا جائے، چند کنکریاں یا تھوڑی ریت گڈھے  
 کے اندر ڈال دیں اور اس میں پہاڑی مٹی بھی مخلوط کر دیں، اس کے پھل جب  
 اچھی طرح پک جاتے ہیں تو مٹی کے نئے ظروف میں رکھ دیئے جاتے ہیں اور  
 ظروف میں ریت ملی ہوئی پہاڑی مٹی ڈالتے ہیں تاکہ فطرتی زمین اس کو صحت  
 ہو جائے، جنوری یا نومبر میں یہ ترکیب کرتے ہیں خصوصاً جبکہ چاند کی رفتار ترقی  
 پر ہو، پھل کا باریک حصہ نیچے کی طرف رکھیں، لیکن بعض ادب کی طرف رکھنے  
 کو اچھا خیال کرتے ہیں، ایک سال کے بعد یہ حوض منتقل کر دیئے جائیں،  
 تاکہ نشوونما پائے، وہاں سے دو سال کے بعد اس جگہ پر لے جائیں جو اس کے لیے  
 زیادہ مناسب ہے اور اس کو مارچ میں منتقل کریں، دو درختوں کے درمیان  
 میں بیس ہاتھ کا فاصلہ رکھیں بلکہ اس سے زیادہ بھی رکھ سکتے ہیں کیونکہ یہ نخت  
 بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں، طاین یہ بھی ہے کہ اسکی زراعت کے وہی طریقے  
 ہیں جو اخروٹ اور بادام کے ہیں،

خ نے لکھا ہے کہ اس درخت کو پانی سے ابتداء سے اس وقت تک حسب  
 تک کہ پھل تیار نہ ہو جائیں، سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اور اگر شب دروز اوسین

پانی پینچتا رہے تو اس کے دانے بہت بڑے ہونگے اور اس میں مؤخر زیادہ ہوگا۔  
 یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ایسی صورت ہو کہ پانی سے سیراب نہ کیا جاسکے تو بھی کوئی ہرج  
 نہیں ہے کیونکہ یہ پہاڑی درخت ہے، یہ درخت جب چھوٹا ہوتا ہے تو اس وقت  
 اس کے جھنسون سے اسکی ترکیب دیجاتی ہے، لیکن جب بڑے ہو جاتے ہیں  
 تو ترکیب نہیں ہوتی ہے، اس کا پھل یا اسکی گٹھلی پانی میں تر کر کے کھائی جائے  
 تو یہ نہایت عمدہ غذا ہوگی جس سے اچھی خلط تیار ہوگی، جو پھل ٹھنڈے پانی میں  
 رکھا گیا ہو وہ شہد سے کھایا جائے اور جو گرم پانی میں ابالا گیا ہو اس کو شکر کے ساتھ  
 کھائیں، انوخا میں ہے کہ اگر تم شاہ بلوط کی روٹی پکانا چاہو تو اس کی ترکیب یہ ہے  
 کہ اس کو توڑ کر دھوپ میں دن بھر ڈال دو اور اس کے ساتھ تھوڑے پنے ملا دو، اور  
 دونوں کو پیس ڈالو، پھر خمیر ڈال کر روٹی پکالو، نہایت عمدہ روٹی تیار ہوگی بھن  
 نے یہ لکھا ہے کہ شاہ بلوط کی روٹی بلوط ہی طرح ہوتی ہے، ابن حزم نے لکھا ہے  
 کہ قسطل (شاہ بلوط) بھی ایک غذا ہے،

## فصل

### بلوط کے لگانے کا طریقہ

اس کی چند قسمیں ہیں ایک کا پھل ذرا لانا ہوتا ہے اور ایک کا اس سے  
 کچھ کم ہوتا ہے ایک شیریں ہوتا ہے اور دوسرا کڑوا ہوتا ہے، یہ درخت بھی  
 پہاڑی ہوتا ہے، چراگاہ یا نہر کے کنارے زیادہ نہیں ہوتا ہے، ابن حجاج  
 رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ دمیقرطیس کا قول ہے کہ بلوط چھاگن میں لگایا جائے

اور اس کے لیے مضبوط اور ٹھنڈی نیر درخت دار اور قوی زمین کی ضرورت ہے،  
گائے کا گوبر مٹی میں ملا کر بطور کھاد کے ڈالا جاتا ہے،

انوں کہتا ہے کہ بلوط کے لیے وہ زمین زیادہ مناسب ہے جو بہت  
سخت ہو اور جس میں رطوبت مطلقاً نہ ہو جیسے پہاڑی یا ریتیلی زمین یا سرخ مٹی  
وغیرہ بارش کے پانی کا اثر جہاں غائب ہو اور وہیں وہ لوہے کی طرح سخت ہو گئی  
اس درخت کے اچھے اقسام باغون میں بھی لگائے جاتے ہیں، موسم گرما میں یہ  
سیراب کئے جاتے ہیں اور ان میں گائے کے گوبر کی کھاد ڈالی جاتی ہے، کھاد  
ڈالنے سے پھل اچھا اور شیریں ہوتا ہے،

مرغوطیس کا قول ہے کہ بعض لوگ بلوط کا تخم نہیں بوتے بلکہ پہاڑ سے  
ان کے درختوں کو منتقل کر لیتے ہیں اور اس طریقہ پر ان کے اچھے قسم کے  
درختوں کو بڑھاتے رہتے ہیں، یہ صورت سب سے سہل ہے بلوط پہاڑی درختوں  
میں ہے یہ پہاڑی یا سخت پتھر ملی زمین میں خود رو ہوتا ہے لیکن ان زمینوں کے  
علاوہ یہ اس نرم زمین بھی ہوتا ہے جو پہاڑی زمین کے مشابہ ہوتی ہے،  
اس کی شاخ لگائی جاتی ہے اور اس کے پھل جب بالکل تیار ہو جاتے ہیں  
تو کسی ظرف میں الٹ کر رکھ دیے جاتے ہیں اور اس کا چھلکا آہستہ سے نکال  
ڈالتے ہیں، اس کا پودا بھلا اور دوسرے درختوں کی طرح منتقل کیا جاتا ہے،  
یہ درخت اگر پانی سے سیراب کیا جائے تو کوئی ہرج نہیں ہے،

حاجن ہے کہ انوفا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص بلوط کی روٹی کھانا چاہے  
اس کو سب سے پہلے یہ کرنا چاہیے کہ پھلون کو ٹھیک اس وقت توڑے جبکہ وہ

مستدل طریقہ پر تیار ہو گئے ہوں یعنی نہ تو ان کو درخت میں خشک ہونے کے لیے  
 چھوڑے اور نہ قبل تیاری کے توڑے، اس کے بعد اس کا چھلکا ہاتھ یا کسی اور چیز  
 سے چککر نکال دے بلوط کا پھل قابض (کیلا) ہوتا ہے اگر کوئی شخص کھائے اور اس میں  
 قبض موجود ہوں اس کو سخت نقصان پہنچے گا، اس کے اصلاح کی ترکیب یہ ہے  
 کہ پھلوں کو پانی میں پکا ڈالیں اس طریقہ پر کہ ان کو مسلسل چوبیس گھنٹہ بار بار پانی میں  
 بکائیے اور پانی میں نمک کے سوا کوئی اور چیز نہ ڈالیں اس کے بعد پانی بھر بدل دین  
 اور چھ گھنٹہ تک ہلکی آگ پر رکھیں تیسری مرتبہ پھر پانی بدل دین اور اسی طرح انکو پکائیے  
 پھر حکمیں اگر قبض کے اثرات چلے گئے ہوں تو خیر در نہ بھر چوتھی مرتبہ پانی بدل ڈالیں  
 اور چار گھنٹہ تک آگ پر رکھیں اس کے بعد پھر ضرورت نہ پڑے گی، جب یہ تدبیر  
 ختم ہو جائے تو ان کو کھلے مقام پر ڈال دینا چاہیئے تاکہ ہوا سے خشک ہو جائیں خشک  
 ہونے کے بعد شاہ بلوط کے پھل لیں اور اس کا چھلکا چھیل ڈالیں پھر ان کو چککر بلوط  
 کے پھل کے ساتھ مخلوط کر دین نصف بلوط یا ثلث شاہ بلوط یہ دونوں قبض  
 کی دافع ہیں پھر ان دونوں کو مپیں ڈالیں اور گیہوں کے آٹے کی خمیر ڈال کر روٹی  
 پکا ڈالیں اس نایت عمدہ غذا ہوگی،

## فصل

جو بلوط کہ سفید ہوتا ہے وہ بہت زیادہ شیرین ہوتا ہے بشرطیکہ نہ تو زیادہ  
 تر و تازہ ہو اور نہ بہت ہی خشک اور پرانا ہو، پانی میں پکانے سے یہ بہت درست  
 ہو جاتا ہے، بلکہ اس قسم کی غذا بہت ہاضم ہوتی ہے اس کے مضر اثرات کے

دفعہ کی صورت یہ ہے کہ چھلکا الگ کر کے پانی میں بھی طرح ابال ڈالیں اس کے بعد کھالیں ،

رازہ کا قول ہے کہ بلوط کی روٹیاں وہی شخص کھا سکتا ہے جو عادی ہو اور جو اس کا عادی نہ ہو گا وہ اس وقت تک اس کے مضر اثرات سے نہیں محفوظ رہ سکتا جبکہ کہ کوئی چکی یا میٹھی چیز یا میٹھا شربت کثرت سے نہ استعمال کرے اور یہ بھی لکھا ہے کہ مین نے بلوط کے متعلق تجربہ کیا ہے اس کا جو ہر غلیظ ، یا بس اور مائل بہ بردوت ہوتا ہے ، دل کو نقصان پہنچاتا ہے اور اس میں خرابیاں ڈالتا ہے ، ابن حزم کا قول ہے کہ وقت ضرورت بلوط بھی بطور غذا کے استعمال کیا جاسکتا ہے ،

## فصل

کمثری (امروہ) کے لگائے طریقے ، عوام الناس اسکو اجنبی بھی کہتے ہیں ،

خ نے لکھا ہے کہ اس کی دو قسمیں ہیں جلی اور بستانی ، اسکی بھی چند قسمیں ہیں ، سکری ، ذکرئی ، قرئی ، سراجی وغیرہ ، ق میں ہے کہ بعض امروہ تو میٹھے ہوتے ہیں اور بعض تلخ ہوتے ہیں ، بعض میں پانی زیادہ ہوتا ہے اور بعض میں پانی کم ہوتا ہے ، بعض بڑے ہوتے ہیں اور بعض متوسط درجے کے ہوتے ہیں ، اور بعض بالکل چھوٹے ہوتے ہیں ،

ابن جاح رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ یونیوس کا قول ہے کہ یہ درخت

عام طور سے بار و زمین کو چاہتا ہے جس میں پانی بکثرت ہو اور جو سرسبز بھی ہو، اس کی شاخیں درخت سے کاٹ کر لگائی جاتی ہیں اور ان کے پودے بھی منتقل کر کے لگائے جاتے ہیں، نیز ان کے اوتار اور تخم بھی لگائے جاتے ہیں، یونیوس کی یہ بھی رائے ہے کہ ان سب سے اچھی ترکیب یہ ہے کہ اسکو دوسرے درختوں سے ملا دیا جائے، جنگلون سے اس کے درخت منتقل کئے جائیں اور دوسری جگہ پر لگا دیئے جائیں، جب کچھ نشوونما پائیں تو ان کو ان کے بعض درختوں سے ملا دینا چاہیئے،

قرور اطمینان کا قول ہے کہ اگر امرود کے لیے ایسی زمین ہو جس کو سیراب کرنے کی ضرورت نہ پڑے یعنی جو بارش کے پانی سے سیراب ہو چکی ہو تو اسکو ابتدائی موسم خریف میں لگانا چاہیئے اور اگر سیراب ہونے والی زمین ہو تو شباط یعنی پھاگن کے آٹھ دن کے بعد لگانا چاہیئے، یہ درخت بار و اور مرطب مقامات کو چاہتا ہے، سخت زمین میں انکی نشوونما مشکل ہے، بعض کا قول ہے کہ امرود کے لیے بار و مرتفع زمین اور ریتیلی زمین دونوں نفع بخش ہیں، لیکن خشک گرم، اور سیاہ زمین موافق نہیں ہے، اسی طرح خندقوں میں بھی نہیں ہوتا، دیمقراطیس نے بیان کیا ہے کہ جس گڑھے میں یہ درخت لگایا جائے اسکو منکر اور پتھر سے صاف کر دینا چاہیئے، لگانے کے بعد اس پر سے چور کی ہوئی مٹی ڈال دینی چاہیئے اور پھر پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اسکی وہ شاخیں جو جڑ کے قریب ہوتی ہیں اور ان میں دوسری چھوٹی شاخیں نکل آتی ہیں، درختوں سے لے لی جاتی ہیں ان کی تکبیس ہوتی ہے اور پھر اس کے تخم بھی لگائے جاتے ہیں

نیز اس کے اتمام بجنا طول کم سے کم تین باشت ہو اور اسی طرح اس کے طوخ بھی لگائے جاتے ہیں ان دینوں میں جو پانی سے سیراب کیجاتی ہیں یہ جنوری اور فروری میں لگایا جاتا ہے، اس طرح ان میں جو مرطوب ہوتی ہیں اس درخت کو جہاں تک ہو سکے برابر سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اگر یہ ممکن ہو کہ اس کو برابر سیراب کیا جائے تو بہت اچھا ہے، اس کے تخم سب سے پہلے فردن میں بوئے جاتے ہیں، لیکن یہ اسکی زراعت کا سب سے کمزور ذریعہ ہے، اس کا پودا جس گڈے میں منتقل کیا جائے کم سے کم چار باشت گہرا ہو یا اتنا ہو جتنا کہ پودے کا طول ہو، بہر حال گڈے میں رطوبت ضروری ہونی چاہیئے جب پودا لگا لگائیں تو اوپر سے مٹی ڈال دیں، بستانی امرود اکتوبر سے جنوری تک لگایا جاتا ہے اور بری امرود خریف میں لگایا جاتا ہے، بستانی کے متعلق یہ تجربہ بیان کیا جاتا ہے کہ اگر اس کا پودا ادائل فروری سے ادائل اپریل تک منتقل کر کے لگایا جائے تو وہ بہت اچھا اور عمدہ ہوتا ہے اور نشوونما بھی جلد پاتا ہے،

غنائے لکھا ہے کہ جو امرود کہ چاند کی تیسری تاریخ کے بعد لگائے جائیں وہ تین سال کے بعد پھلدار ہوں گے اور جو پانچ دن کے بعد لگائے جائیں وہ پانچ سال میں پوری طرح تیار ہوں گے اور اگر دس تاریخ کے بعد لگائیں تو دس برس کے بعد اور بیس کے بعد لگائیں تو بیس برس کے بعد اور اس طرح اگر آخری تاریخوں میں لگائیں تو تیس برس کے بعد وہ ثمر آد ہوں گے، اس لیے اس کا اچھی طرح خیال رکھنا چاہیئے کہ تیسری تاریخ کے بعد لگا دیئے جائیں ورنہ جس قدر تاخیر کریں گے اسی قدر دیر میں بار آور ہوگا،



بعض نے لکھا ہے کہ امرد دیر میں تیار ہوتا ہے اور اس طرح دیر میں دوسرے درختوں سے مرکب ہے، بری اپنی ہر جنس کے ساتھ ترکیب پاتا ہے وہ منتقل شدہ پودوں اور تنخی درختوں کے ساتھ جلد ترکیب دیا جاتا ہے، سفر جل اور سیب سے بھی ان کی ترکیب ہوتی ہے، اگر اسکی کوئی شاخ کاٹ ڈالی جائے اور پھر اس کو کسی امرد وہی کے درخت کے ساتھ ترکیب دیجائے تو بہت اچھا ہوگا، کیونکہ اس سے ترکیب باطل نہ ہوگی، امرد کے درخت کو ہمیشہ پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے اور پھر اسپر کھا ڈالنی چاہیئے، اس میں تھوڑی سی بھی کوتاہی نقصان دہ ہے کیونکہ پہاڑی درخت اسی وقت زیادہ بڑھتے ہیں، جبکہ ان کی کھال نرم اور چکنی رہے لیکن اگر خشک ہوگئی تو یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ وہ اچھے نہیں ہوتے،

طین ہے کہ امرد، ان درختوں میں سے ہے جو ترکیب کو جلد قبول کر لیتے ہیں اور جب جب وہ ترکیب دیا جائے اچھی طرح پھلے گا، امرد کی روٹ سیان بھی پکا کی جاتی ہیں اسکی ترکیب یہ ہے کہ کچھ خام اور کچھ پختہ پھل لیے جائیں اور پھری سے کاٹ ڈالے جائیں پھر ان کو دھوپ میں سوکھنے دیا جائے لیکن پھل کا اور بیج نکال دیا جائے، اس کے بعد بیج سمیت یا اس کے بغیر پیس ڈالا جائے اس کو نہ ابالنے کی ضرورت ہے اور نہ پانی سے صاف کرنے کی ضرورت ہے، آٹے کو گرم پانی سے جس میں تل کا تیل مخلوط ہو گوندھنا چاہیئے اور اس میں تھوڑی سی خمیر ملا کر چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ اس کی خمیر اچھی طرح تیار ہو جائے اس کے بعد تھوڑا سا گھون یا جو کا آٹا ملا کر روٹی پکا ڈالنا چاہیئے اور بطور غذا کے استعمال کرنا چاہیئے

## فصل

عُناَب اور نَبَق کے لگانیکا طریقہ اسکا دوسرا نام رُفوف بھی ہے

طَیْن ہے کہ عُناَب اور نَبَق (یعنی بیر) دونوں دو درخت ہیں، رخ نے لکھا ہے کہ نَبَق کی چند قسمیں ہیں ایک وہ جنہیں پھل بڑے بڑے ہوتے ہیں اور سرخ رنگ کے ہوتے ہیں دوسرے وہ جنہیں اہل (ہاوسیر) کے برابر پھل ہوتے ہیں، تیسرے وہ جو اس سے بھی چھوٹے پھل والے ہوتے ہیں،

طَیْن ہے کہ نَبَق کی چند قسمیں ہیں ایک وہ جنکے پھل سرخ اور بڑے ہوتے ہیں دوسرے وہ جو دراستطیل ہوتے ہیں اور جنہیں مٹھاس بھی زیادہ ہوتی ہے، نَبَق بری ام بستانی دونوں ہوتا ہے، پہاڑوں پر خود بخود بھی آگاتا ہے، میدان اور سخت زمینوں میں بھی ہوتا ہے، اس میں کانٹے بھی ہوتے ہیں، عراسکی زیتون کے برابر ہوتی ہے، پہاڑی اور سخت زمین کو پسند کرتا ہے، اسکی جڑ زمین کے اندر پانی کے یہ تک پہنچتی ہے بلکہ اس سے بھی آگے متجاوز ہو جاتی ہے، بستانی درخت میں زیادہ کھاؤ ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر بکری کی میٹنگنیاں اور کبوتر کی بیٹ ڈالیں تو اس کے لیے نفع بخش ہوگا اور نشوونما پائے گا اسکی جڑ لگائی جاتی ہے اور نئی مٹی ڈالی جاتی ہے، پھر بانی سے سیراب کی جاتی ہے، بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ بیر کے درخت کو جس شخص نے کاٹا وہ تھوڑے ہی دنوں بعد دینا سے رخصت ہو گیا

ابن جراح رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ سمانوس کا قول ہے کہ عُناَب کی شاخیں بھی لگائی جاتی ہیں، اور یہ درخت مرطوب اور تر زمین کو پسند کرتا ہے، دمیقری

کہتا ہے کہ عذاب کی وہ شاخ یعنی چاہیے جو پھلون سے لدی ہوئی ہو ایسی شاخ  
 جلد زمین کو پکڑے گی بعض کا قول ہے کہ عذاب کی گٹھلیاں نہیں بوئی جاتی ہیں  
 کیونکہ اس طرح جو درخت لگایا جائے گا اس کے پھل اچھے نہیں ہوتے ہیں، کیونکہ  
 گٹھلی بڑی ہوتی ہے اور گودا کم ہوتا ہے، سب سے بہتر یہی ہے کہ ایک اچھے درخت  
 کی شاخ لگائی جائے تو ہر سال وہ فزاور ہوگی، جمعرات کے دن جب قمر انحطاط  
 میں ہو تو اس کو ایک ایسے گڈے میں لگانا چاہیے جو تین بالشت گہرا ہو اور  
 بغیر کھاد ملائے ہوئے اس میں مٹی ڈال دینا چاہیے اور ہر گٹھوین دن پانی سے  
 سیراب کرتے رہنا چاہیے، اس کے لگانے کا وقت اد ائل نو مبر سے اد ائل مارچ  
 تک ہے، بعض کی رائے ہے کہ اسکی گٹھلیاں ستمبر یا جنوری کے مہینہ میں  
 طرف کے اندر بوئی جائیں اور اس سے قبل ان کو شق کر ڈالنا چاہیے بونے  
 کے بعد اوپر سے دو یا تین انگل مٹی بھر دیں اور اس وقت تک پانی سے سیراب  
 کرتے رہیں جب تک کہ وہ اگ نہ آئے، دو سال کے بعد اس کو منتقل کرنا چاہیے  
 بعض یہ کہتے ہیں کہ اسکی شاخ اور اس کے پودے اور نیز اسکی گٹھلیاں، جنوری  
 فروری اور مارچ میں بوئی جائیں اور وہ صرف مارچ اور مئی میں لگایا جائے،  
 ہر دو پودوں کے درمیان میں پندرہ سے بیس ہاتھ تک کا فاصلہ رہنا چاہیے  
 یہ نہ تو اپنے جھنس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور نہ غیر جنس کے ساتھ اسی طرح ہیں  
 کسی دوسری چیز کی ترکیب نہیں ہو سکتی کیونکہ اس میں ترکیب کا مادہ ہی کم ہوتا ہے  
 موسم خزاں میں سب سے پہلے اس درخت کی پتیان جھڑتی ہیں اور بڑھنے اور نشو  
 و نما پانے میں سب سے آخری درخت ہے، پانی کی کثرت اس کے لیے مضر

نہیں ہے اور نہ اس کی قلت نقصان دہ ہے کیونکہ یہ بھی پہاڑی ہوتا ہے بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ سخت یا پتھر ملی زمین بھی اس کے لیے موافق ہوتی ہے، سرد کے لگانے کا بھی یہی طریقہ ہے جو عناب کا ہے،

## فصل

### پستہ کے لگانے کا طریقہ،

رخ کا قول ہے کہ یہ بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک باریک اور ایک بڑا لیکن دونوں کے لگانے کا طریقہ ایک ہی ہے، ان میں ایک نہ کر اور ایک مونٹ ہوتا ہے، ابن جلاج رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ یونیس نے اس کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ پستہ کے پھل جو بلا پھیلے ہوئے ہوں لیے جائیں یعنی اس کا چھلکا آفات سے محفوظ ہو، اس کی زراعت اس طرح ہوتی ہے جس طرح اور دوسرے خشک میوہ جات کی ہوتی ہے اور انہیں اوقات میں ہوتی ہے جن میں وہ لگائے جاتے ہیں، قسوس کا قول ہے کہ پستہ کا بڑا دانہ لیا جائے اور باریک دھنی ہوئی روئی میں لپیٹ کر گڈھے میں رکھیں تاکہ وہ کپڑوں سے محفوظ رہے اور جو حصہ کھلا ہو وہ آسمان کی طرف کر دیں،

سادھس کا قول ہے کہ اگر آخر دھت اور بادام پستہ کے ساتھ بونے جائیں تو وہ ان کو پسند کرے گا اس لیے پستہ اور آخر دھت کو ایک ہی جگہ پر بونا چاہیے، شونب کا قول ہے کہ جب پستہ بویا جائے تو اس کے دانہ کو روئی میں لپیٹ دیں تاکہ حشرات الارض سے محفوظ رہے، کیونکہ یہ سختی کی وجہ سے بعض جگہ پر پھوٹ جائے

اور گودانسیاں ہو جاتا ہے جب اس کو روکی یا اون میں لپیٹ دین گے تو کیڑوں سے محفوظ ہو جائے گا، سرخ زمین جو پہاڑی ہو پستہ کے لیے موافق نہ ہو سال کا قول ہے کہ اگر پستہ خشک مقام میں بویا جائے اور زیادہ اچھی طرح نہ پھلے تو بھی اس کا ذائقہ اچھا ہوگا، ریتیلی اور غیر ریتیلی دونوں زمینوں میں یہ عمدہ اور بکثرت ہوگا، طمین ہے کہ فستق پستہ بندق سے اس بات میں تشابہ رکھتا ہے کہ جس طرح اس کی زمین پہاڑی اور سخت ہوتی ہے اسی طرح اسکی بھی، یہاں تک کہ جب پودہ اٹھارتے ہیں تو اس کی جڑوں کے ساتھ پتھر بھی چلے آتے ہیں اور بعض لوگوں نے اس کو اپنے باغ میں لگایا چنانچہ وہ اچھی طرح پھلے،

پستہ کی زراعت دانوں سے بھی ہوتی ہے اور جڑوں کو شاخ سمیت منتقل کر کے بھی لگاتے ہیں، لیکن منتقل کر کے لگائے کی ترکیب بہت اچھی ہے اور چونکہ دانوں میں چھلکا ہوتا ہے اُگنے میں تاخیر ہوتی ہے، پستہ، اخروٹ اور بادام تینوں دیر سے بار آور ہوتے ہیں، پستہ کی زراعت اور اس کے پودوں لگانے کا وقت ادائل اور سے ادائل تیسران یعنی حیت تک ہے، اسی کی طرح بندق کی زراعت بھی ہے، اس کا درخت دوسروں سے زیادہ خوشما معلوم ہوتا ہے، اس کی زراعت گٹھلی، اوداد اور شاخون سے بھی ہوتی ہے، اس کا دانہ کہ غزن میں پہاڑی سفید مٹی ڈالکر بویا جاتا ہے جس میں کھاد بھی ملی ہوتی ہے یا سرخ مٹی ہوتی ہے اسی طرح بجائے غزن کے حوض میں بھی مٹی ڈالکر بویا جاتا ہے، لیکن گٹھلی کو ایک دن اور ایک رات پانی میں صاف ہونے دینا چاہیے پھر

اس کو حوض میں بولین، اور دو دانوں کے درمیان تین بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اور تین انگلیوں کے برابر مٹی ڈالنی چاہیئے، ہر طرف یا گڈھے میں چار دانے بولے جائیں اس طریقہ پر کہ دو کے سرورن کو اوپر کی سمت کریں اور دو کے نیچے کی طرف کر کے بولیں، اس کے بعد پانی سے سیراب کرتے رہیں، پس جس دانہ کا سرا نیچے کی سمت میں ہوگا تو وہ مذکر ہوگا اور کچھ نہ پھلے گا جس کا اوپر کی سمت میں ہوگا تو وہ مؤنث ہوگا اور اس میں پھل آئیں گے،

بعض کہتے ہیں کہ مذکر اس دانہ سے پیدا ہوتا ہے جس کا سرا اوپر کی جانب ہو اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اسکا مؤنث اس وقت تک نہیں پھلتا جب تک کہ مذکر اس کے ساتھ نہ بویا جائے یا اس قدر قریب ہو کہ مذکر کی خوشبو ہوا کے ساتھ پہنچ سکے، اس میں بالکل کجور کی صورت ہوتی ہے ایک قوم نے اس کے مذکر کا نام برقان رکھا ہے اس کے بولنے کا وقت فروری سے وسط ماسح تک ہے، اس کی شاخیں اور اوتاد بھی اسی طرح لگائے جاتے ہیں جیسے اور درختوں میں کرتے ہیں، بعض کا قول ہے کہ شاخ یا تدلینے میں یا تو اس کو توڑنا پڑے گا یا درخت کو جڑ سے کاٹنا پڑے گا،

اس کی تکلیس بھی اسی طرح ہو سکتی ہے جیسا کہ استسلاف کے بیان میں لکھا گیا ہے درخت کی اونچی شاخوں کو ظروف میں لے لیا جائے اور پھر بقیہ تین اسی طرح زیر عمل رکھی جائیں، بہر حال اس کا پودہ جس طریقہ سے بھی لیا گیا ہو دو یا تین سال کے بعد اپنے طرف یا اپنی مٹی کے ساتھ منتقل کیا جائے گا، اور تین یا چار بالشت گھرے گڈھے میں لگا دیا جائے گا بشرطیکہ اپنی نشو و نما

میں منتقل ہونے کے قابل ہو گیا ہو، اکھاڑتے وقت اسکی جڑ یا کوئی شاخ کٹنے نہ پائے، ہر دو درخت کے درمیان میں میں ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیے، پانی سے اس کو سیراب کرتے رہنا چاہیے، یہ طریقہ عمل بندق اور قراسیا میں بھی ہے، وند اور طخ اگر لگایا جائے تو اچھا ہنہین ہوتا ہے، اس کا مذکر مونٹ کے ساتھ اور مونٹ مذکر کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ اس کو بطم کے ساتھ بھی ترکیب دیتے ہیں، اس طرح ضرور، قروان، فوز یعنی بادام سے ترکیب دی جاسکتی ہے، ہم نے خود ترکیب دے کر اس کا تجربہ کیا ہے، یہ سخت بنجر زمین میں بھی لگایا جاسکتا ہے، لیکن تر اور مرطوب زمین ٹھیک نہیں ہے، بلکہ سرخ پہاڑی زمین زیادہ اچھی ہوتی ہے، اس میں ذرا تر اور قوی زمین کا انتخاب کر لینا چاہیے، اس کے لیے زیادہ سیرابی کی ضرورت ہے اور نہ زیادہ زمین کی درشتگی کی ضرورت ہے، اگر پانی زیادہ ڈالا جائے گا تو اسکی رگوں اور جڑوں میں تعفن پیدا ہو جائے گا،

## فصل

### قراسیا کے لگانے کا طریقہ، اسی کو حب ملوک بھی کہتے ہیں

اس کی دو قسمیں ہیں ایک سیاہ ہوتا ہے اور ایک سرخ، اسی طرح ایک حبلی ہوتا ہے اور ایک بستانی، یہ بھی کہا گیا ہے کہ حب الملوک حب صنوبر کے بڑے دانوں کی طرح ہوتا ہے ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ قراسیا کے لیے باروز میں اچھی مٹی ہے، اور اس کے پھل بڑے ہوتے ہیں اور کھانے میں لذیذ ہوتے ہیں، ہمدرد

لے فارسی میں ماہوداد کہتے ہیں،

کا قول ہے کہ قراسیا کی زراعت جنوری اور فروری میں شروع ہوتی ہے، اس کے لیے پہاڑی اور بارد زمین موافق ہوتی ہے، اس کے پھل بڑے بڑے ہوتے ہیں اور ذائقہ دار ہوتے ہیں، اس کی بڑی اور چھوٹی دو شاخیں لگائی جاتی ہیں، اور اس کی گھٹلیاں بھی بولی جاتی ہیں، بعض یہ کہتے ہیں کہ قراسیا ٹھنڈے پہاڑ کی اس زمین میں ہوتا ہے جو پانی سے سیراب کر کے مرطوب بنائی گئی ہو، اسی طرح وہ ریتیلی اور تھریلی اور اس سرخ زمین میں جو مرتفع جگہ پر ہو، عمدگی کے ساتھ نشوونما پاتا ہے، لیکن علی ہوئی سیاہ زمین میں نہیں لگایا جاتا لیکن اگر وہ بھی بہت زیادہ مرطوب ہو تو لگا سکتے ہیں، اسکی گھٹلیاں اور شاخ اور پودے سب ہی لگائے جاسکتے ہیں، کوئی پودہ اس وقت تک نہیں اُگے گا جب تک کہ بچے سے کچھ بڑھانہ ہو، کچھ تنا نکلنے کے بعد اگر لگایا جائے تو بڑھ سکتا ہے، اسکی تکبیس بھی کیجا سکتی ہے، ان تمام طریقوں سے جو پودے منتقل کئے جائیں، وہ جنوری اور نومبر میں منتقل کئے جائیں، اسی طرح پہاڑی قراسیا کی وہ شاخیں جو گرمی میں چھوٹی ہوں اسی زمانہ میں منتقل کیجا جائیں گی اور ان کے اکھاڑنے کے وقت اس کا سماظ رکھنا پڑے گا کہ اس کی رگین نہ کٹ جائیں اور دوسری گوند دار درختوں کی شاخوں کی ٹھٹھ کر نی ضروری ہے، ایسا نہ ہو کہ ان کی رگین کٹ جائیں، قراسیا باغوں میں بھی لگایا جاتا ہے، اس کے لیے سب سے اچھی شاخ وہ ہوگی جو سرخ اور چکنی ہو اور جس کا طول چھ باشت کے قریب اور اس کے دو پودوں کے درمیان میں تقریباً پندرہ ہاتھ فاصلہ رکھنا چاہیے، اسکی گھٹلی کے بونے کا طریقہ یہ ہے کہ بیٹی کے نئے اور بڑے ظروف میں جون کے مہینہ میں بودیے جائیں اور تقریباً یہی زمانہ اس کے کھانے کا بھی ہوتا ہے جو جنوری میں جا کر ختم ہوتا ہے، ان گھٹلیوں کو پانی میں چوبیس دن تک ڈال دینا چاہیے یہاں تک کہ جون کا



مینہ گذر جائے، اور اگر اس کو موسم سرمایہ خریف میں لگائیں گے تو مارچ کے مہینہ میں اس کی نشوونما شروع ہوگی، بعض وقت آئندہ سال میں اس کی ترقی شروع ہوتی ہے اور دو سال کے بعد اس کے پودے منتقل ہونے کے قابل ہوتے ہیں،

اس کے پودوں کو پانی کی زیادہ ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر اٹھویں دن سیرا کرنا کافی ہوگا، اور اگر زیادہ سیراب بھی کریں تو کوئی نقصان بھی نہیں ہوگا لیکن اس میں کھا دھب ڈالی جائے گی تو وہ خرابی پیدا کرے گی اور اگر کثرت سے کھا دھالی گئی تو وہ خشک ہو جائے گا، جب کوئی عمدہ درخت قرسیا کا نظر آئے تو اسکی اعلیٰ شاخوں کی تکلیس کر لو اور ان کو طرف میں اسی طرح رکھو جیسا کہ بتایا گیا ہے، لیکن یہ اکتوبر میں کرنا چاہیئے، اور طرف سے تین سال کے بعد نومبر میں منتقل کر دینا چاہیئے، اور یہ ایک دوسرے کے ساتھ مرکب بھی ہو سکتا ہے، اور شفا لو وغیرہ کے ساتھ بھی ترکیب دیج سکتی ہے یہ بادام اور غیر ار کے ساتھ بھی مرکب ہو سکتا ہے، جو درخت کہ بہار سے منتقل کیے جائیں اور وہ اچھی طرح تیار نہ ہوئے ہوں تو دو سال کے بعد انکی ترکیب کیجائے تاکہ وہ اچھی طرح نشوونما پا جائیں،

جو شخص جلد اس کا پھل کھانا چاہتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ گٹھلی سے جو پودہ تیار ہو اس کو ایک ہی سال میں ترکیب دیدے، دوسرے سال انشا اللہ وہ پھلدار ہو جائے گا اور کھانے کے قابل ہو جائے گا،

## فصل

شبنی کے لگانے کا طریقہ اور جان غوناٹلی نے اس کا دوسرا  
نام زعفرور بتایا جو (فارسی میں کسل کہتے ہیں )

اس کی دو قسمیں ہیں ایک غصّری کہلاتا ہے اور دوسرے شتائی، غصّری کچھ  
دن رکھ کر کے نہیں کھایا جاتا ہے اور شتائی صرف موسم سرما میں اچھا ہوتا ہے، اکتوبر  
کے مہینہ میں بھاٹنے کے قابل ہوتا ہے اس میں بھی نبض پکے ہوتے ہیں اور نبض پکے تھوڑے  
دن کے بعد عمدہ ہو جاتے ہیں، یہ نہایت لذیذ میوہ ہے، بعض لوگ غصّری کو مرتب کر کے  
لگاتے ہیں پہلی قسم کے درخت میں شاخیں زیادہ نکلتی ہیں اور شتوی میں صرف ایک  
شا ہوتا ہے اور صنوبر کی طرح ایک ہی پر ختم بھی ہوتا ہے اس کے لیے پہاڑی، ریتیلی اور نرم  
لیکن گرم زمین موافق ہوتی ہے، حرارت کی اس لئے ضرورت ہے تاکہ وہ پھلون کو پختہ  
کر سکے، اس درخت کے دانے بھی بوئے جاتے اور شاخیں اور پودے بھی لگائے  
جاتے ہیں، اس کے لونخ کا طول چھ بالشت ہونا چاہیئے، اور اس کے لگانے کا وقت  
جنوری اور فروری کا مہینہ ہے اسی طرح اسی زمانہ میں اس کے ادا بھی لگائے جاسکتے ہیں  
اسکی کھا دین اچھی مٹی اور رکھ اور ریت ملا دینی چاہیئے، اس کا پودہ بھی جنوری ہی کے مہینہ  
میں منتقل کیا جاتا ہے جس کا گڈھا تین بالشت گہرا ہونا چاہیئے، اور ہر دو پودوں کے درمیان  
میں پندرہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، بقیہ تمام عمل وہی کرنا چاہیئے جو اس سے قبل بتایا چکا  
ہے، چونکہ یہ ایک خوبصورت درخت ہوتا ہے اس لیے عوض کے قریب لگانا اچھا ہے  
اس میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو بہت دیر میں پھلدار ہوتے ہیں حتیٰ کہ بعض میں

برس کے بعد تیار ہوتے ہیں، بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کا پھل اس وقت تک نہیں کھایا جاتا جب تک کہ یہ متعفن نہ ہو جائے، یہ درخت غرناطہ اور اس کے اطراف میں بہت ہوتا ہے، اس کے ساتھ کسی دوسرے درخت کی ترکیب نہیں ہو سکتی،

## فصل

### مصنع کے لگانے کا طریقہ،

یہ جلی بھی ہوتا ہے جو عوج سچ کے مشابہ ہوتا ہے اس کے پھل خالص سرخ ہوتے ہیں اور پچنے کے برابر ہوتے ہیں، مزہ اس کا شیرین ہوتا ہے، اس کے درمیان میں بھی ایک دانہ ہوتا ہے، جیسے غلب الثلب میں ہوتا ہے، یہ بہت زیادہ سرخ پھل ہوتا اور اسی وجہ سے یہ بولا جاتا ہے کہ فلان شئی مصنفہ سے بھی زیادہ سرخ ہے، اس کے ادا دے اور پودے اور دانے بھی بوئے جاتے ہیں، ہتھیر کے مینہ میں یہ کھا دین ملا کر لگایا جاتا ہے، کھا دین مٹی اور ریت اور راکھ ہونی چاہیے اور اگر اس مینہ میں نہ لگا سکے تو ایک دن تک اس کے دانے کو میٹھے پانی میں ڈال دیا جائے، اس کے بعد بودیا جائے، اور سال بھر کے بعد منتقل کر دیا جائے، اور اس میں بھی دہی عمل کرنا چاہیے جو شنبی میں تبا یا گیا ہے، جب تک اس کی ترکیب نہ ہو اس وقت تک اس کے پھل زیادہ نہیں آتے، یہ بھی متعفن ہونے کے بعد کھایا جاتا ہے اور چونکہ یہ پہاڑی درخت ہے، اس لیے یہ پانی کی کثرت کا طالب نہیں ہے،

## فصل

### انار کے لگانے کا طریقہ

اس کی بھی چند قسمیں ہیں شہری، اقلیسی، تسبیحکو داری اور دتوی دونوں کہتے ہیں، قسطنطینی، عدسی، مرسی، خزائی، اور ترچین یہ سب اسکی مختلف قسمیں ہیں، یہ سب شیریں ہوتے ہیں، مردنی بھی ایک قسم ہے جس کا قد بڑا ہوتا ہے، اور دانہ سرخ ہوتا ہے اور گودانہ زیادہ ہوتا ہے، انار کی ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے جس کا پھل ترش ہوتا ہے اور اس کی ایک قسم مذکور ہوتی جو جسکو جنار کہتے ہیں،

یہ بیان کیا گیا ہے کہ عبدالرحمن کی بہن نے بغداد سے کچھ تحفہ اپنے بھائی کے پاس اندلس میں بھیجا جس میں جنار کا درخت بھی تھا، بعض یہ کہتے ہیں کہ اس نے طیبہ سے بھیجا تھا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کو دھون لگایا تھا اور اسی وجہ سے اس کا نام سفیر یا رکھا گیا،

بعض نے اس کے نام کی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ قرطبہ کے ایک کاشتکار نے جس کا نام سفیر یا مسافر تھا اس کو سب سے پہلے لگایا تھا اسی کے نام پر اس کا بھی سفیر یا نام پڑ گیا ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ یونیس کا قول ہے کہ انار سفید زمین کو پسند کرتا ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ انار کے لیے سب سے اچھی زمین وہ ہوتی ہے جو خشک ہو اور جس میں تری کا نام نہ ہو، شولون نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اس کے لیے پہاڑی اور تمام خشک زمینیں کارآمد ہوتی ہیں، لیکن بغیر سیراب کیے ہوئے نفع بخش نہیں

ہوتی ہیں اگر یہ سیراب نہ کیجائیں تو ان میں شقوق پیدا ہو جائیں گے،  
 لاطیوس کا قول ہے کہ میدان کی مرطوب زمین میں انار زیادہ بڑھتا ہے،  
 لیکن خشک زمین میں بہت زیادہ شیریں اور لذیذ ہوتا ہے بشرطیکہ وہ پانی سے سیراب  
 کی جائے،

سید اغوس کا قول ہے کہ پہاڑی زمین شیریں انار کے موافق ہوتی ہے اور  
 چٹیل میدان اور چراگاہ کی زمین ترش انار کے لیے مفید ہے کیونکہ ایسی زمینوں میں  
 اس کی ترشی کم ہو جاتی ہے اور تھوڑی مٹھاس آ جاتی ہے، بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ  
 انار تیلی مٹی میں لگایا جائے تو بہت اچھا ہوتا ہے، اصحابِ فلاحت کی ایک عجت  
 یعنی قسطس یونیوس وغیرہ کا قول ہے کہ تمام دوسرے پودے، پھول نکلنے سے قبل  
 ہی گدھون میں منتقل کر دیئے جاتے ہیں، لیکن صرف انار کا درخت پھول نکلنے  
 کے بعد منتقل کیا جاتا ہے کیونکہ اس کی طبیعت جداگانہ ہے،

بندون کا قول ہے کہ انار کے اوتاد اور ملوخ بھی لگائے جاتے ہیں ان کے  
 لگانے کا وقت جنوری فروری میں ہے اس کا تخم بھی بویا جاتا ہے، سادھس اس کے  
 اوتاد کو فروری کے آخری ایام میں لگانے کی رائے دیتا ہے کیونکہ اس قسم کے درختوں  
 میں رطوبت کم ہوتی ہے،

دمقراطیس کا قول ہے کہ انار کی سب سے بلند شاخ لینی چاہیے کیونکہ اس  
 قسم کی شاخ جلد نمراور ہوتی ہے اور پھر اس کو ایک عمیق گڑھے میں لگانا چاہیے، یہ  
 بھی کہا گیا ہے کہ انار اور اس دونوں میں مواخاۃ ہے اگر ان دونوں کو ایک ساتھ  
 لگادیا جائے تو دونوں بڑھیں گے اور دونوں کی جڑ ایک دوسرے سے متصل ہو جائیگی،

مرغوطیس کا قول ہے کہ اکثر لوگ آمار کے درختوں کو قریب قریب لگاتے ہیں تاکہ بھل سایہ میں رہیں کیونکہ دھوپ پرست کو جلا ڈالتی ہے اور دانوں میں سفیدی اور تلخی پیدا کر دیتی ہے، فلاحست بنطیہ میں ہے کہ آمار کے دانے فروری کے مہینے میں اچھے گڈھوں میں بونے جائیں اور ہر گڈھے میں سات سے چودہ تک دانے ڈالے جائیں پھر ان کو پانی سے سیراب کیا جائے جب پودے ایک لشت کے ہو جائیں تو ان میں کھاد ڈالی جائے، ایک حصہ بکری کی مینگنی اور ایک حصہ بوتردن کی سیٹ اور ایک حصہ مٹی ملا دیجائے اس کے بعد بھی پانی سے برابر سیراب کرتے رہیں، جب پودے دو یا لشت کے ہو جائیں تو ایک ترتیب کے ساتھ سیراب کرنا شروع کر دیں، اس کے بعد پودے کو جزمیت اس مٹی کے تھے جس میں وہ اگا ہے منتقل کر دینا چاہیے، اس کے نئے گڈھوں میں تھوری سی کھاد ڈال دینی چاہیے تاکہ لگاتے وقت نمی اور طوبت رہے، صغریٰ نے لکھا ہے کہ ان گڈھوں کو آدمی کے یا اونٹ یا گائے کے پیشاب سے تر کر دینا چاہیے، کیونکہ آمار کے لیے یہ کھاد سے زیادہ مفید ہے،

یہ بھی لکھتا ہے کہ آمار کی نشوونما پانی کی کثرت پر موقوف ہو اس کو جس قدر سیراب کیا جائے اسی قدر اچھا ہے، اس لیے بہتر ہے کہ جس وقت وہ لگایا جائے اور جب وہ نشوونما پانے لگے اور جب وہ نماؤں ہو تو اس کو روزانہ پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیے، کیونکہ وہ اس کا محتاج ہے، ہر گڈھے میں چھ سے نو اور نو سے بارہ تک دانے بونے جاسکتے ہیں، اس سے زیادہ بونا اچھا نہیں ہے، دودھوں میں مٹی کی وساطت سے فاصلہ رکھنا چاہیے، پانی قبل لگانے یا بونے کے نہیں

ڈالنا چاہیے لیکن لگانے کے بعد اس کی کثرت مفید ہے۔

سوساد نے لکھا ہے کہ انار کی جوشاخ لگائی جائے وہ ایک کنارہ پر چھپا دیا جائے، اس سے اسکی نشوونما اچھی ہوگی، شاخ اور تخم کے ساتھ باقلا کے کوٹے ہوئے مکڑے کو ایک مٹی کے برابر ملا دینا چاہیے، یا چنے کو باریک کر کے دو دھون بھگا کر گدھون مین ڈال دینا چاہیے۔ اگر شاخوں کے اسفل حصہ پر یاد دلان پر شہد خالص لپیٹ دین تو اس سے میدانہ انار ہون گے جو بہت میٹھے ہونگے، انار اور زہریلے کیردن سے ایک خاص طبی عداوت ہوتی ہے، جس مقام پر انار کا درخت ہو گا وہاں پر یہ کیرے نہیں جاسکتے، خصوصاً کالے سانپ وغیرہ کو انار سے نفرت کرتے ہوئے چشم دید دیکھا گیا ہے، نیز دوسرے قسم کے سانپ اسکی قربت سے بھاگتے ہیں، حتیٰ کہ اس کی لکڑی یا چھال کے دھوان سے بھی وہ پریشان ہو کر بھاگتے ہیں، شیرین انار کی خاصیتوں مین ایک یہ بھی ہے کہ وہ کچی ہوئی چیزوں سے دھوان بن کو نکال دیتا ہے، اس طریقہ پر کہ ہانڈی چڑھائی جائے اور شیرین انار کے چند دانے اس مین ڈال دے جائیں اور تھوڑے سی گائے کی چربی ملا دی جائے، اس سے دھوان کا ذائقہ اور دوسرے خواب ذائقے کا اثر جاتا رہتا ہے،

انار کے لیے زمین کے اقسام مین سے وہ زمین نافع ہے جو شیرین ہوا اور سرخ نرم زمین اور اسی طرح مرطوب اور ریتیلی زمین اس کے لیے موافق ہے، روغن دار اور مرطوب زمین مین بھی یہ اچھی طرح اگتا ہے، اچھی زمین مین یہ جلد کپنے لگتا ہے، لیکن پھل زیادہ نہیں ہوتے ہیں۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انار

اور زقیون یا بس زمین میں اچھی طرح ہوتے ہیں، بعضوں نے یہ کہا ہے کہ آنا اور گلنار کے پودے خشک زمین میں منتقل کئے جاسکتے ہیں، اور ہر دوسری شام میں ان کے پودوں کو سیراب کرنا چاہیئے اور اس میں چڑیوں کی میٹ ڈال دینی چاہیئے، انار کے لمبے اوتاد اور شاخیں اور پودے بھی لگائے جاسکتے ہیں، اسکی تکبیس اور استکلات دونوں کچا سکتی ہے اس کے دانے بھی بونے جاتے ہیں، اس کے اوتاد جنوری کے مہینہ میں لگائے جاتے ہیں اور تین و تہ کو ایک ہی جگہ پر رکھتے ہیں بشرطیکہ یہ نیت ہو کہ اسی جگہ پر چھوڑ دیئے جائینگے، لیکن اگر منتقل کرنے کا خیال ہو تو سب کو الگ الگ لگانا چاہیئے، اسی طرح لمبے کو بھی لگانا چاہیئے، بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ انار کے اوتاد مارچ کے مہینہ میں اور لمبے فروری کے مہینہ میں لگائے جاتے ہیں، اور دوسرے میں تکبیس کچاتی ہے، اس کا گڈھا دو بالشت سے زیادہ گہرا نہیں رکھنا چاہیئے، اس کے تخم کو اس طرح بویا جائے کہ پختہ انار کا پھل لیا جائے اور اس کا عرق نچوڑ دیا جائے پھر اس کے تخم کو پانی سے دھو کر اچھی طرح خشک کر دیں اور پھر نئے ظروف میں رکھ دیں، لیکن یہ طریقہ سب سے ناقص ہے، جنوری کے مہینہ میں ان کو بویا جائے، ظروف میں اچھی مٹی اور پانی کا دھلا دین، نیز راکھ اور ریت بھی ڈال دین، تین سال کے بعد اس کو منتقل کرین جان پر موقوفہ دیکھیں، لیچا میں اس کے منتقل شدہ پودے تین بالشت گہرے گڑھوں میں لگائے جائیں کیونکہ اس کی جڑیں زمین کی سطح کے قریب ہی رہتی ہیں اور اس مٹی سے جلد مخلوط ہو جاتی ہیں، جس میں راکھ ہوتی ہے ہر پودوں کے درمیان میں چھ سے آٹھ ہاتھ تک فاصلہ



رکھنا چاہیئے، اس سے زیادہ فاصلہ رکھنا اچھا نہیں ہے، اس کی وجہ مرغوطیس نے اس سے قبل بتا دی ہے، جو پودہ کہ اپنی پہلی مٹی کے ساتھ منتقل کیا جائے، وہ بہت اچھی طرح نشوونما پاتا ہے، منتقل کرنے کے ایک سال کے بعد کھاؤ دہنی چاہیئے جس میں کبوتر کی سیٹ اور ریت وغیرہ ملی ہو، بقیہ عمل اسی طرح کرنا چاہیئے جیسا اس سے قبل بتایا گیا ہے،

اس کے اوتاد اور بلوچ پھول کے نکلنے کے بعد لگائے جاتے ہیں، جن شاخوں کی کھال پھٹی ہو ان کو ہرگز نہ لگانا چاہیئے کیونکہ اس طرح لگانے میں پھل کم آتے ہیں، اور گر جاتے ہیں، اس میں کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے انار کے ایک درخت کو ہرا بھرا دیکھا جو ایک وتد سے لگایا گیا تھا، اس کا منتقل شدہ پودہ بھی چھوٹے سے قد میں خمر آدر ہو گیا تھا، لیکن جب زیادہ پھل آیا تو وہ بڑھ نہ سکا کیونکہ وہ اچھی طرح ہوا کو دفع نہیں کر سکتا تھا،

باد بخان کا پودہ انار کے موافق نہیں ہوتا، انار کے لیے کثرت سیرابی اور کثرت تعمیر یعنی ہوائی بہت مفید ہے، اس کو وہ پسند کرتا ہے، اور اگر بانی کی قلت ہو تو بھی کوئی نقصان نہیں ہوتا، اس کو آخری جون سے آخری ستمبر تک سیراب کرنا چاہیئے اکتوبر کے نصف مہینہ میں اس کا دامن جم جاتا ہے، ریت کی کثرت اس کے لئے نقصان دہ ہے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حکم دیا کہ انار کھاؤ اس سے حسد و بغض دفع ہو جاتا ہے، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آنحضرت سے

روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ انار کے ساتھ اس کی گھلی یعنی تخم بھی کھاؤ اس  
 معہ کی اصلاح ہو جاتی ہے، جس شخص کے پیٹ میں عرق انار جائے اس کا قلب  
 روشن رہتا ہے، اور چالیس دن تک شیطان کے دوسوہ سے محفوظ ہو جاتا ہے  
 حضرت حارث کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ وہ گود میں انار رکھ کر کھا  
 رہے ہیں میں نے پوچھا کیا کھا رہے ہیں، جواب دیا کہ اے حارث ہر انار میں  
 ایک دانہ جنت کا بھی ہوتا ہے، جو شخص اس کو کھاتا ہے وہ آسودہ ہو جاتا ہے،  
 میں اسی کو ڈھونڈتا ہوں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے دیکھا کہ  
 جب وہ انار کا دانہ دیکھتے تھے تو اٹھا کر کھا لیتے تھے لوگوں نے پوچھا کہ ایسا  
 کیوں کرتے ہیں فرمایا کہ کوئی انار ایسا نہیں ہے جس میں جنت کا ایک دانہ  
 نہ ہو، میں اسی کو سمجھ کر کھا لیتا ہوں، ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہر انار میں ایک  
 دانہ جنت کا ہوتا ہے اس لیے اس کے کھانے میں کسی کو اپنا شریک نہیں  
 بناتا ہوں،

### گلنار کے لگانے کا طریقہ

یہ بھی انار کی ایک قسم ہے، یہ مذکر ہوتا ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں ایک  
 بستانی اور جلی، اس کی پتیاں بڑی ٹہنی ہوتی ہیں، شگوفہ اور پھول انار سے بھی بڑے  
 ہوتے ہیں، اسکی کلیاں سرخ رنگ کی ہوتی ہیں، بعض گلابی ہوتی ہیں اور بعض  
 سفید ہوتی ہیں اس کی شاخیں اور اوتاد اسی طرح لگائے جاتے ہیں جیسے انار کے  
 لگائے جاتے ہیں اس میں تخم نہیں ہوتا ہے،

جو شخص انار کو گلنار بنانا چاہے اس کو انار کے ان اوتاد کو جن کے اڑھ

دجوانب کٹے ہوئے نہ ہوں تو مبر کے ہینہ میں الٹ کر لگائے اور ایک سال کے بعد اکھیر ڈالے اور اطراف دجوانب کو تیز لوہے سے کاٹ ڈالے اور دوبارہ اسی طرح لگا دے، اس طریقہ پر چار مرتبہ چار سال تک کرے پانچویں سال میں اسکو آرام لینے کے لیے چھوڑ دے پھر اس میں کلیان امار کی کلیون سے زیادہ کھلیں گی اور خوشنما معلوم ہونگی، اوتا و زیادہ تعداد میں لگائے کیونکہ بار بار اکھیرنے اور لگانے سے اس کا بعض حصہ خراب ہو جاتا ہے،

## فصل

### بادام کے لگانے کا طریقہ

ان میں سے بعض بڑے ہوتے ہیں اور بعض شیریں اور پستہ کے برابر ہوتے ہیں، لیکن سب کی ترکیب عمل ایک ہی ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ یونیس کہتا ہے کہ بادام نرم زمین کو چاہتا ہے، قسطوس کا قول ہے کہ بادام کے لیے سب سے اچھی زمین جزائر کی ہوتی ہے، سمانوس کا قول ہے کہ بادام پہاڑوں میں لگایا جاتا ہے کیونکہ وہ بردت کو پسند کرتا ہے، نرم زمین میں یہ بڑا ہوتا ہے اور کثرت سے پھلتا ہے،

یونیس کہتا ہے کہ بادام کا تخم گوبرے ہوئے کثیر المقدار پانی میں تین دن تک ڈال دین اس کے بعد نکال کر ہر ایک کو ایک گڈھے میں بودین اس سے قبل گڈھے میں کچھ زمین کی مٹی ملا دینی چاہیے، اور دو تخون کے درمیان میں کچھ فاصلہ رکھنا چاہیے، تخم کا پچھلا حصہ زمین سے متصل رکھنا چاہیے، یعنی اس مٹی پر جو بعد کو ڈالی گئی

پچھلا حصہ گڈھے کے علوی سمت میں نہیں ہونا چاہیے اس کے بعد مٹی ملی ہوئی کھا  
ڈالنی چاہیے، گڈھے کا عمق ایک بانٹ سے زیادہ نہ ہونا چاہیے، گڈھے کے قریب  
ایک ستون گاڑ دینا چاہیے تاکہ اس پر چڑھ سکے، یونوس یہ بھی کہتا ہے کہ با د ا م  
شاخوں سے بھی لگایا جاتا ہے جو وسط سے کاٹی گئی ہوں، قسوس کہتا ہے کہ با د ا م  
کی زراعت میں اختلاف ہے، بعض اس کے پھلکے لگاتے ہیں اور بعض پودے  
لگاتے ہیں، بعض اس کی شاخیں لگاتے ہیں انکو ہاتھ سے نوچتے ہیں، اکثر با د ا م  
کی وہ شاخیں لگائی جاتی ہیں جو بالکل اوپر ہوتی ہیں اور اس طریقہ کو دوسروں نے  
پسند بھی کیا ہے، یونوس کے علاوہ بعض نے یہ کہا ہے کہ درخت کے قریب جو ٹھیں  
پھوٹی ہیں ان کو جڑ سمیت لگا دینا چاہیے، با د ا م کا پودہ خریف میں منتقل کیا جاتا ہے  
ربیع میں نہیں، کیونکہ ربیع میں اس کی پتیان بڑھتی ہیں، لیکن تخم ربیع اور خریف  
دونوں میں بولے جاسکتے ہیں،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ با د ا م اس وقت درخت سے توڑا جائے جب کہ اس کے  
اوپر کا پھلکا نخل آئے اور جو تیار نہ ہو اس کو رہنے دینا چاہیے تاکہ دھوپ میں  
رہ کر سفید ہو جائیں، دسمبر کے وسط میں اس کا پودہ منتقل کیا جاتا ہے، ابن حجاج  
کی کتاب میں ہے کہ اگر با د ا م کا تخم زمین میں چار انچ گہرے گڈھے میں بھی بویا جا  
تو وہ نہیں اُگے گا، با د ا م میں سب سے پہلے پھول آتا ہے، یہ درخت کثرت سے  
کھا د کا محتاج ہے، اس میں گائے کا گوبر با د ا م کے پتے کے ساتھ ملا کر دیا جائے  
تحتشک مٹی اور انسان کا فضلہ اسی طرح کبوتر اور دوسری چڑیوں کی میٹ بھی چکا  
اس کی ترکیب یہ ہے کہ گائے کے گوبر میں با د ا م کا پھلکا اور اسکی پتیان ملا دی جائیں

اور پھر ان کو ایک گڈ سے مین ڈال دیا جائے اور اس کے بعد پیشاب ڈال دیا جائے  
یہاں تک کہ سخت متعفن اور سیاہ ہو جائے اس کے بعد خشک ہونے دیا جائے  
اور اس میں خشک مٹی ملا دی جائے، باوآدم کے درخت میں کھا د اس کو سیراب  
کرنے کے بعد ڈالنی چاہیئے، خشکی کی حالت میں ڈالنا اچھا نہیں ہے دسمبر میں ہکا  
عمل اچھا ہوتا ہے، کھا د کے ڈالنے کا یہی طریقہ اس کو شیرین بنا دیتا ہے، تلخ باوآدم  
میں صرف ایک مرتبہ کھا د ڈالیا جاتی ہے، اس کی روٹیاں پکائی جاتی ہیں،  
اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو کسی دوسرے غلہ کے ساتھ پیس کر روٹی پکائیں،  
باوآدم کے لیے پہاڑ کی بلند جگہیں بہت مفید ہیں اور اس کے سامنے کے میدان  
بھی اچھے ہوتے ہیں، پانی سے تمام سیراب ہونے والی زمینیں اس کے لیے اچھی  
ہیں صرف سیاہ زمین مضر ہے، اس کا تخم بویا جاتا ہے، اور اس کی نشاۃ تکبیس  
کی ترکیب سے لیجاتی ہیں، اور وہ لائبے گڈھوں میں پچھا دی جاتی ہیں، ان کے اوپر  
اور نیچے مٹی ڈال دی جاتی ہے، ہر چوتھے دن سیراب کیا جاتا ہے، نومبر کے مہینہ میں  
ایسا کرنا چاہیئے اس کے اوتاد کو اسی زمانہ میں نہروں کے قریب یا پانی کے رستوں  
کے قریب لگانا چاہیئے، اس کا تخم اگر تین دن تک پانی اور شہد میں ڈال دیا جائے  
تو بہت شیرین ہوگا، تخم کو خرد مین بونا چاہیئے، یا حوضوں میں، تخم کے اوپر کا  
حصہ اوپر رکھنا چاہیئے اور نیچے کا حصہ زمین سے متصل رکھنا چاہیئے،

انطولیوس افریقی کا قول ہے کہ ہر گڈ سے مین تین دانے کھرے ہوئے  
جائیں اس کے بعد ایک سال کے بعد ان کو منتقل کر دیا جائے بعض کا یہ قول ہے  
کہ جنوری میں خرد مین سے حوضوں میں منتقل کرنا چاہیئے اور دو سال کے بعد اس جگہ

لے جانا چاہیے جان یہ نشوونما پاسکے منتقل کرتے وقت اس کی رگیں نہ کٹنے پائیں اور ان میں لوہا نہ لگنے پائے، ایسے گڈھے میں پودہ کو منتقل کرنا چاہیے جو اس کے قد کے لحاظ سے مناسب ہو ہر دو درخت کے درمیان میں میں ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیے، بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر نہ منتقل کیا جائے تو اچھا ہے لیکن میں نے ایسے درخت کو جو منتقل نہیں کیا گیا تھا دیکھا کہ زمین پھل کم آتے ہیں،

بادام کاٹ چھانٹ کو پسند نہیں کرتا اور نہ یہ زیادہ تعمیر کو چاہتا ہے کیونکہ یہ پہاڑی پودہ ہے، خریف کے موسم میں ہم جنسون کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے، تو آکشمش، اخروٹ، میوٹن البقر اور دوسرے گوند دار درختوں کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، امروہ کے درخت کے ساتھ جو بادام لگایا جاتا ہے، وہ بہت زیادہ اچھا ہوتا ہے،

## فصل

### صنوبر کے لگانے کا طریقہ

اس کی تین قسمیں ہیں صنوبر جبلی جو مونٹ ہوتا ہے، اس کے پھل بڑے بڑے ہوتے ہیں دوسری قسم وہ ہوتی ہے جس میں پھل نہیں ہوتے ہیں اسکو مذکر کہتے ہیں اور ازربھی کہلاتا ہے، تیسرا سرو کے مشابہ ہوتا ہے، تینوں کا عمل ترکیب ایک ہی ہے ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ دمیقرطیس نے کہا ہے کہ صنوبر کو تین دن تک پانی میں بھگانا چاہیے اس کے بعد وہ بویا جائے، اس کو اوائل مارچ میں لگانا چاہیے اور دو سال یا تین سال کے بعد منتقل کرنا چاہیے، یہ جنگلون میں اچھی طرح ہوتا ہے شمولوں کا قول ہے کہ اس کے لئے رقبیلی زمین اچھی ہے کیونکہ ساحلی پودوں

مین سے ہے، باغون مین بھی لگایا جاتا ہے، درسیال کہتا ہے کہ صنوبر کے لیے ساحلی اور نرم زمینیں مفید ہوتی ہیں،

یونیوس کہتا ہے کہ صنوبر کی زراعت فزق کی طرح ہوتی ہے اور اسی دمانہ مین لگایا جاتا ہے جس مین وہ لگایا جاتا ہے، جو صنوبر جبلی ہوتا ہے وہ ریتیلی اور پتھریلی اور خشک زمین کو پسند کرتا ہے، اس مین کلیان نہیں ہوتی ہین بلکہ سنبل ہوتے ہین اس کا تخم بھی لگایا جاتا ہے اور پودے بھی دوسری جگہ سے منتقل کر کے لگائے جاتے ہین، لیکن اس کے اوتاد اور عیون اور مونخ کار آمد نہیں ہوتے ہین،

اسکے تخم کے بونے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا چھلکا توڑ کر نکال دیا جائے اور بیگز لگ دکھائے ہوئے سنے اور بڑے ظروف مین بودیا جائے، ظروف مین مٹی اور کھاد ڈال دی جائے دانہ کو دالنگلی کے برابر کھاد کی گمرانی مین ڈال دینا چاہئے، اور پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہئے، اس کے بونیکا وقت جنوری اور فروری کے اوائل میں ہے، بعض کہتے ہین کہ فروری کے اوائل مین ہے، لیکن اس سے زیادہ مدت بڑھانی نہ چاہئے، اگر فروری کا مہینہ گڈ جائے تو مارچ مین بھی لگا سکتے ہین کھاد ہی مین یہ دانہ اگتا ہے،

ومیرا طیس کا قول ہے کہ اس کے دانوں کو تین دن تک پانی مین بھینکے گئے پھوڑ دینا چاہئے اور تین تخمون کو ایک ہی گڈ سے مین بونا چاہئے، ان مین سے ایک کے اس حصہ کو جو بدیک ہے بیچے کی جانب رکھین، بعض یہ کہتے ہین کہ اس باریک حصہ کو اوپر ہی کی طرف رکھنا چاہئے، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ تخمون مین دس دن تک بچون کا پیشاب ڈالنا چاہئے اور بعض پانچ دن تک کہتے ہین، یہ ایک سال کے بعد ظروف سے منتقل کر کے حوضوں مین لایا جاتا ہے اور پھر دو یا تین سال کے بعد

اپنی اصلی مٹی کے ساتھ اس جگہ منتقل کر دیا جاتا ہے جو اس کے لیے اچھی ہو جنوری ہی میں اس کا پودہ پہاڑوں سے منتقل کیا جاتا ہے اسکی تمام جڑیں اور رگیں کٹنے سے محفوظ رکھی جاتی ہیں اور یہ بہت آہستگی کے ساتھ منتقل کیا جاتا ہے اور اس گڈھے میں لگایا جاتا ہے جسکی گہرائی دس بانشت ہو، اور ہر دو دھتوں کے درمیان میں بارہ ہاتھ یا اس سے کچھ کم کا فاصلہ رکھنا چاہیے، لگانے کے بعد آٹھ دن تک اس کو متواتر سیراب کرتے رہنا چاہیے پھر ایک دن بیچ کر کے آٹھ دن تک پانی ڈالنا چاہیے، ایک مہینہ کے بعد ہر آٹھویں دن پانی ڈالنا چاہیے۔ حوضوں میں کھاد نہ ڈالی جائے کیونکہ کھاد اس کو خواب کر دیتی ہے، جب پودہ بڑھنے لگے تو ہر سال اسکی شاخیں ربیع کے موسم میں سیدھی کر دی جائیں، تاکہ اسکی شاخیں بلند ہو سکیں، ہر سال اسی طریقہ پر کریں، یہ تک کہ وہ بلند ہو جائے اور اس میں پھل آجائیں اس تدبیر سے وہ بڑا ہوگا اور پھل بھی آئیں گے اسکو ایک دن ناغہ کر کے پانی دینا چاہیے، اس کے لیے پانی کی کثرت ٹھیک نہیں ہے اگر جو اس کے تخم کے ساتھ یا پودوں کی جڑ میں ڈال دیا جائے تو وہ بہت جلد نشوونما پائے گا، یہاں تک کہ دوسرا اگر تین سال میں بڑھے گا تو یہ بہت کم مدت میں بڑھ جائیگا، لیکن جس گڈھے میں یہ لگایا جائے اس میں کھاد ڈال دی جائے،





# ارز جس کا دوسرا نام سرو ہے

## اسکی

### زراعت کا بیان،

اسکی دو قسمیں ہیں ایک (طرفا) یعنی جھاؤ کے مشابہ ہوتا ہے دوسرا (عرعر) سرو کوہی کے مشابہ ہوتا ہے، اور اس کو صنبی بھی کہتے ہیں، شام میں اس درخت کو اررز کہتے ہیں، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ قسطوس کا قول ہے کہ سرو کے دانے بوئے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ جو کی زراعت کی جاتی ہے جب اس کا پودہ اس قابل ہو جائے کہ وہ منتقل کیا جائے تو اس کو منتقل کر دینا چاہیئے، ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض فلاحت کی کتابوں میں یہ پڑھا ہے کہ سرو کے ساتھ جو کی زراعت کی علت یہ ہے کہ جو زمین سے مرطوب اور معابدار غذا حاصل کرتا ہے، اسیلے سرو کے ساتھ اس کے شریک کرنے کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ زمین کی رطوبت جو جذب کرنے تاکہ سرو معابدار رطوبت رکھنے والی زمین کے مضر اثرات سے محفوظ ہو جائے اور سرو کے لیے زمین عمدہ ہو جائے،

ابن حجاج کے علاوہ دوسروں کی رائے ہے کہ سرو کے لیے ریشلی خشک مٹی موافق ہے خصوصاً وہ سرو جو تخم سے اگایا ہو، اور اچھا سرو وہی ہوتا ہے جس کا تخم بویا جاتا ہے

اس کا وہ ہین لگایا جاتا ہے اس کی جڑ یا قرب درجہ میں ایسی شاخ نہیں ہوتی ہے جو لگائی جاسکے، مگر اس کی ان شاخوں کی ٹکلیں کیجاتی ہے جو نیچے کی طرف اس طرح جھکی ہوں کہ ان کا اعلیٰ حصہ سطح زمین تک پہنچتا ہو، اس قسم کی شاخوں کو زمین میں دو بالشت کا گڈھا کھود کر اکتوبر کے مہینہ میں دفن کر دیں، ان شاخوں کو ظروف میں بھی استسلا کے اصول پر لگاتے ہیں، اس کے تخم کے بونے کی صورت یہ ہے کہ درخت سے اسکا سبز پھل فردی کے آخری عشرہ میں لے لیا جاوے اور اس کا دانہ نکالا جائے اور سرخ پتیلی اور خشک مٹی میں اس کو بویا جائے، جیسے پودہ لگایا جاتا ہے، تخم کے بونے کے بعد اوپر سے ایک تہ ریت کی ڈال دینی چاہیے، سرد کا تخم کمزور تخم میں سے ہے اس میں وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو ریحان میں بتایا جا چکا ہے اور ان ظروف کو جن میں یہ تخم بونے جائیں اس مقام پر رکھیں جان پر آفتاب کی گرمی پہنچ سکے، لیکن بعض کی رائے ہے کہ ایسے مواقع پر رکھنا چاہیے جان دھوپ نہ پہنچے اس کی حفاظت کر نی چاہیے کہ اس پر بارش کا پانی اس وقت تک نہ پڑے جب تک کہ وہ آگ نہ جائے، اس کو ہر مہینہ میں دو مرتبہ میٹھے پانی سے سیراب کرنا چاہیے،

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی زراعت جو کے ساتھ عمدہ ہوتی ہے جب جو تیار ہو جاتا ہے تو سرو کو اکھیر لینا چاہیے، اور دوسری جگہ منتقل کر دینا چاہیے، ایک سال کے بعد حضون میں بیجا نا چاہیے، بشرطیکہ اس میں انتقال کی صلاحیت پیدا ہو جائے اور اس جگہ پر لگانا چاہیے جو اس کے لیے مناسب ہو، بعض کی رائے ہے کہ دو سال کے بعد وہان کی مٹی کے ساتھ اس کو منتقل کیا جائے اور اس کی رگین جڑ کی طرف موڑ دی جائیں، بعد دو پودوں کے درمیان میں چھ سے آٹھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیے اور ہر

چوتھے دن ان کو سیراب کرتے رہنا چاہیے اور زمین کی بار بار تعمیر کرنی چاہیے، یہاں تک کہ وہ تکمیل تک پہنچ جائے، بعض کی رائے ہے کہ ایک سال کے بعد اسکی جڑ کو خریف میں کھول دین، اور اس میں انسان کا خشک خلیفہ برادہ کی طرح ڈال دین اور پھر پانی سے سیراب کرتے رہیں، بعض یہ کہتے ہیں کہ اسکی جڑ میں پرانی کھاد کی طرح کی مٹی ڈال دین اور بار بار اسکو کھودتے رہیں، بقیہ تمام صورتیں اور تدبیریں وہی ہیں، جو اس سے قبل بتا دی گئی ہیں اس کی جو شاخیں زمین کے متصل ہوں ان کو ایک ہاتھ کے انداز سے چھانٹ ڈالنا چاہیے، اچھل کی زراعت کا بھی یہی طریقہ ہے، اور اسی طرح عرعر بھی لگایا جاتا ہے، یہ دونوں سرو کے مذکر کھلائے جاتے ہیں بعض یہ کہتے ہیں کہ عرعر سرو جلی کو کہتے ہیں، اسکی دو قسمیں ہیں ایک بٹلور ایک چھوٹا۔

## فصل

### توت کی زراعت کا طریقہ،

اس کو توت العربی توت الحریر بھی کہتے ہیں، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ قسوس کا قول ہے کہ توت کو اول ربیع یا خریف میں بونا چاہیے، جو خریف میں لگایا جائے اس کو انگور کے پھلنے کے بعد لگانا چاہیے توت کا تخم بھی بویا جاتا ہے اور اسکی تطہیم بھی ہوتی ہے، دمیقہ طیس کہتا ہے کہ توت کا وتد ایک ڈنڈے کے برابر حاصل کرنا چاہیے اور جنوری کے مہینہ میں اس کو لگانا چاہیے، قدراطیفوس کی رائے ہے کہ اس کے بلخ جو ذرا مونسے ہوں ان کو آخر جنوری سے آخر فروری تک لگا دین،

یعنی اسکی شاخ کسی دوسرے درخت کے ساتھ بھی لگائی جاتی ہے،

اس کا پودہ بھی لگایا جاتا ہے، اس درخت کے لیے زمینی اور تر نرم اور مرطوب زمینیں  
 مفید ہوتی ہیں، موٹی زمین میں بھی یہ اچھی طرح ہوتا ہے بشرطیکہ پانی سے کمزورتی سے  
 کی جائے، کیونکہ اس قسم کی زمین پانی کو زیادہ مقدار میں چاہتی ہے،

قوت کی چند قسمیں ہیں ایک سفید ہوتا ہے جو متوسط درجہ کا ہوتا ہے نہ زیادہ  
 بڑا ہوتا ہے اور نہ زیادہ چھوٹا ہوتا ہے، دوسرا سیاہ ہوتا ہے، بعض زرد اور بعض نیلے  
 اور بعض خاکی رنگ کے ہوتے ہیں، ان کے ذائقہ میں بھی تفاوت ہوتا ہے، بعض  
 شیریں ہوتے ہیں بعض کڑوے اور بعض پھیکے ہوتے ہیں، قوت کے لیے اچھی کھاد  
 مفید ہوتی ہے، اس کے لیے کوئی کھاد مخصوص نہیں ہے بلکہ مختلف قسم کی کھادوں کا  
 ڈالنا زیادہ نفع بخش ہوتا ہے اور اس سے وہ زیادہ نوپاتا ہے اور اچھی طرح بار آور  
 ہوتا ہے، اس کا سب سے اچھا پھل وہ ہوتا ہے جس کو کسی چڑیا نے کھایا ہو یا اس کی غائب  
 چنگلی اور شیرینی پر دال ہے، قوت ان مقامات پر لگایا جاتا ہے جہاں پر نہروں کا  
 کنارہ ہو یا جہاں پر بارش کا پانی اکڑ جمع ہوتا ہو، کیونکہ ایسی جگہ پر یہ جلد نشوونما پاتا ہے  
 اور کھاد اس میں اور زیادہ قوت پہنچاتی ہے، اس نرمی کی وجہ سے جو زمین پانی کی  
 قربت سے حاصل کرتی ہے یہ بہت زیادہ اگتا ہے جنگلون میں یہ خود رو بھی ہوتا ہے  
 لیکن جو قوت کہ پانی کے قریب یا نہروں کے کنارے پر لگائے جاتے ہیں وہ  
 بڑے ہوتے ہیں اور ان کے پھل بھی اچھے ہوتے ہیں، قوت ترکیب کو قبول کرتا  
 بشرطیکہ اس کے مشابہ اور ہم جنس چیزیں ہوں، سوسا دے کہا ہے کہ قوت امد و کا  
 بھائی ہے کیونکہ وہ بہت سی چیزوں میں ان کا ماثل ہے، بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ  
 قوت کے لیے خشک قلیل الرطوبت زمین جس پر ہوا کا گذر کم ہو موافق ہوتی ہے کیونکہ

اس درخت کی جڑیں مضبوط نہیں ہوتی ہیں اگر ہوا زور و شور سے چلے تو درخت کو گرا دے، تقریباً ہر قسم کی زمین سوائے سیاہ زمین کے اس کے موافق ہوتی ہے، مرطوب اور بکثرت پانی سے سیراب شدہ زمین میں یہ بہت عمدہ ہوتا ہے، نیز اس میں جبین پرانی کھا دلی ہوا چھا ہوتا ہے، ملوخ اور لواحق کے لیے چار بالشت کی شاخیں یعنی چاہیں جو سرخ اور چکنی ہوں اوتا د بھی اتنے ہی لائبے لیے جائیں اور یہ ایک ذراع سے ایک ہراوہ یعنی ڈنڈے تک موٹے ہوں، یا قدم سے ساق تک موٹے ہوں، اس کا تخم بھی لگایا جاتا ہے، اس کے اوتا د اور ملوخ دونوں ایک صف میں نہر کے قریب لگائے جاتے ہیں اور جوشاخین کہ زیادہ موٹی ہوں ان میں سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے تین تین بالشت کے کاٹ لیے جائیں اور انکی مٹائی پھاڑ چڑ کر کم کر دی جاتی ہے، اس کے بعد زمین کے حوضوں میں لگا دیئے جائیں اور اوپر سے زمین کی مٹی ایک بالشت کے انداز سے ڈال دیا اور بار بار اس کو سیراب کرتے رہیں اور اسی طرح سیراب کریں جس طرح کہ زیتون وغیرہ کو سیراب کرتے ہیں، اس کے لگانے کا وقت اول نومبر سے وسط اپریل تک ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ فروری اور مارچ کے نصف اول میں ہے،

اس کا تخم کمزور ہوتا ہے، بقیہ عمل دی کیا جائے جو اس سے قبل بتایا گیا ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ جب پھل اچھی طرح پک جائے تو اس کو پانی سے دھونا چاہیئے اور ملکر اس کا پانی چھڑ دینا چاہیئے، اس کے بعد اس کو سایہ میں خشک کرنا چاہیئے، جب خشک ہو جائے تو اٹھا کر زراعت کے وقت کے لیے رکھ دینا چاہیئے، پھر جب وقت آئے تو تخم کو ظروف میں بونیا چاہیئے اور ایک سال کے بعد زمین کے حوض میں منتقل کرنا چاہیئے، پھر دو دن کے ساتھ ظروف کی مٹی لیجائے، اور پھر دو سال کے بعد حوض سے پودے

کسی مناسب جگہ پر منتقل کئے جائیں، اوصوفیوں کی مٹی بھی ساتھ ہی منتقل کی جائے، اسکی شاخیں بھی تکیس کے بعد منتقل کی جاتی ہیں تاکہ ان میں جڑیں بکثرت نکل آئیں تکیس جنوری کے مہینہ میں کرنا چاہیئے اور ہر پودہ کے لیے اس کے قد و قامت کے لحاظ سے گڈھا کھودنا چاہیئے اور ہر دو پودوں کے درمیان بیس ماتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے کیونکہ یہ درخت بہت بڑھتا ہے اس کو پانی سے برابر سیراب کرنا چاہیئے، جب زمین میں جڑ پکڑے تو ہر اٹھویں دن پانی ڈالنا چاہیئے،

توت کی پتیاں ریشم کے کیڑوں کے لیے جمع کی جاتی ہیں، لیکن اس وقت جبکہ درخت ایک سال کا ہو چکا ہو، عیون یعنی تیلی شاخوں کی پتیاں نہنیں لی جاتی ہیں، انکا توڑنا درختوں کے لیے مضر ہے، توت کی اصلاح کے لیے ہر سال اس کو چھانٹتے رہنا چاہیئے اور ہر اس شاخ کو کاٹ ڈالنا چاہیئے جس میں گرہ پڑ گئی ہو،

جب کبھی توت کا درخت اکھاڑا جائے تو اس کے اوپر کا حصہ قد آدم کے بڑا جنوری میں کاٹ لینا چاہیئے پھر اس کو سفید اور شیریں زمین میں لگا دینا چاہیئے، جب نشوونما پانے لگے تو اس کے ضعیف حصوں کو کاٹتے رہنا چاہیئے یہاں تک کہ وہ قوی ہو جائے اور اچھا ہو جائے، نیز برابر اسکی زمین کو درست کرتے رہنا چاہیئے،

## فصل

(جوز) آخر دے لگانے کا طریقہ،

اس کی چند قسمیں ہیں، ایک ایسی کہلاتا ہے جس کے پھل بڑے بڑے ہوتے ہیں، اور چھلکا باریک ہوتا ہے، دوسرا تر حین کہلاتا ہے جس کے پھل چھوٹے ہوتے ہیں،

اور جھپکا سخت ہوتا ہے،

ابن جراح کی کتاب میں ہے کہ اخروٹ ان مقامات کو پسند کرتا ہے جہاں پانی افراط کے ساتھ پہنچتا ہو، نرم اور بار دزین اس کے لیے گرم زمین سے اچھی ہوتی ہے، سادس کا قول ہے کہ اخروٹ کے لیے وہ پہاڑی جھمبے بھی موافق ہوتے ہیں جنکے دامن میں پانی ہوتا ہے اور وہ پودوں کو سیراب کرتا ہے، سودیون کہتا ہے کہ اخروٹ نرم اور مرطوب زمین کا محتاج ہے، دمیقرطیس کی رائے ہے کہ اخروٹ کو ان زمینوں میں لگانا چاہیے، جو نہ گرم ہوں نہ سرد، اخروٹ کا تخم (سباط) فوری اور خریف میں بویا جاتا ہے پھر جب نقل کی صلاحیت ہو جاتی ہے تو منتقل کر دیا جاتا ہے یونیوس کا قول ہے کہ اخروٹ کی شاخیں بھی لگائی جاتی ہیں، درخت سے چھوٹی شاخیں نوچ لی جاتی ہیں پھر ان میں جڑیں نکل آتی ہیں، مرسیال کہتا ہے کہ اخروٹ کے پودے کو دانہ کے اوپر اور نیچے کی سمت میں رکھنا چاہیے، وہ اپنے بائیں رکھنا درست نہیں ہے قسطس کہتا ہے کہ بردراقطوس عالم اخروٹ کو لے کر فراسا توڑ دیتا تھا، کہ اس کا مغز صبح و سلاں بچھائے اور پھر اس کو روئی میں لپیٹ کر بودیتا تھا تاکہ کیڑے اس کے مغز کو نہ کھائیں، اس طرح بھی وہ لگاتا تھا، یہ شخص تمام ددھلکے واسے پھلون کو اسی ترکیب سے بوتا تھا،

اخروٹ کا پودہ ربیع سے قبل ہی لگایا جاتا ہے، اس وقت وہ اچھی طرح پھیلتا نہیں ہے، خریف میں بھی اس کا پودہ لگایا جاتا ہے، دمیقرطیس کہتا ہے کہ اخروٹ کے پودہ کو بھی اس کے تخم کی طرح فوری ہی کے ہینہ میں لگانا چاہیے، اخروٹ بھی پہاڑی اور خود رو درختوں میں ہے، یہ سبست زمینوں میں بھی لگایا جاتا ہے، اس کے

ایک گڈ سے مین دوسے پانچ تک دانے بوئے جاتے ہیں، اسکی زمین کو بذائقہ چیزوں سے پاک و صاف ہونا چاہیے، اس کے لیے اچھی مٹی بطور غذا کے دینی چاہیے اور پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیے، اسکی زراعت کا وقت مارچ سے ابتداؤ پر پیل تک ہے، اسی طرح اس کے لگانے کا بھی وقت یہی ہے، اخروٹ کا درخت لانا اور خوشبودار ہوتا اگر کوئی شخص اس کے نیچے کھڑا ہو جائے تو خوشبو کی افراط سے اس کو نیند آنے لگے گی، اخروٹ کو پانی سے صاف کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ہر قسم کی کھا د اس کے لیے مضر ہے، بلکہ اگر یہ باغون میں لگایا جائے تو اس کو جڑ سے اکھیر کر دو دن کیلئے ہوا میں چھوڑ دینا چاہیے پھر اس کو مٹی سے چھپا دینا چاہیے،

اس کے کھانے سے منہ کی بدبو فوراً اڑ جاتی ہے، اور اگر سر میں درد ہو تو اس کو بھی سرعت سے دفع کر دیتا ہے، ازہر یلے جانوروں کے زہر کو زائل کرنے کے لیے بھی مفید ہے، کچے اخروٹ میں حرارت کم ہوتی ہے اور نرم ہوتا ہے کیونکہ اس میں روغنیات زیادہ ہوتی ہے،

اگر خشک اخروٹ نیم گرم پانی میں ڈال دیا جائے تو وہ نرم ہو جائے گا، اور اس میں تازہ اخروٹ کی طرح تازگی آجائے گی، گوشت پکتے وقت اگر اخروٹ اس میں ڈال دیا جائے تو اس سے گوشت کی تمام خرابیاں دفع ہو جائیں گی، اسی طرح اگر کسی مطبوخ چیز میں نمک زیادہ پڑ گیا ہو جس کی وجہ سے ذائقہ خراب معلوم ہوتا ہو تو مغز اخروٹ کا تھوڑا سا حصہ لیا جائے اور اس کو پیس کر شہد میں مخلوط کر کے ہانڈی میں ڈالیں نمک کی تیزی وغیرہ سب مٹ جائے گی،

علاوہ ان زمینوں کے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اخروٹ کے لیے وہ زمین بھی



کارآمد ہو سکتی ہے جو جدید پانی کے مقامات کے قرب میں واقع ہو یا سرد ملکوں میں  
 نقطہ زدہ مشہور ہو، سرخ پتھر لی اور ریتیلی زمین بھی اس کے موافق ہوتی ہے، بشرطیکہ  
 پانی کے مقام سے قریب ہو، تراور باروز زمین میں بھی یہ لگایا جاتا ہے، سیاہ زمین اس کے  
 لئے موافق نہیں ہوتی، ریتیلی زمین میں بھی یہ دیر میں نشوونما پاتا ہے، اگر اس کا دانہ  
 بویا جائے اور پھر منتقل نہ کیا جائے، اخروٹ کے لیے سب سے اعلیٰ درجے کی زمین بارز  
 ہوتی ہے جو قدرے خشک بھی ہو، اس کے دانہ کے لیے معدنی نرم زمین اچھی ہوتی  
 ہے، اخروٹ کا اگر کوئی ایسا پودہ مل جائے جس سے شاخیں حاصل کیجا سکیں تو اس  
 میں وہی ترکیب کرنی چاہیے، جو اس سے قبل بتائی گئی ہے،

اخروٹ کا دانہ ان درختوں سے لیا جائے جو اعلیٰ قسم کے ہوں، جتنکے دانے  
 بڑے بڑے ہوں اور چھلکا باریک سفید اور خوش ذائقہ ہو سب سے پہلے ان کو  
 نابالغ بچوں کے پیشاب میں بھگا دینا چاہیے، یا ایسی مٹی میں ڈالنا چاہیے جس پر  
 کم سے کم پانچ دن تک پیشاب کیا گیا ہو، اس کے بعد ان کو نکال کر بویا چاہیے،  
 اس تدبیر سے اخروٹ کا چھلکا زیادہ باریک ہو جائے گا، بادام کے ساتھ بھی یہی ترکیب  
 کیجاتی ہے، بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اگر اس کو شہد اور پانی میں ڈال دیا جائے  
 تو بہت زیادہ شیریں اور ذائقہ دار ہو جائے گا، پھر اسکو بڑے برتنوں یا حوض میں  
 ایسی مٹی کے اندر بونا چاہیے جس میں پرانی کھا و شامل ہو، اور چار انگلی کے برابر مٹی کے  
 اندر گھسا دینا چاہیے، اس طرح کہ اس کا نوکیلا حصہ اندر کی طرف ہو اور بقیہ دو  
 حصے اوپر نیچے ہوں، اس کے آخری کنارہ کی طرف ایک بڑا پتھر یا چوڑی چھت  
 بنا دینا چاہیے تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ اخروٹ کا درخت ہی،

اخروٹ کا دانہ اگر ایسے مقام پر بویا جائے جہاں پر وہ اچھی طرح بڑا ہو سکتا ہو،  
 تو اس کو منتقل نہ کرنا چاہیے، ہر گڈھے میں دو یا تین دانہ رکھنا چاہیے تاکہ اگر ایک خراب  
 ہو جائے تو دوسرا کارآمد ہو سکے، مینوں کی جگہ سے واقفیت رکھنی چاہیے تاکہ اُگنے  
 تک ان کو سیراب کر سکیں، اس کی سیرابی سے کوئی شے مانع نہیں ہے، اس کی زراعت  
 کے لیے سب سے اچھا وقت ستمبر میں ہے، اگر کسی وجہ سے یہ مہینہ گزر جائے تو پھر  
 اکتوبر میں ہے، اور اسی وقت پھل جمع کئے جاتے ہیں، مارچ میں اس کے اُگنے کی  
 ابتدا ہوتی ہے، بعض لوگ فردی اور خریف میں بھی بوٹے ہیں، جب وہ نقل  
 مکان کا محتاج ہو تو دو سال یا اس سے زیادہ مدت گزرنے کے بعد جنوری کے  
 مہینہ میں اس کو منتقل کر دینا چاہیے، جس گڈھے میں یہ منتقل کیا جائے، اس کی گہرائی  
 چار بالشت سے کم نہ ہونی چاہیے، اور اس وقت منتقل کرنا چاہیے جبکہ تمام جڑوں  
 اور شاخوں کے ساتھ اکھیر لیا جائے، کوئی جڑ ایسی نہ ہو جو خراب ہو جائے یا ٹوٹ جائے  
 اسی میں اس کی فلاح ہے، ہر دو درختوں کے درمیان چوبیس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیے  
 اور پودہ کو اس کی مٹی کے ساتھ منتقل کرنا ضروری ہے، منتقل کرنے کے بعد برابر اس کی  
 زمین کو درست اور پانی سے سیراب کرنا چاہیے، یہاں تک کہ وہ زمین کو  
 اچھی طرح پکڑ لے، اگر جڑوں پر سے مٹی ہٹا کر اس پر راکھ اور نئی مٹی ڈال دیں تو یہ  
 اس کے لیے نفع بخش ہوگا، اسی طرح شاخوں پر بھی اگر راکھ ڈال دی جائے تو اچھا ہے،  
 بعض کی یہ رائے ہے کہ اخروٹ کو آہستہ سے توڑ کر اس کا گودا نکالیں اور پھر اسکو  
 پکڑے یا انگور کی پتی میں لپیٹ کر بودین تو اس سے چھلکا بہت باریک ہوگا، نمٹیکہ  
 مارچ کے مہینہ میں کھا دلی ہوئی مٹی میں بوئیں، یہی طریقہ باوام اور صنوبر کا بھی ہے،

اخر وٹ کا درخت اگر متواتر تین سال تک تین جگہوں پر منتقل کیا جائے تو وہ ہر حقیقت سے اچھا ہوگا،

حمایہ کا قول ہے، پانی اُخروٹ کو خواہ چھوٹا یا بڑا پودہ ہو خراب کر دیتا ہو، اور اگر سال میں صرف چار یا پانچ مرتبہ سیراب کیا جائے تو یہ اس کے لیے موافق ہوگا، اُخروٹ کاٹ چھانٹ کو پسند نہیں کرتا کیونکہ لوہا اس کے لیے مضر ہے، یہ خرت تمام دوسرے درختوں سے نفرت کرتا ہے اس لیے اس کے قرب میں انجیر کے سوا کوئی دوسرا درخت نہیں بویا جاتا ہے، اس میں نہ کسی کی ترکیب ہوتی اور نہ یہ کسی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اُخروٹ کا درخت تقریباً دو سو برس تک قائم رہتا ہے، اسکی جڑیں پھیل دیکھتی ہیں، جب وہ اس کی محتاج ہوتی ہیں، بعض وقت اس سے غفلت رہنا مضر ثابت ہوا ہے حتیٰ کہ پھل سیاہ ہو گیا ہے، بالخصوص اس وقت جب کہ یہ گرم خالص مٹی کی زمین میں ہو اور تھریا ریت سے بالکل پاک ہو، لیکن اگر تھریا یا ریتیلی زمین ہو تو بغیر پھیلے ہوئے ایک عرصہ تک رکھ سکتے ہیں، اس کے پھیلنے کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے تنے کی پتلی رگین کاٹ ڈالی جائیں اور کوئی رگ باقی نہ رہے، پائے کیونکہ جو بچ جاتی ہیں فساد پیدا کرتی ہیں، اس طرح پر اگر درخت پھیل دیا جائے تو اس کی نشوونما دوبارہ اچھی ہو جائے گی، سات یا آٹھ سال کے وقفے کے بعد پھر جب چھلکا کثرت سے نکل آئے تو پھیل دینا چاہیے کیونکہ ان چھلکوں میں مضبوط رگین نکل آتی ہیں، پھیلنے کے بعد اس پر تازہ مٹی اور پانی ڈالنا چاہیے، بالخصوص جب کہ موسم گرم ہو، اگر کاٹنے میں درخت کی جڑیں بھی کٹ جائیں اور اس میں کوئی جڑ باقی نہ رہے تو تمام شاخوں کو کاٹ ڈالنا چاہیے، اگر ایسا نہ کریں گے تو ہوا کا ایک

جھونکا اس کو گرد لگا اس لیے اس سے غفلت نہ کرنی چاہیے، ان چھالوں کو خشک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو سیاہ دار جھکون میں لگا دیا جائے، اس طرح کہ ہوا پہنچتی رہے لیکن مغربی ہوا سے محفوظ رکھا جائے کیونکہ وہ ان کو سیاہ بنا دیتی ہے بلکہ مشرقی ہوا ان کے موافق ہوتی ہے، سب سے اچھی چھال وہ ہوتی ہے جو موسم خریف میں نکالی جاتی ہے اور جو ریح میں نکالی جاتی ہے وہ سیاہ ہوتی ہے،

## فصل

### انجیر کے لگانے کا طریقہ،

انجیر مختلف رنگ اور قسم کے ہوتے ہیں، لیکن سب کا طریقہ عمل ایک ہی ہے ابن جراح کی کتاب میں ہے کہ قسوس کا قول ہے کہ انجیر خریف اور ربیع دونوں میں لگایا جاتا ہے، اس کے لیے وہ زمینیں اچھی ہونگی جو قوی ہوں لیکن ان میں تراوٹ یا پانی نمایاں نہ ہو کیونکہ پانی اور نمی کی کثرت اس کے لیے مضر ہے اسی طرح کھاد کی کثرت بھی پھلون میں نرمی پیدا کرتی ہے، البتہ ریت سے پھلون میں شیرینی آتی ہے، بعض یہ کہتے ہیں کہ ریت برودت کی وجہ سے انجیر کے لیے مفید ہے، کیونکہ ریت موسم گرما میں بھی بار دہتی ہے، اگر حرارت کی کثرت بھی ہو تو اس سے نقصان نہیں پہنچ سکتا، ریت کی ٹھنڈک نیچے اوپر تمام رگ دریشہ میں سرایت کر جاتی ہے چونکہ ریت زمین کے اندر ہوتی ہے اس لیے ٹھنڈک اس میں زیادہ ہوتی ہے انجیر علیٰ درجہ کی زمین میں بڑے دانہ کا ہوتا ہے، سفید اور سرخ مینوں میں اس کی زراعت ہو سکتی ہے بشرطیکہ یہ پہلی ہوں، اگرچہ ان میں پھل بڑے بڑے نہیں ہوتے لیکن

شیرین زیادہ ہوتے ہیں، اس کا پودہ بلوخ سے تیار کیا جاتا ہے جیسا کہ اور دوسرے درختوں کے بلوخ بنائے جاتے ہیں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کے باریک تخم پودے بنے جاتے ہیں اور اس کا پودہ بھی منتقل کیا جاتا ہے،

طامن ہے کہ انجیر کے لیے نرم زمین اور وہ زمین جو زیادہ سخت نہ ہو موافق ہوتی ہو، انجیر کے پھل بھی بوئے جاتے ہیں اس طرح کہ کسی اچھے درخت سے پکے ہوئے انجیر توڑ لئے جائیں جو درخت ہی پر خشک ہو گئے ہوں اور ان کو جوان بکری یا جوان عورت کے دودھ میں بھگا دیں، اور اتنی دیر تک چھڑو دیں کہ دودھ ترش ہو جائے اور اس کا رنگ متغیر ہو جائے، اس کے بعد ہر گڈھے میں تین دانے بوئیں اور تھوڑی مٹی سے ڈھانک دیں، یہ طریقہ وسط فروری سے مئی پرل کے پہلے عشرہ تک مفید ہے، بونے کے بعد جب تک اُگ نہ آئے اس کو پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیے جب ایک ہاتھ کے برابر ہو جائے تو اس میں دوسرے مغزوات کی طرح عمل درآمد کرنا چاہیے، اس میں کھاد اس طرح ڈالنی چاہیے کہ جڑوں کی مٹی ہٹا کر گائے کے گوبر میں توت اور گلاب کی لکڑی کی راکھ ملا کر ڈال دیں اور پھر جڑوں کو مٹی سے چھپا دیں، اس تدبیر سے وہ بہت اچھا اور نفیس ہوگا، بعض لوگ انجیر کو بغیر دودھ میں بھگائے ہوئے بودیتے ہیں، وہ گوبر میں لوکی کی تہی ڈال کر اچھا متعفن پانس تیار کرتے ہیں اور پھر ان کو درختوں کی جڑ میں ڈالتے ہیں، اس سے بھی انجیر اچھی طرح پھلتا ہے، نقل کے بعد اس کو پانی سے سیراب کرنا چاہیے اور جڑوں میں کھاد ڈالتے رہنا چاہیے، اس کے پودے اسی وقت منتقل کئے جاتے ہیں جس وقت اسکی زراعت شروع ہوتی ہے،

صغیریت کہتا ہے کہ بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ دودھ میں ڈالنے کے باوجود انجیر

کی جڑ پھٹنے لگتی ہے، اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لوگ ہی جگہ کی منی کو اس پر دوبا ڈال دیتے ہیں حالانکہ ایسا نہ کرنا چاہیے بلکہ اس منی کو جو جڑوں سے نکالی گئی ہے چھوڑ کر نئی منی جڑوں میں ڈالنی چاہیے، انجیر کا درخت اول اول پانی کی کثرت کو قبول کرتا ہے لیکن پھر اس کے لیے اسکی کثرت مضر ثابت ہوتی ہے، درخت جب درست کیا جاتا ہو اس وقت اس کو بھی درست کرنا چاہیے،

انجیر اور دوسرے فواکہ کے صرف وہ پھل کھائے جاتے ہیں جو درخت میں اچھی طرح پکے ہوتے ہیں، خصوصاً انجیر جو زیادہ پختہ ہوتا ہے وہ تمام آفات سے محفوظ رکھتا ہے، انجیر کو جھیک کر کھانا چاہیے کیونکہ اس کا چھلکا دیر تھم ہوتا ہے اور ساتھ ہی ملین بھی ہے، شراب پینے کے بعد اس کو کبھی نہ کھانا چاہیے کیونکہ یہ دونوں چیزیں جب آدمی کے پیٹ میں جمع ہو جاتی ہیں تو امراض پیدا کر دیتی ہیں، انجیر کی خشک یا تر لکڑی کا ٹکڑہ گوشت میں ڈال دیا جائے تو وہ اسکو گلا ڈالے گا، اسی طرح اگر تین پختہ انجیر والدینے جائیں تو بھی مفید ثابت ہوں گے، اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ تین انجیر کو ایک ایک رات ایک دن کسی تیل میں ڈال دین پھر اگر گدشت گلاب کی کبھی ضرورت پڑے تو ان کو ڈال دین فوراً اگلیاے گا،

انجیر دودھ کو بخیر کر سکتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ دودھ آگ پر رکھ دیا جائے اور انجیر کی لکڑی سے اس کو خوب چلایا جائے تو کچھ دیر کے بعد وہ بخیر ہو جائے گا، اسی طرح وہ انجیر جو درخت میں خشک ہو گیا ہو اگر دودھ میں ڈالا جائے اور پھر اس کو گرم ہوا میں چھوڑ دیا جائے تو دودھ فوراً بخیر ہو جائے گا، انجیر کی راکھ اگر منجن بنا کر استعمال کی جائے تو اس سے دانت بہت صاف ہوں گے، دانت کی سیاہی اور زردی ایک سخت

دور ہو جائے گی، اور اگر اس مین زرد موتی ملا دین تو دانت کو چمکدار بنائے گا،  
 انجیر کی روئیاں بھی پکائی جاتی ہیں، بوقت ضرورت لوگ کھاتے بھی ہیں، جب  
 پھل زرد ہوں تو اسی وقت توڑ لینا چاہیے اور اسی طرح کرنا چاہیے جیسے بوٹا مین بتایا  
 گیا ہے، یعنی یہ کہ میٹھے پانی مین ان کو ابال ڈالنا چاہیے اس کے بعد پانی پھوڑ کر خشک  
 کر کے پس ڈالنا چاہیے پھر روٹی پکالینا چاہیے، انجیر مین شیرینی کے ساتھ حرارت اور صحت  
 بھی ہے، پانی مین جوش دینے کے بعد یہ بات جاتی رہے گی،

رازمی کا قول ہے کہ گوشت کو انجیر، کنیر، اور رند کے کوٹلون پر نہیں بھونا چاہیے،  
 اور نہ ان سے تیز گرم کرنا چاہیے، انجیر پہاڑ مین خود بخود لگ آتا ہے اور نرم زمین مین  
 لگایا جاتا ہے، مرطوب زمین مین اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے، بلکہ جس قدر مرطوب  
 کی کثرت ہوگی اتنے ہی درخت بڑھے گا، اور اس کے پھل اچھے ہوں گے، بشرطیکہ  
 خراب ہوا نقصان نہ پہنچائے،

اس کو بہت زیادہ اچھی زمین مین لگانا سبب نہیں ہے، اگرچہ اس مین نشوونما  
 اچھی طرح پاتا ہے، لیکن نقصان یہ ہے کہ موسم سرما اور گرما مین سردی اور گرمی اندر نفوذ  
 کر جائے گی، اور اس کو خشک کر دیگی جس سے اسکی عمر کم ہو جائے گی، البتہ حورانی مین  
 اس کے موافق ہوتی ہے، اگر میدان مین لگائیں تو ایک دوسرے کے درمیان،  
 فاصلہ رکھیں،

ص کا قول ہے کہ انجیر کے ملوٹخ، اوتاوا، اور عیون مینون کا رآمد ہوتے ہیں اور  
 وہ شاخیں بھی لگائی جاتی ہیں جو گرے پڑے درختوں مین لگ آتی ہیں اسی طرح  
 ٹکیس سے بھی شاخیں لی جاتی ہیں، یہ اس قسم کا درخت ہے جو ہر قسم کی زمین مین لگایا جاتا

خواہ وہ آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہو یا نہر کے پانی سے سیراب ہوتی ہو، طوخ اور عیون اس وقت لگائے جاتے ہیں جبکہ پانی اس میں جاری ہو اور زمین پانی سے بھر نہ ہو، ایسا جنوری میں ہوتا ہے اس کے پے قبر کی شکل کے گڈھے تیار کئے جاتے ہیں، اگر عوج کا کاٹنا ملے کسی انجیر کے نیچے رکھ دین تو ایک دن اور رات بھی نہ گزرنے پائین گے کہ وہ پک جائے گا، ابن حزم کا قول ہے کہ انجیر بھی ایک غذا ہے،

طامن ہے کہ تمیر انجیر کی ایک قسم ہے اسکی بھی دو قسمیں ہیں یہ تمام انجیر و سج گرم ہوتا ہے لیکن اسکی زراعت سہل ہے، اس کا درخت بھی دوسروں سے بڑا ہوتا ہے، لیکن یہ معدہ کے لیے مفید ہے اور قحط کی طرف جلد مائل ہو جاتا ہے، ذکار (انجیر کا وہ درخت جس میں پھل نہیں ہوتے) کا بھی طریقہ عمل یہی ہے جو انجیر کا ہے، فرق یہ ہے کہ ذکار کے لیے کوئی درخت نہیں ہے جس سے شلخ حاصل کیا جائے، انجیر ذکار کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور ذکار انجیر کے ساتھ ترکیب پاتا ہے،

## فصل

### گلاب کے لگانے کا طریقہ،

رخ کا قول ہے کہ گلاب کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، بعض سرخ ہوتے ہیں اور بعض سفید ہوتے ہیں، بعض نیلگون ہوتے ہیں اور بعض زرد ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں جنکے اندر نیلا رنگ ہوتا ہے اور باہر زرد ہوتا ہے، اسی طرح گلاب کی کئی قسمیں ہیں ایک پہاڑی ہوتا ہے اور دوسرا احمر مضعف کہلاتا



ہے اور تیسرا ایضاً مضعف کہلاتا ہے، چوتھا حسینی ہوتا ہے،

پہاڑی مین بھی چند قسمیں ہوتی ہیں، ایک بہت زیادہ سفید ہوتا ہے، جس میں سرخی کا نام تک نہیں ہوتا ہے اور ایک سرخ ہوتا ہے جو جوہی کے نام سے معروف ہے، یہ مشرق، غور اور بلاد شام میں پایا جاتا ہے، اس کے ہر پھول میں پانچ پتیاں ہوتی ہیں، ورد مضاعف اعلیٰ قسم کا گلاب ہوتا ہے، حتیٰ کہ بغیر کھلے ہوئے توڑ لیا جاتا ہے، اس کا رنگ سفید اور سرخی مائل ہوتا ہے، لیکن پہاڑی سے زیادہ سرخ ہوتا ہے، اس کے ایک پھول میں چالیس یا پچاس پتیاں ہوتی ہیں، یہ کوئی نقصان نہیں پہنچاتا، بلکہ باغ کے لیے باعثِ دیب و ثنیت ہے، اس کی خوشبو بہت تیز ہوتی ہے، مضاعف کی شاخ دوسرے گلاب کی شاخوں سے موٹی ہوتی ہے، لیکن پہاڑی گلاب اگر کسی موٹی زمین میں لگا دیا جائے تو اس کی شاخ اس سے بھی زیادہ موٹی ہو جائے گی، مشرقی مالک میں زرد رنگ کا گلاب ہوتا ہے اور نیلگون بھی ہوتا ہے، بعض کے اندر نیلا رنگ ہوتا ہے اور باہر زرد رنگ ہوتا ہے اور اسی طرح بعض کے اندر کارنگ زرد اور باہر کا نیلا ہوتا ہے اس قسم کا گلاب طرابلس میں بھی پایا جاتا ہے اور خالص زرد رنگ کا اسکندریہ میں ہوتا ہے، تمام قسم کے گلاب تقریباً ایک ہی طریقہ پر لگائے جاتے ہیں، قص کی کتاب میں ہے کہ گلاب کی چار قسمیں ہیں ایک سفید کا فوری جو بہت زیادہ خوشنما ہوتا ہے جس کا دوسرا نام مضعف ہے، اس کا ایک پھول تنو پھول کی خوشبو کے برابر ہوتا ہے، دوسرا زرد رنگ کے رنگ کا ہوتا ہے، تیسرا بنفشہ رنگ کا ہوتا ہے اور چوتھا سرخ ہوتا ہے جو گل سرخ کے نام سے مشہور ہے

یہ سب سے زیادہ لطیف اور خوشبودار ہوتا ہے،

گلاب خواہ وہ کسی رنگ کا ہو پانی اور زمین کی کدھلی کی محتاج ہے ابن حجاج کی کتاب میں ہے کہ گلاب کے لئے بہت اور مسطح زمین بہت اچھی ہوتی ہے اور ریتیلی بھی مفید ہوتی ہے بلکہ ریتیلی زمین میں یہ خوشبودار ہوتا ہے، گلاب جڑ سمیت لگایا جاتا ہے، اسکی شاخیں بھی لگائی جاتی ہیں، جب درخت حد سے زیادہ بڑھ جائے تو اس کو چھانٹ دینا چاہیئے اور اس کے قریب آہستہ سے کھود دینا چاہیئے، اس کی حالت اچھی ہو جاتی ہے، اسکی کلیان اپریل کے مہینے میں زیادہ کھلتی ہیں طایغیر کا قول ہے کہ گلاب پست اور بلند دونوں مقام میں ہوتا ہے مگر طرب اور عمدہ زمین بھی اس کے لیے موافق ہے اور ہر اس جگہ میں لگایا جاسکتا ہے جو ہر دنی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے تو سفید اور بار در زمین میں بھی یہ ہوتا ہے،

قص میں ہے کہ گلاب کے تخم اور اس کے ٹوٹے اور اسکی شاخیں اور اس کے پودے یہ سب لگائے جاتے ہیں، اس کی شاخوں کی تکبیس بھی کی جاتی ہے، اس میں بھی جڑیں نکل آتی ہیں، اس کے بعد وہ دوسرے مقام پر منتقل کیا جاتا ہے اس کے لگانے کا وقت بہت وسیع ہے بڑے قسم کا گلاب فصل خریف کی ابتدا میں لگایا جاتا ہے یعنی بارش کے بعد اکتوبر یا نومبر میں، اسی سال سے اس میں عمل آنا شروع ہو جائے گا، بلکہ بکثرت پھول آئیں گے اگر پودہ لگاتے وقت اس میں کچھ بیان ہوں تو کوئی ہرج نہیں ہے، اسکی آخری مدت اول ربیع تک ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ آخری مدت جنوری تک ہے، اسکی پہلی شاخوں کو اکتوبر اور نومبر میں لگانا چاہیئے، جنوری میں کبھی اسکی شاخیں کاٹی نہ جائیں، کیونکہ یہ اس کیلئے

نقصان دہ ہے اس طرح جوان مین سے جنوری یا فردری مین لگایا جائے گا، وہ بھی مضرت ثابت ہوگا، اس کا تخم اگست مین بویا جاتا ہے، لیکن ان میں جہاں نمر سے پانی پہنچایا جاسکے، قص کا قول ہے کہ ان کو ظردن مین جنوری کے مہینہ مین بویا جانا چاہیئے جیسا کہ دوسرے کمزور تخم کے پودوں کے لیے بتایا گیا ہے،

اس کی زراعت بالکل گیہوں اور جو کے مانند ہوتی ہے، ایک انگل کھاؤ گلاب کے ظردن مین بھر دینا چاہیئے اور روزانہ پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، اس کے بعد ہفتہ مین دوبار سیراب کرنا چاہیئے، یہاں تک کہ فصل خریف آجائے کیونکہ اس فصل مین وہ پانی کا محتاج نہیں رہتا، جب پودہ قوت پکڑے تو اس کو ظردن سے الگا لکڑ مین منتقل کر دینا چاہیئے، اگر یہ حوض مین بویا جائے تو اسی حال پر چھوڑ دینا چاہیئے، لیکن جو منتقل کرنا چاہے وہ منتقل کر سکتا ہے، تیسرے سال اس مین پھول آجائے گا، گلاب کی اعلیٰ شاخ اکتوبر یا نومبر مین کاٹی جاتی ہے اور گرمی کے موسم مین وہ تیار شدہ زمین مین پھیلا کر لگائی جاتی ہے اور پھر اس کو ہر ابر سیراب کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ وہ بہت اچھی طرح پھولوں سے سج جائے اور ادکی تھنبین چار انگل یا اس سے زائد لانی کاٹی جاتی ہیں، ان کو اسی انداز کے ساتھ گڈھون یا خطوط مین لگاتے ہیں، اس کے بعد سیراب کرتے ہیں، جس وقت گلاب کے طوخ تھنب اور پودے لگائے جائیں تو ان کو اس طرح زمین مین نصب کریں کہ پودے کے اطراف و جوانب ایک انگل سے ایک بانشت تک زمین سے اوپر رہیں اور اسی طرح حوض یا دوسرے قسم کے گڈھون مین ایک بانشت گہرائی فاضل رکھیں، تاکہ وہ پھیل سکے، اور خطوط مین بھی اس کا لحاظ کرنا چاہیئے، ہر دو خط

کے درمیان دو ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہئے بشرطیکہ زمین اچھی ہو اگر زمین اچھی نہ ہو تو اس سے کم رکھیں اور ہر دو گڈھون میں ایک گز کا فاصلہ رکھنا چاہئے ، گلاب کی شاخوں اور اس کے پودوں کو اکٹھا کر کے بھی لگاتے ہیں اس طریقہ پر کہ ان میں سے تین سے چھ تک کو ایک بندش میں باندھ دیتے ہیں اور پھر ان سبکو ساتھ ہی لگاتے ہیں بڑوں کو زمین میں پھیلا کر لگاتے ہیں اور چھوٹوں کو کھڑا کر کے لگاتے ہیں اور مٹی کو برابر کر دیتے ہیں ، ان سب کو لگانے کے بعد اوپر سے مٹی دالتے ہیں اور پھر اچھی طرح پانی سے سیراب کرتے ہیں ، یہ کہا جاتا ہے کہ جن حوضوں میں پودے لگائے جاتے ہیں ان کا طول دس سطر اور عرض تین سطر رکھنا چاہئے ، پودے جب اچھی طرح سیراب ہو جائیں گے تو پھر انشا اللہ نشوونما پانے لگیں گے ، اس کے بعد ہر ہفتہ میں دو یا تین مرتبہ سیراب کرنا چاہئے تاکہ وہ زمین کو پکڑ لیں پھر ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ سیراب کریں ، لیکن موسم سرما اور خریف میں سیراب کرنا ترک کر دو کیونکہ بارش کافی غذا پہنچاتی رہتی ہے ، مٹی کے مہینہ میں وہ اُگنے لگے گا ، پھر عیدِ غسین (یہودیوں کے بیان شریعت کے نزول کے دن عید منائی جاتی ہے جسکو عیدِ غسین کہتے ہیں) میں اسکو توڑنا چاہئے ،

یہ تمام طریقے ان زمینوں کے لیے بیان کئے گئے ہیں جو نہر کے پانی سے سیراب ہوتی ہیں ، لیکن جو خود سیراب ہوتی ہیں ان کو پہلے کھود کر درست کرنا چاہئے اور پھر ان میں گڈھے یا لکیریں جو کم سے کم ایک بانٹ گہری ہوں کھودنا چاہئے اور اسی طرح پودہ کو لگانا چاہئے جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے اور دیکھو ان میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہئے بقیہ تمام مذکورہ بالا اعلیٰ کرنا چاہئے ، اس کے لگانے میں عجلت سے کام

لینا چاہیے، خصوصاً ان پودوں کے لگانے میں جن میں خربزہ نخلی ہوں بڑی جلدی کی ضرورت ہے، ان کو ابتدائے فصلِ خریف میں اس قسم کی زمینوں میں لگانا زیادہ بہتر ہے تاکہ بارش کا زیادہ دیر تک انتظار نہ کرنا پڑے۔

درمضان و دسریں، اگر اچھا ہو تو اس کی تکبیس کرنی چاہیے، پہلے اس کے متصل کی خالی زمین میں لکیریں بنانی چاہئیں جو ایک یاشت گہری اور اتنی لابی ہوں جتنی کہ اسکی شاخ لابی ہو، اس شاخ کو اس گڈھے میں سلا دینا چاہیے، اور اطراف و جوانب کو گڈھے سے باہر نکال دینا چاہیے، بقیہ وہی تدبیر کجائے، جیسے اور دن کے ساتھ کجاتی ہے، اگر گلاب کی شاخیں یا اس کا پودہ ناخنہ کی طرح نرد ہو جائے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس کے پھول از حد خوشبودار ہوں گے پودہ کو جب زمین سے اکھاڑ کر کسی دوسری جگہ منتقل کریں تو پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ زمین کس قسم کی ہے اگر وہ سیراب شدہ زمین نہیں ہے تو اس کو کھود کر درست کریں اور اچھی طرح اسی وقت سیراب کریں، اس کے بعد پودہ کو اس جگہ منتقل کریں، اس کے بعد پودے کی نشو و نما میں جو کچھ کمی رہ جائے گی وہ یہاں ٹھیک ہو جائے گی، اور دوسرے سال پھول بھی نکل آئیں گے، لیکن اگر وہ زمین آسمان کے پانی سے سیراب ہونے والی ہو تو فوراً اکھاڑ کر لگادینا چاہیے اور زمین کو ہموار کر دینا چاہیے، تاکہ خریف اور سہرا کی بارش میں وہ اچھی طرح سیراب ہو سکے، انشا، اللہ اس طریقہ پر نہایت خوشنما پھول کثرت سے نکل آئیں گے، گلاب کے آس پاس کی زمین کو بہت ہی ہلکے طریقہ پر کھود دینا چاہیے، تاکہ پودے کو کوئی ضرر نہ پہنچے، کھود کر کچھ دن تک چھوڑ دینا چاہیے اس کے بعد مٹی کو برابر کرتے وقت

دوسری گھاس وغیرہ نکال دینی چاہیئے، اس کا پورا بیان زمین کی تعمیر میں انشاء اللہ آگے آئے گا، اگر گلاب کا پودہ کمزور نظر آئے اور اسکی کلیاں بہت کم ہوں تو دیکھنا چاہیئے کہ کیا وہ کسی درخت کی جگہ پر لگایا گیا ہے یا نہیں، اگر اس جگہ پر کوئی درخت ہو تو اس کو فوراً اکھاڑ لینا چاہیئے، اور اس زمین کو از سر نو درست کر کے لگانا چاہیئے، لیکن اگر کوئی درخت نہ ہو تو اکتوبر کے مہینہ میں جب وہ خشک ہو جائے تو اس کو جلا دینا چاہیئے پھر جب بارش ہو تو زمین کو کھود کر تیار کرنا چاہیئے، اسیدہ کہ اس طریقہ پر وہی گلاب پھر نشوونما پائے گا، باغون کی زیب و زینت کے لیے لوگ گلاب کے گلدستے اکتوبر میں بناتے ہیں اس طرح پر کہ ایک ایک بندش میں چھ یا آٹھ شاخیں یا پودے رکھتے ہیں اور انکو اس طرح بندھا ہوا لگا دیتے ہیں جس زمین کو کھیتے ہیں ان کو پائے لگاتے ہیں تو پودے لگنے اور کی سمت سے جسم سے رنگی ہوئی ہانڈیاں داخل کرتے ہیں، ہر ہانڈی دو ہاتھ کی لابی ہوتی ہے، ان کی شاخون کو ہانڈی کے منھ سے باہر نکال دیتے ہیں اور ہانڈی میں مٹی اور ریت بھر دیتے ہیں اور بار بار پانی سے سیراب کرتے رہتے ہیں، جب کلیاں آتی ہیں تو درخت مختلف رنگوں کا مجموعہ نظر آتا ہے، پھلون کا رنگ علیحدہ ہوتا ہے اور خود درخت ہانڈی کے رنگ سے الگ رنگا ہوتا ہے،

گلاب پانی کی کثرت کو قبول کرتا ہے، مین نے نہر کے کنارے پر اس کے جڑ دار پودوں کو لگایا ہے، تو وہ بہت اچھی طرح سرسبز ہوئے، اسکی شاخون کو بھی پانی سے سیراب کر کے لگایا ہے وہ بھی خوشما طریقہ پر لگین، بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ گلاب کو سیب اور بادام کے ساتھ اگر مرکب کیا جائے تو اس کے

پھول بڑے بڑے ہون گے،  
 ص میں ہے کہ گلاب، انگور، سیب اور بادام وغیرہ کے ساتھ مرکب ہوتا ہے،  
 اس طرح کہ گلاب، کی وہ تلخ بجائے جو بہت ہی نازک ہو لیکن بالکل تپلی نہ ہو،  
 بلکہ کچھ موٹی ہو اسکو مذکورہ بالا درختوں کے قریب کسی سخت جگہ پر لگائیں اس کو  
 ترکیب کے وقت خشک ہی رکھنا چاہیے لیکن اس کے جڑ کی حفاظت مٹی اور  
 ریت سے کرنی چاہیے پھر اس کے بعد پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیے، انشا اللہ  
 اس وقت تک یہ درخت رہے گا جب تک کہ وہ درخت باقی ہیں،

## فصل

یاسمین (چنبیلی) کے لگانا کا طریقہ،

رخ کا قول ہے کہ اس کی پانچ قسمیں ہیں، بعض کے پھول سفید ہوتے ہیں،  
 اور بعض کے زرد ہوتے ہیں، ان میں عطر کی جیسی خوشبو نہیں ہوتی ہے بلکہ  
 قنارہ شیبی کی طرح کی خوشبو ہوتی ہے، تیسری قسم وہ ہے جس کے پھول سیاہ  
 ہوتے ہیں، چوتھی وہ جنکے پھول ارغوانی رنگ کے ہوتے ہیں، یہ بستانی درخت  
 ہیں، ان میں سے دو جگہ بھی ہوتے ہیں، ایک وہ جن کا پھول زرد ہوتا ہے اور  
 دوسرے وہ جنکا پھول سفید ہوتا ہے، اس کو طیان بھی کہتے ہیں، یہ دونوں  
 افریقہ اور شام میں بکثرت پائے جاتے ہیں خصوصاً حرامی میں دیا وہ ہوتے ہیں،  
 ان تمام قسموں کا طریقہ عمل ایک ہی ہے،

رخ لکھتا ہے کہ میں نے یاسمین کا درخت اس قدر بڑا دیکھا ہے کہ اس کے نیچے

لوگ کمزے ہو کر سایہ حاصل کرتے ہیں، ابن حجاجؒ کی کتاب میں ہے کہ اس کی شاخیں لگانے کی غرض سے کاٹ لی جائیں لیکن اسی شاخیں کاٹی جائیں جو اُسندہ سال جوان ہو جائیں، ان کو نمیان کے مہینہ میں لگانا چاہیے اور برابر سیراب کرتے رہنا چاہیے یہاں تک کہ وہ زمین کو پکڑ لیں گرمی میں متواتر سیراب کرنا ان کے لیے مفید ہے جب پودہ بڑھ جائے تو اس کو منتقل کر دین چنبیلی کو موسم سرما میں برف سے بچانے کے لیے اس کو کسی چیز سے ڈھانک دینا چاہیے، در نہ برف جلا دے گی چنبیلی ہمیشہ کھلی رہتی ہے لیکن گرمی میں خصوصیت سے بہت زیادہ خوشنما نظر آتی ہے، بعضوں نے یہ لکھا ہے کہ یا تہین کے لیے سخت زمین اچھی ہوتی ہے، اس کے تخم بھی بوئے جاتے ہیں، طوخ اور اودا اور پودے بھی لگائے جاتے ہیں ان کے لگانے کا وقت فروری، مارچ اور اپریل میں ہے، مشرقی بار و مقامات میں بھی یہ ہوتے ہیں اس کے طوخ کے لیے وہ شاخ منتخب کی جاتی ہے جو گذشتہ سال نکلی ہو اور اس سے نئے طوخ حاصل کرتے ہیں، اپریل میں ان کو زمین کے چھوٹے جھون یا چھوٹے ٹھونڈ میں لگاتے ہیں، لیکن گرم ممالک میں اس سے قبل ہی سخت زمین میں لگاتے ہیں لیکن اس زمین میں کھاد اور پرانی ریت ملائے ہیں اور اس کو پانی سے برابر سیراب کرتے رہتے ہیں اور اس وقت تک سیرابی جاری رکھتے ہیں جب تک کہ وہ بڑھ نہ جائے،

اسی زمانہ میں اودا و ان شاخوں سے لیے جاتے ہیں جو پرانی ہوں اور جن کا رنگ سفیدی مائل ہو، ہر دو تین دو یا تین گرہیں ہوں کیونکہ اسکی نشرو نما گرہ ہی سے شروع ہوتی ہے اگر گرہ نہ ہو تو اُسگنے میں دقت ہوگی، اسکی مالیت انگوڑی جیسی ہے



اوتاد حوض اور مٹی کے ظروف میں بھی لگائے جاتے ہیں، کم سے کم تین بارشت و تد کو زمین کے باہر اور بقیہ کو زمین کے اندر رکھنا چاہیئے، ایک گرہ کو زمین کے اوپر رکھنا چاہیئے، ہر دو و تد کے درمیان تین بارشت کا فاصلہ ہونا چاہیئے، لگانے کے بعد فوراً پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، اور برابر پانی ڈالتے رہنا چاہیئے، یہاں تک کہ زمین سفید ہو جائے اور پودہ نشو و نما پانے لگے، اور یہ صورت تقریباً پندرہ دن کے بعد پیدا ہو جائے گی تین مہینہ کے بعد پودے کے ارد گرد گھاس گائی ہو تو اس کو اکھاڑ کر بھینک دینا چاہیئے اور اس کے بعد ان میں چوپایوں کی پانس ڈالنی چاہیئے اس میں انسان کا غلیظ اور کبوتر کی بیٹ کو بھی مخلوط کر دینا چاہیئے، سب سے پہلے کدالوں سے اس پاس کی زمین کو کھود دینا چاہیئے، پانس ڈالنے کے بعد ہر چوتھے دن اس کو سیراب کرنا چاہیئے، کھاد اکتوبر کے اوائل یا عید شمسن کی ابتداء میں ڈالنی چاہیئے، اوتاد اگر مٹی کے بڑے ظروف میں لگائے جائیں تو بہتر ہے، ہر برتن میں تین و تد لگائے جائیں، اور ہر مہفتہ میں تین مرتبہ ان کو سیراب کیا جائے، ایک سال کے بعد مٹی سمیت اس کو حوضوں میں منتقل کرنا چاہیئے، کچھ دن تک وہاں بڑھنے کیلئے چھوڑ دینا چاہیئے، پھر وہاں سے مٹی کے ساتھ دوسری مناسب جگہ پر منتقل کر دینا چاہیئے، غ کا قول ہے کہ زر و جنبلی کے بھی اوتاد اسی طرح لیے جاتے ہیں جس طرح اوپر بیان کیا گیا، پانی کے مقامات میں ان کو لگا دیا جاتا ہے، تو وہ بہت جلد بھر جاتے ہیں اور اگر سفید جنبلی کی طرح اس میں بھی عمل کیا جائے تو اور اچھا ہو، اس کا پودہ مٹی کے ساتھ اور اس کے بندہ بھی منتقل کر لیا جاتا ہے،

ابتداء دوسری قسم کی جنبلی کے پودے مٹی سمیت منتقل کئے جاتے ہیں، اس کے نقل کا

وقت فروری سے وسط اپریل تک ہے، ہر دو پودوں کے درمیان پانچ  
باشت کا فاصلہ رکھنا چاہیے، اس کے تخم چھوٹے طرحت میں بھی بوسے جاتے  
ہیں، اور بقیہ عمل ویسے ہی کیا جاتا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے،

خ کا قول ہے کہ چنبیلی کا تخم سیاہ ہوتا ہے، جیسے عرعر کا تخم ہوتا ہے اس کے  
اندر گھٹلی بھی ہوتی ہے یہ درخت معتدل طریقہ پر پانی کو چاہتا ہے اور اس میں  
تھوڑی سی پرائی کھا دکی بھی ضرورت پڑتی ہے، پانی کی نہروں اور نالیوں کے  
قریب اس کا لگانا زیادہ اچھا ہے جب درخت لگا دیا جائے تو اس کے ارد  
گرد پانس یا لکڑی گاڑ دین تاکہ وہ برف باری کے وقت ہلاکت سے محفوظ رہے  
بلکہ پورے موسم سرما میں اس کو مستور رکھنا چاہیے اس درخت میں سال میں کئی  
مرتبہ پھول آتے ہیں،

ظیان ایک قسم کی چنبیلی ہوتی ہے یہ جنگلون سے منتقل کر کے لائی جاتی ہے،  
اور خیزران کا پورا عمل کیا جاتا ہے جس کا ذکر آگے آگے گا، ظیان بالکل چنبیلی ہی  
کے مشابہ ہوتا ہے اسکی شاخیں گنجان ہوتی ہیں اور پتے سدا ب یعنی تلی کی طرح  
سیاہ ہوتے ہیں، پھول زرد رنگ کی چنبیلی کی طرح ہوتے ہیں، فرق اتنا ہوتا  
ہے کہ وہ باریک ہوتے ہیں، بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کے پھول بھی سفید ہوتے  
ہیں، ظیان کا ایک نام صواع ہے اور عجی زبان میں "فریق اقرتہ" کہتے ہیں، (اردو  
میں صرف جنگلی چنبیلی کہتے ہیں)

طین ہے چنبیلی اور نسرین رگل شکین، یہ دونوں بالکل قریب قریب  
ہیں بلکہ دونوں بھائی کہلاتے ہیں، یہ دونوں دو طرح کے ہوتے ہیں ایک نر

اور ایک سفید، ان میں ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے جس کے پھول ان دونوں کے پھول سے بڑے ہوتے ہیں اور جو جاتسرن کہلاتی ہے، غرضکہ ہر جنس کے تحت ایک جنس ہے جاتسرن کا پھول سفید ہوتا ہے اور سب سے بڑا ہوتا ہے، اس کے درخت میں عوج کی طرح کاتے بھی ہوتے ہیں، ان درختوں کے پے اچھی نرم زمین موافق ہوتی ہے اور میٹھا پانی مفید ہوتا ہے لیکن زیادہ میٹھا ٹھیک نہیں ہوتا ہے،

## فصل

خیزران یعنی بید کے لگانے کا طریقہ،  
 رخ نے لکھا ہے کہ اسکی دو قسمیں ہیں، چنگلی اور پہاڑی، ایک کا نام مجلوب بھی ہے، اسکی شاخیں بہت پتلی ہوتی ہیں، اسکی پتیاں باریک ناخن کے برابر ہوتی ہیں اور اسی طرح نوکیلی ہوتی ہیں اور اس کا دانہ گول اور سرخ ہوتا ہے اور پتیوں کے متصل ہوتا ہے، جیسے قرمز کے پھل ہوتے ہیں، اسی طرح اس کے پھول پتیوں میں نہیں ہوتے ہیں، ہمارے ملک میں مجلوب سے زیادہ بڑا بید کا درخت نہیں ہوتا اور استکنہ کے قرب و جوار میں بہ کثرت ہوتا ہے،  
 چنبیلی کو لوگ اس کے ساتھ ترکیب دیتے ہیں، چنگل سے اس کو منتقل کرتے ہیں، اور پھر چنبیلی کے ساتھ لگاتے ہیں، اس کے لیے دُزم اور پست زمین مناسب ہوتی ہے، جو پہاڑی زمینوں کے مشابہ ہو، جیسے ارض حرا اور حلیہ وغیرہ، یہ فوری اور مایح میں مٹی کے ساتھ منتقل کیا جاتا ہے، پانی کے راستوں پر نیچا

لگا یا جاتا ہے کیونکہ کثرت پانی کا محتاج ہوتا ہے، اس کے بقیہ طریق عمل وہی ہیں، جو اوپر بیان کیے گئے، ایک قسم اسکی تجزی ہوتی ہے جو دریا کے کناروں پر ہوتی ہے، چنبیلی کی طرح یہ بھی چھین جاتی ہے،

## فصل

### اترچ کے بونے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ اترچ، ناریج، جو جس کو ریووع بھی کہتے ہیں اور لیٹون یہ سب ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں اور سب کا طریقہ عمل بھی ایک طرح کا ہوتا ہے، اترچ قفاح یا مانی کے نام سے مشہور ہے، ایک شیریں اور ایک ترش ہوتا ہے، ان دونوں میں فرق یہ ہوتا ہے کہ ترش اترچ کی پتیاں، شاخیں اور لکڑی سیاہی مائل ہوتی ہیں اور اس میں کاسے بڑے بڑے ہوتے ہیں اور شیریں کی پتیاں وغیرہ زردی مائل ہوتی ہیں اور اس کے کاسے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں، اترچ کی چند قسمیں ہیں، ایک قریبی کہلاتا ہے جس کے پھل بڑے اور نکیلے ہوتے ہیں، دوسرا قسلی کہلاتا ہے جس کے پھل گول اور چکنے ہوتے ہیں، تیسرا ضنی کہلاتا ہے، جس کے پھل بیگن کے مانند ہوتے ہیں اس میں ترشی ہوتی ہے، اسی کی ایک قسم ناریج بھی ہے جس کے پھل گول اور سرخ رنگ کے ہوتے ہیں ایک اور قسم ہے جو ذہبی کے نام سے مشہور ہے، یہ بھی اترچ کی طرح گول اور نوک دار ہوتا ہے، ایک قسم اسکی لیٹون کہلاتی ہے اس کے پھل حنظل کے برابر ہوتے ہیں بلکہ اس

لے اترچ یعنی نریج جو کوہندی میں بوجڑا کہتے ہیں،

بھی زیادہ بڑے ہوتے ہیں اور اس کا رنگ زرد ہوتا ہے، ایک دوسری قسم ہے جسکے پھل مرغی کے انڈے کے برابر ہوتے ہیں، اور جس کا چھکا چکنا ہوتا ہے، اور ایک قسم بستون کے نام سے مشہور ہے جو لیو کے برابر ہوتا ہے، تاریخ سے اس میں سرخی کم ہوتی ہے، تاریخ کے پھل ربیع گرماء اور خریف کے زمانہ میں ہوتے ہیں، پھول اور پھل ایک دوسرے سے ملتی ہوتے ہیں، تمام مذکورہ بالا قسموں کے پھول سفید ہوتے ہیں، ربیع کے زمانہ میں ہوتے ہیں، غالباً تاریخ اور اپریل کا مہینہ ہوتا ہے،

ابن حجاج رحمہ کی کتاب میں ہے کہ یونیوس کا قول ہے کہ تاریخ خریف اور ربیع میں لگایا جاتا ہے، یہ ان درختوں میں سے ہے جن کے لیے جنوبی ہوا نفع بخش ہوتی ہے لیکن باد شمالی اس کے لیے مضر ہوتی ہے، اسی بنا پر اس کو ایسی لکڑیوں کے درمیان رکھنا چاہیے جو اسکو شمالی ہوا سے محفوظ رکھیں اور ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جسوقت پورا درخت دھانک دینا چاہیے،

قسطوس کا قول ہے کہ تاریخ اول خریف یا ربیع میں گرم مقام پر لگایا جاتا ہے تاکہ جنوبی ہوا اس تک پہنچے اور شمالی ہوا سے وہ محفوظ رہے، اس وقت اس کو پانی کی زیادہ ضرورت نہ ہوگی، یہ بھی لکھا ہے کہ اسکو کسی ایسی دیوار کے گوشہ میں لگانا چاہیے، جو شمالی ہوا کو روک سکے،

طاربطیوس اور سادمی کا قول ہے کہ تاریخ کو ٹھنڈک اور باد شمالی کی زد سے محفوظ رکھنا چاہیے، اسکی صورت یہ ہے کہ ان درختوں کو اس پاس لگانا چاہیے تاکہ ایک دوسرے کو اوڑھے اور ٹھنڈک سے بچاسکیں، ایک اور بات یہ ہے کہ اگر یہ فاصلہ پر رکھے جائیں تو ٹھنڈی ہوا سے اس کے پھول بہت جلد جھڑ جائیں گے،

دیفرطیں کا قول ہے کہ اس کے اوتا دایک ہاتھ کے برابر لگائے جائیں اور اس کا  
وقت مابچ میں ہے، سفانوس کا قول ہے کہ اترج کے اوتا دنا رے لئے جائیں، یہ  
خشک اوتا دسے بہت اچھے ہوتے ہیں، اسکی چھوٹی شاخوں کو ہاتھ سے توڑ کر بلو خ کے  
طریقہ پر لگانا چاہیئے، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بعض نے اسکی گھٹلیوں کو بھی بویا ہے  
اور وہ اچھی طرح اگ آئے ہیں اس کیلئے میدان کی وہ زمین جو پہاڑوں کی مٹی کے  
مشابہ ہوتی ہو، مفید ثابت ہوئی ہو، اور زمین کچھ صلاحات اور چڑاں ہو لیکن ہر حال میں اس کو پانی سے  
اچھی طرح سیراب کرنا چاہیئے، کیونکہ یہ ان درختوں میں ہو جنکو پانی کی بہت زیادہ ضرورت  
ہے، بارون رومی کہتا ہے کہ گرمی اور خریف جاڑے اور ربیع کے موسم میں اترج کو  
برابر پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیے، کیونکہ یہ پانی سے سیراب کر کے والا درخت نشوونما  
ہے اس کیلئے بکری کی میٹگنی کی کھاد زیادہ اچھی ہوگی، شدید جاڑے کے موسم میں  
اس کے گرد ایک مستدیر گدھا کھودنا چاہیئے اور اسکو گرم کھاد سے بھر دینا چاہیئے اور  
اس کے اوپر سے مٹی ڈال دینی چاہیئے اور پھر اس کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے۔

شلون کا قول ہے کہ اترج کے اوتا دربیع کے زمانہ میں لگائے جاتے ہیں،  
اگرچہ اکثر لوگوں کی رائے یہ ہے کہ خریف ہی کے موسم میں لگانا چاہیئے تاکہ برف سے  
محفوظ رہے،

طابین ہے کہ اترج کا نام حضرت آدم علیہ السلام نے شجرۂ طابہ رکھا تھا، اسکے  
لئے وہ ملک زیادہ مناسب ہے جو اعتدال کے قریب واقع ہو، ستمبر یا فروری  
کے مہینہ میں اسکی زراعت شروع کرنی چاہیئے، جب یہ نشوونما پا جائے تو پھر  
یہ ہلاک نہ ہوگا، اترج کی برابر نگہداشت کرنی چاہیئے، اس کی مٹی کھودی جائے،

اور اس کو صاف کیا جائے اور جو چیز شاخوں پر زیادہ ہو جائے، اسکو چھانٹ دی جائے،  
 اسکے پھل جب تیار ہو جائیں تو ان کو درخت پر نہ چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ اس سے نقصان  
 پہنچتا ہے پھل درخت کی رطوبت کو جذب کر لیتے ہیں، اکثر پھل اتنے بڑے ہو جاتے  
 ہیں کہ شاخ انکی تحمل نہیں ہوتی ہے، اسکی ترکیب یہ ہے کہ کلتری کے چند ستونوں  
 پر ان کو رکھ دینا چاہیے، جیسے بعض انگور کے خوشے رکھے جاتے ہیں، یہ خیال رہے  
 کہ اس کو کوئی حائلہ عورت نہ توچھوئے اور نہ اس کا ہتھ توڑے اور نہ اس کا پھل توڑے  
 حتیٰ کہ اسکی شاخ بھی اسکی حرکت سے نہ ہلنے پائے،

ص وغیرہ میں ہے کہ آترج کے لیے سطح اچھی اور نرم زمین مفید ہوتی ہے، بیکشون  
 زمین اس کے لیے کسی طرح مناسب نہیں ہے، گرم اور سیاہ زمین بھی موافق ہوتی  
 ہے، اسیلے اوتاد کے درخت سب سے اچھے ہوتے ہیں اور اس کے بعد منقل شدہ پودے  
 کے درخت بھی اچھے ہوتے ہیں اور تیسرے نمبر میں تخم کے درخت ہوتے ہیں، ایک تدا کا  
 طول ایک ہاتھ اور عرض ایک مٹھی ہونا چاہیے، مایچ اور اپزل سے لیکر نصف مٹی کے مہینہ  
 تک یہ لگائے جاتے ہیں، ان کے حوض کو نہایت اچھی کھاد سے پر رکھنا چاہیے اور  
 ہر دو تدا کے درمیان تن بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیے، اور پانی سے سیراب کرتے  
 رہنا چاہیے، دو سال کے بعد اس جگہ کی مٹی کے ساتھ انکو منتقل کر دینا چاہیے،

ص کہتا ہے کہ ہر وقت اس کو منتقل کر سکے ہیں، کیونکہ اس کی اندرونی حرارت  
 اس کو محفوظ رکھے گی، اوتاد کو لگاتے وقت ہم شق کر سکتے ہیں اور اس کو پھیل سکے ہیں  
 جس طرح آترج کے اوتاد لگائے جاتے ہیں بعینہ اسی طرح نارنج، آبیون، تبنبو کے  
 بھی اوتاد لگائے جاتے ہیں،

ص کتاب ہے کہ اترج کا تخم مٹی اور دوسرے قسم کے ظروف میں فروری کے مہینہ  
 میں بوسے جاتے ہیں اور نقیہ طریق عمل وہی ہے جو ضعیف تخمون کے لیے بتایا گیا ہے،  
 لیکن اس کا پودہ جب دو سال یا زیادہ کا ہو جائے تو اس وقت اسکو ستمبر سے جنوری  
 تک منتقل کر سکتے ہیں، اور اس کے منتقل کرتے وقت دہان کی مٹی کا تودہ بھی ساتھ لے  
 لیا جائے، اور یہ اسی دیوار کے قریب لگایا جائے جو شمالی ہو اسے اسکو محفوظ رکھ سکے اور  
 سانسے کی ہوا یعنی جنوبی ہو اسے اسکو فائدہ پہنچ سکے۔ پودہ کے برابر اس لیے گدھا  
 کھودنا چاہیئے، اور ہر دو پودوں کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اور اس سے  
 بھی کم رکھا جائے تو اچھا ہے تاکہ پھل اس کا زیادہ بڑا نہ ہو، تانچ، لیمون، اور ریوے سب کے  
 سب کے اس طریقہ سے لگائے جاتے ہیں، کہ اترج کے طوخ اچھے نہیں ہوتے، اس کے  
 اوتاد یا پودے اگر پانی کے ان راستوں پر لگائے جائیں، جہاں پر آفتاب کی روشنی  
 پوری پہنچتی ہے تو یہ بہت اچھے ہونگے، اترج کے لیے پرانی کھا د کی ضرورت ہے،  
 اس کے لیے انسان کی کھا د جو بہت زیادہ متعفن ہو گئی ہو زیادہ موافق ہوگی، اگر اس میں  
 کھا دنہ ڈالی جائے، تو درخت کمزور ہو جائے گا، لیکن کھا د ڈالنے سے اس کا بوجھ بڑا  
 ہو جائے گا، پھل بڑے ہو جائیں گے اور مغز نرم ہو جائے گا، اترج کے لیے بھیر کی بھی  
 کھا د موافق ہوتی ہے، اگر یہ بھی میسر نہ آئے تو کسی معمولی چیز کی کھا د جس میں عفونت ہو،  
 ڈالینی چاہیئے، اور چھٹا حصہ کبوتر کی بیٹ کا بھی ملا دیا جائے تو اچھا ہے، اس میں خریف  
 اور ربیع دونوں موسم میں کھا د ڈالنی چاہیئے، تین بالشت سے چھوٹے پودے  
 کو بوسے سے نہ چھوٹنا چاہیئے، یہی حال تقریباً لیموں کا بھی ہے، اگر درخت پھلوں سے  
 زیادہ بوجھل ہو جائے تو اس کا بعض حصہ کاٹ ڈالنا چاہیئے، تو گرنے سے وہ محفوظ



ہو جائے گا، اگر آترج اگر آتار کے درخت کے ساتھ لگایا جائے تو اسکا پھل بھی سرخ ہو جائے گا، پھلون میں اگر چونا اور پانی ملا کر لگا دیا جائے تو یہ پورے موسم سرما تک باقی رہیں گے، اور برت ان کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچائے گی، برت سے محفوظ رکھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ پھل تختی یا لکڑیوں سے چھپا دیا جائے یا چٹائی سے گھیر دیا جائے، آترج کے استسلاف کا طریقہ بھی وہی ہے جو اور درختوں کے لیے بتایا جا چکا ہے، آترج، آرنج، لیموں اور زیتون میں نوامی ہوتے ہیں، یعنی وہ پہلی شاخیں ہوتی ہیں جن میں پھل اور پھول ہوتے ہیں، اگر ان میں سے کسی کا درخت بھی جڑ سے کاٹ ڈالا جائے تو ان نوامی کی تکلیس کر سکتے ہیں اور تکلیس کا وہی طریقہ ہے، جس کو اس سے قبل ہم بتا چکے ہیں، تکلیس کے بعد سال گزرنے دینا چاہیے تاکہ اسکی جڑیں نکل آئیں اور منتقل کرنے کے قابل ہو جائے، اسکی شاخوں کو چند ظروف میں داخل کر کے مٹی سے بھر دینا چاہیے، اور ان شاخوں کے ارد گرد بھی مٹی ڈال دینی چاہیے، یہاں تک کہ اس میں کچھ پھوٹ آئیں اور جڑیں پیدا ہو جائیں پھر اس کو منتقل کر سکتے ہیں،

## فصل

### نارنج کے لگانے کا طریقہ،

قونامی نے فلاحیت بنطیہ میں لکھا ہے کہ نارنج ایک ہندی پھل ہے، لیکن یہ اکثر جگہ ہوتا ہے خصوصاً ان ملکوں میں جو گرمی کی طرف زیادہ مائل ہیں، اس کا درخت بہت لانا ہوتا ہے، اس کا پتہ چکنا اور نرم ہوتا ہے، گہری سبزی لے ہوتا ہے، اور اس کا پھل گول ہوتا ہے، اس کے اندر آترج کی طرح کی ترشی ہوتی ہے، یہ تمام قسمیں

اترج ہی سے نکلی ہیں، کیونکہ ایک دوسرے سے یہ بہت مشابہ ہیں، اس کے لیے تمام زمینیں موافق ہوتی ہیں سو اسے ان زمینوں کے جو فاسد ہو گئی ہیں، جنہیں راکھ چونا، اور اسفیدارج (سفیدہ کاشغری) وغیرہ مخلوط ہوں، اس میں اسکی شاخیں اچھی طرح پھیلنے نہیں پاتی ہیں، مشرقی ہوا اس کے لیے بہت نفع بخش ہے اسی طرح جنوب اور مشرق کے درمیان کی ہوا بھی سودمند ہے اسکا پھول سفید ہوتا ہے اور خوشبودار ہوتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جن درختوں کے پھول نیلگون ہوتے ہیں وہ سفید سے زیادہ خوشبودار ہوتے ہیں، اس لیے پھل کا بہت اچھا روغن بنایا جاتا ہے، جیسے خیری اور بنفج کا بنایا جاتا ہے، اور اسی طرح استعمال کیا جاتا ہے، جیسے زربق کا تیل درختوں کو تقویت پہنچانے کے لیے اور مفصل کو ہوا سے محفوظ رکھنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ پھل درختوں پر چھوڑ دیے جاتے ہیں، یہاں تک کہ ان میں مختلف رنگ پیدا ہو جاتے ہیں، لیکن یہ نہ اس کے لیے اچھا اور نہ دوسرے درختوں کے لیے مناسب ہے، پھلوں کو توڑ لینے سے درختوں کو قوت پہنچتی ہے اور ان کو چھوڑ دینے سے ان میں فساد پیدا ہو جاتا ہے، اتنا زبردست بوجھ رہتا ہے کہ جس سے سخت نقصان پہنچے کا خطرہ ہے،

نارنج کے لیے سیاہ متعفن اور رسیلی زمین اچھی ہوتی ہے، اس لیے تخم بھی بوئے جاتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کے بڑے اور نئے ظروف میں ان کو جنوری میں بودیا جائے، اس کے بعد پانی سے برابر اس طرح سیراب کیا جائے، کہ کبھی اس کی مٹی خشک نہ ہونے پائے، اسی طرح وہ زمین بھی خشک نہ ہو جس میں اس کا پودہ لگایا جائے، ان ظروف کو ایسے مقام پر رکھنا چاہیے جہاں پر بارش کی بوجھ نہ آتی ہو، مارچ کے مہینہ میں اسکی نشوونما شروع ہوگی، اس کے بعد ظروف سے اس کو حوضوں میں منتقل

کر دینا چاہیے تاکہ وہ زیادہ قوت حاصل کرے دو سال یا اس سے زیادہ کے بعد اس کو دوسری جگہ پر لیجا نا چاہیے اور ایک ایسے گڈے میں لگنا چاہیے جو تین بالشت گہرا ہو،  
 رخ کا قول ہے کہ یہ پودہ اس وقت تک منتقل نہیں کیا جائے گا جب تک کہ انسان کے قد کے برابر نہ ہو جائے، اس سے کم کو ہرگز منتقل نہ کرنا چاہیے ہر دو پودوں کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیے، اور پھر اس کو حسب اصول سابقہ پانی سے سیراب کرنا چاہیے اور زمین برابر کرتے رہنا چاہیے،

رخ کا قول ہے کہ اسی طریقہ پر اوتا بھی لگائے جاتے ہیں، ایک ہموار شاخ لے لیجائے اس سے ذہائی بالشت کے برابر ٹکڑے کاٹ ڈالیں، ان کے دو بالشت کو زمین کے اندر نصب کر دیں اور نصف بالشت کو زمین کے اوپر رکھیں، لیکن اس کے لیے زمین اڑ تیار ہونی چاہیے، خوب جوتی ہوئی ہو اور کھا دہی ڈالی گئی ہو نیز پانی کی بھی کثرت ہو، آٹھ دن تک اس کو ایک دن نانہ کر کے سیراب کرنا چاہیے پھر ہر چوتھے دن سیراب کرنا چاہیے یہاں تک کہ پندرہ دن پورے ہو جائیں جب اس میں پتیاں نکلنے لگیں تو زمین کو آہستہ سے کھود ڈالنا چاہیے لیکن اوتا د کے قریب تک اس کا اثر نہ پہنچے اور نہ زمین میں حرکت ہو، اس کے بعد پھر اس کو اس وقت تک سیراب کرنا چاہیے جب تک کہ زمین سفید نہ ہو جائے، چار مہینے کے بعد پوسے کے اطراف و جوانب کو کھودیں اور اس میں انسان کی کھا د ملائیں اور مٹی ملا کر دونوں کو خوب مخلوط کر دیں، پھر آٹھ دن تک اسی حال پر چھوڑ دیں، اس کے بعد پانی سے سیراب کریں، موسم سرما میں پانی کی ضرورت نہیں رہتی ہے، ربیع کی جب فصل آجائے تو زمین کو پھر کھودنا چاہیے اور اس میں چوبایوں کی کھا د کو باریک کر کے ڈال دینا چاہیے، خصوصاً گھوڑے، گدھے، اور خچر کی کھا د ضرور ڈالی جائے

اس کے بعد پھر بانی سے برابر سیراب کرین یہاں تک کہ حوض کی زمین سفید ہو جائے، اس سے پھلون میں قوت پہنچگی اور انشا اللہ اچھے پھل آئیں گے، اس کے نقل کی بھی ترکیب دی ہے جو اس سے قبل بتائی گئی، نارسج کا پودہ بھی لگایا جاتا ہے جیسا کہ بیان کیا گیا، نارسج اور اترج کے قریب افجن (افغان سر) صفیر، مرادور فراسیون (سداب) وغیرہ کو نہیں لگانا چاہیے ان سے اسکو نقصان پہنچے گا،

## فصل

### بستنبون یعنی زنبوع کے لگانے کا طریقہ

رخ کا قول ہے کہ وہ نارسج کی طرح ہوتا ہے، صرف فرق اتنا ہوتا ہے کہ اس کا پھل چوڑا، دانہ دار، اور زرد رنگ کا ہوتا ہے، اندر اور باہر دونوں حصے کھائے جاتے ہیں، اس میں سخت ترشی ہوتی ہے، اس کے لیے سخت زمین اور سڑی ہوئی زمین مفید ہوتی ہے اس کے تخم بھی بوائے جاتے ہیں اور اسکی شاخوں کی تکبیس بھی کی جاتی ہے اور اوتا دھبی لگائے جاتے ہیں، دو سال کے بعد پودہ منتقل کیا جاتا ہے، ان مقاموں پر یہ لگایا جاتا ہے جو مشرق میں واقع ہوں تاکہ آفتاب کے طلوع کے رخ پر ہوں گڈھا اس انداز سے کھودنا چاہیے جیسا کہ درخت ہو، ہر پودوں کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیے، بقیہ عمل ہی ہے جو نارسج کے لیے بتایا گیا ہے،

## فصل

### لیمون کے لگانے کا طریقہ

رخ کا قول ہے کہ یہ اترج صغیر کے مانند ہوتا ہے، یہ نوکیلا ہوتا ہے، اوسکی پتیان اترج سے زیادہ زرد رنگ کی ہوتی ہیں، اور اس میں تلخی زیادہ ہوتی ہے، طامن ہے کہ شجرۂ حسیا جسکو فارسی میں لیمون کہتے ہیں، اس کے پھل گول خوشبودار اور زرد رنگ کے ہوتے ہیں، یہ ناسخ اور اترج کے مشابہ ہوتا ہے، ابتداً یہ سبز ہوتا ہے، پھر زرد ہو جاتا ہے، اسکی ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے کہ حسین سرخی اور زردی دونوں ہوتی ہے، اس کا تخم بویا جاتا ہے اور پھر اسی جگہ چھوڑ دیا جاتا ہے، بعض اوقات اسکو بھی منتقل کر دیتے ہیں، اس کے لیے وہ نرم زمین مفید ہوتی ہے، زمین ستوری شوریت ہو اور اسی طرح وہ سرخ زمین مناسب ہوتی ہے، زمین کھوکھلا پن ہو اور ریت ملی ہوئی ہو، لیون جب بویا جاتا ہے تو بہت کم خراب ہوتا ہے، اوس کو تقویت پہنچانے کے لیے ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ روٹی کا بولا ناسخ اور اترج کی لکڑیوں سے جلایا جائے اور پھر تمام راکھ جمع کی جائے اور شراب کی لچھٹ سے اوسکی خمیر تیار کی جائے، پھر اوسکو خشک کر کے پیس ڈالا جائے، اس کے بعد لیون کی جڑوں میں اور شاخوں پر یہ راکھ چھڑک دی جائے، کئی بار ایسا ہی کرنا چاہیے، اس سے آفات دفع ہو جائیں گے اور پودے کو تقویت پہنچے گی، پھل اچھے اور زیادہ ہوں گے، ہر شکمہ اس سے بہت زیادہ منافع ہوں گے، وہ کوڑا بھی اس کے لیے مفید ہوگا جو مختلف مقامات سے جمع کیا جائے اور اس میں سیاہ مٹی بھی شامل ہو، زمین کھوکھلا پن

میں اسکو ڈال دینا چاہیے، درحقیقت یہ بھی ایک قسم کی کھا دہ، تارخ، اترج، زنبوب اور لیموں کو جب عورتیں کھائیں گی تو انکی شہوت میں کمی ہو جائے گی، جھوٹے لیموں کا چھلکا اور اسکی پتی زہر کا اثر زائل کرنے کے لیے مفید ہے،

## فصل

غیر ایرانی سپستان کے لگانے کا طریقہ  
 رخ نے لکھا ہے کہ اس کا درخت بڑا ہوتا ہے، اسکے پھول جھوٹے اور سفید ہوتے ہیں، پھل مشہی کے جیسے ہوتے ہیں، اسکے پھل کو تھاح کہتے ہیں بعض لوگ اسکو زعفرور بری کے نام سے موسوم کرتے ہیں بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ وہی درخت ہے جسکو تبرجور کہتے ہیں، اسکی چھال سے چڑون کی دباغت ہوتی ہے، طابین ہے کہ اس کا پھل تیر کے مثل ہوتا ہے، کھانے میں اچھا معلوم ہوتا ہے، اس میں گٹھلی بھی ہوتی ہے، یہ سخت سرد پھل ہوتا ہے، اسکی شاخ، جڑ، پھل اور پتی وغیرہ سب میں لزوجت ہوتی ہے، اس کا مزاج خود ٹھنڈا ہے اور دوسری چیزوں کو ٹھنڈا کرتا ہے اس کے لیے نرم اور سخت زمین دونوں مفید ہو سکتی ہیں، اسکے پودے منتقل کئے جاتے ہیں، اس کے اتمام اور شاخیں بھی لگائی جاتی ہیں، اور تخم بھی بویا جاتے ہیں، اسکے لگانے کا وقت جنوری میں ہے،

رخ کا قول ہے کہ اس کے ملوخ حاصل کرنے کی صورت یہ ہے کہ شاخوں کو چھال سمیت ہاتھ سے کھینچ لیا جائے اور اس طرح کھینچا جائے کہ بیج سے ٹوٹنے نہ پائے، لوہے سے کاٹنے کی ضرورت نہیں ہے، اور اس کے تخم کو مٹی میں پرانی

کھا داور راکھ مخلوط کر کے ظروف میں بومین اور اس کے بونے کا وقت اس وقت ہے جب کہ اس کا پھل کھایا جاتا ہے، بقیہ عمل اس میں بھی وہی ہے جو اس سے قبل دوسروں کے لیے بتایا گیا ہے، جب پودہ منتقل کرنے کے قابل ہو جائے تو اسکو منتقل کر دینا چاہیئے، اس کے لیے تین بالشت گہرا گڈھا کھودنا چاہیئے اور ہوموڈون کے درمیان ۱۲ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اس درخت کو حوض یا نہر کے قریب لگانا چاہیئے کیونکہ اس میں خوشبو بہت زیادہ ہوتی ہے اور پھول نہایت خوبصورت ہوتے ہیں، مارچ میں یہ آگنے لگتا ہے اور مئی میں پھول نکل آتے ہیں، یہ درخت نہ کسی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور نہ اس میں کوئی دوسرا درخت مرکب کیا جاتا ہے، اسکے آگنے کا اصل مقام جنگل اور غیر مانوس مقامات ہیں، گرم ملکوں میں بہت زیادہ ہوتا ہے اور ان میں خوب نشوونما پاتا ہے، یہ زمین کی صفائی کو بہت چاہتا ہے، اس کے بلوخ بھی ویسے ہی لیے جاتے ہیں جیسے اور درختوں کے لیے جاتے ہیں، اختلاجِ قلب کے لیے یہ مفرح ہے، یہ بیان کیا گیا ہے کہ رات کے وقت اس درخت کے قریب اجنبی جمع ہوتے ہیں اس کے پھول کو اگر عورتیں سونگھیں تو وہ زیادہ کام کرنے پر مستعد ہو جائیں گی اور مجامعت کے لیے جلد تیار ہو جائیں گی جہڑی ربع میں چڑا اور سرمایہ میں درندے تیار ہو جاتے ہیں

## فصل

واذی کے لگانے کا طریقہ،

لے واذی کو فارسی میں جو مادہ کہتے ہیں اکی ایک تم واذی روئی بھی ہو گیلانی کا قول ہو کہ یہ توت کی طرح ہوتا ہے، اسکا نام جو کہ عربی میں (مغوت) ہے

خ کا قول ہے کہ یہ ایک ایسا درخت ہے کہ جس کے پھول سرخ رنگ کے ہوتے ہیں اور پھل سیاہی مائل ہوتے ہیں، اسکے لیے پہاڑی اور سخت زمین مناسب ہے اسکے اوتاد، تخم، اور پودے وغیرہ سب لگائے جاتے ہیں، اسکے لگانے کا وقت فروری اور مارچ کے مہینہ میں ہے، اسلئے ہر دو پودوں کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیے، بعض یہ کہتے ہیں کہ اگر اسکے پھول شراب میں ڈال دیئے جائیں تو پینے والے پر بہت نشہ چڑھ جائے گا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عراق میں اسکی شراب بنتی ہے، اس کا پھل کھایا نہیں جاتا ہے، یہ درخت صرف خوبصورتی کے لیے لگایا جاتا ہے، بقیہ عمل وہی ہے جو اس سے قبل ذکر کیا گیا ہے،

ابن حرار کا قول ہے کہ جو شخص اسکی دو مثقال شراب یا اس کا عرق پی لے تو معدہ کی آتین کٹنے لگیں گی، ہڈیاں اور ہجر کا دورہ فوراً شروع ہو جائے گا، اگر فوراً علاج نہ کیا جائے تو چار دن میں وہ شخص مر جائے گا،

ہمارے یہاں (اندلس) کے مشرقی حصہ میں ایک ایسا درخت ہوتا ہے جسکی پتیاں سفر جل کے مانند ہوتی ہیں اور اس کا پھل سیاہی مائل ہوتا ہے، اسکے پھول سرخ ہوتے ہیں، ہمیشہ دو پھول ساتھ نکلنے ہیں اور ایک ہی جگہ پر ہوتے ہیں پتیوں سے قبل پھول ہی نکل آتے ہیں، خروب کی طرح ہلکے پھل ہوتے ہیں یہ وادی کہلاتا ہے، اس کا پھول اور پھل کھائے جائیں تو کوئی ضرر نہیں پہنچاتے ہیں، البستہ پھول میں ہلکی سی ترشی ہوتی ہے،



## فصل

کا ذی کے لگانے کا طریقہ

(کا ذی کو ہندی میں کیوڑا کہتے ہیں)

یہ کچور کی طرح ہوتا ہے، اس کے لیے نرم اور حرشہ زمین مفید ہوتی ہے واڈی کا تمام عمل اس میں بھی کیا گیا ہے،

## فصل

سفرجل یعنی ہی کی زراعت کا طریقہ

اس کو توڑ ہندی بھی کہتے ہیں، اسکی چند قسمیں ہیں، ایک وہ جو گول ہوتا ہے اس میں بھی بڑے اور چھوٹے دو قسم کے ہوتے ہیں، دوسرے جو لانا ہوتا ہے جسکا نام متحد ہے یہ شیرین اور ترش دونوں ہوتا ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ سفرجل کے لیے وہ ہموار زمین اچھی ہوتی ہے جس میں رطوبت اور تری ہو، ریتیلی زمین بھی اس کے لیے مفید ہے، بشرطیکہ اس میں کھاد ملا دی جائے اور برابر سیراب کیجائے،

دمیق طیس کا قول ہے کہ اس کے اودامد فروری میں لگائے جاتے ہیں اسی طرح اس کا وہ پودہ بھی لگایا جاتا ہے جس میں جڑ پھل آئی ہو، انون کہتا ہے کہ اس کے لمبوخ بھی گڈھے میں لٹکا کر لگائے جاتے ہیں، اسکی وہ شاخیں بھی لگائی جاتی ہیں جو جڑ کے قریب ہوتی ہیں، اس کے لگانے کا وقت فروری میں ہے، بعض اس کے اندر کے تخم کو بھی بونے

ہین اس کے بونے سے درخت بڑے ہوتے ہین،  
 سفرجل کے درخت پاس پاس لگائے جاتے ہین اس خیال سے کہ آفتاب کے  
 پھل کو جلانہ دے،

طمین ہے کہ سفرجل بستانی اور بری دوتو ہوتا ہے، بری بہت کم پایا جاتا ہے  
 کیونکہ یہ زمین کی خشکی اور یوست کو ناپسند کرتا ہے، جب تک پانی سے زمین اچھی  
 طرح سیراب نہ کیجائے یہ آگ نہیں سکتا اور جنگل میں پانی کی قلت ہوتی ہے، اس کے  
 دانوں میں اگر عفونت پیدا ہو گئی ہو یا کڑے پیدا ہو گئے ہوں تو ان کو نہ بونا چاہیے،  
 کیونکہ ایسی حالت میں ان کا بڑھنا دشوار ہے، بلکہ دانہ ہمیشہ صحیح و سالم لینا چاہیے  
 جو میٹھا بھی ہو،

بنو شاد کا قول ہے کہ سفرجل کو سب سے پہلے میٹھے پانی میں بھگا دیں تاکہ اس کا  
 لعاب نکل جائے پھر اس کو کھائیں تو بہت نفع بخش ہوگا، سفرجل کی روٹی بھی پکا  
 جاتی ہے اور ضرورت کے وقت کھائی بھی جاتی ہے، اس کے پختہ پھلون کو فنج یعنی  
 شامی خربوزوں کے ساتھ ملا کر آمرو د کی طرح روٹی پکائیں، سفرجل کے لیے ہر سطح  
 زمین جس پر آفتاب کی روشنی پوری پڑتی ہو کارآمد ہے، نیز شیریں زمین از م مرطوب،  
 سرخ اور پرانی زمینیں بھی اس کے لیے مفید ہین سخت اور پتھریلی زمین سے اجتناب  
 کرنا چاہیے، ان میں یہ اچھی طرح نشو و نما نہیں پاتا، اس کے اوتاد ملوخ، عیون،  
 اور پودے وغیرہ سب لگائے جاتے ہین، اس کی شاخوں کی تکلیں بھی کیجاتی ہوں،  
 ان چیزوں کے لگانے کا وقت دسمبر سے جنوری کے اخیر تک ہے، اس کے تخم  
 اکتوبر کے مہینہ میں غروف میں بونے جاتے ہین، اور اس کے مختلف اجزاء جکا اور

ذکر ہو چکا ہے، کھڑے کر کے بھی لگائے جاتے ہیں اور لیٹا کے بھی، بہر حال جس طرح بھی لگائے جائیں، اچھے ہون گے، ان کے لیے تین بالشت کا گڈھا کھودنا چاہیے، اور ہر دو پودوں کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیے، یا زمین کی عمدگی اور خرابی کے لحاظ سے اس سے زیادہ اور کم بھی رکھ سکتے ہیں، سفر قبل کے لیے بکثرت پانی کی ضرورت ہے، اور ساتھ ہی زمین کی درستی کی بھی ضرورت ہے، اگر ان دونوں میں کوتاہی کیلگی تو خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے، لوہے سے اس کو ہرگز نہ چھونا چاہیے کھاد کی گرمی کو یہ برداشت نہیں کر سکتا بلکہ اس کے لیے سم قاتل ہے، سفر قبل اپنے ہجنس میوہ جات کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے اور اس میں بھی دوسرے درختوں کی ترکیب کی جاسکتی ہو، سیلے کہ وہ ان کو قبول کر لیتا ہے، یہ اس قسم کی زمین میں بھی بویا جاتا ہے جہاں ایسی سبزی ہو جو پانی کو بہت چاہتی ہے، جیسے بیکن وغیرہ جو طے آثار کے اوتاد کے لیے بتائے گئے ہیں، وہ اس کے لیے بھی مفید ہیں،

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سفر قبل کھا رہے تھے ارشاد فرمایا کہ اے ابن عباس اسکو کھاؤ یہ قلب کو صاف کرتا ہے، یہ بھی مروی ہے کہ آپ کے پاس طائف سے ہدیہ سفر بھیجا گیا، لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ سفر قبل ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ بھی سفر قبل کھاؤ، اس سے قلب کا (طغ) دفع ہو جاتا ہے لوگوں نے پوچھا کہ طغ کیا چیز ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ طغ دل کے رنج و غم کو کہتے ہیں، حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے طائف سے رسول اللہ کے پاس سفر قبل بھیجا اپنے اسے تناول فرمایا اور فرمایا کہ یہ قلب کو صاف کر دیتا ہے اور دھول کے رنج و غم کو دفع کو دیتا ہے، آپ

دوسری حدیث میں ہے کہ سفرِ جبلِ قلب کے رنجِ دالم کو دور کرتا ہے اور دل کی جلار کرتا ہے، اسلئے تم لوگ اسکو خوب کھاؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت جعفرؓ سے فرمایا کہ سفرِ جبل کھاؤ یہ قلب کو قوی کرتا ہے اور دل کو مضبوط کرتا ہے، ابو عبد اللہ کا قول ہے کہ جس شخص نے سفرِ جبل کھایا اللہ چالیس دن تک اسکی زبان کو حکمت آمیز باتوں سے بھر دے گا،

## فصل

### سیب کے لگانے کا طریقہ،

رخ کا قول ہے کہ سیب چند قسم کے ہوتے ہیں ایک شیرین ہوتا ہے اور دوسرا ترش ہوتا ہے، تیسرا پھیکا ہوتا ہے، ان کے مختلف نام ہیں، غلبی، شعلی، رخامی، اور شیرقان اور آحمر وغیرہ، شعلی میں نہ پھول ہوتا ہے اور نہ اس کے پھل میں تخم ہوتا ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ سیب کے لیے بارہ اور تریز مینین نفع بخشنے والی ہیں، قسطنطس کی بھی اسی قسم کی رائے ہے، وہ کہتا ہے کہ سیب کے لیے سب سے اچھی عمدہ زمین وہ ہے جو موسم گرما میں ٹھنڈی رہتی ہو، ابن حجاج کہتے ہیں کہ علماء و فلاسفہ کا اس پر اجماع ہے کہ سیب کے لیے مرطوب زمین اور نرم چراگاہ بہت اچھی ہوتی ہیں اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے، سیب کے درخت میں جو بار یک جڑیں ہوتی ہیں وہ اکھیر کر لگائی جاتی ہیں، اسکے بلوغ بھی لگائے جاتے ہیں، اور بقیہ وہی عمل کئے جاتے ہیں جو اور دوسرے مغروسات کے لیے بتائے گئے ہیں، اسکے دند اور تخم کو پہلے سے تیار کرتے ہیں، قسطنطس کا قول ہے کہ اس کے لگانے کا وقت سال میں دو مرتبہ ہے

ایک ربیع میں اور دوسرا خریف میں، طمین ہے کہ سیب کے لیے وہی زمین اور ہوا موافق ہے جو سفر جمل کیلئے ہے، تخم لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے پکے ہوئے پھل توڑیں اور اس کے اندر سے اس کا بیج نکالیں اور اسکو کسی ٹھنڈی جگہ پر رکھ دیں یہاں تک کہ وہ خوب خشک ہو جائے، پھر اسکو نصف فروری میں بومین اور اوپر سے پانی چھڑک لیں لیکن اسی قدر پانی ڈالنا چاہیے جتنا کہ اس بیج کو تر کرنے کے لیے کافی ہو اور اگاسکے بعد کچھ اگنے لگے تو پھر سیراب کرنا شروع کریں لیکن آہستہ آہستہ سیراب کریں جب وہ زیادہ بڑھ جائے اور تقریباً نصف ہاتھ کا ہو جائے تو ہمیں تدریجاً پانی بھی زیادہ ڈالتے رہیں، یہاں تک کہ وہ اچھی طرح بڑھ جائے، اس کے پودے اور اس کے تخم اس وقت لگائے جائیں جب کہ چاند عروج پر ہو، کیونکہ اسکی روشنی اس کے نمونین اضافہ کرتی ہے، انہیں لگائے کے گوبر کی کھاد بھی ڈالی جاتی ہے اور اگر اس میں سیب کی پتیاں اور اسکے پھل اسی طرح تینیسے بادام کے پتے اور اس کے پھل مخلوط کر دیں، تو بہت اچھا ہوگا، جب یہ ایک دوسرے میں ملکر خوب سڑ جائیں اور خشک ہو جائیں تو ان کو درختوں کی جڑوں میں دفناً دفناً ڈالتے رہیں، ان زمینوں کے علاوہ جگہاں پر ذکر ہو چکا ہے یہاں ارض حلوة، (شیرین)، رخوة (دزم)، حرار (سرخ)، حریریہ وغیرہ میں بھی اچھی طرح ہوتا ہے لیکن سیاہ زمین اس کے لیے مناسب نہیں ہے، البتہ ماحل بحر میں یہ بہت زیادہ نشور نہا تا ہے اور بار و مقامات میں بھی ہوتا ہے، نشور اور پھکی زمین بھی اسکے لیے ناموافق ہوتی ہے، اس کے طوخ، اوتا و ادویون سب ہی لگائے جاتے ہیں، پودے اور تکبیس شدہ شاخیں بھی لگائی جاتی ہیں، تخم بھی بویا جاتا ہے، ان تمام چیزوں کے لگانیکا وقت موسم خریف میں ہے، البتہ بار و مقامات میں یہ مارچ میں بھی لگایا جاتا ہے،

اس کا پودہ نومبر سے مارچ کے اخیر تک منتقل کیا جاتا ہے، لیکن ص کا قول ہے کہ اسکا پودہ جنوری اور فروری کے مہینہ میں منتقل کیا جاتا ہے ہر دو پودوں کے درمیان بیس بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیے، ان زمینوں میں جو بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہیں، یہ پودے نومبر میں لگائے جاتے ہیں اور جو زمینیں کہ نہر کے پانی سے سیراب کیجاتی ہیں، ان میں یہ فروری میں لگائے جاتے ہیں، ان تمام چیزوں کے لگانے کی سب سے بہترین جگہ وہ ہے جو نہروں کے قریب واقع ہو یا پانی کی نالیوں کے متصل ہو، اور اسی جگہ پر اس کے ساتھ آمد کو بھی مرکب کر سکتے ہیں، کیونکہ یہ پانی کو زیادہ چاہتا ہے اور جو پانی کہ راستہ سے گزرے گا، اس سے یہ غذا حاصل کرے گا، میں نے ان دونوں کو بذات خود مرکب دیکھا ہے،

ص کا قول ہے کہ سیب حوضوں میں بھی لگائے جاتے ہیں، لیکن پانی سے برآ سیراب کئے جاتے ہیں اور اس کے پودے دونوں زمینوں میں لگائے جاتے ہیں خواہ آسمان کے پانی سے سیراب ہوں یا نہر کے پانی سے سیراب کیجائیں اور اس کے گڈھے تین بالشت عمیق کھودے جائیں، اور ہر دو پودوں کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ رکھا جائے، اس کے حجم کو ظرف میں بونا چاہیے، کیونکہ یہ کمزور تخمون میں سے ہے، بقیہ عمل وہی ہے جو اس سے قبل بتایا گیا، اسکی زمین کو خوب درست کرنا چاہیے، اور اس میں مختلف سبزیوں لگائی جائیں، اوتاد کے لگانے کا بھی یہی طریقہ عمل ہے، سیب کھاد کی حرارت کو زیادہ برداشت نہیں کر سکتا، جب اس کا پودہ بڑھ جائے تو اس کو اس وقت چھانٹنا نہ چاہیے بلکہ جب وہ چھوٹا ہی ہو تو اس میں کاٹ چھانٹ کر لینا چاہیے۔

خ کا قول ہے کہ سیب کے لیے زمین کی تعمیر اور سیرابی کی ضرورت اس وقت تک ہے جب تک کہ درخت کی شاخ نرم ہے اور وہ کیڑوں سے محفوظ ہے لیکن جب وہ بڑھ جائے تو تعمیر اور سیرابی میں کمی کرنی چاہیے، اور اگر اب احتیاط نہ کیگئی تو درخت کے خراب ہو جانے کا خطرہ ہے، شنبی سیب میں تخم نہیں ہوتے بلکہ وہ شاخوں سے تیار کیا جاتا ہے، جب تم یہ دیکھ لو کہ سیب میں تہیوں کے کھلنے سے قبل پھول نکل آتے ہیں تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ درخت اسی سال پہلے آئیگا، سیب ترکیب کے قبول کرتا ہے اور بھنسون کے ساتھ مرکب ہو جاتا ہے، ابن سینا کی کتاب میں ہے کہ سیب کی ایک بڑی خاصیت تفسر بچ قلب ہوا اسکو مقوی کرتا ہے اور معطر کرتا ہے، یہ دوا بھی ہے اور غذا بھی،

## فصل

### میں کی زراعت کا طریقہ،

اسکو فقت بھی کہتے ہیں، یہ نشم کی ایک قسم ہے، بھنسون نے یہ کہا ہے کہ یہ نشم کا مونٹ ہے، اور نشم اسود مذکر ہے، اس کے پھل چھوٹے، سیاہ رنگ کے گول ہوتے ہیں (سیاہ مرچ سے کچھ بڑے ہوتے ہیں) اس کے اندر گھٹلی بھی ہوتی ہے، یہ اکتوبر میں کھائے جاتے ہیں، اس میں تھوڑی سی شیرینی بھی ہوتی ہے، اسکی لکڑی سے پالان اور بھی دوسری چیزیں بنائی جاتی ہیں، اس کے لیے مرطوب زمینیں مفید ہوتی ہیں، بلکہ سیاہ زمین کے سوا ہر قسم کی زمین میں پیدا ہوتا ہے، اس کے بلوخی اور جڑوں کو ازل خریف میں لگاتے ہیں، اسکی گھٹلیاں بھی بوسے ہیں، اور اسی طریقہ سے عمل کرتے ہیں

جیسا کہ بتایا گیا ہے، زرا زبرد (ایک قسم کی چڑیا ہے)، اسکو خوب کھاتی ہے اور اسی کی بیٹ  
 میں اس کا دانہ بویا جاتا ہے، اور ربیع کے موسم میں اُگنے لگتا ہے، جب اس کا  
 پودہ منتقل کرنے کے قابل ہو جائے تو اس کو منتقل کر دینا چاہئے اور اسکی مناسب  
 گڈھا کھودنا چاہئے، لیکن اگر اپنی جگہ پر رہنے دیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے  
 اور ہر دو پودوں کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہئے، اسکو شمالی سمت میں  
 بونا چاہیے تاکہ جنوبی ہوا سے محفوظ رہے، اسکی لکڑی بہت اچھی ہوتی ہے اور اس کا داڑ  
 کھانسی اور قبض کے لیے مفید ہے بعض لوگ اسی کو حب الشتم کہتے ہیں یہ پانی کو بہت  
 چاہتا ہے، نیز تصفیہ اور تعلیم کا بھی محتاج ہے، اور یہی عمل انگور کے لیے بھی مفید ہے،

## فصل

### ازادخت کی زراعت کا طریقہ

طابین ہے کہ ازادخت کے لیے سرخ سیاہ اور سفید زمین موافق ہے ہلکے ہر  
 سخت زمین اس کے لیے مناسب ہے، اس کا تخم بویا جاتا ہے اور اس وقت تک اسی  
 جگہ پر رہنے دیا جاتا ہے جب تک کہ منتقل کرنے کے قابل نہ ہو جائے تبدیل مقام  
 سے پودے کو قوت پہنچتی ہے اور اگر نہ منتقل کیا جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے،  
 ازادخت کے خواص میں یہ ہے کہ اسکی پتیان اور پھل مرد اور عورتوں کے بالوں کیلئے  
 از حد مفید ہیں اور اسکی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ یہ بالوں کو سیاہ کرتا ہے ان کو قوی  
 کرتا ہے اور بالوں میں جو شقوق پیدا ہو جاتے ہیں ان کو دفع کر دیتا ہے اس کے  
 استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ تازہ پتیان اور شاخیں کھل ڈالی جائیں اور پھر ان سے



عرق نچوڑا جائے، جب عرق کافی مقدار میں جمع ہو جائے تو ایک مٹی یا پتھر کے کوئے برتن میں اوسکو اونڈیل دیں، اور ہر ایک رطل پانی میں ایک رطل، روغن ملا دیں خواہ زیتون کا ہو یا تیل کا ہو یا اتسی کا ہو، اس کے بعد اس کو کوئلے کی آگ پر پکا یا جائے لیکن آنچ تیز نہ ہو، یہاں تک کہ اس کا پانی خوب جذب ہو جائے اور صرف تیل بچ جائے، یہ روغن بالون کو سیاہ کر سکا اور ان کو تقویت دے گا، اور تمام آفات سے محفوظ رکھے گا، اگر اس روغن کو کوئی شخص اپنے چہرہ پر لگائے تو وہ ہمیشہ کے لیے سیاہ ہو جائے گا، اس لیے اس سے احتیاط کرنی چاہئے، خصوصاً اس وقت جبکہ بالون پر یہ روغن ملا جائے، ان زمینوں کے علاوہ آزاد خست کے لیے حشرہ (سخت) رقیقہ، (پتلی) ندیہ بارودہ (تر اور ٹھنڈی) زمینیں بھی مفید ہیں، یہ بھی پانی کی کثرت کو قبول کرتا ہے، اسی وجہ سے پست زمین میں یا حوض کے قریب لگانا تو اچھا ہے، اسکی گٹھلیاں اور چھوٹی جڑیں بھی اکھیر کر لگائی جاتی ہیں، اسکی ٹکیس بھی کجانی ہے، اسکی گٹھلی ابتداً خریف میں بوئی جاتی ہے، اسی طرح اس کا پودہ اس وقت لگایا جاتا ہے جبکہ اس میں پتیاں آگئی ہوں، اور ایسا فروری کے مہینہ میں ہوتا ہے اس کے ہر پودوں کے درمیان چھہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہئے، اس کے اوتاد اور ملوخ نہیں لگائے جاتے ہیں، اسکو اور اسکے ہم جنس درختوں کو حوض یا کنوئین کے قریب لگانا اچھا ہے، اسکی اس سے ٹٹیاں تیار کرتے ہیں تاکہ جانوروں کو سایہ ملے اور پانی ٹھنڈا ہو، اس کا پھل کھایا نہیں جاتا کیونکہ یہ صدر کے لیے بہت مضر ہے، بعض وقت ہلاک کر دیتا ہے،

## فضل

### شمش (زر دالو) کی زراعت کا طریقہ

جسکو برفوق اور تفاح الارنی بھی کہتے ہیں

سنے لکھا ہے کہ اسکی دو قسمیں ہیں، ایک مین بڑے دانے ہوتے ہیں اور دوسرے مین اس سے چھوٹے ہوتے ہیں، لیکن طریقہ زراعت دونوں کا ایک ہی ہے، یہ گوند اور خون مین سے ہے، ابن ماجہ رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ اسکی گھلیان اور خلوف دینی وہ پتلی شافین جو جڑ کے قریب نکل آتی ہیں، لگائی جاتی ہیں، اس کے لئے مرطوب زمین مفید ہوتی ہے، مرغطیس نے لکھا ہے کہ اس کے لئے سب سے عمدہ رستیلی زمین ہے، کیونکہ یہ تعمیر کے بعد بہت مفید ثابت ہوتی ہے، اور دوسری زمینوں مین بھی یہ پیدا ہوتا ہے لیکن اس مین خصوصیت کے ساتھ اچھا ہوتا ہے اسکی گھلیان اور پودے دونوں لگائے جاتے ہیں، گھلیان ان چلون سے بجاتی ہیں جو درخت کے پکے ہوں، اور ان کی مدت پوری ہوگئی ہے حتیٰ کہ رنگ بھی صاف ہو گیا ہو، فردی کی ابتداء سے آخر مارچ تک یہ بوئی جاتی ہیں ہر گڑھے مین چار سے سات تک گھلیان رکھی جائیں، جب یہ اگنے لگیں تو اس کو ٹھنڈک سے محفوظ کر دیں، یہاں تک کہ موسم سرما گزر جائے، جب پودے منتقل ہونے کے قابل ہوں تو ان کو منتقل کر دینا چاہیئے اور ایک مہینہ کے بعد زمین کو کھود کر درست کرنا چاہیئے اور پھر اس مین بھی وہ کھاد جو اس قسم کے درختوں کے لیے مفید ہے ہر ہفتہ ڈالنی چاہیئے، لیکن جو پودے کہ پرانے درختوں سے لیے گئے ہوں یا ان کی شافین لگائی گئی ہوں، ان مین اس قسم کی کھاد نہ ڈالی جائے کیونکہ گھلی دالے پودے اس کھاد کے

متصل ہو سکیں گے لیکن وہ متصل نہیں ہو سکتے،

مغزیت نے لکھا ہے کہ اگر یہ اس وقت بویا جائے جبکہ چاند کی روشنی بند نہ رہی ہو تو اس کے لیے بہت اچھا ہے،

طین ہے کہ شمش مضر ہے خصوصاً جب اس میں تعفن پیدا ہو جائے، تو بخار لاتا ہے لیکن اگر یہ زیادہ مقدار میں نہ کھایا جائے، تو مضر نہیں ہے،

شمش ان زمینوں میں بھی ہوتا ہے جو پتھریلی یا ریتیلی ہوں یا خنین سختی اور نرمی دونوں ہو، لیکن ان میں یہ زیادہ نہیں بڑھتا ہے، ریتیلی زمین میں اگر بادام، شفتالو، اور عیون البقر ہوں تو ان کے ساتھ شمش کی ترکیب ہو سکتی ہے جس کا قول ہے کہ یہ نرم زمین میں عود ہوتا ہے لیکن اس میں اس کو گرمی کا اثر جلد پہنچتا ہے، اسکی اور ان درختوں کی ذرا تھن میں گوند لگانا ہے گھلیوں ہی کے ذریعہ سے اچھی ہوتی ہے، اس کے بلوغ اور ادماؤ کا لگانا اچھا نہیں ہے گھلیاں ظروف میں بوی جاتی ہیں خنین زمین کی مٹی اور پانی لکھا دلی جاتی ہے، ان کے بونے کا وقت نومبر میں ہے، یا جب اس میں پھل آتا ہے، ایک سال کے بعد اس کو حوضوں میں منتقل کر دیتے ہیں اور وہیں تقویت پہنچاتے ہیں، پھر دوسال کے بعد دوسری سبگہ جو اس سے زیادہ اچھی ہو بدل دیتے ہیں منتقل کرتے وقت اس کا کھانا رکھنا چاہیے کہ جڑیں کٹنے نہ پائیں، یہی حال تمام گوند والے درختوں کا ہے،

جس کا قول ہے کہ پودے کو منتقل کرتے وقت اس جگہ کی مٹی بھی ساتھ ہی منتقل کریں تو بہت اچھا ہے، اس کے گڈے کی گہرائی چار باشت ہونی چاہیے، اور ہر دو ہفتوں کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے، اور نرم زمین میں اس سے زیادہ فاصلہ ہونا چاہیے،

رخ کا قول ہے کہ جب پودے کا طول انسان کے قد کے برابر ہو تو اس کو منتقل کر دین اگر اس سے زیادہ ہو جائے تو پھر منتقل کرین بقیہ عمل وہی ہے جو اس سے قبل بتایا گیا، کھاؤ کی کثرت کا یہ متعل نہیں ہوتا، پانی اس کے لیے مفید ہے، بعض کا یہ بھی قول ہے کہ اس کے اوتا بھی لگائے جاتے ہیں بشرطیکہ انکو پانی سے خوب سیراب کیا جائے، با د ا م اور شفا لو کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے،

## فصل

### شفا لو کی زدا عت کا طریقہ

(جو کتفلح فارسی بھی کہتے ہیں)

رخ کا قول ہے کہ یہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک نرم سرخ رنگ کا ہوتا ہے، جس کو اقوع اور مصری دونوں کہتے ہیں، شتوی بھی اسی کو کہتے ہیں اور بعض لوگ تفلح بھی کہتے ہیں، اس میں ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے، جس میں کچھ ترشی ہوتی ہے، دوسرا سیاہ اور سفید دونوں ہوتا ہے، اسکو شتری کہتے ہیں، اس کا تخم بھی نکال کر بویا جاتا ہے اور یہ جو سمیت اکھاڑ کر لگایا بھی جاتا ہے، لیکن دونوں کا طریقہ عمل ایک ہی ہے، البتہ تخم پوٹے سے اچھا ہوتا ہے، بعض یہ بھی کہتے ہیں شمش بھی اسی کی ایک قسم ہے، جو شفا لو کہ نرم خوشبودار اور لذیذ ہوا اور اس میں رطوبت بھی کم ہو، وہ سب اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے، اسکو زہری کہتے ہیں، ابن جاح رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ یونیس کی رائے ہے کہ اگر شفا لو سی

سے شفا لو کی چند قسمیں ہیں ایک مختلف لالوان ہوتا ہے اور اسکا گودا چھلکے سے جدا ہوتا ہے اسکو بھگتے ہیں اور دوسرا ایران میں ہوتا ہے اسکو شفا لو کا روی کہتے ہیں، اول کی بھی قسمیں ہیں ایک شیرین طیف اور شاد ہوتا ہے اور دوسرا ترخ ہوتا ہے محیط

زمین میں بویا جائے جس میں پانی بہت زیادہ ہو، اور بار بار سیراب کرنے کی اسکو ضرورت نہ پڑے تو اس کے پھل بڑے بڑے ہوں گے، یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ شقائق بہت جلد بڑھتا ہے، اور اگر ہم اس کو آٹو بخار یا بادام کے ساتھ ترکیب دین تو اور زیادہ اچھا ہو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس درخت کی جڑ کی مٹی کو بار بار بدلتے رہنا چاہیے، یہ اگر کوئی بھلا کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کے پھل بڑے ہوں گے،

قسطوں کا قول ہے کہ شقائق کے لیے سب سے بہتر تر زمین ہے یا وہ جہیں پانی بکثرت موجود ہو، جب سیرابی کی ضرورت پڑے تو اس سے سیراب کر دیجائے، اگر ان دونوں زمینوں میں یہ لگایا گیا تو دانے بڑے ہوں گے،

مرغوطیس کا قول ہے کہ ریت اس کے لیے بہت موافق ہے، بشرطیکہ وہ اچھی طرح سیراب کر دیگی ہو، اس سے بھی زمین شقائق کے لیے کوئی دوسری نہیں ہو سکتی ہو، یوں اس کا قول ہے کہ اسکی گٹھلی بونی جاتی ہے اور دو سال کے بعد یہ منتقل کیا جاتا ہے، ابتداً جنوری سے اس کے منتقل کرنے کا وقت ہے اور اسکی گٹھلی کے بونے کا وقت اگست سے فروری تک ہے، دیمقراطیس کا قول ہے کہ شقائق کی گٹھلی اگست میں اسی وقت بوتے ہیں، جب اس کا پھل کھایا جاتا ہے، اور پھر اسکو سیراب کرتے ہیں، کیونکہ یہ جبکہ سیراب کیا گیا اسی قدر اس کا دانہ بڑھے گا، اس کا وہ پودہ جو گٹھلی سے اگھا ہے اس کو جنوری میں لگاتے ہیں، سادھس کا قول ہے کہ اس کے ملوٹ بھی لگائے جاتے ہیں، اس سے بھی اچھے درخت تیار ہوتے ہیں،

طین ہے کہ شقائق شمش یعنی زرد آلو کا بھائی ہے، بہت سی چیزوں میں دھون مشترک ہیں، صرغ فرق اتنا ہے کہ شمش کی عمر زیادہ ہوتی ہے اور شقائق پانچ سال کے

بعد خراب ہو جاتا ہے، اور اس میں پھل کم آنے لگتے ہیں جس زمانہ میں کہ شمش کی زراعت ہوتی ہے اسی زمانہ میں اگر شفتالو بھی لگا یا جائے تو بہت اچھا ہے، اس کے علاوہ شفتالو کے لئے سخت اور کٹکڑ دار زمین بھی موافق ہوتی ہے، اس میں بھی پھل اچھے ہوتے ہیں اور موٹے ہوتے ہیں، رنگ ان کا بالکل سفید ہوتا ہے اسی طرح نرم اور متعفن زمینوں میں بھی لگایا جاتا ہے، لیکن اس میں زیادہ دن تک نہیں رہتا ہے اور پھل چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں، سیاہ اور سرخ زمین میں بھی ہوتا ہے، کمزور اور پتلی زمین جبکہ وہ اچھی طرح دست کر دیا جائے تو وہ بھی مفید ہے، ان زمینوں میں بھی یہ اچھی طرح نشوونما پاتا ہے جو آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہوں،

شفتالو کی گٹھلی ہی کا بونا زیادہ اچھا ہے، موخ اوتا اور نوا می کا لگانا مفید نہیں ہے کیونکہ یہ گوند دار درخت ہے، اسکی گٹھلی کو اگست اور ستمبر میں بونا چاہیئے اور جنوری اور فروری میں حوض اور طرف میں منتقل کر دینا چاہیئے، اور اس میں مٹی اور کھاد اور ریت ملا کر ڈال دینا چاہیئے، پھر پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، یہ طریقہ اس کے لیے بہت مفید ہے، اس سے بہت جلد نشوونما پائے گا، ایک سال کے بعد طرف سے حوض میں منتقل کرنا چاہیئے، اور اسی میں یہ مخلوط کھاد ہر پودے کی جڑ میں ایک انداز سے ڈالنا چاہیئے، اور ہفتہ میں دو مرتبہ پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، جب پودہ تیار ہو جائے تو دو سال کے بعد حوض سے گڈیوں میں منتقل کرنا چاہیئے، جنگی گہرائی تین بالشت رکھنی چاہیئے اور ہر دو پودوں کے درمیان دس ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہ رکھنا چاہیئے، کیونکہ یہ تو زیادہ وسیع ہوتا ہے اور نہ بڑا ہوتا ہے، اور نہ زیادہ دن تک رہتا ہے، بلکہ بعض کی رائے یہ ہے کہ اس کے پودوں کو قریب قریب لگانا چاہیئے تاکہ جب پھل زیادہ آجائیں تو ایک دوسرے کے بوجھ کو سنبھال سکیں

سرخ کا قول ہے کہ وہ درخت جو گھٹلی سے لگا ہوا اس کو اگر دو سال کے بعد منتقل کیا جائے تو وہ محفوظ رہے گا۔ لیکن اگر اس سے قبل صرف پھول آنے کے بعد منتقل کیا جائے تو غیر محفوظ رہے گا۔ نقل کے وقت وہاں کی مٹی بھی ساتھ لے لی جائے تو اچھا ہے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شفا لو کے درخت کے نیچے اگر گلاب لگا دیا جائے تو تمام پھل سرخ ہو جائیں گے، شفا لو اپنے بھنسون کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، خصوصاً عنقر (مرزنگوش) حب الملوک (ماہودانہ) اور توز کے ساتھ،

مین نے دیکھا کہ ایک شفا لو کا درخت ایک اچھی زمین میں لگایا گیا اور اس کے قرب و جوار میں پانی کی نالیاں بھی تھیں۔ یہ بہت جلد بڑھا اور اس میں پھل بہت آئے اور بڑے بڑے بھی ہوئے، عمر بھی دوسرے درختوں کی بہ نسبت زیادہ ہوئی،

طابین ہے کہ شفا لو کھانے کے بعد ٹھنڈا پانی ہرگز نہ پینا چاہیے، اس سے نقصان پہنچتا ہے، اسی طرح ترشی یا سرکہ کھانے کے بعد شفا لو کا کھانا مضر ہے، البتہ ان چیزوں کے کھانے کے بعد جسے پیاس بڑھتی ہے شفا لو کا کھانا مفید ہے، اس کے لیے بہترین دوا ہے، فوراً پیاس کو روکتا ہے، اگر شفا لو چاقو وغیرہ سے تراش کر تھوڑی دیر چھوڑ دیا جائے تو اس کا مزہ لوہا لگنے کی وجہ سے فوراً متغیر ہو جاتا ہے،

## فصل

آلو بخارا کی زراعت کا طریقہ اسی کو عیون البقر بھی کہتے  
 رخ نے لکھا ہے کہ اسکی مختلف قسمیں ہیں، ایک سیاہ ہوتا ہے جسکو شتوی کہتے  
 ہیں، اس کے دانے بڑے ہوتے ہیں، اور ایک چھوٹے دانے کا ہوتا ہے اس کا بھی

رنگ سیاہ ہی ہوتا ہے جسکو طری کہتے ہیں اور ایک سبز ہوتا ہے جسکو عزیار کہتے ہیں اس میں سفید، زرد اور سرخ سب ہی رنگ کے ہوتے ہیں، اسکو قرسی اور سیجی وغیرہ بھی کہتے ہیں، لیکن سب کا طریقہ عمل ایک ہی ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ یونیس کہتا ہے کہ آلو بخارا بارہ اور مرطہ مقامات کو پسند کرتا ہے،

شولون کہتا ہے کہ اسکو مرطوب خندقوں میں اور تر زمینوں میں لگانا چاہئے، سادھس کہتا ہے کہ آلو بخارا کے خلوف جڑ سمیت لگائے جاتے ہیں، اس کے طوخ اور گھلیان بھی بوئی جاتی ہیں، دمیقرطیس کی رائے ہے کہ یہ فردری میں بویا جائے، طمین ہے کہ آلو بخارا بارہ ہے اور اسکو کھا دکی شدید ضرورت ہے کالے کا گو بر، انسان کا غلیظہ اور خشک منی یہ سب غلو ط کر کے ڈالیں اگر اسکی جڑ میں سخت زمین کی منی بار بار کھو کر ڈالیں تو اچھا ہے، کیونکہ اس میں رطوبت بہت ہوتی ہے، اسلئے یہ منی اس کے موافق ہوگی، اس کے لیے مرطوب، ریتیلی اور نرم زمین بھی مناسب ہوگی ان میں اس کے پھل بڑے ہوں گے خصوصاً نرم زمین میں زیادہ لذیذ ہوں گے، سرخ اور سخت زمین میں بھی یہ ہوتا ہے، لیکن پھل ان میں زیادہ اچھے نہیں ہوتے، جلی ہوئی سیاہ زمین میں یہ نشو و نما نہیں پاتا، کیونکہ اس میں حرارت زیادہ ہوتی ہے، لیکن بہت اور مرطوب زمین میں اور سفید زمین میں اچھی طرح ہوتا ہے، پتھر ملی اور ریتیلی زمین میں بھی ہوتا ہے، اگر ان کے علاوہ کسی دوسری جگہ پر ہو تو اس میں پتھر ملی اور ریتیلی مٹی ملا دی جائے، اس سے بہت فائدہ پہنچے گا، اسکی کامل شاخیں بھی لگائی جاتی ہیں اور چھوٹی شاخیں جڑ سے اکھڑ کر لگائی جاتی ہیں، اور ان کی اس وقت تک تکلیف بھی نہیں کی جاتی جب تک کہ



ان میں چھوٹی چھوٹی شاخیں اور بڑی نہ نکل آئیں، اور گھٹلیاں اس وقت بوئی جاتی ہیں جبکہ اس کے پھل کھانے کا زمانہ ہوتا ہے، جنوری، یا فروری میں حوض یا ظروف میں بوتے ہیں، ہر دو گھٹلیوں کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، ان کو بونے کے بعد تین انگلی میٹری اور کھاد پور سے ڈال دینی چاہیئے اور پھر اس کو اس وقت تک سیراب کرنا چاہیئے جب تک یہ اُگ نہ جائے، یہ مارچ سے آخر اپریل تک اُگ جائے گا، ایک سال کے بعد ظروف سے حوض میں منتقل کر دین، پھر دوسرے سال میں جب اور بڑھ جائے تو کسی مناسب جگہ پر منتقل کر دین، اسکے پودے جڑ سمیت منتقل کئے جاتے ہیں اور ایسے گڈ سے مین لگائے جاتے ہیں، جو کم سو کم مین بالشت گہرے ہوں، اور یہ اکتوبر، جنوری، فروری اور مارچ میں لگائے جاتے ہیں، ہر دو پودوں کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اگر اس میں گائے کا گوبر ڈالا جائے تو بہت جلد بڑھے گا، تیرہ ہفتہ میں دوسرے پانی سے سیراب کیا جائے اور گرمی کے موسم میں تین بار سیراب کیا جائے، اگر برابر سیراب کیا جائے تو پھل نہایت اچھے ہوں گے، لیکن دوسرے قسم کی زمین میں سیرابی کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ وہ آسمان کے پانی سے سیراب ہو چکتی ہے، اس کے طوخ اور اوتار دسمبر میں لگائے جاتے ہیں، یہ زرد آلو اور حب الملوک وغیرہ کے ساتھ مرکب ہوتا ہے۔

## فصل

### کھجور کی زراعت کا طریقہ

اسکی بہت سی قسمیں ہیں، اور مختلف نام ہیں، برسی، بجو، شہریر اور کسنہ وغیرہ

سے موسوم ہیں۔ ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ یونیس کہتا ہے کہ اس کے لیے دو ہاتھ کا عینق گڈھا کھودنا چاہیے اور اس کا عرض بھی دوہی ہاتھ رکھا جائے پھر اس کو مٹی اور کھاد سے بھر دیں، لیکن نصف ہاتھ کے انداز سے خالی رکھیں، کھجور کی گٹھلی کو وسط میں دینا رکھیں، اوپر کو کھڑا کر کے نہ رکھیں، اوپر سے کھا دلی ہوئی مٹی اور نمک ڈالکر اس کو چھپا دیں، پھر گڈھے کو انگوڑی شاخوں سے ڈھک دیں، اس کے بعد ہر روز اس کو پانی سے سیراب کرتے رہیں، جب پودہ بڑھ جائے تو دوسری جگہ منتقل کر دیں، بعض لوگ اسی جگہ پر چھوڑ دیتے ہیں، کیونکہ اس کے لیے شور ہی زمین زیادہ مفید ہے، اگر شور زمین نہ مل سکے تو اس میں لگاتے وقت تھوڑا نمک ڈال دیں جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں، اس درخت کے اطراف کو ہر سال کھودیں اور اس میں نمک ڈالا کریں، اس سے درخت جلد بڑھتا ہے اور پھل زیادہ آتے ہیں،

دو مقرر آٹیس کہتا ہے کہ اس کا گڈھا صرف ایک ہاتھ گہرا کھودنا چاہیے، اور اس کو مٹی اور کھاد سے پر کر دینا چاہیے، پھر گٹھلی کے وسط میں شق کر کے مشقوق حصہ کو سطح زمین سے ملا کر رکھیں اور اوپر سے مٹی، کھاد اور نمک ملا کر ڈالیں اور پانی سے برابر سیراب کریں، جب بڑھ جائے تو منتقل کر دیں یا اپنی جگہ پر رہنے دیں، البتہ ارد گرد کی زمین کو ہر سال کھودیں اس میں نمک ڈال کریں تاکہ درخت کو تقویت پہنچے،

ابن حجاج فرماتے ہیں کہ میں نے کھجور کا ایسا درخت بھی دیکھا ہے جس میں نمک کچھ نہیں دیا گیا تھا اور نہ اس کی گٹھلی شق کی گئی تھی، لیکن وہ بہت اچھی طرح پھلا اور نشوونما پاتا رہا، اس کے ساتھ ہی علمائے فلاحیت کا یہ اتفاق ہے کہ نمک اور شور زمین اس کے لیے بہت مفید ہے۔ صغریٰ کہتا ہے کہ اس کی شاخ کو معوم آدمی نہ لگائے کیونکہ اس کا اثر اس پر پڑتا ہے

بلکہ خوش مزاج اور ظریف آدمی لگائے، جب کاشتکار خوشی کی حالت میں پودہ لگاتا ہے تو چاند اس کو قوت دیتا ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ کاشتکار مرطوب مزاج کا ہو اور معتدل قد و قامت کا ہو، لگاتے وقت شادان اور فرحان ہو، لگانے کا وقت ابتداء میں مین و مینہ کا ہونا چاہیے۔ اگر ایک ہی قسم کی گھٹلیاں ایک ہی درخت کی بوٹی جائیں تو ان سے مختلف قسم کے پھل اور پھول پیدا ہوتے ہیں، لیکن اگر گھٹلی سے پیدا ہونے والے درخت کی گھٹلی بوٹی جائے گی تو پھل ایک ہی قسم کا ہوگا۔

جس کچھ کی شاخ لگائی جائے گی اسی طرح کے پھل اس میں آئیں گے، خوشہ اور اندر کا گودا بھی دیا ہی ہوگا، کھجور کی روٹیاں بھی پکائی جاتی ہیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ خوشہ توڑا جائے جو سبز ہو اور اس کا چھلکا نکال کر مغز نکالیں اگر مغز رطوبت اور سفید ہو تو چھلکا سمیت کسی روہے یا چھری سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں اور پھر ان کو دھوپ میں سوکھنے دیں جب خوب خشک ہو جائیں تو ان کو میں ڈالیں اور گیہوں یا جو کے آٹے کی خمیر ملا کر اسکی خمیر تیار کریں، تھوڑے عرصہ تک اسکی خمیر اسی حال میں چھوڑ دیں، اور اس کے آٹے کو گرم اور نمکین پانی سے گوندھنا چاہیے، اس کے بعد پھر اسکی روٹی پکا کر کھائیں، اگر یہ پانی اور نمک کے ساتھ دو مرتبہ ابالا جائے تو بہت اچھا ہو اور اگر تین مرتبہ متواتر ابالا جائے تو اور زیادہ اچھا ہو لیکن ہر ابال میں پانی کو بدل دینا چاہیے اس قسم کے اور جس قدر پھل ہوتے ہیں جکی روٹیاں پکائی جاتی ہیں انکو بھی میٹھے پانی اور نمک سے ابالیں یا صرف پانی میں ابال لیں صرف پانی اس کے کیلے پن اور قبض (گلا پکڑنا) کو دفع کرتا ہے اور نمک اور پانی اسکی تلخی اور دوسرے خراب ذائقوں کو زائل کر سکتے ہیں،

کھجور تیلی نرم اور پست زمین میں بھی جوتی ہے، نمکین اور شور زمین بھی اس کے لیے مفید ہے، اسکی گٹھلیاں بوئی جاتی ہیں اور وہ پودے بھی لگائے جاتے ہیں جو جڑ کی شکل میں کھجور کی جڑوں میں نکل آتے ہیں، یہ کھجور کے بچے کھلاتے ہیں، اس کے بلورخ اور ادا تاد اچھے نہیں ہوتے، اسکی گٹھلی تو کوئی مرتبہ بوئی جاتی ہے، سب سے پہلے کسی اچھے پھل کی گٹھلی لیجائے اور پھر اس کے لیے ایک ہاتھ کا گہرا گڈھا کھودیں اور اسکو مٹی نمک اور آدمی کی کھاد سے بھر دیں،

ق کتا ہے کہ چوپایوں کی کھاد بھی اس میں مخلوط کر دیجائے، جس کتا ہے کہ چار رطل نمک اور دو ٹوکری کھاد اور مٹی ملا کر ڈالیں، ایک ٹوکری قرطبہ کے نصف قفیز کے برابر ہوتی ہے، پھر گٹھلی کو اس گڈھے کے وسط میں مٹی کے اندر لٹا کر رکھیں، بلکہ وہ نقطہ جو گٹھلی کی پشت پر ہوتا ہے اسکو اوپر رکھیں اور اس کے اندر وہی حصہ کو نیچے کی جانب رکھیں اور اس مخلوط کھاد سے اسکو ڈھک دیں یہاں تک کہ دو انگل مٹی اوپر آجائے، اس طریقہ پر عمل درآمد مایح اور اپریل میں ہوتا ہے، جس نے لکھا ہے کہ جنوری میں بھی اس پر عمل کرنا ممکن ہے، ہر مہینہ میں دو دن اس کو پانی سے اس وقت تک سیراب کرتے رہیں، یہاں تک کہ وہ اُگ جائے، اگر گٹھلی کی پشت نیچے رکھ دیجائے تو اس کے اُگنے میں دقت ہوتی ہے،

م کتا ہے کہ گٹھلی کے بیج میں شتی کر دو اور اسی کو گڈھے میں اس طرح رکھ دو کہ مشقوق حصہ نیچے کی سمت میں ہو اور اوپر سے مٹی ڈال دو،

سہ چونکہ یہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں، اس لیے بچے کھلاتے ہیں ان میں سے بعض غرض مستقل جڑ رکھتے ہیں ان کو فوراً کاٹ کر لگانا چاہیے بلکہ بڑھنے کے بعد،

بعض نے یہ کہا ہے کہ اوپر کی جانب شق کرنا چاہیے، اور بعض کی یہ رائے ہو کہ چھکا سمیت پھل لیا جائے اور نیچے کی جانب شق کیا جائے اور اسی طرح بودیا جائے، ایک صورت یہ بھی ہے کہ پانچ دن تک گھٹلی کو پانی میں بھگا دیں اور پھر اسکو بوئیں، اور اس وقت اسکی پشت کو اوپر رکھیں اور بطن کو نیچے رکھیں، جو اس طرح بودیا جائے، اس کا ذائقہ اچھا ہوگا اور پھل بھی زیادہ آمین گے، لیکن اگر گھٹلی کی پشت نیچے کی طرف رکھی گئی تو وہ درخت نڈ کر ہوگا،

غ کا قول ہے کہ اس کا پودہ دو بانشت گہرے گڈے میں لگایا جاتا ہے، اس سے کم گہرائی رکھنی نہیں چاہیے، اس کے بعد مٹی کھا د اور نمک مخلو کر کے ڈالنا چاہیے، ایک مہینہ تک ہر چوتھے دن اس کو پانی سے سیراب کرنا چاہیے اور ہر پندرہویں دن نمک کو پانی میں گھول کر جڑوں میں ڈال دینا چاہیے، اس کے بعد ہر آٹھویں دن آخر بیج تک پانی سے سیراب کرنا چاہیو، اس سے درخت جلد بڑھ جائیگا، اور پھل بھی جلد لائے گا، غ کا قول ہے کہ میں نے اس کو بہت جلد بڑھتے دیکھا جو اس طرح ان باتات میں بھی عمل ہوتا ہے جو دوسرے کی جڑوں سے لیے گئے ہوں،

کچھ تر کے لیے نمک از حد فائدہ مند ہے، بشرطیکہ ہر سال جڑ میں ڈالا جائے اور اگر نمک کی جگہ پر پانی شراب کی گاؤ ڈال دی جائے تو پھر اور زیادہ مفید ہوگا، اس سے اس کے پھل اچھے ہوں گے، کیونکہ کچھ ترشی کو پسند کرتا ہے، سال میں دو مرتبہ اس میں نمک اس وقت تک ضرور ڈالنا چاہیے جب تک یہ بار آور نہ ہو جائے، پھل آنے کے بعد خواہ نمک ڈالا جائے یا نہ ڈالا جائے کوئی ہرج نہیں ہے، لیکن اگر شوربہ میں میں ہو تو نمک ڈالنا موقوف کر دینا چاہیے، اگر اس میں انسان کا نمک ڈالا جائے

اور بار بار سیراب کیا جائے تو اس کا پھل شیرین ہوگا اور جلد تیار ہوگا، اسکی شاخون کے کاٹنے کا وقت نصف مارچ میں ہے جبکہ ربیع کا موسم معتدل حالت پر ہو، بعض نے یہ کہا ہے کہ مارچ ہی میں یہ عمل ہوتا ہے اس سے قبل اور بعد نہ کرنا چاہیئے،

نخ کا قول ہے کہ کیسل پھلون کو میٹھا بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ جب پھل پک جائے اور تیار ہو جائے تو اس کو میٹھے پانی میں خوب جوش دین جب اس کا کیسل اپن دور ہو جائے تو پانی پھینک دین اور خشک ہونے کے لیے ہوا میں چھوڑ دین جب اسکی رطوبت بالکل خشک ہو جائیگی تو یہ بہت شیرین اور لذیذ ہوگا، کھجور کی شادی مذکر کے ساتھ پھولون کی شگفتگی کے وقت اس طرح کرتے ہیں کہ مذکر کا غبار یا سفوف مونث کے پھول میں داخل کیا جاتا ہے، اس سے پھل بہت جلد آنے لگتے ہیں، ہین ہین ایک جنگلی خرے کی شادی اسی طرح کی تھی، اس کا سفوف مادہ میں ڈالنا تھا اور اوپر سے پیسا ہوا گلاب کا پھول لگا دیا تھا، بہت جلد مادہ پھلدار ہو گئی، میں فوس کا ایک ہی مرتبہ تجربہ کیا ہے اگر بار بار آزمایا جائے تو بہت اچھا ہو، جیسے انجیر کے ساتھ کیا جاتا ہے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور سے روزہ افطار فرماتے تھے، ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رطب (تازہ خرما) سے زیادہ کوئی پھل تسکین دہ اور شفا بخش نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کو کھلایا ہے، یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص سوتے وقت سات دانے کھجور کے کھائے تو اس کے پیٹ کے کیرے مرجائینگے، سب سے پہلے کھجور کو حضرت شمیم ابن آدم علیہ السلام نے لگایا تھا،

لحہ خراکی شادی قدرتی طور پر بھی ہوتی ہے، لڑکا سفوف شہد کی مکھیاں مادہ تک لے جاتی ہیں

اور وہ حاملہ ہو جاتی ہے،

## فصل

### فندق کی زراعت کا طریقہ

(اس کو جلوز نارجل اور فوقل بھی کہتے ہیں)

خ کا قول ہے کہ فندق کی چار قسمیں ہیں، الہیسی، ترہین، تبرار اور تصدی سب کا طریقہ عمل ایک ہی ہے، ابن جاج رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ یونیوس کہتا ہے کہ فندق کے لگانے کا وقت وہی ہے جو خود دم کا ہے، فندق ان مقامات کو زیادہ پسند کرتا ہے جنکی زمین سفید ہوتی ہے اور ضنین پانی بکثرت ہوتا ہے، اس کا پھل مستدیر اور مستطیل دونوں ہوتا ہے، اگر مستدیر کے ساتھ مستطیل بھی لگا دیا جائے تو بہت جلد بڑھتا ہے،

طین ہے کہ فندق خود بخود پہاڑوں میں پیدا ہوتا ہے بلکہ جنگل اور صحرا سے زیادہ ان میں آگتا ہے، یہ درحقیقت جنگلی درخت ہے، اس کی جڑ کاٹ کر باغوں میں لگائی جاتی ہے، جو عمدگی سے بڑھتی اور پھلدار ہوتی ہے، اس کے لیے وہی زمین موافق ہوگی جو صحرا کی زمین کی طرح سخت اور ذائقہ میں خراب ہوتی ہے اس میں کھاد ڈالنے کی مطلق ضرورت نہیں ہے اور نہ زیادہ تعمیر کی ضرورت ہے، یہ خود بخود بڑھتا ہے اور تقویت پاتا ہے، اس درخت کے قریب زہریلے کیڑے نہیں آتے نہ سانپ بیٹھتا ہے، اور نہ بچھو آتا ہے، جس شخص کے ہاتھ میں ایک فندق ہو تو اسکی خاصیت یہ ہے کہ کچھو اس آدمی سے بھاگتا ہے،

لہ اردو میں کشمیری بادام یا تین گوشہ بادام کہتے ہیں، اسی کو بادام کوہی بھی کہتے ہیں،

صغیریت کا قول ہے کہ وہ قندق جس کو جلوز بھی کہتے ہیں اگر اس کے دو یا تین پھل پوشیدہ طریقہ پر حبیب میں رکھ لیں یا کسی کپڑے میں باندھ لیں یا اس کی لکڑی ہاتھ میں رکھیں تو بچھو وغیرہ اس سے بھاگ جائیں گے اور یہ اسکی عظیم الشان خاصیت ہے۔ اس کے علاوہ قندق ہر مرطوب زمین میں ہوتا ہے، خصوصاً پانی کے راستوں پر اگر لگایا جائے تو اچھا ہوتا ہے، اور اس نرم زمین میں جس کے اندر پانی موجود رہتا ہے، یہ بویا جاتا ہے، اسی طرح پست زمینوں اور خندقوں میں بھی لگایا جاتا ہے، سفید زمین بھی اس کے موافق ہوتی ہے، اسکی گٹھلیاں بھی بوئی جاتی ہیں، اور نیچے اور اوپر کی شاخوں کا استسلاف بھی کیا جاتا ہے، گٹھلی اکتوبر کے مہینہ میں خرد میں بوئی جاتی ہے اور یہی زمانہ اس کے کھانے کا بھی ہے، گٹھلی کے ٹکڑے حصہ کو نیچے رکھنا چاہیئے، اسکی شاخیں جنوری اور فروری میں لگائی جاتی ہیں، اس کے لیے قبر کی طرح گڈھے کھودے جاتے ہیں اور انگور کی طرح اس میں شاخ کو پھیلا دیتے ہیں، گڈھے کی گہرائی چار بالشت ہونی چاہیئے، ہر دو پودوں کے درمیان دس بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، کیونکہ یہ زیادہ بڑا نہیں ہوتا ہے، اسکو پانی سے خوب سیراب کرنا چاہیئے، بلکہ زمین کبھی خشک ہونے نہ پائے، اگر سیرابی سے غفلت برتی گئی تو درخت خراب ہو جائے گا، خصوصاً وہ پودہ جو دوسری جگہ سے منتقل کیا گیا ہے، جس کا قول ہے کہ ہر روز اسکو سیراب کرنا چاہیئے اور تعمیر اس کے موافق ہوتی ہے، البتہ کھانا موافق ہوتی ہے، سب کھانا ہے کہ اس درخت کی جڑ سے کوئی شاخ کاٹی جائے تو اس کا پورا احاطہ رکھنا چاہیئے کہ جڑ پر اس کا ٹٹنے سے کوئی برا اثر نہ پڑے، اس سے پورا تنا خراب ہو جاتا ہے، جلوز نہی کے مہینہ میں پیدا ہوتا اور ستمبر یا اکتوبر



اکتوبر کے مہینہ میں تیار ہوتا ہے،

## فصل

### انگور کی کاشت کا طریقہ

انگور کی بہت سی قسمیں ہیں، بعض سیاہ ہوتے ہیں، بعض گول ہوتے ہیں، بعض لائبے ہوتے ہیں اور بعض درمیانی حالت کے ہوتے ہیں، اسی طرح بعض سرخ اور زرد ہوتے ہیں، ان میں بھی بعض جلد تیار ہوتے ہیں اور بعض دیر میں، بعض متوسط زمانہ میں تیار ہوتے ہیں،

ابن حجاج کی کتاب میں انگور کی زراعت کے وقت کے متعلق لکھا ہے کہ مٹو س کہتا ہے کہ میں نے انگور کے اوقات زراعت میں سے ہر ایک کو آزمایا ہے، تو میرے نزدیک تمام اوقات میں موسم خریف کی کاشت سب افضل ہے، خصوصاً جبکہ اس میں زمین زراعت کیجائے جس میں پانی کم ہو، کیونکہ انگور کی وہ شاخیں جو خریف میں لگائی جاتی ہیں، وہ زمین میں مضبوطی کیساتھ چمکھ لیتی ہیں اور اس وقت جو بارش ہوتی ہے اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا بلکہ ٹھنڈک سے محفوظ ہو جاتی ہیں، اور ان کو تقویت پہنچتی ہے۔ اسی بنا پر جو انگور کہ موسم خریف میں لگائے جاتے ہیں وہ جلد بڑھتے ہیں اور یہ خاص طور سے اس زمین میں لگایا جاتا ہے جس میں اس موسم میں پانی کم ہوتا ہے تاکہ پورا موسم سرما اس پر گزر جائے اور اسکی ٹہنیوں کے اندر محفوظ رہیں یہاں تک کہ بیج کا موسم آجائے، مٹو س کہتا ہے کہ میں ہی نے سب سے پہلے انگور کو موسم خریف میں لگایا جسکو لوگوں نے ابتدا میں پسند کیا، لیکن جب وہ خوب اچھی طرح پھلنے لگا تو سمجھنے

تعریف کی اور اس طریقہ کو پسند کیا۔ اس کے بعد سے آج تک لوگ اسی کی تقلید کر رہے ہیں۔ یونیوس کا قول ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ابتدائے ربیع میں انگور کی شاخیں لیتے ہیں اور اگست کے پہلے ہفتہ میں ان کو لگاتے ہیں لیکن بعض اسی وقت اس کے پودے حاصل کر لیتے ہیں جبکہ انگور ابتدائی نشوونما میں ہوتا ہے، مریال کا قول ہے کہ شاخیں اودا اور ملوخ اس وقت لگائے جاتے ہیں جبکہ وہ تازہ ہوں، ابن حجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یونیوس اور مریال کی رائے مجھ کو پسند ہے اگرچہ قسطوس کی رائے بھی اچھی ہے، کیونکہ قصبان، ملوخ، اودا و وغیرہ کو اس حالت میں لگانا چاہیے کہ ان میں مائیت اور رطوبت ہو اسی طریقہ پر جب کہ زمین میں یہ شاخیں لگائی جائیں تو ان کی ترمی زمین میں اتر کر جائے اور اس سے یہ شاخیں جڑوں کی شکل اختیار کر لیں، اسی وجہ سے یہ آخری قول زیادہ صحیح ہے، بشرطیکہ شاخوں میں جڑیں نہ چھوٹی ہوں، لیکن جن شاخوں میں جڑیں نکل آئی ہوں ان کو بھی لگا سکتے ہیں، مقدّمین نے بھی اس صورت کی تعریف کی ہے، اوقاتِ زراعت کے متعلق میں نے اپنی بحث ختم کر دی، موسمِ خریف میں جو انگور لگائے جاتے ہیں، ان میں رطوبت کم ہوتی ہے اس بنا پر اگر ربیع میں لگائے جائیں تو میرے نزدیک زیادہ مناسب ہے نہ کہ زمین بھی رطوبت کا ہونا ممکن ہے جیسا کہ قسطوس وغیرہ نے تجربہ کیا ہے،

یونیوس کہتا ہے کہ بعض اصحاب نے ان شاخوں کے لگانے کی مانعت کی ہے جنہیں انکھیں بھی نکلی ہوں لیکن دوسرے لوگوں نے اسکی اجازت دی ہے کہ جب ان میں پتیاں نکل آئیں تو ان کو لگا سکتے ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک ایسی شاخوں کا لگانا غیر مناسب نہیں ہے، جب شاخ لگائی جائے تو اسکو ایک طرف جھکا کر لگانا چاہیئے

تاکہ جڑ مضبوط ہو،

قسطوس کہتا ہے کہ انگور کو قریب قریب لگاتے ہیں تاکہ ایک دوسرے سے قوت پکڑے اور اس کی شاخیں جب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جائیں گی تو ان کو تقویت زیادہ ہوگی اور سرسبز ہوگی، جن لوگوں نے مختلف اقسام کے انگور کو ایک ہی جگہ لگانا سب سمجھا ہے، ان کی یہ رائے صائب ہے کیونکہ اگر ایک مین پلخ آئین گے تو دوسروں میں تو ضرور آئین گے، اور جس شخص نے ایک ہی قسم کا انگور لگایا ہو اس کو اس کا پورا تجربہ ہوگا کہ اس میں کقدر آفتین اور مصیبتیں ہیں، لیکن بعض لوگوں کی رائے اس کے مخالف ہے ان کے نزدیک ایک ہی قسم کا انگور لگانا اچھا ہے، انگور کی شاخ کٹری کر کے بھی لگائی جاتی ہے لیکن اس سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ گڈھے میں اس کو ٹیڑھا کر کے رکھیں، ابن جراح رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس طریقہ سے شاخ مٹی سے خوب ملحق ہو جائے گی جب کہ زراعت اپنے پیر سے مٹی ڈال کر خوب دبائے،

یونیوس کا قول ہے کہ جب تم انگور لگاؤ تو اچھی مٹی کو کھاد میں مخلوط کر دو جبہ خشک ہو جائے تو اس کو جڑوں پر چھڑکو، اور اسی سے اس کو چھپا ڈالو، انگور کا منتقل کیا ہوا پودہ جلد بڑھتا ہے، ابن حلاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یونیوس کی یہ رائے کڑی کو کھاد میں مخلوط کر کے ڈالیں مشہور ہے کہ بعض لوگ زمین میں بانس یا لکڑی نصب کرتے ہیں اور ان کے گڈھوں میں انگور کی جڑ لگاتے ہیں، تو وہ دون کہتا ہے کہ یہ طریقہ اچھا نہیں ہے اس سے عیون اور پودے کی چھوٹی شاخیں کمزور ہو جائیں گی اور ہوا اس کو خشک کر ڈالے گی، کیونکہ زمین اس سے زیادہ متصل نہیں ہوتی ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ اگر ایک ہی گڈھے میں دو جڑیں ہوں تو وہ ایک دوسرے

سے لپٹ جائیں گی اور زمین کی قوت و دونوں کے لیے کافی نہ ہوگی اسکی صورت  
 بعینہ ایسی ہوگی جیسے ایک عورت کے دو بچے ہوں اور دونوں دودھ پیتے ہوں  
 اور اس کا دودھ دونوں کے لیے کافی نہ ہو،

خشک اور سخت زمین میں اگر انکو رنگا یا جائے تو اس کے گڈھے کی گہرائی  
 دو ہاتھ کے انداز سے رکھیں، اگر اس سے بھی کم گہرائی رکھی گئی تو وہ پودہ جلد ضعیف  
 ہو جائیگا، اور اس کی نشو و نما خراب ہو جائے گی، دوسری خرابی یہ ہوگی کہ آفتاب  
 کی حرارت کا اثر جلد پہنچے گا جس سے جڑ کی تری اور رطوبت ضائع ہو جائیگی،  
 یونیوس کہتا ہے کہ بعض انکو رتو گڈھوں میں لگائے جاتے ہیں اور  
 بعض جری (یہ یونانی لفظ ہے اسکی تشریح آگے آئیگی) میں لگائے جاتے ہیں  
 گڈھے ان زمینوں میں کھودے جاتے ہیں جو اچھی ہوتی ہیں اور جن میں عمل کثیر  
 کی ضرورت نہیں پڑتی ہے اور جو زمینیں کہ اچھی نہ ہوں بلکہ صاف بھی نہ ہوں  
 تو انھیں جری بنا کر درخت لگائے جاتے ہیں، جری کا طریقہ یہ ہے کہ جہان تک  
 تم کو شاخیں لگانی ہوں اس کے طول میں خندقیں کھودو اور ہر ایک کا عرض  
 اور عمق دو قدم (دو فٹ) کے برابر رکھو، پھر جب تم شاخیں لگانا چاہو تو جڑ  
 کے اندر ایک ایسا گڈھا کھودو جو آٹھ انچ گہرا ہو، تاکہ اس میں شاخ کو رکھ سکو،  
 اس کے بعد تمام عمل پہلے اور دوسرے سال کے اندر ختم کر دو، جب تیسرا  
 سال شروع ہو جائے تو یہ دیکھو کہ اگر وہ مٹی جو ان گڈھوں کے کنارے پر  
 ہے خشک ہو گئی ہے تو اس میں اور دوسری مٹی ملا کر گڈھے میں ڈال دو  
 اور پودوں کو مٹی سے مستور کر دو اور ان گڈھوں میں ایک مناسب مقدار

کھا دی بھی ڈال دو، اس عمل کے بعد زمین کو ہموار کر دینا ضروری ہے،  
یونیوس کا قول ہے کہ جری تریونیون کے لیے بہت مفید ہے، ابن حجاج  
کا قول ہے کہ یونیوس نے جو صورت بیان کی ہے وہ زیادہ اچھی ہے، لیکن موجودہ  
زمانہ کے لوگ اس قسم کی محنت اور مشقت کے کاموں سے گھبراتے ہیں اس لیے  
اس طریقہ کا کوئی ذکر بھی نہیں کرتا ہے،

جری حقیقت میں گڈھون کے ان بڑے خطوط کو کہتے ہیں جو کہ لون سے  
زمین میں کھودے جاتے ہیں، قلب سے زیادہ وسیع ہوتے ہیں، ان گڈھون  
سے جو مٹی نکالی جائے ان کو لکیر کے سانسے ڈھیر کرتے جائیں یہاں تک کہ کناروں  
پر مٹی کا انبار لگ جائے، پھر ان خطوط کی گہرائی میں دوسرے گڈھے کھودے  
جائیں اور ان کو کچھ دن تک اسی حالت پر چھوڑ دیں، ان خطوط کا فاصلہ نصف  
میٹر ہونا چاہیے، آفتاب کی گرمی اور ہوا کی لطافت سے اسکی مٹی بالکل درست  
ہو جائیگی، اور بارش کے بعد تو بالکل زراعت کے قابل ہو جائے گی،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جری ایک یونانی لفظ ہے اور یہ ان  
خطوط پر مشتمل ہے جنکو ادر بیان کیا گیا ہے یہ جمع کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے  
اور اس کا واحد حوآہ ہے، ایک ثقہ شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ خمر سلجاسہ  
میں بھی یہ رائج ہے، جو زمین کہ ذرا مرتفع ہوتی ہے تو اس تک پانی پہنچانے کے  
لیے ایسا ہی کرتے ہیں، اور درمیان میں گڈھے کھودتے ہیں اور ان گڈھون میں  
انگور کی شاخیں لگا دیتے ہیں اور پھر اس کو پانی سے سیراب کرتے ہیں جب پودہ  
قوی ہو جاتا ہے تو مٹی ڈال کر زمین کو مٹی سے بھر کر برابر کر دیتے ہیں اور سیراب کرنا

چھوڑ دیتے ہیں، پھر یہ تقریباً بعلی زمین ہو جاتی ہے ابن عباس کی کتاب میں ہے کہ یونوس کتا ہے کہ جس زمین میں انگور لگانا ہو اس کو کانٹوں اور خس و خاشاک سے اچھی طرح صاف کر دینا چاہیئے، انگور لگانے کے ایک سال بعد جب وہ مضبوطی سے جڑ پکڑ لے تو اس کے ارد گرد کی زمین کو کھودنا چاہیئے اور جو بڑی زمین کی سطح پر بنا پان ہوں، ان کو وہے سے پھانٹ ڈالنا چاہیئے کیونکہ پودوں کی بڑی ہرمت میں پھیل جاتی ہیں، اگر ایسا نہ کیا جائے تو انگور کی بڑی گہرائی میں نہ جا سکیں گی، جب دو سال گزر جائیں تو پھر اس کے کنارے کنارے کھودنا چاہیئے، اس کا گڑھا ایک قدم لانا اور تین قدم چوڑا کھودنا چاہیئے، اور یہی طریقہ عمل اس انگور کے لیے بھی ہے جو درختوں پر چڑھایا جاتا ہے،

یونوس کتا ہے کہ جب انگور فاصلہ سے لگائے جائیں تو اس زمین میں دوسرے سال زراعت ہو سکتی ہے، اس درخت کی بلندی جس پر انگور کی بیل چڑھائی جائے ساتھ قدم کے برابر ہو، اس قدر لمبائی سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، بشرطیکہ زمین اچھی ہو اور اگر تیلی زمین ہو تو ان درختوں پر چڑھائی جائے جو آٹھ قدم سے زیادہ قد کے نہ ہوں، تاکہ زمین کی قوت درختوں کے اندر ختم نہ ہو جائے، انگور کی شاخوں کو جہاں تک ممکن ہو مشرقی اور جنوبی سمت میں رکھیں لیکن شمالی اور مغربی سمت سے ان کو محفوظ رکھیں اس قسم کے انگور زیادہ لائے ہوں گے بعض لوگ جرٹیمیت پودوں کو لگا دیتے ہیں اور ان کو ترمدانات سے دوسرے کدھوں میں منتقل کرتے ہیں، لیکن بعض اس کو منتقل نہیں کرتے اور پودوں کی جگہ پر شاخ ہی لگاتے ہیں، لیکن پہلا طریقہ زیادہ اچھا ہے، یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ انگور خشکی بلیں چڑھائی جاتی ہیں ان کی شاخوں کو

زمین پر دو ہاتھ سے کم رکھنا چاہیئے، اور اس قسم کی دو سیلون کے درمیان پندرہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، یہ بھی ممکن ہے کہ اس جگہ ایسے درخت لگائے جائیں جو پھلدار ہوں، اور خشکی جڑیں چھوٹی اور تپلی ہوں جیسے انار، سیب اور سفرجل وغیرہ، اور اگر دونوں سیلون کے درمیان دس سے زیادہ ہو تو زیتون کا درخت لگا سکتے ہیں اگرچہ بعض لوگ اسکو ناپسند کرتے ہیں، بعض لوگ انجیر کے درخت کو انگور کے لیے موافق خیال کرتے ہیں لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے جیسا کہ ہم نے اس کا بار بار بتا کر دیا ہے البتہ یہ ممکن ہے کہ انگور کے ارد گرد باہر کی جانب انجیر کے درخت لگا دیں،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے انجیر کو انگور کے درمیان اچھی طرح پھلتے دیکھا ہے، خصوصاً اس وادی میں جو نہر اعظم کے متصل ہے، لیکن وہ انجیر جو انگور کی شاخوں سے ذرا فاصلہ پر ہوتے ہیں وہ زیادہ بڑے ہوتے ہیں اور ان میں پھل بھی بڑا آتے ہیں، کیونکہ عام طور پر معمولی زمینیں دونوں کو تقویت نہیں پہنچا سکتی ہیں، البتہ وہ زمین دونوں کو غذا پہنچا سکتی ہے، جبکہ اوپر ذکر کیا گیا ہے جیل مشرق میں میرے دیکھا کہ جس قسم کا بھی انگور اس میں لگایا گیا وہ کمزور ثابت ہوا اگر درخت بڑے بھی ہوئے تو شاخیں بالکل کمزور ہوتی ہیں کیونکہ وہ ان کی زمین رسیق ہوتی ہے، مٹی سخت اور تھری ہوتی ہے اسی وجہ سے یونوس کی رائے یہ ہے کہ اس میں انگور کی کاشت نہیں کرنی چاہیئے اور یہ قول بالکل صحیح ہے بلکہ تمام مشرقی دیہات اور قبیلوں میں یہ بات مشہور ہے،

یونوس کہتا ہے کہ انگور کے لیے وہ زمین جو خوب سیاہ ہو اور زیادہ سخت اور جمی ہوئی نہ ہو بہت مفید ہے خصوصاً جب کہ زمین کے اندر شیریں پانی کا ایک معتد بہ حصہ موجود ہو، اس زمین کی خوبی یہ ہے کہ بارش کے زمانہ میں پانی کو زیادہ اندر جذب ہونے نہیں

دیتی تاکہ وہ خراب نہ ہو اور اسی طرح پانی کو زمین کی سطح پر نہیں چھوڑ دیتی کہ جس سے پودے خراب ہو جائیں،

اس غرض سے زمین کا اندازہ کر لینا چاہیے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اوپر کی سطح تو سیاہ ہوتی ہے اور نیچے پہنچ کر سفید نکلتی ہے اور اس کے برعکس بھی ہوتا ہے، اور حقیقت سب سے اچھی زمین وہ ہے جس میں نہریں پھوٹی ہوں، اسی بنا پر ارض مصر کی بڑی تعریف کی گئی ہے،

الغرض ہر وہ سیاہ زمین جو زیادہ سخت نہ ہو اور اس میں تری ہو تو وہ انگور کیلئے موافق ہوگی، یہ معلوم رکھنا چاہیے کہ انگور کی وہ قسمیں جو زمین سے غذا زیادہ مقدار میں حاصل کرتی ہیں ان کو اس سیاہ زمین میں لگانا جس میں رطوبت اور تری ہے زیادہ اچھا ہے کیونکہ ہر زمین سے غذا آسانی سے نہیں حاصل کی جا سکتی ہے،

خشک، تپلی، اور ریتیلی زمینوں میں یہ انگور اچھے نہیں ہوتے البتہ اس زمین میں جو لطیف اور نرم ہو انگور کے ان اقسام کی زراعت ہو سکتی جو خنیں مائیت دوسروں سے زیادہ ہوتی ہے، اور جو انگور کہ مرطوب المزاج ہوتے ہیں ان کو گرم اور یا بس جگہوں پر لگانا چاہیے، اور جو یا بس ہوتے ہیں ان کو مرطوب زمینوں میں لگانا چاہئے، اس طریقہ پر عمل کرنے سے انگور میں جو چیز زیادہ ہوگی وہ زمین کے اختلاط سے کم ہو جائیگی اور ایک معتدل المزاج صورت پیدا کرے گی، ردغن دار یا سدا ر زمین میں وہ انگور ہرگز نہ لگائے جائیں، جبکہ غذا کی جلد ضرورت ہو البتہ جو اس کے خلاف ہوں ان کے لگانے میں کوئی مہرج نہیں ہے، اسی طرح سیاہ زمین میں وہ خشک اور ضعیف انگور لگائے جائیں جو غذا کی قوت کو بانی نہ رکھ سکتے ہوں اور اگر اس قسم کے انگور سدا ر زمین میں



لگائے جائیں تو اسکے پھل بڑے اور خوشمذاق ہوں گے، اگرچہ ان کی پتیان بڑی بڑی ہوں گی، کسی طرح کمزور انگور اگر خشک مقامات پر لگا دیے جائیں تو اس کے پھل اور کمزور ہو جائیں گے۔ انگور کی کاشت کے لیے خصوصاً اور تمام دوسری کاشتوں کے لیے عموماً یہ ضروری ہے کہ پودوں کا مزاج اور زمین کی حالت کا اندازہ کیا جائے،

انگور کی کاشت کے لیے بلند مکان زیادہ موافق ہوتے ہیں، اسی طرح پہاڑ کے دامن کی زمین جو کچھ مرتفع بھی ہو اور وہ زمین جو دوسری زمینوں سے کچھ بلند ہو انگور کے لیے مفید ہیں کیونکہ ایسے مقامات میں انگور موسم گرما کی شدید گرمی کو ہوا کی تندی اور تیزی کی وجہ سے برداشت کر لیتا ہے، نیلے پر کی وسیع زمین اور وہ زمین جو پہاڑ کے متصل یا جڑ میں واقع ہو انگور کے لیے نفع بخش ہے، کیونکہ بارش کے پانی کے ساتھ وہ اجزاء آتے ہیں جنکی وجہ سے ان میں قوت اور غذا آیت بہت زیادہ پیدا ہو جاتی ہے، پہاڑ کی چوٹیوں پر انگور کو نہ لگانا چاہیے، کیونکہ جب بارش مٹی کو بہا لی جائے گی تو اسکی جڑیں کھل جائیں گی اور پھر ان میں فساد پیدا ہو جائے گا، مٹی واسے انگور کو مسطح اور ہموار زمین میں لگانا چاہیے جہیں رطوبت اور تری موجود ہو اور گرم مقامات میں بھی لگا سکتے ہیں، بشرطیکہ وہاں تیز ہوا نہ چلتی ہو، کیونکہ جو انگور کہ درختوں یا ٹیٹوں پر چڑھائے جاتے ہیں وہ معتدل ہوا سے سانس لیتے ہیں اور غذا حاصل کرتے ہیں، یہ تمام اقوال یونیوس کے ہیں وہ یہ بھی کہتا ہے کہ دریا کے متصل کی زمینیں انگور کے لیے بہت کارآمد ہوتی ہیں، کیونکہ ان میں حرارت اور رطوبت دونوں موجود رہتی ہے، اس میں رطوبت دریا کے بخارات سے پیدا ہوتی ہے اور دریا کی ہوا انگور کے لیے بہت نفع بخش ہے، بہت سے لوگوں کی یہ رائے ہے کہ انگور کو اس نہر کے قریب نہ لگائیں

جس میں مینڈک کثرت سے ہوں کیونکہ اس سے بخارات گدے، بارد اور خراب اٹھتے ہیں اور انکو زمین ہی بخارات کیڑے پیدا کر دیتے ہیں جو اسکو اور تمام زراعت کو خراب کر ڈالتے ہیں، اس بنا پر جن مقامات میں مینڈک ہوں ان سے بھاگنا ہی اچھا ہے، شاخیں کس شکل و صورت کی اور کس انداز کی لیجائیں اس کے متعلق یونیوس کی رائے یہ ہے کہ قبل کاٹنے کے اندازہ کر لینا چاہیئے، دیتھراطیس کی رائے ہے کہ شاخیں نہ زیادہ پرانے درخت سے اور نہ زیادہ نئے درخت سے لی جائیں بلکہ ایک متوسط عمر کے درخت سے لی جائیں کیونکہ قدیم اور جدید دونوں میں غولم ہوتا ہے، اور ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے، قسٹوس کی بھی یہی رائے ہے کہ شاخیں قدیم اور جدید کے درمیانی درخت سے لیجائیں، شاخیں نہ زیادہ چوڑی ہوں اور نہ زیادہ سخت ہوں اور نہ زیادہ ہلکی ہوں اور نہ ان کی گرہیں دور دور ہوں بلکہ نرم، لنبی، اور گرہیں قریب قریب ہوں تاکہ ہر شاخ میں سال گذشتہ کی لگائی ہوئی شاخوں میں سے کسی ایک کو لاسکیں، انکو کی شاخوں کو کاٹنے کے بعد فوراً ہی لگانا چاہیئے، لیکن اگر کاٹنے کے بعد کوئی لگانہ نہیں سکتا تو اس کو مستدل المزاج زمین میں دفن کر دینا چاہیئے۔ یعنی نہ تو اس میں زیادہ رطوبت ہو اور نہ گرمی ہو یا مٹی کے برتن میں رکھیں اس طرح کہ اس کے اوپر اور نیچے عمدہ مٹی بھر دیں تاکہ وہ ہوا سے محفوظ رہجائے، اس کے بعد اگر ایسی شاخیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیجائیں بلکہ دو مہینہ تک نہ لگائی جائیں اس پر بھی کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا، شاخوں کو کاٹنے کے بعد اگر ایک دن اور رات پانی میں بھگا دیں تو وہ بہت جلد نشو و نما پائے گی اگرچہ زمین برف زدہ بھی ہو جو شاخیں کہ مرطوب نہ ہوں ان کے لیے سہل طریقہ یہی ہے کہ ایک دن اور رات، انکو

پانی میں تر کرین پھر ان کو لگا دین، شاخوں کو کات کر مرطوب زمین میں یا پانی میں اتنی دیر تک نہ چھوڑنا چاہیے کہ وہ سڑ جائیں، کیونکہ وہ سڑنے کے بعد خشک ہو جائیں گی اور پھر قابلِ زراعت نہیں ہو سکتی ہیں،

دیکھا گئی کہ انکور کی شاخ کاٹنے کے بعد اگر تم فوراً نہ لگا سکو تو اس کو لکڑی سے باندھ کر ایسی زمین میں دفن کر دو جو نہ زیادہ مرطوب ہو اور نہ گرم اور خشک ہو اگر تم اسکو کسی بید مسافت سے لاؤ اور یہ شبہ ہو کہ راستہ میں ہوا لگ گئی ہو تو اس کو ایک دن اور رات شیریں پانی میں ڈال دو، اس کے بعد لگاؤ، یونیوس کا قول ہے کہ انکور کی شاخیں نہیں لگائی جاتی ہیں جو بڑے کاٹی جاتی اور جو تنے سے لی جاتی ہیں اسی طرح نیچے کی شاخوں سے کوئی شاخ نہیں لینا چاہیے اور نہ ان کے اطراف و جوانب سے کوئی حصہ اس غرض سے کاٹنا چاہیے بلکہ درمیانی نرم حصوں سے اور نرم شاخوں سے شاخ لینا چاہیے، سخت شاخیں لگانے کے قابل نہیں ہوتی، میں وہ تقصیب یعنی شاخ جس کے عیون قریب قریب ہوں اور خود ابھی طرح گول ہوں کو لگانا اچھا ہے، لیکن وہ تقصیب جو سخت اور چوڑی ہو اور اندر سے کھوکھلی ہو اور اس کے عیون دور دور ہوں تو اس سے اجتناب کرنا چاہیے اور جو تقصیب لیجائے اس میں قوت نمو کافی ہوئی چاہیے، بلکہ یہ زیادہ مناسب ہو کہ گذشتہ سال کی لگائی ہوئی شاخ کا کوئی حصہ نئی شاخ کے متصل کر دین، جنگلی اور سنے انکور کی شاخیں کارآمد نہیں ہوتی ہیں، جب تک کہ وہ چھ سال کی عمر کے قسطوس کی ایک اور رائے بھی ہے، جو دوسرے علماء و فلاسفہ کی رائے کے خلاف ہے اور صائب بھی نہیں ہے وہ یہ ہے کہ انکور کی شاخ کے کئی

مکڑے کر کے لگائے جائیں کیونکہ اسکی طویل اور گہرہ دار شاخوں کا لگانا مناسب نہیں ہے لیکن قدیم کاشتکار ایسا ہی کرتے تھے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تھنیکے مراد وہ شاخ ہے جس میں سات گرہیں ہوں اور جو اولاً ترمدانیت میں لگائی جاتی ہیں تاکہ عروق پیدا ہوں اور پھر دوسری جگہ منتقل کی جاتی ہے۔ انگور اسی جگہ پر رہنے دینا مضر ہے، کیونکہ یہ از حد چھوٹی ہوتی ہیں،

شونون کی بھی رائے ہے جو میں نے بیان کیا، اس کا صریح قول یہ ہے کہ نہ تو پرانے انگور کی شاخیں لگائی جائیں اور نہ اس انگور کی شاخیں لگائی جائیں، جو ابھی سات سال کا نہ ہوا ہو کیونکہ اول میں حرارت غریزی بہت کم ہو جاتی ہے، حرارت غریزی میں دو قوتیں ہوتی ہیں ایک جاذبہ اور ایک ہاضمہ، یہ دونوں بھی بذات خود حرارت ہوتی ہیں، صرف کیفیت نہیں ہوتی ہیں، پس اس قسم کی شاخیں ہرگز نہ لگائی جائیں، اسی طرح سنئے انگور میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے اور اندرونی طور پر حرارت ہوتی ہے، لیکن چونکہ حرارت کمزور ہوتی ہے اسلئے جلد زمین کو نہیں پکڑتی، البتہ متوسط عمر کے انگور کی شاخیں لگائی جاسکتی ہیں، اس کی نظیر ایسی ہی ہے جیسے چراغ میں تیل کم ہو، اسکی بنا پر لامحالہ روشنی بھی کم ہوگی، اسی طرح اسکو بھی سمجھ لو، اگر ظاہر میں حرارت زیادہ ہو لیکن اندر اسی طرح صفت اور کمزوری ہو تو بھی لگانا اچھا نہیں ہے نیز ان شاخوں کو بھی لگانا نہیں چاہیے جس میں خشکی زیادہ ہو اور ہلکی چھال سخت ہو، اسی طرح ہلکی شاخ کو بھی لگانا اچھا نہیں ہے، کیونکہ ان کا ہلکا پن اس پر دال ہوگا کہ ان میں مادہ کمزور

اور بس غالب ہے، یہ ضرور چاہیے کہ شاخوں میں سے ان کا انتخاب کرنا چاہیے، جنہیں گہر میں زیادہ ہوں نہ یہ کہ ان میں چھوٹی اور پتلی شاخیں بکثرت ہوں، کیونکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ قصبہ میں چھوٹی رگہیں اور جڑیں زیادہ ہوں تاکہ زمین سے غذا زیادہ حاصل کر سکیں، اور اگر ہوں میں جڑیں جلد نکلتی ہیں اسی طرح ہم پر یہ بھی ضروری ہے کہ قصبہ کے ساتھ اس شاخ کو بھی کاٹ لیں جس میں یہ اگی ہے، کیونکہ اس جگہ پر بکثرت رگہیں نکل آئیں گی، اور اس میں زمین کا غلیظ مادہ موجود رہتا ہے جو عروق کے لیے از حد مفید ہے، اگر ایسا نہ ہو سکے کہ اس قدیم شاخ کا کوئی حصہ کاٹا جاسکے تو انون اور دوسرے علما و فلاحت کے نزدیک یہ ہے کہ قصبہ کے اعلیٰ اور اسفل حصہ کو کاٹ کر پھینک دیں اور وسط کو لگا دیں کیونکہ اعلیٰ اضعیف اور پتلا ہوگا اور اسفل سخت خشک اور کم رطوبت کا ہوگا، اور وہی قصبہ جلد نشور و ناپاتی ہے جس میں معتدل رطوبت موجود ہو اس کا طے سے اوسط میں رطوبت معتدل ہوگی، اگرچہ بعض لوگ اس کا لحاظ نہیں کرتے ہیں اور بلا قطع کئے ہوئے لگا دیتے ہیں، یہ شاخ بھی بڑھتی ہے اور اسکو کوئی نقصان بھی نہیں پہنچتا، لیکن ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ زیادہ افضل طریقہ ہے اور زراعت کے لیے مفید ہے، شولون کا قول یہی ہے، ابن جراح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس باب میں جو کچھ ذکر کیا ہے وہ کافی ہے، اگرچہ بعض جگہ پر مکرر اقوال آگئے ہیں اس سے صرف مقصود یہ ہے کہ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہو کہ جن باتوں کا میں نے ذکر کیا اس پر تمام متقدمین کا اتفاق ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسی پر لوگوں کا عمل درآمد ہے اگر میں صرف کسی ایک کا قول نقل کرتا تو لوگوں کو اس پر اطمینان نہ ہوتا جب تک کہ دوسرے

نظائر سے اس کو مستحکم نہ کرتا اس لیے مختلف اقوال کو نقل کر دیا ہے ،  
 خلاصت بطنیہ میں ہے کہ منڈوے کے انگور کے لیے اور دوسرے تمام کیلئے  
 سب سے اچھی زمین خالص مٹی والی تر زمین ہے جس کا غالب رنگ سیاہ ہو دوسری  
 وہ زمین ہے جو نہ زیادہ کھوکھلی ہو اور نہ زیادہ پیوستہ ہو بلکہ متوسط درجہ کی ہو ایسی  
 زمینوں کی طبیعت شیریں پانی کو زیادہ چاہتی ہے ، حتیٰ کہ کچھ پانی تک پہنچ جاتا  
 ہے ، البتہ وہ زمین جو کسی وقت پتھر کی طرح سخت ہو جاتی ہے اسکی خاصیت ہے ،  
 کہ وہ پانی کو روک دیتی ہے نہ زیادہ چوستی ہے اور نہ زیادہ اندر کی طرف جذب  
 کرتی ہے ، بلکہ اوپر ہی پھوڑ دیتی ہے ، یہ زمین انگور کے لیے مضر ہے ، لیکن بنبرلو  
 کے لیے مفید ہے اسی طرح وہ زمینیں جو پانی کو اندر جذب کر لیتی ہیں لیکن  
 ان کی ظاہری سطح خشک ہو جاتی ہے ، انگور کی کاشت کے لیے مفید نہیں  
 ہیں ، لیکن ان میں بعض ایسی بھی ہوتی ہیں جن کا عمل متوسط ہوتا ہے یعنی یہ کہ انداز  
 سے پانی جذب کرتی ہیں ، اور اسی انداز سے باہر چھوڑ دیتی ہیں اس طرح کہ زمین  
 متوسط درجہ کی نرم ہوتی ہے ، بعض زمینیں ایسی ہوتی ہیں جس کا ظاہری حصہ بہت  
 اچھا ہوتا ہے لیکن جب ایک دو ہاتھ کھودیں جائیں تو خراب نکلتی ہیں ، ان کا  
 رنگ بھی خراب ہوتا ہے ، ان کے انداز کے لیے متفرق جگہوں پر کم سے کم تیز  
 ہاتھ کھودنا چاہیے ، اگر اس کا ظاہر اور باطن یکساں ہو اور رنگ بھی ایک ہی ہو  
 تو وہ انگور کے لیے از حد مفید ہے ، اور اگر ظاہر اور باطن میں شدید اختلاف ہو نیز  
 رنگ میں بھی فرق ہو تو وہ اسکی کاشت کے لیے کارآمد نہیں ہے ،  
 طاہری کا قول ہے کہ انگور کی جڑ میں ہمیشہ تراوٹ کی ضرورت ہے لیکن

اسی قدر جتنی کہ ہر انگور کو اسکی زمین کے لحاظ سے ضرورت ہو کیونکہ انگور کی مختلف قسمیں ہیں اور ہر انگور کے لیے وہی زمین مناسب ہے۔ جو اس کو محفوظ رکھ سکے، پس ارض متخلیہ اور دسمہ جس کا رنگ سیاہی مائل ہو اس انگور کے لیے مناسب ہوگی، جس کا دانہ سفید ہوتا ہے خواہ وہ لانا ہو یا گول ہو، لیکن وہ انگور جو سفیدی اور سبزی کے درمیان میں ہو اور گول ہو تو اس کے لیے نرم زمین مناسب ہے جس میں طوبت بالطبع غالب ہو اور اس میں بکثرت دسومت ہو، ان دونوں انگور کے لیے نہ پتلی زمین موافق آتی ہے اور نہ وہ جو جاڑے یا گرمی کی شدت سے پھٹ جاتی ہو، اس قسم کی زمینیں انگور کے لیے اچھی نہیں ہیں خصوصاً ان کیلئے جنکا پھل سفید ہوتا ہے، اور پتلی زمین اکثر انواع انگور کے لیے مفید ہے، کیونکہ یہ خراب خراب چیزوں سے پاک ہوتی ہے، مثلاً زعفران وغیرہ سے جو زمین کو کڑوا پن کی شدت سے خشک کر دیتا ہے، اس کا خیال ضرور رکھنا چاہیے کہ زمین کی طبیعت انگور کی طبیعت سے مخالف ہونا چاہیے مثلاً یہ کہ اگر انگور میں نرمی ہو تو اس کو سخت زمین میں لگانا چاہیے اور اگر سختی ہو تو اس کو نرم زمین میں لگانا چاہیے، اور اسی طرح جس انگور میں خشکی ہو اور تراوٹ نہ ہو اس کو مرطوب زمین میں لگانا چاہیے، اور جس میں طوبت بہت زیادہ ہو اس کو اس زمین میں لگانا چاہیے جس میں خشکی اور دسومت غالب ہو، اور متوسط درجہ کے انگور کو متوسط زمین میں لگانا چاہیے،

صغیریت کا قول ہے کہ سیاہ انگور کے لیے جس کا دانہ لانا یا گول ہونا چاہیے زیادہ خشک زمین کی ضرورت ہے جبکی سطح پر بیوست نمایاں ہو اس کا رنگ اکثر سرخ ہوتا ہے، اور اس میں بہت خفیف صلابت ہوتی ہے، اور جو انگور

کہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے وہ ریشہ اور پتلی زمین میں لگایا جاتا ہے نیز ریت ملی ہوئی  
 زمین میں بھی لگاتے ہیں جن زمینوں میں سیاہ اور سرخ انگور لگائے جاتے ہیں،  
 ان میں سفید انگور اچھے نہیں ہوتے ہیں، یہ تمام سفید انگور کے لیے پتلی اور خالص  
 ریتیلی زمین درکار ہے، اور جس انگور کے دانہ کا رنگ زرد ہو گا وہ سب سے زیادہ مرطوب  
 انگور ہو گا ایسے اس کو گرم اور خشک زمین میں لگانا چاہیے جس میں تڑاوت اور  
 ٹھنڈک کا نام تک نہ ہو، ایسے انگور کے لیے بلند مقامات بھی منتخب کیے جاتے ہیں  
 کیونکہ وہ پانی سے بہت دور ہوتے ہیں، اور بڑے دانوں کے انگور جو رکیب بڑے  
 کئے گئے ہوں، روغن دار زمین میں لگائے جاتے ہیں اور ارضِ متخلخ میں بھی لگاتے  
 ہیں، اور جن انگور دن میں کثرت سے امیت ہوتی ہے اور چھوٹے ہوتے ہیں وہ  
 بہت پرانی زمینوں میں لگائے جاتے ہیں، اور جو انگور ضعیف لیکن لطیف ہوتا ہو  
 اسکی شاخیں باریک ہوتی ہیں اور پتے بھی باریک ہوتے ہیں، اسکو سیاہ زمین میں  
 لگانا چاہیے کیونکہ وہ انگور کو ایک مناسب غذا دیتی ہے، اور یہ ضعیف انگور کے لیے  
 بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، وہ انگور جو سیاہ اور سرخ ہو لیکن سرخی سیاہی پر غالب ہو  
 یا وہ جو متوسط درجہ کا سرخ ہو اور دانہ بھی متوسط ہو اور اس کا دانہ خوشن میں ایک جگہ  
 پر ہو یا متفرق جگہ پر ہو، ان دونوں کے لیے وہ سخت زمین نفع بخش ہے جس میں سختی  
 کے ساتھ تھوڑی نرمی ہو، ان دونوں کا رنگ سرخی کی طرف مائل ہوتا ہے اور  
 ان کے پھل مدور ہوتے ہیں اور کھجور کے برابر ذنی ہوتے ہیں، یہ کھانے میں بہت  
 لذیذ ہوتے ہیں کیونکہ وہ بہت زیادہ رقیق اور لطیف ہوتے ہیں، ان کا ذائقہ نہایت  
 عمدہ ہوتا جو ان دونوں قسموں کی اصلاح کی صورت یہ ہے کہ جو پتیان کہ خراب ہو جائیں



یا ان میں کوئی نقص پیدا ہو جائے ان سبکو چنکر چھینک دینا چاہیے، اگر ایسا بار بار خریف اور ریع کے زمانہ میں کیا جائے تو بہت اچھا ہے، اس سے ان کی نشوونما بہت اچھی ہوگی، تو نامی نے بھی یہی لکھا ہے کہ ضعیف انگور جنکے دانے چھوٹے اور لطیف ہوتے ہیں اور جن میں پانی بہت کم ہوتا ہے ان کو مرطوب زمینوں میں لگانا اچھا ہے، جس میں بکثرت تراوٹ موجود ہو، ایسی زمینوں کی بکثرت رطوبت و سومت سے بدل جاتی ہے، اگر اس زمین میں تھوڑی سی ریت مخلوط کر دی جائے تو بہت بہتر ہوگا کیونکہ اگر ضعیف انگور خشک اور کم پانی والی زمین میں لگایا جائے تو اس میں کمزوری زیادہ ہو جائیگی اور پھل ایک تو کم آئیں گے دوسرے خراب ہوں گے اور قوی انگور اس کے موافق زمین میں لگایا جائے تو بہتر ہوگا،

طامن ہے کہ نرم زمین سے انگور سخت زمین میں منتقل کیا جائے اور اسی طرح سخت سے نرم زمین میں اور دسمہ سے رقیقہ زمین میں اور ریشیق سے دسمہ میں اور اسی طرح سیاہ سے سرخ میں اور سرخ سے سیاہ میں اور شاداب سے چٹیل میں اور چٹیل سے شاداب میں اور چٹیل سے پست میں اور پست سے چٹیل میں منتقل کر سکتے ہیں، کیونکہ زمین کی طبیعت یہ ہے کہ وہ ضرورات کو اپنے مخالف طبیعت کی زمین میں زیادہ تقویت پہنچاتی ہے اور ان کو کافی غذا دیتی ہے، یہ بھی مذکور ہے کہ تھیب درخت کے درمیانی حصہ سے لیجائے جو زمین سے کم سے کم ایک باشت بلند ہو اور اسے انگور سے شاخ لی جائے جسکی عمر چھ سال سے بیس سال تک ہو، ایسی شاخیں لی جائیں جنکی آنکھیں قریب قریب ہوں اور کوہلین چکنی اور نرم ہوں، اس شاخ سے اقتباب کرنا چاہیے جو چوڑی اور سخت ہو اور جنکی آنکھیں دور دور ہوں، لیکن اس شاخ کا انتخاب

کرنا چاہیے جس میں آنکھیں مدور شکل میں نکلی ہوں، یہ آنکھیں اصل سنے سے نہیں پیدا ہوتی ہیں بلکہ بعد کو دوسری شاخوں سے پیدا ہوتی ہیں، نصیب یا اس کے ٹکڑے فوراً لگائے جائیں، لیکن اگر تاخیر کی ضرورت پڑے تو ان شاخوں کو رسی سے باندھ ڈالیں اور پھر ان کو تہ خانوں میں چھپا دیں تاکہ ہوا اور ٹھنڈک سے محفوظ رہیں لیکن تہ خانوں میں لٹنے سے قبل پانی سے خوب سیراب کر دیں،

انوحا کا قول ہے کہ جو شاخیں لیجائیں، ان کے لیے ایک کنواں کھودا جائے اور ان میں شاخیں الگ الگ کر کے رکھی جائیں، کنواں نہ بالکل مرطوب ہو اور نہ بالکل خشک ہو بلکہ درمیانی حالت میں ہو،

تو نامی کا قول ہے کہ میں نے اس بات کا تجربہ کیا ہے اور اسکو صحیح پایا ہے کہ شاخوں کو ایک کوٹری میں رکھ دیں جہاں پر ہوا کا گذر نہ ہو اور اس سے قبل زمین پر بیٹھا پانی چھڑک دیں جب وہ سوکھ جائے تو پھر ان شاخوں کو رکھیں، اگر شاخیں کم تعداد میں ہوں جو ایک مٹی کے ظرف میں سما سکتی ہوں تو ان کو پانی میں دو گھنٹے چھوڑ دیں پھر پانی پھینک دیں اس کے بعد اسی ظرف کے نیچے اچھی مٹی اُن اور پھر ان شاخوں کو کھڑی کر کے رکھیں جب ظرف بھر جائے تو اوپر سے بہت سی مٹی چھوڑ دیں یہاں تک کہ ہر طرف سے مٹی گھیرے،

آدم کا قول ہے کہ اگر کسی ایسا اتفاق ہو کہ انگور کی شاخ لگانے میں تاخیر ہو جائے اور تم کو خوف ہو کہ ہوا سے وہ خشک ہو جائے گی تو تمام شاخوں کو شیریں پانی میں دن بھر تقریباً بارہ گھنٹے بھیگنے دو اس کے بعد نکال کر ان کو گادو لیکن تھوڑی تاخیر کوئی مضر نہیں ہے ایک گڈے میں گم ایک یا دو شاخ رکھنی

طابن ہے کہ انگور کی بیل سے شاخ کا لینا اور اس کا مناسب قمری  
 مہینہ کے حساب سے ہوتا ہے، چاند رات سے پانچویں تاریخ تک کے اندر  
 یہ پونے لگا دیئے جائیں ان ایام میں لگانے سے کوئی چیز خراب نہیں ہوتی  
 بلکہ پھل اچھے ہوتے ہیں، اسکے بے فصول میں سے فصل خریف سب سے اچھی  
 ہے۔ کیونکہ جو اس میں لگایا جاتا ہے، اسکی جڑیں بہت بڑھتی ہیں، اور جب فصل  
 ربیع شروع ہو جاتی ہے اور گرمی پڑنے لگتی ہے تو اس کے منو میں چند در چند اضافہ  
 ہو جاتا ہے اور پھر بہت عمدہ ہوتا ہے، بعض نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ خریف میں  
 خاص کر پتیلی زمین میں انگور لگانا بہت اچھا ہے، شاخوں کے لینے اور کاٹنے  
 کا وقت ابتداً صبح سے تین گھنٹہ دن اٹھنے تک ہے، کاٹنے کے بعد فوراً  
 لگادینا چاہیئے، دو گھنٹہ یا تین گھنٹہ یا زیادہ سے زیادہ ایک دن اور ایک رات  
 یا آئندہ دن کے کچھ وقت تک تاخیر کر سکتے ہیں، اگر عیون قریب قریب ہوں  
 تو آٹھ سے بارہ عیون تک کا طول رکھنا چاہیئے، اگر دور در دور ہوں تو چھ سے  
 آٹھ تک کا طول رکھنا چاہیئے، شاخوں کو سیدھا کر کے نہ لگانا چاہیئے بلکہ جھکا  
 لگائیں، انو خاکا قول ہے کہ مشرق کی جانب ان کو جھکا دینا چاہیئے، اس کے  
 لیے دو قدم زمین گہری کھودنی چاہیئے، اگر تم چند شاخوں کو ایک ہی گڈے  
 میں رکھنا چاہتے ہو، تو درمیان میں گڈے کھودو، تاکہ ایک دوسرے کو چھو  
 نہ سکے، انگور کی شاخیں گڈے ہون کے علاوہ مستطیل خندقوں میں لگائی جاتی  
 ہیں، تعفیب کے عیون میں سے تین یا چار کو مٹی کے اندر رکھنا چاہیئے اور چار  
 عیون کو کھلا ہوا رکھنا چاہیئے، سفید اور سیاہ انگور کو ایک جگہ نہ لگانا چاہیئے،

بلکہ ہر ایک کو اپنے ہمجنس کے ساتھ لگایا جائے، متوسط طریقے پر شاخون کو مٹی سے ڈھک دینا چاہیے، معمولی طریقے سے ہاتھ پیر سے روندنا چاہیے بلکہ صرف ہاتھ سے دبا کر برابر کر دینا کافی ہوگا۔

ماسی نے لکھا ہے کہ گڈھے اور خندق کے پودوں میں فرق ہے جس زمین میں گڈھے بنا کر پودے لگائے جاتے ہیں اس میں خندق نہیں بنا سکتے کیونکہ گڈھوں کے لیے وہ بہتر زمین ہے جس کو زیادہ تعمیر کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ تھوڑا جو تنا کفایت کرتا ہے کیونکہ وہ بہت اچھی ہوتی ہے، کشادہ گڈھے مستدیر شکل کے کھودے جائیں، اور دو قدم یا اس سے کچھ زیادہ عمیق رکھے جائیں، اور کشادگی کم سے کم تین قدم کے برابر ہونی چاہیے، جب یہ تیار ہو جائیں تو پودے لگائے جائیں اور ان کو مٹی سے پر کیا جائے اور تھوڑا سا گود بر بھی ڈال دیا جائے، اسکی مٹی کو دبا کر ڈالنا درست نہیں ہے، بلکہ اوپر سے پھینک دینے کی ضرورت ہے تاکہ ہو اسور اخون سے جاسکے، لیکن خندق بکثرت گرد و غبار والی زمین میں کھودے جائیں اور اسی میں انگور لگائے جائیں، خندق اس زمین میں بھی کھودے جاتے ہیں جس کے اجزاء بہت زیادہ ملحق ہوں اور روغن دار خندق لاجنبہ کھودے جائیں، لیکن تنگ ہوں، لبنائی تو اسی قدر رکھنی چاہیے جتنی لبنائی انگور کی شاخ کی ہو، لیکن چوڑائی اور گہرائی صرف دو دو قدم رکھنی چاہیے، اگر بہت سی خدقین کھودنی مقصود ہوں تو اسی طرح سے کھودنا چاہیے، اور ایک دوسرے کے درمیان اتنا فاصلہ رکھنا چاہیے جتنی

لے ایک سے ایک پیوستہ اور چمچے ہوئے،

دو صفوں کے درمیان میں ہوتا ہے، ہر خندق کے حصہ اسفل میں شاخوں کیلئے ڈیڑھ باشت کا گڈھا کھودنا ضروری ہے تاکہ اس میں شاخ کو رکھ سکیں، ہر قضیب کے درمیان کا فاصلہ ہم آگے بیان کریں گے، پودوں پر جب پہلا سال گزر جائے اور دوسرا سال شروع ہو تو زمین کی مٹی سے خندق کو پر کر دینا چاہیے اور اوپر سے خشک مٹی کے ساتھ کھا د مخلوط کر کے ڈالنا چاہیے کھا د اور مٹی جڑ میں مٹی ڈالنی چاہیے، بقیہ دوسرے گڈھوں کو بھی اسی طرح بھر دینا چاہیے، یہاں تک کہ سب کی سطح برابر ہو جائے کیونکہ انگور کی زمین کے درست کرنے کا وقت یہی ہے

## فصل

اسکے بیان میں کہ انگور کے پودوں کے دریا گن فاصلہ رکھنا چاہیے وہ انگور کی بیل جو زمین پر پھیل جاتی ہے اور کسی جنبہ پر چڑھائی نہیں جاتی اسکے ہر دو صف کے درمیان چھ قدم کا فاصلہ رکھنا چاہیے اور ان کی جڑ کے درمیان چار قدم کا فاصلہ چھوڑنا چاہیے، لیکن جو انگور کہ درختوں پر چڑھائے جاتے ہیں ان کی قطار دن کے درمیان بیس قدم کا اور جڑوں کے درمیان سات قدم کا فاصلہ رکھنا چاہیے، اور جو انگور منڈوے پر چڑھائے جائیں انہیں مذکورہ بالا فاصلہ کا نصف رکھا جائے یعنی دس قدم اور ساڑھے تین قدم، صنعت کا قول ہے کہ انگور کی بیل چڑھانے کے لیے سبب افضل درخت وہ ہے جسکا صرف ایک ہی تنا ہو، قونامی کہتا ہے کہ اس لحاظ سے تو صنوبر مذکور اور دروار انگور کے لیے زیادہ اچھے ہوں گے لیکن جن درختوں میں شاخیں بکثرت ہوں ان پر انگور کی بیل نہیں چڑھائی جاسکتی

اور نہ ان پر چڑھائی جاسکتی ہے جسکا طول میں ہاتھ سے زیادہ ہو، یا بقول بعض چپس سے زیادہ ہو،

جن درختوں پر انگور چڑھائے جائیں ان میں کھاد ضرور ڈالنی چاہیے، ان کی زمین کھود کر درست کیجاؤ، اور جڑیں صاف کی جائیں لیکن انگور سے ان میں کھانک ڈالی جائے اسی طرح گندھک کے گودیش میں بھی کھانک ڈالی جائے پودہ جو درخت پر چڑھایا جاتا ہے اس کے غرس کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے انگور کو جڑ سمیت درخت سے تین ہاتھ کے فاصلہ پر ایک گڈھے میں لگا دین اور برابر اس کو کھود کر درست کرتے رہیں، جب یہ بڑھنے لگے اور قصبہ بنی ہو جائے تو اس کو زمین پر پھیلا دین اور آہستہ آہستہ درخت کے قریب کرتے جائیں یہاں تک کہ وہ اس سے مل جائے اس طرح پرکھ کی کو اس کا علم بھی نہ ہو یعنی رفتہ رفتہ بڑھاتے جائیں اور اپنے ناخن سے میون کو ٹونگتے جائیں اور صرف ایک آنکھ کو چھوڑ دین اور اسی طرف زمین کو تھوڑی ددر تک کھود دین تاکہ پودے کے لیے ایک راستہ تیار ہو جائے کچھ زمانہ گزرنے کے بعد جب پودہ اچھی طرح لانا ہوا جائے یہاں تک کہ شاخیں کاٹنے کے قابل ہو جائیں تو اس میں سے چند مضبوط شاخوں کو چھوڑ دین اور بقیہ کو کاٹ لیں، یہ بیان کیا گیا ہے کہ سفید انگور زیادہ جو مائل سفیدی ہو یا اس میں کوئی دوسرا رنگ جو سفیدی کے مشابہ ہو ان کے لیے تعریض زیادہ مناسب ہے، بلکہ ادنیٰ ہے اس سے پہلے بکثرت آئیں گے، لیکن بعض نے یہ کہا ہے کہ جو سیل کہ درخت پر چڑھائی جائے وہ اس سے جو شاخ یا کسی لکڑی پر چڑھائی جائے زیادہ قوی اور عمدہ ہوگی، بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ انگور کی سیل جو زمین پر پھیلائی جائے اس سے کمین زیادہ افضل ہے جو درخت یا منڈ دے پر چڑھائی جائے کیونکہ انگور کو زمین سے خاص افضلیت ہے

قریش کے لیے زیادہ ٹھنڈے مقامات مناسب نہیں ہیں، لیکن وہ شاخیں جو نہ چڑھا جائیں ان کی ترکیب یہ ہے کہ اول ان کے عیون کو ٹونگ کر پھینک دیں اور ہر شاخ میں صرف ایک یا دو عین یعنی آنکھ باقی رکھیں، یہ تدابیر پہلے سال میں زیر عمل رہیں، ان شاخوں کے لیے کوئی لکڑی یا بانس قریب میں نصب کر دیں اور انکو کھجور کی پتی سے باندھ دیں تاکہ شاخ ٹیک لے سکے اور زمین پر نہ گر سکے بلکہ لکڑی رہے، کیونکہ اس کے گر جانے سے بہت سے مضر اثرات پیدا ہو جاتے ہیں، یہ طریقہ جڑ کو مضبوط کرتا ہے اور زمین میں اس کو مستحکم کرتا ہے، ایک سال کے بعد شاخوں کے اطراف و جوانب کو کدالوں سے کھود ڈالنا چاہیے تاکہ شاخیں بڑھیں اور زمین سے پورے طریقہ پر غذا حاصل کریں، اس سے نمو اور حسن دونوں میں زیادتی ہوتی ہے ماسی انگور کے پودوں کو منتقل کرنے کے متعلق کہتا ہے کہ انگور کو تقویت پہنچانے اور کچھ دن تک باقی رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کا پودا دوسری جگہ منتقل کیا جائے پھر وہاں سے بھی اس سے اچھی زمین میں جو اس کے لیے مرغوب ہویم کے لیے منتقل کر دیا جائے، اس سے وہ بڑھے گا اور عمدہ ہوگا، اس کے پودے تیس سال میں منتقل کئے جائیں لیکن بعض دوسرے ہی سال میں منتقل کرنے کو کہتے ہیں اور یہی اچھا ہے، پودے اچھی زمین سے خراب اور خشک زمین میں کبھی منتقل نہ کئے جائیں اس سے پودہ بالکل کمزور ہو جائے گا، جب انگور کی عمر دس سال یا بارہ سال ہوگی تو اس میں پھل آنا شروع ہوگا، بعض کہتے ہیں کہ پندرہویں برس اس میں پھل آتے ہیں لیکن اس کے جلد بڑھنے کے لیے پودوں میں ایک عمل کیا جاتا ہے جس سے آفات مادی و داری بھی بعض اشد دفع ہو جاتے ہیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پتھر کی

چٹانوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے لیے جائیں اور پودوں کے درمیان میں رکھ دیئے جائیں، اس سے انتشار اندر سب باتیں درست ہو جائیں گی،

سوسا دکتا ہے کہ انگور اور اس کے پودوں کو تقویت پہنچانے کی ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ انگور کی وہ پتیاں جنہیں زبان بھی جمع ہو کجا جائیں اور کدو، لو کی جھلی کی تھوڑی سی ساتھ مخلوط کجا جائیں پھر سب کو دھوپ میں رکھیں تاکہ اچھی طرح خشک ہو جائیں پھر انکو لکڑی سے کوٹ ڈالیں اور ان میں نر کوتر کی سیٹ اور آدمی کا غیلظ اور گائے کا گوشت یہ سب ایک ایک جز ملائیں، اور اس پر پانی بھی چھڑک دیں یہاں تک کہ اسکا رنگ اور پودوں میں متغیر ہو جائیں، پھر اس کو خشک کریں اور اس میں گھور کی اور راستوں کی مٹی ملائیں اور اسی کی بھونسی ان کے اندر ڈالیں، پھر ان سب کو خوب مخلوط کر دیں اور اچھی طرح کوٹیں یہاں تک کہ سب مخلوط ہو جائیں اور خشک مٹی کی طرح ہو جائیں اس کے بعد انگور کی جڑوں کو کھودا جائے اور ان میں یہ مٹی ڈالی جائے اور اوپر سے دوسری مٹی بھی ڈال کر اس کو ڈھک دیا جائے اور اس کے بعد جڑوں کو پانی سے سیراب کیا جائے، جو پانی کہ جڑوں میں آکر رک جائے تو اوپر سے بھی وہی مٹی چھڑک دیجائے، اس سے زمین میں ایک بہترین قوت پیدا ہو جائے گی، جو انگور کے لیے از حد مفید ہوگی یہ طریقہ عمل نئے اور پرانے دونوں انگور کے لیے کارآمد ہے،

### فصل

نخم انگور اور زریب کے لگانے کا وقت

طابین ہے کہ طامتری کا قول ہے کہ زریب کے بڑے دانوں میں سے



تین یا چار دانے لئے جائیں اور یہ سب ادول تجوری میں گدھون کے اندر چھپا دیا جائے۔ اگر اس کا خطرہ ہو کہ سردی ان کو نقصان پہنچائے گی تو ان گدھون کو چٹائی یا بانس سے گھیر دیں۔

آدم اور انو کا قول ہے کہ تخم نصف فروری سے آخر تک بوئے جاتے ہیں اور ابتدائے بیج کا وقت ہوتا ہے اور تخم بونے کا یہی وقت شرق سے مغرب تک متعین ہے۔ یہی ہے اس کا دانہ نکال کر بوتے ہیں، آدم کہتے ہیں کہ اس کا تخم روغن زیتون میں سات دن تک بھینکنے کے لیے ڈال دینا چاہیے، اور ہر گڈے میں سات دانے سے ۱۲ دانوں تک بودین اور انگوٹھی سے ڈھک دین جب طرح دوسرے مزدعات کے ساتھ عمل کرتے ہیں، اس کے بعد پھر ان کو پانی سے کافی طریقہ پر سیراب کریں، اور چار دن کے وقفہ سے دوبارہ سیراب کریں اسی طرح برابر سیراب کرتے ہیں، گدھون میں ان تخمون کے ساتھ اگر جو کا باریک آٹا ڈال دین تو اچھا ہے، بہت دیا وہ خشک زمیں کو گرم پانی میں ڈال کر مٹی کے ساتھ پکا ڈالیں اس سے وہ بھیک ہو جائے گی،

ماسی کا قول ہے کہ فروری کے آخر تک انجور لگایا جاتا ہے، یہی نہیں دن اس کے لگانے اور بونے کے ہیں، اور اسکی خاص زراعت اس سے خدا قبل <sup>جائے</sup> سو ساد کا قول ہے کہ پرانا متقی لیا جائے جس پر ایک سال یا اس سے زیادہ گزر گیا ہو اور اسکو شق کر دین تاکہ تخم نظر آنے لگے اور اسکو ایک وسیع ظرف میں صاف جگہ پر رکھیں اور اوپر سے پانی کا چھینٹا دین اگر گرم پانی ہو تو یہ سب اچھا ہے، بیس گھنٹہ کے اندر کئی مرتبہ پانی سے سیراب کریں، پھر ان کو شق کریں اور بودین

یاد دوسری صورت یہ ہے کہ سب کو گرم پانی میں ایک مرتبہ ڈال کر ابال دین اور پھر پانچ پانچ دانے ایک گڈھے میں بولیں یا اس سے زیادہ دو یا تین سال کے بعد ویسی ہی کھا دڑالین جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، جب پودہ منتقل کرنے کے قابل ہو جائے تو اس کو منتقل کر دین،

طامن ان درختوں اور مرزومات کا ذکر ہے جو انگور کے پودوں کے درمیان لگائے جاتے ہیں صغریٰ کا قول ہے کہ ان کے درمیان لکڑی، گدو اور خرہ بویا جائے تو بہت اچھا ہو، بعض نے یہ کہا ہے کہ سب اچھا یہ ہے کہ ان کے درمیان باقلا، ماش، کرتھہ (مٹر) اور توبیا وغیرہ بوائے جائیں، چھندہ، کزیرہ (دھنیا) اور دوسری چھوٹی ترکاریاں اگر لگائی جائیں تو یہ انگور کے لیے بہت مفید ہیں قوامی نے لکھا ہے کہ دوسرے سال انگور کے درمیان کوئی ایسا درخت نہ لگائیں جسکی شاخیں بڑی ہوں یا بکثرت درخت نہ لگائیں تاکہ انگور کی زمین میں تنگی واقع نہ ہو، اور نہ ایسے درخت ہوں جو زیادہ سایہ دار ہوں جس سے اس پر دھوپ اور ہوا کا اثر نہ پہنچ سکے، اور سال اول میں کوئی پودہ نہ لگائیں، انگور کے ساتھ چھندہ کا لگانا بہت نقصان دہ ہے، اسی طرح اس کے ساتھ چنا، سلجم، اور موتی وغیرہ کا لگانا مضر ہے، چنے میں تو نمک ہوتا ہے اور وہ دونوں زمین کی رطوبت کو جذب کر لیتے ہیں، انگور کے ساتھ انجیر کو بھی نہیں لگاتے لیکن سرد مالک میں دونوں کو ساتھ لگاتے ہیں، اسی طرح زیتون اور آنا کو بھی اس کے ساتھ نہیں لگاتے ہیں کیونکہ آنا اس کی نشوونما میں مانع ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ اگر انگور اور دوسرے درخت کے درمیان بارہ سے پندرہ قدم تک کا فاصلہ ہو تو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا

البتہ جو انگور کہ درختوں پر چڑھائے جاتے ہیں ان میں اس سے زیادہ فاصلہ رکھنا چاہیے تاکہ ہر دو سال کے اندر یہ تمام مذکورہ بالا پودے لگائے جاسکیں، ہاں چقدر، شلم، چنار، اور موتی وغیرہ کو نہیں لگا سکتے، لیکن سال اول میں تو کوئی چیز نہیں بوسکتے، آئندہ ہم انشاء اللہ اسکو ذرا تفصیل سے لکھیں گے،

ہر قسم کے انگور تمام زمینوں میں بوسے جاسکتے ہیں، انگور پست زمین میں بھی اچھا ہوتا ہے، اس کے لیے سب سے اچھی زمین وہ ہے جو سفید ہو اور سیاہی یا سرخی کی طرف کچھ مائل ہو اور اس میں رطوبت بھی ہو خالی سفید اور مرطوب زمین میں بھی انگور عمدہ ہوتا ہے، اور اسی طرح سیاہ زمین بھی اس کے موافق ہوتی ہے،

قطوس اور دوسرے دن کا قول ہے کہ سیاہ اور سرخ رنگ کے انگور کے لیے وہ یا بس زمین جہین بکثرت کھاد ڈالی گئی ہو مفید ہوتی ہے، اور زرد اور سبز رنگ کے انگور کے لیے تہی زمین مناسب ہے، سب سے نرم اور باریک انگور کے لیے پست زمین ٹھیک ہے، لیکن جس میں سختی ہو وہ مرطوب زمین میں لگایا جائے، وہ مرطوب زمین جہین باریک ریت مخلوط ہو اور نہریا چرواگا ہون کے قریب ہو اور وہ دبیز زمین جس میں جانور اکثر شب گزارتے ہیں انگور کی مصلح ہوتی ہے،

ارض میں انگور اچھی طرح نہیں ہوتا ہے، اور نہ اس زمین میں لگایا جاتا ہے جس کا مزہ تلخ ہو اور نہ اس زمین میں جو نمکین ہو یا بدبودار ہو،

### فصل

انگور کی زراعت کا طریقہ اور قریبی مٹیوں اور فصلوں کے حوالہ سے اس کے اوقات کا بیان  
انگور کی شاخیں بذریعہ تعلیم بھی لگائی جاتی ہیں اور ان کی تکلیس بھی کیجاتی ہے،

تھا کہ جڑ نکل آئے، اس کے بعد استلاف کے طریقہ پر وہ دہان سے منتقل کی جاتی ہیں  
 اسی طرح اس کے اوتاد بھی لگائے جاتے ہیں اور دوسری چھوٹی بڑی شاخیں بھی  
 لگائی جاتی ہیں اور اس کا تخم بھی بویا جاتا ہے، اس کے لگانے کا وقت مختلف ہے  
 قمری مہینوں کے حساب سے ابتدائے ماہ سے وسط ماہ تک ہے، اور حد سے حد چوبیس  
 تا سچ تک ہو، ق کا قول ہے کہ انگوڑ قمری مہینہ کے نصف اخیر میں لگایا جاتا ہے،  
 اس کا دوسرا وقت وہ ہے جبکہ انگوڑ کی فصل بالکل تیار ہو یعنی اکتوبر کے مہینہ میں  
 خصوصاً اس زمین میں جو ریتیلی ہو یا نمکین ہو،

تو ق کا مذہب یہ ہے کہ شاخیں قمری اور مآرج میں لگائی جاتی ہیں، بعض کا یہ  
 بھی خیال ہے کہ پست اور نرم زمین میں یہ مآرج اور اپریل کے مہینہ میں لگایا جاتا ہو،

## فصل

اشبیلیہ اور اس کے مضافات میں انگوڑ کے لگانیکا طریقہ

تفتیب، وتد، تخم یہ سب ایک ایسے درخت سے لیے جاتے ہیں، جس میں پھل  
 بہت زیادہ آتے ہوں، اور جس کا رنگ نہایت عمدہ ہو اور سات سال سے دس  
 سال تک کی عمر کا ہو، شاخ نہ بہت زیادہ اوپر سے اور نہ بہت زیادہ نیچے سے لی جائے  
 بلکہ وسط حصہ سے لی جائے، یہ شاخیں خوشون کے جھنڈ میں واقع ہوں، اس کے ساتھ ہی  
 متوسط درجہ کی موٹی اور نرم ہوں، اگر بہن قریب قریب ہوں لیکن سخت ہوں، اگر  
 زیادہ طویل ہوں تو درمیان سے کاٹ لی جائیں،

ق کا قول ہے کہ ایک تفتیب کے دو ٹکڑے نہیں لگائے جاتے بلکہ یا تو پوری

تقسیم لگا دین یا اس کے درمیان کا حصہ لگائیں اس کے لیے انگوڑ کے اس درخت کا انتخاب کرنا چاہیے جو پھلون سے لدا ہوا ہو اور نہایت خوشنظر آتا ہو، اور اس میں اچھی شاخوں کو چھانت کر لگانا چاہیے، پہلے کلہاڑی سے نشان لگا دین پھر ان کو بوقت ضرورت کاٹ لین، اور فوراً لگا دین، اگر غرس میں دیر ہو تو مقام قطع کو یا پوری شاخ کو ایسی زمین میں دفن کر دین جس میں معتدل قسم کی مٹی ہو، غرس سے قبل شاخوں کو بہت زیادہ مرطوب مٹی میں دفن کرنا نہیں چاہیے، اور نہ پانی میں چھوڑنا چاہیے، اس سے زمین کو کپڑے میں دقت ہوگی،

ان شاخوں کے لگانے کا طریقہ جو بعد میں دوسری جگہ منتقل کی جاتی ہیں،

اس قسم کی شاخوں کو تھالوں میں قریب قریب لگانا چاہیے، اور ہنروں کے متصل اور طرف میں بھی لگا سکتے ہیں، خواہ وہ زمین آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہو یا نہر سے سیراب کی جاتی ہو دو سال یا اس سے کچھ زیادہ دن کے بعد پودوں کو منتقل کر دینا چاہیے، اور اگر شاخیں اس خیال سے لگائی گئی ہوں کہ دوسری جگہ منتقل نہ کی جائیں تاکہ پودے زیادہ بڑھیں، تو ان کو دو طریقوں سے لگانا چاہیے، ایک تو یہ کہ دند کے ذریعہ سے گڈھا بنائیں اور اس کو دند برنی کہتے ہیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پست اور نرم زمین میں جسکی مٹی جزائر کی مٹی کی طرح ریتیلی ہو دند گاڑ کر گڈھے بنائیں، دند برنی اس کو کہتے ہیں جس کے سہارے پر انگوڑ کی شاخیں لگائی جاتی ہیں، اسی طرح بانس کا ایک دند بیا جائے جو پانچ بانسٹ لانا ہو اور کھائی سے کم موٹا ہو اس کے اوپر کی سمت میں ایک چھوٹی سی سخت لکڑی لگا دین

جو برنی کے مشابہ ہو جائے،

تیار شدہ زمین کے ان مقامات پر جہاں قصب لگانا چاہتے ہو سو رانخ  
 بناؤ، اور زمین کو پانی سے خوب سیراب کر دے اس کے بعد اس وند کو زمین میں  
 نصب کرو، یہاں تک کہ پورا وند زمین کے اندر چلا جائے اس کے بعد اس کو  
 نکالو اور ان سو رانخ میں شاخیں لگا دو، شاخوں کے اطراف و جوانب کو کسی  
 تیز لوہے سے کاٹ ڈالو، لیکن کوئی گرہ یا پور یا آنکھ نہ کھٹنے پائے، پھر اس وند  
 کو ان شاخوں کے ارد گرد بار بار نصب کرو تا کہ مٹی اچھی طرح جڑ میں جمع ہو سکے  
 اور شاخ سو رانخ میں مستحکم ہو جائے، اس کے ان منفذوں کو خشک ریت یا باریک  
 مٹی سے بھر دو اور اس پر پانی ڈال دو، اگر اسی حالت پر چھوڑ دیئے جائیں تو  
 دوسری خراب مٹی آجائے گی اور اس سے یہ منفذ بند ہو جائیں گے،

دس دن کے بعد اسی جگہ پر ایک عمیق گڑھا کھودا جائے، اور اس کو  
 شاخ کی جڑ تک پہنچایا جائے، اور پھر تمام مٹی شاخوں کی جڑ میں ڈال دی جائے پھر  
 موسم سرما کے ہر مہینہ میں اسی طرح کے گڑھے کھودے جائیں لیکن وہ پہلے گڑھے  
 سے کم گہرے ہوں، اسی طرح بار بار مٹی ڈالنے سے انگور کی قطاریں سیدھی ہو جائیں گی  
 شاخوں کے درمیان کے بعد اور فرجہ کا بیان آگے آئے گا،

انگور کو گڑھوں میں لگانے کا طریقہ،

بعض کی رائے ہے کہ یہ طریقہ وند والی صورت سے اچھا ہے، کیونکہ ہر قسم کی  
 زمین میں اس پیل درآمد ہو سکتا ہے، خصوصاً قوی اور پہاڑی زمینوں میں بھی  
 اس کا عمل ہو سکتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ قبر کی شکل کے گڑھے ایک قطار

مین کھودے جائیں، اور ہر گڈھے کا طول ایک نیزے کے برابر ہو، گڈھوں کی یہ قطار بالکل مستقیم ہونی چاہیئے، اور ان کی سمت مشرق سے مغرب کی جانب ہو، شاخوں کا درمیانی فاصلہ خواہ گڈھوں مین ہوں یا پہلی صورت کے گڈھوں سات بانشت رکھنا چاہیئے، یہ فاصلہ متوسط درجہ کی زمین کے لیے کافی ہوگا، اور اس سے زیادہ دس بانشت تک حد ہے، گڈھوں کا عمق ساڑھے تین بانشت ہونا چاہیئے، اور ان کا طول ایک نیزے کے برابر ہو تاکہ ایک گڈھے مین دو شاخیں اس طرح لگائی جائیں کہ ایک کا کنارہ گڈھے کے عرض مین ایک لکیر کی طرف پڑے، اور دوسرے کا کنارہ اسی عرض مین دوسری لکیر پر پڑے، ان دونوں کی جڑوں کو گڈھے کے سفلی حصہ مین جمع ہونے نہ دیا جائے، ورنہ ایک دوسرے کے لیے مزاحم ہوگی، قضیب یا شاخ کو گڈھے کے اندر بشرطیکہ وہ کافی لانا ہو لٹا دینا چاہیئے اور اگر کم لانا ہو تو اس کا بعض حصہ دینا چاہیئے، شاخ کے اوپر کا حصہ گڈھے کے عرض مین کھڑا کر کے رکھنا چاہیئے، اور اسکو گڈھے سے باہر ایک یا دو گروہ کے برابر نکال دینا چاہیئے، اس کے بعد مٹی سے برابر کر دینا چاہیئے جیسا کہ گذر چکا ہے۔

لوگوں کا خیال ہے کہ شاخ اگر سخت زمین مین ہو تو اس کو کھاد سے ڈھانک دینا چاہیئے، اور وسط قضیب پر مٹی ڈال کر دونوں طرف سے اچھی طرح برابر کر دیں نیز دونوں کناروں پر مٹی ڈال کر اس قدر دبا یا جائے کہ وہ گڈھے کے نیچے تک پہنچ جائیں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ لابی شاخ کو آٹھ سے دس گروہ تک زمین مین دفن کر دینا چاہیئے، بشرطیکہ گڑ مین قریب قریب ہوں، گڈھوں کے اندر کی مٹی معتدل ہونی چاہیئے۔

نہ زیادہ مرطوب ہلکے زیادہ خشک ہوتا ہے اور تیز ہوا میں، انگور کو نہیں لگانا چاہیئے، اگر انگور پہاڑ پر لگایا جائے تو اس کے لیے شاخیں ذرا موٹی یعنی چاہئیں اور کم سے کم چھ باہشت عمیق گڈے کھودے جائیں اور اسی قطار میں ایک دوسرا گڈہ بھی کھودنا چاہیئے، اور اسکی مٹی جڑوں میں ڈال دی جائے، تاکہ مٹی بھڑنے کے وقت ان کی جڑیں نہ کھل جائیں، یہی عمل تمام ان پودوں کے لیے کیا جاتا ہے جو گڈوں میں بونے جاتے ہیں تاکہ گرمی کی شدت یا زمین کی سبست نقصان نہ پہنچائے خصوصاً اس زمین میں جو آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہے،

ان شاخوں کے لیے گڈے کم گہرے کھودے جاتے ہیں جو پہلے مٹی میں لگائی جاتی ہیں اور پھر وہاں سے منتقل کیجاتی ہیں، بعض کی یہ رائے ہے کہ انگور کی شاخیں پہاڑی یا بلند زمین کے انگور سے حاصل کی جائیں تو بہت بہتر ہے، اور پھر ان کو مرطوب زمین میں لگا دیا جائے،

اور اوتاد انھیں منتخب شدہ شاخوں سے لیے جاتے ہیں ان کو وسط شاخ سے لینا چاہیئے اور ہر وتد کم سے کم تین یا چار انگھون کا ہو اور ان کو مٹی کے سٹے اور بڑے ظروف میں لگانا چاہیئے، ان کے لگانے کا وقت ستمبر میں ہے، وقد کا ایک دوپور زمین کے اندر رہنا چاہیئے، اور ان کو پانی سے اچھی طرح سیراب کرنا چاہیئے کسی وقت بھی مٹی خشک نہ ہونے پائے، ایک سال کے بعد یہ اوتاد جڑ کی مٹی کے ساتھ تھالوں میں منتقل کر دیئے جائیں، اور اگر ظروف کے بجائے تھالوں میں لگائے جائیں تو اچھا ہے، نیز ان کو نہر کے قریب لگانا بھی بہت بہتر ہے،



### تخم انگور کے بونے کا طریقہ،

خوب پکے ہوئے اچھے انگور کو پھونک کر اس کا تخم نکالیں اور پانی سے دھو کر اس کو خشک ہونے دیں، اور پھر مٹی کے نئے ظروف میں ان کو زراعت کیلئے محفوظ رکھیں، منتقی کے تخم کو بھی اسی طرح رکھتے ہیں، ان کے بونے کا وقت ستمبر میں ہے اور یہی زمانہ انگور کے پکنے کا بھی ہے، مارچ میں یہ اُگنے لگتا ہے، اگر اس پر اولہ پڑے تو کوئی مضر نہ ہوگا بلکہ اسکی لکڑی اور سخت ہو جائے گی، یہ تخم مٹی کے نئے اور بڑے ظروف میں اسی طرح بونے جائیں جس طرح کہ گھون اور جو بویا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ پودے کی شکل اختیار کر لیں، تخم تھالوں میں بھی بونے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ وہی عمل کیا جاتا ہے، جس کا ذکر گذر چکا ہے، کچھ دنوں کے بعد اس کے پودے دوسری جگہ پر منتقل کر دیئے جاتے ہیں،

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ انگور جلد تیار ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ وہ دوسرے سال چند قلوں کو مرکب کر کے منڈے پر چڑھا دے اور اسی طرح اوتا دہی مرکب کر دیئے جائیں، انشاء اللہ انگور بہت جلد تیار ہو جائیں گے، لیکن اس کی شاخوں کی تکبیس اور استسلاف اسی طرح کیا جاتا ہے، جیسا کہ اس سے قبل بتایا جا چکا ہے، تخم کے پودے اور اس کے اوتا دہی اور اسکی وہ شاخیں جو تکبیس اور استسلاف کے طریقہ پر پئی گئی ہوں، ستمبر سے مارچ تک کے اندر دوسری جگہ پر منتقل کر دی جائیں اور ان کے لیے مناسب گڈے کھودے جائیں، جو پودے یا شاخ منتقل کی جاتی ہیں وہ غیر منقولہ سے عمدہ اور زیادہ پھلدار ہوتی ہے، اکثر درختوں کا یہی حال ہے، مثلاً انقلاب اور انکی تکبیس اس وقت کی جاتی ہے جب کہ شاخیں کمزور ہوں تاکہ انکی

جگہ پر دوسری قوی شاخیں نکل آئیں یا جبکہ زراعت کے لیے جگہ فاضل ہو، بارش کے بعد انگور کے لگانے میں بہت عجلت کی ضرورت ہے، نومبر کے مہینہ میں بعلی (بارش) کے پانی سے سیراب ہونے والی زمین زراعت کے قابل ہو جاتی ہے،

ص کا قول ہے کہ شاخیں جنوری کے مہینہ میں ان زمینوں میں لگائی جائیں جو نہر کے پانی سے سیراب کی جاتی ہیں، اسکا مفصل بیان ہم کچھ چکے ہیں، انگور کی بڑی شاخ جس میں بہت سی شاخیں ہوں ایسے عین گڈے میں لگائی جاتی ہیں جو حسین شاخ پوری سما سکے، اور دوسری شاخیں باہر کی جانب نکال دی جاتی ہیں اور ایسی شاخ اس وقت لگائی جاتی ہے جبکہ زمین کشادہ ہو، ابتدائے فرلف میں اس کا عجلت سے لگانا ضروری ہے، اگر یہ پانی سے برابر سیراب کی جائے تو بہت اچھا ہے، مٹی کیساتھ اگر یہ شاخ منتقل کی جائے تو بہت مفید ہے، سب سے عمدہ انگور نہر سے سیراب ہونی والی زمین میں ہوتا ہے،

عریش یعنی منڈوے کے انگور بہت اچھے ہوتے ہیں، یہ زمین کے انگور سے زیادہ جلد دار ہوتے ہیں، اس کا پودا منتقل کیا جاتا ہے جو پہلے پہل لگایا گیا ہو، یہ بعلی زمین میں ابتدائے نومبر میں لگایا جاتا ہے، اس کے لیے قبر کی شکل کے چار بانست گہرے گڈے کو دے جاتے ہیں اور رگون کے نو دار ہونے سے قبل ایک مضبوط منڈو ا بنا دیا جاتا ہے اور اسکی حفاظت کی جاتی ہے، پھر تمام عروق کو کاٹ دیتے ہیں اور صرف ایک سیدھی شاخ کو چھوڑ دیتے ہیں، جس میں ایک ہی تنصیب ہو، شاخ اگر جوان ہو تو اس کے بعض حصہ کو گڈے میں اچھی طرح پھیلا دینا چاہیے اور بعض کو جو تنصیب اعلیٰ کی طرف ہو گڈے کی سیدھ میں لٹا دینا چاہیے، اس طرح ہر کہ کچھ

حصہ گزے کے علوی حصہ تک پہنچ سکے، اور اگر شاخ زیادہ عمر کی ہو تو گزے میں پوری  
 بجھا دی جائے، صرف قضیب کو باہر نکال دیا جائے، اگر یہ ٹوٹ جائے تو اس کو تھوڑا  
 سا دو انگل کے برابر زمین کے اوپر نکال دین تاکہ نشوونما پاسکے، دو سال کے بعد گزے  
 کے اگر دکی زمین کو کھود ڈالیں اور اتنا گہرا کھودیں کہ جڑوں تک پہنچ جائیں اور  
 دھان جو کچھ بھی گھاس وغیرہ ملے اسکو نوچ کر پھینک دیں اور خوب صاف کر دیں  
 پھر اس کو نئی سے ڈھاک دین اور زمین کو برابر کر دیں بعض مرتبہ اس طرح پر  
 عمل کرنے سے خدا کی قدرت سے دوسرے ہی سال انگور تیار ہو گیا ہے، مندرجہ  
 کا انگور بھی نہر کے پانی سے سیراب ہونے والی زمین میں زیادہ اچھا ہوتا ہے،  
 ص کا قول ہے کہ اسکو ایسی زمینوں میں جب جی چاہے لگا سکتے ہو، ارض طیبہ  
 میں منڈوے کی ٹٹی میں قدم کے برابر بلند ہونی چاہیے، اتنے ہی ان مکانات  
 میں بھی بلند ہونی چاہیے جنکے صحن چھوٹے ہوں اور ان میں گرم ہو چلتی ہو، پتلی  
 زمین میں اس قدر بلند ٹٹی نہیں رکھنی چاہیے، اسی طرح بار د زمین میں بھی جس میں  
 ہوا زیادہ ہو اتنی بلند ٹٹی کی ضرورت نہیں ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ ان کیلئے  
 قد آدم کے برابر ٹٹی کافی ہے دو انگوروں کے درمیان پندرہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا  
 چاہیے، بشرطیکہ زمین بہت اچھی ہو، اگر اس سے کم درجہ کی زمین ہو تو دس ہاتھ  
 فاصلہ رکھنا چاہیے، عریش کے انگور کی بھی تکلیس کیجاتی ہے، اس طرح پر کہ غلہ  
 کے اطراف و جوانب کو پہنچ کر ایسی جگہ پر لگا دیتے ہیں جو اس کے لیے مناسب ہو

## فصل

### نیشکر کی زراعت کا طریقہ،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ اسکی جڑیں آذر یعنی مارچ کی بیس تاریخ تک لگائی جاتی ہیں، اندس کے دیگر فلاحون کی بھی یہی رائے ہے اس کے لئے وہ بہت زمین موافق ہوتی ہے جو دھوپ والی ہو، پانی سے قریب ہو، اسکی جڑیں اور اس کے قصبہ دونوں لگائے جاتے ہیں، لگانے سے قبل زمین کو خوب اچھی طرح درست کر لینا چاہیے، اور پھر تین گڈھے علیحدہ علیحدہ کھودیں بعض نے یہ لکھا کہ اس چھوٹے چھوٹے کوئین کی شکل کے گڈھے کھودو جائیں اور ان میں زیادہ مٹی میں باریک آٹھن کھاڈا لیں بعض نے صرف گوبر ڈالنے کی رائے دی ہے، ان کیلئے حوض تیار کیا جاتا ہے جسکا طول دس ہاتھ اور عرض پانچ ہاتھ رکھا جاتا ہے،

رخ کا قول ہے کہ اگر اسکی جڑ لگائی جائے تو اس کو اکھیر لینا چاہیے اور تھالوں میں اس کے قد کے انداز سے گڈھے کھودے جائیں اور ان میں بکھرے اوپر سے تین انگل کے برابر مٹی اور کھاڈا لیں اور دو جڑوں کے درمیان ڈیڑھ ہاتھ کا فاصلہ رکھا جائے اور ہر چوتھے دن پانی سے سیراب کیا جائے، جب وہ ایک بانشت کے قریب بڑھ جائے تو زمین کو بھر کھودیں اور بکری کی کھاڈا زیادہ مقدار میں ڈالیں، اور آٹھویں دن پانی سے برابر سیراب کرتے رہیں، اکتوبر کے مہینہ تک سیراب کریں اس کے بعد سیراب کرنا چھوڑ دیا زیادہ پانی ڈالنے سے شیرینی کم ہو جاتی ہے،

اس کے قصب کے (جسکوٹون کہتے ہیں) لگانے کی تدبیر یہ ہے کہ اس کا وہ حصہ اختیار کیا جائے جس میں گریزین قریب قریب ہوں اور موٹائی زیادہ ہو کیونکہ عینی زیادہ گریزین ہونگی اسقدر جلد نشوونما پائے گا اور جب قدر موٹا جسم ہوگا اسی قدر مادہ زیادہ ہوگا، یہ قصب کاٹنے کے بعد مٹی میں دفن کر دیئے جائیں اور کوئی حصہ کھلا نہ رہے، ابتدا و مابعد تک اسکو اسی حال میں چھوڑ دینا، اس کے بعد وہ نکالے جائیں اور ان کے ٹکڑے کئے جائیں ہر ٹکڑا دو بالشت لانا ہو، بعض نے یہ کہا ہے کہ ہر ٹکڑے میں کم سے کم تین گریزین ہوں یا بقول بعض چھ گریزین ہوں یہ ہاتھ سے چھیلا جائے تو ہالگنے نہ پائے، ان ٹکڑوں کو حوض میں لگا دیا جائے کم سے کم چار پور زمین کے اندر رکھے جائیں اور بقیہ اوپر رکھا جائے اس کے بعد ان پر گائے کا گوبر چھڑکا جائے اور ہر دو ٹکڑوں کے درمیان ایک ہاتھ کا مٹھا رکھنا چاہیئے، یہ عمل موسم خریف میں ستمبر اور اکتوبر کے مہینہ میں کرنا چاہیئے، اور بقول بعض دسمبر میں کرنا چاہیئے، ان ٹکڑوں کو پانی سے اس وقت تک سیراب کرتے رہنا چاہیئے جب تک یہ بڑھ نہ جائیں،

غ کا قول ہے کہ ان حوضوں میں مربع گڈے کھودے جائیں جنکی شکل ستائے کی طرح ہو، ہر گڈے میں چار ٹکڑے بچا دیئے جائیں اس کے بعد اوپر سے چار انگلی مٹی اور کھاڈا لے کر اسی طرح تمام ٹکڑے لگائے جائیں، یہ مشرقی مالک اور ان مقامات پر جہاں آفتاب کی حدت زیادہ ہوتی ہے لگایا جاتا ہے اس کے لیے مابعد اور فروری کا مہینہ بہت مناسب ہے، ہر آٹھویں دن خصوصیت کے ساتھ میٹھے پانی سے سیراب کرتے رہیں اور اپریل تک اس کو دوبارہ نہ

کھودین، البتہ مئی کے مہینہ میں پھر کوڑین اور اگر سیرابی کے قبل ہر آٹھویں دن کوڑا کرین تو بہت اچھا ہے اور اس وقت سیراب کرنا بہت اچھا ہے جب کہ اسکی سبزی خاکی رنگ سے بدجائے، اگست کے مہینہ میں اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے، جو پودے کہ لمبر ہوں ان کو اکھاڑ ڈالنا چاہیے، تاکہ دوسرے قوی تر ہو سکیں،

نقب کے لگانے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان ٹکڑوں کو کھڑا کر کے لگایا جائے، اس سے یہ جلد بڑھیں گے، گنے کو ہر سال جنوری میں کاٹنا چاہیے، پنجہ کا قول ہے کہ یہ تین سال کی عمر کا ہوتا ہے، پنجہ کا قول ہے کہ اسکی جڑوں کو زمین کو اچھی طرح درست کرنے کے بعد لگاتے ہیں، زمین میں بھیر و بکری کی مینگیناں ڈالتے ہیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ بھیر و بکری ان اسی جگہ شب میں باندھی جائیں اور جن پر مینگیناں ہوں اسی جگہ پر لگدھا کھو ل جائے غرض کہ زمین کی تعمیر میں پوری کوشش کرنی چاہیے، اور جنوری میں اسکو سیراب کرنا چاہیے، اور پانی کو جذب ہونے دینا چاہیے، ہر سال یہ تدبیر اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ایک ہی مرتبہ یہ عمل کرنے سے انتشار اشد بہت بڑا فائدہ ہوگا،

شکر بنانے کی ترکیب، پنجہ کا قول ہے کہ جب اوکھ تیار ہو جائے اور جنوری کا مہینہ بھی آجائے تو اس کے کات کر ٹکڑے ٹکڑے کر دینا چاہیے، اور معصر (کولہو) یا اس کے مشابہ کسی چیز سے اسکو دبا کر پھونکنا چاہیے جب خوب عرق نکل آئے تو اسکو ایک بڑی صاف کڑا ہی میں رکھ کر آگ پر چڑھا دینا چاہیے، جب خوب جوش مارنے لگے تو اتار کر میل چھانٹ دینا چاہیے اور دوبارہ آگ پر رکھ دینا چاہیے

یہاں تک کہ کل کا چوتھا حصہ خشک ہو کر باقی رہ جائے اس کے بعد اس کو مٹی کے پیالوں میں بھر دینا چاہیے، اور سایہ میں رکھنا چاہیے، یہاں تک کہ وہ جم جائے پھر پیالوں سے نکال کر سایہ میں رکھ دینا چاہیے، اور الٹ پلٹ دینا چاہیے، اس کا فضلہ گھوڑوں کو کھلایا جاتا ہے جس سے وہ فربہ اور موٹے ہوتے ہیں،

## فصل

موز (کیلا) کے لگانے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ موز کے پتے بہت بڑے ہوتے ہیں اور اس کے کنارے ذرا گول اور باریک ہوتے ہیں، پتوں کا طول بارہ بالشت ہوتا ہے، اور ان کا عرض تین بالشت ہوتا ہے، طمین ہے کہ اس کے لیے سیاہ رنگ کی نرم زمین بہت موافق آتی ہے جس میں کسی قسم کا ذائقہ نہیں ہوتا ہے، اس قسم کی زمین ہمیشہ نگرانی اور حفاظت کی محتاج ہوتی ہے، اس کے لیے مغربی اور شمالی ہوا خصوصیت کیساتھ نقصان دہ ہے، لیکن مشرقی اور جنوبی ہوا مفید ہے، موز کی جڑ میں پیاز کی شکل کی ایک چیز ہوتی ہے، جس کو ٹوٹا کہتے ہیں، وہی کاٹ کر بوئی جاتی ہے، اس کی دوسرے طریقہ پر بھی زراعت ہوتی ہے، اس طرح پر کہ کوئی اچھا بھلا لیا جائے اور اس کے ساتھ اردی کی جڑ لیکر پیس ڈالی جائے اور دونوں کو ایک کرہ کی شکل بنائی جائے، اس کو زمین میں بودیا جائے، اور برابر سیراب کیا جائے، انتشار اشد اس سے موز پیدا ہوگا، اس کی زراعت کے اور بھی طریقے ہیں، خ کے علاوہ دوسرے فلاسین اذس کی یہ رائے ہے کہ موز بارہ مقامات میں نہیں ہوتا، البتہ گرم مقامات کے

موافق ہوتے ہیں، نیز بعض سواصل بحر کی وہ زمین موافق ہوتی ہے جو سبست اور تر ہو،  
 غ کا قول ہے کہ تومز کی جڑ میں پیازی شکل کی ایک چیز ہوتی ہے وہ بوئی جاتی ہے  
 نیز وہ نبات بھی بوئی جاتی ہے جو تومز کی جڑ میں نکلتی ہے جیسے ارہوی کے درخت میں  
 نکلتی ہے،

غ اور غ اور دوسروں کا قول ہے کہ سب سے پہلے زمین کو خوب درست کر لیا جائے  
 اور اس میں حوض (تھالے) بنائے جائیں اور پتلی کھا دھالی جائے، یہ حوض قبلہ غ  
 دیوار کے متصل بنائے جائیں جو دھوپ کی سمت پر ہوں اور اس کے بعد پانی سے  
 سیراب کئے جائیں، اگر وہی نبات لگائی جائے تو اس کو مارچ کے مہینہ میں جڑ سے  
 اکھیر لینا چاہیے، اور ان کو حوض میں دو یا تین بالشت کے گڈے کھود کر لگا دینا چاہیے  
 اور ہر دو پودوں کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیے، پھر مٹی اور کھاد سے  
 گڈھوں کو بھر دینا چاہیے، لیکن زیادہ سختی سے مٹی نہ روندی جائے کیونکہ یہ جڑ میں  
 بہت نرم ہوتی ہیں، پانی سے اس دن خوب سیراب کرنا چاہیے، اس کے  
 بعد ہر چوتھے دن مارچ کے مہینہ تک پانی ڈالنا چاہیے، پھر ہر آٹھویں دن پانی  
 ڈالا جائے اور کھا دھلی ڈالی جائے، موسم سرما میں شب کے وقت اولہ برف  
 اور پتھر سے محفوظ رکھنے کے لیے اسکو کسی چیز سے مستور کر دین لیکن دن کو کھول دین  
 تاکہ دھوپ کی حدت سے نشوونما پائے،

اور اگر پیازی شکل کی جڑ لگائی جائے تو اس کا بھی یہی طریقہ ہے، بعض نے  
 یہ کہا ہے کہ وہ تر زمین میں لگائی جائے اور اس وقت تک سیراب کیا جائے  
 جب تک پودہ دس بالشت کا نہ ہو جائے، غ کا قول ہے کہ تومز کا درخت نڈل



باشت تک بڑھتا ہے اور دو سال کے بعد تیار ہو جاتا ہے، اس میں اپر کی جانب ایک بڑا خوشہ (گھوڑ) نکلتا ہے جسکا وزن پچاس رطل یا اس سے کم ہوتا ہے، یہ گھرون میں لٹکا دیا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ پکے لگتا ہے، توڑ کا خوشہ جب کاٹ لیا جاتا ہے تو وہ شاخ جس میں یہ ملتے ہوئے رہتا ہے گر پڑتی ہے، لیکن پھر دوسری شلخ فوراً پھوٹنے لگتی ہے،

یہ تکبیس کو قبول نہیں کرتا ہے، یہ پانی کی کثرت کو پسند کرتا ہے بلکہ خشکی اسکے لئے مضر ہے، یہ اردی کے کھیت میں ہوتا ہے، جبکی جر شلخ کے مانند گول ہوتی ہے، یعنی جو گھٹیاں نکلاتی ہے، کیونکہ دونوں کی زراعت کا طریقہ ایک ہے، اور ان دونوں میں ترکیب کا بھی عمل ہو سکتا ہے۔

## فصل

### قصب بیان کی زراعت کا طریقہ

قصب بیان کو قصب فارسی بھی کہتے ہیں (اردو میں بانس کہتے ہیں)، اسکے لیے مرطوب اور ریتیلی زمین مفید اور کارآمد ہے جو نہر کے قریب واقع ہو بلکہ اکثر نہر کے کناروں پر، پانی کے راستوں پر اور پست مرطوب زمینوں میں اگتا ہے، لیکن نہر کے لیے جسکا قلم بنایا جاتا ہے خشک زمین مفید ہوتی ہے، اس جگہ پر وہ سخت ہوتا ہے، اس کے خدات جگہ پر اس میں نرمی آجائے گی، عمارتوں اور انگور کے منڈوہن کے لیے بانس کی بڑی ضرورت پڑتی ہے، ان کے علاوہ بھی اس کے بہت سے فوائد ہیں، یہ بار دمقامات میں اچھا نہیں ہوتا ہے، یہ سی

لگایا جاتا ہے جیسے نیشکر لگایا جاتا ہے یعنی اسکی جڑ اور اس کے ٹکڑے دونوں لگائے جاتے ہیں، اسکی جڑ خدوڑی یا فردی کے مہینہ میں اکھڑ کر لی جاتی ہے، اس سے زیادہ اکھڑنے میں تاخیر نہ کی جائے، لگانے سے قبل زمین کو اچھی طرح درست کر لینا چاہیے، ان کو لکیروں میں لگایا جائے ہر دو لکیروں کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیے، ان لکیروں کے درمیان گڈھے کھود لئے جائیں اور انھیں گڈھوں میں جڑیں لگا دیجائیں اور اوپر سے تین انچل مٹی ڈال دیجائے، اور ہر دو گڈھے کے درمیان تین بانٹ کا فاصلہ رکھنا چاہیے اس کے بعد ان کو پانی سے سیراب کرنا چاہیے اور ایسا عمل موسم خریف میں ابر کے دن کرنا چاہیے، اس کے بعد چو پائیوں کی کھاد اور خصوصاً گائے کا گوبر ڈالا جائے، اور بار بار پانی سے سیراب کیا جائے، یہاں تک کہ پودا نمودار ہو جائے رخ کا قول ہے کہ ہر چوتھے دن اسکو پانی سے سیراب کرنا چاہیے یہاں تک کہ بڑھنے لگے پھر مہفتہ میں ایک دن سیراب کریں اور یہ سلسلہ موسم گرما تک جاری رکھیں، زمین کو وقتاً فوقتاً کوڑتے رہنا چاہیے اول خریف میں بانٹ کٹا جاتا ہے، اور اکتوبر کے بعد اسکا نہ کاٹنا مضر ہے، سال آئندہ اس کے خراب ہونے کا خطرہ ہے اسی طرح اس کا کوئی حصہ زمین پر باقی نہ رکھنا چاہیے کیونکہ یہ بھی اس کے لیے مضر ہے،

بانٹس کے خود ٹکڑے بھی لگائے جاتے ہیں بشرطیکہ وہ سبز ہوں یعنی تازے ہوں، اس طریقہ پر کہ اسکے کئی ٹکڑے کر دیئے جائیں ہر ایک میں کم سے کم دو گرہیں ہوں اور پھر ان کو لکیر کے گڈھوں میں لگا دیں، اور بقیہ عمل وہی

کرین جو اس سے قبل بتایا گیا ہے اس سے بھی اچھے باتس تیار ہوں گے،  
 رخ کا قول ہے کہ اگر تم باتس کی زمین کو بیکار رکھنا نہیں چاہتے تو باتس کے  
 کاٹنے کے بعد جو حصے زمین پر باقی رہ جائیں اور کٹ نہ سکیں ان کو اکتوبر کے  
 مہینہ میں زمین کی گھاس وغیرہ ڈالکر جلا ڈالیں بشرطیکہ اس میں گھاس وغیرہ ہو  
 زمین پر جو گھاس ہو اس کو جلا ڈالیں، اگر یہ زمین بالکل صاف ہو جائے اور  
 اس میں گھاس وغیرہ نہ رہے تو جو اور باقلا کی زراعت بنیز زمین کی تعمیر کے،  
 ہو سکتی ہے، ان کے کاٹنے کے بعد اسکو کھودنے کی ضرورت پڑگی، باتس کو اس  
 مقام پر نہیں لگانا چاہیے جان پر دھواں پہنچتا ہو، اس سے اس میں کیڑے  
 پیدا ہوتے ہیں اور اسکو خراب کر دیتے ہیں،

## فصل

دردار کی زراعت کا طریقہ،

رخ کا قول ہے کہ اسکی تین قسمیں ہیں ایک وہ ہے جو حسین پھل نہیں ہوتا  
 ہے اور دوسرے وہ جس میں پھل ہوتے ہیں وہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک  
 کا پھل موٹا ہوتا ہے اور دوسرے کا پتلا ہوتا ہے، اس کا بعض اطباء نے استتہ  
 العصافیر (زبان کنجشک) نام رکھا ہے لیکن بعض یہ کہتے ہیں کہ لسان العصافیر  
 کے درخت میں اور اس میں صرف مشابہت ہوتی ہے، دردار کی پتیان بادام  
 کے پتے کے مشابہ ہوتی ہیں،

لے اسکو فارسی میں کجک اور ہندی میں بیلا کہتے ہیں جن لوگوں نے اسکو ذکر کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے محیط ۱۱۰

حق، رخ اور تنغ نیز دیگر فلاصین نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس درخت کے لیے مرطوب اور تر زمین مفید ہے، یہ زمین خواہ پہاڑ پر ہو یا نہ ہو، دونوں حالت میں نشیب میں ہونا چاہیے، یہ بھی نہر کے کنارے اور پانی کے راستوں پر یا اس کے قریب لگایا جاتا ہے،

دردار کے اوتاد اور اسکی مکس شاخیں لگائی جاتی ہیں نیز اس کے عروق نوچ کر لگائے جاتے ہیں اس کا پودہ جھگی سے باغون میں منتقل کیا جاتا ہے اس کے ساتھ اسکی مٹی بھی لائی جاتی ہے، اس کے تخم بھی بوئے جاتے ہیں، جنوی اور فروری میں تخم طروت میں بوئے جاتے ہیں، اس کے پودے اور مکس شاخیں مذکورہ بالا زمین میں منتقل کی جاتی ہیں، اس میں گڈھے کھود کر لگائے جاتے ہیں، دو درختوں میں کافی فاصلہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ درخت بہت بڑا ہوتا ہے اس کے اوتاد تقالون میں لگائے جاتے ہیں اور پانی کے مقامات پر بھی لگائے جاتے ہیں، جب بڑھ جاتے ہیں تو پھر منتقل کئے جاتے ہیں، یہ تمام عمل فصل خربہ میں ہونا چاہیے، تاکہ بارش کے پانی سے غذا حاصل کر سکے،

اپنے ہم جنس کے ساتھ ترکیب کو بھی قبول کرتا ہے، خصوصاً آہستہ، مستحبی اور آرزو کے ساتھ اکثر مرکب ہوتا ہے، اس درخت کے لیے پانی کی بڑی ضرورت ہے کیونکہ یہ ربیع ہے،

## فصل

صغیر کی زراعت کا طریقہ اسکو دب بھی کہتے ہیں

رخ کا قول ہے کہ صغیر کی چند قسمیں ہیں بعض تو پانی میں ہوتے ہیں اسکی

پتیاں بستانی توت کی تپون کی طرح ہوتی ہیں صرف فرق اتنا ہوتا ہے کہ یہ اس سے قد میں چھوٹا ہوتا ہے، بعض پھلدار ہوتے ہیں اور بعض میں مطلقاً پھل نہیں ہوتے، اس کے پھل کھائے نہیں جاتے کیونکہ ان میں زہر ہوتا ہے، البتہ صغیر کی تپون سے چیزیں رنگی جاتی ہیں، اور یہ نفع بخش ہوتا ہے، طین ہر کہ دلچ (چنار) جنگلی درختوں میں سے ہے، اسکی لکڑیاں بہت مضبوط اور سخت ہوتی ہیں، حتیٰ کہ انکا چیرنا بہت دشوار ہوتا ہے، موسم سرما میں یہ درخت بہت بڑھتا ہے لیکن اس میں کوئی پھل نہیں ہوتا ہے جس سے کسی قسم کا نفع اٹھایا جاسکے جو کہ یہ پانی ہی میں ہوتا ہے اسلئے سیراب کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے اسکی لکڑیاں نادر الوجود ہوتی ہیں، اگر دلب کی پتیاں اور اسکی تازہ شاخیں اس جگہ پر جلانی جائیں جہاں پر شیر ہو تو اسکی بو سے وہ فوراً بھاگ جائے گا، اسی طرح چمکا در بھی بھاگتا ہے، اسکی ہوا سے کیڑے سب مر جاتے ہیں، یہ سبزی کے کھیت اور باغوں کے لیے بہت مفید ہے چوئیاں بھی اس کے نزدیک نہیں آتی ہیں، اندس کے فلاحون کی رائے یہ ہے کہ صغیر کے لیے پست زمین بہتر کے کنارے، اور پانی کے راستے یہ سب موافق ہیں، غرض کہ ہر وہ جگہ مناسب جہاں پر پانی پہنچ سکتا ہو، اس کا تخم بھی بویا جاتا ہے اور پودے بھی لگائے جاتے ہیں، اور اسکی شاخیں نہر کے گدے پانی میں بھی لگائی جاتی ہیں، یہ فردی میں ظرف اور حوضوں میں بھی لگایا جاتا ہے اور مارچ میں اس کا پودا گدھون

لے ابن سیرا نے لکھا کہ دلب اور صغیر ایک نہیں ہر دو ہی اسے صاحب جھٹکی ہے، صغیر کا اب وجود نہیں ہر دو جھٹکی

ہندی میں چنار کہتے ہیں پایا جاتا ہر دو نون کے خواص میں بہت فرق ہے، مترجم

میں منتقل کیا جاتا ہے، ایک دوسرے کے درمیان دس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیے، کیونکہ یہ درخت زیادہ بڑھتا ہے اور جڑیں پھیلی ہیں، بقیہ عمل وہی ہے، پانی کی کثرت اس کے لیے مفید ہے، اسکا نہ دتد لگایا جاتا اور نہ تلبیس کی جاتی ہے، نہ یہ مرکب ہوتا اور نہ کوئی دوسرا درخت اس کے ساتھ مرکب کیا جاتا ہے، اس کے پودے اکتوبر کے مہینہ میں نر کے کناروں سے لائے جاتے ہیں جبکہ پتیاں جھڑ جاتی ہیں، رخ نے بیان کیا ہے کہ دردار، دفلی، حنہ، احمر وغیرہ کا بھی یہی حال ہے،

## فصل

دفلی کی زراعت کا طریقہ (اسکو فارسی میں خرزہرہ اور ہندی میں کنیر کہتے ہیں،

رخ کا قول ہے کہ یہ انسان اور حیوان کے لیے سم قاتل ہے، کھانے کے ساتھ ہی ہلاک کر دیتا ہے، اسکی پتیاں پانی میں ابائی جائیں اور پھر اس سے غسل کیا جائے تو تمام کیڑے مثلاً چلرا اور جوئین وغیرہ مر جائیں گے، طمین ہے کہ دفلی کا دوسرا نام شجرہ مبارکہ بھی ہے، یہ ایسا درخت ہے کہ جس میں اونٹ، خچر اور گدھے کے لیے زہر ہلاک ہے، اس کے پھل نہیں ہوتے، بلکہ سرخ رنگ کے پھول ہوتے ہیں، جس میں سمیت بہت زیادہ ہوتی ہے، یہ اصلاح اور درستگی کا محتاج نہیں ہے، اگر اس کو تم تقویت پہنچانا چاہتے ہو تو اسکی جڑ میں پیشاب اور پانی ملا کر ڈالو، بعض نے یہ لکھا ہے کہ یہ بڑا بخوس درخت ہے، بعض کے پھول سفید اور لکڑی خاکی رنگ کی ہوتی ہے، بعض کا یہ قول ہے کہ یہ عفار کی طرح ہوتا ہے،

## فصل

بشم اسود اور ابیض نیز صفات کی زراعت کا طریقہ

رخ کا قول ہے کہ صفات کو خلافت (سید) بھی کہتے ہیں اور رومی زبان میں اسکو شلخ کہتے ہیں، ابن جزار کا قول ہے کہ خلافت کی ایک قسم عرب ہے جس کو عجمی زبان میں سلاج کہتے ہیں، اس کے علاوہ خلافت کی اور بھی قسمیں ہیں، ان میں بعض کے پتے بادام کے پتون سے بھی بڑے ہوتے ہیں، ان کے اندر سفیدی ہوتی ہے اور ظاہر جسم میں سنبری اور سفیدی دونوں ہوتی ہو اور دوسری قسم وہ ہے جس کے پتے سرخ اور زرد ہوتے ہیں، صفات کی لکڑی نرم اور کھوکھلی ہوتی ہے اور اس میں اتنی بھی جوڑائی نہیں ہوتی ہے کہ اس کو انگور کے منڈے میں باندھ سکیں، طابین ہے کہ خلافت کے پھول سخت ہوتے ہیں، اس کے پتے زیتون کے پتون کے مثل ہوتی ہیں، بلکہ ان سے زیادہ چوڑے اور بڑے ہوتے ہیں، اس میں پھل نہیں ہوتے ہیں، لوگ اسکی لکڑیوں سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں، صفات اور بشم کے تمام اقسام کے لیے بہت اور مرطوب زمین لازم زمین اور ریتیلی زمین مینوں مفید ہو سکتی ہیں، نیز اگر یہ پانی کے راستوں میں یا کنوئین کے نزدیک لگائے جائیں تو بھی بڑھیں گے، اس کے پودے بھی لگائے جاتے ہیں، اور اسکی شاخیں بھی لگائی جاتی ہیں، اور ان میں سے جدید اور نرم شاخ کا انتخاب کیا جاتا ہے، بڑی لابی اور گرہدار شاخوں کے لگانے

سے اجتناب کرنا چاہیے، جو اسی طرح لگایا جاتا ہے جیسے مضاف لگایا جاتا ہے،  
 طامن ہے کہ درخت سخت اور شیریں زمین کو بھی پسند کرتا ہے، ان مالکیت  
 جہان سردی کم پڑتی ہے اس کے لگانے کا وقت بہند آردی سحرِ فریاح تک ہے،  
 اسکے پونے پانی کے رستوں پر لگائے جاتے ہیں اور ہر سیرے دن سیرا بکے  
 جاتے ہیں، اسکی شاخ تمام چھوٹی شاخوں کی طرح لگائی جاتی ہیں جیسے انکوں  
 کی شاخیں دند کے ذریعہ سے لگائی جاتی ہیں، پہلے دند کو گاڑ دیا جاتا ہے پھر  
 اس کو اکھاڑ کر اس میں شاخ لگائی جاتی ہے، بشم اسود کے پتے چوڑے ہوتے  
 ہیں، یہ پھلدار نہیں ہوتا ہے اور یہ مذکر کہلاتا ہے، اسکی مونٹ کو تعب کہتے  
 ہیں، اس کے لیے وہی مواقع مفید ہیں جگا ذکر ہو چکا ہے، ابھض اور اسود دونوں  
 کے اوتاو، طوخ اور لواحق لگائے جاتے ہیں، انکی نکلیس بھی ہوتی ہے، جب  
 پتیاں جھڑ جائیں تو خریف میں یہ لگائے جاتے ہیں، بعض نے کہا ہے کہ جنوری  
 میں ایسا کرنا چاہیے، ہر دو درخت قریب رکھے جاتے ہیں، فاصلہ چھ ہاتھ  
 سے زیادہ کا نہ رکھنا چاہیے،

## فضل

علیق (اچھو) اور ورد جبلی کی زراعت کا طریقہ:

(یہ دونوں باغ کے اطراف میں لگائے جاتے ہیں)

علیق تو معروف ہے لیکن ورد جبلی اور علیق الکلب کو اہل طب نسرین کہتے  
 ہیں، (اردو میں سیوتی کہتے ہیں) ابوحنیفہ کا قول ہے کہ ورد جبلی گلاب کے



مشابہ ہوتا ہے ایک سال کے بعد وہ تخلیق ہو جاتا ہے اور اس کا پھل بہنی کے مشابہ ہوتا ہے، اور چہرے کی طرح سرخ ہوتا ہے، اس کا کنارہ نوکیلا ہوتا ہے پھل کے اندر روئی کی طرح کا گودا ہوتا ہے، اور پھول سفید گلاب کے مانند ہوتا ہے لیکن تھوڑی سی سرخی بھی ہوتی ہے، جس اورخ میں ہے کہ ان دونوں کیلئے وہ زمین موافق ہوگی، جو اس زمین کے مشابہ ہو جس میں یہ خود بخود اُگتے ہوں، ان دونوں کے پودے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر کے لگائے جاتے ہیں، ان کی شاخیں بھی کاٹ کر لگائی جاتی ہیں، اور ان کے تخم بھی بوئے جاتے ہیں، تخم بونے کا طریقہ یہ ہے کہ جب پھل تیار ہو جائیں تو ان کو خور کر دھو دیا جائے اور ان کے اندر سے بیج نکال کر خشک کر لیے جائیں، پھر یہ کنویر کے مینہ میں بارش کے قبل پہلی زمین میں لکیر دن کے اندر بودیے جائیں، جیسے لکیر دار کھل وغیرہ ہوتے ہیں، بونے کے بعد ان کو مٹی اور ریت سے ڈھک دیا جائے اور بارش تک پانی سے خوب سیراب کیا جائے، یہ جنوری میں بھی ہو یا جاتا ہے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ان کے بچتہ پھلوں کو مضبوط شاخ کے ساتھ زمین میں دفن کر دیا جائے، اور اوپر سے مٹی ڈالی جائے، اس کے بعد سیراب کیا جائے یہاں تک کہ اُگنے لگے اگر نو کم ہو تو اس شاخ کو دوسری خالی جگہ پر بیچا جیسے نکلیں کا طریقہ ہے، اگر یہ سب عمل خریف میں کئے جائیں تو بہت اچھا ہو تاکہ پانی سے غذا اس وقت بھی حاصل کریں اور بعد میں بھی حاصل کریں،

## فصل

زردی کی زراعت کا طریقہ،

یہ پہاڑوں اور پتھر کی چٹانوں میں اگتا ہے، اس کے پھل گہرے سرخ اور گہرے زرد رنگ کے ہوتے ہیں، ان کے اندر نرم گٹھلی ہوتی ہو کر دو دو گٹھلیاں ہوتی ہیں، یہ درخت ہر سال درستگی کا محتاج ہے، اس لیے ہر سال زمین کو اور درخت کو درست کرتے رہنا چاہیے، اسکی پتیوں اور شاخوں کو کسی تیز لوہے سے کاٹنا چاہیے، کیونکہ لوہا گلنا مضر ہے، اگر کوئی خراب لوہا اثر کر گیا تو پھر تمام شاخیں خراب ہو جائیں گی، اس کے لیے کوئی کھا دوائی نہیں ہوتی ہے، اس میں چند بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہیں، ایک تو یہ ہوتا ہے کہ تمام پتیان زرد ہو جاتی ہیں اور سب کی سب بالکل مرجھ جاتی ہیں اور پھل ٹپکنے لگتے ہیں، اسکا علاج یہ ہے کہ جب یہ کسی باغ میں ہو تو اس کے اطراف کو کھود ڈالنا چاہیے اور ان گڈھوں کو پہاڑ کی مٹی یا سخت زمین کی مٹی سے حسین ریت اور کنکر بھر ہوں، پھر کر دینا چاہیے، یہ اس وقت درست ہوگا جبکہ یہ کسی پہاڑ سے منتقل کر کے لایا گیا ہو، اگر کسی دوسری جگہ سے منتقل کیا گیا ہو تو اسی جگہ کی مٹی گڈھوں میں ڈالنی بہتر ہے، اس نئی مٹی کے ڈالنے کے بعد اس میں پھر تر و تازگی آجائے گی، اگر یہ ایک باغ سے دوسرے باغ میں جو اس کے مانند ہو منتقل کیا جائے تو یہ پودہ کمزور ہوگا، اور اس کا علاج صرف یہ ہے کہ گرم پانی اور خون کا چھڑکاؤ کیا جائے

لے فارسی میں کھل اور کالچ کہتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ بیر کی ایک قسم ہے،

اور اگر پہلی زمین کی مٹی لا کر ڈالی جائے تو صرف ایک سہ ڈالنا کافی نہ ہوگا بلکہ بار بار ڈالنا چاہیے، پہلے مٹی ڈال کر دس دن تک چھوڑ دینا چاہیے، اس کے بعد پھر کھودنا چاہیے، اور پہلی مٹی کو جو نکال کر رکھی گئی ہے دو بار ڈالنا چاہیے اس طرح بار بار ڈالتے رہنا چاہیے یہاں تک کہ مٹی کافی مقدار میں جمع ہو جائے، اس کے بعد ان میں قوت پیدا ہو جائیگی،

## فصل

### عوسج کی زراعت کا طریقہ

عوسج اکثر باغ اور انگور وغیرہ کی حفاظت کے لیے اطراف و جوانب میں لگایا جاتا ہے اسکی چند قسمیں ہیں، کسی کا پھول سفید ہوتا ہے کسی کا سرخ ہوتا ہے کوئی پھلدار بھی ہوتا ہے، اس کے پھل جمع کر کے کھائے جاتے ہیں، جب یہ بہت پرانا ہو جاتا ہے تو اس میں گہرے سرخ رنگ کے پھل نمودار ہوتے ہیں، جو چنے کے برابر ہوتے ہیں، ذائقہ میں بہت لذیذ ہوتے ہیں، عرب اس کو مصغ کہتے ہیں، اس سے قبل گذر چکا کہ عوسج کا طریقہ زراعت وہی ہے جو علق کا ہے، دگیلانی کی رائے ہے کہ عوسج اور علق دو نون ایک ہی چیز ہے، لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان میں فرق ہوتا ہے، فارسی میں عوسج کو سفید خار کہتے ہیں کیونکہ یہ خاردار ہوتا ہے،

# بائشتم

ان درختوں کی ترکیب کے بیان میں جنکے اوصاف مشترک ہوتے  
ہیں اور ترکیب کے اصول اور اسکے اختلافات کے بیان میں،

ابن جلیج رحمہ اللہ نے مقنع میں لکھا ہے کہ دمیقرطیس نے ترکیب کا نام  
انشاب رکھا ہے اور قسطوس نے اضافہ، اور یونیوس نے تطعم رکھا ہے لیکن  
صرف مریال نے ترکیب کو ترکیب کہا ہے، اسکی تین قسمیں ہیں، لیکن ان  
میں وہ صنف داخل نہیں ہے جسکا نام یونیوس نے ترکیب النقب رکھا ہو،  
یہ انگور کے لیے استعمال کیجاتی ہے، جسکا ذکر آئے گا، ان تین قسموں میں سے  
ایک یہ ہے کہ چھال اور لکڑی میں علاقہ پیدا کیا جائے، چھال بہت موٹی ہوتی  
اور اس میں رطوبت برابر جاری رہے، جسکا اثر لکڑی پر بھی ہو، یہ طریقہ زیتون  
کے لیے ہمارے ملک میں بہت مفید مانا گیا ہے، اور دوسری یہ کہ کسی شاخ  
کو لیکر اس کا چھلکا نکال دیا جائے اور اس کا عین جو گرہ کی شکل میں رہ جائے  
باقی رہنے دیا جائے، اس کے بعد اس شاخ کو دوسری چھلی ہوئی شاخ میں  
مرکب کر دیا جائے، اس طریقہ کا استعمال ہمارے ملک میں انجیر کے لیے ہو،  
تیسری صورت ترکیب کی وہ ہے، جسکا تقریباً تمام درختوں میں عمل ہوتا ہو

اس کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کی ان شاخوں کو لین جو مشرقی یا جنوبی سمت میں آفتاب کے رخ پر ہوں اور اس وقت لین جب کہ درخت پھلدار ہوں، شاخیں ایک بالشت یا اس سے ذرا زیادہ لائے کاٹی جائیں، اس کے بعد نیچے کی طرف سے نصف بالشت یا چار انگلی چھری سے پھیل دی جائیں اور ایک طرف چھلکا باقی رہنے دیا جائے، یہ شاخیں اب چھری کی شکل کی ہو جائیں گی کیونکہ جو حصہ پھیلا گیا ہے وہ دوسرے حصہ سے باریک اور تیز ہو گا اور یہی حال چھری کا ہونے کے حصہ میں موٹائی ہے اور دوسرے حصہ میں باریکی اور تیزی ہے، ان شاخوں کو اقلام کہتے ہیں، ان اقلام کو درست کر کے فوراً پانی میں ڈال دینا چاہیے تاکہ ہوا ان کو خراب نہ کر سکے، اس کے بعد اس درخت کی طرف توجہ کرنی چاہیے جس میں یہ شاخیں مرکب کی جائیں گی، اگر اس کا تنایا اور نرم ہو تو اس کو ابتداءً آہ سے ذرا سا چیر دین، پھر ایک بڑی چھری اس شق کے اندر ڈالی جائے اور پتھر سے ٹھوک کر نیچے کی طرف لائی جائے، یہاں تک کہ وسط تنے تک پہنچ جائے اس کے بعد ٹھیک درمیان میں ایک کلہاڑی رکھ دی جائے تاکہ شق نمایان اور باقی رہے، پھر ایک شاخ لی جائے اور چھلکے کی طرف سے اس شق میں اچھی طرح داخل کی جائے اس طرح کہ تنے کی چھال اس سے ملحق ہو جائے اور دونوں کی لکڑیاں آپس میں مل جائیں اس کے بعد ایک دوسری شاخ دوسری جانب سے اسی طرح داخل کی جائے پھر اس کلہاڑی کو آہستہ سے نکال لین اور اسی سے ان قلوں کو لکڑی میں مضبوطی سے باندھ دین، اور چکنی مٹی میں خرو خاشاک ملا کر خوب گوندھیں اور اسی سے تمام مقطوعہ جگہوں کو بند کر دین اور

کا جو حصہ کٹ گیا ہے وہ بند کیا جائے اور شقوق بند کئے جائیں اور شاخون کے داخل کو بند کیا جائے یہ مٹی شاخون کے اس حصہ پر بھی ڈالیں جو چھلکا سمیت اندر چلا گیا ہو غرض کہ شق کا کوئی کھلا نہ رہے، سوائے اس حصہ کے جس میں کوئی شاخ نہ ہو اس قدر سختی سے بند کرنے کی غرض یہ ہے کہ پانی شق میں داخل نہ ہو سکے ورنہ اگر پانی داخل ہوگا تو شاخیں سڑ جائیں گی، مٹی کے لگانے کے بعد اوپر سے کتان یا ٹھوس کا ٹکڑا باندھ دیں تاکہ مٹی گرنے سے محفوظ رہے، یہ عمل اس وقت ہونا چاہئے جبکہ پانی لکڑیوں سے جاری ہو، کیونکہ تنے کی لکڑی میں ایک قسم کی صلابت ہوتی ہے دوسری شاخ کو ایسے وقت ملحق کرنے میں دقت ہوگی، لگانے کے بعد اگر لکڑی سے پانی خوب جاری ہوگا تو قلمون کی غذا اسی پانی سے حاصل ہوگی۔ یونیوس کا قول ہے کہ تطہیم کا موافق وقت اول ربیع میں ہے، کیونکہ اس وقت اگر شاخ کاٹی جائے تو اس میں رطوبت نہ زیادہ ہوگی اور نہ بالکل قسیق ہوگی بلکہ ایسی ہوگی جس سے شاخ ملحق ہو سکے،

چھال اور لکڑی کی ترکیب یہ ہے کہ درخت کو آہ سے ذرا چیریں اور اس میں ایک خشک لکڑی کو قلم کی شکل کا بنالیں اور صاف کر کے اس قدر آہستہ سے داخل کریں کہ چھال شق نہ ہونے پائے، لیکن یہ اس وقت کریں جبکہ پانی لکڑیوں سے جاری ہونے لگے، تاکہ چھلکا لکڑی سے جدا ہو سکے، کیونکہ اگر مادہ بہت غلیظ ہوگا تو انفضال مشکل ہوگا اور چھلکا پھٹ جائے گا، اس کے بعد اس لکڑی کو جو شق میں داخل کر دی گئی ہے نکال دیں اور اسکی جگہ پر شاخون کو داخل کر دیں اور انکو اسی سے باندھ دیں اور مٹی لگا کر شقوق بند کر دیں، اور یہ شاخیں جو چھال اور لکڑی

سے ملی ہوئی ہین لکڑی سے ملحق ہجائینگے، یہ قلم جو تراشے جائیں تو بالکل اسطرح تراشے جائیں جیسے لکھنے کے لیے قلم بنائے جاتے ہیں،

مرت پھلکے کے ساتھ جو ترکیب ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ انجیر یا کسی اور درخت کی شاخ مین سے وہ آنکھ بجائے جو ابھی زیادہ کھلی نہ ہو، اسکو چھری سے دونوں طرف چھیل ڈالیں اور چھلکا نکال ڈالیں لیکن آنکھ محفوظ رکھنی چاہیے، اسکی شکل انگوٹھے کی پور کی صبی ہوگی، پھر اس درخت کو تلاش کیا جائے جو اسی سال موسم سرما میں کاٹا چھانٹا گیا ہو اور اسکی شاخیں بالکل ترد تازہ ہوں، ان میں سے ایک شاخ کو منتخب کرنا چاہیے، اور اس کے اور پھلکے کے درمیان ایک نشق پیدا کرنا چاہیے اور اسی میں یہ آنکھ ڈال دینی چاہیے، یہ خیال رکھنا چاہیے، کہ شاخ کی لکڑی کمزور نہ ہو ورنہ زیادہ الصاق نہ ہوگا، جس وقت اس آنکھ کو شاخ میں داخل کریں اس وقت اس میں انجیر کا دودھ خوب اچھی طرح لگا دیں تاکہ یہ لکڑی سے اچھی طرح چمٹ جائے اور ہوا اندر جانے سے رک جائے، اگر یہ ترکیب انجیر کے علاوہ کسی دوسرے درخت کے لیے ہو تو دودھ کی جگہ پر اس میں جینی مٹی استعمال کی جائے، تاکہ ہوا اندر نہ جاسکے اس کے بعد اس جگہ کو درخت کی تپوں سے ڈھک دیں تاکہ دھوپ کا اثر نہ پہنچے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ نرم چھال والی شاخوں میں ترکیب جلد اثر پذیر ہوتی ہو، برخلاف اس کے پرانی شاخیں جب لدا اثر قبول نہیں کرتی ہیں، اسی طرح بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ترکیب شاخ میں ہوتی ہے، سنہ میں نہیں ہوتی ہے، نیز یہ کہ ترکیب اگر متعدد شاخوں میں ہو تو اچھا ہے کیونکہ اگر کوئی ترکیب خراب ہوگئی تو دوسری کا رآمد ہو سکتی ہے، اور بہترین ترکیب انگوٹھ کی شاخوں کی یہ ہے کہ

ایک مضبوط شاخ لیجائے، جس میں آنکھیں ہوں، اس کے لیے مستطیل گڑھا کھودا جائے اور ایک دوسرے قسم کی انگور کی نئی شاخ لی جائے، اس کو ہر طرف سے چھیل ڈالیں، اور پہلی شاخ میں ایک تنگاف بنا دیں اور اس تنگاف میں یہ چھیلی ہوئی شاخ داخل کر دیں، اس کے بعد دونوں طرف سے چھال رکھ دی جائے اور باندھ دیا جائے، اب دو شاخوں کے بجائے ایک رکھ لی، اس کو اس مستطیل گڑھے میں دفن کر دیا جائے، یہ شاخ جس میں مرکب لگی ہے، اس سے غذا حاصل کرگئی اور زمین میں پھیل جائیگی دو سال کے بعد مطعم علیہ کو کاٹ دیا جائے، اس کے بعد مطعم شاخ صرف مٹی سے غذا حاصل کرے گی، ایسا ہر قضیب کے ساتھ اگر کیا جائے تو اچھا ہے، مرکب کرنے سے بہت فائدہ ہے، ابن جاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں عنقریب ترکیب کے متعلق ان ماہرین فلاحات کی راہوں کو ذکر کر دوں گا، جنہ میں نے خود ملاقات کی ہے، تاکہ لوگوں کے لیے زیادہ نفع بخش ہو،

یونیوس کا قول ہے کہ جس درخت کی چھال ٹٹی ہو اس کی ترکیب چھال اور لکڑی کے درمیان ہوگی، چھال کا موٹا ہونا اس پر دلال ہے، کہ وہ زمین سے رطوبت بہت جذب کرتا ہے اس ترکیب کی صورت یہ ہے کہ ایک سخت لکڑی کا ڈنڈا بنایا جائے، اس سے لکڑی اور چھال کے درمیان شق پیدا کیا جائے لیکن اس قدر اہستہ سے داخل کیا جائے کہ خود چھال نہ پھٹ جائے، اس کے بعد اس کو نکال کر وہ شاخ داخل کی جائے جسکی تطعیم کرنا مقصود ہو، چھال کے پھٹنے سے احتراز کرنا چاہیے، یہ تطعیم بخیر آتو باو، اور اخروٹ کے لیے مفید ہے، لیکن وہ درخت جسکی چھال تلی اور خشک ہوتی ہے ان کی رطوبت وسط درخت میں ہوتی ہے، اسکی ترکیب



یون ہوتی ہے کہ درخت کی لکڑی کو شق کر کے شاخ کو اندر داخل کر دیتے ہیں یہ دونوں ترکیبیں جلد ہونی چاہئیں، جو شاخین کو تقسیم کے لیے لی جائیں وہ ان درختوں سے لی جائیں جو اپنے بھسوں میں ممتاز ہوں اور بکثرت پھل لاتے ہوں، یہ شاخین کھرپا یا کسی اور تیز چیز سے سے کاٹی جائیں، شاخ نرم تازی اور مستوی لگتی ہوئی چاہیے، ان کی آنکھیں قریب قریب ہونی چاہئیں، ان میں دو یا تین سرے ہوں یعنی شاخ اعلیٰ دو ہوں اس قسم کی شاخوں کے پھل اچھے ہوتے ہیں، نیز یہ شاخین ایک مرتبہ پھلدار ہونے کے بعد کاٹی جائیں، یہ بہتر ہے کہ شاخین مشرقی اور جنوبی گوشہ سے کاٹی جائیں ان کا مغربی اور شمالی سمت سے کاٹنا اچھا نہیں ہے شاخ جھنگلیا سے زیادہ موٹی نہیں ہونی چاہیے، تاکہ درخت کی لکڑی یا پھال اس سے پھٹ نہ جائے، اتنے کے اس حصہ کو تقسیم کے لیے منتخب کرنا چاہیے جو مکن ہو جس میں گرہن نہ ہوں کیونکہ تقسیم کے لیے بہترین جگہ کی ضرورت ہے، اکثر تقسیم میں کی سطح سے بلند حصہ میں کرتے ہیں، جو کچھ آہ سے چیرا گیا ہے یا درانتی سے شق کیا گیا ہے اس کو مطعم شاخوں کے داخل کرنے کے بعد برابر کر دو شاخوں کو فوراً داخل کرنا چاہیے، ان شاخوں کے اطراف کو جو شقوق میں داخل کی گئی ہیں بالکل صاف کر دینا چاہیے، صرف مغز کو باقی رکھنا چاہیے، اور ان کی شکل چھری کی طرح رکھنی چاہیے یعنی ایک طرف تو موٹی ہوں اور دوسری طرف پتلی ہوں، جیسے شق کی شکل ہو، شاخ کا پھیلا ہوا حصہ اس شق میں داخل کیا جائے اس طرح کہ نوکدار حصہ لکڑی کی طرف ہو اور موٹا حصہ پھال کی طرف ہو، گویا پھال پھال سے اور لکڑی لکڑی سے ملحق ہو جائے،

اس کے لیے توطی لکڑی یا سینکھ کا ایک کھونٹا بنایا جائے اور تنے کو چاڑھتے وقت یہ کھونٹا اس کے اندر داخل کر دیا جائے، پھر شاخ کے داخل کرنے کے وقت آہستہ سے نکال دیا جائے، یہ خیال رکھنا چاہیے کہ شق ضرورت سے زیادہ وسیع نہ ہونے پائے، ورنہ جو شاخ کہ اس میں داخل کی جائے گی وہ خشک ہو جائے گی، یہ بہتر ہوگا کہ ایک شق میں دو شاخیں مطعم کی جائیں، لیکن اگر شاخ بڑی ہے تو تنے میں دو شق کرنا چاہیے تاکہ شاخ اندر سما سکے، جو لوہا یا کھونٹی شق کے درمیان رکھی جائے وہ کم سے کم دو انگل موٹی ہو، اس سے زیادہ ہو تو کوئی ہرج نہیں ہے، جب یہ شاخیں داخل کر دی جائیں تو پھر ان کو بٹے ہوئے دوسرے سے باندھ دیا جائے اور اوپر سے مٹی چسپان کر دی جائے، سرخ مٹی اس کام کے لیے مفید نہ ہوگی کیونکہ وہ اس کو جلا ڈالتی ہے، سفید مٹی اس کام کے لیے بہتر ہے نیز نرند کے کنارے کی مٹی بھی اس کام میں آتی ہے، کیونکہ یہ مٹی ان تمام بندشوں کیلئے کافی ہوگی اور جس کو تم جوڑنا چاہو گے اس سے جوڑ سکتے ہو، بعض لوگوں کی یہ رائے ہے کہ تطعیم اس وقت نہ کرنی چاہیے جب کہ شمالی ہوا چل رہی ہو اگر تنا زیادہ موٹا ہو تو کوئی شاخ منتخب کر کے لگا دینا چاہیے، یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ جب تنے کے، کنارے کی شاخیں اور عیون مطعم کئے جائیں تو اس سے تنا زیادہ موٹا ہوتا ہے، لیکن جلد کمزور اور خراب بھی ہو جاتا ہے اور جب یہ درمیانی تنے میں رکھے جاتے ہیں تو وہ زیادہ دن تک قائم رہتا ہے، ان چیزوں کی نگرانی کی شدید ضرورت پڑتی ہے شاخوں اور عیون کے ارد گرد جبکہ ان میں کوہلیں نکلنے لگیں تو رسی باندھ دین کیونکہ یہ چڑیوں کی

عادت ہے کہ وہ اس پر پھپھٹی ہین اور نرمی کی وجہ سے توڑ ڈالتی ہین، تمام درخون سے تطعیم کے لیے شاخین اس وقت یجاتی ہین جبکہ وہ پھلدار ہون،

اب حجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یونوس نے انگور کی تطعیم کی ایک نئی ترکیب بتائی ہے وہ ”تطعیم بالثقب“ کہلاتی ہے، اور اس کو بہترین ترکیب بنانا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ مطعم اور پھلدار انگور کے تے میں زمین کے اندر ایک سوراخ بنا دیں اس کے بعد جو انگور کہ زیادہ قریب ہو، اسکی شاخ کو بغیر جدائے ہوئے اس سوراخ میں داخل کر دیں، اب یہ شاخ اپنی جڑ سے نشو و نما پائے گی، اور اس سے اور اس تنے سے غذا حاصل کرے گی جسین یہ مرکب لگیں، اور دو سال کے اندر بالکل تیار ہو جائے گی، اس وقت اس کو کاٹ کر الگ کر دینا چاہیئے، جو شاخ کہ سوراخ سے بہت زیادہ دور ہو اس کو آ رہ سے کاٹ کر داخل کرنا چاہیئے، اسی طریقہ پر ایک انگور میں مختلف شاخین مرکب کیجا سکتی ہین گویا ایک ہی انگور میں مختلف قسم کے خوشے تیار ہون گے تطعیم زیتون کے متعلق لکھا ہے کہ زیتون کے تمام درخون کا مزاج یکسان نہیں ہوتا ہے، کیونکہ بعض کا پوست نرم اور بعض کا سخت ہوتا ہے، بعض جلد اُگتے ہین اور بعض دیر میں نشو و نما پاتے ہین، پس جبکا پوست موٹا اور تر ہو، اسکی تطعیم پوست ہی میں ہونی چاہیئے، اور جبکا پوست پتلا اور خشک ہو، اسکی تطعیم جسم درخت میں ہونی چاہیئے، زیتون کی تطعیم کے اوقات بھی مختلف ہین، گرم مقامات میں تطعیم کا عمل جلد کرنا چاہیئے، اور سرد مقامات میں تاخیر جائز ہے، عام طور سے اسکی تطعیم اعتدال فصل ربیع سے نسرطائر (ستارہ) کے طلوع تک ہے، اس کا وقت پانچ

جولائی تک ہے، یہ ہم بار بار اس بیان میں بتا چکے ہیں کہ تطعم اپنے بھنس درختوں سے ہوتی ہے،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ جن درختوں کی چھال رطوبت دار اور موٹی ہوگی  
زیتون، انجیر وغیرہ کی انکی چھال میں تطعم کا عمل ہوتا ہے اور جنکی چھال تپلی ہو جیسے  
اترج اور انگور وغیرہ انکی تطعم یہ ہے کہ وسط جڑ میں شق بنایا جائے اور اسی میں مطعم  
کی شاخ داخل کی جائے، اور پھر سفید مٹی سے شکاف کو اچھی طرح بند کر دیا جائے  
کیونکہ سرخ مٹی شاخوں کو جلا ڈالتی ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ اضافہ (ترکیب) کی شاخیں دوسروں سے زیادہ  
پھلدار ہوتی ہیں ان کے پھل زیادہ لذیذ اور اچھے ہوتے ہیں، جو شاخیں کہ  
بڑھی ہوئی ہوں ان کو آ رہ سے کاٹ ڈالنا چاہیے، ان شاخوں میں دو تین  
فرع ہوں، جو چھنگلیا کے برابر ہوئی ہوں، شاخ مصاف کو دو انگل تک چھیل  
ڈالنا چاہیے، لیکن گودے کو محفوظ رکھا جائے، اس کے بعد سفید مٹی اور پر سے لپیٹ  
دین، سرخ مٹی سے احتراز کریں کیونکہ وہ جلا ڈالتی ہے،

سید اغوس کا قول ہے کہ جو شخص کسی پھل کو جلد تیار کرنا چاہتا ہے اسکو  
چاہیے کہ اس کا تخم حاصل کرے اور اسکو نہایت اچھی طرح زمین میں جبین کھا د مخلوط  
کی گئی ہو پودے اور برابر اسکو سیراب کرتا ہے یہاں تک کہ وہ نشو و نما پائے  
اور بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچے کہ اسکا تنا ایک انگل کے برابر ہونا ہو جائے  
پھر اسی کا ایک دوسرا درخت تلاش کرے اور اسکی شاخ کاٹ کر اس کے  
تنے میں مرکب کرے، اس سے وہ جلد پھلدار ہوگا، بشرطیکہ یہ حالت قائم ہو، یہ کیلنگل نئی چیز

## فصل

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس فصل میں فلاحون کے ان اقوال کا ذکر ہو گا جو بعض درختوں کی تطعيم کے متعلق ان کی کتابوں میں مذکور ہیں، ہر ایک قول تفصیلاً اس کے قائل کی طرف منسوب ہو گا، اکثر ہم بہت سی چیزوں کا اس غرض سے مکرر ذکر کرتے ہیں تاکہ علماء فلاحت کا اتفاق اور اختلاف ہر ایک پیش نظر رہے، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کا یونیوس نے ذکر کیا تو قسٹوس نے بھی اسکی تائید کی، تو میں ان کے اختلاف اور اتفاق کے استنباط کو دوبارہ بیان کرتا ہوں تاکہ ہر شخص کو اجماع اور اتفاق سے اس مسئلہ مذکور میں تقویت پہنچے، میں نے پوری کتاب میں یہی طرز عمل رکھا ہے، تاکہ ہر بات پایہ ثبوت تک پہنچ جائے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس پر علماء فلاحت کا اجماع ہے، کہ اگر آنا رانا رہی کے ساتھ مرکب کیا جائے تو بہت اچھا ہوا، ایسا میں نے خود بعض مقامات میں دیکھا ہے، لیکن ہمارے ملک کے لوگ اب تک اس ترکیب کے منکر ہیں،

یونیوس کا قول ہو کہ اترج (یعنی کیلک تہم ہی) کی تطعيم انگور کی طرح ہوتی ہے اور تو اترج کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور اترج سیب کے ساتھ اور سیب اترج کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اس طرح اگر سیب دلب (چنار) کے ساتھ مرکب ہو تو

تیب کے پھل سرخ ہون گے، اور آلو با بھی انگور کے ساتھ مطعم ہوتا ہے، شفتالو کا درخت بہت جلد بڑھا اور کمزور ہو جاتا ہے اگر اسکو آلو بخارا اور بادام کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کی عمر زیادہ ہوگی، آلو بخارا کے ساتھ مرکب کرنے میں اس کے پھل بڑے بڑے ہون گے،

دیمقرطیس کہتا ہے کہ اگر ترخ شہتوت کیساٹھ اگر مرکب کیا جائے تو اس کے پھل سرخ ہون گے، اور یہ انار کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، سیاہ آلو بخارا اور دوسکاٹھ مرکب ہوتا ہے، البتہ تہی ہرقم کے درخت کی ترکیب کو قبول کرتا ہے، دیمقرطیس نے اپنی کتاب کے آخر میں لکھا ہے کہ تیب بھی آمرو اور تہی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور تیب انار کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، انگور کی تطعیم سیاہ آلو بخارا کے ساتھ ہو سکتی ہے، زرد آلو بخارا اگر ترخ اور تیب کیساٹھ مرکب ہوتا ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ انجیر کا درخت شہتوت کے ساتھ مضان ہوتا ہے اسی طرح شاہ بلوط، فندق، تیب اور آمرو وغیرہ ایک دوسرے کیساٹھ مرکب ہوتے ہیں، ان کی تطعیم چھال کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور آمرو کی شاخ اور اس میں جو درخت مرکب کیا جاتا ہے اسکی شاخ، انار، سفرجل، اور شہتوت، بادام وغیرہ کیساٹھ مرکب ہوتی ہے، جو آمرو کے شہتوت کیساٹھ مرکب کیا جائے گا اس کے پھل سرخ ہون گے، اسی طرح تیب آمرو اور تہی کیساٹھ تطعیم کو پسند کرتا ہے نیز تیب آلو بخارا کیساٹھ بھی مرکب ہوتا ہے اس سے اس کے پھل سرخ ہوتے ہیں اور شفتالو، آلو بخارا، بادام، آمرو، تیب اور تہی وغیرہ کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، شاہ بلوط، آمرو، بلوط اور فندق کیساٹھ ترکیب چاہتا ہے اور تہی آمرو کیساٹھ مرکب ہوتا ہے،

البتہ زرد آلو بادام اور آلو بخارا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اترج کی چھال چونکہ زیادہ پتلی ہوتی ہے اس لیے اسکی تطعیم میں محنت زیادہ ہوتی ہے، اور اترج سینب اور شہتوت کے ساتھ مرکب ہوتا ہے جو اترج کے شہتوت کے ساتھ مرکب ہوگا، اس کا پھل سرخ ہوگا، سفرجل کے ساتھ ہر درخت مرکب کیا جاسکتا ہے، سادھس کا قول ہے کہ انار، اترج سے مانوس ہے اور اس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، قرورا انطوس کہتا ہے کہ انگور کی شاخیں اگر قرآسیا (آلو بالو) کے ساتھ مرکب کی جائیں تو فصل ربیع ہی میں وہ تیار ہو جائیں گی، زیتون کا درخت بھی انگور کو پسند کرتا ہے، مجھ کو سادھس کا یہ قول بھی یاد ہے کہ سینب اگر اترج اور آلو بخارا کیساتھ مرکب کیا جائے تو وہ سال میں دو مرتبہ پھل لائیگا، لیکن یہ انھیں دونوں کے ساتھ مخصوص ہے، امرود بھی سینب اور تہی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، انجیر شہتوت اور انار کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، بہترین شہتوت وہ ہوتا ہے جو بلوط کے ساتھ ترکیب پائے، اخروٹ اخروٹ ہی کے درخت کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، سادھس کا قول ہے کہ پستہ اخرو اور بادام کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، کسینوس نے اپنی کتاب میں جو فلاحات میں ہے، لکھا ہے کہ قرورا انطوس نے انگور کو زیتون کے ساتھ مرکب دیکھا اور اس میں سے چند پھل کھائے تو اس میں زیتون اور انگور دونوں کا ذائقہ تھا،

مرسیال کہتا ہے کہ انگور انگور ہی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اسی طرح سینب صرن سینب اور امرود کیساتھ مرکب ہوتا ہے اور زیتون ریتوب (زیتون کی ایک قسم) کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور شفتالو بادام اور آلو بخارا کے ساتھ ترکیب پاتا ہے نیز شفتالو کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور اترج انجیر مونسٹ اور مذگر اور امرود کے

ساتھ مرکب ہوتا ہے،

سما یوس کا قول ہے کہ اخروت انجیر امرو، اور آلو بخارا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اسی طرح اترج، انجیر اور امرو د کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور آلو بالو آلو بخارا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اترج اگر انار کیساتھ مرکب کیا جائے تو اس کا پھل سرخ ہوگا اور انار صفصاف (بید سفید) کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور شفا لو امرو د کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور آلو بخارا سیب تہی، زرد آلو، اور امرو د یہ سب اس میں مرکب ہوتے ہیں، اترج سیب کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور سیب اترج کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اسی طرح اترج اگر توت کیساتھ مرکب ہوتا ہے تو اس کا پھل سرخ ہوتا ہے، انار، آس، اور صفصاف کیساتھ مرکب ہوتا ہے، پتہ نغم کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور بادام، پتہ کے ساتھ مرکب ہوتا ہے،

انوں کا قول ہے کہ بستانی امرو د چنگی امرو د کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور زعفران کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور اخروت آلو بخارا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور سیب امرو د کے ساتھ اور تہی انار کے ساتھ اور اترج امرو د کے ساتھ اور شفا لو بادام آلو بخارا اور برقوق اور صفصاف کے ساتھ مرکب ہوتا ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان درختوں کی ترکیب و تطعیم کی نسبت بتا دی جو ایک دوسرے کے ساتھ مرکب ہوتے ہیں، لیکن اور دوسروں کا پتہ چلانا وقت اور دشواری سے خالی نہیں، اگر کوئی معترض یہ کہے کہ ان میں سے بعض صورتیں ایسی ہیں جو قیاس سے بعید ہیں، اور بعض کا بعض کے ساتھ متعلق ہونا اور نشوونما پانا مقتضائے عقل کے خلاف ہے، تو میں یہ جواب دوں گا کہ تمہارا



یہ انکار اہل ملک کی نا تجربہ کاری پر دلیل ہے، انھوں نے ان میں سے اکثر چیزوں کا تجربہ نہ کیا ہوگا، اس بنا پر متاری عقل بھی اس کو تسلیم کرنے میں عاری ہے اور کوئی دوسری وجہ نہیں ہے، لیکن اس سے زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ گلاب با دآم کے ساتھ مرکب ہوا اور نشو و نما پا کر فصل ریح میں پھول لائے، ایسا اشیلیہ میں اکثر دیکھا گیا ہے، اندس کے علاوہ دوسری جگہوں میں بھی پایا جاتا ہے، حالانکہ با دآم اور گلاب میں کوئی مناسبت نہیں ہے اسی طرح انگور رتم کیساتھ مرکب ہوتا ہے، اس سے انگور کے پھل بڑے ہوتے ہیں لیکن تلخی آ جاتی ہے اور آنجیر کثیر کے ساتھ جب مرکب ہوتا ہے، تو اس کے پھل بھی تلخ ہوتے ہیں، ابن عفان کا قول ہے کہ میں نے زیتون کو سبب کے ساتھ مرکب کیا تو وہ بہت عمدہ پھل لایا، فقیہ علی ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے امرود کو انار کے ساتھ مرکب دیکھا، اس سے وہ خوب نشو و نما پاتا ہے، یہ تمام باتیں نزالی اور عجیب ہیں، پھر مصنف ان باتوں کا کیونکر انکار کر سکتا ہے جو قدیم حکماء نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے، یہی اس شخص کے لیے بڑی حجت ہے جو ان باتوں کا انکار کرتا ہے اور یہ وہی لوگ ہوں گے جو نا تجربہ کار ہیں،

فلاح حبثہ بنیہ میں ہے کہ ایک چیز کی ترکیب دوسرے کیساتھ اس صورت میں ہو جب کہ دوسرا اس کے اکثر صفات میں مشابہ ہو، اگر رتم ایک درخت کو دوسرے درخت کے ساتھ مرکب کر داور وہ دونوں ایک ہی نوع ایک ہی صورت ایک ہی ذائقہ اور ایک ہی شخصیت کے ہوں تو یہ ترکیب نہایت اچھی ہوگی اور ایک دوسرے کو قبول کرے گا، قدامت نے ترکیب کے معنی یہ رکھے ہیں

کہ بعض درخت کو بعض درخت کی طبیعت کے برابر کر دینا اور مذہوم اور بد ذائقہ کو ٹھوکر اور خوش ذائقہ کی طرف متقلب کر دینا گویا بعض کی اصلاح مقصود ہوتی ہو اور بعض کی تخریب مقصود ہوتی ہے، طابین ہے کہ اگر سیستان کی کوئی موٹی شاخ کاٹی جائے اور اس کو زیتون کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس ترکیب سے زیتون کے پھل بڑے اور گول ہوں گے، اور سفید اور خوش منظر ہوں گے تیز اس کا تیل نہایت شیرین ہو گا، اسی طرح اگر تیب انار کے ساتھ مرکب کیا جائے تو تیب کے پھل انار کی طرح سرخ اور شیرین ہوں گے اور دانے دانے بڑے بڑے ہوں گے اور اگر آمرو داترچ کی کھٹا مرکب کیا جائے تو تریح کی خوشبو اور کھانگام آمرو دین پیدا ہو جائیگا اور دیگر شیرین تیب کے ساتھ مرکب کیا جائے تو بھی تیب کے اتنے بڑے ہوں گے اور اسی قدر شیرین ہوں گے یہ طریقہ تمام گھٹلی دار درختوں کے لیے عام نہیں ہے بلکہ مخصوص درختوں کے لیے ہے اگر آمرو داترچ کی کھٹا مرکب کیا جائے تو آمرو د کے پھل اسی قدر لطیف اور شیرین ہوں گے جتنا کہ توت ہو گا اور تمام دوسرے آمرو د کے درختوں سے قبل اس میں پھل آئیں گے اس کے لیے اور بھی شرطیں ہیں جبکہ ہم پھر ان شاء اللہ ذکر کریں گے، طابین ہے کہ اگر ترکیب کے وقت مٹی کے مہینہ میں شدید گرمی پڑنے لگے تو انکو اور دوسرے درخت کے رطوبات بہت غلیظ ہو جائیں گے، ایسی حالت میں بعض شاخیں دوسری شاخوں کی ترکیب کو قبول نہیں کریں گی، عدم قبول کی صورت میں ترکیب کا عمل خراب ہو جائے گا، اندس کے دوسرے فلاحون نے اس کے متعلق ذرا تفصیل سے بحث کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ترکیب پودہ لگانے سے کہیں زیادہ نفع بخش اور سودمند ہے، بلکہ یہ عمل بہت جلد کارگر ہوتا ہے

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، اور درحقیقت یہ بھی ایک شاخ کا دوسرے درخت کے تنے میں بونا ہے تاکہ یہ نرم ہو اور اسی طرح پھلدار ہو جیسے اس کا درخت پھلتا ہے ترکیب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ پھل جلد آتے ہیں اور منفعت فوراً حاصل ہوتی ہے اور اس سے یہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ کوئی اچھا رنگ پیدا ہو جائے یا پھل زیادہ ہو جائے یا ترش پھل شیرین ہو جائے، یا چھوٹے دانے بڑے ہو جائیں، مرکب سیب میں جب قدر پھل ہوتے ہیں اس قدر غیر مرکب میں نہیں ہوتے یہی حال امرود کا ہے، جو پہاڑی درخت باغون میں منتقل کئے جاتے ہیں وہ بھی ترکیب کے محتاج ہوتے ہیں، اسی طرح وہ ناشین جو نوامی کہلاتی ہیں ان میں بھی بغیر ترکیب کے پھل کثرت سے نہیں آتے ہیں، اور جس درخت کی گٹھلی یا تخم لگا یا گیا ہو اس کی ترکیب اس وقت کیجاتی ہے جبکہ اس کا پودہ ایک انگوٹھے کے برابر نکل آئے اسی سے اس میں پھل جلد آئیں گے اور کثرت سے آئیں گے، بعض درخت کی ترکیب بعض کے ساتھ محض خوشنمائی کی غرض سے کیجاتی ہے، مثلاً بادام کا گلاب کیساتھ مرکب ہونا، جب بادام کے پھلنے کا وقت ہوتا ہے تو اس میں گلاب کے پھول ہوتے ہیں، اس سے اسکی خوشنمائی بڑھ جاتی ہے، ترکیب سے یہی منافع ہیں، یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض کا ذائقہ خراب ہوتا ہے، دوسرے کے ساتھ مرکب کرنے کے بعد اس کا ذائقہ اچھا ہوتا ہے بہترین ترکیب ایک نوع کی دوسرے نوع کے ساتھ ہوتی ہے، مثلاً سیب سیب کے ساتھ اور انگور انگور کے ساتھ اور زیتون زیتون کے ساتھ، اور جتنی امرود بستان کی کیساتھ مرکب کیا جائے، اور اسی قسم کے ہم جنس درختوں

کے ساتھ ترکیب کیجائے، اور بعض وقت ترکیب ان دو درختوں میں ہوتی ہے جو ایک دوسرے کے اوصاف میں مشترک ہوں اور صورت، ذائقہ اور نوعیت میں بالکل برابر ہوں اور بعض وقت بالکلیہ مماثلت تو نہیں ہوتی ہے لیکن مذکورہ بالا اوصاف میں مشابہت ہوتی ہے، مثلاً پتوں کے عرض و طول میں مشابہت ہو یا ایسا ہو کہ پتیاں ایک ہی وقت دونوں میں نکلتی ہوں اور پھل ایک ہی زمانہ میں پکتے ہوں اور پتے ایک ہی موسم میں جھڑتے ہوں اور ان میں مائیت ایک ہی طرح کی ہو، ان کے مادہ میں ہم مقدار و دودھ ہو یا دونوں تنگی ہوں یا گھٹی دار ہوں یا لکڑی میں، ایک ہی طرح کی تنگی یا نرمی ہو، ان اوصاف کے اشتراک میں ترکیب کے بگڑنے کا خطرہ نہیں، یوں منتقریباً ان سب کا تجربہ کیا ہے اور بنظر خود دیکھا ہے اسی طرح ان میں بھی ترکیب ہوتی ہے جنکے بعض اوصاف دوسرے میں نہیں پائے جاتے یا مختلف اوصاف پائے جاتے ہیں، لیکن وہ درخت جن میں کوئی ظاہری مشابہت یا ان اوصاف کا اشتراک نہ ہو بلکہ ایک دوسرے میں منافرت ہو تو ان کی ترکیب صحیح نہیں ہے کیونکہ ان دونوں میں کوئی تعلق نہیں ہے، اگر کسی تجربہ کی بنا پر ان کا تعلق صحیح بھی ہو تو اصل وجہ کو دریافت کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، شاید یہ کہ ان دونوں میں باطنی کوئی الفت ہو جو ظاہر نظر نہ آتی ہو مثلاً جیسیب، امروہ، برہی اور بتانی یہ سب کے سب اپنی نوع کے ساتھ مرکب ہوتے ہیں اور اچھے پھل لاتے ہیں، اور ان کے پھل، تخم اور ذائقہ کے لحاظ سے مشابہت ہیں، اور مائیت میں بھی مشترک ہیں، لیکن بعض اوصاف میں ایک دوسرے کے مخالف ہیں تو ان سب کی ترکیب بھی تجربہ مفید اور کامیاب ثابت ہوتی ہے،

جیسے مذکورہ بالا درخون کے مشابہ وہ زخود بھی جس کے دانے گول ہوتے ہیں یہ آمرو کیساتھ مرکب ہوتا ہے اور اچھی طرح خمر اور ہوتا ہے اور شفا کو، آلو بخارا اور زرد آلو وغیرہ بھی اپنی نوع کیساتھ مرکب ہوتے ہیں، اور یہ تینوں ادویات کے لحاظ سے ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہیں، اس طرح ہر کہ تینوں گٹھلی دارین اور تینوں کا گودا شیرین اور نرم ہوتا ہے،

اور جو ذوات الصمغ (گوند دار) یا ذوات اللبون (دودھ دار) یا ذوات اللین (روغن دار) ہوتے ہیں انکی بھی آپس میں ترکیب ہوتی ہے اور یہ کارآمد ثابت ہوتی ہے، اور جو ان کے ادویات کے مشابہ ہوتے ہیں مثلاً بادام، اسکی بھی ترکیب کے ساتھ ہو سکتی ہے، مادہ انجیر، زرخیر اور توت یہ سب اپنی نوع کے ساتھ مرکب ہوتے ہیں اور اچھی طرح بڑھتے ہیں، اور چونکہ یہ سب ذوات الالبان ہونے میں مشترک ہیں اس لیے اس میں بھی مرکب ہوتے ہیں اور خوب پھلدار ہوتے ہیں، انجیر کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کنیر کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، لیکن پھل میں تلخی ہوتی ہے، حالانکہ ان دونوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے سو اس کے کہ دونوں کی لکڑی یکساں طور پر نرم ہوتی ہے اور کنیر کی مائیت میں تھوڑی سی لبنیت بھی ہوتی ہے بعض فلاحون نے ترکیب کے لحاظ سے موافق اور مخالفت درخون کی ایک تعریف کی ہے جو بالکل جامع اور مانع ہے، انہوں نے ایک ہی وصف کے اعتبار سے درخون کے اتحاد اور اختلاف کو دکھلایا ہے اور اسکی چار قسمیں کی ہیں، ایک کو ذوات الادھان کہتے ہیں جس کے پھل کے ظاہری جسم اور گودے میں روغن ہو جیسے زیتون رند (آس بری) تھرو کتہ

اور جتہ الخضر (ہندی میں تلاس کہتے ہیں) دوسری قسم کو ذوات الاصماغ کہتے ہیں، جنکے پل میں گوند زیادہ ہو جیسے شقائق، زرد آلو، آلو بخارا، بادام، پستہ وغیرہ ہیں، تیسری کو ذوات المیاء کہتے ہیں اور اسکی دو قسم ہیں ایک وہ جنہیں پانی ہلکا ہوتا ہے، یہ اس قسم کے درختوں میں ہوتا ہے جنکے پتے موسم سرما میں جھڑ جاتے ہیں جیسے تیب، تہی، آمرو، انگور اور انار وغیرہ اور دوسرے وہ جنہیں پانی بھاری ہوتا ہے، جیسے زیتون، رند، ریحان، بلوط، سرو وغیرہ، ان چار قسموں کو فلاحون نے اپنی جگہ پر اصل قرار دیا ہے، اور ان چاروں کا نام اتمات لاجب رکھا ہے ہر اصل کو دوسرے سے نفرت ہے، دو اصلوں میں ترکیب نامکن ہے سو اے ترکیب بالقتب کے جیسے انگور میں سوراخ بنا کر عمل کیا جاتا ہے، یا ترکیب اعمی کیساتھ جسکا ذکر آئندہ آئے گا، البتہ ہر اصل اپنے ہم جنس کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے، ذوات الادہان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے، اسی طرح ذوات الالبان کا ہر فرد دوسرے کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے اور ذوات الصمغ میں بھی آپس میں ترکیب ہو سکتی ہے، نیز ذوات المیاء کی دونوں قسموں میں ترکیب ہو سکتی ہے، لیکن ہلکے پانی کا درخت اپنے ہم جنس ہی کے ساتھ مرکب ہو گا اور یہی حال بھاری پانی والے درخت کا ہے،

ص کا قول ہے کہ ان اصول میں بعض بعض کی طرف مائل ہوتے ہیں اور ترکیب کو قبول کرتے ہیں، مثلاً بعض ذوات الادہان بعض ذوات الاصماغ کے ساتھ مرکب ہوتے ہیں اور اچھی طرح بڑھتے ہیں بلکہ دوسری ترکیبوں سے بہتر ہوتے ہیں، ص کہتا ہے کہ ذوات الاصماغ کی ترکیب ذوات المیاء سے زیادہ پائدار ہوتی ہے

وہ درخت جو پانی نوح میں مفرد ہوتے ہیں یا جو مشابہ ہوتے ہیں، انکی بھی آپس میں ترکیب ہو سکتی ہے، بشرطیکہ وقت اور ہوا موافق ہو،

مفرد اور وہ مشابہ جو کل یا اکثر اوصاف میں مشابہ ہو اس کے لئے ترکیب کی بہترین زمین وہ ہے جسکی مٹی عمدہ ہو اور حسین گنگریاں ہوں اور وہ مشابہ جو بعض اوصاف میں مشابہت رکھتا ہو یا صرف لکڑی کی نرمی اور ملائمت میں اشتراک ہو تو اسکی ترکیب کے لیے وہ ظروف زیادہ مناسب ہوں گے جنہیں عمدہ مٹی بھری ہو یا زمین کے اندر ترکیب کا عمل کیا جائے، ان سب کا ذکر انشاء اللہ آئندہ آئے گا، اگر تمام درختوں کی ترکیب ظروف میں کی جائے تو سب سے بہتر ہے، ان درختوں میں جو بعض دوسرے درختوں کے ساتھ مرکب ہوتے ہیں، زیتون بھی ہے، یہ اپنے تمام انواع کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، حتیٰ کہ زیتون کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے زیتون جھنجھی زیتون کو کہتے ہیں، اور زیتون کے ساتھ مرکب ہونے میں یہ بکثرت نمودار ہوتا ہے، اور زیتون کے اوصاف کے مشابہتند اس برمی، بھی ہے کیونکہ دونوں ذوات ملاوٹ اور ذوات المیاء الثقال (بھاری پانی والے) میں سے ہیں اور دونوں کے پھل ایک ہی وقت میں نکلتے ہیں، اور دونوں کے پھل ایک ہی زمانہ میں تیار ہوتے ہیں، صرف فرق اتنا ہے کہ زند کا پتا اس سے نا بنا ہوتا ہے، اور تنا ذرا جھکا ہوتا ہے، یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مرکب ہوتے ہیں، اسی طرح جہنم بھی زیتون کے مشابہ ہوتا ہے صرف فرق اتنا ہے کہ اس کے پتے جھڑ جاتے ہیں اور ان میں تھوڑا سا گوند بھی ہوتا ہے،

لے اس سے قبل یہ لفظ زیتون لکھا گیا جو غلطی سے لکھا گیا ہے، اصل میں زیتون کی تصحیح ہو، اس کتاب میں ہر جگہ

زیتون ہی لکھا ہے، محض

زندگی ترکیب زیتون کے ساتھ زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ زیتون  
زندہ کے ساتھ مرکب کیا جائے،

کک کا قول ہے کہ زیتون انگور کے مناسب اگر ان دونوں کو مرکب کیا  
جائے تو ٹھنڈا اور ہون گے، اور اگر زیتون انگور کے ساتھ مرکب کیا جائے تو انگور کے  
ساتھ ساتھ زیتون بھی پھلے گا، قی میں ہے کہ اگر زیتون کی کوئی شاخ انگور کی جڑ  
میں سوراخ کر کے لگا دی جائے، تو یہ زیتون انگور ہی کی طرح شیریں ہوگا اور اگر  
انگور زیتون میں لگایا جائے تو انگور مشترک شکل کے ہون گے، اور اگر زیتون کا  
درخت انگور کے ساتھ مرکب کیا جائے تو انگور کا ذائقہ زیتون کی طرح ہوگا، اقسوت  
انگور کے درخت کو ایک لکڑی پر ٹیک دینا چاہیے تاکہ زیتون کے بوجھ سے یہ کمزور  
نہ ہو جائے، یہ فلاحون کا مسلمہ قول ہے کہ زیتون اور انگور میں کوئی مناسبت نہیں  
ہے اور ان میں اوصاف کا اشتراک ہو کیونکہ زیتون ذوات المیاء انتقال دہی  
پانے والوں اور ذوات الاطمان میں سے ہے اور انگور ذوات المیاء الخفاف  
(ہلکے پانی والوں) میں ہے، البتہ یہ کہا جاسکتا ہو کہ ان دونوں میں شاید کوئی پوشیدہ  
الفت یا محبت ہو، زیتون تیسب کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور اچھی طرح نشوونما  
پاتا ہے، انار اپنے ہم جنس کیساتھ مرکب ہوتا ہے، خصوصاً اس وقت مرکب کرنا  
بہت مناسب ہے، جبکہ اس میں پتے نکل رہے ہوں، یہ گلنار کے ساتھ بھی مرکب  
ہوتا ہے کیونکہ گلنار اس کے جنس ہے، اسکو نہ کہ انار بھی کہتے ہیں، ان دونوں  
میں فرق اتنا ہے کہ گلنار میں پھل نہیں ہوتے ہیں، بقیہ اوصاف ایک ہیں، اسی  
طرح ریحان اور غلب (فارسی میں بندہ کہتے ہیں) ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔



جیسے آثار اور گھنار مشابہ ہیں، صرف فرق اتنا ہے کہ ان دونوں کے پتے نہیں بچتے  
ہیں، اسی طرح آثار، رقم، باربریس، نقض، اور عروج کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور بعض  
بعض کے ساتھ مرکب ہوتے ہیں،

ص کا قول ہے کہ آثار صفات (بید سفید) کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے اور  
آمرود اپنی نوع کے ساتھ مرکب ہوتا ہے مثلاً جگلی آمرود کے ساتھ مرکب ہوتا ہے جبکہ  
برجون بھی کہتے ہیں، اور آمرود تہی اور تیب کیساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، یہ بھی کسی کا قول  
ہے کہ آمرود، صفات (سفید بید) صفیر (وہ درخت جسکی لکڑی سے رنگتے ہیں) اور  
(درخت خوش سایہ) اور تیس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور اگر مذکورہ بالا درختوں میں سے  
کوئی آمرود کے ساتھ مرکب کیا جائے تو وہ انکی ترکیب کو قبول کر لیتا ہے، یہ آثار کیساتھ  
بھی ترکیب پاتا ہے، اور تیب اپنے جنس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، یا ان درختوں کے  
ساتھ جنہیں اس کے مشابہ اوصاف موجود ہوں، یہ کثیر کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور  
کثیر کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور یہی اس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور یہی کیساتھ مرکب ہوتا ہے اگر تیب کی ترکیب  
کیساتھ مرکب کیا گیا تو انکی شری تری و بیجاگی تیب و اترج کی ترکیب بہت مقبول ہوتی ہے جب  
دونوں کی شاخیں متصل ہوں تو ترکیب بالثب کے ذریعہ سے مرکب کر دیں اس  
اترج اور تیب دونوں پیدا ہوں گے، تیب اگر بھلدار اترج اور آنو بخار کیساتھ  
مضاف کیا جائے تو بہت اچھا ہو، ان دونوں میں سے کسی کیساتھ بھی اگر تیب مضاف  
کر دیا جائے تو سال میں دو بار پھل لائے گا، اس مقام کے باشندے گرمی اور سرما  
دونوں میں تیب کھائیں گے، ص کا قول ہے کہ تہی آمرود کے ساتھ مرکب ہوتا ہے  
لیکن ایک خرابی یہ پیدا ہو جاتی ہے کہ مقام ترکیب پر ایک سخت گرہ پھل آتی ہے،

جو نہایت مضر ہوتی ہے، اور تہی سیتب کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور اچھی طرح نشو و نما پاتا ہے، اور سیتب سے زیادہ قائم رہتا ہے، تہی کیساتھ تمام وہ درخت جو ٹکے پانی والے ہیں مرکب ہوتے ہیں، انکھ اپنے تمام اقسام کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور یہ رقم (تویا کی طرح کا ایک درخت ہے) کے ساتھ بھی زمین کے اندر مرکب ہوتا ہے، لیکن اس ترکیب سے انکھ تلخ ہون گے، انکھ زیتون کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ قوت کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، ان میں سے بعض کا بیان گدڑ چکا ہے، انکھ میں سساق (ہندی میں تاثیر کہتے ہیں) سیتب، امرد اور تہی وغیرہ مرکب ہوتے ہیں، یہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بھی مرکب ہوتے ہیں، اور پستہ بادام کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور شفا لو اپنے بھنس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور زرد آلو کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے بشرطیکہ وہ شاداب زمین میں ہو، زرد آلو کیسیا یہ بہت اچھا ہوتا ہے، اور شفا لو بادام اور قرآسیا (دالو بالو) کیساتھ بھی مرکب ہوتا ہے قسطوس کی کتاب میں ہے، کہ اگر برقوق (دالوچہ) بادام کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کا پھل بادام کے ذائقہ کا ہوگا، اسی طرح شفا لو بھی جنوری کے مہینہ میں بادام کیسیا مرکب کیا جاتا ہے، اور قرآسیا آلو بخارا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور آلو بخارا بھی اس کے ساتھ اور زرد آلو کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور بادام آلو بخارا اور پستہ کے ساتھ ترکیب پاتا ہے، اور پستہ بادام کیسیا مرکب ہوتا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ بادام صفصاف (بیدہ) کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، لیکن بعض کے نزدیک بادام کا پستہ کے ساتھ مرکب ہونا صحیح نہیں ہے، انجیر اپنے تمام انواع کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، نیز انجیر کثیر اور قوت کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ انجیر کثیر کے ساتھ مرکب ہوتا ہے

لیکن اس کے پھل تلخ ہوتے ہیں،

آلو بخارا اپنے تمام اعضاء کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور بادام کیساتھ بھی ترکیب پاتا ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ زرد رنگ کا آلو بخارا سیب کیساتھ مرکب ہوتا ہے اور اترج کی ترکیب کا طریقہ یہ ہے کہ شیرین کو ترش کیساتھ اور ترش کو شیرین کے ساتھ اسی طرح مرکب کرتے ہیں جیسے انگور آپس میں مرکب ہوتے ہیں، انجیر بھی اترج کیساتھ مرکب ہوتا ہے، بعض کی یہ بھی رائے ہے کہ اترج اگر انار کیساتھ مضافت کیا جائے تو وہ نرم اور ہوگا، غ کا قول ہے کہ میرے تجربہ کے لحاظ سے یہ صحیح نہیں ہے،

شہوت کے متعلق غ کا قول ہے کہ وہ انجیر کے ساتھ مرکب ہوتا ہے لیکن نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس کا پتہ ریشم کے کیڑوں کے قابل نہیں رہتا، یہ نرا انجیر کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، ثوت کے بعض درخت اپنے دوسرے پھنسیوں کے ساتھ بھی مرکب ہوتے ہیں، اس کے علاوہ وہ لثیم، اخروت، زعفرور، زرد آلو، قرسیا اور آلو بخارا کیساتھ بھی مرکب ہوتا ہے،

ریحان انار، رند (اس) اور ضرور (اڑیسہ) کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور یہ سب ریحان کے ساتھ بھی مرکب ہوتے ہیں، اور ضرور، رند، اور قلم (بن) کیساتھ مرکب ہوتا ہے، البتہ قلم اس کے ساتھ مرکب نہیں ہوتا، بعض یہ کہتے ہیں کہ قفص کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے اور رند زیتون ضرور اور جثمہ حضرا کیساتھ مرکب ہوتا ہے اور رند کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے لیکن سیب اس کے ساتھ مرکب نہیں ہوتا ہے، گلاب اس جھلی گلاب کیساتھ مرکب ہوتا ہے جسکو نسرين کہتے ہیں اور علق

(اچھو) کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ گلاب بادام کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے لیکن اس کا جلد جدا کر دینا بہتر ہے جیسا کہ تجربہ شاہد ہے، نیز یہ گھنار اور انگوٹھ کے ساتھ بھی ترکیب پاتا ہے، اس کے قلم ان شاخون سے لیے جاتے ہیں جو ذرا سخت اور اندرونی جڑ کے قریب ہوتی ہیں کیونکہ گلاب کی شاخ اوپر کی جانب بہت کمزور ہوتی ہے لیکن اس کا وہ حصہ جو جڑ کے متصل ہوتا ہے، ذرا مضبوط ہوتا ہے، زمین کھوکھوڑی مٹی ہٹا دینی چاہیئے، اس کے بعد شاخ کو اندر سے کاٹنا چاہیئے، یا سمین (چنبیلی) ارطی (یا سمین اصفر) کے ساتھ مرکب ہوتی ہے اور فلیان یعنی یا سمین بری کے ساتھ بھی مرکب ہوتی ہے جسکو خیزران کہتے ہیں، اور وفلی (کنبر) انجیر اور توت کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ یہ تیس اور دردار کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے اور یہ سب اس کے ساتھ مرکب ہوتے ہیں، اور گتم رند (اَس) کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور دردار (ہندی مین بولا کہتے ہیں) ازاد رخت کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور بیگن کپاس کیسا تھ مرکب باشتق کے ذریعہ سے مرکب ہوتی ہے اور کپاس بھی اس میں مرکب ہوتی ہے اور انجم کد و دشتی پایا کیسا تھ مرکب ہوتا ہے، بلکہ یہ بہت زیادہ مجرب ہے اور کھرا ککڑی اور خر بوزہ یہ سب کے سب کھیلا (گاؤ زبان) اور گدو کی جڑ میں مرکب ہوتے ہیں اور تخم خر بوزہ عوج، آسن، توت، خطمی، اور انجیر کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور تونز قلقاس کیسا تھ مرکب ہوتا ہے، اور اسکی پوری ترکیب انشاء اللہ بعد میں آئے گی اور اس سے قبل ابن جاج کی کتاب سے اور فلاح بنطیہ سے جو کچھ مانوڑ ہے اس پر غور کرو تو انشاء اللہ صراط مستقیم پاؤ گے،

## فصل

### اوقات ترکیب کے بیان میں،

ق کا قول ہے کہ اکثر اشجار کی ترکیب کا وقت وسط فروری سے مارچ کے پہلے عشر تک ہے بعض نے نصف مارچ تک متعین کیا ہے بعض نے یہ کہا ہے کہ ترکیب کا وقت اس وقت ہے جبکہ درخت کی لکڑیوں سے پانی جاری ہو پس جنوری میں ترکیب کی تیاری شروع کی جائے اور وسط فروری میں دونوں کو مرکب کیا جائے اور پھر اپنی حالت پر چھوڑ دیئے جائیں، مارچ اپریل یا مئی تک یہ ترکیب مکمل ہو جائے گی، کیونکہ اکتوبر، نومبر اور دسمبر کے مہینوں میں درخت کی جڑوں میں پانی جذب ہونے لگتا ہے اور یہ اختلاف پانی کی خفت اور اس کے نقل کی بنا پر ہوتا ہے،

بہر حال تمام درختوں کی ترکیب کا وقت اس وقت ہے جبکہ ان درختوں میں جسے ترکیب کے لیے قلم حاصل کئے جاتے ہیں، پھول آجائیں اور وہ سرسبز و شاداب ہوں درخت کی اس حالت کو اشتہار کہتے ہیں، قلم اسی قسم کے درختوں سے لیے جائیں اور اسی قسم کے درختوں میں مرکب کیے جائیں اور اگر اس حالت کے پیدا ہونے سے قبل مرکب کر دیئے جائیں تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ یہ صورت ان درختوں کے لیے جنگی پتیاں جھڑ جاتی ہیں مفید ہے، لیکن جن درختوں کی پتیاں نہیں جھڑتی ہیں جیسے زیتون، رتند، اور غروب وغیرہ تو ان کی قوت ترکیب نصف مارچ سے آخر ماہ مئی تک باقی رہتی ہے بلکہ جون تک ان میں یہ قوت

موجود رہتی ہے، مین نے اس کا تجربہ ذیتون میں کیا تو بالکل ٹھیک پایا، اس مدت کے اختلاف کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان درختوں میں جنگا پانی بھاری ہوتا ہے اور پتیاں نہیں جھڑتی ہیں، کبھی ان میں پانی جلد جاری ہوتا ہے اور کبھی دیر میں جاری ہوتا ہے، اور اس کے پچاننے کی ترکیب یہ ہے کہ ایک شاخ میں تھوڑے سے جگہ کو تیز نو ہے سے چاروں طرف پھیل دین، اور چھلکا آہستہ سے نکال دین، پس اگر اس چھلکے اور لکڑی کے درمیان رطوبت خارج ہو تو یہ معلوم ہو جائیگا کہ پانی جاری ہو گیا اور ترکیب کا وقت آگیا، اور اگر ایسی صورت نہ ہو تو اس حالت کا انتظار کرنا چاہیے، بعض درختوں کی ترکیب کے لیے وقت متعین کیا گیا ہے مثلاً انجیر کی ترکیب کا وقت انبوب (نے) اور رقمہ (پونڈ) کے ساتھ عید خمین کے دن سے نصف اگست تک ہے اور اس میں ترکیب بالبق اس جڑ میں کی جائے جو زمین کے اندر ہو، اس کے بعد مقام ترکیب پر سے مٹی ڈال دی جائے، یا ان شاخوں میں یہ ترکیب کی جائے جو اوپر ہوں پھران کو بڑے فردت میں داخل کر کے مٹی پھیر دیا یہ ترکیب دسمبر، جنوری، اور فروری میں بھی ہو سکتی ہے، اسی طرح توت کی ترکیب انجیر کے ساتھ نصف فروری سے نصف اپریل تک کی جاتی ہے اور قفقاز اور داکو کے ساتھ نصف جنوری سے نصف مارچ تک مرکب ہوتا ہے اور سبب کی ترکیب سبب کے ساتھ نصف اپریل سے نصف جون تک ہوتی ہے، اور بادام اور منڈی جنوری میں مرکب ہوتے ہیں کیونکہ یہ دونوں تمام درختوں سے پہلے بار آد ہوتے ہیں اور انار، گلاب، فروری کے آخری عشرہ میں مرکب ہوتے ہیں، ان کا قلم ایسی شاخ سے لینا چاہیے جو بہت پرانی ہو، اور آرد کی ترکیب آرد دبری اور قلمی

کیساتہ فردی کی دسویں کو ہوتی ہے اور بخون نے ماہ محرم میں اس دن کو ترکیب کیلئے  
مخصوص کیا ہے جس دن ہوا اچھی ہوئے اس میں ٹھنڈک ہو اور نہ تیزی ہو،

## فصل

ترکیب کے لئے درخون کو کیونکر اور کس وقت کاٹنا اور شق کرنا چاہیے  
زیتون کی ترکیب کے لیے اول اور پر کی جانب کاٹ دین، یہ قطع قد آدم  
کے برابر کی اونچائی پر واقع ہو ایسا ٹھیک ترکیب کے وقت کرنا چاہیے اس کے  
بعد ترکیب میں تاخیر کی مطلق گنجائش نہیں ہے، یہی صحیح اور مجرب طریقہ ہے، بعض  
کی یہ رائے ہے کہ جنوزی یا فردی میں کاٹ کر چھوڑ دیا جائے، اور مقام مقطوع  
میں سفید کھنی مٹی لگا کر کپڑے سے مضبوط کر کے باندھ دین تاکہ بارش اسکو بہانہ نہ  
پھر جب ترکیب کا وقت ہو تو قطع اول کے نیچے سے ایک بالشت یا اس سے  
کچھ زیادہ چھوڑ کر دوبارہ قطع کر دین،

ص اور دوسرن کا قول ہے کہ شاخ کی چھوٹی اور بڑی شاخوں کو اس حد تک  
چھوڑ دینا چاہیے کہ جہاں تک یہ شاخ ان کا بوجھ برداشت کر سکے، یا ہر شاخ کی  
قوت اور ضعف کے لحاظ سے رکھنا چاہیے تاکہ اس پر بار نہ ہو بقیہ کو کاٹ ڈالنا  
چاہیے، اور جو شاخیں چھوڑ دی جائیں ان کو نصف یا ربع کر دینا چاہیے کیونکہ اگر  
ایک یا دو شاخیں پوری چھوڑی جائیں گی تو مادہ نموکم ہو جائے گا، اور ترکیب کیلئے  
یہ مضر ہوگا، اسی طرح اگر کل یا اکثر شاخوں کو مرکب کر دیا جائے تو درخت کا جو ہر قسم  
ہو جائے گا اور ترکیب میں ضعف پیدا ہو جائے گا، اسلئے یہ ضروری ہے کہ اسی حد تک

شاخیں چھوڑ دیکھائیں، جس حد تک بڑی شاخ مین قوت برداشت ہو، بقیہ کو صاف کر دینا چاہیے، اس کا خیال رہے کہ قوی اور سیدھی شاخ کو چھوڑ دینا چاہیے اور کمزور اور تیز سی شاخ کو کاٹ ڈالنا چاہیے، شاخیں بالکل برابر کاٹی جائیں، بعض حصہ بعض سے بلند نہ ہونے پائے، یہ واضح رہے کہ ان کو نہایت تیز لوہے سے آہستہ کاٹنا چاہیے، تاکہ شاخ کا کوئی حصہ پھٹنے نہ پائے، ورنہ نقصان دہ ہوگا،

انگور، بادام اور مشتمی وغیرہ کی ترکیب مین زمین کے اندر نصف بالشت یا زیا سے زیادہ ایک بالشت نیچے جڑ کے قریب شق کیا جائے اور مرکب کر کے اس پر مٹی ڈال دی جائے، لیکن اگر احتیاط سے انگور کے تنے تک کوئی پہنچ جائے تو انگور کو ایک قد آدم ادبجائی پر قطع کرے اور اسی وقت مطعم علیہ کو کسی طرف مین رکھ کر خوب دیدے، بادام اور مشتمی مین زمین سے ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ ادبجایا قطع کیا جائے اور پھر مرکب کیے جائیں، اور مقام ترکیب مین مٹی اچھی طرح پلیٹ دی جائے اور اسکی احتیاط کی جائے کہ قلم مین جنش نہ ہو، یا دوسری صورت یہ ہے، کہ مقام ترکیب کو کسی طرف مین داخل کر دیں اور اس طرف کو نہایت عمدہ اور خالص مٹی سے بھر دیں، یہ طریقہ عمل انجیر مین بھی مستعمل ہے باخصوص جبکہ وہ طعیم بالشت سے مرکب کیا جائے، اور سیب، امرود، آلو بخارا، قراقریا اور پتہ وغیرہ مین زمین کے بالکل متصل شق کیا جائے صرف ایک ہاتھ یا اس سے کچھ زیادہ ادبجایا چاہیے، البتہ اگر احتیاط سے تنے تک پہنچا جائے، تو ایک قد آدم چھوڑ کر تنے ہی مین قطع کیا جائے اور فوراً ترکیب دینا بقیہ شاخوں کو زیتون کی طرح کاٹ ڈالا جائے، تنے اور شاخوں مین ترکیب اور دوسرے مواضع سے بہت اچھی ہوتی ہے کیونکہ اس مین احتیاط کی بڑی ضرورت



ہوتی ہے اور اس بنا پر چند ہی دنوں میں ترکیب بار آور ہو جاتی ہے، البتہ انجیر نرا اور مادہ میں ترکیب انوب (رنے) اور رقعہ (پیوند) کے لیے علوی حصہ میں شق کرین اور اس کا وقت درخت کی قوت اور ضعف کے لحاظ سے ہے، اگر درخت کمزور ہے تو جنوری ہی میں اس کا عمل کر دین اور اگر قوی ہے تو فروری میں ایسا کرین، ترکیب کے بعد بقیہ شاخوں کو جیسا کہ زیتون میں بتایا گیا ہے کاٹ ڈالا جائے، البتہ ان کو چھوڑ دینا چاہیے، جس میں آئندہ ہم کوئی ترکیب کرنے کا قصد رکھتے ہوں، اس کا مفصل ذکر پھر آئے گا،

ترکیب بالشق اور دوسری ترکیبوں کے لیے بھی شاخ کا وہ حصہ منتخب کرنا چاہیے جو نہایت عمدہ اور نرم ہو، ایسے مقام کو آ رہ سے اس طرح پر کاٹنا چاہیے کہ کاٹ پوست پر واقع ہو اور کاٹتے وقت دھار پر بیٹھا پانی کپڑے سے لیکر ٹپکاتے جائیں، یہ اس وقت جبکہ کسی مقام پر آٹہ قاطعہ رک جائے، لیکن ایسے موقعہ پر روغن کا استعمال ممنوع ہے، اگر ترکیب بالشق مقصود ہو تو شاخ یا تنے کے درمیان تیز دھاوا والی پتلی چھری کو رکھیں جسکی دھار کم سے کم ایک انگل کے برابر ہو اور جو بالکل درزاتی کی طرح مستوی ہو تاکہ جب کو شق کیا جائے وہ بھی بالکل برابر قطع ہو، اسی چھری کو رکھنے کے بعد اس کے اوپر بائیں ہاتھ سے لکڑی یا پتھر سے مارین تاکہ وہ شاخ کے اندر نصف انگل یا اس سے زیادہ داخل ہو جائے، اس کے بعد چھری کو اسی مقام سے آہستہ سے نکال لینا چاہیے اور مقام مقطوعہ کو کپڑے سے ڈھک دینا چاہیے، تاکہ ہوا نقصان نہ پہنچائے، یہاں تک کہ قلم مرکب کئے جائیں، لیکن شق کے بعد ترکیب میں مطلقاً تاخیر نہ کرنی چاہیے، بلکہ جہاں تک جلد ممکن ہو اس عمل کو ختم کرنا چاہیے،

انشاء اللہ ائمہ قلوب کے تراشنے کا بیان مفصل آئے گا، اور اس سے قبل کتاب ابن حجاج  
اور دوسرے مصنفات سے جو معلومات اخذ کئے گئے ان پر دوبارہ نظر کرنی چاہیئے

## فصل

مقام ترکیب کی حفاظت کا طریقہ اور اس میں قلموں کے لگانے کی تدبیر  
ص، غ، اور خ میں ہے کہ مقام ترکیب کو قلموں کے لگانے کے بعد چکنی مٹی اور  
شیرین خاک لگا کر محفوظ کر دین کیونکہ اس قسم کی مٹی میں برودت، رطوبت اور لزجت  
سب ہی یکجا ہوتی ہیں یا باریک مٹی کو بھوسہ کے ساتھ خوب گوند کر بقدر ضرورت  
لگا دین اس میں فضلہ نہیں ہوتا ہے، اور منتہی شق کے نیچے تقریباً ثلث یا اس سے کچھ  
زیادہ جگہ کو محفوظ کر دین یا صرف ایک یا نصف انچ کے برابر چھوڑ دین یا انگوڑی دود  
گرہوں کے برابر جگہ چھوڑ دین، بہر حال شق کے اکثر حصہ کو مٹی لگا کر محفوظ کر دین مٹی  
کے اوپر ایک کپڑے کی دھبی اچھی طرح سے باندھ دین تاکہ آفتاب کی گرمی اور ہوا  
کی خشکی سے محفوظ رہے، اور پانی اور چوٹی کے داخل ہونے کا کوئی راستہ نہ رہے  
انگوڑا اور اس کے بجنس کی ترکیب مٹی کے ظروف اور کوٹن دن میں کیجاتی ہے،  
ان ظروف کو مٹی سے اچھی طرح بھر دیتے ہیں، بعض کا قول ہے کہ مقام ترکیب کو بنی  
ہوئی دوری سے مضبوط باندھنے کے بعد ایک کپڑا لپیٹ دین اور اس کے اوپر بھی  
تھوڑی سی مٹی لگا دین اور اس مٹی کو کپڑے سے پھر باندھ دین، جن درختوں میں اس قسم کا  
عمل کیا جاتا ہے ان کی لکڑی میں صلابت ہوتی ہے جیسے سیب، آمرو، تہی، آلو، بجا،  
زیتون اور آنا ر وغیرہ میں لیکن جن درختوں کی لکڑیاں نرم ہوتی ہیں جیسے انگوڑا اور تخمیر

وغیرہ ان کی ترکیب اگر شق کے ساتھ ہوئی تو بعض کی ترکیب زمین کے نیچے ہوتی ہے،  
 اور موضع ترکیب پر نصف بالشت یا اس سے زیادہ شق کے نیچے تک مٹی ڈال دینا  
 اور اکثر قلم ظروف میں رکھے جاتے ہیں، اس طرح کہ ان کو مٹی کے نئے ظروف میں کھڑ  
 اور ان کے نیچے ایک سوراخ کر دین تاکہ شاخ اس سوراخ کے اندر داخل ہو سکے،  
 اس سے قبل ان ظروف کو عمدہ مٹی سے بھر دینا چاہیئے، اور اس میں زمین کی خاک بھی ملا دینا  
 ترکیب سے قبل ان ظروف کو اچھی طرح درست کر لینا چاہیئے، ان ظروف کی بڑائی چھوٹی  
 اس تے یا شاخ کی رقت اور غلظت کے لحاظ سے رکھنی چاہیئے جو اس میں رکھی جائیگی،  
 مقام ترکیب کو وسط ظرف میں رکھنا چاہیئے مٹی کے ظروف بڑی ہانڈیوں اور گملوں کے  
 برابر ہوں اور اگر یہ نہ مل سکیں تو ایسے حلقے اور دائرے بنالیے جائیں، ظروف کے  
 نیچے جیسا کہ اس سے قبل لکھا گیا ہے ایک سوراخ بنانا چاہیئے، اور اس میں شاخ  
 داخل کرنی چاہیئے، اس ظرف کو مقام ترکیب سے نیچے لانا چاہیئے، اور عمل سے غت  
 کے بعد پھر اوپر کر دینا چاہیئے تاکہ مقام ترکیب وسط ظرف میں رہے، اور ظرف کے  
 نیچے شاخ کے ارد گرد ایک بڑی ڈوری پھیٹ کر مضبوطی سے باندھ دینا چاہیئے  
 اور اسکی شکل ایک خصال کے مانند ہو جائے گی، اس سے ظرف اپنی جگہ پر قائم رہیگا  
 اور نیچے آنے سے یہ گہرہ رو کے گی، جہاں تک ممکن ہو اس عمل کو اچھی طرح کرنا چاہیئے  
 ان ظروف کو خوب عمدہ مٹی سے بھر دینا چاہیئے اور بھرنے کے بعد اس کو آہستہ سے  
 دبا کر برابر کر دینا چاہیئے، اور اس کا اچھی طرح خیال کرنا چاہیئے کہ قلم میں جنبش نہ پیدا ہو،  
 جس نے لکھا ہے کہ ظرف کی مٹی کو تھوڑے پانی سے برابر میراب کرتے رہیں  
 تاکہ جلد خشک نہ ہونے پائے، بعض کا قول ہے کہ ایک دن چھوڑ کر پانی ڈالا جائے،

بعض کی یہ رائے ہے کہ اس پر ایک سیخ یا صاف روئی کو پانی میں بھگا کر اول شب  
 میں رکھ دین اور دوسرے دن تک چھوڑ دین۔ یہ ترکیب شدید گرمی میں ضرور کرنی چاہیے  
 ق کا قول ہے کہ مقام ترکیب پر شیرین پانی سے بھر ہو ایک کوزہ لٹکا دین اور  
 اس کے نیچے ایک باریک کپڑا رکھ دین۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ زیتون کی ترکیب اس  
 کوزہ والی صورت کی بے حد محتاج ہے، کوزہ میں میٹھا پانی بھر دیا جائے اور اس کے  
 نیچے ایک باریک کپڑا رکھا جائے تاکہ اس کا پانی قطرہ قطرہ کر کے اس پر ٹپکے اور جب  
 اس کوزہ کا پانی ختم ہو جائے تو فوراً دوسرا پانی بھر دینا چاہیے کیونکہ زیتون کی جڑ بہت  
 زیادہ پیاسی ہوتی ہے، اس کا بیان درخون کے لگانے کے بیان میں کیا جا چکا ہے  
 اور جو درخت کہ خردوں کے محتاج ہوتے ہیں ان میں بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے،  
 اگر گلاب کی شاخ انگوڑ اور بادام کے ساتھ مرکب کی جائے یا انجیر نر اور  
 مادہ ایک دوسرے کے ساتھ مرکب کئے جائیں تو ان کو ترکیب باشق یا ترکیب  
 رومی سے زمین کے اوپر مرکب کریں گے، ص کا قول ہے کہ ان کو زمین کے اوپر  
 مرکب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی لکڑیاں بہت کمزور ہوتی ہیں، زمین کے اندر  
 مرکب کرنے سے کیڑے لگ جانے کا بہت جلد خطرہ ہوتا ہے، اسی طرح اگر انجیر  
 قوت، یا شتی کے ساتھ مرکب کیا جائے، اور زیتون رند کے ساتھ یا رند زیتون اور  
 ضرر کے ساتھ مرکب کیا جائے یا سیب جھلی کے ساتھ اور بادام، جھلی آلو بنجارا کیسا  
 یا فلو بنجارا اپنی جنگلی نسل کے ساتھ مرکب کیا جائے، یا حب الملوک آلو بنجارا میں مرکب  
 کیا جائے اور تبری آلو بنجارا شفا کو کے ساتھ مرکب کیا جائے، یا پتہ بادام کے ساتھ  
 مرکب کیا جائے اور اترج، نارنج، رنبوع اور نیمولن کے ساتھ مرکب کیا جائے یا

انگور انگوڑا کیساتھ مرکب کیا جائے تو ان تمام صورتوں میں خردت کا لٹکانا ضروری ہوگا اور ان میں مٹی اور پانی کا ڈالنا بھی ضروری ہے، لیکن اشجار کے خردت سے مستغنی ہونے میں اور صرف مٹی اور بندش ان کے لیے کافی ہوتی ہے، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ان کو بھی اگر خردت میں رکھ کر مرکب کریں تو بہتر ہے اس سے ترکیب بہتر ہوگی، مثلاً زیتون اور اس کے اقسام کے درخت امروہ اور تہی کے ساتھ مرکب کئے جائیں، اسی طرح امروہ اور تہی انگور کے ساتھ مرکب ہوں اور انار اپنے اقسام مثلاً گلنار وغیرہ کے ساتھ مرکب ہوں اور آلو تھار اپنے اقسام کے ساتھ مرکب ہوں اسی طرح بادام اور انگور زمین کی سطح پر رتم کے ساتھ مرکب کیے جائیں جن میں خوشی ترکیب خردت میں کی جاتی ہے ان کا صحیح وقت گزار کر اگر مرکب کئے جائیں تو بہتر ہے، میں نے شیرین امروہ کے متعدد قلم کو تہی کے بڑے درخت کے ساتھ مرکب کیا، اس میں کوئی ایسی نرم اور چکنی جگہ نصف قدیم تک نہ تھی جو ترکیب کے لیے مستحق ہوتی، مجبوراً میں نے اس کو اسی قدر بندی پر مرکب کیا اور اس میں ایک بڑا ظرف لگا دیا جیسے ایک بڑا مٹاں ہو اور اس میں وہی عمل کیا جو اس سے قبل ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ یہ ترکیب بہت مفید ثابت ہوئی اور ایک سال کے اندر وہ بالشت کا پودہ تیار ہو گیا، اور بہت اچھی طرح نشوونما پاتا رہا، چند سال کے بعد وہ ظرف ٹوٹ گیا اور تہی کی جڑ سے مٹی بھی جھڑ گئی، بلکہ جڑ بالکل بوسیدہ اور کھوکھلی ہو گئی اور ان قلموں میں ظرف کے اندر نئی جڑیں پیدا ہو گئیں اور بڑھتے بڑھتے زمین کے اندر غائب ہو گئیں اور ان کی مستقل جڑ بن گئی، پھر بھی اوپر کے بوجھ سے ان میں ضعف موجود تھا، اس لیے میں نے دوسرے خردت میں اس ترکیب کو

منتقل کر دیا اور مٹی سے ان کو بھر دیا، اس طرح کئی سال تک چھوڑ دیا پھر یہ دوسرے  
ظروف بھی ٹوٹ گئے تب مین نے قلم کی جڑ دن کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا لیکن  
ہر طرف سے لکڑیوں کا ٹیک لگا دیا تاکہ بوجھ کو برداشت کر سکیں، اسی حالت  
میں جڑ مین موٹی ہوتی گئیں، بالآخر یہ سب امرود کے نہایت شاداب درخت  
تیار ہو گئے اور کئی سال تک پھل لاتے رہے، یہ اس پر دلیل واضح ہے کہ  
ہر قسم کے درخت کے لیے ظروف کا لگانا کپڑے کی بندش اور مٹی لگانے سے  
زیادہ اچھا ہے، مین نے اشبیلیہ کے ایک ماہر فلاح کو دیکھا کہ اس نے  
ستیب کے بلوغ کو پانی کی نالیوں کے درمیان لگایا اس کے بعد اس نے  
امرو کو سطح زمین کے متصل ستیب کے ساتھ مرکب کیا اور مقام ترکیب کو مٹی اور  
کپڑے سے باندھ دیا اور نالی کے ارد گرد کی مٹی مقام ترکیب پر ڈال دی یہاں تک  
کہ اس کا اکثر حصہ مٹی کے اندر چھپ گیا، کچھ دن بعد یہ ترکیب بہت عمدہ ثابت ہوئی  
مین نے خود امرود کو ستیب کے ایک بڑے درخت کی جڑ میں مرکب کیا، اور یہ ترکیب  
بار آور ہوئی اور مرکب شدہ پودا اس بالشت تک بڑھا، اس کے بعد وہ گرمی  
کی شدت سے خشک ہو گیا، کیونکہ ستیب کا یہ پودہ نہریا پانی کے راستہ کے  
قرب نہ تھا اور نہ پانی سے زیادہ سیراب کیا جاسکتا تھا، تو میرے تجربہ میں  
یہ بات آئی کہ امرود کی ترکیب ستیب کیساتھ اس مقام پر ہو سکتی ہے جہاں پر  
پانی موجود ہو،

## فصل

ترکیب سے کیونکر قلم حاصل کئے جائیں اور ان کا طول و عرض اور

عمق کیا رکھا جائے، اگر وہ فوراً استعمال کئے جائیں تو ان کی حفاظت کی کیا تدبیر اختیار کی جائے اور ایک مقام سے دوسرے مقام بعید تک کیوں کر منتقل کئے جائیں،

ائمہ فلاحت کہتے ہیں کہ قلم ان درختوں سے لیے جائیں جنہیں بکثرت اچھے پھل آتے ہوں، قلم نہ بہت اونچے مقام سے لیا جائے اور نہ بہت اسفل حصہ سے لیا جائے بلکہ وسط مقام سے لینا چاہیے، مشرق یا قبلہ کی سمت سے یہ لیے جائیں یہ شاخیں صحیح اور تندرست ہوں، بوسیدگی اور گھنگلی اور دوسرے عوارض سے محفوظ ہوں، بلکہ مضبوط اور پانی سے بھری اور تروتازہ ہوں اور ان میں گڑبیں قریب قریب ہوں،

ق اور دوسرے دن کا قول ہے کہ قلم میں دو تین چھوٹی شاخیں بھی نکل آئی ہوں جو آپس میں مساوی ہوں، قلم کی چھال اس درخت کی چھال کے مشابہ ہو جیسا کہ وہ مرکب ہو گا، یہ شاخ جو قلم کے لیے لی جائے، کم سے کم دو سال کی ہو کیونکہ ایک سال کی شاخ توجلید اگنے والی اور پھل لانے والی ہوتی ہے، لیکن اس سے خطرہ ہمیشہ رہتا ہے اور انگوڑے ہر قلم میں دو یا تین گرہیں ہونی چاہئیں، یہ وہ جات کے قلم ایسے ہونے چاہئیں کہ اس میں چھوٹی کلیاں بھی ہوں جو کھلنے کے قریب ہوں لیکن کھلی نہ ہوں یہ بھی کما گیا ہے کہ جو شاخیں چکنی نرم اور کم گرہ رکھنے والی ہوں گی، وہ ترکیب کے لیے از حد مفید ہوں گی،

خ کا قول ہے کہ بعض لوگوں کی یہ رائے ہے کہ ترکیب کے لیے قلم اپنی

لے اندس کا قبلہ رخ مشرقی شمالی گوشہ میں واقع ہے، اور وہاں کا مشرق مغرباً جنوبی درمیان میں ہے

لیا جائے جبکہ درخت شاداب ہوں اور پتیاں خوب تر و تازہ ہوں جیسا کہ زیتون کا قلم لیا جاتا ہے، زارع کو اس کا ارادہ کرنا چاہیے کہ وہ اس وقت قلم تراشنے جب کہ درخت پتیوں سے سرسبز ہو، کیونکہ وہ مادہ جو مطعم علیہ کے درخت میں ہوتا ہے قلم کی تازی پتیوں کی وجہ سے بہت زیادہ ہو جاتا ہے، اور مطعم کی شاخ کو کافی غذائی ہے،

حص کا قول ہے کہ قلموں کا طول ڈیڑھ باشت ہونا چاہیے، لیکن اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس میں ضعف یا کوئی خرابی نہ ہو، قی کہتا ہے قلم کی ضخامت سبابة (انگوٹھے کے بعد کی انگلی) کے برابر ہو، ایک دوسری جگہ پر کہتا ہے کہ ان کی موٹی انگوٹھی کے برابر ہو اور قلم انگور کی ضخامت انگوٹھے کے برابر ہو، اس قلم کا طول جو انگور کی جڑ میں مرکب کیا جاتا ہے دو ہاتھ ہونا چاہیے اور اس کا طول جو اوپر کی جانب مرکب کیا جاتا ہے ایک ہاتھ رکھنا چاہیے، حص نے اس قول کے بعد کہ قلم کی موٹائی چھنگلیا کے برابر ہو یہ لکھا ہے کہ پتلی اور نرم شاخ جلد نشو و نما پاتی ہے، اور اس کے برخلاف موٹی شاخ ہے اور پتلی شاخ اگر پرانی اور پھلدار ہو تو وہ اوسط ضخامت کے درختوں کے لیے اور دوسری پتلی شاخوں کے لیے کارآمد ہو سکتی ہے اور موٹی شاخ موٹے درختوں اور موٹی شاخوں کی ترکیب کے لیے مفید ہو، یہ شاخیں ایسے تیز رو ہے سے کاٹی جائیں جس کے کاٹنے میں آواز نہ پیدا ہو، اگر ہاتھ سے تو رلیجائیں تو بہت اچھا ہے، یہ بخاطر ہے کہ شاخیں اچھے دنوں میں کاٹی یا توڑی جائیں جبکہ ہوا معتدل ہو، دوپہر کے وقت بہت تند و تیز نہ پلے، قی کہتا ہے کہ یہ شاخیں چاند کے گھٹاؤ کے زمانہ میں کاٹی جائیں کاٹنے کے



بعد عمدہ مرطوب اور میٹھے پانی سے سیراب شدہ مٹی میں رکھ دین یا پانی کے اندر مٹی میں دس یا بارہ دن تک رکھیں، اس کے بعد پھر تطعیم کریں، کیونکہ اگر اس وقت کاٹ کر مرکب کر دیجائیں تو اچھی طرح مطعم سے لگاؤ نہ پیدا ہوگا، یہ بھی اسی کا قول ہے کہ انگور کی شاخیں تراشنے کے بعد ہی مرکب نہ کر دی جائیں، بلکہ کٹی ہی جگہ پر مٹی اور گیلانگو بر رکھ دین اور پھر اس کو کسی گڈے میں رکھ کر تر مٹی سے ڈھک دین، اسی حال میں نو یا دس دن گڈے کے اندر رکھیں اور اوپر سے ہتھکڑ گھیر دین کہ ہوا سے محفوظ رہے، اس کے بعد اس کو نکال کر بھر مرکب کریں، اس کی یہ بھی رائے ہے کہ اگر تمھارے اس پودے یا ترکیب پر بارش کا پانی پڑ جائے تو نفع بخش ہوگا، برخلاف اس کے جو درخت کہ چھال کے ذریعہ سے مرکب کئے جاتے ہیں ان کے لیے بارش سخت مضر ہے، عامہ فلاسین کا قول ہے کہ اگر ہوا تند ہو جائے، اور ٹھنڈا کرنے لگے تو ترکیب کا عمل روک دینا چاہیے اور اچھے دن اور معتدل ہوا کا انتظار کرنا چاہیے کیونکہ موجودہ ہوا اس کے لیے سخت مضر ہے، یہ مٹی اور زمین میں شق پیدا کر دیتی ہے، ایسے وقت میں قلمون کی شدید حفاظت کی ضرورت ہے، قلمون کو سایہ دار مقام پر ایک ہاتھ گڈھا کھود کر اس میں رکھ دینا چاہیے اور گڈے کے اندر عمدہ قم کی مٹی ڈالنی چاہیے، پھر گڈے کو دوسری مٹی سے خوب بھر دینا چاہیے، حتیٰ کہ کوئی جگہ نظر نہ آئے، ہوا کی اصلاح تک ان کو اسی جگہ رہنے دینا چاہیے، خواہ اس انتظار میں ایک ہفتہ سے زیادہ کیوں نہ ہو جائے، البتہ خ کا قول ہے کہ اس سے زیادہ مدت تک انتظار نہ کرنا چاہیے،

ص کا قول ہے کہ جب تم اس گڑھے سے نکال لے جائیں تو ترکیب سے  
 قبل ان پر پانی چھڑک دیا جائے، لیکن ان کو پانی میں بھگایا نہ جائے ورنہ  
 ہوا ان کو خراب کر دے گی، البتہ غرس کے وقت اگر ضرورت پانی میں ڈال دینے  
 جائیں تو کوئی ہرج نہیں ہے، مگر صرف ایک یا دو دن پانی میں ڈال سکتے  
 ہیں، اس سے زیادہ اگر رکھیں گے تو خرابی لاحق ہو جائے گی، انگور کی شاخ  
 اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے، وہ پانی میں رکھی جاسکتی ہے اور اس کا تجربہ کیا گیا ہے  
 کہ وہ خراب نہیں ہوتی ہے، قلموں کے استحفاظ کی ایک سخیل یہ بھی ہے کہ  
 ان کو مٹی کے ظروف میں جھکا ستھنگ ہو رکھیں، یہ ظروف کو رے ہوں لیکن  
 اگر میٹھے پانی کو جذب کئے ہوئے ہوں تو اچھا ہے، ان میں قلموں کو رکھ کر اوپر  
 سے ایک کپڑا باندھ دین تاکہ ہوا کا داخلہ نہ ہو سکے، ان میں پانی ڈالنے کی ضرورت  
 نہیں ہے، اس کے بعد یہ مشکے زمین کے اندر دفن کر دیئے جائیں، اسی طریقہ پر  
 قلم ایک ملک سے دوسرے ملک میں منتقل کئے جاتے ہیں، اور اسی طرح وہ  
 قلم بھی محفوظ کر لیے جاتے ہیں جنکے درخت میں پتے جلد آتے ہوں اور جنہیں  
 وہ مرکب کئے جائیں گے، ان میں دیر میں آتے ہوں، تو اس وقت تک کیلئے  
 جب تک وہ شاداب نہ ہوں ان کو محفوظ کر لیا جائے، کیونکہ یہ مفتی بہ مسئلہ ہے  
 کہ اس درخت میں ترکیب کرنا زیادہ انسب ہے، حسین پتیاں تامزی آئی ہوں،  
 خصوصاً انار کے درخت میں یہ ضروری ہے، ق کا قول ہے کہ اگر قلم دوسرے  
 ملک میں بیجا نام مقصود ہو تو ان کو ایک مشکے میں اس طرح پر رکھیں کہ ادل مشکے  
 کے اندر عمدہ مٹی ڈالیں اور قلموں کو رکھنے کے بعد بھی تھوڑی مرطوب مٹی ڈالیں،

اور خود سنکے کے ظاہری حصہ کو مٹی سے لپ دین،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ قلم ان درختوں سے لیے جائیں جنکی موجودہ بتیان  
نئی بتیوں کے نکلنے سے قبل جھڑی نہ ہوں، یہ وہ زمانہ ہوتا ہے جبکہ درخت میں  
نئی بتیوں کے نکلنے کا ہیجان ہوتا ہے، اور درخت سے پانی جاری ہو جاتا ہے،  
کیونکہ قلم میں جب نئی بتیان آجاتی ہیں تو ان کا اصلی مادہ ختم ہو جاتا ہے، اسلئے  
قبل ہی قلم لیے جائیں تو اچھا ہے، یہی صورت طوخ اور پودوں کے لیے ہے،  
اس سے صرف آثار مستثنیٰ ہے، اگر قلع سے قبل شاخیں نہ مل سکیں اور ترکیب  
کی شدید ضرورت ہو تو بتیوں کے نکلنے کے بعد بھی قلم لے سکتے ہیں، مگر اس کے لیے  
ان شاخوں کو منتخب کرنا چاہیے جو جڑ میں یا تنے میں نکلی ہوں، ان کی آنکھوں  
کو سب سے پہلے چھوڑ دینا چاہیے اور بتیوں کو توڑ کر بھینک دینا چاہیے اور دس  
دن تک اسی حال میں چھوڑ دینا چاہیے، یہاں تک کہ ان میں اصلی مادہ پھر ٹو  
ٹے اور خوب جم جائے اور اس قدر زور پیدا ہو جائے کہ دوبارہ پشیدن  
کے نکلنے کے آثار نمودار ہو جائیں جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو ان میں سے  
سخت مقام کو کاٹ کر قلم بنالین، اور نسا داب درخت کے ساتھ مرکب کر دینا  
امید ہے کہ انشا اللہ یہ ترکیب مفید ہوگی، اس قسم کا عمل ان شاخوں میں کرنا چاہیے  
جو ترکیب کے لیے ٹھیک ہوں اور آنکھیں جھکا ذکر کیا گیا ہے غالباً مادہ سے خالی  
ہوں لیکن شاخیں ایسی نہ ہوں،

آخیر کے لیے قلم کا انتخاب جڑ کی شاخوں سے یا تنے کی شاخوں سے کرنا چاہیے  
یا ان دو ذہن کے متصل مقام سے لینا چاہیے، اس وقت قلم کاٹنا چاہیے جبکہ

درخت میں پانی جاری ہو جائے اور وہ شاخیں لیجائیں جنکا پوست سرخ ہو اور  
برانی اور تیلی ہون زیادہ موٹی نہ ہوں اور ان میں گودہ کم ہو، یہ شاخیں یا جڑ کی  
ہوں یا تنے پر کی ہوں یا ان شاخوں میں سے ہوں جو درخت میں مختلف جہا  
میں نکل آئی ہوں، بشرطیکہ کسی غیر محمود سمت میں نہ ہوں، ان میں سے نرم شاخ  
کو قلم کے لیے لینا چاہیے، بلکہ جو سبز ہوں انھیں کو منتخب کرنا چاہیے، انجیر اور انگور  
کے قلموں کو چند دنوں کے لیے زمین کے اندر دفن کر سکتے ہیں یہ ان کے لیے  
مضر نہ ہوگا، بلکہ ان درختوں کے قلم جنکی بتیان کر جاتی ہیں زمین کے اندر دفن کیے  
جا سکتے ہیں اور وہ اس کے متحمل بھی ہو سکتے ہیں، لیکن زیتون وغیرہ جنکے پتے  
نہیں گرتے اور بالکل ننگے نہیں ہوتے تو اس قسم کے درختوں کی شاخیں کا ٹکڑ  
فورا لگا دی جاتی ہیں، کیونکہ تاخیر کو یہ برداشت نہیں کر سکتی ہیں، مگر جب ان کو محفوظ  
رکھنے کی شدید ضرورت واقع ہو جائے جیسا کہ بیان کیا گیا،

سرخ کا قول ہے کہ گلاب اگر بادام ستیب اور انگور کے ساتھ مرکب کیا جائے  
تو اس کے قلم ان جڑوں سے لیے جائیں، جو زمین کے اندر ہوں، زمین کھود کر  
ان میں سے سخت حصہ کو کاٹنا چاہیے، اس کا قول ہے کہ گلاب کے قلم کے لیے  
اس کا ہر حصہ کارآمد ہے، لیکن اس حصہ کو لینا چاہیے جو نازک ہو اور حجم کم ہو  
مگر ساتھ ہی سخت مقام سے انتخاب کرنا چاہیے، یہ قلم ہر اس درخت کے ساتھ مرکب  
ہو سکتا ہے جس میں مادہ قوی موجود ہو، جیسے ستیب انگور اور بادام وغیرہ میں گلاب  
ترکیب بالمشق سے مرکب ہوتا ہے، مرکب کرنے کے بعد مقام ترکیب کو ان ظروف  
میں محفوظ کر دیں، جس میں عمدہ قسم کی مٹی اور ریت بھری ہو، اور بار بار اس کو سیرا

کرتے رہیں، اس طرح پر عمل کرنے سے گلاب بہت خوشنما پھول لائے گا، اور ان درختوں کے ہم عمر ہوگا جن میں یہ مرکب کیا گیا ہے، انگور کے قلم ان شاخوں کیلئے لیے جاتے ہیں جنکے اوصاف ایسے ہوں جیسے پھلدار شاخوں کے ہوتے ہیں، رخ کا قول ہے کہ ان شاخوں کو قلم کے لیے منتخب کرنا چاہیئے، جو کسی موٹی اور بڑی شاخ کے فروغ ہوں اور ان میں گرہیں قریب قریب ہوں، باقاعدہ کی وہ شاخ ترکیب کے لیے لیجاتی ہے جو بڑے میں نمودار ہوتی ہے، اس کیلئے ابن حجاج کی کتاب اور فلاحہ تنطیہ کا مطالعہ کرو،

## فصل

قلموں کے تراشنے کا طریقہ، ص، غ، اور رخ کی کتابوں سے علماء کا قول ہے کہ وہ اقلام جن سے پوست اور مغز کی ترکیب عمل میں آتی ہے اور جو رومی ترکیب کے نام سے مشہور ہے، کتابت کے قلم کی شکل کے تراش جائیں، اس طریقہ سے کہ ایک جانب نصف شاخ سے ذرا کم پھیلین کیونکہ اس سے زیادہ پھیلنا مناسب نہیں ہے، تراش بالکل برابر ہو، اصل گودہ یا مغز کو تراشنا نہیں چاہیئے، البتہ قلم کی نوک پر جو مغز ہو اس کو چھانٹ ڈالیں، بقیہ نصف حصہ کو بالکل صیغ و سالم رکھیں، لیکن اگر اس کے پوست کو بھی آہستہ سے کھرچ دیں تو بہت اچھا ہو، بالخصوص اس وقت جبکہ قلم کے پوست میں سختی ہو، میری رائے ہے کہ قلم کے آخری حصہ کو اگر اس قلم کے مانند بنائیں جو ترکیب باشتق کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور مغز کو کاٹنے سے محفوظ رکھیں تو بہتر ہے کیونکہ یہ مجرب ہے،

کہ مغز کا اگر زیادہ حصہ کاٹ چھانت میں چلا گیا تو وہ اچھی طرح نشو و نما نہ پائے گا،  
 میں نے قلم کے بقیہ نصف حصہ کو چھیک کر بھی لگایا ہے، میرے نزدیک کوئی نقصان  
 نہیں ہے، مقطوعہ حصہ کا طول انگوٹھے کے برابر ہونا چاہیئے، بعض نے کہا ہے کہ  
 نصف انگلی کے برابر ہو، بعض نے کہا کہ اسی قدر کاٹنا چاہیئے جتنا کہ لکھنے کا قلم  
 کاٹا جاتا ہے، میرا خیال ہے کہ یہ اس شاخ کی ضخامت اور لطافت کے لحاظ سے  
 ہوگا، جس میں ان قلموں کو مرکب کرنا مقصود ہو، ق کہتا ہے کہ قلم کو دو انگلی کے  
 برابر کاٹنا چاہیئے اور ایسا نہ کاٹنا چاہیئے کہ اس کے گودے سے بھی کچھ حصہ کٹ جائے  
 وہ قلم جو ترکیب با شق کے لیے تیار کیا جاتا ہے جسکو ترکیب نطی بھی کہتے  
 ہیں، دروازے کی کنڈی کی شکل کا بنایا جاتا ہے، جس طرف سے شاخ کاٹی گئی  
 ہو اسی طرف سے اس کو چھانٹنا چاہیئے، تراش بالکل برابر ہو خواہ شاخ کتنی ہی موٹی ہو  
 صرف نیچلے حصہ کو اوپر کے حصہ سے ذرا زیادہ باریک اور تھلا کر دین، جس شاخ میں  
 یہ قلم مرکب کیا جائے اس کے وسط شق کو کسی آلہ سے کھول دین، اس مقطوعہ قسم  
 کی شکل بہر حال اس بڑی چھری کی طرح ہوگی جسکی دھار بالکل تپتی ہوتی ہے اور پھٹلا  
 حصہ موٹا ہوتا ہے، قلم کا جو دوسرا حصہ ہو اس کو مرکب کرتے وقت باہر کی طرف رکھیں،  
 اور جو باریک ہو اس کو مطمئن کے شق میں داخل کر دین، اس قسم کا قلم نصف انگلی کے  
 برابر ہونا چاہیئے، اور اسکی سطح بالکل برابر ہونی چاہیئے، بیچ میں کوئی ایسی ضخامت  
 نہ ہو جسکی وجہ سے دونوں شاخیں اچھی طرح جٹ نہ سکیں،

ق کا قول ہے کہ انگوٹھا کا قلم ڈھائی انگلی کے برابر ہو، اسکو اس طرح کاٹا جائے  
 کہ اس کا گودہ صحیح و سالم رہے، البتہ باریک کرنے میں اگر کچھ مغز کٹ جائے تو ہرج

نہیں ہے انگور کے پودے میں بھی اسی طرح شق کیا جاتا ہے جیسا کہ بیان کیا گیا  
 زیادہ یا کم کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ قلم میں آنکھیں ہوں  
 تاکہ ان کی وجہ سے اس شق کی حفاظت ہو سکے، گودے کے چھانٹنے سے تمام  
 قلموں میں احتیاط کی ضرورت ہے، تراشیدہ اقلام کو میٹھے پانی میں ایک طرف کے  
 اندر رکھیں، جب کوئی قلم درست کر لیا جائے تو اسکو دوسرے قلموں کی درستگی تک  
 پانی میں ڈال دینا چاہیے، ابن حجاج کی کتاب سے جو کچھ اس بارے میں اخذ کیا گیا  
 ہے وہ لکھ دیا گیا ہے،

## فصل

ترکیب بالشق یعنی ترکیب نبطی کا طریقہ عمل ص، غ اور خ کی  
 کتابوں سے،

ان کا قول یہ ہے کہ ترکیب نبطی کا استعمال ان درختوں کے لیے ہوتا ہے جنکا  
 پھلکا پتلا ہوتا ہے مثلاً سیب، جواں آمرد، سفرجل، شفتالو، آلو بخارا، زرد آلو، انگور  
 اور وہ زیتون جو جوان ہو جسکی چھال بالکل تپلی ہو نیز انجیر وغیرہ میں ترکیب بالشق  
 کا استعمال ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کا کوئی حصہ کاٹا جائے جیسا کہ قبل میں  
 بتایا گیا اور اس سے پہلے قلموں کو اسی شکل میں تراشا جائے، اس کے بعد مطعم کے  
 تسن یا شاخ میں ایک شق پیدا کیا جائے اور اس کے وسط میں برہ یا سینگہ کی کڑی  
 یا لکڑی کی کوئی سیخ ٹھوک دیا جائے اور اس کو بائیں ہاتھ سے مضبوطی کے ساتھ پکڑے  
 زمین اور اوپر سے پھریا لکڑی سے ٹھونکیں تاکہ قلم کے برابر اس میں شق پیدا ہو جائے،

کر شق مین دوسرے راستے پیدا ہونے لگیں تو لوہے کو آہستہ سے کھینچ لیں اس کے بعد قلم کو اس کے اندر داخل کریں اور اس کا دبیز حصہ باہر کی جانب رکھیں، قلم اور اس شاخ یا تنے کے پھلکے کو جس مین یہ قلم مرکب کیا جائے بالکل برابر کر دینا چاہیے بلکہ دونوں پوست کی سطح برابر کر دینی چاہیے اور اس قدر اندر سے ملحق کر دینا چاہیے کہ دونوں دونوں معلوم ہوں بلکہ ایک ہی دکھلائی دیں اور اس کا امتیاز کرنا بھی مشکل ہو غرض کہ اچھی طرح جمادین، کتاب ابن حجاج مین ہے کہ اس طرح مرکب کریں کہ مغز سے مغز ملحق ہو جائے،

تمام علماء کا قول ہے کہ قلم کو اس شق مین آہستہ سے داخل کریں نہ بہت سختی اور تنگی کے ساتھ اور نہ بالکل نرمی کے ساتھ بلکہ اوسط طریقہ سے تہ تک پہنچا دیں اگر اتنی گنجائش نہ ہو کہ اندر جائے تو برما کو رکھ کر اوپر سے ذرا آہستہ سے ٹھونکیں اور اس طرح شق کی درازی بڑھائیں پھر قلم کو داخل کریں یا دوسری ترکیب یہ ہے کہ قلم ہی کو چھوٹا کر دیں، یہاں تک کہ وہ شق کے برابر ہو جائے، اسی طرح دوسرے قلم کے لیے دوسری جانب اسی طرح کا شق بنانا چاہیے، اگر شاخ یا تنہ جس مین ترکیب ہوگی، زیادہ موٹا ہو تو اس مین شق ذرا عمیق کرنا چاہیے، جیسے لیکن مین شق بنایا جاتا ہے اور اس مین چار قلموں کو مرکب کرنا چاہیے، اگر اس سے بھی زیادہ موٹا ہو تو ہر نصف حصہ مین دو شق بنانا چاہیے اور اس مین چھ قلموں کو مرکب کرنا چاہیے، ہر دو قلم طول اور غلط مین مساوی ہوں، قلموں کے داخل کرنے کے بعد برما کو نکال لینا چاہیے اور قلموں کو اچھی طرح جمادینا چاہیے، اگر شاخ یا تنہ غیر موٹلی طریقہ پر موٹا ہو اور یہ خوف ہو کہ شقوق برما کے نکالنے کے بعد تنگ ہو جائیں گے،



جس سے قلموں کی بالیدگی کو نقصان پہنچے گا اور ان کی چھال لکڑی سے جدا ہو جائیگی یا لکڑی پر ضرب آجائے گی تو برہا کی جگہ پر لکڑی کی ایک چھوٹی سی کھونٹی داخل کر دیں اور آہستہ سے اس کو ٹھونک کر اندر کر دیں تاکہ شقوق قلموں کے لئے تنگ نہ ہوں، اگر کھونٹی زیادہ لابی ہو تو جو حصہ شق سے باہر ہو اس کو کاٹ ڈالیں اور بقیہ کو اندر ہی رہنے دیں، دو قلموں کے درمیان جو شق ہو اس کو اسی درخت کی چھال سے بند کر دینا چاہیئے تاکہ اندر کوئی شے نہ جاسکے، بعض کی یہ رائے ہے کہ اس شق کو راکھ سے بھرنا چاہیئے، ق کہتا ہے کہ اس کو نرم مٹی اور تر کیچر سے پُر کرنا چاہیئے، اور شق کے طول میں دونوں طرف درخت کی چھال رکھ کر ایک دھاگے سے باندھ دینا چاہیئے، اگر عمدگی سے یہ شاخ یا تناسل تم پر جم جائے، یعنی نہ زیادہ تنگ ہو اور نہ ڈھیلا ہو اور اگر اس میں کوئی فتور رہ جائے تو موضع شق کو ان کے ڈورے سے یا کتان کے ٹکڑے سے یا کتان کے بٹے ہوئے دھاگے سے چاروں طرف باندھ دیں اور اتنا مضبوط باندھیں کہ شق قلم کے ساتھ جڑ جائے، کسی دوسری رستی یا کچھور کی رسی سے باندھنا نہ چاہیئے کیونکہ اس میں صلابت ہوتی ہے اور اس سے پوست کٹ جانے کا خطرہ ہے، قلم جب کانٹے جا میں تو سب سے پہلے ان میں مٹی پلیٹ دینی چاہیئے، اور پھر ان کو طرف میں رکھ دیا جائے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے،

غ، خ اور دوسرے فلاصین کا قول ہے کہ اگر وہ شاخ جس میں قلموں کو مرکب کیا جائے گا کھائی کے برابر موٹی ہو تو اس میں دو قلموں کو مرکب کرنا چاہیئے اور اگر اس سے زیادہ موٹی ہو تو چار اور اس سے زیادہ قلموں کو مرکب کر سکتے ہیں

خ کا قول ہے کہ ترخ انکور بہت زیادہ نرم ہوتے ہیں حتیٰ کہ وہ گوند سے جوئے  
 آئے کے مانند ہو جاتے ہیں، اس کو اگر نمناک مٹی کی جگہ پر مقام ترکیب میں استعمال  
 کریں تو بہت بہتر ہو، بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ گائے کا تازہ گوہر بھی اس جگہ پر استعمال  
 کیا جاسکتا ہے، اگر موضع ترکیب زمین کے اندر ہو تو اس پر مٹی ڈال کر برابر کر دیں  
 اور دبا دیں تاکہ قلم متحرک نہ ہوں، اس میں تر مٹی لگانے کی ضرورت نہیں ہے،  
 البتہ نشانی کے طور پر کوئی لکڑی یا دوسری چیز نصب کر دیں تاکہ قلموں کو مضبوط  
 رکھے اور ہوا کے جھونکوں سے محفوظ رکھے، اور مقام ترکیب زمین کی سطح سے کچھ  
 اوپر ہو تو اس جگہ پر مٹی جمع کر دیں اور اطراف جوانب سے اس کو برابر کر دیں یا  
 دوسری صورت یہ ہے کہ اس میں کوئی مٹی کا ظرف داخل کر دیں اور اس کو مٹی  
 سے پر کر دیں، انکور کی شاخیں ترکیب بالمشق کے ذریعہ سے زمین کے اندر جڑ کے  
 متصل مرکب کی جاتی ہیں، کیونکہ وہاں پر ٹھوڑی سی سختی ہوتی ہے، منہ دے کے  
 انکور میں ایک قد آدم کی اونچائی پر ترکیب ہوتی ہے مقام ترکیب کو ظرفیت میں رکھتے  
 ہیں اور اس کو لکڑی پر قائم رکھتے ہیں تاکہ ہوا اس کو گرائہ دے،

ترکیب بالمشق کی دوسری صورت

جبکہ جڑ سے ذرا قلم پر عمل کیا جائے

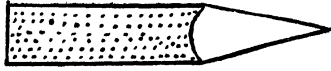
خ وغیرہ کا قول ہے کہ درخت کے ارد گرد جڑ سے فاصلہ پر گڈھا کھودا جائے،  
 یہاں تک کہ وہ جڑ دن تک پہنچ جائے، اس کے بعد اسی میں سے جو موٹی جڑ ہو  
 اس کو ترکیب کے لیے منتخب کرنا چاہیے اور پھر اسکو قطع کرنا چاہیے اور شاخ کے  
 دونوں جانب کو زمین سے ذرا بلند کر کے ہر ایک میں قلموں کو مرکب کر دیا جائے

مرکب کرنے کے بعد مٹی لگا دینی چاہیے اور اس پر موم جامہ یا کوئی اور مضبوط کپڑا باندھ دینا چاہیے، یا کہ مقام ترکیب کو کسی ظرف میں رکھ دین اور اس کو گدھے کی مٹی سے پُر کر دین اور مقام ترکیب پر ایک علامت بنا دین، اس طریقہ پر یہ پودا مرکب ہو جائے گا اور پھر تم اس کو دوسری مناسب جگہ پر بھی منتقل کر سکتے ہو،

## فصل

اس ترکیب کے بیان میں جو لکڑی اور چھال کے درمیان ہوتی ہے جس کو ترکیب رومی کہتے ہیں جس میں، رخ، اور رخ کی کتابوں سے سکا کاغذ، ان فلاحون کا قول ہے کہ یہ ترکیب ان درختوں کے لیے کارآمد ہے جس کی چھال موٹی اور رطوبت دار ہو جیسے زیتون خصوصاً وہ زیتون جو بہت زیادہ پرانا اور قدیم ہو، اور اسی طرح، آس بری، قسطل، اور انجیر مذکور اور مونٹ ہے، ان میں یہ ترکیب زمین کے نیچے جڑوں کے اندر کیجاتی ہے، آمد و آب و آبی اور سستیب بھی اس ترکیب کو قبول کرتے ہیں بشرطیکہ ان کی چھال موٹی ہو، اور ان کے علاوہ جتنے موٹی چھال کے اشجار ہوں گے ان میں اسی طرح ترکیب ہو سکتی ہے، اسکا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے علوی یا سفلی حصہ میں زمین کی سطح کے قریب یا زمین کے اندر جڑ میں ایک تسکاف بنائیں، زمین کے اندر ان درختوں میں ترکیب ہوتی ہے جنکی لکڑی نرم ہو اور اس کے محتاج ہوں کہ ترکیب کے بعد ان کو مٹی سے ڈھک دیا جائے یا ظروف میں محفوظ کر لیا جائے جیسے انجیر مذکور اور مونٹ وغیرہ میں، قطع کی شکل وہی ہونی چاہیے، جو اوپر بیان کی گئی ہے، اس ترکیب کیلئے

اسی طرح کا قلم لیسنہ چاہئے جیسا کہ ذکر کیا گیا قلم کے ایک جانب کو پھیل کر ایسا بنالین جیسا کہ کہنے کا قلم ہوتا ہے اور اسکی شکل یہ ہوگی،



اس کے بعد قلم کے طول اور غلط کے برابر درخت کے پوست اور لکڑی میں ایک تیز لوہے سے مقطوعہ جگہ کو کھولین اور شنگاف کو بڑھائیں لوہا برما کی شکل کا ہو اور اسی طرح تیز ہو اور شنگاف کو اس قلم کے برابر بڑھائیں جو اس میں مرکب کیا جائے گا، اور اس لوہے کی شکل ایسی ہونی چاہیے،



یا اسی طرح لکڑی کی کوئی شے بنالی جائے جو اس لوہے کے قائم مقام ہو سکے یہ لوہا پوست اور تنے کے درمیان بہت آہستہ سے اس مقام میں داخل کیا جائے جہاں پر قلم کو مرکب کرنا چاہتے ہو، اس قدر آہستہ سے داخل کیا جائے کہ پوست اچڑنے نہ پائے، پھر آہستہ سے اس کو نکال کر قلم داخل کر دیا جائے، قلم کو بھی بہت ہلکے سے داخل کرنا چاہیے، البقیہ عمل وہی ہے جو اس سے قبل بتایا گیا، قلم کے داخل کرتے وقت پوست کو بٹے ہوئے دھاگے سے خوب مضبوط کر کے باندھ دین یا ایک مضبوط کپڑے کے حاشیہ کو چاروں طرف لپیٹ دین اور پھر اس کو باندھ دین تاکہ قلم کے دخول کے وقت پوست پھٹنے نہ پائے، اور غلط سے وہ جہاں نہ ہو سکے اس کے بعد قلموں کو نہایت عمدگی سے اندر داخل کریں، یہاں تک کہ پورا قلم داخل

ہو جائے اگر رکاب ہو تو رکاب کے ذریعہ سے نیچے اتار دین لیکن بغیر رکاب کے اگر ایسا عمل کریں تو اچھا ہے، قلم کا مغز شاخ یا تنے کے مغز کی جانب ہو اور اسکا پوست بھی شاخ کے پوست کی سمت میں ہو، اگر اس کے خلاف بھی ہو تو کوئی ہرج نہیں ہے، مین نے زیتون مین ان دونوں طریقوں کا تجربہ کیا ہے، میرے خیال میں دوسری صورت مین کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور اسی طرح مین نے کئی مرتبہ پوست کو قلم کے داخل کرنے کے بعد بہت زیادہ ملحق کر دیا، اس سے بھی کوئی نقصان نہیں ہوا،

قلم بنانے اور ان پر ترکیب کے وقت مٹی لگانے یا پردہ کے لٹکانے کا بیان گزر چکا ہے، جب ترکیب سے تم فارغ ہو جاؤ تو مرکب درخت کو میٹھے پانی سے خوب سیراب کر دو،

### اشجار مذکورہ کی ترکیب کی دوسری ترکیب

رخ کا قول ہے کہ درخت کی جڑ سے مٹی ہٹا کر ایک متوسط فاصلہ پر کسی جڑ کا انتخاب کرنا چاہیے، جس قدر تم موٹی جڑ دیکھو اسی کو منتخب کرو اور اس کے بیج مین ایک شق کر دو، اس شق کے دو جانب ہون گے، ایک جڑ کی طرف ہو گا اور دوسری شاخ کی طرف، دونوں جانب کو ایک لکڑی لگا کر ذرا مرتفع کر دو، اور پھر دونوں جانب قلموں کو مرکب کر دو، خواہ ترکیب با شق کے اشجار ہوں یا دوسرے قسم کے، ہر ایک کی ترکیب ہو سکتی ہے،

## فصل

اس ترکیب کا بیان جو انبوب اور رقعہ کے ذریعہ سے ہوتی ہے  
عوام انبوب کو قلیچ اور رقعہ کو عجنہ کہتے ہیں، رقعہ طویل مربع اور مستدیر شکل کا ہوتا  
ہے، رخ اور رخ کی کتابوں سے ماخوذ ہے، فلاخون کا قول ہے کہ اس ترکیب کا استعمال  
انجیر مذکر اور مونث اور قوت میں ہوتا ہے یہ ترکیب علوی شاخون کے علاوہ جڑوں  
میں بھی ہوتی ہے، خردوب اور زیتون نیز دیگر میوہ جات میں بھی اس ترکیب کا  
عمل ہوتا ہے، انشاء اللہ پھر کسی موقع پر مفصل بیان آئے گا، اس کا طریقہ عمل یہ ہے  
کہ انجیر یا اس کے ہم مثل درخت کے علوی حصہ کو جنوری یا فروری میں کاٹ ڈالیں  
تاکہ ان میں نئی شاخیں نکل آئیں، اور ترکیب ہو سکے، اگر جڑ کے قریب کوئی نئی شاخ  
نکل رہی ہو تو اس کو کاٹ ڈالنا چاہیے تاکہ مادہ نئے علوی حصہ میں پہنچ سکے  
جب شاخیں نکل آئیں تو ان میں جون کے مہینہ میں عمل ترکیب شروع کرنا چاہیے  
پہلے کمر و شاخون کو کاٹ ڈالنا چاہیے اور بقیہ کو چھوڑ دینا چاہیے، تاکہ ترکیب  
ان کے دودھ سے قوی ہو سکے، اس کے بعد ایک مضبوط شاخ کا انتخاب کرنا چاہیے  
اور جس قدر ضرورت ہو اس قدر باقی رکھ کر بقیہ کو چھانٹ دینا چاہیے اور اس کے  
طول کا اعتبار درخت کی بڑائی اور چھوٹائی اور اس کے قوت اور ضعف پر ہے بعض  
وقت چھوٹے درخت کی شاخ بڑے درخت کی مناسبت سے زیادہ لابی رکھی جاتی ہے اسی طرح کمر  
قوی سے زیادہ لابی رکھی جاتی ہے چونکہ مہینہ یہ بھی شاخیں اگر کمر و شاخون میں آئیں اور انکی چھال اب تک سرخ  
نہ ہوئی ہو تو آنکھوں کو چھوڑ دیں اور شاخون کے اوپر کے حصہ کو دوبارہ کاٹ ڈالیں

اور صرف تین یا چار گرہ کے انداز سے چھوڑ دینا چاہیئے، اگر موٹی ہون تو اس سے زیادہ چھوڑ دینا چاہیئے، آٹھ یا دس دن کے بعد جبکہ عنصرہ کے دن قریب ہوں تو ان شاخوں پر پھر نظر نہ ڈالی جائے اگر شاخ کی چھال سرخ ہو گئی ہو تو ترکیب کیلئے کارآمد ہو سکے گی، لیکن اگر اب بھی سبزی غالب رہے تو ہارا گست تک ان کو پھر اُسی حال پر چھوڑ دینا چاہیئے، یہ اس ترکیب کی آخری مدت ہے اس درمیان میں برابر نگاہ رکھنی چاہیئے، جب بھی سرخی آجائے ترکیب کر دینا چاہیئے، اس کے بعد اس منتخب درخت پر نظر کرنی چاہیئے، جسکو مرکب کرنا ہو اور ان شاخوں کا انتخاب کرنا چاہیئے جو زمین کے قریب ہوں اور جو مشرق اور قبلہ کے رخ پر ہوں اور جنہیں آنکھیں نکل آئی ہوں، ان آنکھوں میں سے اس آنکھ کا انتخاب کرنا چاہیئے جو اپنی غلطی میں مطعم کے برابر ہو،

اگر مطعم کی شاخوں میں آنکھیں نہ ہوں اور یہ ترکیب ضروری ہو تو اسکی ان شاخوں کو جو مشرق اور قبلہ کے رخ پر ہوں، ضرورت سے دو چار دن قبل ہی چھانت ڈالنا چاہیئے اور کناروں کو کات ڈالنا چاہیئے تاکہ مادہ صعود کر سکے، اور آنکھیں نمودار ہو سکیں، جب آنکھیں نکل آئیں تو ان کو پوست کے ساتھ نکال لینا چاہیئے، اور یہی آنکھ چھلکا سمیت انبوب یعنی نئے کلماتی ہے، آنکھ نکالنے کے طریقے مختلف ہیں لیکن تھوڑا ہی فرق ہے، پہلا طریقہ یہ ہے کہ آنکھ والی شاخوں میں سے ایک کو چھری کی پتی اور تیر و حار سے اس طرح کاٹیں کہ آنکھ کو لیتے ہوئے پوست کو آگے تک کاٹ ڈالیں دو لون طرت چھلکا ہو اور پورے وسط میں آنکھ ہو پھری کی تراش میں ہنر بھی آجائے، اس انبوب کا حول کم سے کم نصف انگل ہونا چاہیئے، قی کا قول ہے

کہ طول ایک انگوٹھے کے برابر ہونا چاہیئے، اس کے لیے چھری دہی استعمال کرنی چاہیئے  
 جو ترکیب رومی کے لیے بتائی گئی ہے، جسکی دھارتیز ہوا اور شکل ہلائی ہو، اس کا قول  
 ہے کہ چھری اس سے باریک ہونی چاہیئے جسکا پھل ذرا چوڑا ہو اور نشتر کے آلہ سے  
 مشابہ ہو، دوسرے دن کا قول ہے کہ اگر نوہے کی کوئی چیز دستیاب نہ ہو سکے تو بانس  
 کے ٹکڑے کی چھری بنالین اس کے بعد مطعم کی شاخ سے آنکھ کو چھلکا سمیت اس طرح  
 نکال لیں کہ چھلکے اور مغزین دونوں طرف سے چھری مارین یا جس طرح ممکن ہو  
 تراش لیں اور اسکو کپڑا یا رسی سے لپیٹ دین اور یہ عمل انگوٹھے اور اس کے قریب  
 کی انگلی سے کرنا چاہیئے اور شاخ کو کاٹتے وقت مضبوطی سے پکڑنا چاہیئے، جب  
 انوب صحیح و سالم نکل جائے تو اس کو ایک صاف برتن میں میٹھے پانی کے اندر  
 رکھیں، بعض کا یہ قول ہے، کہ انوب کو طول میں اس جہت سے شق کر دین،  
 جس میں آنکھ بیچ میں نہ پڑے، اس سے قبل اسفل اور اعلیٰ دونوں جانب کو چھری  
 سے الگ کر دین تاکہ آسانی سے شاخ سے جدا ہو سکے اس کے بعد اس کو ہلکے  
 دھاگے سے باندھ دین اور پانی میں رکھ دین، بہر حال جس صورت سے بھی ممکن ہو  
 اس کو شاخ سے جدا کر لیں لیکن آنکھ کو کوئی نقصان نہ پہنچے، ہر درخت کے لیے  
 مختلف طول و عرض کے انوب حاصل کیے جاتے ہیں، اس میں انجیر وغیرہ سے  
 انوب نکالنے کا طریقہ درج ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس شاخ میں انوب ہو  
 اس کو انوب کے قریب سے چھانٹ دینا چاہیئے اور ان میں سے اس کا انتخاب  
 کرنا چاہیئے، جو زیادہ نمودار نہ ہوا ہو اس کے قریب پوست اور لکڑی کے درمیان  
 چاقو کو داخل کر دینا چاہیئے اور آہستہ سے اسکو چاروں طرف اندرون مغزین گھماتے

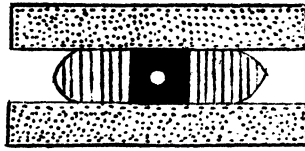


ہوئے اس سمت سے لیجانا چاہیے جہاں سے تراشنا شروع کیا ہے، یہاں تک کہ  
پوست آنکھ سمیت جدا ہو جائے، اس طرح پر کہ وہ انبوب آسانی سے نکل آئے،  
پھر ان منتخب شاخوں پر نظر ڈالیں گے جو مطعم کے علمی حصہ میں کانٹ چھانٹ کے  
درست کی گئی ہیں کہ آیا ان کا پوست سرخ ہو گیا یا نہیں، اگر شاخیں زیادہ لابی ہو  
تو ان کو چھوٹی کر دینا چاہیے، یہاں تک کہ ہر شاخ میں تین یا چار گرہیں رہ جائیں،  
یہ شاخیں اپنی غلظت اور انبوب کے طول کے لحاظ سے بڑی چھوٹی رکھی جائیں، اسکا  
خوب خیال رکھنا چاہیے کہ انبوب شاخ کے اس مقام سے کاٹا جائے جو بالکل سرخ  
ہو اور سبز نہ ہو، اس کے بعد مطعم کی چھال کو اوپر کی جانب گرتے تک اتار لیں اس  
مقام میں جو حصہ زیادہ سرخ ہو گا وہ ترکیب کے لیے بہتر ہو گا، پھر اس مشق  
جگہ میں انبوب کو رکھ دیں جو غلظت اور رفت طول اور عرض میں اس کے برابر ہو  
اور انبوب کو اوپر کی سمت سے داخل کرنا چاہیے، اگر انبوب شاخ میں اچھی طرح  
بیٹھ جائے تب تو خیر ورنہ اس سے چھوٹا یا اس سے بڑا انبوب کا ٹکڑا رکھا جائے  
تاکہ نشست ٹھیک ہو سکے، انبوب کو ذرا دبا کر جادین تاکہ پوست کی جگہ پر پوست  
اور آنکھ کی جگہ پر آنکھ بیٹھ جائے، پس اگر آنکھ اس شاخ کے درمیان مناسب طریقہ  
پر جم گئی تو بہت اچھا ہے ورنہ انبوب کو الٹ کر داخل کرنا ہو گا، اعلیٰ کو اسفل اور  
اسفل کو اعلیٰ کر کے رکھنا پڑے گا، انبوب کو جانے کے بعد اس کو اور دونوں  
پوست کو دھاگے یا ریشم کے ڈور سے مضبوط کر کے باندھ دیں، زیادہ سخت نہ  
باندھیں بلکہ ایک متوسط انداز سے باندھیں، اس کے بعد انبوب کو اعلیٰ اور اسفل  
ہر طرف سے انجیر کے دودھ سے سیراب کریں ان ہی شاخ اور تہوں سے دودھ نکالیں

ڈالنا چاہیے جنہیں ترکیب کی گئی ہو یا جو قریب ہوں اس طریقہ پر کہ سبز جگہ پر یک  
تیز لوہے سے ایک کچھ نکھات بنائیں اور اس کو انوب کے پست کے قریب  
کرین تاکہ اس سے انوب پر دودھ پٹکے، بار بار ایسا کرتے رہیں تاکہ انوب پست  
اور مغز سے پیوست ہو جائے اور اگر دودھ کے ساتھ انوب کے اندر دنی حصین  
روغن بھی لگا دیں تو وہ آسانی کیساتھ داخل ہو جائے گا، اور جم جائے گا اور اگر  
تم کو خوف ہو کہ انوب کو جبراً داخل کرنے سے شگاف پڑ جائے تو انوب کو  
زخم یا کپڑے کے دھاگے سے لپیٹ دیں تاکہ محفوظ ہو جائے، دوسرے دن  
اگر انجیر کے دودھ سے پھر سیراب کر دیں تو اچھا ہے،

انوب کو درخت کے پنوں سے سایہ پہنچانا چاہیے اس طرح پر کہ چند تون  
کو اوپر نیچے رکھ کر شاخ کے مشقوب جانب رکھ کر اور انوب کے قریب کر دیں تاکہ  
وہ دھوپ اور ہوا سے محفوظ ہو جائے، اور اگر اسکی بجائے کوئی بانس کا انوب  
رکھ دیں تو اور اچھا ہے، یہ تمام عمل گرمیوں کے موسم میں کرنا چاہیے جبکہ ہوا میں  
تندی نہ ہو، ترکیب کے بعد مرکب شاخوں کو ان کے نباتات سے تنقیہ کرتے  
رہنا چاہیے نیز درخت کی اور پیداوار خواہ اسفل میں ہو یا اعلیٰ میں کاٹتے چھانٹتے  
رہنا چاہیے، اگر یہ نباتات چھوڑ دیئے گئے اور ان سے غفلت برتی گئی تو ترکیب  
کو ضعیف کر دیں گے، ترکیب سے فراغت کے بعد مطعم کو پانی سے سیراب کرنا چاہیے  
رخ کا قول ہے کہ دودھ سے سیراب کرنے کے بعد خوب پیسی ہوئی سفید  
مٹی مقام ترکیب پر لگا دیں تاکہ وہ محفوظ ہو جائے، اگر دودھ انوب ایک ہی شاخ  
میں مرکب کئے جائیں اور ان میں وہی عمل کیا جائے جو اس سے قبل بتایا گیا ہے

تو دونوں بار آور ہوں گے، اگرچہ دونوں دو مختلف رنگ کے کیون نہ ہوں،  
ہر انبوب اپنے ہم جنس کے رنگ کا بھیل لائے گا اور انبوب کی شکل یہ ہوگی،



سفید نقطہ جو اند نظر آرہا ہے وہی آنکھ کے قائم مقام ہے ابن حجاج کی کتاب ہے  
جو ملخص لکھا گیا ہے اس پر دوبارہ غور کر کے نتائج کو استنباط کرنا چاہئے،  
انجیر اور دوسرے درختوں کے لیے ترکیب بالانبوب کا دوسرا طریقہ  
رخ اور دوسرے فلاحون کا قول ہے کہ انجیر کی ان جڑوں سے نئی ہٹائیں  
جو جڑوں سے ذرا فاصلہ پر ہوں اور ان میں سے اس جڑ کو منتخب کریں جو زیادہ پتلی  
ہو اور اس کو بڑی جڑ سے جدا کر دیں تاکہ وہ مستقل طور پر زمین سے غذا حاصل کرے  
پھر اس کو نصف انگلی کے برابر زمین سے باہر نکالیں اور اس کا پوست اتار کر انجیر  
کے انبوب اس کے ہم مقدار داخل کریں اور ترکیب کے بعد اس کو انجیر کے دو  
سے سیراب کریں، اور پتوں سے مقام ترکیب کو ڈھک دیں یہ مقطوعہ جڑ اپنے  
اس حصہ سے جو زمین کے اندر ہے غذا پائے گی، اس طرح ہر کہ ایک مرکب  
پودہ تیار ہو جائے گا، اس کے بعد اگر اس کو دوسری جگہ منتقل کرنا چاہیں تو منتقل  
کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ جگہ اس سے اچھی ہو، میرا خیال ہے کہ اگر اس جڑ کی دوسری  
جانب میں جو بڑی جڑ کی طرف ہے ترکیب کی جائے تو وہ بھی کارآمد ہوگا،

سیب، ابرود، بہی، اخروٹ، توت اور دوسرے میوہ جات کی شاخوں  
میں ترکیب بالانوب کا طریقہ،

سخ اور دوسرے زار عین کا قول ہے کہ اس درخت کا انتخاب کرنا چاہیے  
جسکی چھال موٹی ہو، پھر اس میں سے ایک نرم تازی شاخ کو پسند کریں جو کم سے کم  
نیز جو کے برابر موٹی ہو، یا اس سے دراز اید موٹی ہو اور اس میں گرہیں زیادہ ہوں  
تاکہ کھلے پھوٹ سکیں، اس شاخ کو کئی ٹکڑے کر کے کاٹیں ہر ٹکڑہ دو انگلی کے برابر  
ہو یا انجیر کے انوب کے مساوی ہو، ہر ٹکڑے میں ایک گرہ ضرور رہنی چاہیے تاکہ  
اس میں سے شاخیں پھوٹ سکیں، ان ٹکڑوں میں سے کسی ایک میں منتر کی جانب  
باریک لوہے سے سوراخ بنائیں، اس کے بعد کسی دوسرے لوہے سے جو ذرا موٹا  
ہو سوراخ بڑھا میں بھر پھری یا چاقو کی نوک سے اسکو اور وسیع کریں یہاں تک کہ پورا منتر نکل جائے  
اور صرف پوست باقی رہ جائے جو ایک حلقہ کی شکل میں ہوگا، یہ بالکل انجیر کے انوب  
کے مثل ہوگا، اس عمل کے درمیان ٹھنڈا اور میٹھا پانی زارع کے ہاتھ پر ڈالتے  
رہنا چاہیے تاکہ اس کے ہاتھ کی گرمی انوب کو خشک نہ کر دے، سخ کا قول ہے  
کہ اس کے بعد ترکیب کے لیے اس پودے کا انتخاب کرنا چاہیے جو بالکل علیحدہ ہو  
یا اس شاخ کو منتخب کریں جو زمین سے الگ نکلی ہو اور موٹائی وغیرہ میں اس  
حلقہ کے بالکل برابر ہو، جب یہ معلوم ہو جائے کہ اس میں ترکیب موافق ہوگی تو  
اس کے علوی حصہ کو کاٹ دیں اور پھر پوست کو اوپر سے نیچے سے حلقہ بنا کر لائیں  
اس کا یہ عمل انجیر کی ترکیب کے مخالف ہے کیونکہ اس کا پوست اوپر سے تراشا

جاتا ہے۔ جب پوست تراش لیا جائے تو اس میں اس انبوب کو داخل کر دین، اور اس طرح جمادین کہ کوئی فرق نہ معلوم ہو اور اس کا اسفل حصہ پوست کی جگہ پر اچھی طرح بیٹھ جائے نہ زیادہ نظر آئے نہ کم دکھلائی دے، اگر انبوب زیادہ بڑا ہو اور یہ جگہ اس کے لیے کافی نہ ہو تو شاخ کے سفلی حصہ میں ذرا موٹی جگہ پر تقشیر کا عمل کریں تاکہ دونوں برابر ہو جائیں اور شاخ اور انبوب دونوں بالکل ملصق ہو جائیں، اس کے بعد انبوب کی گرہ سے ذرا نیچے ہٹ کر سفید انگور کا تخم رکھ دین تاکہ یہ مقام ہوا کی شدت سے محفوظ رہے اور مقام ترکیب کو دھاگے سے باندھ دین اور اس کے اوپر سفید مٹی لگا دین، اور پھر اس کو دھبیوں سے باندھ دین اور ہر طرف سے اس پر سایہ کر دین، انشاء اللہ اسی طرح بڑھ جائے گا، اس کو انجیر کے دودھ یا کسی دوسری چیز سے سیراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن البتہ یہ کیا جاسکتا ہے کہ مقشور شاخ میں انبوب داخل کرنے سے قبل سفید انگور کا تخم میسکر لگا دین تاکہ انبوب اچھی طرح اسکی لزوجت کی وجہ سے چسپان ہو جائے یا اردن کوٹ کر لگا دین اس کو اشارہ بھی کہتے ہیں۔

خ اور ط میں بھی یہی طریقہ مذکور ہے، ترکیب کرنے کے بعد مقام ترکیب سے اوپر ایک مٹی کا ظرف لٹکا دیا جائے جس میں میتھاپانی بھرا ہو، اس ظرف کے پیندے میں ایک چھوٹا سوراخ کر دین تاکہ قطرہ قطرہ پانی مقام ترکیب پر ٹپکے، جب پانی کم ہو جائے تو دوسرا پانی ڈال دیا جائے، اس طرح اس وقت تک کرتے رہیں جب تک یہ نشو و نما نہ پائے یا جب تک موسم سرما کی بارش نہ شروع ہو جائے،

## فصل

ترکیب بالرقعہ کا طریقہ عمل جسکو ترکیب یونانی کہتے ہیں اور  
عوام عجمہ کہتے ہیں،

اس سے پہلے یہ لکھا جا چکا ہے کہ رقعہ (پیوند) تین شکلوں کا ہوتا ہے،  
ایک تو اس کے پتوں کی طرح ہوتا ہے، دوسرا مستطیر شکل کا ہوتا ہے اور تیسرا  
مربع شکل کا ہوتا ہے، یہ ترکیب اخیر نرمادہ ازیتون اور خردوب میں مستعمل ہے  
لیکن یہ خردوب کے لئے مخصوص ہے اس میں اس کے علاوہ کوئی ترکیب جائز  
نہیں ہے،

اس پیوند کا طریقہ عمل جو اس کے پتے کے مشابہ ہو

اس کے لیے ایک درخت کا انتخاب کرنا چاہیے، جسکو جنوری میں اسی طرح  
چھانٹنا چاہیے جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے، تاکہ وہ شاخ دوبارہ نشوونما پائے،  
جب پھر یہ تروتازہ ہو کر نکلے اور اتنی مدت اس پر گزر جائے کہ وہ مضبوط ہو جائے  
اور اس کا پوست سرخ ہو جائے، تو جون کے مہینہ میں ان شاخوں کی آنکھیں  
کاٹ دیجائیں جو ترکیب کے قابل ہو گئی ہیں اور دوسری کمزور شاخوں کو کاٹ کر  
پھینک دینا چاہیے اور اس کے بعد دس دن تک اس کو سیراب کرتے رہنا چاہیے،  
تاکہ مادہ ان نئی شاخوں تک متصاعد ہو جنکی آنکھیں کاٹ دی گئی ہیں اور دوسری  
آنکھیں بنو دار ہوں اس کے بعد جس درخت کی ترکیب مقصود ہو اس کی آنکھیں پیوند  
کی شکل میں نکالی جائیں اور ہر پیوند حقیرانہ کے برابر ہوا اور جس کا طول انگوٹھے کے برابر اور عرض اس

ذرا کم ہوا اور ہر پوند کے وسط میں گرہ ہو جس میں یہ آنکھ ہو اس طرح پوہو کہ پوسٹ  
 تیز چھری سے طول میں کاٹا جائے، اور آنکھ کے یمین و شمال جانب بھی چھری لگا لی  
 جائے، اس کے بعد ترکیب رومی کا آلہ سے یا اس کے مشابہ کوئی چیز پوسٹ  
 کے نیچے داخل کی جائے اور آہستہ سے پوند جدا کر لین تاکہ آنکھ محفوظ رہے،  
 اور رقعہ شق نہ ہونے پائے، اس رقعہ کو ایک نئے ظرف میں میٹھے پانی کے  
 اندر رکھیں، یہاں تک کہ وہ کام کے قابل ہو جائے، اس کے بعد ان شاخوں  
 کو دیکھنا چاہیے جن میں مادہ کا ہیجان ہو گیا ہو، اور آنکھیں نمودار ہو چکی ہوں،  
 ان شاخوں میں سے ایک کی گرہ کے وسط میں جان پر سرخی بہت زیادہ ہو،  
 چاقو سے پوسٹ شق کیا جائے، جسکا اثر لکڑی پر بھی پہنچے اور اس شکاف کا طول  
 رقعہ کے برابر ہو، اور اس گرہ کے یمین اور شمال جانب بھی پوسٹ کاٹ دیا جائے  
 لیکن شاخ سے جدا نہ کیا جائے بلکہ اس پوسٹ کے نیچے اس رقعہ کی جگہ بنائی جائے  
 اس کے بعد آہستہ سے رقعہ کے بار ایک کنارے کو شق کے علوی جانب سے یا سفلی  
 جانب سے جس طرح ممکن ہو داخل کر دین داخل کرنے میں اس کا کاٹنا رکھنا چاہیے  
 کہ نہ زیادہ تنگی ہو، اور نہ زیادہ کشادگی ہو بلکہ ایک متوسط طرز  
 ہو جس میں یہ داخل کیا جاسکے رقعہ کے ہر دو جانب اس پوسٹ کے بالکل نیچے  
 واقع ہوں گے، اور رقعہ کا تحتانی حصہ جس میں آنکھ ہوتی ہے شاخ کے اوپر کی  
 لکڑی پر واقع ہو، اس کے داخل کرنے کے بعد اس کی حفاظت کرنی چاہیے،  
 کہ پوند اپنی جگہ سے نہ ہٹے بلکہ وہ پوسٹ کے بالکل نیچے واقع ہو جیسا کہ ترکیب  
 بالانوب میں بیان کیا جا چکا ہے، اسکا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ پوند الٹ نہ جائے

یعنی علوی حصہ اسفل ہو جائے اور اسفل اعلیٰ ہو جائے،  
 پیوند اور پوست کو اچھی طرح برابر کرنے کے بعد دونوں کو دھاگے یا ریشم  
 سے باندھ دیں، باندھنے سے قبل انجیر کے دودھ سے سیراب کریں، اور اسکے  
 بعد بھی سیراب کریں یہاں تک کہ دودھ جم جائے، اس کے بعد پتوں سے مقام  
 ترکیب کو چھپا دیں، اس کا محافظ رکھیں کہ بندش پیوند کی آنکھ پر نہ ہو، ترکیب  
 کے بعد مطعم کے دودھ سے برابر سیراب کرتے رہیں، ایسے تمام درختوں میں یہی  
 عمل ہوتا ہے، اگر درخت کی بکثرت قوت کی وجہ سے قابل ترکیب شاخیں  
 زیادہ ہوں تو ہر شاخ میں ایک پیوند کو مرکب کر دینا چاہیے، اور اگر پوست  
 کی جگہ پر انگور اور آرون پیکر لگا دیں تو بہت اچھا ہے، مختلف قسم کے پیوند  
 اگر ایک ہی شاخ میں لگا دیئے جائیں تو ایک ہی شاخ سے مختلف قسم کے  
 انجیر بھی پیدا ہوں گے، اس رقعہ (پیوند) کی شکل یہ ہے،

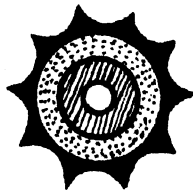


سفید نقطہ جو درمیان میں ہے آنکھ کے قائم مقام ہے،  
 رقعہ مستدیرہ کی ترکیب،

رخ اوسغ وغیرہ کا قول ہے کہ ایک لوہا لیا جائے جسکی دھار تیز اور درگہ  
 نما ہو، اندر اتاجوت ہو کہ چھوٹی انگلی سما سکے، اور اسکی شکل حراب کی جیسی ہو،  
 اس کے بعد انجیر یا مادہ کے درخت کے قریب جائیں، اور مشرقی اور قبلہ  
 کی جانب کی شاخوں کو ترکیب کے لیے منتخب کریں جنہیں آنکھیں نہ ہوں اور ہوں گی،



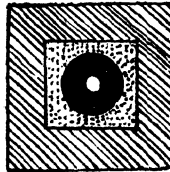
ہوں اور آنکھ ہی کے قریب یہ لوہا لگایا جائے اور ہاتھ سے زور دیکر پوسٹ کو  
 آنکھ سمیت کاٹ لیں، اس طرح کہ آنکھ وسط میں ہو اور اس کے ارد گرد پوسٹ  
 ہو اور اس پیوند کی شکل بالکل مستدیر درہم کے مانند ہو، جب یہ نکل جائے تو اسکو  
 پانی میں ڈال دین جیسا کہ قبل لکھا گیا ہے اسی طرح دوسری آنکھوں کو بھی نکال  
 لیں، پھر اس درخت کی طرف توجہ کر دجس میں تم ترکیب کرنا چاہتے ہو، ان کی  
 شاخوں میں بھی وہی عمل کرنا چاہیے جو ترکیب بالا بنوب اور بالرقعہ میں بتایا  
 گیا ہے۔ اس کے بعد ہر شاخ کی ہر گرہ میں اس لوہے سے وہی شکل بنانی چاہیے  
 جو پیوند کی ہے یعنی اوپر کا پوسٹ درہم کی شکل میں کاٹ کر پھینک دینا چاہیے اور  
 اس کی جگہ پر ایک پیوند رکھ دینا چاہیے تاہیں طور کہ پیوند کا باطنی حصہ شاخ کے  
 مقطوعہ حصہ میں اچھی طرح بیٹھ جائے اور ان دونوں کی موافقت میں غایت  
 درجہ کی کوشش کرنی چاہیے، اس کا خیال رہے کہ پیوند اٹا نہ رکھا جائے،  
 ترکیب کے بعد اس کو مطعم کے دودھ سے سیراب کرنا چاہیے، اور دھاگے سے  
 مقام ترکیب کو باندھ دینا چاہیے اس کے بعد ہر طرف دودھ ڈالنا چاہیے تاہیں  
 وہ اچھی طرح جم جائے، اور اگر سفید انگوڑے کے تخم کو پیس کر لگا دین تو اچھا ہے لیکن  
 آنکھ چھپنے نہ پائے اس کے بعد بیون سے مقام مذکور چھپا دین، اگر ایک ہی شاخ  
 میں کئی پیوند لگا دیئے جائیں جو مختلف الوان کے ہوں تو بھی کوئی ہرج نہیں  
 رقعہ مستدیرہ کی شکل یہ ہوگی



سفید نقطہ آنکھ کے قائم مقام ہے، یہ ترکیب بہت سے درختوں میں مستعمل ہے  
جیسے زیتون وغیرہ میں،

### رقعہ مربعہ کی ترکیب

ایک تیز چھری سے مربع شکل کا پیوند تراشیں جس میں آنکھ صحیح و سالم نکل  
آئے اس کے بعد اس کو پانی میں ڈالتے جائیں یہاں تک کہ ایک کافی تعداد  
تراش لیں اس کے بعد ان شاخوں کو جو پہلے سے ترکیب کے لیے درست  
کی گئی ہیں دیکھنا چاہیے جب وہ ترکیب کے قابل ہو جائیں تو ان کی گرہ  
کی جگہ کو پیوند کے برابر کاٹ کر نکال دیں اور اس کے عوض میں یہ پیوند رکھ دیں  
اور دونوں کو برابر کر دیں اس طرح کہ رقعہ کا باطنی حصہ شاخ کی لکڑی پر جم جائے  
پھر دونوں کو باندھ دیں، اور دودھ سے سیراب کرین خواہ ترکیب الجیر میں ہو  
ہو یا توت میں، غرض کہ ان درختوں میں جن میں دودھ ہوتا ہے، یہی عمل ہوگا ترکیب  
کے بعد اس میں تخم انگور یا آردن پسکر لگا دیں، بقیہ وہی عمل ہے، جو بتایا گیا  
بعض نے یہ کہا ہے کہ زیتون میں بھی مستعمل، رقعہ مربعہ کی شکل یہ ہوگی،



سفید نقطہ آنکھ کے قائم مقام ہے،

## اترج کی رند اور زیتون کے ساتھ ترکیب بالانوب کا طریقہ

اترج کی ایک نرم سیدھی شاخ لی جائے اور اس کے پوست سے ایک انوب جس کا طول ایک بالشت ہو مذکورہ بالا طریقہ پر لیا جائے جیسا کہ تیب، سفرجل وغیرہ کی ترکیب میں بتایا گیا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ شاخ میں سوراخ کر کے مغز کو ہر طرف سے نکال دینا تاکہ صرف پوست باقی رہ جائے جسکی شکل حلقہ کے مانند ہوگی، یا انوب (یعنی بانس کا ایک پور) کی طرح ہوگی، یہ دوسرے درخت کی اس شاخ میں مرکب کیا جائے جو غلظت اور رقت میں اس کے مساوی ہو، پہلے سے اس شاخ کو اور اس کے مضافات کو کاٹ دیا جائے تاکہ مواد کا صعود اسی طرف ہو، یا رند اور زیتون کے ایک ایسے پودہ میں مرکب کیا جائے جو تازہ ہوا اور اکیلا ہو، ترکیب عمل وہی ہوگی جو اس سے قبل فواکہ کی ترکیب میں بتائی گئی ہے،

دو دنوں کو ملاسنے میں پوری کوشش کرنی چاہیئے ذرا بھی فرق نہ ہو، مقام ترکیب پر سفید یا بقول نخ سرخ انگور کے تخم کا آٹا لگا دینا چاہیئے، اور اس کے اوپر ریشم کا کپڑا یا دھواگا لپیٹ دینا چاہیئے، اس کے بعد ایک مٹی کا برتن لیا جائے اور اس کے پیندے میں ایک بار ایک سوراخ سوئی کے ناکہ کے برابر کر دین اور طرف میں میٹھا پانی بھر دین اور مقام ترکیب کے اوپر لٹکا دین تاکہ اس جگہ پر قطرہ بکر پانی ٹپکتا رہے، یہ ترکیب اپریل کے مہینہ میں کرنا چاہیئے، انشا اللہ

اترج کے پھل زیتون یا زند کے پھل کے برابر ہوں گے، لیکن وقت کی کوئی تعیین نہیں کیجا سکتی ہے، کبھی دیر یا سویر ہوتا ہے۔

## فصل

ترکیب بالثقب کا طریقہ عمل جب کو انشاب اور ترکیب

قرطی بھی کہتے ہیں اور یہ قرط کی طرن منسوب ہو

انشاب ایک درخت کا دوسرے غیر جنس درخت کے ساتھ تعلق پیدا کر دینے کو کہتے ہیں خواہ دونوں میں موافقت ہو یا نہ ہو، یہ ترکیب ہر قسم کے درختوں میں مستعمل ہے خصوصاً ان میں جو ایک دوسرے کے ساتھ متاثر رکھتے ہوں جیسے اہات الاشجار وغیرہ، لیکن انشاب عام حالات میں کوئی زیادہ مفید نہیں ہے۔ اس کا عمل محض درختوں کو ممتاز کرنے کے لیے ہوتا ہے انکور کی ترکیب آپس میں اسی طرح ہوتی ہے، نیز انگور، آلو، تاجر، اصفصاف، رتجان اور سیب کے ساتھ بھی اسی طرح ترکیب ہوتی ہے، اور اخرد و اخرد کے ساتھ اور پیستہ، بطم اور انجیر کیساتھ اسی طریقہ سے مرکب ہوتا ہے کیونکہ اخرد و ان مذکورہ اشجار کی طبع، قوت اور حرارت میں یکساں ہوتا ہے اور اترج سیب کیساتھ اسی طرح مرکب ہوتا ہے اس سے اترج اور سیب دونوں پیدا ہوتے ہیں، ان چیزوں کی ترکیب کا زمانہ زمبر سے فردی تک ہے، اور شفا لوجب صفصاف کیساتھ مرکب ہوتا ہے تو بغیر گٹھلی کے ہوتا ہے اور کمرز (خرجینہ) اور تفاح میں بھی یہ ترکیب ہوتی ہے، قی کا قول ہے کہ دونوں

کی جڑ ایک ہی ہوگی البتہ پھل دونوں مختلف ہوں گے اور اس کا عمل وہی ہے جو شفا لو اور صفصاف، انجیر اور قرآسیا، حب الملوک اور شہتوت کی ترکیب کا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ شہتوت کی ایک شاخ گرما یا خریفین میں انجیر کے درخت کے ساتھ مصاف کر دیجائے، جاڑے میں ایسا کرنا ممنوع ہے، ان دونوں کی جڑ ایک ہی ہوگی اور پھل مختلف ہونگے، بقیہ عمل وہی ہے جو صفصاف اور شفا لو کا ہے، جس کا ذکر انشاء اللہ آگے آئے گا، تھاد اور انار کی لکڑی سے سوراخ کرنا چاہیے، قی کا قول ہے کہ انار غیر ضس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے حتیٰ کہ بالکل ملصق ہو جاتا ہے، جڑ تو ایک ہی ہوتی ہے البتہ پھل مختلف ہوتے ہیں، یہی حال تہی کا بھی ہے اور گلاب سیب کے پوست میں مرکب کیا جاتا ہے تو پھلنے کے وقت تک گلاب کے پھول بھی نکل آتے ہیں، اسی طرح بادام کے ساتھ مرکب ہوتا ہے تو اس میں کلیون کے لٹھنے کے ساتھ ہی گلاب بھی نکل آتے ہیں،

انگور کا سیاہ آلو بخارا، صفصاف، اور ریحان کیساتھ  
ترکیب انشاب کا طریقہ

یہ اس وقت کیا جاتا ہے جب دونوں قریب قریب واقع ہوں یا دونوں کسی طرح قریب کر دیئے جائیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ انگور کی جڑ اور مذکورہ بالا درختوں کی جڑ کے درمیان درباںشت یا اس سے کچھ بڑی نالی کھودی جائے اور انگور کی شاخ کو جو اپنی جڑ سے جدا نہ ہو اس نالی میں پھیلا دیں اور اتنا بڑھائیں کہ دوسرے درخت کی جڑ تک یہ شاخ پہنچ جائے، اس کے بعد دوسرے درخت

کی جڑ میں ایک سوراخ شاخ کی حجم کے لحاظ سے کریں اور اس میں شاخ کا ایک کٹہرہ  
 داخل کر کے دوسری طرف اس کو نکال لیں اور جہاں پر شاخ موٹی ہو اور سوراخ  
 سے باہر نہ نکل سکے تو وہاں پر چھوڑ دیں اور سوراخ کو لہذا مٹی سے بند کر دیں  
 اور اس گڑھے یا نالی کو بھی جس میں یہ شاخ پھیلی ہے بھر دیں اور مٹم کے درخت  
 کی جڑ میں بھی مٹی ڈال دیں اور اس کو برابر پانی سے سیراب کرتے رہیں، تعمیر کے  
 وقت اس کا خیال رکھیں کہ اس شاخ کو کوئی نقصان نہ پہنچے، اسی حال پر کچھ دن چھوڑ  
 دیا جائے یہاں تک کہ یہ سوراخ بھر جائیگا، اور یہ نظر آئے گا کہ گویا اسی سے یہ شاخ  
 نکلی ہے، اور اسی سے غذا اور قوت حاصل کر رہی ہے، ایسا اس وقت ہو گا جب کہ  
 یہ شاخ طول اور غلظت میں برابر بڑھ رہی ہو، جب یہ شاخ بالکل تیار ہو جائے تو  
 اسکو اس سوراخ کے اوپر سے جدا کر دیں اور اسی طرح اس کو اپنی جڑ سے بھی الگ کر دیں  
 پھر وہ خود مستقل طور پر انگوڑے پھل لائے گی، یہ ترکیب تو اس صورت میں ہے جب کہ  
 جڑ میں تطہیم کی جائے لیکن جب تنے میں تطہیم کرنا مقصود ہو تو اس میں بھی شاخ کی غلظت  
 کے لحاظ سے سوراخ کریں اور شاخ کے علوی حصہ کو اس میں داخل کر کے دوسری  
 جانب کھینچ لیں یہاں تک کہ شاخ سوراخ میں پھنس جائے، اس کے بعد سوراخ کے  
 دونوں جانب سفید، شیریں، اور چکنی مٹی لپیٹ دیں اور چار دن طرف سے ایک  
 کپڑا لپیٹ دیں اور دھاگے سے باندھ دیں پھر اگر ممکن ہو سکے تو اس پر ایک طرف  
 داخل کر دیں جب میں مٹی بھر دیں اور کئی سال تک اس کو اسی حال میں چھوڑ دیں  
 اس کا قول ہے کہ دو یا تین سال تک یہ شاخ اپنی جڑ سے غذا حاصل کرتی رہے گی  
 اور موٹی ہوتی جائے گی یہاں تک کہ سوراخ شاخ کی موٹائی سے بھر جائے گا اور

اور دونوں میں کوئی فرقہ باقی نہ رہے گا، شاخ کا وہ حصہ جو سوراخ سے باہر ہے وہ بھی موٹا ہوتا جائے گا اور جڑ کی طرف کا حصہ پتلا ہوتا جائے گا، یہاں تک کہ یہ معلوم ہو کہ یہ شاخ اپنی جڑ سے بالکل مستغنی ہو گئی ہے، اور دوسرے درخت کے تنے سے بالکل متصل ہو گئی ہے، جب یہ حالت پیدا ہو جائے، تو وہ اپنی جڑ سے الگ کر دیا جائے اور مقام ترکیب سے اوپر قطع کیا جائے، جس کا قول ہے کہ شاخ کا کوئی حصہ ایسا نہ ہو جو اس مطعم درخت سے غذا حاصل نہ کرتا ہو، گویا وہ اسی میں لگاؤ لگئی ہے اور اب اسی طرح نشو و نما پارہی ہے جیسا کہ پہلے نشو و نما پاتی تھی اور اسکی غذا میں کوئی کمی نہ ہو کیونکہ اب یہ جڑ پہلی جڑ کے قائم مقام ہو گئی، اس کے بعد اس درخت کا علوی حصہ چھانٹ دین تاکہ اسکی قوت اس شاخ کی طرف منتقل ہو جائے،

جس کا قول ہے کہ اگر انگور سیاہ آلو بخارا میں مرکب کیا جائے تو اس کی شیرینی باقی رہے گی اور کوئی تغیر نہ ہوگا، بلکہ یہ فائدہ ہوگا کہ دوسرے انگور سے قبل ہی یہ تیار ہو جائے گا،

لیکن اگر صفصاف کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کی شیرینی کم ہو جائیگی اور مزہ بھی بدل جائے گا، آلو بخارا کے ساتھ اس کی ترکیب بہت عمدہ ہے، اور چنانچہ اس کے ساتھ مرکب کرنے میں بھی ریحان ہی کا مزہ آجاتا ہے،

افروٹ کا افروٹ کے ساتھ انشاب بھی اسی طرح ہوتا ہے، جب افروٹ کے دو درخت اس طرح متصل ہوں کہ ایک کی شاخ دوسرے کی شاخ سے ملحق ہو سکے تو اس کو ترکیب بالثقب سے مرکب کر دینا چاہیئے، جس کا قول ہے کہ بعض سلف کا یہ خیال ہے کہ افروٹ اور دوسرے خوشبودار مغز و اسے درخت کسی کیشا

ترکیب کو پسند نہیں کرتے، لیکن میرے تجربہ کے یہ خلاف ہے، میں نے دونوں کو مرکب کیا لیکن کوئی نقصان نہیں پہنچا، اخروت پستہ اور بطم کے ساتھ بھی اسی طرح مضاف ہوتا ہے، بشرطیکہ دونوں متصل ہوں اگر ایسا نہ ہو تو کسی ایک درخت کو دوسرے درخت کے متصل لگائیں اور ایک سال تک بڑھنے دیں، جب بڑھ جائے تو اخروت کو درخت پستہ کی طرف جھکائیں اور پستہ کی جڑ یا تنے یا کسی مضبوط شاخ میں اس کو مرکب کر دیں، بقیہ عمل وہی کیا جائے جو انکور کے لیے بتایا گیا ہے، ترکیب کے بعد اس کو پانی سے برابر سیراب کرتے رہیں، اس سے اور اخروت کی طبعی حرارت سے جلد بڑھے گا، اور شفتالو اور صفصاف کی ترکیب سے بغیر گٹھلی کے شفتالو پیدا ہوتے ہیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ صفصاف کی ایک شاخ یا کوئی دھندلیا جائے جب وہ بڑھنے لگے تو اس کو قوس کی شکل کا اس طرح بنا دیں کہ شاخ کے علوی حصہ کو زمین میں دفن کر دیں یا یہ کرین کہ جب شاخ بچھیں تو اس کے دونوں کناروں کو پہلے ہی زمین میں دفن کر دیں یہ بھی قوس ہی کی شکل ہوگی، پھر جب بڑھتے دیکھیں تو قوس کے نیچے شفتالو کی ایک یا دو گٹھلی بو دیں یا اس کا کوئی پودہ لگا دیں اور ایک سال کے اندر یہ عمل ختم کر دینا چاہیئے جب شفتالو کا پودا بڑھے گا تو اس قوس پر غیر معمولی بوجھ ہوگا، اسلئے قوس میں ایک بڑا شگاف بنائیں تاکہ یہ پودا اس کے اندر داخل ہو سکے، جب نش کر دیں تو ہستہ سے شگاف کھول کر اس میں پودہ کو داخل کر دیں اور اوپر کی جانب کھینچ لیں یہاں تک کہ وہ خود قائم ہو جائے، اس کے بعد اس شق کو کسی دھاگے سے باندھ دیں اور اس کے اوپر اچھی مٹی لگا کر کپڑے اور دھاگے سے دوبارہ باندھ دیں



جب دوسرا سال شروع ہو جائے اور یہ معلوم ہو کہ شفتا لو کا پودا اپنی جڑ سے مستغنی ہو گیا ہے تو اس کو کاٹ کر الگ کر دین، رخ کہتا ہے کہ پھلنے سے قبل ہی یہ توں سے غذا حاصل کرنے لگے گا، اور اس کے پھل بغیر گٹھلی کے ہون گے، بعض کا یہ قول ہے کہ جب ایک درخت دوسرے درخت میں مصفا ت کیا جائے تو اس کو میٹھے پانی سے سیراب کرنا ضروری ہو،

ابن حجاج کی کتاب میں یونیوس کا قول یوں منقول ہے کہ انگور کا انگور کشا ترکیب بالقتب اس طرح ہوتی ہے کہ ایک کی شاخ کو دوسرے کی جڑ میں جو زمین کے اندر ہو سوراخ کر کے داخل کر دین، اور یہی عمل انگور اور سیاہ آلو بخارا کے انشاب میں ہے، اگر کسی اچھے انگور کی شاخ لینا مقصود ہو تو اس کا طریقہ یہی ہے جب تقطیع سے شاخ بڑھ جائے تو اس کو اصل سے جدا کر دینا چاہیے،

شفتا لو کی ترکیب انشاب صصاف کے علوی

حصہ میں دوسرے طریقہ پر،

جب شفتا لو صصاف دونوں اس طرح قریب ہوں کہ ایک کی شاخ دوسرے کی شاخ سے متصل ہو جائے، تو ایام ربیع میں صصاف کی ان موٹی شاخوں کو جو شفتا لو کی طرف جھکی ہوئی ہوں شق کیا جائے اور ہر شاخ میں شفتا لو کی ایک شاخ داخل کی جائے پھر اس شق کو قنب کے دھاگے سے مضبوطی سے باندھ دین اور اس پر گرم مٹی لپیٹ دین اور پھر اس کو کپڑے کے کسی ٹکڑے سے باندھ دین، اس کے بعد اس مقام ترکیب سے اہر میٹھے پانی سے لبریز ایک زہ نکال دین اور اس کے نیچے باریک سا سوراخ بنا دین تاکہ پانی رس رس کے اس مقام پر پہنچے

پورے موسم گرما میں ایسا ہی عمل کرنا چاہیے، جب دوسرا سال شروع ہو جائے  
تو شفا لو کی وہ شاخیں جو صفیات کی شاخوں میں مرکب کی گئی ہیں، شش کے  
نیچے سے کاٹ دیجائیں جیسا کہ انگور اور آلو بخارا کے انشاب کے بیان میں چکا  
ہے، اور یہ شاخیں اسی حالت میں چھوڑ دیجائیں تاکہ وہ صفیات کی شاخوں سے  
غذا حاصل کریں، بڑھتے بڑھتے اس میں پھل آجائیں گے لیکن گھٹلیاں نہ ہوں گی  
انشاب کا ایک طریقہ ایسا بھی ہے کہ جس میں مطعم اور مطعم علیہ دونوں میں پھل آئیں  
مثلاً شفا لو کی شاخیں اگر بادام یا سیب کے ساتھ مضاف کر دیجائیں تو دونوں کی  
اصل ایک ہی ہوگی، لیکن پھل دونوں کے مختلف ہوں گے، اسی طرح امر و کو  
اگر سیب اور تہی کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اصل ایک ہوگی لیکن انما مختلف  
ہوں گے، اور اسی طرح اخیر اور شہتوت کی ترکیب میں دو قسم کے پھل ہوں گے  
اور ہر ایک ہوگی ان تمام میں طریقہ عمل وہی ہے جو صفیات اور شفا لو کا ہے،

## فصل

اس ترکیب کے بیان میں جب کواعمی کہتے ہیں اور جو خواست اول  
زراعت کے بالکل مشابہ ہو، ص، خ اور غ، کی کتابوں سے  
سے ماخوذ ہے

اس ترکیب کا عمل گھٹلی، تخم اور پودوں کیساتھ ہوتا ہے، اس ترکیب کا ایک  
مض دوسرے کے ساتھ مضاف کیجاتی ہے، ان میں سے ایک کا طریقہ ہم بیان  
کرتے ہیں تاکہ دوسروں کو اسی پر قیاس کر لیا جائے، اخیر اور ثوت وغیرہ زیتون

اور اس کے ہمجنس درختوں کے ساتھ مرکب ہوتے ہیں، اس طرح ہر کہ ایک نیتون کا درخت یا اس کی شاخ منتخب کی جائے اور وہ بالکل برابر کاٹی جائے جس طرح آکرہ سے مستوی اسطرح کاٹی جاتی ہے، اس کے بعد اس شاخ کو اسی پھری سے شق کیا جائے جس کا ذکر ترکیب کے بیان میں ہو چکا ہے، پھر یہ شق کلہاڑی سے یا کسی دوسری چیز سے بڑھایا جائے، اگر تم اس شاخ کو اسی طرح شق کرنا چاہتے ہو جس طرح بیگن وغیرہ میں شق کئے جاتے ہیں تو تم اسی درخت کی لکڑی سے دو کھونٹیاں بناؤ اور دونوں کو شق کے ایک کنارے میں داخل کرو، اور اس قدر مضبوطی سے رکھو کہ اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پائیں، اس کے بعد ان کو کسی چیز سے آہستہ سے ٹھوکو یہاں تک کہ دونوں کھونٹیاں شق کے اندر غائب ہو جائیں لیکن یہ خیال رہے کہ جو مقام قطع ہے اسکی سطح جس طرح قبل میں برابر تھی اسی طرح اب بھی برابر رہے، اور یہ شق تقریباً تین انچ کشادہ ہو جائے، پھر مٹی کا ایک بڑا ظرف لیا جائے جو کم سے کم اس مشقوق شاخ کے اتنا کشادہ ہو، کیونکہ اس کو مٹی کی ضرورت دوسرے مرکب درختوں سے بہت زیادہ ہے، اس ظرف کے سفلی حصہ میں اتنا بڑا سولخ کیا جائے کہ جس میں درخت کا مشقوق حصہ اندر جاسکے، اس سے نہ کم ہو اور نہ زیادہ، پھر منتہی شق کے قریب شاخ کی چاروں طرف ایک ڈور باندھ دیں جسکی شکل کھل پازیب کی سی ہو جائے، اور یہ بندش منتہی شق کے نیچے بالشت کے دو ٹکٹے حصہ پر واقع ہو، اس کے بعد ظرف کو شاخ کے اندر داخل کر دیں اور اس بندش پر جو خلیاں کے مانند ہے جا دیں، اور نشست بالکل سیدھی رکھیں، اس کا عمل وہی ہے جیسا کہ ترکیب کے بیان میں جا چکا ہے، اور یہ مشقوق

حصہ ظرف کے نصف حصہ میں ہو یا نکتہ میں ہو اس کے بعد ظرف کے سوراخ کو نرم اور لہلہ دار مٹی سے اندر اور باہر دونوں طرف سے بند کر دین تاکہ شاخ اور ظرف کے درمیان کوئی غلاباتی نہ رہے، بلکہ خوب عمدگی کے ساتھ راستہ مسدود ہو جائے تاکہ پانی یا مٹی کے نکلنے کا موقع نہ رہے، پھر سٹرا ہو اگو بر جسکی حرارت بالکل غائب ہو گئی ہو اور صرف رطوبت رہ گئی ہو وہ لیا جائے یا ایک حصہ آدمی کا غلیظ لیا جائے اور ایک حصہ سیاہ بدبودار مٹی لی جائے، اور تیسرا حصہ اسی قسم کے گوبر کا ہو ان تینوں کا مساوی حصہ لیکر خوب ملا دین اور کسی غلہ کا بھونسہ بھی ملا دین، اس سے اس شق کو بھی بند کر دین اور ظرف میں بھی ڈال دین، صرف اتنا حصہ چھوڑ دین کہ جس میں پانی ڈالا جاسکے، ظرف میں یہ چیزیں ڈال کر خوب ہاتھ سے دبا دین، اس کے بعد سیب، تہی، توت، اترج، گلاب، انار، انگور اور ریحان وغیرہ کے تخم لیے جائیں اور اس شق میں بودینے جائیں، اور اس کو کافی طور پر ظرف کی مٹی سے ڈھانک دین، لیکن اسی قدر مٹی دیجائے جس قدر کہ وہ تخم یا گھٹلی برداشت کر سکیں، بونے کے بعد اس کو برابر پانی سے سیراب کرتے رہیں، کبھی مٹی کو خشک ہونے کا موقع نہ دین، اور اگر اس مقام پر پانی سے بھرا ہو اور ظرف لٹکا دین جس میں چھوٹا سا سوراخ بھی ہو، تو یہ زیادہ اوسلے ہے، یہ تخم اسی شق میں نمونپائے گا اور اس کی باریک رگین اس میں پھیلین گی، عرض کروں کہ وہ اسی شق سے بڑھے گا، اُگنے کے بعد سیرابی سے غفلت کرنی سخت مضر ہے، جب تک خوب قوی نہ ہو جائے اور تم کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اب یہ شاخ سے جدا حاصل کر رہا ہے، اس وقت تک پانی ڈالے رہو، جب اس کا تقیظ

ہو جائے تو چند سال کے بعد اس پانی والے ظرف کو اتار دو اور اب براہ راست شاخ سے غذا پائے گا، یہ طریقہ تمام درختوں میں رائج ہے، مثلاً ریحان، انجیر، اور زیتون کے ساتھ اور اترج بادام کے ساتھ اور قوت زیتون کے ساتھ اور انجیر زیتون کے ساتھ اس طرح بھی مرکب ہوتے ہیں، اس صورت میں تنقیہ کی بھی شدید ضرورت ہے،

### ترکیب اعمی کا دوسرا طریقہ

جو شخص یہ چاہے کہ یہی طریقہ عمل شفا لے اور آٹو بخار وغیرہ کے پودوں کے ساتھ کرے تو اس کو تخم یا گٹھلی کا وہ پودہ منتخب کرنا چاہیے جو ایک انگلی لانا ہو، پودہ کو جڑ سمیت اکھاڑ لیں اور اگر ممکن ہو تو جڑ کے ساتھ مٹی بھی لے لیں، بلکہ یہ صورت زیادہ اچھی ہے، یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ پودہ کی چھال ایک سال کے بعد جب سرخ ہو جائے، تب اس کو اکھاڑیں، پھر اس پودے کو اس شق میں داخل کر دیں اور برابر میٹھے اور اچھے پانی سے سیراب کرتے رہیں تاکہ اس کی مٹی خشک نہ ہونے پائے، اس ترکیب سے وہ جلد بڑھے گا اور قوی ہوگا،

### ایک اور ترکیب

گٹھلیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی عمل کیا جاتا ہے، جیسے توز، برقوق، عیون البقر، زیتون، رند، خوخ، اور قرآسیا وغیرہ کی گٹھلیاں بھی اسی طرح بوئی جاتی ہیں گٹھلی اسی طرح شق میں رکھ دی جاتی ہے، جیسا کہ دوسری گٹھلیاں بوئی جاتی ہیں، فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس ترکیب میں گٹھلی میں ہلکا سا شق کر کے بونٹا دیں، اور پھر اس کو دو یا تین انگلی مٹی سے بھر دیتے ہیں اور برابر پانی سے سیراب

کرتے رہتے ہیں کسی وقت بھی ہٹی خشک نہیں ہونے پاتی، انشا اللہ اسی شبنم  
 میں جڑ کے ساتھ پودہ نکلے گا، اور اسی درخت سے وہ قوت پائے گا، اور زیتون  
 میں بادام، اور حب الملوک کی بھی تقسیم ہو سکتی ہے، اور زرد زیتون اور برقوق  
 کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے، اور یہ سب آپس میں بھی مرکب ہو سکتے ہیں،  
 گٹھلیوں کے اس طرح ہونے میں اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہر نوع کی تین  
 گٹھلیاں اسی طرح ہونی چاہئیں تاکہ اگر کوئی خراب ہو جائے تو دوسری کا رآمد  
 ہو سکے جب پوری قوت پودہ میں آجائے تو جو حصے غیر مفید ہوں ان کو کاٹ  
 ڈالنا چاہیے، اور اسی طرح دوسرے میوہ جات کے تخم کے ساتھ بھی عمل کیا جاتا  
 ہے، اگر ایسا عمل ایک سے زیادہ شاخوں کے ساتھ کیا گیا اور ہر شاخ میں دوسرے  
 قسم کا تخم بویا گیا تو یہ عجیب و غریب بات ہوگی کہ ایک درخت سے مختلف درخت  
 پیدا ہوں گے اور اسی سے قوت حاصل کریں گے،

## فصل

مشابہات ترکیب میں، گٹھلی اور تخم کو نباتات، مثلاً پیاز،  
 گاؤ زبان، شہتوت وغیرہ کیساتھ ملتی کرنا،

گلکڑی، خر بوزہ، کھیر، وغیرہ گاؤ زبان کے ساتھ ملتی ہوتے ہیں، یہ شکل  
 ترکیب اور زراعت دونوں کے مشابہ ہے، طریقہ یہ ہے کہ گاؤ زبان کا مضبوط  
 پودہ لیا جائے، یا ایک سال پورے ہونے سے قبل پودے کو کسی باغ میں

اسی وجہ سے یہ مشابہات ترکیب کہلاتی ہے،

منتقل کر دیا جائے اور کافی نگرانی کی جائے تاکہ وہ جلد قوت حاصل کرے، پھر جڑ کی مٹی ہٹا دی جائے اور جڑ کے طول میں ایک لوہے سے آلہ نشتر کے برابر ایک شق کرین یا اس سے ذرا بڑا رکھیں اور لکڑی خر بوزہ اور کھیرا میں سے جسکو چاہو اس کا ایک تخم اس شق میں ڈال دو، ان تخمون کو پہلے میٹھے پانی میں رات بھر چھوڑ دو داخل کرنے کے بعد میدان کی باریک اور خشک مٹی جڑیزہ ڈال دو اور موضع تخم کو دو انگلی یا اس سے زائد مٹی سے بھر دو، اگر ریت میسر ہو سکے تو اس سے بھی پر کر دو، یہ عمل تو گاؤں زبان کے اسفل حصہ میں ہو اور اگر تم علوی حصہ میں کرنا چاہو تو اوپر کے حصہ کو برابر قطع کرو اور پوست اور لکڑی کے درمیان لکڑی، خر بوزہ اور کھیرا کے تخم رکھو، پھر ان کو خشک مٹی سے دھانک دو، انشاء اللہ یہ ترکیب کامیاب ہوگی،

## فصل

دوسری ترکیب کدو کو غصل (پیاز دشتی) کی تھپا مٹی کرنے کی، اسکو بصل انخسیر اور بصل الفار دونوں کہتے ہیں  
صغیر وغیرہ کی کتاب سے ماخوذ ہے،

جہاں پر پیاز کے پودے ملے ہوئے ہوں، وہاں اس عمل کو یوں کرنا چاہیے کہ پیاز کے علوی حصہ سے ثلث حصہ نوج کر پھینک دینا چاہیے اور دو ثلث حصہ میں ایک شق کرنا چاہیے جس کا عمق ایک انگلی ہو، بانس کی پھری بنا

اگر یہ عمل کیا جائے تو اچھا ہے پھر شق کے ہر کنارے میں ایک مزدور تخم کو داخل کر دین اور تخم کو کھڑا رکھیں اس کا پتلا سرا اوپر ہو، ان تخمون کو بھی شب بھر پانی میں رکھنے کے بعد ملحق کرین اور مقام ترکیب کو دھاگے یا کپڑے سے باندھ دین، یا برودی (بائس کی ایک قسم ہے اور برودی کھجور کو کہتے ہیں) کے پتوں سے پلیٹ دین، پیاز کو ہمیشہ اس کے مناسب گڈھون میں بونا چاہیئے اور اس زمین کی تعمیر کا حقہ کرنی چاہیئے، اس ترکیب کے بعد مقام ترکیب میں ریت یا مٹی ڈال دینی چاہیئے، پھر پانی سے اس طرح سیراب کرنا چاہیئے کہ تخم تک پانی پہنچے لیکن خود پودے پر پانی ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے، اس طرح پر عمل کرنے سے سبز رنگ کے بڑے بڑے کد نکلیں گے جس میں پیاز کی بو ہوگی اور نہ اس قسم کا مزہ ہوگا، اس میں پانی کی زیادہ ضرورت نہیں ہوگی اس ترکیب کا وقت اور پیاز بونے کا وقت انشاء اللہ بھر کسی موقعہ پر بیان کیا جائے گا،

مذکورہ بالا ترکیب کا میں نے خود تجربہ کیا تو بالکل صحیح پایا، اس کد کو کو میں نے اور دوسروں نے بھی کھایا، بعض کا یہ قول ہے کہ یہ آسمان کے پانی سے سیراب ہونے والی زمین میں اچھی طرح ہوتا ہے بشرطیکہ اس وقت تک سیراب ہو سکے جب تک یہ قوت نہ پکڑے یہ پیاز کا پودہ اسی حال میں قائم رہے گا اور اس کو زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہے، اور نہ کسی قسم کی کاٹ چھانٹ کی ضرورت ہے،



## ایک اور ترکیب

حق کا قول ہے کہ اگر تم یہ چاہو کہ کدو اور لکڑی بکھی سیرابی کے گلاؤ تو اس کے لیے تم اس زمین کا انتخاب کرو جس میں سن کی جڑ ہو یا حاح جسکو عاقل بھی کہتے ہیں اس کی جڑ ہو، اس جڑ کے قریب ایک بڑا گڈھا کھودو، جو تین ہاتھ گہرا ہو، پھر اس جڑ کے وسط میں ایک پتلی لکڑی سے شق بناؤ، جو بہت زیادہ کشادہ نہ ہو۔ بلکہ اتنا ہو کہ کدو، اور لکڑی کے دو تخم سکیں ان دونوں تخمون کو شق کے اندر داخل کرنے کے بعد گڈھے کی مٹی اوپر سے ڈال دین اور زمین کی باریک مٹی بھی ڈالیں یہاں تک کہ مزرعہ تخم کے اوپر تین انچل کے برابر اونچائی ہو، اور جیسے جیسے یہ تخم ایک ایک بالشت بڑھتے جائیں ویسے ہی اور زیادہ مٹی ڈالتے جائیں تاکہ یہ گڈھا بالکل بھر جائے اور زمین کی سطح کے برابر ہو جائے، اگر اس طرح کدو، اور لکڑی کی زراعت کیجائے تو اس کی جڑ مستقل ہو جائے گی اور ہر سال بلا پانی کے پیدا ہوگی مین نے اس ترکیب کو آسانی کے خیال سے لکھا تاکہ اس کے مشابہت میں بھی یہ عمل کیا جاسکے، جیسا کہ آگے آگے گا، اگر یہ عمل قنارہ الحمار (بندالی) کی جڑ میں کیا جائے تو لکڑی تلخ پیدا ہوگی اور اس سال لانے والی ہوگی، اور اگر بروج میں یہ عمل ہو تو یہ منوم بہت ہوگا، اور اگر سرخ انگور کی جڑ میں ہو تو جو چیز اس میں لگائی جائے گی اسی کی خاصیت اختیار کرے گا، جس شخص کو اس پر شبہ ہو اس کو تجربہ کر لینا چاہیئے۔

خرمائی گٹھلیوں کو قرقاص کی جڑ سے ملتی کرنے کا بیانا، اس ترکیب سے موز پیدا ہوتا ہے جس، غ اور خ سے ماخوذ ہے

اس کا طریقہ یہ ہے کہ قرقاص کو ایسی جگہ پر لگانا چاہیے جہاں پر برابر دھوپ رہتی ہو، وہ زمین اچھی طرح پانی سے سیراب ہو چکی ہو، لگانے کے بعد ہوا سے محفوظ رکھیں اور اس وقت تک پانی سے سیراب کرتے رہیں جب تک کہ اُگنے نہ لگے، جب اس کی شاخیں نمودار ہو جائیں تو جڑ کی مٹی ہٹا دیں اور سونے کے ایک ٹکڑے سے جڑ میں ایک تنگات دین اور اس میں اس خرمائی گٹھلی داخل کریں جس کو کسبہ کہتے ہیں یا اور اچھے قسم کے خرمون کی گٹھلیاں اس طرح داخل کی جائیں کہ وہ بالکل غائب ہو جائیں پھر اس جگہ کو کھجور یا بانس کی پتی سے یادھاگے سے باندھ دیں اور اس پر لسدار مٹی لگا دیں پھر اس مقام کو چار انگلی مٹی ڈال کر مستور کر دیں اس کے بعد سیراب کرنا شروع کریں خواہ روزانہ سیراب کریں یا ایک دن کے بعد سیراب کریں، پانی میٹھا ہونا چاہیے، اس ترکیب سے موز پیدا ہوگا، اور اس کے لگانے کا وقت جنوری یا فروری میں ہے، اور آخر موسم گرما میں یہ پھلتا ہے، بعض یہ کہتے ہیں کہ پہلے گٹھلی کو کسی چیز سے چور کر لیں پھر اسکو نئی مین داخل کریں، غ کا قول ہے کہ میں نے اس کا تجربہ کیا صحیح نہیں پایا، مجھ کو ایک فقہ شخص نے یہ خبر دی کہ یہ عمل مشرقی ممالک میں جاری ہے،

لے اصل کتاب میں ہر جگہ ترکا لفظ ہے لیکن غر سے مطلب واضح نہیں ہوتا، الایہ کہ غر کسی درخت کا نام ہے برے خیال میں یہ قر (خرما) ہے کیونکہ ترکیب متعین درخت کے ساتھ ہے،

اور مین نے لوگوں کو ایسا کرتے ہوئے خود دیکھا ہے، خرما کی مادہ گٹھلی لیجائے اور یہ چھوٹی ہوتی ہے اس کا کنارہ نوکیلا نہیں ہوتا ہے اس کو قرقاص کی جڑ مین مرکب کرین جسکی جڑ تلخ اور حشمت (فارسی مین کنکر کہتے ہین) کی جڑ کے مشابہ ہوتی ہے ترکیب کے بعد مٹی سے ڈھک دین اور پانی سے خوب سیراب کرین انشاء اللہ اس سے موز پیدا ہوگا، اس قسم کا قرقاص بلادِ اندلس مین بہت کم پایا جاتا ہے،

**خر بوزہ کو عوج سوسن، خٹمی اور انجیر کسیاتھ ملحق کرنے کا طریقہ**  
 طابین ہے کہ بعض لوگ خر بوزہ کو دوسرے نباتات کے ساتھ ملا کر بوتے ہین اور اس کو مرکب خر بوزہ کہتے ہین، یہ مختلف رنگ کا ہوتا ہے طریقہ عمل یہ ہے کہ عوج، سوسن، خٹمی، قوت اور انجیر وغیرہ مین سے کسی ایک کو اس کے لیے منتخب کیا جائے، پہلے درخت کی تمام شاخون کو کاٹ ڈالنا چاہیے یہاں تک کہ زمین پر صرف ایک بالشت یا ایک ہاتھ جڑ باقی رہ جائے، پھر زمین مین چوڑی دھار والی پھری یعنی کھر پے سے شق کرین، خصوصاً عوج کی جڑ مین کئی شق کرین اور ان شقوق مین تین سے پانچ تک خر بوزے کے بیج داخل کرین، اس سے زیادہ بیج نہ ڈالے جائیں اور قوت مین یہ بیج ڈال کر اوپر سے چکنی مٹی حسین تھوڑی شیرینی بھی ہو ڈال دین، تاکہ تخم چھپ جائے، یہ مٹی رقت، حرارت اور بیہوش مین معتدل ہوتی ہے اس مٹی کی اتنی مقدار ڈالی جائے جتنی کہ ان تخمون کے لیے گڑھون مین دیکھائی ہے، قوت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ شق سے قبل اس پر گرم پانی ڈالین پھر شق کرین، یہ تمام جڑ مین کثرت سے پانی کی محتاج ہین، ہمیشہ ان کو سیراب کرتے رہنا چاہیے، اس سے چل بکثرت آئے گی

توقع ہے، جو خر بوزہ کہ قوت کے ساتھ مرکب کیا جائے گا وہ بہت زیادہ شیرین ہوگا، بلکہ تمام خر بوزوں سے زیادہ میٹھا ہوگا، اور جو عوج میں مرکب کیا جائیگا اس کا بھی ذائقہ اچھا ہوگا، آفات اور تغیرات کا اثر اس پر بہت کم ہوگا، اور جو خر بوزہ کہ سو سن کیساتھ مرکب ہوگا اس کے پھل بڑے ہون گے اور قسم ثانی سے زیادہ شیرین ہون گے اور جو خطمی کے ساتھ مرکب ہوگا اس میں خوشبو بہت عمدہ ہوگی، اور جو انجیر کے ساتھ مرکب ہوگا، اس میں اتنی حدت اور تیزی ہوگی کہ کوئی شخص منہ کھٹنے کے خوف سے نہ کھا سکے گا، اس کی حالت آسن یا رانی کی طرح ہوگی، اور یہ عمل ان خر بوزوں میں کیا جاتا ہے جو ابتداً گرما اور آخر ربيع یا آخر جولائی میں بوسے جاتے ہیں،

## فصل

ان چیزوں کے بیان میں جنکی ترکیب میں ضرورت ہے

ہمیشہ پھلدار درختوں کو پھلدار کے ساتھ مرکب کرنا چاہیئے، پھلدار کو غیر پھلدار کے ساتھ مرکب نہ کرنا چاہیئے، اور نہ غیر پھلدار کو پھلدار اور غیر پھلدار کے ساتھ مرکب کرنا چاہیئے، کیونکہ ایسی ترکیب سے پھل کم آئیں گے، اسی طرح کمر دریا پرانے درخت میں ترکیب نہ کرنا چاہیئے، بلکہ صرف نئے اور جوان درختوں میں جو آفات سادہ سے بالکل محفوظ ہوں، اور جن میں مادہ اور رطوبت کافی موجود ہو ترکیب کا عمل کیا جائے تو وہ مفید اور کارآمد ہوگا، جیسا کہ اچھی زمین میں ہر قسم کی زراعت ممکن ہے، البتہ جنہیں رطوبت ہو ان کو زیادہ رطوبت والوں میں مرکب کر سکتے ہیں، لیکن

اس کے برعکس نہیں ہو سکتا کیونکہ ترکیب ناقص ہو جائیگی،  
 قی کا قول ہے کہ مقدّمین نے اس پر اتفاق کر لیا ہے کہ کثیر مادہ والے درخت  
 خواہ وہ کسی نوع کے ہوں اپنے جھنڈ اور مشابہ مادہ والے درختوں کے ساتھ  
 مرکب ہو سکتے ہیں اس صورت میں پودہ سال میں تقریباً دس بالشت بڑھے گا  
 اور بہت ممکن ہے کہ اسی سال پھل بھی لائے، میں نے آمد دین اس کا تجربہ  
 کیا ہے،

علماء و فلاحت کا یہ بھی قول ہے کہ جب درخت اپنی نوع کے ساتھ مرکب کیا  
 جائے، یعنی یہ کہ زیتون، زیتون اور رنبورج کیساتھ، سیب سیب کے ساتھ  
 اور تہی تہی کے ساتھ مرکب کی جائے تو ترکیب بہت جلد بار آور ہوگی، اور  
 جو غیر نوع یا مشابہ درختوں کے ساتھ مرکب کئے جاتے ہیں، ان میں اتنی قوت  
 نامیہ نہ ہوگی، بلکہ مطعم علیہ میں بعض وقت سختی آجاتی ہے اور مطعم اس کی کوئی مدد  
 نہیں کر سکتا، اس قسم کی ترکیب کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ زمین کے اندر مرکب  
 کئے جائیں یا ترکیب کے بعد مقام ترکیب کو زمین کے اندر چھپا دیں، اس سے  
 انتشار اشد اصلاح ہوگی،

میں نے آلو بخارا کو تہی کے ساتھ مرکب دیکھا، جہین آلو بخارا کی شاخ تو سخت  
 ہو گئی تھی اور تہی کا تنا اچھی حالت میں تھا، اور ایک دوسرے سے ممتاز تھا، جن  
 درختوں میں کھا دو غیرہ ڈالی جاتی ہے ان میں ایک سال پیشتر ہی کھا دو غیرہ  
 ڈال کر درست کر دیں اور زمین کو اچھی طرح تعمیر کر دیں، جیسے زیتون وغیرہ  
 ہے، مشقوق حصہ کو یا اس سوراخ کو جس میں قلم داخل کئے جاتے ہیں، باندھ کر

محفوظ کر دین، یہ خیال رہے کہ کتان کے بٹے ہوئے دھاگے سے اور اسی طرح سخت ڈور سے نہ باندھیں کیونکہ اس قسم کی سخت چیز پوست میں بیٹھ جاتی ہے اور اس کو کاٹ ڈالتی ہے، اس سے ترکیب پر بڑا اثر پڑیگا، ترکیب انوب اور رقتہ میں بھی اس کا خیال رکھنا چاہیئے، اس سے ادنیٰ یہ ہے کہ اُون کے دھاگے سے اس کو باندھ دین جب شاخیں بڑھ جائیں اور یہ خطرہ ہو کہ ہوا یا چڑیاں اُن کو توڑ ڈالیں گی تو ترکیب کو محفوظ رکھنے کے لیے ایک موٹا ڈنڈا جڑ میں نصب کر کے اس پر ٹیک لگا دین یا ان کو تنے یا دوسری شاخوں میں مقام ترکیب سے نیچے باندھ دین، باندھ کر ترکیب کی شاخوں سے ملا دین اور ہلکے سے اس کو بھی باندھ دین تاکہ قوت پکڑے اور اگر یہ شاخیں بے ضرورت ہوں تو ان کو الگ کر دینا چاہیئے، شاخوں کے اوپر ایک کانٹا بھی باندھ دینا چاہیئے تاکہ چڑیاں اس پر بیٹھ کر خراب نہ کریں، اگر بعض چھوٹی شاخوں کی تحیف کی ضرورت ہو تو ان کو ہاتھ سے نوج لینا چاہیئے، لوہا لگانے کی ضرورت نہیں ہے،

جب کبھی ترکیب میں ضعف نظر آئے تو غور کرنا چاہیئے کہ صنف کیون آیا اگر گرمی کی شدت کی بنا پر ہو تو شیریں پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور بار بار ایسا کرنا چاہیئے زمین کی تعمیر کی بھی ضرورت پڑے گی، مقام ترکیب اگر ٹیٹ گئی ہے یا اس میں شقوق پیدا ہو گئے ہیں یا اس میں جیوٹیان داخل ہو گئی ہو تو دوسری مٹی لگا دی جائے، انتشار اللہ درست ہو جائے گی،

طابین ہے کہ مرکب، مرکب فیہ سے ذائقہ، خوشبو، رنگ، روپ، قد اور جلدی بار آور ہونے کی صفت حاصل کرتا ہے، اگر آخری صفت میں دونوں

مختلف بھی ہوں تو متوسط شکل پیدا ہو جائے گی یعنی جو دیر میں نماز اور ہوتا ہے وہ مرکب فیہ کی وجہ سے ذرا جلد بار آور ہوگا، اور اس کے برعکس دوسری صورت میں گنا بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ جب دو درخت ایک ہی نوع کے اس قدر متصل ہوں کہ دونوں اگر ملا دیئے جائیں تو دونوں آگے چل کر مل جائیں گے اور اگر کسی ایک کا علوی حصہ ملاپ کے مقام سے اوپر کات ڈالا جائے تو دونوں کا مادہ یکجا ہو جائے گا اور بقیہ حصہ دونوں سے غذا حاصل کرے گا، اس ترکیب سے پھل پہلے سے زیادہ بڑے ہوں گے، مین نے ریحان کے دو پودوں کو اسی طرح ملا دیا، کیونکہ دونوں بہت متصل تھے، چند سال میں جان پر لپیٹے گئے تھے اسی مقام پر دونوں ایک ہو گئے، ان میں سے ایک کا علوی حصہ کمزور ہو گیا تو مین نے اس کو کات ڈالا، پھر وہ دونوں جڑوں سے غذا حاصل کرتا رہا، مین نے دو انگور کی بیلون کو اسی طرح لپٹا ہوا دیکھا، لیکن یہ ترکیب ان کے لیے مضر ہوئی،

انبار کی موافقت اور عدم موافقت کا اندازہ مندرجہ ذیل صورتوں سے

۱۔ اصل قسم کے حاشیہ مین یہ عبارت رقوم ہے۔

۲۔ ترکیب کے وقت ہنجدہ دیگر شرائط کے یہ بھی لکھا ہے کہ اس سے قبل انھی بصورت لوندی سے مست کرے جو بالکل اسکی مطیع ہو، اس کے مزاج میں غیظہ و غضب نہ ہو، اور اگر زراعت کی نئی بیوی ہو جس سے اسکی شادی ہوئی ہو تو اس کے ساتھ بھی ہم صحبت ہو سکتا ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ جماع کے اکثر اشکال اور صورتیں ترکیب کے اشکال کے مشابہ ہوتے ہیں، چنانچہ اسی بنا پر لوگوں کا قول ہے کہ اگر وہ لوندی عاملہ ہو جائے تو وہ درخت بھی اسی سال پھل لائے گا۔ یہ ایک عجیب و غریب خاصہ ہے مین نے حکایت یہ نقل کر دیا ہے، ان میں سے کسی بات کو بھی صحیح نہین سمجھتا:

اچھی طرح ہو سکتا ہے، وہ یہ ہے کہ بعض درختوں میں مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے  
 بعض میں متوسط درجہ کا ہوتا ہے اور بعض میں بہت کم ہوتا ہے، اسی طرح بعض  
 درختوں کی لکڑیوں میں صلابت بہت زیادہ ہوتی ہے، بعض میں متوسط درجہ  
 کی ہوتی ہے، اور بعض کی لکڑیاں نرم ہوتی ہیں، اور ان میں سے ہر ایک نوع  
 کے درخت دوسری نوع کے موافق ہیں، جن درختوں میں مادہ بہت زیادہ ہے  
 ان میں انگور، انجیر، انجیر مادہ، آبی، سیب، توت، عیون البقر، زیتون، خرخ، شفتالو  
 اور دود، اور گلاب وغیرہ ہیں اور جن درختوں میں مادہ بہت کم ہوتا ہے ان میں  
 آترج، نارنج، لیمون، بلوط، مقنع، حنا، آمل، سرو، شاہ بلوط، اخروت، بادام،  
 بیولا، طرفا، فذق، صنوبر، عتاب وغیرہ ہیں، اور جنکی لکڑیاں بہت سخت ہوتی  
 ہیں ان میں زیتون، عتاب، بیولا اور اکثر وہ درخت ہیں جنہیں تھوڑی سیابی ہوتی  
 ہے، اسی طرح وہ جنکی لکڑیاں نرم ہوتی ہیں، ان میں دھلی، انجیر، انگور، آزاد  
 اور گلاب وغیرہ ہیں، پس اگر کثیر مادہ والا قلیل مادہ والے کے ساتھ مرکب کیا گیا  
 یا اس کے برعکس ہوا، تو قلت مادہ کی بنا پر اسکی بقا، شکل ہوگی، موافقت کی بجائے  
 صورتیں اہمات الاجناس کے ذیل میں گزر چکی ہیں، مثلاً جو درخت کہ ذوات الصغیر  
 کہلاتے ہیں ایک تو ان میں وہ ہون گے جنہیں بکثرت گوند ہو، جیسے آلو بخارا،  
 برقوق، شفتالو، وغیرہ دوسرے وہ جنہیں متوسط گوند ہو جیسے یوز، ضرہ، اور صنوبر  
 وغیرہ، تیسرے وہ جنہیں گوند بہت کم ہو جیسے زیتون، انگور، سرو، ہی اور اخروت  
 وغیرہ اور ذوات الادھان میں سے ایک وہ ہیں جنہیں روغن بہت زیادہ ہوتا ہے  
 اور ان کے چھلکے سے روغن نکالا جاتا ہے، جیسے زیتون اور سرو، وغیرہ دوسرے



وہ جنکی گھٹلی کے مغز سے روغن نکھالاجاتا ہے جیسے اخروٹ اور بادام وغیرہ، پس ان  
مذکورہ بالا اوصاف شجر کی ترکیب میں وہ ترکیب کم مفید ہوتی ہے جس میں مطعم  
اور مطعم علیہ اکثر اوصاف میں متفق نہ ہوں،

بھاری پانی واسے اشجار کی آپس میں ترکیب بھی عمدہ نہیں ہوتی ہے، جیسے  
زیتون کی بلوط کے ساتھ، ایک ثقہ شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے زیتون کے  
چند قلم بلوط کے نئے اور تروتازہ درخت میں مرکب کئے، ایک سال سے زیادہ  
گزر جانے کے بعد ان قلموں میں کچھ نمو ہوا مادہ تو پورا آگیا لیکن نہ تو وہ خشک  
ہوئے اور نہ بڑھیں، مجبوراً میں نے بلوط کو کاٹ ڈالا، بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ترکیب  
میں درختوں کی عمروں کا بھی لحاظ کیا جاتا ہے، ان میں بھی بعض طویل عمر کے ہوتے  
ہیں، بعض متوسط عمر کے اور بعض بہت ہی کم عمروں کے ہوتے ہیں، پس اگر بڑی  
عمردالا کسی چھوٹی عمروں کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کی عمر بھی کم ہو جائیگی  
اس کا مفصل ذکر آئے گا

## فصل

علمائے فلاحیت نے درختوں کی جو عمریں متعین کی ہیں، اس کے

بیان میں

بعض نبطیوں کا قول ہے کہ زیتون کی عمر تین ہزار برس کی ہوتی ہے، اور  
کھجور کی عمر پانچ سو برس کی ہوتی اور بلوط کی چار ہزار برس کی ہوتی ہے اور خرب  
کی تین سو برس کی ہوتی ہے، اسی طرح بعض یہ کہتے ہیں کہ عنب، اخروٹ، بادام

قوت، حیا، حرم، بیوی، اور نعم وغیرہ کی عمر تقریباً دسویں برس کی ہوتی ہے،  
 طمین ہے کہ ڈیڑھ سو برس کے بعد انگور خشک ہو جاتا ہے اور کسی کام نہیں  
 رہتا ہے اور انگور کو اگر ابتدا سے آفات سے محفوظ رکھا جائے اور اس میں قوت  
 نمو بھی زائد ہو تو وہ دور اول کے ختم کرنے کے بعد جبکی مدت سات برس ہوتی ہے  
 اسی طرح کے دوسرے سات دوروں تک یہ بڑھ سکتا ہے، یعنی انچاس برس  
 کی عمر تک، اس کے بعد اس میں انحطاط شروع ہو جائے گا، اور آخر میں ضعیف  
 اور بوڑھا ہو جائے گا، اور اس عمر تک جو اوپر بتائی گئی ہے خشک ہو جائے گا  
 طمین ہے کہ ہر کی عمر زیادہ سے زیادہ ایک سو برس ہے، اور شقائق کی کل ساٹھ برس  
 ہے، اور امرود، شہتہ، زعفران، انار، تہی، مفتح، آلو، بالو، زرد آلو، فندق، اترج، نارنج  
 اور سرو وغیرہ کی بھی تقریباً ایک سو برس عمر ہے، اور آلو، بنجارا، مچھلا، دلب، دقلی، زرا  
 اور تفاح وغیرہ کی عمر پچاس سال کی ہوتی ہے، تخ کا قول ہے کہ گلاب تیس سال  
 کی عمر کا ہوتا ہے، اور جبری کی عمر دیا تین سال ہوتی ہے، اس کے بعد اس کی  
 حالت خراب ہو جاتی ہے، اس میں جو زرد ہوتا ہے اس کی عمر سرنج سے کم ہوتی  
 ہے، قصبہ اکلوی کی عمر تین سال کی ہوتی ہے اور مردووش کی چھ سال ہوتی ہے اور  
 امینا کی چار سال ہوتی ہے اور خضفہ کی بیس سال ہوتی ہے،



# باب پنجم

درختوں کی کاٹ چھانٹ کا بیان ابن حجاج کی کتاب سے  
 شتوں کا قول ہے کہ گرج (کاٹ چھانٹ) بہت زیادہ نفع بخش ہے،  
 اس کا عمل یہ ہے کہ شاخیں جب ضعیف اور کمزور ہو جائیں تو انکو فوراً کاٹ  
 ڈالیں، تاکہ تمام مادہ مضبوط اور قوی شاخوں کی طرف لوٹ جائے، وہ شاخیں  
 بھی کاٹ ڈالی جائیں جو غیر مناسب جگہ پر نکل آئی ہوں یا دوسری اچھی شاخوں  
 کے لیے تنگی پیدا کرتی ہوں یا ان کو نقصان پہنچاتی ہوں، اور جو شاخیں کہ درخت  
 کے اندرونی حصہ میں نکل آتی ہیں اور کمزور ہوتی ہیں، ان کا بھی کاٹنا اس حیثیت سے  
 مفید ہے کہ اندر ہوا جانے کا راستہ مل جائے گا، یہ قطع و برید موسم سرما میں کرنا چاہیئے  
 جبکہ درختوں میں پانی جاری نہ ہو، اس کے خلاف وقت کرنے میں مادہ شاخوں  
 میں منقسم ہو جائے گا، اور درخت میں کمزوری آجائے گی، کاٹنے کے بعد اس جگہ  
 کو فوراً شاخ غیر مقطوعہ کی سطح کے برابر کر دین تاکہ جلد اس پر پوست نمودار ہو جائے،  
 متقدمین ان جڑوں کو کاٹ دیتے تھے، جو زمین کے اوپر نکل آتی تھیں، اور ان  
 کا یہ قول تھا کہ یہ جڑیں اگر بڑھیں گی اور زمین سے قوت حاصل کریں گی تو درختوں  
 کے لیے مضر ثابت ہوں گی، یہ تعمیر کی یعنی کھودائی اور درستگی کی مانع ہوں گی،

۱۲ دکنی زبان میں اس عمل کو ٹھنی کہتے ہیں ۱۳ گاشت انکو

جس سے درخت کی اصلاح اور بقاء ہوتی ہے، اس بنا پر ایسی جڑوں کو کاٹ ڈالنا چاہیے،

نہرا پس کا قول ہے کہ ان چھوٹی جڑوں کو جو زمین کی تعمیر میں ہارج ہوں، ان کو قطع کر دینا چاہیے، درخت کی فلاح و بہبودی اسی پر منحصر ہے، ان کو دفعۃً نہیں کاٹنا چاہیے ورنہ ضعف آجائے گا بلکہ آہستہ آہستہ ہر سال کاٹی جائیں، ایک دوسرا فائدہ ان جڑوں کے کاٹنے سے یہ بھی ہے کہ جب زمین درست ہو جائے گی تو درخت کے اندر نئی جڑیں نکلیں گی اور چونکہ زمین بالکل صاف اور نرم ہو چکی ہے، اس لیے بہت وسعت کیساتھ پھیل سکیں گی، قطع کے بعد ایسی جگہ پر گو بر وغیرہ ڈال دینا چاہیے،

میرا خیال ہے کہ یہ طریقہ عمل زیتون اور ان درختوں کے لیے جبکی جڑیں سطح زمین کے قریب تر ہوتی ہیں غیر مناسب ہے، مشرقی حصہ میں کسی نے زیتون کے ساتھ یہ عمل دفعۃً کیا جس سے سخت نقصان پہنچا،

قسطوس کا قول ہے کہ پھلدار درخت کی شاخوں کا وہ حصہ جو فاضل ہو جب پھل چنے جاتے ہوں تو اس کو کاٹ ڈالنا چاہیے، اور اگر علوی شاخ کے نیچے کی شاخیں کاٹی جائیں تو اور زیادہ مفید ہے یونٹوس کہتا ہے کہ تمام فواکھات کے درختوں میں خواہ وہ رطب ہوں یا یابس جو فاضل چیزیں ہوں اس کو قیفی یا پھری سے چھانت ڈالنا چاہیے، ان شاخوں اور رگوں کو بھی نوچ ڈالنا چاہیے، جو تنے یا جڑ میں نکل آئی ہوں، تاکہ درخت بالکل برابر اور چکنا ہو جائے، صرف تین یا چار بڑی شاخیں باقی رہ جائیں، جو ایک دوسرے سے

بالکل جدا نظر آئیں، چھوٹے پودوں میں بھی یہ عمل اس وقت تک ہوتا ہے، جب وہ چار ہاتھ تک بڑھ جاتے ہیں، کیونکہ لگانے کے وقت وہ بہت نرم ہوتے ہیں،

زیتون کے تنقیہ کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اس کا تنقیہ نومبر میں ہونا چاہیئے، کیونکہ اسکی تمام رطوبت پہلے ہی فنا ہو چکی ہوتی ہے، اور اس کے ساتھ ہی موسم سرما کی بارش کو یہ قبول نہیں کرتا، ایسی حالت میں بہتر ہے کہ وہ اسی زمانہ میں اس کا تنقیہ ہوتا کہ قوت حاصل ہو سکے، خصوصاً اس وقت اس میں صلابت اور قوت موجود رہتی ہے، جب تم تنقیہ کر چلو فوراً ہی گوبر یا اسی قسم کی کھاد لگا دو تاکہ اس کاٹ چھانٹ سے جو نقصان پہنچا ہے وہ دفع ہو جائے اور شاخیں پہلے سے زیادہ مضبوط اور اچھی نکلیں، ان خشک شاخوں کا کاٹنا بہت ضروری ہے، جو وسط میں واقع ہوں تاکہ درخت کو سانس لینے کا راستہ ملے، ان کو بھی کاٹنا چاہیئے جو ایک دوسرے سے لپٹی ہوئی ہوں تاکہ وسعت پیدا ہو اور جو کج یا زیادہ لابی شاخیں ہوں ان کو بھی چھانٹ ڈالنا چاہیئے کیونکہ یہ سب اور دوسری شاخوں کے مقابلہ میں بہت کم پھل لانے والی ہیں، بہر حال فلاح کو ہر چیز دیکھ کر کاٹنا چاہیئے، زیتون میں یہ تنقیہ ہر تین یا چار سال کے بعد کرنا چاہیئے،

کیئوس کا قول ہے کہ زیتون کی شاخیں اگر کاٹی گئیں تو اس سے یہ نقصان نہیں ہوگا، کہ پھل کم آئیں گے کیونکہ نئی شاخیں اس کمی کو پورا کر دیں گی، مرسل کا قول ہے کہ ۲۱ نومبر سے ۲۴ دسمبر تک درخت کی کاٹ چھانٹ جاری رکھنی

امرو کو سبت خفیف کاٹ چھانٹ کی ضرورت ہے، یہی کو ہر طریقہ سے کاٹنا مفید ہوگا۔  
 آونجار کو بھی بہت تیزی کیساتھ کاٹنے کی ضرورت نہیں ہے، رفیرٹ، انجیر، زیتون  
 یہ سب ان درختوں میں ہیں جنکو خفیف طریقہ پر کاٹنا چاہیے،

تبدون کہتا ہے کہ انجیر کے لیے پوری کاٹ چھانٹ مضر نہیں ہے، بلکہ مفید  
 ہے، یہی حال انگور کا بھی ہے، اس سے ان دونوں کی قوت نامیہ بڑھتی ہے،  
 ابن جاج فرماتے ہیں کہ یہ میرے نزدیک بھی بالکل صحیح ہے، اس میں کسی قسم کے  
 شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے، میں نے مرسیال کے قول کا تجربہ کیا، انجیر  
 کے متعلق جو اسکی رائے ہے وہ غلط معلوم ہوتی ہے، آلو، بالو، اخروٹ، بادام  
 اور فندق وغیرہ کے لیے بھی یہ اصلاح مفید ہے،

سادھس اور دوسرے فلاحون کا قول ہے کہ تمام درخت علی الاطلاق صحیح  
 ہی میں اس کے محتاج رہتے ہیں کہ ان کی اصلاح کی جائے اور ان شاخوں اور  
 فروغ کو چھانٹ ڈالا جائے، جو درخت کے اندرونی حصہ یا جڑ میں نکل آتے ہیں  
 لیکن اس کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ چار سال سے کم عمر والے پودوں کی کاٹ چھا  
 لو ہے کے اوزار سے ہرگز نہیں کرنی چاہیے، اس عمر میں ان کے لیے لوہا تم قتل  
 ہوگا، بلکہ ہاتھ سے چونٹ لینا چاہیے، جب چار سال کی عمر سے متجاوز ہو جائیں تو  
 ان کو لوہے سے کاٹ سکتے ہیں، لیکن پھر بھی زور سے مارنا ممنوع ہے، اس عمل سے  
 سے درخت کا منظر اچھا ہو جائیگا اور اس مادہ سے اس کو تقویت پہنچے گی جو دوسری شاخوں  
 سے لوٹ گیا ہے، تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ درخت کی وسعت اور ضخامت زیادہ ہوگی اگر  
 مقام قطع دیکھیں جو تو اس پر پکنی سفیدہ شیرین می کو لپیٹ دین بلکہ اچھی طرح، گرد و

تاکہ مقام قطع سے خوب ملحق ہو جائے ،

جب پودہ قد آدم سے بڑھ جائے تو اب یہ غور کرنا چاہیے کہ آیا وہ تعلیم اور تنقید کا متحمل ہو سکتا ہے یا نہیں اگر ہو تو برابر حسب دستور تنقید کرنے دینا چاہیے اور اگر متحمل نہ ہو تو اب یہ عمل روک دینا چاہیے کیونکہ بعض درخت اس کے متحمل ہوتے ہیں اور بعض نہیں ہوتے ہیں، میں نے اندلس کی مشرقی سمت میں دیکھا کہ جب زیتون کی شاخیں نکلنے لگیں تو لوگوں نے پہلے ہی سال ان شاخوں کو چھانٹ دیا جو جلی ہوئی شاخوں کی جگہ پر نکل آئی تھیں، لیکن کئی سال تک تعلیم کا کوئی فائدہ نہیں پہنچا، جب چوتھے سال میں تعلیم کا عمل ہوا تو بہت مفید ثابت ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ چار سال سے قبل عمل مفید نہیں ہے ،

## فصل

علمائے فلاح کا اس پر اتفاق ہے کہ بعض اشجار تعلیم کے متحمل ہوتے ہیں اور بعض نہیں ہوتے، اور ذوات الالبان کے لیے یہ مفید اور موافق ہوتا ہے، مثلاً انجیر اور توت وغیرہ کے لیے خصوصاً توت کی تو زندگی ہی اس پر منحصر ہے کہ ہر سال ان پودوں اور شاخوں کو جو ایک جگہ گنجان ہو جاتی ہیں کاٹ ڈالا جائے، اور اسکی آنکھوں کو بھی نکال لیں نا چاہیے، موٹی شاخوں کے کاٹنے میں اس کا خیال رہے، کہ درخت کا پوست اُڑنے نہ پائے، اور نہ خود درخت پھٹنے پائے، کیونکہ اس سے چھال اور درخت دونوں کو نقصان پہنچے گا، اس کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ شلخ پہلے آ رہے یا کسی اور آلہ سے کاٹی جائے، جب کاٹی جا چکے تو اس پر سفید مٹی کا ضاد کر دیں تاکہ اس جگہ پر کڑے

نہ پیدا ہوں، عتاب کا ہر طرح تنقیہ ممکن ہے، جس شاخ کو تم کا ٹنا چاہو کاٹ سکتے ہو، کیونکہ یہ بہت زیادہ بڑھتا اور پھیلتا ہے، لیکن درخت کو پھٹنے سے بچانا چاہیے، ورنہ کیڑے فوراً پیدا ہو جائیں گے، چلتوزہ اور آخر وٹ زین بھی کامل تنقیہ مضر نہیں ہے، غ اور نایک کا قول ہے کہ رگون اور ٹنہیون کی تعلیم کے وقت درخت کی جڑوں کو بھی کاٹ ڈالنا چاہیے تاکہ نئی جڑیں نکل آئیں، اگر صرف بعض شاخیں کاٹی جائیں گی تو مقطوعہ حصہ میں کسی قسم کی بایسدگی نہ ہوگی جو زرومی ادیس بھی تنقیہ کو قبول کرتے ہیں، اسی طرح رند کی بھی تعلیم بخوبی ہو سکتی ہے، اس کے اعلیٰ حصہ میں کاٹ چھانٹ مفید ہو سکتی ہے، زیتون کے لیے بھی یہ عمل مضر نہیں ہے، اگر اسکی شاخیں خشک ہو جائیں تو گرہ کے نیچے سے تھوڑا سبز حصہ بھی لیکر کاٹ ڈالیں یہ مفید ثابت ہوگا اور مادہ درخت کے دوسرے حصوں میں پھیل سکے گا، اور اگر شاخیں اس طرح کاٹی گئیں کہ کچھ خشک حصہ بھی باقی رہ گیا ہے تو اس مقام پر کسی قسم کی دوبارہ تازگی پیدا نہ ہوگی،

حق کا قول ہے کہ اگر تم زیتون کی بیکار شاخوں کو کاٹ ڈالو گے تو پھل بکثرت آئیں گے اور ان شاخوں کے کاٹنے کا وقت پھل آنے کے بعد ہے، جب پھل توڑ چاچکین تب کاٹنا چاہیے، انگور، غروب اور بلوط کے ساتھ بھی یہی عمل کیا جاتا ہے، طامین ہے کہ جب زیتون کا درخت ثمر آور ہو اور اس کے ثمر چنے جا چکے ہوں تو پھر اسکی شاخیں کلہاڑی سے غروب آفتاب کے وقت کاٹ ڈالی جائیں، جو پھر کلہاڑی کی ضرب لگائے وہ شاخ کو خواہ طلب کر کے یہ کہتا جائے کہ اگر تو پھل نہ لائیگی تو میں غمگین ہوں، کلہاڑی کاٹ ڈالو گا اور لکڑی بنا ڈالوں گا، اس کو مکر کہتے



انشاء اللہ اس میں بھل ضرور آئیں گے،

وہ درخت جو تشمیر اور تقسیم کے تحت نہیں ہوتے ان میں ذوات الصنوع یعنی  
گوند دار درخت ہیں، ان کے لیے کسی طرح یہ موافق نہیں پڑتا، بلکہ علوی حصہ میں  
بھی کسی طرح کی کاٹ چھانٹ مفید نہیں ہے، یہ اس وقت کیلئے ہے جب کہ  
قد آدم کے برابر بڑھ گئے ہوں، لیکن جب چھوٹے ہوں تو جو مضر چیزیں ہوں گی  
ان کا کٹنا ضروری ہے، لیکن اسکا خیال رکھنا چاہیے کہ اس حالت میں بھی درخت  
میں کوئی شق نہ پیدا ہو، شفتا لو بھی جب بڑھ جائے تو اس کو لوہے سے نہ چھونا  
چاہیے، بعض تو یہ کہتے ہیں کہ جن درختوں میں پانی کی کمی ہوتی ہے ان کو لوہے  
کے اوزار سے ہرگز نہیں چھونا چاہیے، مریال کہتا ہے کہ ان کی تقسیم ازادی  
کے ساتھ غیر متوقع ہے، یہی کو بھی لوہا نہ لگانا چاہیے کیونکہ اس سے فساد پیدا ہو جائیگا  
حب الملوک کا خواہ قدیم درخت ہو یا جدید، لوہے سے محفوظ رکھنا ضروری ہے،  
یہی حال سبب کا ہے، اس کا علوی حصہ اگر اصلاح کی غرض سے بڑھنے کے بعد  
کاٹا جائے تو اصلاح کی بجائے فساد پیدا ہو جائے گا، لیکن اگر صغریٰ میں دستگی  
کی غرض سے ترمیم کی جائے تو وہ مفید ہوگی،

رع کا قول ہے کہ آلو بخارا کا درخت جب بڑا یا پرانا ہو جائے تو اس کو لوہے  
سے چھیڑنا چاہیے لیکن اگر علوی حصہ میں قطع کی کسی سبب سے ضرورت آپڑے تو  
دیکھنا چاہیے کہ درخت میں کیڑے تو نہیں پیدا ہو گئے ہیں اگر ایسا ہو تو لوہے سے تھرا  
کرنا چاہیے، اور جب تک درخت میں نئی اور چکنی شاخیں ہوں اس وقت تک  
منقیہ کرتے رہیں، لیکن اگر علوی حصہ کو قطع کر دیں تو درخت از سر نو اچھا ہو سکتا ہو

مرسیال کا قول ہے کہ بلا کسی خوف و خطر کے کاٹ چھانٹ کر ناچا ہیئے، شیم اسود کے متعلق غم کی رائے ہے کہ اس کا بھی تنقیہ مفید نہیں ہے، اگر علوی حصہ سے کوئی شاخ کاٹ ڈالی گئی تو اسکی جگہ پر کوئی عمدہ اور موٹی شاخ نہیں پیدا ہوگی، بلکہ نہایت باریک اور پتلی شاخیں نمودار ہوں گی جو ٹیڑھی ہو جائیں گی اور درخت کی نشوونما کو روک دیں گی، اور اسی سے فنا پیدا ہو جائے گا، اس طرح کھجور کی علوی شاخ اگر کاٹ دی جائے تو اسکی ترقی رک جائے گی، صنوبر کے متعلق بھی غم کی یہی رائے ہے، کیونکہ اسکی علوی شاخ جب کاٹی جائے گی تو ان کی بجائے کمزور شاخیں نکلیں گی، ان کے علاوہ نارسج ہیٹون، سہرہ، جوز، فندق اور ان کے مشابہ درخت جن کے پتے نہیں جھڑتے اور درخت جیسے انار، سیب، آلو بخارا، اور پستہ وغیرہ میں تعلیم کی ضرورت کم پڑتی ہے،

## فصل

جب درخت پر اتنی مدت گزر جائے کہ وہ قریب مرگ معلوم ہو یا اسکی نشوونما رک جائے، یا اس کا علوی حصہ کسی خارجی آفت مثلاً ہوا، برن، یا ضعف کی بنا پر خشک ہو جائے تو اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ نہایت تیز رو ہے سے اسکو کاٹ چھانٹ کے درست کر دیا جائے، کیونکہ جو درخت یا شاخ کسی کندو ہے سے کاٹی جائے گی تو وہ خراب ہو جائے گی، زمین سے ایک ہاتھ کے فاصلہ پر کاٹنا چاہیئے بشرطیکہ اس کا اطمینان ہو کہ کوئی جانور اس کو نقصان نہ پہنچائے گا، لیکن اگر اس کا خطرہ ہو تو اس سے اوپر تعلیم کا عمل شروع کرنا چاہیئے، اس کے بعد

برابر زمین کی تعمیر کرتے رہنا چاہیے اور اس کو پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیے،  
 رخ، جس سے بیان کرتا ہے کہ مین نے ہی اور انار کے پرانے درختوں کا اسی  
 طرح علاج کیا ہے، اس سے نئی شاخیں نکلیں اور مدت تک پھل آتے رہے، پھر اگر تہ  
 بوسیدہ ہونے لگے تو دوبارہ تعلیم کا عمل کیا گیا، اور بار بار تعمیر اور آب پاشی ہوتی رہی  
 جس سے شاخیں تروتازہ ہو گئیں اور پھل پھر آنے لگے اور ان دونوں نے سو سے زیادہ پانی  
 رخ کا قول ہے کہ حب الملوک جب پرانا ہو جائے تو اس کے اسفل حصہ کو کاٹ  
 دینا چاہیے، کیونکہ علوی حصہ کے کاٹنے سے کسی قسم کی بالیدگی نہ ہوگی، تو تب بھی جب  
 ضعیف اور کمزور ہو جائے اور پھل نہ لائے تو اوپر کی شاخوں کو چھانٹ ڈالنا چاہیے  
 اس سے اسکی پہلی حالت لوٹ آئے گی اور وہ پھر بار آور ہو جائے گا، خصوصاً جب یہ درخت  
 ایسے مقام پر ہو جہاں پر تعمیر اور سیرابی باسانی ہو سکتی ہو تو یہ بہت جلد اپنی اصلی حالت  
 پر لوٹ آئے گا، اور اگر ترح، ناسخ، لمون، ربوع، یا تمین وغیرہ پرانے ہو جائیں، تو پورا  
 درخت کاٹ ڈالا جائے اور اس کے بعد اس زمین کی تعمیر کجائے اور پانی سے خوب  
 سیراب کجائے، انشاء اللہ درخت انھیں جڑوں سے دوبارہ نشوونما پائے گا،  
 رخ کا قول ہے کہ اگر شفا کو کا درخت کمزور ہو جائے اور اس کا مادہ نوکم ہو جائے  
 اور بعض شاخیں خراب ہو جائیں، اور لکڑیاں سیاہ ہو جائیں اور ان میں ایک پتہ  
 بھی باقی نہ رہے، اور ان میں سبزی کی بجائے سیاہی اور سرخی آجائے اور انھیں بخت  
 ہو کر گرہ بن جائیں، تو تم کو یقین کر لینا چاہیے کہ یہ درخت بوڑھا اور ضعیف ہو گیا، اور  
 یہ عنقریب خراب ہو جائے گا، اس کا علاج یہ ہے کہ زمین کے دو بانشت، اوپر سے کاٹنا  
 شروع کریں، اور یہ عمل ماہ اکتوبر میں کرنا چاہیے، اُلہ قاطعہ آرہ یا اسی قسم کی تیز چیر ہو

کاٹنے کے بعد جڑوں میں بکثرت مٹی لاکر ڈال دین اور ہر اٹھویں دن پانی سے سیرا کرتے رہیں، پندرہ دن سے دیکر آخر موسم گرما تک اس میں بالیدگی شروع ہو جائے گی، اور دوسرے سال میں بھول اور پھل دونوں آجائیں گے، اگر دوسرے سال یہ بات پیدا ہوئی تو تیسرے سال انتشار اندثر آدر ہو جائے گا، اس وقت بھی جو شاخیں کمزور نظر آئیں وہ سب کاٹ ڈالی جائیں اور صرف تین سے چار شاخوں تک باقی رکھیں، اگر تم اس میں عمل تکبیس کرنا چاہو تو کر سکتے ہو، انتشار اندثر خست اپنی اصلی حالت پر عود کر آئے گا، لیکن یہ عمل برابر کرتے رہنا چاہیئے،

آلو بخارا اور توت وغیرہ جنگی پتیاں جھڑ جاتی ہیں جب یہ ضعیف اور بوڑھے ہوتے ہیں تو ان کا علاج بھی وہی تعلیم ہے، جہاں تک کاٹنے کی وسعت ہو علوی شاخوں کو کاٹ ڈالو، لیکن جڑ کے قریب کی شاخوں کو کاٹنا زیادہ اولیٰ ہے، وہ درخت جنہیں یہوست اور خشکی پیدا ہو جائے ان کے اس علوی حصہ کو چھانٹنا چاہیئے جنہیں خشکی نہ آتی ہو یہ عمل غریف میں کرنا چاہیئے، اور برابر نگرانی رکھنی چاہیئے انتشار اندثر سبز ہو جائے گا، درختوں کے امراض اور ان کے علاج کے متعلق مفصل بیان آئندہ آئے گا،

# باب سوم

مزدوسہ زمین کی تعمیر کے بیان میں جس سے خود زمین اور پودوں کی اصلاح مقصود ہوتی ہے نیز تعمیر اور کھاؤ ڈالنے کے اوقات، اور کن درختوں کے لیے تعمیر مفید ہے اور کن کے لیے غیر مفید ہے، اور انگور کا دوسرے مقامات پر منتقل کرنے کا تفصیلی بیان، اور زراعت کے لیے کس قسم کے لوگوں کو منتخب کیا جانا ہے، مستحکم انگور کے درختوں کے لیے کمان تک تعمیر مفید ہے، اور کیونکر ناقص انگور کو درست کرنے کے لیے دوسری شاخوں کو داخل کیا جائے گا،

یہ تمام معلومات ابن حجاج کی کتاب سے ماخوذ ہیں،

یونیوس کا قول ہے کہ شاخوں کے نمودار ہونے سے قبل انگور کے ارد گرد کی زمین کو کھود ڈالیں، کیونکہ جب شاخیں نکل جائیں گی اور خوشے ظاہر ہو جائیں گے تو پھر کھودنے کی حرکت سے بہت سے پھل ضائع ہو جائیں گے اسلئے قبل ہی کھودنا اچھا ہے، زمین کو جس قدر زیادہ کھودینگے اور جس قدر اس میں تغفل پیدا ہوگا اسی قدر پودے کو تقویت زیادہ ہوگی، اور پھل زیادہ آئیں گے، لیکن اگر دوران عمل میں شاخیں نکل آئیں تو اس عمل کو اس وقت تک کیسے موقوف کر دینا چاہیے جب تک کہ یہ نئی شاخیں قوت نہ پکڑ لیں، اس کے بعد پھر دوبارہ کھودنا چاہیے، اس میں اسکا خیال ضرور رہے کہ کدال سے انگور کا تنا کہیں ظاہر نہ ہو جائے، کیونکہ اگر ایسا ہوا

نودخت میں تقویت کی بجائے ضعف آجائے گا، اور پھل کم آئیں گے،  
 اگر انگوڑی کی وہ شاخیں ناقص ہو جائیں جو جفان الکرم (دغا کھائے تاک انگوڑی)  
 کہلاتی ہیں تو اس میں سے ایک بڑی شاخ کو جو ذرا جھکی ہوئی ہو، کھینچ کر ایک گڈھے  
 میں لے آئیں اور اس میں اچھی طرح پھیلا دیں، اور جو مٹی خندق سے نکلی ہو اس سے  
 خوب چھپا دیں، اس کے بعد برابر اسی طرح سیرابی وغیرہ کا خیال رکھیں جس طرح اوپر  
 درختوں کے لیے بتایا گیا ہے، دو سال کے بعد اس علیحدہ شاخ کو پہلی جڑ سے الگ کر دینا  
 قسطوس کہتا ہے کہ پرانے اور ضعیف درخت کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ خت  
 کے چاروں طرف جو مقامات خالی ہوں ان میں ایک ہاتھ گہرا گڑھا کھودیں جو  
 مستطیل شکل کا ہو، اس کے بعد باغبان کو چاہیے کہ ایک لائبی شاخ کو بغیر قطع  
 کئے ہوئے آہستہ سے کھینچ کر اس گڈھے کے وسط میں دفن کر دے اور شاخ کا  
 ایک کنارہ باہر نکال دے اس سے نئی شاخ پھوٹے گی، اب یہ نئی شاخ اس بچے کے  
 مانند ہوگی جو دو ماؤں کا دو دھپیتا ہو، اس شاخ کی ایک ان ذرہ پہلی جڑ  
 ہوگی جس سے یہ متعلق ہے، دوسری ماں وہ شاخ ہوگی جس سے اب یہ نئی شاخ  
 نکلی ہے اور یہ پودہ بہت جلد بڑھے گا، اور پھل لائے گا، جب یہ بالکل تیار ہو جائے  
 تو زارع کو اختیار ہے اگر پہلا درخت بہت پرانا ہو گیا ہو تو اس سے اس کو الگ  
 کر دے، اور اگر ایسا نہ ہو تو دونوں کو اپنی حالت پر رہنے دے،

زمین کی کھودائی کس وقت ہونی چاہیے اور اس میں کیڑے کھرکھاؤ والی جانور  
 اس کے متعلق یونیوسس یہ کہتا ہے کہ مشرقی مالک دے جب زمین کو فی گڈھا  
 کھودتے ہیں تو اس کو فوراً بھر نہیں دیتے ہیں بلکہ وہ موسم سرما تک اس کو اسی حالت

پر چڑھتے ہیں، لیکن جنوبی باشندے تو گدھون کو فوراً بھر دیتے ہیں، بہت سے لوگ انگور کے اطراف کو سال میں دو مرتبہ کھودتے ہیں، ایک مرتبہ خریف میں اور دوسری مرتبہ ربیع میں، ان گدھون کی گہرائی وہ ایک قدم کے برابر رکھتے ہیں، جو انگور کے مستحکم اور اچھی حالت میں ہو تو اس کو بھی تعمیر کی ضرورت ہے، اطراف کو کھود کر اس میں بھیر بکری اور دوسرے جانور دن کا غیظ ملا کر بطور کھاد کے ڈال دین، کھاد باوجود حار ہونے کے انگور کی نشوونما کے لیے مفید ہے، لیکن کسی انگور کی جڑ میں اس قسم کی گرم کھاد نہین ڈالنی چاہئے بلکہ، جب ڈالی جائے تو جڑ سے کم سے کم چار انگل کے فاصلہ پر ڈالیں، تاکہ ذرا فاصلہ سے حرارت جڑوں میں داخل ہوتی رہے، جڑ اگر چور یا مجروح ہو تو کھاد نہ ڈالنی چاہئے، کیونکہ گرمی اس کو جلا ڈالے گی، یہ تمام شکلیں سب وقت کے لئے ہیں جب کھاد کا سامان ہو سکے، لیکن جب یہ چیزیں نہ مل سکیں تو ان کی بجائے باقلا، اور دوسرے تمام غلن کا بھوسہ ملا کر ڈال دین، ان چیزوں کا بھوسہ بھی انگور کیلئے نفع بخش ہے یہ اس کو برف، اور ادلون سے محفوظ رکھتا ہے، اور ان کی جڑوں کا دافع ہے جو درخت کو خراب کیا کرتے ہیں، اور جو مقامات کہ بہت زیادہ بار دہین وہاں انگور وغیرہ کے لئے گدھون کا کھودنا ضروری ہے، اس کے بعد ایک سال تک یہ عمل موقوف رکھا جائے، اگر برف باری کا خطرہ ہو تو انگور کے تنہ اور جڑوں پر اچھی طرح مٹی ڈال دین تاکہ دھنوا نہ ہو جائے۔

ابن حجاج، فرماتے ہیں کہ انجیر کی دستیابی کے لیے تمام تدابیر پر عمل کرنا چاہئے، شولون کا قول ہے کہ درحقیقت زراعت تین چیزوں کا نام ہے، (۱) زمین کا جوتنا یا کھودنا، (۲) کھاد کا مہتیا کر کے ڈالنا، (۳) اور درختوں کی کاٹ چھانٹ کرنا،

متعدین نے اس کے ساتھ نہر اور بویون سے سیراب کرنے کو بھی چوتھی شرط میں داخل کیا ہے، لیکن واقعہ یہ نہیں کیونکہ اکثر درخت سیرابی کے محتاج نہیں ہوتے ان کے لیے وہی پانی کافی ہوتا ہے جو آسمان سے ان تک پہنچتا ہے، اسی طرح اگر ہم بستانی درخت کو برسی اور خشکی بنانا چاہیں تو اس کے لئے بھی پانی سے زیادہ ضروری زمین کا جوتنا ہو، بلکہ وہ پانی کا محتاج ہی نہیں ہوتا، غرضکہ وہی تین مذکورہ بالا چیزیں درختوں کی عروق میں اضافہ کرتی ہیں، انکی اصلاح کرتی ہیں، اور ان میں قوت کو باقی رکھتی ہیں، کیونکہ بعض اچھے اور مضبوط درختوں میں ضعف آجاتا ہے، ان کے علاوہ اگر پانی جیتا ہو سکے تو سیراب کرنا مفصل ہے، اور بعض درخت تو خصوصاً پانی کو مرغوب رکھتے ہیں، مثلاً تاج ہمیشہ پانی کا محتاج رہتا ہے اسی طرح انار بھی اس کا خوشمندانہ رہتا ہے، اور بھی دوسرے درخت ہیں، انکی سیرابی کا بہترین وقت موسم گرما میں ہے اور ربیع اور خریف میں بھی ہے، خصوصاً جب بارش کے ہونے میں دیر ہو، موسم گرما میں ان کو خصوصیت کیساتھ رات کے وقت سیراب کرنا چاہیئے، تاکہ پانی خوب اچھی طرح جڑوں میں پور ہو سکے، زمین جب دافر طریقہ پر پانی کو جذب کر لے گی اور پھر آفتاب اپنی حرارت سے اسکی رطوبت کو خشک کرے گا، تو یہ زمین بہت عمدہ اور قوی ہو جائے گی،

تعمیر یعنی جوتنا یا کھودنا چار چیزوں کے لیے مفید ہے، (۱) اس سے زمین کے اندر تغلغل پیدا ہوگا جس سے رگوں اور جڑوں کے راستے کھل جائیں گے اور ان میں آب سانی ہو جا سکے گی، ایک مشہور فلاح کا قول ہے کہ درختوں کے لیے زمین کا تغلغل اس جانور کی رہائی کے مشابہ ہے جس کا گلا گھونٹا جا رہا ہے، ٹھیک اسی طرح منجھڑ میں درختوں کا گلا گھٹتا ہے،



(۲) دوسری غرض زمین کے اندرونی حصہ کو اٹھانا ہے تاکہ آفتاب کی گرمی اس کے اجزاء کو لطیف بنا سکے، اسی غرض سے قدامت نے زمین کو جو تباہت یا رکھا اور اور لوگوں کو اسکی ترغیب دی، تاکہ اندر کا حصہ درست ہو سکے،

اسی بنا پر وہ لوگ پامال راستوں کی گردوغبار کو جنہر و صوب ہمیشہ پڑتی رہتی ہو زیادہ پسند کرتے تھے، ان کا یہ قول تھا کہ پیدل اور سوار اپنی رفتار سے اس مٹی کو خوب الٹ پلٹ دیتے ہیں، آفتاب کی گرمی پکا ڈالتی ہے، اور ہوا ان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجا کرتی ہے، اس وجہ سے یہ خاک بہت زیادہ لطیف بن جاتی ہے، جو شخص اپنی زمین کو عمدہ بنانا چاہتا ہو اس کو چاہئے کہ جانور دن کو وہاں پر رکھے تاکہ وہ پیشاب اور غلیظ کر کے اس کو خوب روند ڈالیں،

۳۔ تیسری غرض یہ ہے کہ وہ گھاس اور نباتات جو خود رد ہوتے ہیں، اور زمین کی نفاست اور لطافت کو ضائع کر دیتے ہیں، اور اصلی درختوں کو غذا حاصل کرنے میں مانع ہوتے ہیں، اس قسم کے یہ بالکل صاف ہو جائیں گے،

۴۔ چوتھا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد زمین رطوبت اور پانی کو بہت زیادہ جذب کر لیتی ہے، اور جو پانی زمین کے اندر چلا جاتا ہے اس سے وہ درختوں کو سخت موسم گرما میں سیراب کرتی ہے اور ٹھنڈا رکھتی ہے جنگلی اور صحرائی درختوں کا قیام بہت گہری جوت پر موقوف ہے، جس سے بڑی بڑی لکیریں پیدا ہو جائیں، صحرائی درختوں کی زمین کو تین فصلوں میں الٹ پلٹ سکتے ہیں، خرفیہ، ستر، اور ربیع میں مذکورہ طریقہ کے علاوہ زمین کو جڑ کے قریب کھود کر اسکی مٹی ہٹا کر بھی درست کر سکتے ہیں، اس طرح ہر کہ ارادہ کر دین ایک مستدیر وسیع اور عین گدھا کھودین جسکی شکل مرتبان کی جیسی ہوتی

ہے اس عمل کی طرف جب کشف کہتے ہیں جو زیادہ زور دیا ہے، وہ محض تین وجوہوں سے  
۱۔ یہ امر یقین ہو چکا کہ سطح زمین کی خاک، آفتاب کی گرمی کی وجہ سے نہایت اعلیٰ  
درجہ کی ہوتی ہے اس لیے ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ مٹی جو جڑوں سے متصل رہتی ہے نہایت  
صاف اور عمدہ ہو تاکہ جڑیں اس سے قوت حاصل کریں اور جس طرح اچھی غذا سے  
ہر جسم میں نمو ہوتا ہے اسی طرح اس میں بھی ہوگا،

۲۔ دوسری وجہ وہی زمین کا تغلغل ہے جس سے جڑوں کو قید سے رہائی مل جاتی  
ہے کیونکہ جب ہم مٹی کو گڈھے سے نکال کر دوبارہ ڈالیں گے تو اس وقت اسکے  
اجزاء بالکل بکھرے اور منتشر ہوں گے،

۳۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ان گڈھوں میں پانی اکٹرا کر جمع ہو جائے گا اور کسی دوسری  
جگہ جانے نہ پائے گا بلکہ اسی زمین کی گہرائی میں اترتا چلا جائے گا،

مستعدین کا خیال ہے کہ کشف یعنی گڈھے کی وسعت میں گزرنی چاہیے  
اس کا استعمال وسطِ سرما میں نہیں کرنا چاہیے جبکہ اولہ یا برف وغیرہ پڑتی ہو کیونکہ  
اس موسم میں جڑوں کا کھونا سخت مضر ہے البتہ اگر مابین یہ عمل ہو سکتا ہے  
باردن خریف کے زمانہ میں یہ عمل کرتا تھا اور جب سردی سخت پڑتی تھی تو جڑوں  
پر مٹی ڈال دیتا تھا، اور موسم گرما کا انتظار کرتا تھا، وہ اس عمل کو بار بار کرنے کا قائل تھا  
گڈھا کھود کر چھوڑ دیتا تھا تاکہ ہوا اس کو گرم کرے اس سے زمین میں خوب تغلغل پیدا  
ہو جاتا ہے، بلاشبہ اس عمل سے درخت کی تندرستی ہمیشہ باقی رہتی ہے اور ہر وقت  
تراوت موجود رہتی ہے کھاؤ زمین کو گرم رکھتی ہے، اور حرارت غریزی کو مشتعل  
کرتی ہے، وہ رطوبت جس کو دوسمست کہتے ہیں نباتات اور درختوں کے بڑھانے

مین کھاد سے بہت زیادہ مدد حاصل کرتی ہے، اور تقسیم سے جو عظیم نشان فائدہ ہے وہ گذر چکا ہے،

نجر اور خراب زمین کی اصلاح تعمیر کے ذریعہ سے، جب کوئی زمین بوئے ہوئے، تخمون کو سمضم کر جائے، تو اس کے سرمایہ میں کئی مرتبہ جوت ڈالنا چاہیئے، جب ربيع کا آخری زمانہ ہو تو خوب اچھی طرح جوت کر لکیر وں کو کشادہ کر دیں، اب یہ زمین بہت زیادہ جوتے جانے کی وجہ سے قابل زراعت ہو جائے گی، اس کے بعد موسم گرما میں جب آفتاب کی حرارت بکیر وں کے اندر پہنچے گی تو زمین کے اجزاء کو لطیف بنا دیگی، اور اس کو گرم کر دیگی، اس عمل سے زمین میں تین باتیں پیدا ہوں گی، اجزاء میں تفرق اور نرمی پیدا ہوگی، آفتاب کی حرارت سے لطافت پیدا ہوگی اور گھاس وغیرہ کو جھننے سے روکے گی تاکہ وہ اسکی رطوبت وغیرہ کو جذب نہ کرے اس زمین میں اگر یہ عمل اسی طرح کیا جائے گا تو یہ درست ہو جائیگی،

اس زمین کو تلیب کہتے ہیں اور اسکی اصلاح کے لیے سب سے بہترین تدبیر یہ ہے، قلیب کے متعلق انشاء اللہ آئندہ بحث ہوگی،

اس کتاب کے باب اول میں زمینوں کے اقسام اور ان کے اوصاف اور ان کی اصلاح کے تدابیر کا مفصل ذکر ہو چکا ہے، خلاصت بنطیہ میں جو کچھ اس کاموں تھا اس کا بھی خلاصہ لکھا جا چکا ہے، عمل نبش (زمین کو کھودنا) جو درختوں کی جڑ میں کیا جاتا ہے اور جس کو ترویج اور تنقیش بھی کہتے ہیں، اس کا بیان بھی گذر چکا ہے، یہ عمل کشف کے بالکل مشابہ ہے۔ اس کے متعلق یونیوس کی جو رائے تھی وہ بھی لکھی جا چکی ہے، آئندہ ہم تفصیل سے ان کے علاوہ دوسری کتابوں سے اس کے متعلق

معلومات دین گے،

ص. غ. ادرخ کی کتابوں میں ہے کہ زمین کی تعمیر میں چند حالات کا خیال رکھنا چاہیے اولاً وقت کا کہ سال بھر کے اندر کس وقت یہ عمل مفید ہوگا، دوسرے زمین کی حالت کا اندازہ کرنا چاہیے کہ وہ کیسی ہے، زیادہ تر ہے یا زیادہ خشک ہے یا دیرینہ حالت میں ہے، تعمیر بل جوت کر بھی ہو سکتی ہے، ادر زمین میں گڈھا کھود کر بھی ہو سکتی ہے اس عمل کو بہت عمدگی سے انجام دینا چاہیے تاکہ آئندہ آسانی ہو، ابتدائی عمل جزوی سے اخیر مئی تک ہو یعنی موسم سرما میں، اس عرصہ میں بار بار یہ عمل ہو نا چاہیے، یہ زمین کی حالت کے لحاظ سے ہوگا، اگر زمین نرم ہو جائے اور مٹی باریک ہو جائے تو تعمیر ہوگی جزوی ہی کے مینہ میں درخت کی جڑ سے مٹی ہٹا کر گڈھا کھود سکتے ہیں،

## فصل

ہر قسم کی زمین کے لیے تعمیر کا ایک خاص عمل خاص وقت میں ہوتا ہے

ابو عبد اللہ بن الفاضل کا قول ہے کہ سرخ زمین قوی ہوتی ہے، وہ بہت جلد درست نہیں ہوتی ہے بلکہ سخت محنت اور مشقت کے ساتھ اگر اس پر بار بار بل چلایا جائے تو اس کی مٹی نرم اور باریک ہوگی، سیاہ زمین بھی بکثرت تعمیر کی محتاج ہے، اور یہی حال زرد رنگ کی زمین کا ہے، بار بار کھودنے یا جوتے سے درخت کی حالت درست ہو جاتی ہے، سخت قسم کی زمین میں بھی اس وقت تک یہ عمل جاری رکھا جائے جب تک کہ اسکی مٹی باریک نہ ہو جائے، ارض حرشا جس میں تھوڑی صلاحیت ہوتی ہے

اس میں بکثرت تعمیر کی ضرورت ہے، حریر یہ زمین کو زیادہ تعمیر کی ضرورت نہیں ہے، یہی حال خاکی رنگ کی زمین اور سفید موطوب زمین کا ہے، ان سبھوں میں ان کی ذاتی نرمی کی وجہ سے دوسری زمینوں سے کم عمل کی ضرورت پڑتی ہے، رملیہ اور منرولہ میں بھی یہ عمل مناسب وقت میں کیا جاتا ہے، دیر اور سویر کی ضرورت نہیں ہے، اور نہ زیادہ عین جو تنے کی ضرورت ہے، ورنہ آفتاب کی گرمی سے اسکی رہی سہی رطوبت بھی زائل ہو جائے گی، یہی حال نمکین اور شور زمین کا ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ کوئی زمین ایک بالشت سے زیادہ گہری نہ کھودی جائے، نخ وغیرہ کہتے ہیں کہ وہ زمین جس کے اوپر کی مٹی اچھی ہو اور اندر کی مٹی میں سخت ریت، پتھر یا کنکر وغیرہ ہوں زیادہ گہری نہ کھود جائے، ورنہ سطح کی مٹی کی خوبی بھی دوسری مٹی سے ملکر جاتی رہے گی، البتہ اچھی کھا دال کر اسکی اصلاح کر سکتے ہیں، لیکن جس زمین کے اندر مٹی اچھی ہو اور اوپر خراب ہو، تو اس کو اچھی طرح جوتا چاہیئے، اور گہری کھودی جائے تاکہ دونوں مٹی ملکر ایک مستدل مزاج اختیار کر لیں اور یہ پہلی سے زیادہ اچھی ہوتی ہے، باب اول اور باب ثبتم میں اسکا بیان جا چکا ہے ان معلومات کو جو آئندہ بیان ہوں گے یکجا کر دیا جائے تو زارع کی ہدایت کے لئے کافی ہیں،

## فصل

ص، نخ اور نخ کی کتابوں سے ہر زمین کی تعمیر کے اوقات کا بیان جو زمین بہت اچھی اور قوی ہو اس کو جلد درست کرنا چاہیئے، اس عمل کی ابتدا

خریف میں کرنی چاہیئے خصوصاً جب اس میں متفرق نباتات وغیرہ اُگ آئے ہوں  
 تعمیر سے یہ سب صاف ہو جائیں گے، دوبارہ تعمیر میں تھوڑی تاخیر کرنی چاہیئے، سردی  
 اور گرمی چونکہ اس کے لیے مضر ہے اس لیے ہر موسم میں تعمیر کی ضرورت ہے اس سے  
 جو کم درجہ کی زمین ہو وہ وسط ربیع میں درست کیجائے، سرخ، ارغوانی، سفید اور ٹیلے  
 پر کی زمینیں موسم سرما میں تعمیر کیجاتی ہیں، سخت شور زمین کی کھودائی گہری نہ ہونی چاہیئے  
 یہ تعمیر کے بعد ایک سال تک چھوڑ دیجاتی ہے اور اس کے بعد اس میں کھا دو جاتی ہے  
 جس کا ذکر آئندہ ہوگا، قسیقہ اور رملیہ کی تعمیر درمیانی فصل ربیع میں ہوتی ہے، ان کو  
 بھی زیادہ عمیق کھودنے کی ضرورت نہیں ہے ان زمینوں کو نہ اس سے قبل درست  
 کرنا چاہیئے اور نہ اس کے بعد، ٹھیک مناسب وقت میں تعمیر شروع کیجائے، کیونکہ  
 ان میں ہر موسم اپنا اثر جلد کرتا ہے، سرما میں یہ سخت ٹھنڈی ہو جاتی ہیں، بارش سے ان  
 میں جس ہو جاتا ہے اور گرمی میں آفتاب کی حرارت سے یہ تپ جاتی ہے، اور ان کی  
 تمام رطوبت خشک ہو جاتی ہے، بلکہ یہ کم نفع بخش ہو جاتی ہیں، ٹنڈ کے لیے یہ بہتر ہے  
 کہ گرمی میں درست کیجائے تاکہ گرمی سے گھاس وغیرہ جل جائیں جو صرف بارش کی وجہ  
 سے اُگ آئی ہیں، بلکہ اس میں اگر فصل میں تعمیر کیجائے تو بہتر ہے، قلیب اور اسکی  
 مشابہ زمینوں کی تعمیر کا وقت آئندہ لکھا جائے گا، شقدار زمین کو جون کے مہینہ میں  
 درست کرنا چاہیئے اور اس کے شقوق کو چھپا دینا چاہیئے، تاکہ آفتاب کی حرارت درختوں  
 کی جڑ کو نہ جلا دے،

ابن حزم کی کتاب میں ہے کہ درختوں کی بقا اور فلاح تعمیر کے بغیر ناممکن ہے  
 بہترین تعمیر یہ ہے کہ پہلی بارش کے بعد جو اکتوبر میں ہوتی ہے جرت کر یا کھو دو کر زمین

درست کر دیجائے اور اس کے بعد جنوری، اپریل جون میں بار بار یہ عمل کیا جائے تعمیر کے بعد کھاؤ ڈالنا چاہیئے پھر شاخوں کو حسب ضرورت کاٹنا چھانٹنا چاہیئے، اور شاخوں کو الگ الگ کر دینا چاہیئے،

## فصل

زمین کی تعمیر کے متعلق جو صورتیں لکھی گئی ہیں ان میں سب سے زیادہ مفروضہ انجا اور نباتات کا لحاظ رکھنا چاہیئے بعض ان میں بکثرت تعمیر کی محتاج ہوں گے اور بعض کیلئے متوسط تعمیر کافی ہوگی، پس اگر زمین میں ایسے درخت ہوں جو بہت زیادہ تعمیر کے محتاج ہوں گے اور بعض کے لیے متوسط تعمیر کافی ہوگی، پس اگر زمین میں ایسے درخت ہوں جو بہت زیادہ تعمیر کے محتاج ہوں تو ان میں بار بار یہ عمل ہو سکتا ہے اور اگر اس کے خلاف ہو تو تعمیر کم ہوگی، اور اس صورت میں جب دونوں بالکل متضاد طبیعت کے ہوں تو پودے کو اس جگہ سے منتقل کر دینا بہتر ہے،

## فصل

اس صفت کا بیان جبکہ زمین میں تعمیر باغبانی اور زراعت کے وقت ہونا مفید ہے

رخ کا قول ہے کہ زمین جس میں کوئی درخت لگایا جائے یا تخم ریزی کی جائے اس میں مرطوب اور سیراب شدہ ہو، اس زمین سے احتراز کرنا چاہیئے جس میں گل ہو اور جن میں رطوبت بالکل نہ ہو، اس کا قول ہے کہ وہ زمین جو آسان کے پانی سے سیراب ہو چکی ہو اس کو

نکھ دنا چاہئے نہ جوتا چاہئے اور نہ اس میں کوئی دوسری چیز ڈالنا چاہئے کیونکہ موجودہ حالت میں اگر تھوڑی سی بھی حرکت ہوئی تو زمین کو مرض لاحق ہو جائے گا اور خود فرد چیز دن کو نقصان پہنچے گا اسی طرح اگر بہت زیادہ خشک زمین میں تم ہل چلاؤ گے تو وہ پہلی ہی مرتبہ پاش پاش ہو جائیگی اور اس میں بجائے خاک کے ڈھیلے اور کلون ہو جائیں گے اس سے بھی مرض پیدا ہو جائے گا اسی طرح وہ زمین جو گلناک ہو اگر کھودی گئی تو آفتاب کی حرارت اس میں پتھر کی طرح صلابت پیدا کر دیگی جس کے بعد نہ وہ نم رہے گی اور نہ تر ہوگی یہ بھی ایک قسم کا مرض ہو جائے گا اسلئے ہمیشہ ایسی زمین کو کھودنا یا جوتا چاہئے جس میں نہ زیادہ ہیوست ہو اور نہ زیادہ رطوبت ہو بلکہ معتدل مزاج کی ہو اگر چکنی اور سخت زمین میں زراعت کی ضرورت لاحق ہو جائے تو اس میں باقلا بونی جائے لیکن اس وقت تک چھوڑ دینا بہتر ہے جب تک کہ وہ ہوا اور پانی سے درست نہ ہو جائے اگر تم اچھی ہوا میں نم اور مرطوب زمین کی تعمیر کرو اور اس میں بھی ٹوٹ کر چند نرم کلون نکل آئیں تو یہ بہت اچھی زمین ہوگی چونکہ اسکی اعتدالی کیفیت بہت عمدہ ہوگی اس لیے اس میں ہر قسم کی زراعت ہو سکتی ہے خشک زمین کے لیے تعمیر اس قدر مضر نہیں ہے جس قدر چکنی اور گلناک زمین کے لیے ہے کیونکہ خشک زمین کے کلون اور ڈھیلوں کو بارش منتشر کر سکتی ہے لیکن تر مٹی کے کلون جب خشک ہو جائیں تو اس کو پانی بھی متفرق نہیں کر سکتا

## فصل

ان درختوں کا ذکر جسکے لیے بکثرت تعمیر موافق ہو اور انکا جکے لئے عمل موافق نہیں ہے  
ص ۱۸۰ درخت کی کٹ بون میں ہے کہ درخت جو بکثرت تعمیر کو چاہتے ہیں ان میں



زیتون، انجیر، انگور اور توت وغیرہ ہیں، سب کتا ہے کہ ان کے علاوہ میوہ جات میں سے  
سیتب، آلو بخارا، حب الملوک اور شقٹاؤ وغیرہ ہیں جو صفر سن ہی میں تعمیر اور سیرابی  
کو چاہتے ہیں، اور وہ درخت جو تعمیر کے تحمل نہیں ہوتے ہیں ان میں سیتب اور انار وغیرہ  
ہیں لیکن یہ اس وقت جبکہ ان کی عمریں زیادہ ہو جائیں، اور ان دونوں کے درمیان  
ایک متوسطین کی بھی جماعت ہے جو کم تعمیر کو چاہتی ہے،

مطم زیتون میں تمام وہی عمل کرنا چاہیے جو انگور کے لیے کیا جاتا ہے، یعنی تعمیر  
(جو تنا، تعلیم، کاٹ چھانٹ، تنزیل وغیرہ رکھاؤ وغیرہ ڈالنا) جون میں جڑوں کے  
قریب ہلکے طریقہ پر کھودیں اور اس کو اصطلاح میں مشق کہتے ہیں، اگست میں ان  
جڑوں پر خاک ڈالیں زمین کی مٹی بہت زیادہ نفع بخش ہوگی، خصوصاً اس سے اسکا  
تیل نہایت اچھا ہوگا اور اپریل میں بیکار شاخوں کو کاٹ ڈالیں، اور پھر پھلون کے  
چھنے کے بعد اس کا تنقیہ کریں، اور جڑیں بہت زیادہ خاک ڈالیں،

سفرجل کے متعلق غ، کا قول ہے کہ اول اکتوبر میں جب زمین نرم ہو تو اسکو  
کئی بار کھود، بنا چاہیے اور دس دن کے بعد اس کو سیراب کرنا چاہیے، اس کے بعد جب  
مٹی معتدل مزاج کی ہو جائے تو دوبارہ اس کو کھودنا چاہیے، تیسری مرتبہ پھر مارچ  
میں پوری تعمیر کرنی چاہیے، انار اور فندق بھی تعمیر کو پسند کرتے ہیں،

گلاب کے متعلق غ کتا ہے کہ اکتوبر میں اسکو ارد گرد کی گھاس کو ہاتھ سے چوٹ کر  
پھینک دیں اور دوسرے نباتات کو جیسے علق وغیرہ ہیں، کاٹ ڈالیں، اور اسی  
مہینہ میں زمین کو الٹ پلٹ دیں اور آٹھ دن کے بعد ہی ایک دوسرا گڈھا کھودیں،

اس سے قبل انار کو ان درختوں میں شمار کیا ہو جو عمل تعمیر کو پسند نہیں کرتے ہیں، غالباً صفر سن کی قید یہاں بھی ہو

اور اس وقت جو کچھ بھی گھاس وغیرہ ہو اس کو چنکر پھینک دیں، اور تیسری مرتبہ زمین کھودیں  
اور جہاں جہاں منہ بند ہو گئے ہوں ان کو کھول ڈالیں خس دھاشاک سے پاک کر دیں  
اور تنقیہ سے غفلت نہ برتیں، اس سے بہت فائدہ پہنچے ہیں، پھول آنے کے بعد تنقیہ  
کرنا ضروری ہے، تمام خراب قسم کی گھاس کو صاف کر دینا چاہیے، لیکن اس کے بعد کسی  
طریقہ پر بھی اس کو فصل غریف تک چھیرنا نہ چاہئے، زمین کے سیراب کرنے کی تدبیر اور اس  
کے امراض کا علاج تمام درختوں کے ساتھ بیان کیا جائے گا،

بادام کو زیادہ تعمیر کی ضرورت نہیں ہے، البتہ صغریٰ میں اسکی تعمیر ہوتی ہے  
لیکن بڑے ہونے کے بعد وہ اس کا محتاج نہیں رہتا، اور تونکی تعمیر موسم غریف میں  
ہوتی ہے، یہ کثرت تعمیر کا محتاج ہے، نیشکر کی زمین میں اس کے کاٹنے کے بعد تعمیر ہوتی  
طامن ہے تمام انگور خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید تعمیر اور عام نگرانی کے محتاج ہیں اگر سال  
یا اس سے زیادہ عمر کے انگور کی زمین کو کھودیں اور پھر اس میں، بھیرا دہکری کی مسکنیان  
کبوتر کی بیٹ اور گاسے کے گوبر کی کھا دبا کر ڈالیں اور اسکی جز کو مٹی سے اچھی طرح  
چھپا دیں تو یہ کوئی نہایت عمدہ ہوگا اور ہمارے لیے بحد نفع بخش ہوگا اگر یہی عمل انگور کے سنے  
درختوں کے ساتھ کیا جائے تو یہ ان کے لیے بہت بہتر ہوگا،

جن پودوں پر دو سال گزر جائیں ان میں تیسرے سال تعمیر کا عمل ضرور ہونا چاہیے  
ان کے لیے دو قدم لہرا اور تین قدم چوڑا گڈھا کھودیں اور پھر ان کو مذکورہ بالا کھاد سے  
بھر دیں، اور جن پودوں نے پہلا سال گزار کر دوسرے سال میں قدم رکھا ہو ان کیلئے  
چھ مرتبہ گڈھے کھودے جائیں،

ماسی کا قول ہے کہ جو انگور کہ سات سال یا اس سے زیادہ عمر کا ہو گیا ہو اس میں

موسم گرما میں ایک عمیق گدھا کھودیں تاکہ زمین کے اندر کی مٹی اُپر آجائے، قونامی کا قول ہے کہ اس عمل سے مقصود یہ ہے کہ زمین کی اندر ونی مٹی کی تری اور پری خشک زمین کو پہنچے، اور نرم اور خشک اجزاء ایک دوسرے سے جلیں، اس سے اندر کی مٹی اُچھی ہو جائے گی، کیونکہ اندر کی مٹی میں سس اور تری ہوتی ہے، جب وہ باہر آجائے گی تو آفتاب کی گرمی سے اسکی رطوبت زائل ہو جائے گی، اور معتدل فزاج کی ہو جائے گی، پھر جب یہ انگور کی جڑ میں دوبارہ ڈالی جائے گی تو اسے نواس کو تروتازہ کر دے گی، اسی طرح جس انگور کی عمر بارہ سال یا اس سے زیادہ ہو جائے تو اس میں بھی یہ عمل کریں، اس کی تعمیر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ نئی شاخیں اور خوشے نہ نکلے ہوں، انگور میں جب یہ عمل ہوگا تو اس سے پھل کے شیرہ اور حسن میں افزونی ہوگی، انگور کی قوت اور غذا زیادہ ہوگی، جب انگور میں نئی شاخیں یا کوپلین نکل آئیں تو اس وقت تک جب تک یہ قوی نہ ہو جائیں تعمیر کا عمل کسی طرح جائز نہیں ہے،

صغریٰ کہتا ہے کہ انگور کے ماحول میں بار بار کھودنا اسکی تقویت کا باعث ہوگا، کیونکہ اس سے زمین بھر بھری ہوگی، اور یہ انگور کے لیے بہت مفید ہے، اس سے اسکی جڑیں بڑھتی ہیں، کھودنے کے بعد جب مٹی برابر ہو جائے تو آہستہ سے دوبارہ کھود دینا چاہیے، جسکو نیش کہتے ہیں تاکہ انگور کی قوت بڑھ جائے، اور پھر وہ زمین سے بہت زیادہ غذا حاصل کرے، اس سے پھل میں بڑی زیادتی ہوگی،

یہ بھی بہتر ہے کہ کھودنے کا عمل کچھ دن تک جاری رہے تاکہ جڑوں میں ہوا جاسکے اور جڑ کے قریب جس قدر نباتات خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے کاٹ ڈالے جائیں، زمین کھودتے وقت اس کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے کہ کدال یا کسی دوسرے

ادزار کی ضرب انگور کے تنہ پر نہ پڑے اور نہ اسکو لوہا لگنے پائے ورنہ لوہا جب تنہ کو چرچ کر دے گا تو ہمیشہ کے لیے وہ ضعیف اور کمزور ہو جائے گا، کیونکہ یہ اس کے لیے سم قاتل ہوگا کمزوری کے ساتھ ہی پھل اور خوشے بھی چھوٹے ہو جائیں گے، اسی وجہ سے پہلے سال میں تعلیم کا عمل کسی طرح مناسب نہیں ہے، صغیریت کا اس طرح کی بیلون کے متعلق جو زمین میں پھیلی ہوتی ہیں یہ حکم ہے کہ ان کی شدید نگرانی کی ضرورت ہے، ہوا کے کمزوری اختلاف سے ان میں بڑا تغیر پیدا ہو جاتا ہے،

رخ اور دوسردن کا قول ہے کہ انگور کی تعمیر میں چار اور اس سے زیادہ گڈے کھودے جائیں، لیکن نئی شاخوں کے نکلنے سے قبل یہ عمل کریں، جب شاخیں قوی ہو جائیں اور بڑھ جائیں تو پھر کھودنا شروع کر دیں آخر خریف یا دسمبر میں جڑوں سے مٹی ہٹانا زیادہ اچھا ہے، کھودنے کی شکل یہ ہوگی کہ قبلہ سے جنوب کی طرف ایک لائن میں گڈے کھودتے چلے جائیں، اگر اس سال بارش اچھی ہوئی ہو تو اوائل مارچ تک اس کو اسی حال میں چھوڑ دیں، اور اگر خشکی ہو اور بارش کم ہو تو مئی گڈے میں فوراً بھر دیجائے اس کے بعد دوبارہ کھودنا چاہیئے تاکہ اوپر اور نیچے کی مٹی اچھی طرح مخلوط ہو جائے، اسکے بعد اپریل اور مئی میں پھر گڈے کھودے جائیں، دوسرے سال جب یہ عمل کریں تو گڈوں کی قطار گزشتہ سال کی مخالف سمت میں رکھیں اور تیسرے سال ان دو طرفوں کی مخالف سمت میں رکھیں، اور بقیہ عمل وہی کریں جو بتایا گیا ہے، چوتھے سال بھی گزشتہ سال کی مخالف سمت رکھیں، اپریل اور مئی ہی میں گڈے کھودے جائیں، اس پورے عمل سے زمین کے اجزاء منتشر ہو جائیں گے اور تعمیر کی ضرورت اب نہ رہے گی اور جس سے انگور کی قوت بڑھے گی،

ہر مرتبہ تعمیر میں اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ اگر جڑ میں کوئی گھاس لگ آئی ہو، تو اس کو نکال ڈالیں، بعض نے آخر مئی تک ہر ماہ میں پانچ مرتبہ کھودنے کی ہدایت کی ہے، موسم گرما میں یہ عمل ہرگز نہ کیا جائے ورنہ گرم ہوا جڑوں کی رطوبت کو خشک کر دیگی لیکن اگر زمین میں شقوق پیدا ہو گئے ہوں اور گھاسیں کھل آئی ہوں، تو بہت ہلکے سے ان شقوق کو مٹا دینا چاہیے اور گھاسوں کو اکھاڑ ڈالنا چاہیے اور فوراً جڑوں کو مٹی سے مستور کر دینا چاہیے، بعض کا قول ہے کہ اکتوبر، مارچ، اپریل اور جون میں یہ عمل کرنا چاہیے، زمین کی خاک انگوڑ کے لیے بہت مفید ہے، یہ عمل صبح یا شام کے وقت کرنا چاہیے، گدھوں کے کھودنے کا طریقہ اور آدمیوں کی ترتیب ابن بصال کی کتاب سے

کرمہ البر (میدانی انگوڑ) کی کاشت نرم اور سیراب شدہ زمین میں کیونکر کرنی چاہیے اور عملِ تعمیر کا کیا طریقہ ہوگا، اسکی تفصیل مزدوروں کے لیے ساتھ گز طول کا ایک قطعہ نکال دینا چاہیے، اس سے کم نہیں رکھنا چاہیے، اور اگر زمین اسکی ضد ہو یعنی سخت اور خشک ہو تو تیس گز طول کا قطعہ دینا چاہیے اور عرض ہر شخص کے لیے تین کدالی کے برابر ہو جسکی مقدار چار بانشت ہوگی، اس سے نہ کم رکھنا چاہیے اور نہ زیادہ، کھودتے وقت عامل (کسان) اپنے داہنے پیر کو آگے بڑھائے اور بائیں کو پیچھے کرے، پھاڑے یا گدال کو سر سے اونچا نہ لیجائے، بلکہ اپنے سامنے پھینکے اور پھر اسکو اپنی ہی طرف کھینچ لے، دوسرے فلاحین کا قول ہے کہ چار آدمی اس کام پر متعین کئے جائیں اور قطعہ ارض کے پہلے حصہ میں اس شخص کو رکھنا چاہیے جو عملِ تعمیر سے زیادہ واقف ہو اور طاقتور

۱۔ اس قسم کے تمام گدھوں کے کھودنے کو تھار کھول بوتے ہیں ۱۶

اس کے بعد دوسرا درتیسرا عامل بھی اسی صفت کا ہو، اور ان چاروں میں اگر کوئی ضعیف  
 کمزور اور نادانگہ ہو تو اس کو بالکل آخر میں رکھیں اور سب آسنے سانسے ہوں، لیکن ذرا  
 کچ ہو کر کھڑے ہوں، ہر عامل کو دوسرے کے عمل کا اندازہ کرنا چاہیئے، اور کوشش کرنی چاہیئے  
 کہ سب کا عمل مساوی ہو اور ایک ہی خوبی کا ہو، ہر شخص کے سانسے جو کچھ کھو دینے کے لئے  
 ہو اسکی وسعت سطح اور تر زمین میں چار بانشت اور سخت اور خشک زمین میں اس سے  
 کم ہونا چاہیئے، اس کا اندازہ تین کدال کے برابر کرنا چاہیئے تاکہ کھو دینے والوں کو  
 سہولت ہو، جو انگور کہ دوسطرون کے درمیان ہوں ان کے گڈھوں کی وسعت  
 سات بانشت یا آٹھ قدم ہونی چاہیئے، سطح اور نرم زمین کا جو قطعہ الگ کیا جائے وہ شر  
 گز کا ہو، اور اسکی ضد میں کم سے کم تیس گز کا طول رکھا جائے، سطح زمین میں مرجع کے کھودنے  
 کے لیے ایک دن میں تین آدمی متعین کئے جائیں، اور وہ گڈھا جسکو سچن کہتے ہیں اور  
 جو انگور کو بٹس پر چڑھانے کے بعد کھودا جاتا ہے اس کے لیے دس آدمی متعین کئے  
 جائیں، بہر حال گڈھے کے عمق کے لحاظ سے آدمیوں کا تعین کریں،

## فصل

تعمیر، غراست اور زراعت کے تمام کاموں کیلئے آدمیوں کا انتخاب  
 طین ہے کہ کسان نوجوان اور قوی ہوں تاکہ تمام کام باسانی کر سکیں، ان کے  
 انجام دہی میں سستی اور کاہلی کی بجائے ان کو نشاط وادھ خوشی حاصل ہوتی ہے، عاملین  
 کی تعداد جفت رکھنی چاہیئے، انگور کا لگانے والا اور اس کا مرکب اور کاٹنے چھانٹنے  
 والے یہ دو گڈھوں کے نام ہیں لیکن کس صفت کے ہوتے ہیں اس کا پتہ نہیں چلا،

میں سے تیس برس کی عمر کا ہوا در عمل کے وقت بول دہرا زکار دکنے والا نہ ہوا اس کے جو اسرح میں کوئی عیب نہ ہو، جیسے ہاتھ شل ہو، یا ایسا ضعف ہو جو کبھی زائل نہ ہو ہاتھ پیردن میں شقوق ہوں غرض کہ باغبان اور کسان کو تمام آفات جسمی سے محفوظ رہنا چاہیئے تاکہ پودے اچھی طرح نشوونما پائیں اور قوی ہوں، عامل جسدن قصد یا پچھنا لگائے، اس دن زراعت کا کوئی عمل نہ کرے، اور وہ عامل جسکی ایک یا دونوں آنکھیں خراب ہوں، یا آنکھ سے پانی جاری رہتا ہو یا کاننا ہو یا اس میں سفیدی آگئی ہو، کسی طرح درختوں کے قریب اس کا جانا مناسب نہیں ہے، البتہ دوسری چیزوں کی زراعت میں شریک ہو سکتا ہے کچھ دزیتوں اور پیاز وغیرہ کے بیان میں عاملین کے اوصاف کا ذکر ہو چکا ہے۔

زمیندار کا فرض ہے کہ وہ خود اپنی مزدور زمین کے معائنہ کے لیے جایا کرے تاکہ اس کو محنتی اور کاہل کا شنکار و ن کا اندازہ ہو سکے، اور کاہل آدمیوں کو ہٹا کر اچھے اور محنتی آدمیوں کو متعین کر سکے، غراست کے علاوہ زراعت میں بھی جو ان آدمیوں کا انتخاب کرنا چاہیئے کیونکہ یہ قوی ہوتے ہیں اور مکان کو زیادہ برداشت کر سکتے ہیں ان کی عمریں بدھوں سے زیادہ ہوتی ہیں اور یہ مقابلہ مطیع اور فرمانبردار ہوتے ہیں، مگر بعض بدھے بھی محنتی اور اچھے ہوتے ہیں ان کو بھی اگر کام پر لگایا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہو زمین کے ہر قطعہ میں چار آدمیوں سے زیادہ نہ رکھیں، اور اگر فاضل ہوں تو ایک ہی جگہ پر جمع نہ کریں، ورنہ وہ کام بہت کم کریں گے اور ایک دوسرے کو کام میں سستی اور کاہلی کرنے کا اشارہ کریں گے،

بل جو تنے اور گائے کے چرانے کے لیے لائے آدمی منتخب کئے جائیں، اور بچاؤ

سے گدھے اور تھالوں کے کھودنے کے لیے جسم اور قوی آدمی مقرر کئے جائیں، اور بعض نے  
طویل کی بھی شرط بڑھائی ہے، کیونکہ پستہ قد آدمی اس کو اچھی طرح نہیں کھو دے سکتے،  
اور بکری چرانے کے لئے ہلکا اور صبح بیدار اور چوکنا آدمی متعین کرنا چاہیے،

زمیندار کو چاہیے کہ کوئی معتمد علیہ آدمی کام کی نگرانی پر رکھے جس کو اس خدمت  
کا معاوضہ دے، اس آدمی میں خلق و امانت بقوی و طہارت، صدق و صفائی  
غویبان ہونی چاہئیں، اور اس کام سے اس کو خاص دھچپی ہو صبح سویرے اٹھ کر کام  
پڑاتا ہو تاکہ دوسرے عمال اس کی تقلید کر سکیں، وہ نفسانی خواہشات کے پورے  
کرنے میں حد سے متجاوز نہ ہو زیادہ کھانے والا اور شرابی نہ ہو، صاحب جائداد اور اس  
ناظرِ خلافت کو یہ چاہیے کہ وہ روزانہ کارگزاری کا حساب لے تاکہ اگر وہ کسی دن کسی  
سبب سے معائنہ کے لیے نہ آسکا تو عاملین کی کارگزاری کا فوراً اندازہ کر سکے،

یونیوس کا قول ہے کہ انگور کے کاشتکار کا فرض ہے کہ اس میں خوب غور و خوض  
کرنا رہے، اور گشت نگار کو چاروں طرف اس کو دیکھنا رہے، اور مٹھوے کے  
ستونوں کو اگر کچھ کچھ ہو گئے ہوں تو سیدھا کر دے، اور بیل کسی غیر مناسب سمت  
میں جھک گئی ہو تو اس کو سیدھا کر دے، کیونکہ بیلوں کا کچھ ہو جانا انگور کے لیے  
اسی قدر تکلیف دہ ہے جس قدر ہم مکان سے تکلیف کا احساس کرتے ہیں، خصوصاً  
اس وقت جب کہ ہم اپنے ہاتھ سے ان کو کسی طرف جھکا دیتے ہیں، اور ان کا  
جسم سیدھا نہیں رہتا، خریف کے موسم میں اگر بکثرت بارش ہو جس سے انگور  
کو نقصان پہنچے تو خوشنوں پر جو پتیاں ہوں ان کو نوچ ڈالنا چاہیے تاکہ وہ سڑنے  
یا ترش ہونے سے محفوظ ہو جائیں،



# باب یازدہم

اشجار اور مغروسہ اور مرزوعہ زمینوں میں کھاؤ کس قسم کی ڈالی جائے، کس وقت اور کتنی مقدار میں ڈالی جائے، شور زمین کا علاج بذریعہ کھاد خلاصت بھٹیہ کی کتاب سے

اس عالم پر بروقت اور بوست کا غلبہ ہے، کیونکہ زمین اور پانی میں ایک بار دہ اور ایک یا بس ہے، اگر ہوا ہلکی ہوتا ہے تو وسط اور آفتاب پوری گرمی زمین کو پہنچاتی ہے تو نہ کوئی پودا اُگے اور نہ کوئی حیوان زندہ رہے، کیونکہ درخت بغیر کسی زیادتی کے اسی سے پھلتے اور بھولتے ہیں اور ان کے امراض اسی سے دفع ہو جاتے ہیں، آگ اور گرم شیشے سے بھی گرمی پہنچائی جاسکتی ہے اسی طرح کھاد سے بھی حرارت پہنچ سکتی ہے، لیکن نباتات کو آگ اور جلنے ہوئے شیشوں سے گرمی پہنچانا ہر شخص کا کام نہیں ہے، اس عمل کے جاننے والے کم ہیں، اگر کوئی نا تجربہ کار کم عقل اور کم علم آدمی نے اس کو کیا تو خطرہ سے خالی نہیں ہے، البتہ کھاد سے گرمی پہنچانے کا طریقہ مامون اور محفوظ ہے،

طہین ہے کہ چھوٹے اور بڑے نباتات کو ایک اور طریقہ سے قوی کیا جاسکتا ہے، اور اسکی منفعت عام ہے حتیٰ کہ چھوٹے نباتات اور ترکاریوں کے لیے بھی مفید ہے، وہ یہ ہے کہ کھاد میں اس مقام کے علاوہ کسی دوسری جگہ کی مٹی لاکر ڈالیں جہاں پر ہوا خوب چلتی ہو اور آفتاب کی پوری گرمی پڑتی ہو، اس کھاد کو انگو ر اور دیگر نباتات کی جڑ میں ڈالیں، اس سے درختوں کو بڑی قوت پہنچے گی، شاخیں اور

پتیاں بڑھیں گی، خوشے بڑے ہوں گے، اور دیگر امراض دفع ہوں گے، لیکن شرط یہ ہے کہ سیلاب زمین کے ان اجزاء کو ہانا نہ لیجائے۔

اور اس زمین کے لیے جس میں ریت ملی ہو اور جو انگور کی پیداوار کے لیے بہت مفید ہے، بکری کی مینگنی کی کھاد موافق ہے اور دوسرے درجہ میں بھیر کی مینگنی بھی موافق ہے، اس کے ساتھ باریک مٹی بھی مخلوط کر دیں، اور اس سخت زمین کیلئے جس میں کنکریاں ہوں اور جو سفید رنگ کی ہو، گائے کا متعفن گوبر زیتون کی پھٹ کے ساتھ مفید ہے، یہ کھاد بہت روغن دار ہوگی اور اس سے زمین کی خوب اصلاح ہوگی اور اس میں تھو اور گھوٹ کا بھوسہ بھی ملا کر ڈالیں، اور وہ زمین جس میں تھوڑی سی ملاحت ہو، اس کے لئے گائے کے گوبر کھجور کی شاخ اور اس کے پھل اور انگور کی راکھ سے ایک مرکب کھا دیتا کریں، اور جس زمین میں تلخی ہو اس کے لیے انسان کا غلیظ، غلٹن کا بھوسہ اور گھٹلیوں کی راکھ مفید ہے، غرض کہ ہر وہ زمین جو شیریں نہ ہو اس کے لیے روغن دار کھاد کی ضرورت ہے، اور شیریں اور پھکی زمین میں وہ کھا دینی چاہیے جو بہت تیز ہو، اور سرخ زمین کے لیے بہت کم کھاد کی ضرورت ہے، اتنی ہو کہ جو زائد نمایاں نہ ہو، ورنہ کھاد کی زیادتی اس کو کمزور اور مریض بنا دیتی ہے اور سفید زمین بہت زیادہ کھاد کی محتاج ہے، باب اول میں اس کا اس موقع پر اچھی طرح بیان ہو چکا ہے جہاں پر ترکاریوں کے لیے سب سے بہتر زمین کی طرف کی گئی ہے، سفید زمین موسم سرما میں بہت جلد منجمد ہو جاتی ہے اور گرما میں جلد خشک ہو جاتی ہے، باغون کے لیے یہ زمین اس وقت تک کارآمد نہیں ہو سکتی جب تک کہ اسکی تعمیر اچھی طرح نہ کیجائے، اور اس کے بعد مٹی کے برابر کھا دن ملائی جائے،

زروزنگ کی زمین زیادہ کھاؤ کی محتاج ہے، کیونکہ وہ برودت اور بوسست  
میں سفید زمین کے مشابہ ہے، اور موٹے ذرات کی زمین کھاؤ اور راکھ کے ذریعہ سے  
باریک کیجاتی ہے، اگر وہ خراب قسم کی ہو تو اس میں یہ دونوں چیزیں وافر مقدار میں  
ڈالیں، پتلی، کزور، ریتیلی اور خاکی زمینیں بکثرت کھاؤ کی محتاج ہیں، کبوتر کی بیٹ آنکے  
لئے بہت مفید ہے کیونکہ اس سے زمین اور درخت کو قوت اور غذا ملنے میں مدد ملے گی  
کیونکہ ریتیلی زمین بار دہوتی ہے اور کھاؤ اس کو گرم بنا دیگی،

انٹرویوس اف بقی کا قول ہے کہ بھی زمین میں جب کھاؤ ڈالی جائیگی تو اس سے اسکی  
پیداوار صاف ہوگی، سیاہ زمین کا بھی یہی حال ہے، بشرطیکہ اس میں بوسیدگی نہ آئی ہو،  
روغن دار زمین کو کھاؤ کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے، بعض کا یہ قول ہے کہ اس میں  
چنا چروا اور گھون کا بھوسہ دے سکتے ہیں، اس کے بعد اگر کھاؤ ڈالیں تو اسکی حالت پہلے سے  
اچھی ہوگی شورناک زمین کو شیریں کھاؤ اور چنا، گھون اور جو وغیرہ کا بھوسہ ڈالکر درست  
کر سکتے ہیں، جو زمین کہ بہت زیادہ شور ہو، فصل خریف میں اس میں گھوڑ دن کی لید  
اور گائے کے گوبر کی کھاؤ ڈالی جائے کیونکہ یہ زیادہ شیریں کھاؤ دن میں سے ہے،  
شور زمین کے اندر اگر کوئی چیز لگائی جائے تو زمین کو کھودتے وقت گدھے میں  
نہر کی ریت لاکر ڈالیں تاکہ وہ شیریں ہو جائے،

بعض فلاحون نے کھاؤ کے منافع میں یہ لکھا ہے کہ وہ زمین کو گرم رکھتی ہے اور  
مزروعات اور مزدوسات کو درست کرتی ہے، اچھی زمین کو بہت عمدہ بنا دیتی ہے  
اور خراب زمین کو تندرست کر دیتی ہے، متوسط درجہ کی زمین کو اچھی زمین سے زیادہ  
کھاؤ کی ضرورت ہے، اور یہ احتیاج اچھی زمین کے قرب و بعد کے لحاظ سے ہوتی ہے

اگر وہ اپنے احوال میں اچھی زمین کے قریب ہے تو اس کو کھاد کی کم ضرورت ہوگی۔  
اگر وہ رومی زمین کے قریب ہے تو اس میں کھاد کی زیادہ ضرورت ہوگی زمین میں اگر  
کھاد نہ ڈالی جائے تو وہ بے حد بار دہو جائے گی اور اگر بہت زیادہ ڈالی جائے تو شدت  
گرمی سے وہ اور اس کے مزدورات سب جل جائیں گے،

ایک مرچ کے برابر زمین میں ایک بوجھ کھاد دی جائے، اور یہ بھی زمین کی اچھائی  
اور برائی پر موقوف ہے، کھاد ڈالنے کے اوقات کا بیان باب اول اور دوم میں گذر  
چکا ہے، ان معلومات کو اور ان کو یکجا کرو تو انشاء اللہ کافی ہوں گے، حار اور مرطوب  
زمین ہر قسم کے نباتات کے لیے مفید ہے بشرطیکہ ان دونوں مزاج کے سوا کوئی تیسرا  
مزاج نہ ہو، بار دہو یا بس زمین اگر کھاد اور پانی سے حار اور مرطوب بنا ڈالی جائے تو  
وہ اپنے پہلے مزاج کے مخالف ہو جائے گی اور گرم اور مرطوب زمین کے مشابہ ہو جائے گی  
مرطوب مقامات میں تھوڑی کھاد چند سال تک ڈالنی چاہیے خشک زمین میں کمزور  
یا رودت کی وجہ سے گھاس تک جلدی نہیں آگتی، ایسی حالت میں بکثرت کھاد ڈالی جائے  
تو درست ہو جائے گی،

## فصل

اشجار اور دیگر نباتات میں ان کے اور زمین کے حسب حال کھاد ڈالنے کا بیان  
اور وقت اور مقدار کا تعین،

علماء و فلاحت کہتے ہیں کہ درختوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ جنکو کھاد گرمی پہنچا  
تی

اسے اس لفظ کی صحت نہ ہو سکی،

ہے اور بعض ایسے مین جنگو خراب کر دیتی ہے، اور بعض ایسے مین کہ جنگو نہ فائدہ کرتی ہے اور نہ نقصان، یہ متوسط درجہ کے کہلاتے مین، پس جن درختوں کے لیے کھا و مفید ہے اور وہ اول درجہ کی زمین مین ہوں تو اس وقت زیادہ کھا د کے محتاج نہ ہوں گے بلکہ تھوڑی مقدار مین کھا د کافی ہوگی، لیکن اگر ایسی زمین مین یہ درخت ہوں جنگو کھا د کی زیادہ ضرورت ہے تو پھر کثیر مقدار مین ڈالنی چاہیئے، اور جو متوسط ہوں ان مین متوسط مقدار مین کھا د ڈالیں، فلاح نبطیہ مین ہے کہ کھا د درختوں مین معتدل طریقہ پر ڈالنا چاہیئے نہ زیادہ اور نہ کم، اور انگو مین بھی کھا د حد اعتدال سے زیادہ نہ ڈالنا چاہیئے بلکہ کم ہی ہو تو اچھا ہے، لیکن اگر یہ پتہ چلے کہ اس کو کھا د کی زیادہ مقدار مین ضرورت ہے تو پھر کمی نہ کرنی چاہیئے، طاب مین ہے کہ جب تم انگو رکوز زیادہ پھیلا نا چاہو تو اس مین انسان کا فیضان کو بترکی بیٹ وغیرہ کو خوب ملا کر ڈالو، اس سے بہت جلد اصلاح ہوگی، لیکن یہ کھا د انگو کی شراب کے لیے مضر ہے، اس کے دینے کا طریقہ یہ ہونا چاہیئے کہ جڑ کے چاروں طرف ایک مستدیر گدھا کھودیں اور چار انگل کے برابر اس مین کھا د ڈالیں، جڑ اور کھا د کے درمیان کوئی حاجب نہ ہو اس کے بعد گدھے کو مٹی سے بھر دیں۔

صنویت کہتا ہے کہ کھا د کیسی انگو رکی جڑ مین اس طرح نہ ڈالی جائے کہ دونوں ملحق ہو جائیں بلکہ دونوں کے درمیان مٹی حاجب رہے، تاکہ کھا د کی گرمی براہ راست نہ پہنچے، کیونکہ کھا د کی عام صفت یہ ہے کہ وہ جس سے ملتی ہے جلا ڈالتی ہے، اسکا خیال صرف انگو رک ہی مین نہیں بلکہ تمام بڑے اور چھوٹے نہات مین کرنا چاہیئے، کیونکہ ایک تو کھا د کی گرمی انگو رک کی جڑوں کو جلائے گی، اور دوسرے آفتاب کی گرمی اس حدت مین اور اضافہ کرے گی، سو ساد کا قول ہے کہ جو تیز اور گرم کھا د کو پسند نہ کرتے ہوں ان کو اس

کھا دین متعفن کھا دلا کر معتدل کر دینا چاہیے اور یہ متعفن کھا و غلن کے بھوسہ سے بنائی جائے، انگور کے لیے باقلا، جوار، گندھوں کا بھوسہ بے حد مفید ہے، بہر حال سادی کھا د بھی استعمال کر سکتا ہے اور یہ متعفن کھا د بھی ڈال سکتا ہے، بھوسے کی کھا د جب متعفن ہو جاتی ہے تو وہ کیڑوں کے ہلاک کرنے کے لیے بہت کارآمد ہے، اگر وہ انگور کی جڑ میں ڈالی جائے، تو چھوٹے اور بڑے سب کیڑے مر جائیں گے، اور درخت برف اور ادلون کی اذیت سے بچ جائے گا۔

طامن ہے کہ پہلے سال انگور میں کھا د بہت کم ڈالی جائے پھر جیسے جیسے سال گزرتے جائیں ویسے ہی کھا د کی مقدار میں اضافہ کرتے جائیں، کیونکہ جب تک انگور کا پودہ کمزور ہے، وہ کھا د کی کثرت کو نہیں برداشت کر سکتا، جیسے جیسے قوی ہو گا کھا د سے متاع حاصل کرے گا، جب اسکی عمر پانچ سال کی ہوتی ہے تو گرم کھلاتا ہے، اور چھ سال اسکی قوت گذشتہ سال کے برابر ہوتی ہے جب دسواں سال لگتا ہے تو وہ پوری طرح قوی ہو جاتا ہے، چوبیس سال تک یہ جوان کھلاتا ہے، انگور میں کھا د عروجِ قمر کے ایام میں ڈالنا چاہیے، بعض انگور ایسے بھی ہیں جنکو کھا د کی مطلق ضرورت نہیں پڑتی ہے،

یہ وہ بین جو پہاڑ، چٹان، اور چٹیل زمین کے اندر ہوتے ہیں کیونکہ یہ سب پہاڑی کے ہم طبع ہوتے ہیں، ان کے علاوہ دوسری زمینوں میں دوسرے ہی سال سے کھا د دینا چاہیے، تنقیہ کے بعد جڑ کے قریب ایک قدم کے برابر کھا د ڈالنا چاہیے، تنقیہ نوہے سے نہ کرنا چاہیے بلکہ ہاتھ سے کیونکہ لوہا انگور کے لیے مضر ہے،

سفید مین گائے کا گوبر ڈالا جائے اور اگر کبوتر کی بیٹ بھی ڈال دی جائے تو اچھا ہے

اس سے شادابی زیادہ بڑھے گی، موسم سرما کے ختم ہونے کے بعد جب زمین مرطوب ہو تو انگور کی جڑ میں کھاؤ ڈالیں، اور اس کے اوپر سے مٹی دیدیں، شاہ بلوط میں گائے کا گوبر ڈالیں، اور بلوط اور اترج میں آدمی کا سٹرا ہو، غلیظ ڈالیں، ایسا موسم خریف میں کریں بعض نے یہ کہا ہے کہ بکری کی مینگنی بھی ان کے لیے مفید ہے، یہی حال ناتج کا ہے، اور کچھ زمین آدمی کا تازہ غلیظ ڈالیں اور موز میں موسم خریف کے اندر متفن کھاؤ ڈالیں، نیشکر میں بکری کی مینگنی کی کھاؤ بنا کر ڈالیں، یا تین میں بہت کم کھاؤ کی ضرورت ہے لیکن جو بھی ڈالی جائے وہ پرانی ہو،

قسطوں کا قول ہے کہ زیتون میں انسان کا غلیظ وغیرہ نہیں ڈالنا چاہیے کیونکہ اس کے لیے یہ بالکل موافق نہیں ہے، اس کے علاوہ سب کھاؤ مفید ہے، لیکن اسکے لیے سب سے اچھی کھاؤ چوپایوں کا غلیظ اور گائے کا گوبر ہے، طمین ہے کہ گدھے کی پاش اور بعض کے نزدیک کبوتر کی سیٹ زیتون کے لیے زیادہ موافق ہے، حالانکہ اس سیٹ میں حرارت بہت زیادہ رہتی ہے اور بھیر و بکری کی مینگنی الگ الگ ڈالی جائیں لیکن ان کی کثرت جڑوں کو جلا ڈالتی ہے، انگور اگر زرد زمین میں ہو یا سفید اور شیریں زمین میں ہو، یا سخت زمین میں ہو، یا کمر اور پتلی زمین میں ہو، یا ریتیلی اور ٹھنڈی زمین میں ہو، تو ان سب میں بکثرت کھاؤ ڈالنے کی ضرورت ہے، بلکہ ہر سال ڈالی جائے تو چھا ہے، اور اگر سرخ یا سیاہ زمین میں ہو تو کھاؤ کم ڈالنی چاہیے، زیتون کے درخت میں اگر زمین اچھی ہو ایک طاقتور جانور کے بوجھ کے برابر کھاؤ ڈالنی چاہیے، اور اس سے ذرا ردی اور بار دز زمین میں زیادہ ڈالنی چاہیے، اور زیتون میں کھاؤ کو بالکل چڑے ملا کر دینا چاہیے، یہی ایک درخت اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے کہ چڑے ملا کر کھاؤ نہ ڈالی جائے،

کیونکہ شاخصن ایسی پھلی ہوتی ہیں کہ جڑ کی مٹی پر آفتاب کی گرمی کا کوئی اثر نہیں پہنچتا ہے۔ بنا پر وہ بار در ہوتی ہے، اب کھاد کے ڈالنے سے اس میں حرارت پیدا ہوگی، اگر دوسرے درختوں کی طرح اس میں بھی جڑ سے فاصلہ پر کھاؤ ڈالیں، تو حرارت اور کم ہو جائے گی۔ جب زیتون میں صرف کبوتر کی بیٹ ڈالی جائے تو اسکی مقدار ایک پیالہ ہونی چاہیئے۔ اس سے اگر فرا زیادہ ڈال دی گئی تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، یہ زمین کی وسعت اور تنگی پر موقوف ہے، کبوتر کی بیٹ جنوری کے مہینہ میں ڈالی جاتی ہے، مخصوصاً اس دن جس دن بارش ہو یا بارش ہونے کے آثار نظر آئیں، اس سے قبل کھاؤ ڈالنے کی ہمت نہ کرنی چاہیئے، اور اس سے زیادہ تاخیر بھی نہ کرنی چاہیئے، بعض کی یہ رائے ہے کہ اس سے قبل کھاؤ ڈالنا یا زیادہ مقدار میں ڈالنا زیتون کے لیے سخت مضر ہے، اس بیٹ کے ڈالنے سے قبل اگر دوسری کھاؤ بھی ڈال دیں تو زیتون کے لیے بہت مفید ہوگا، اور اس کے پھل زیادہ آئیں گے،

میں نے مشرق کے بعض پرانے کاشتکاروں کو دیکھا ہے کہ وہ زیتون میں کبوتر کی بیٹ ڈالتے ہیں، بلکہ میں نے یہ بھی دیکھا کہ زیتون کی جڑ میں انھوں نے ایک ایک بوجھ کبوتر کی بیٹ بارش کے دنوں میں ڈالی ہے، لیکن اتنی زائد مقدار سے بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا، اسی طرح ایک ثقہ شخص نے بیان کیا کہ ایک شخص نے جنوری سے قبل زیتون میں یہ بیٹ ڈال دی، اور یہ موسم خریف کا تھا، لیکن کوئی نقصان نہیں پہنچا،

میں نے خود مدتوں جس پر عمل کیا ہے میرے نزدیک اس میں برکت ہے۔ میں نے اسی مقدار میں صرف کبوتر کی بیٹ ڈالی ہے جو پہلے بیان کی گئی، اور وقتینہ پر غلط کھاؤ کی ایک کثیر مقدار بھی ڈالی ہے، اسی سے بہت کچھ فائدہ ہوا اور بار آوری



مین کثرت ہوئی،

اس سے قبل زیتون، انگور اور دوسرے درختوں کے لگانے کے بیان میں مفصل حالات لکھے جا چکے ہیں جو کافی ہیں،

## فصل

کھاو ڈالنے کا وقت،

پھلدار درخت میں اگست سے جنوری تک کھاو ڈال سکتے ہیں، اور اکتوبر میں بھیر کی تھوڑی سی کھاو ڈالیں تو مفید ہوگا، بعض نے یہ کہا ہے کہ انگور میں ستمبر کے مہینہ میں کھاو ڈالی جائے اور بعض نے دسمبر اور جنوری کا مہینہ متعین کیا ہے خصوصاً سرد ممالک میں، زیتون میں کھاو ڈالنے کا وقت خریف میں ہے، اور دیگر نباتات میں گرمی میں تھوڑی مقدار میں کھاو ڈالیں اور گرم زمین میں بھی ایسا ہی کریں، جب موسم معتدل ہو تو متوسط مقدار میں ڈالیں اور موسم سرما میں اور بار دز میں زیادہ ڈال سکتے ہیں،



# باب دوازدہم

درختوں میں آب پاشی کا بیان اور اس کا وقت، اور کون سے درخت پانی زیادہ چاہتے ہیں، یہ سب ابن حجاج، ص، رخ اور رخ وغیرہ کی کتابوں سے ماخوذ ہے،

فلاحون کا قول ہے کہ بعض درخت پانی کی کثرت کو پسند کرتے ہیں اور بعض اسکے بالکل متحمل نہیں ہوتے ہیں اور بعض اس میں بھی متوسط درجہ کے ہوتے ہیں، رخ کا قول ہے کہ درختوں میں اگست اور جنوری کے مہینہ میں آب پاشی کی جائے، ان دونوں مہینوں سے غفلت نہ برتی جائے، رخ کہتا ہے کہ جنوری میں سیراب کرنے میں بہت سے منافع ہیں، درختوں کی جڑ اور رگوں میں جو کھیرے اور حشرات الارض پیدا ہو جاتے ہیں جب پانی اس مہینہ میں ڈالا جاتا ہے تو پانی اور ہوا کی ٹھنڈک سے وہ مر جاتے ہیں، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ درخت کی رگوں میں رطوبت بھر جاتی ہے، جس سے وہ تروتازہ معلوم ہوتے ہیں، حاج غوناظی کی کتاب میں ہے کہ جس وقت درخت میں نئے برگ اور پھول آتے ہیں اسی وقت ان کو پانی سے سیراب کرنا چاہیے، یہ آب پاشی کا بہترین وقت ہے جن درختوں میں اس وقت پانی ڈالا جائے گا وہ دوسروں سے قوی ہوں گے موسم گرما میں بھی تمام درختوں کو سیراب کرتے ہیں خصوصاً اگست کے مہینہ میں ضرور سیراب کرتے ہیں کیونکہ اس زمانہ میں گرمی سخت ہو جاتی ہے اور دن کامل ہوتا ہے، اگر سیرابی میں کمی لگی تو وہ خشکی جو گرمی کی وجہ سے درختوں میں آگئی ہے دفع نہ ہوگی،

اور آب پاشی کا وقت دن کے آخری حصہ میں رکھنا چاہیے، پانی کی مقدار درخت کے تحمل پر ہے کیونکہ بعض درخت، نباتات، اور اجناس یعنی غلے پانی کی کثرت سے خراب ہو جاتے ہیں، ابستہ قحط زدہ اور خشک زمینیں پانی کی بہت زیادہ محتاج ہوتی ہیں۔  
 طامن آب پاشی کے وقت اور اسکی مقدار کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ انجور اور دوسرے اشجار کی آب پاشی کا وقت ایک گھنٹہ دن باقی رہنے کے بعد سے نصف تک ہوتا کہ لوہے اور زمین رات بھر صبح چار گھنٹہ تک بھیرا ہوں اور مقدار متوسط گھنٹی پانی زیادہ ہوا ورنہ کم درخت کی جو جڑیں آب پاشی کی وجہ سے ظاہر ہو گئی ہیں، اون کو چھپا دیں، اور چند دنوں تک اسی حالت پر چھوڑ دیں، نبش جس کا نام آدم نے ترویج اور تنقیس بھی رکھا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ کھودنے والا آدمی کے درخت کے قریب آئے اور اسکی جڑ میں ایک ہاتھ لانا اور چار انچ عمیق گڑھا درخت کے چاروں طرف مستری شکل کا کھودے، اس کے بعد جو مٹی باہر نکالی گئی ہو اس کو گڑھے میں بھر کر پیر سے آہستہ آہستہ دبا دے، یہی طریقہ عمل ہر درخت کے ساتھ کیا جاتا ہے، مقصود اس عمل سے صرف یہ ہوتا ہے کہ مٹی الٹ پلٹ دی جائے، اوپر کی نیچے کر دی جائے اور نیچے کی اوپر کر دی جائے گویا، اب نئی مٹی جڑوں میں ڈالی گئی، پس جو منفعت نئی مٹی ڈالنے سے ہوتی ہے وہی اس تقلیب سے ہوگی،

صغیریت کا قول ہے کہ ایک گھڑی درخت کی جڑ کو نبش کے بعد کھلا رکھنا چاہیے اور ایک دوسری جگہ پر آٹھ دن کھلا رکھنے کی ہدایت کی ہے اس کے بعد مٹی گڑھے میں بھری جائے اور آہستہ سے داب دی جائے کھجور کے بیان میں لکھا ہے کہ اسکے ارد گرد بھی تین ہاتھ کا گڑھا کھودیں اور اسی طرح انگور کی جڑ میں بھی دو قدم گہرا اور تین

خوڑا گڈھا کھودیں، اور چوٹی کے جڑ سے نکالی گئی ہے، اس میں اس درخت کے سناٹے  
 کھا دلا کر درخت کی جڑ میں ڈالیں، اس سے جو فائدہ پہنچا کادہ خود ہی نمایاں ہو جائے گا  
 اس نبش کے منافع میں یہ بھی ہے کہ جس مقام میں ہوا اب تک نفوذ نہیں کرتی تھی  
 اس عمل کے بعد ہوا وہاں داخل ہوگی اور تمام مستر مقامات میں نفوذ کرے گی، اسی  
 عمل کا نام آدم نے تنقیس اور ترویج رکھا ہے وہ کہتا ہے کہ درخت کی جڑ کی مٹی  
 الٹ پلٹ دو تاکہ درخت قوی ہو اور جڑوں کو ہوا کھانے کا موقع دو تاکہ پھل  
 بڑے بڑے ہوں، اس سے پھل لذیذ اور عمدہ بھی ہوتے ہیں،

اس سے قبل ہم نے بتایا ہے کہ کسان نکالی ہوئی مٹی کو جب کھا دلا کر گڈھے  
 میں ڈالے تو اس کو بہت آہستہ سے دبائے تاکہ جن مقامات پر ہم ہوا کو پہنچانا چاہتے  
 ہیں ان میں ہوا کی بجائے پانی نہ چلا جائے، اس عمل سے پانی کم جائے گا، گوبائی  
 کی زیادتی مضر نہیں ہے لیکن اس کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے، بلکہ بعض وقت اسکی  
 کثرت نقصان دہ ثابت ہوتی ہے، یعنی ہوا جیسا چاہیے داخل نہ ہو سکی، نبش کے منافع  
 کا بیان امرود کے درخت کے بیان میں مفصل ہوگا، قوت نامی کا قول ہے کہ امرود میں  
 جس قدر پانی زیادہ پہنچے گا، اسی قدر وہ شیریں ہوگا اور اس میں غذائیت ہوگی،

تائین ہے کہ اترج میں تعداد اور مقدار کی زیادتی اور نرمی اور شیرینی پیدا  
 کرنے کا بھی طریقہ یہی نبش ہے، اس طرح کہ ہر چار سمت میں چھوٹا سا گڈھا جڑ  
 کے نیچے کھودنا چاہیے، اور مٹی میں انسان کا پرانا غلیظ ملا کر ڈالا جائے، اور پھر اسکو  
 سیراب کیا جائے، تو یہ تمام صنعتیں حاصل ہو جائیں گی،

انگور کے لیے اس عمل سے بہتر طریقہ کوئی نہیں ہے، جس میں ہے کہ انگور کو جو چیز

بہت زیادہ قوی کرتی ہے اور اس میں خوبصورتی پیدا کرتی ہے، اور اس کی نشوونما، تازگی اور شادابی میں اضافہ کرتی ہے اور رنگوں اور پھلون کی پرورش کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ تید کی شاخیں اور پتیاں بہت زیادہ مقدار میں لجاؤں اور وہ سب جلا کر راکھ بنا لجاؤں، اس راکھ میں گائے کا گوبر بھی جلا کر یا باریک کر کے ملا دین، لیکن بیکر ڈالنا زیادہ اچھا ہے، جب یہ کھا دیتا رہو جائے تو اس کو انگور کی پتیوں پر چھڑک دین اور اس طرح کدوا، خربوزہ وغیرہ پر بھی چھڑک سکتے ہیں، بلکہ تمام وہ نباتات جنہیں تنہ نہیں ہوتا اور جو زمین پر پھیل جاتے ہیں، ان میں یہ کھا ڈالی جاسکتی ہے، طامن بھی ہے کہ اس سے انگور کے پھل زیادہ ہوتے ہیں، ان میں قوت زیادہ آتی ہے اور عرق بھی زیادہ ہوتا ہے اور جلد نشوونما پاتے ہیں، چوہے اور وہ کیڑے جو اس میں پیدا ہوتے ہیں، اسکی بو سے بھاگ جاتے ہیں، ان کیڑوں کے منہ چوڑے ہوتے ہیں، یہ خصوصیت کے ساتھ انگور کی جڑ میں پیدا ہوتے ہیں، اور آہستہ آہستہ جڑوں کو کھانا شروع کر دیتے ہیں، یہاں تک کہ درخت ہلاک ہو جاتا ہے، ابتداء درخت میں زردی پیدا ہوتی ہے اور پھر خشک ہو جاتا ہے، اس لیپ یا کھاد سے یہ کیڑے اور تمام دوسرے حیوانات مر جاتے ہیں،

انوغا کا قول ہے کہ انگور کے پودے کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر بدلنے سے بھی قوت پہنچتی ہے، اور بار آوری میں سرعت ہوتی ہے، خصوصاً جب کہ بلوط ادا ہاتھی کے پھل صاف کر کے ہر پودے کی جڑ میں دفن کر دین، اس سے بھی تقویت پہنچے گی،

انوغا، ماسی اور طامری کا قول ہے کہ مٹر کے دانے کو کھل یا اوکھلی میں چور

کر کے پودوں کی جڑیں ڈال دین، اور اگر اس کو پکا کر گائے کے بایک گوبر کے ساتھ  
جڑوں میں ڈال دین، تو ادس سے بہت زیادہ قوت پیدا ہوگی، اور  
پھل جلد آئیں گے۔

صغیریت نے اس باب میں یہ لکھا ہے کہ باقلا، جو، اور جوار کا بھوسہ اور انگور  
کی وہ لکڑی جو اچھی طرح کوٹی گئی ہو اور گائے کا گوبر، ان سب کو ایک جگہ رکھ کر  
موٹی لکڑیوں سے خوب چور کرین، یہاں تک کہ سب بھوسہ ہو جائیں، پھر  
اس مخلوط بھوسہ کو جڑوں میں ڈال دین اور اوپر سے مٹی چھڑک دین جب  
یہ کھا و مستغن ہوگی تو پودوں کو بڑی تقویت پہنچے گی، اس کھا دے کر  
بھی ہلاک ہو جاتے ہیں، بشرطیکہ اس میں رائی کے پتے بھی شامل  
کر دیئے جائیں،

سوسا دکتا ہے کہ گائے کا تر یا خشک گوبر یا جائے اور ادس  
میں ادکت، آدمی اور گائے اور بھیر و بکری میں جو بھی مل سکے، اس  
کا پیشاب ملا جائے، اور جڑوں میں اوپر ہی ڈال دین، زیادہ گہرائی  
میں نہ ڈالیں، بلکہ زمین کی سطح کے متصل ڈالیں، اس سے شادابی بڑھتی  
اور تمام کڑے جو شاخ یا جڑ میں پیدا ہوتے ہیں، فنا ہو جائیں گے،

قونامی کا قول ہے کہ جس قسم کے بھوسہ کو صغیریت نے اس سے قبل لکھا  
وہ اور یہ تمام پیشاب ایک ساتھ ملا کر دیئے جائیں تو اور زیادہ نفع بخش ہوگا  
اور اگر تمام چیزوں کو جواب تک بتائی گئی ہیں، ایک ساتھ ملا کر ڈالیں تو  
یہ عمل نہایت پختہ ہوگا، اگرچہ تم کو ادن میں سے بعض یا اکشر کی

ضرورت ہو لیکن سب کے مٹانے سے اور ہی بات ہوگی، انگور خواہ پرانے ہوں یا نئے چھوٹے ہوں یا بڑے، غرض کہ جس صنف سے بھی ہوں اگر ان میں گائے کا گوہر اس کے پیشاب کیساتھ دیا گیا تو اس سے ان کو بے حد تقویت ہوگی، درخت کی شادابی پھل کی نفاست اور لطافت میں دو گونہ اضافہ ہوگا،

غرائف کی زیادتی کا طریقہ ایک یہ بھی ہے جس کو قونامی نے لکھا ہے کہ ہننے پہلے انگور کی زمین کی کمی مرتبہ تعمیر کی اور پھر اس میں پیر سے دبا دبا کر مٹی ڈالی اور بیکار شاخ اور پتوں کو کاٹ ڈالا اور اس کے بعد ایک مرتبہ پورے درخت کو آہستہ سے جنبش دی جائے تاکہ بیکار چیزیں گر جائیں، پھر آگ جلا کر چاروں طرف گرمی پہنچائی اور کبوتر کی بیٹ، بکری کی منگنی اور انگور کے خشک پتے کی کھا دالی، اس طریقہ عمل سے انگور کے دانے بہت بڑے بڑے ہوتے اور زیادہ تعداد میں آئے یہاں تک کہ ہر آنکھ میں چار خوشے نکلے اور بعض وقت اس سے زیادہ ہوتے، ہر آنکھ میں تین یا چار یا پانچ شاخیں، نخلیں، اور اسی سے درخت کی شادابی کا پتہ چلتا ہے، کیونکہ پھل کی زیادتی کی بڑی علامت یہی ہے کہ ہر آنکھ میں دو یا تین خوشے نکلے، اور قدیم علامت یہ ہے کہ اس میں بکثرت وہ شاخیں نخلیں جن میں خوشے لگتے ہیں، ایک کی جگہ پر دو یا تین نخلیں، جب ایسی حالت درخت میں پیدا ہو تو سمجھنا چاہیے کہ اس میں پھل زیادہ تعداد میں آئیں گے،

طاہرین ہے کہ انگور کے اندر شب کو چراغ روشن کرنے سے بھی بہت بڑا فائدہ پہنچتا ہے، صغریٰ نے انگور کے شیرہ بڑھانے کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ انگور یا کشمش کے تخم لیے جائیں کیونکہ دونوں ایک ہی میں اور ان کو چور کر کے پودوں کی جڑ میں ڈال دین، اس سے پانی اور شیرہ دونوں زیادہ ہونگے، اور پھل جلد تیار ہونگے، قونامی کا قول ہے

کہ ہم نے اس کا اس طرح تجربہ کیا کہ پودے کی جڑ میں دو انگل کا گڈھا کھودا اور اس میں  
گنش کے بیج چھڑک دیئے اور اوپر سے مٹی ڈال دی اور اس کو پانی سے سیراب کیا، ایک  
مدت کے بعد میں نے دو مرتبہ ایسا ہی عمل کیا، جس سے ہم نے خود دیکھا کہ پھل جلد آئے  
اور زیادہ مقدار میں آئے اور بہت جلد پختہ ہوئے، اور شیرہ بھی خوب نکلا، دوسری مرتبہ  
ہم نے تیس دن کے بعد یہ عمل کیا تو فصل ربیع کی ابتدا ہی میں پھل پیون کے ساتھ  
اُگ آئے،

## فصل

### ان درختوں کا علاج جن میں پھل کم آتے ہیں،

اگر کوئی درخت اچھا ہو اور پھل بچا لیتا ہو لیکن پھل کم لاتا ہو تو اسکی تعمیر اور آب پاشی  
بند کر دیجائے بلکہ بعض شاخیں کاٹ ڈال جائیں اور بعض چھوٹی کر دی جائیں، اور درخت کی جڑ  
میں پتھر کی چٹانیں اور کنکر دفن کر دیئے جائیں اور اوپر سے مٹی ڈال دیجائے، لیکن اگر یہ  
مرض خشک سالی کی وجہ سے ہو تو اس کا علاج آب پاشی اور تعمیر ہی سے ہوگا، کم پھل لانے  
والے درختوں کی دوسرے بھنس درختوں کے ساتھ ترکیب کرنے سے یہ مرض جاتا رہتا ہے  
بشرطیکہ دوسرے زیادہ پھل لائے ہوں،

ارسطو طایس کا قول ہے کہ زمین میں شوق کیا جائے، اور اس میں ایک ایسے پتھر  
کو جو مسطح ہو داخل کر دیا جائے، انتشار اللہ پھل لائے گا،  
جب کوئی درخت پھل کم لائے تو اس کو کاٹ ڈالنے کی نیت کرنی چاہیے، اور پہلے



ایک آہستہ سے ضرب لگا کر درخت سے یہ کہیں کہ اگر تو پھل نہ لائے گا تو میں تجھ کو کاٹ ڈالوں گا  
ایک دوسرا شخص اسکی طرف سے سفارش کرے کہ نہیں تم چھوڑ دو دست کاٹو، آئندہ سال  
یہ ضرور پھل لائے گا، اس کے بعد اس شخص کو چھوڑ دینا چاہیے، انشاء اللہ آئندہ سال ضرور  
پھل آئیں گے، سوچتا ہے کہ یہ بالکل مجرب ہے، ایک دوسرے شخص نے یہ کہا کہ اتنے  
تمام مؤلفین اور فلاسین کا اتفاق ہے کہ جب درخت کی یہ حالت ہو جائے اور وہ اسی طرح  
دھمکا یا جائے تو وہ دوسرے سال یقیناً پھل لائے گا،

طابین ہے کہ جو درخت ایک سال پھل لائے اور ایک سال نافر کرے اس کا  
علاج یہ ہے کہ دو آدمی اس کے قریب کھڑے ہوں، ایک کے ہاتھ میں بسولہ یا کلہاڑی  
ہو اور وہ درخت کو مخاطب کر کے یہ کہے کہ میں تجھ کو کاٹ ڈالوں گا اور دوسرا یہ فریاد  
کرے کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ تو اس کے جواب میں پہلا شخص کہے کہ چونکہ یہ پھل نہیں لاتا  
اس لیے کاٹتا ہوں پھر اس پر دوسرا شخص یہ کہے کہ میں اسکا ضامن ہوں نہ آئندہ سال ضرور  
پھل لائے گا اگر آئندہ سال یہ پھل نہ لائے تو پھر جو چاہے تم کرنا،

اے اگر یہ بات تجربہ ثابت ہے، جیسا کہ لوگوں کے اقوال سے پتہ چلتا ہے، تو  
اس سے نباتات کی حیات کا بہترین ثبوت ملتا ہے، بلکہ ان کے حواس کا بھی پتہ  
چلتا ہے، کیونکہ دھمکی سے دعو ب ہونا بغیر حواس کے نہیں ہو سکتا، لیکن اگر یہ کوئی منتر  
یا سٹکا ہے تو الگ چیز ہے، (مترجم)

# فصل

## درخت کے دوستوں اور دشمنوں کا بیان

فلاحیتِ نبطیہ میں لکھا ہے کہ درخت کا جنس اس کے لیے مفوی ہوتا ہے اور اس کے پھلوں میں اضافہ کرتا ہے، اور درخت کا غیر جنس جو طبعاً متضاد ہوتا ہے اس کو ضعیف اور کمزور کر دیتا ہے، طمین ہے کہ انگور اور بیرری کے درخت میں ایک خاص مشابہت ہے اور عمر میں دونوں مساوی ہیں، یہاں تک کہ اگر انگور بیرری کے درخت کے ساتھ لگایا جائے تو اسکی شکل ایسی ہوگی، جیسے مرد کسی عورت کیساتھ ہم صحبت ہو، دونوں درخت ایک دوسرے کے لیے معین و مددگار ہوں گے اور تقویت بخش ہوں گے، طمین یہ بھی ہے کہ زیتون اگر انگور کے قریب لگایا جائے تو یہ ترکیب دونوں کے لیے مافق ہوگی، لیکن یہ خیال رہے کہ زیتون کو انگور سے ذرا فاصلہ پر لگائیں بالکل متصل کر دین، اس سے انگور کو زیادہ فائدہ ہوگا، یہی رائے اکثر قدما کی ہے، طمین ہے کہ انگور اور گردو میں بھی موافقت ہے، اور ایک دوسرے کے لیے حیات بخش ہوتے ہیں، رخ کا قول ہے کہ سفید نغم حبکو میں کہتے ہیں، اور جس کا دانہ سیاہ اور مدور ہوتا ہے، اور اندر گٹھلی ہوتی ہے، اور ذائقہ شیرین ہوتا ہے، انگور سے اس کو بھی مناسبت ہے، اور دونوں میں الفت ہوتی ہے، اور انگور کی بیل اگر اس پر چڑھا دی جائے تو بیل زیادہ آئیں گے اور آفات سے محفوظ رہیں گے، اک کا قول ہے کہ اگر سبب آو بخارا، امر و دیا اترج کے قرب میں لگایا جائے تو آپس میں مانوس ہو جائیں گے، اور سب کے لیے یہ عمل نفع بخش ہوگا، ام کا قول ہے کہ انار اور آس ایک دوسرے کے دوست اور

پڑوسی ہیں، اگر اس نار کے قرب میں لگایا جائے تو پھل بکثرت آئیں گے، اق کا قول ہے کہ اگر دونوں کی جڑیں ایک دوسرے کے متصل ہو جائیں تو پھل زیادہ ہوں گے مگر قرب نفع بخش نہوگی، یہی حال اخروٹ، انجیر اور شہتوت کا ہے اسی طرح گنار اور زیتون ایک دوسرے کے لیے نافع ہیں، کیونکہ ان دونوں میں الفت اور محبت ہوتی ہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زیتون انگور کو پسند کرتا ہے اور سیب ان دونوں کو محبوب رکھتا ہے، زیتون کے ارد گرد شتی پیاز لگا دیا جائے تو سیدہ مفید ہوگا، طابین ہے کہ سفید اور سیاہ انگور کے درمیان تضاد ہوتا ہے، دونوں ایک جگہ پر پھل پھول نہیں سکتے اس لیے ان دونوں کو ایک مقام میں لگانا نہیں چاہیے، حتیٰ کہ دونوں کا ایک ساتھ عرق بھی نکالنا جائے، کیونکہ اس سے عرق خراب ہو جائیگا، غار کے متصل اگر موتی کے تخم بودیے جائیں اور موتی سال کے دو فصلوں تک پیدا ہوتی رہے، تو غار کے دانے بڑے ہوں گے،

غ کا قول ہے کہ اخروٹ اکثر درختوں سے نفرت کرتا ہے، صرف انجیر اور شہتوت سے موافقت ہے، کیونکہ اخروٹ میں غایت درجہ کی حرارت اور یسوست ہوتی ہے جو اس کے متصل کے درختوں کو خشک کر دیتی ہے، اور ان سے کوئی مناسبت بھی نہیں ہوتی اخروٹ کے نیچے جس قدر بھی نباتات ہوتے ہیں وہ اسکی شدید حرارت کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے ہیں، البتہ بعض سرمائی نباتات باقی رہتے ہیں اور فصل (گل گنار) اگر اس کے نیچے لگایا جائے تو اس کے پتے جھڑ جائیں گے، اور اسی طرح اگر انگور کی سیلین اس پر چڑھائی جائیں تو اس سے بجائے تقویت کے ضعف پہنچے گا،

بعض یہ کہتے ہیں کہ گرم کلمہ اگر انگور کے ساتھ بودیا جائے، تو ان دونوں میں

منافرت کا یہ عالم ہو گا کہ انگور کی شاخیں اس طرف باکل نہ بھکیں گی، بلکہ دوسری طرف  
 مڑ جائیں گی، اک کا قول ہے کہ انگور کا سب سے بڑا دشمن کرم کلمہ ہے، جو اس کو سخت ضرر پہنچاتا  
 ہے، اگر دونوں ساتھ لگا دیئے جائیں تو انگور ہلاک ہو جائے گا، بلکہ کرم کلمہ بیان تک  
 نقصان دہ ہے کہ اس کے رخ کی ہوا بھی انگور کو خراب کر دیتی ہے، اسی طرح اگر کرم کلمہ  
 اور چنندہ کے قریب مٹی کی کا ساگ لگا دیا جائے تو یہ دونوں ترکاریاں قریب المرگ ہو جائیں گی  
 ان میں بدترین ضعف آجائے گا، اور دوسری طرف رخ بدل دیں گی، اور ایسے ہی اگر  
 چنندہ انگور کے قریب لگا یا گیا تو انگور خراب ہو جائیگا، یہ سب کا بھی دشمن ہے اور اگر ترس  
 انگور کے ساتھ لگا یا گیا تو اس کو خشک کر دیگا، شفتالو کے پھل اگر پھنکی سے قبل گرنے لگیں  
 تو ان کی بڑی شاخوں میں ہڈیاں لٹکا دیں، چوپائے کی ہڈیاں اور کتے کے سر کی ہڈیاں  
 اس کے لیے مفید ہوں گی، اس سے پھل گرنے سے محفوظ ہو جائیں گے، یا سرخ اون یا  
 سوت کے کپڑے جو گھور میں پڑے رہتے ہیں ان کو لٹکا دیں انشاء اللہ یہ مرض جاتا رہیگا  
 رخ اور دوسروں کا قول ہے کہ جب شفتالو میں پھل کم آنے لگیں یا نہ آنے ہوں تو جڑ کی  
 مٹی کو ہٹا کر جڑ میں ایک شق کریں اور چٹیر کے نئے اور خوشبودار درخت سے ایک دہلیز  
 اور اس کو اس شق میں داخل کر دیں، اور اوپر سے مٹی ڈال دیں انشاء اللہ اس سے پھل آئیگا  
 یہی حال زرد آلو، بادام، قرسیا، اور آلو بھارا کا ہے، لیکن اگر شفتالو کی جڑ میں ایک سوراخ  
 کریں اور اس میں تید کا دھند داخل کر دیں تو اس کی گھٹی چھوٹی ہو جائے گی، شفتی کا علاج خالص  
 سونے سے کیا جاتا ہے، اس طرح پر کہ بڑی جڑ کے ہر چار سمت میں سوراخ کرنا چاہیئے اور  
 ان میں دینار کے آٹھویں حصہ کے برابر سونا داخل کرنا چاہیئے، یہ اس وقت کریں جب کہ  
 اس میں پھل آگئے ہوں، اور کلیون کے کھلنے سے قبل ایک تین جڑیں دفن کریں انشاء اللہ پھل گرینگے،

طابین ہے حب الملوک کا پودا جب پھلنے کے قریب ہو تو اس کے پھل کی ایک گٹھلی کو جڑ میں شق کر کے داخل کر دین، اس عمل کو عمل تذکیر بھی کہتے ہیں،

ق کا قول ہے کہ وہ کثری جبکو عوام اجاص یعنی آلو بخارا کہتے ہیں اسکی تذکیر بھی سونے کیساتھ ہوتی ہے، اس طریقہ پر کہ جڑ کی مٹی ہٹا کر اس میں چار جگہ شق کریں اور ہر شق میں تھوڑا سا خالص سونا داخل کریں اور اُس پر سے مٹی ڈال دین، انشاء اللہ پھل کرنے سے محفوظ رہیں بعض کہتے ہیں کہ دینار کا ربع حصہ خالص سونا داخل کر دین اور چار جگہوں پر منقسم کر دین شق زیادہ نہ کریں بلکہ بعض کا یہ خیال ہے کہ تنے میں پنج کر کے ایک نیا سونا داخل کر دین اور اگر سونا اوپر لگا دین تو بھی مفید ہے میں نے خود ان دونوں طریقوں کا تجربہ کیا ہے، دونوں درست ہیں، سونا کم ہو یا زیادہ سب مساوی ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ جڑ کے اندر ماہ جنوری میں نمک ڈال دین تو پھل زیادہ آئیں گے،

امردو جبکو جام کہتے ہیں پھل نہ لاتا ہو تو اس کی جڑ میں چند سوراخ بنائیں بخیا فاصلہ برابر برابر ہو، اور ہر سوراخ میں ایک انگلی کے برابر قدیم سرخ صنوبر کی لکڑی کا ٹکڑا داخل کر دین، اور جڑ کی سطح کو بالکل برابر کر دین، اور اوپر سے مٹی ڈال کر ڈھک دین انشاء اللہ پھل بھی زیادہ آئیں گے اور پتیاں بھی نہ جھڑینگے، صنوبر کی جگہ پر جھڑی کی لکڑی بھی استعمال کر سکتے ہیں، ابو لونیوس کا قول ہے کہ امرود میں اگر یہ مرض پیدا ہو جائے تو جڑ میں خالص شراب کی تلچٹ ڈالیں اور پانی اور تلچٹ سے پندرہ مرتبہ سیراب کریں، انشاء اللہ پھل نہ گرین گے، امرود کی تذکیر طرفا یعنی جھاؤ کے دھوان سے بھی ہوتی ہے،

بودعاس کہتا ہے کہ اگر تم امرود کے پھل میں افراط اور شہد مہی شیرینی پیدا کرنا چاہتے ہو تو جڑ کے متصل تنے میں ایک سوراخ بناؤ جو اس سرے سے اس سرے تک ہو اور اس میں صنوبر کی لکڑی اس طرح داخل کر دو کہ سوراخ بند ہو جائے، اسی طرح بعض

شیرینی اور افراط پیدا کرنے کے لیے صنوبر کے بجائے شیریں بلوط کی لکڑی داخل کرنے کا مشورہ دیا ہے، با د ا م کے علاج کا طریقہ یہ ہے کہ چڑیا کے چھوٹے پروں کو ایک سرخ کپڑے یا اس اون مین لپیٹ دین جو گھور پر پڑا رہتا ہے، اور اسی کو درخت پر لٹکا دین انشاء اللہ پھل محفوظ رہیں گے، جب پھول آنے لگیں، تو اسی وقت قرمزی رنگ کے کا کیرا لٹکا دین، تاکہ پھول بھی نگرین،

ص کی کتاب میں ہے کہ با د ا م میں جب پھل کم آئیں تو موسم سرما میں اسکی جڑ کو کھول دینا چاہیئے، انشاء اللہ یہی کافی ہوگا، اور اگر پھل با کھل نہ آئیں تو موسم سرما میں جڑ کو کھول کر سوراخ کریں اور اس میں صنوبر کی لکڑی داخل کریں اور پرانے پنبہ سے اس کو سیراب کریں، پھر مٹی سے ڈھک دین انشاء اللہ پھل آنے لگیں گے، یہی حال شفا لو کا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، آخر وٹ کے لیے سرخ اون یا کپڑا جو نجاست کے مقامات پر پڑا رہتا ہے لیا جائے، اور اس میں چڑیوں کے نازک اور چھوٹے پر باندھ کر درخت پر لٹکا دین، اس سے پھل گرنے سے بچ جائیں گے، اور اگر آخر وٹ کے پھول جھڑ جاتے ہوں تو درخت پر قرمزی رنگ کے خراب دختہ کپڑے لٹکا دین، اگر اس عمل سے بھی پھل نہ آئیں تو جڑ میں سوراخ کر کے دا د ٹی کی لکڑی داخل کر دین، یا وہی عمل کریں جو اوپر بتا دیا گیا ہے، بعض کی یہ رائے ہے کہ جب آخر وٹ میں پھل نہ آئیں تو موسم سرما میں اسکی جڑ کو کھول دین اور اندر سوراخ کر کے صنوبر کی لکڑی داخل کر دین اور پرانے پنبہ سے سیراب کریں، اس کے بعد مٹی سے ڈھک دین، بعض کا قول ہے کہ جڑ میں دو جگہوں پر لوہے سے شق کریں اور ان میں چھڑیا تھنڈی لے سرخ رنگ کو کہتے ہیں منسوب قرمزی طون ہے، کشوری، ملے اسکی تحقیق دادی کے بیان میں گذر گئی،

کی لکڑی داخل کرویں یا سونے کی دو ٹکلیاں داخل کر کے اُپر سے مٹی ڈال دیں، زرد آلو  
 کے بیسے ہڈی، ٹھیکری اور کنکری کا جڑ مین ڈالنا مناسب ہوگا، اس سے یہ مرض دفع  
 ہو جائے گا، اور بقیہ صورتیں سفینا لو کے بیان مین گذر چکی ہیں، زیتون کے متعلق طہین  
 کہ اگر اس کو مرض لاحق ہو جائے تو ایک سیاہ فام آدمی داہنے ہاتھ مین بھر ٹھھی پکے  
 ہوئے زیتون کا پھل لے اور بائیں ہاتھ مین تیز کلہاڑی لے اور اس سے خراب شدہ  
 زیتون کی جڑ نکھو دے، اور پھلون کی ایک مقدار گدھے مین جڑ کے قریب ڈال دے  
 اور اسکو مٹی سے چھپا دے، یہ عمل سنبھر کے دن کرے اور کیشنبہ کی پہلی شب مین پانی سے  
 سیراب کرے یا بقول بعض فوراً بقدر ضرورت پانی ڈالے، اس طرح دو رات متواتر  
 پانی سے سیراب کرتا رہے، پھر اکیس دن تک اپنی حالت پر چھوڑ دے، انشاء اللہ  
 اس عمل کے نتائج ضرور رونما ہونگے، اس سے پتے بڑے ہون گے، درخت بلند ہوگا  
 پھل زیادہ آئیں گے، شاخیں زیادہ نمودار ہونگی، رگین زیادہ موٹی ہون گی، جڑون  
 مین غلظت آئگی اور انھیں چیزون سے درخت کی بقا ہوتی ہے، پانی کی اگر قلت ہو تو  
 کوئی ہرج نہیں ہے، اس کے پھل سیاہ رنگ کے نہ ہون گے بلکہ زرد اور سفیدی  
 مائل ہون گے، لیکن یہ خاص درختون مین ہوتا ہے، اسی طرح اگر باقلا کا بھوسہ زیتون  
 کی جڑ مین ڈال دیں اور پھر اس کو پانی سے سیراب کرتے رہیں تو نہ پتے جھڑیں گے  
 اور نہ پھل گرین گے، یہ درخت کی اصلاح کا عام طریقہ ہے، بعض یہ کہتے ہیں کہ جب  
 زیتون مین یہ مرض پیدا ہو جائے تو جنوبی سمت سے جڑ کی مٹی ہٹائیں اور اس مین  
 ایک سوراخ جانب شمال تک بنائیں، اور زیتون کے دوسرے درخت سے جو  
 پھل زیادہ لاتا ہو دو شاخیں لچائیں اور سوراخ کے دونوں سمت مین داخل

کیجا مین یہاں تک کہ سوراخ پر ہو جائے، پس جو حصہ سوراخ سے زیادہ ہو اس کو کاٹ  
ڈالنا چاہیئے اور سطح برابر کر دینی چاہیئے، اس کے بعد توجہ کے آنے کو دونوں طرف  
لگا دین، انشاء اللہ پھل آئیں گے، ق کا قول ہے کہ صندوق اور بلوط کی شاخیں بھی یہی  
کام کرتی ہیں، اور اگر زیتون کے پھل پختہ ہونے سے قبل گر جاتے ہوں تو اسکی  
جڑ مین باقلا کا بھوسہ ڈالنا چاہیئے، اور پانی سے خوب سیراب کرنا چاہیئے اور لکھ  
اور گو بر ملا کر ڈالنا چاہیئے، اگر زیتون کے ساتھ گلنار اور انار لگائیں تو اس سے  
پھل زیادہ ہوں گے، زیتون اگر پکنے سے قبل ٹپکنے لگے تو باقلا کے دانوں کو جھین  
کیرے لگ گئے ہوں جڑ مین دفن کر دین اور پھر مٹی اور گو بر سے چھپا دین، انشاء  
اللہ پھل محفوظ ہو جائیں گے، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جڑ کو نصف قدح کے برابر گڈھا  
کر کے کھول دین اور اس مین باریک مٹی ڈال دین یہی طریقہ عمل زندہ فستق، شہتہ، انجور  
اور قرآسیا مین ہے، بعض کا قول ہے کہ جب زیتون کی شاخیں ایک دوسرے  
سے جدا ہونے لگیں تو درمیانی شاخ کو کاٹ کر اس مین ایک شق پیدا کریں اور  
اس شق مین نومبر کے مہینہ مین رنبوح کی ایک شاخ داخل کریں اور مقام شق مین  
جو اور متقی کا بنا ہوا جھون لگا دین تاکہ پانی اور چوٹی نہ داخل ہو سکے،

ستیب مین جب بار آجائے تو اس مین پیاز لٹکا دین اس سے پھل نہ گرینگے  
اور اسی طرح اگر جڑ مین سوراخ کر کے صندوق کی روغن دار لکڑی داخل کریں تو اس سے  
بھی یہ مرض زائل ہوگا، اور کیرے مر جائیں گے، یہ عمل جنوری مین کرنا چاہیئے، اور  
قتطل (شاہ بلوط) جب مریض ہو جائے یا پھل گرنے لگیں تو تنے مین ایک ٹکڑا  
اس کے طول و عرض کے محاط سے بنائیں اور طول اس کے عرض سے زیادہ رکھیں



اور جو چیزیں کہ اندرونی حصہ کو خراب کر رہی ہوں ان کو دفع کر دین اور جو کچھ  
 کو ہوا کے لیے کھلا رکھیں، اس سے اصلاح ہوگی پھل آئین گے اور تر و تازگی جھگی  
 انگور کے چھوٹے پھل اگر گرتے ہوں تو پرانی راکھ ہر خوشہ والی شاخ کی جڑ میں

گلاب کی تذکیر کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے درمیان لہسن بودین، اسی  
 طرح اترج اور نانسیج کی جڑ میں لیمون اور انبوس کی چوڑی لکڑیاں دفن کرنے سے  
 اسقاط کا مرض جاتا رہے گا، اگر اس طریقہ میں کامیابی نہ ہو تو جڑ میں چار سوراخ  
 کر کے سونے کی چار کیلین ٹھوک دین، وہ آلو بخارا جسکو عیون البقر بھی کہتے ہیں اسکی  
 تذکیر کا طریقہ یہ ہے کہ ان شاخوں کو جو ابھی بڑھنے والی ہوں توڑ کر ٹنگی رہنے دین  
 اور جدا نہ کریں، انشاء اللہ اس سے پھل زیادہ آئیں گے، ایک طریقہ یہ بھی ہے،  
 کہ جب آلو بخارا میں پتیاں نکل آئیں اور پھول آجائیں تو ایک گرہ میں سوراخ  
 کریں اور اس میں در و دار کی لکڑی کا وتد داخل کریں، پھل زیادہ آئیں گے اور  
 شیرینی میں بھی اضافہ ہوگا، بعض یہ کہتے ہیں کہ جو شخص آلو بخارا میں مٹھاس اور  
 لطافت بڑھانا چاہتا ہے اس کو اسکی جڑ میں ایک بڑا سوراخ کرنا چاہیئے اور اس میں  
 بنوط کی لکڑی داخل کرنی چاہیئے اور اگر پھل کم آتے ہوں یا گر جاتے ہوں تو اسکے  
 لیے جڑ کے قریب ہر جانب دو ہاتھ کے فاصلہ سے گدھا کھودنا چاہیئے اور بڑے  
 دوختون میں دو چوٹائی اور چھوٹے میں ایک چوٹائی ننگ جڑوں پر ہر طرف چھڑ  
 دینا چاہیئے، اور اوپر سے مٹی ڈال دین اور پیر سے برابر کر دین اور تین دن کے بعد  
 پانی سے سیراب کریں، اور یہ نعل جنوری میں کریں انشاء اللہ اس عمل سے پھل  
 اور پتے چھڑنے سے محفوظ رہ جائیں گے،

## فصل

### تذکیر اشجار کا عام طریقہ

م کا قول ہے کہ اگر سرد کے پتے اچھی طرح خشک کر لئے جائیں اور پھر انکا سفوف بنالیا جائے اور اس کو درختوں پر چھڑکا جائے خصوصاً اس وقت جبکہ پھولوں کی آمد کا زمانہ ہو، اور ایسا ہر پندرہ دن کے فاصلہ سے تین یا پانچ بار کیا جائے تو پھل گرنے سے محفوظ ہو جائیں گے،

بعض کا قول ہے کہ جب کسی درخت کے پھل گرنے لگیں تو لوہے سے جڑ میں ایک بڑا سوراخ کریں اور اس میں ایک بڑا پتھر داخل کریں یہاں تک کہ وہ اندر نہ جا ہو جائے اور مغز تک پہنچ جائے پھر اس مقام کو سفید مٹی سے لپیٹ دین انشا اللہ پھل محفوظ رہیں گے، یہ خیال رہے کہ مٹی میں نکینیت نہ ہو،

سید اغوس کا قول ہے کہ جب پھل بکثرت گرنے لگیں تو آہستہ سے جڑوں کو کھول دیں اور گڈھے کو سفید مٹی سے جو لیسدار ہو پر کر دیں، یہ طریقہ ابن ابی بکر کے بیان کردہ طریقہ سے افضل ہے، وہ یہ ہے کہ جب انجیر وغیرہ کے پھل چھڑنے لگیں تو درخت کے ارد گرد ایک بڑا سا گڈھا کھودیں جو تین ہاتھ لانا اور دو ہاتھ گہرا ہو، اتنا گہرا ہو کہ جڑیں دکھلائی دیں لیکن کٹنے نہ پائیں پھر اس گڈھے کو سفید، بارہ اور شیریں مٹی سے جو سطح ارض پر ہوتی ہے، پر کر دیں، اور سفید نکین مٹی کے ڈالنے سے احتراز کریں جو پانی یا بارش کی وجہ سے گھل جاتی ہے، اس مٹی کے ڈالنے سے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، یہ مرض ہمارا ہے گا، نہ پتے گرین گے اور نہ پھل ٹپکیں گے،

کیونکہ یہ مرض زمین کی خراب حرارت اور کھاؤ کی کثرت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، یا حرارت اور طوحت کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے،

ق کا قول ہے کہ تذکیر کا طریقہ یہ بھی ہے کہ جو اد گیہوں کے درمیان ایک گھاس اگتی ہے جو کلو نجی کی طرح ہوتی ہے اس کو پھل سمیت اکھیر لین اور اس کے چھینکے بنا ڈالین اور ہر پھلدار شاخ پر ایک چھینکا لٹکا دیں، اس سے بھی پھل نہ گرین گے بعض یہ کہتے ہیں کہ گیہوں کی اس گھاس کو ایک پوٹلی میں باندھ کر درخت کی گردن کے مقام پر لٹکا دیں، یہ عمل بھی مفید ہے،

اور اگر تخمیر یا دوسرے درختوں کی جڑ میں سیسہ کا طوق ڈال دیں اور پھر اس کو مٹی سے ڈھک دیں تو یہ بھی اس مرض کے لیے کارآمد ہوگا، اسی طرح کبوتر کی ہیٹ پانی میں تر کر کے درخت کی جڑ میں مٹی ہٹا کر ڈال دیں اور اوپر سے بھی سفید مٹی ڈال دیں تو انشاء اللہ یہ مرض جاتا رہے گا، اور اس مرض کے لیے سب سے زیادہ موجب نسخہ یہ ہے کہ یہ عبارت ایک کاغذ پر لکھ کر لٹکا دیں،

ان الله يمسك السموات والارض ان تزولا  
 ولئن نزلنا ان امسكها من احد من بعد  
 حسد ا زمین و آسمان کو گرنے سے روکے  
 ہوئے ہے، اگر یہ دونوں گرین تو اس کے بعد  
 کوئی شخص ان کو روکنے والا نہیں ہے،

اور یہ عبارت بھی لکھے،

ويعسك السماء ان تقع على الارض الا  
 باذن الله باناس لسوف رحيم  
 اور آسمان کا زمین پر نہ گرنا صرف خدا کے حکم  
 سے ہے، اللہ لوگوں کے ساتھ بڑا مہربان اور

رحمت والا ہے،

فطوس کا قول ہے اگر پھل پکنے سے قبل گرنے لگیں تو یہ کلمات لکھ کر لٹکا دو اور یہ  
داؤد علیہ السلام کی زبور سے ماخوذ ہیں یہ چار کلمات ہیں :-

کن کینجہ علی شاطی المیا و نیم فی وقتہ      تو اس درخت کے مانند ہو جو پانی کے کنارے  
ولا ینتش من وساقہ و کلمہ علیہ استتہ      ہے اور اپنے وقت پر پھل لاتا ہے، اور اس کے  
تے نہیں جھڑتے اور جو کچھ اس پر ہے وہ اپنی ت  
پوری کرتا ہے،

م کا قول ہے کہ وہ کلمات یہ ہیں،

کن کینجہ علی شط نہما تطعم لحدیہا      تو اس درخت کے مانند ہو جو نہر کے کنارے  
ولا یسقط عنہا و سقاہا ما یضرب بها      لگایا گیا ہو اور اپنے وقت پر پھل لاتا ہو اور اس کے  
تے نہیں جھڑتے، امین، اور جو پتے گرتے ہوں  
ان کا گرنا اس کے لیے مفید ہو،

## فصل

درختوں کی اصلاح اس غرض سے تاکہ ان میں شیرینی، عرق اور پھل

زیادہ ہوں اور حسن نمایان ہوں،

قونامی کا قول ہے کہ صغریٰ نے جو تدبیر پھل میں عرق کے زیادہ کرنے کی بتائی تھی  
اس کا ہم نے تجربہ کیا تو صحیح پایا وہ یہ ہے کہ تمام نمودار درختوں میں گائے کا گو بڑھوڑے  
کی لید اور گندنا کی پتیان اور قسط جسکو ہندی میں کٹھ کہتے ہیں، میسر کسی درخت کے پتے  
میں مخلوط کر کے ایک گڈھے میں ڈال دین، یہ تمام اجزاء مساوی وزن کے ہوں، اور

کھودنے والوں کو اس پر پیشاب کرنے کا حکم دیدین اور اوپر سے میٹھا پانی چھڑک دین  
 ہاں اگر تم پھلون میں صرت مٹھاس بڑھانا چاہتے ہو تو کھاد کے ساتھ پیشاب نہ ڈالو،  
 اور اگر عرق اور شیرہ کی کثرت چاہتے ہو تو لوگوں کو اس جگہ پر پیشاب کرنے کا حکم دو، اور  
 اور وقتاً فوقتاً پانی بھی ڈالتے رہو جب کھاد میں عفونت پیدا ہو جائے اور سیاہ ہو جائے  
 تو اس کو چند دن گڈھے ہی میں چھوڑ دو، جب ذرا خشک ہو جائے تو سطح زمین پر نکال  
 کر پھیلا دو، تاکہ اچھی طرح خشک ہو جائے اس کے بعد اس کھاد کو آبرو اور دوسرے  
 پھلدار درختوں کی جڑ میں ڈال دو، اور مٹی سے اچھی طرح چھپا دو اور بار بار تھالہ کھول کر پانی  
 سے سیراب کرتے رہو، اس سے شیرہ بڑھتا رہے گا، اور ذائقہ بھی اچھا ہوگا،

قونامی کتا ہے کہ مین جو طریقہ پھل کے میٹھا کرنے کا بتاتا ہوں وہ مذکورہ بالا طریقہ  
 سے افضل ہے، وہ یہ ہے کہ پھلدار درختوں میں خالص شیرہ نی داخل کیجائے، ط میں بھی لکھا  
 ہے کہ درختوں میں مٹھاس پیدا کرنے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ پانی کے ساتھ شیرہ نی ملا دیجائے  
 اور اسی سے سیراب کیا جائے،

مین انشاء اللہ انگور اور کھجور میں اس طریقہ عمل کو بتاؤں گا نیز آناؤنگر می اور خرزہ  
 کو پانی اور شہد سے سیراب کرنے کا طریقہ بھی لکھوں گا، اسی طرح دوسرے فواک کے  
 متعلق پچاس کر لیا جائے،

اتار کے پھل زیادہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تخم یا شاخوں کے لگانے سے قبل چھپکا  
 سمیت پسپی ہوئی باقلا بھر مٹی گڈھے مین ذال دین اور اسی کے اوپر شاخوں کو نصب  
 کر دین، اور اس سے بھی عمدہ طریقہ یہ ہے کہ چنے کو پیسکر دودھ سے گوندہ ڈالین اور  
 اس کو تخم یا شاخ کے ساتھ ذال دین اس سے بیدار اور میٹھا اتار پیدا ہوگا،

اور جو شخص انار میں تھوڑی سی تلخی پیدا کرنا چاہے تو وہ شاخ کو عمدہ سرکہ میں ڈبو کر لگائے یا سرکہ کو آگ پر رکھے اور شاخ کو اونچا رکھ کر بھاپ سے نیک دے یہاں تک کہ وہ سرکہ کو اچھی طرح جذب کر کے پھر گرم ہی شاخ کو زمین میں نصب کرے اس عمل سے انشاء اللہ تلخی پیدا ہو جائے گی،

صّٰمین ہے کہ امرود میں شیرینی پیدا کرنے کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ تنے میں زمین کے متصل ایک سوراخ کریں اور سوراخ میں بلوط کی ایک موٹی شاخ داخل کریں یہاں تک کہ وہ پوری سما جائے، اور پھر اس مقام کو مٹی سے ڈھک دیں طّٰمین ہے کہ امرود کی شیرینی اور اس میں شیرہ بڑھانے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ جب درخت میں خشک اور پھیکے پھل نکلیں تو میٹھے پانی کو خوب گرم کر کے جڑ میں ڈالیں اور ریتوں اور شاخوں پر بھی چھڑک دیں، ہر تیسرے دن یہی عمل کریں، خصوصاً جب چاند کی روشنی عروج پر ہے، ایسا کم سے کم چار مرتبہ عمل کرنا چاہیئے انشاء اللہ اب جب پھل آئیں گے تو میٹھے ہوں گے اور ان میں شیرہ بھی خوب ہوگا، فصل اوّل میں اس کا بیان جا چکا ہے کہ کونسی چیزیں بھلون میں تازگی پیدا کرتی ہیں،

صغریٰ کا قول ہے کہ شہد گرم کیا جائے اور نیچے کا لچمٹ جو طرن میں بیٹھ جاتا ہے اس کو امرود اور دوسرے ان درختوں کے تنے میں لپیپ دیں جنکے پھل میں کیسلا پن، ترشی اور کڑواہٹ ہوتی ہے، اور شاخوں پر بھی لگا دیں، انشاء اللہ یہ تینوں خراب زائقے دفع ہو جائیں گے اور سب کے سب میٹھے ہو جائیں گے اور اگر اسی کے ساتھ روغن زیتون کا لچمٹ ملا دیں تو وہ ترشی اور کیسلا پن کے دفع

کرنے کے لئے اکسیر ہے، درخت اور اس کے پھل کو بہت زیادہ نفع پہنچاتا ہے، میرا خیال یہ ہے کہ اس کا وقت اس وقت ہے جبکہ زمین سے مادہ درخت کے اوپر کی جانب ہنوض کر رہا ہو، اور یہ درخت کے پھلنے اور پھولنے کا وقت ہوتا ہے، طمین ہے کہ امروہ کے پکانے اور اس کے کیڑوں کے دفع کرنے کے لیے سب سے بہترین کھاد یہ ہے کہ انسان کا سٹرا ہو غلیظ اور گائے کا بدبودار گوبر امروہ کی بیون کیساتھ مخلوط کر دیا جائے بڑی زمین کو تھوڑا کھو کر اس کھاد کو زمین کی باریک مٹی کے ساتھ ملا کر ڈالیں اور پھر پھپھادیں اسی طرح خشک گوبر کو خوب اچھی طرح میں ڈالیں اور سترکون کی باریک مٹی اس کے ساتھ ملا دیں اور پھر ان کو میٹھے پانی اور روغن زیتون کے ٹمپٹ میں بھگا دیں، جب یہ خمیر کے مانند ہو جائے تو درخت کی جڑ اور موٹی شاخوں میں لگا دیں تو اس سے بہت بڑا نفع ہوگا، کیڑے اور دوسرے امراض زائل ہو جائیں گے،

طمین ہے کہ امروہ کے حجم بڑھانے، ذائقہ اچھا کرنے اور اس میں قوت اور بکثرت پھل پیدا کرنے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ جڑ کا تھالہ ہمیشہ کھول دیا کریں اور چند دن تک اسی حال میں چھوڑ دیا کریں تاکہ باہر کی مٹی آفتاب کی حرارت سے درست ہو جائے، چونکہ اس میں پانی کی بردوت پہلے سے موجود ہوگی اس لیے وہ آفتاب کی گرمی کا مقابلہ کر سکے گی، اور خود اس کی حدت سے نہ جلے گی، جب مٹی کی رطوبت کم ہو جائے تو اس کو جڑوں میں ڈال دیں،

آب پاشی کی مقدار کا اندازہ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے، جب سیرابی سے نبات میں شادابی اور قوت پیدا ہو جائے تو بار بار سیراب کرنا اچھا ہے، لیکن اگر اس کے خلاف

نظر آئے تو آب پاشی کم کر دینا چاہیے اور پانی جڑوں میں ڈالنا چاہیے تاکہ وہ وہاں  
 ٹہر جائے، نباتات کی سیرابی کا وقت چاندنی کے ایام میں بہت بہتر ہے، تو ثانی  
 کہتا ہے کہ مین نے اس کا تجربہ کیا ہے، بالکل ٹھیک ہے،

ابن حجاج کی کتاب میں ہے کہ ترسیلی زمین کو بکثرت پانی کی حاجت نہیں ہے  
 کیونکہ وہ پانی کو زیادہ جذب نہیں کرتی ہے، بعض نادان لوگ پانی کے جذب کر لینے  
 کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اچھی طرح سیراب نہیں ہوئی ہے اس وجہ کی بنا پر وہ بار بار  
 سیراب کرتے ہیں جس سے پودہ ہلاک ہو جاتا ہے، حالانکہ وہ بہت زیادہ قانع ہوتی  
 ہے، چونکہ اس کے اجزاء میں چھوٹی کنکریاں ہوتی ہیں اس لیے پانی اندر نہیں جاتا،  
 بلکہ سطح زمین میں جو اجزاء ہوتے ہیں صرف ان میں جذب ہو کر رہ جاتا ہے،  
 طامین ہے کہ وہ درخت جو پانی کی کثرت کو قبول نہیں کرتے مین نہیں پہاڑ  
 درخت ہیں مثلاً، امرود، پستہ، قراسیا، فندق، بلوط، شاہ بلوط، اور تاجان وغیرہ زیادہ  
 آب پاشی کو پسند نہیں کرتے مین،

## فصل

### رخ کی کتاب سے آب پاشی کا وقت

زمینوں کا درخت جنوری اور اگست کے مہینوں میں بار بار سیراب کیا جاتا ہے  
 اگر ممکن ہو تو ربيع میں بھی سیراب کریں جب کلیان نمودار ہونے لگیں تو یہ  
 عمل اس وقت تک کے لیے موقوف کر دینا چاہیے، جب تک کہ زمیوں کے پھل  
 بچنے کے دانے کے برابر نہ ہو جائیں، اس کے بعد آزادی سے سیراب کر سکتے ہیں،



زیتون کے درخت میں تعمیر کیا واد آب پاشی کا اگر پورا نظم کیا جائے تو یہ ہر سال پھل لائے گا خصوصاً اس وقت جبکہ اس کے پھل درخت کو جھاڑ کر نہ توڑے جائیں بلکہ ہاتھوں ہی سے توڑ لیے جائیں، کیونکہ پھلدار شاخوں کو ہلانے سے ان میں شقوق اور کسر پیدا ہو جاتا ہے جو آئندہ مضر ثابت ہوتا ہے،

دوسرے علماء وفلاحات کا قول ہے کہ زیتون جبلی درخت ہے، آب پاشی اس کے لیے مفید ہوگی اور اگر نہ کی جائے تو کوئی نقصان دہ بھی نہیں ہے،

ابن حجاج کی کتاب میں ہے کہ یونینوس کہتا ہے کہ زیتون میں پانی کی افراط مضر ہے، اور رند گو جبلی درخت ہے لیکن آب پاشی اس کے لیے مفید ہے، لیکن اگر پانی نہ دیا جائے تو کوئی ہرج نہیں ہے، البتہ آثار میں بکثرت پانی ڈالنے کی ضرورت ہے، اخیر جون سے اخیر ستمبر تک ہر پانچویں دن سیراب کیا کریں، لیکن اگر پانی کی قلت ہو تو بعض مقامات میں عدم سیرابی مضر نہیں ہوتی ہے،

غ کا قول ہے کہ گلاب کو جنوری سے سیراب کرنا شروع کریں، اور اس سے تعافل نہ برتیں اور پھر اگست میں بھی پانی ڈالیں، بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ گلاب پانی کی زیادتی کو قبول نہیں کرتا ہے، میں نے مشرق میں اس کو موٹ کی مالیون کے قریب لگا یا تو بہت عمدہ درخت تیار ہوا، اور ریحان بستانی پانی کو قبول کرتا ہے خصوصاً موسم گرما میں اسی طرح شاہ بلوط بھی پانی کی زیادتی چاہتا ہے اور شستہ <sup>المکین</sup> اور عناب بھی آب پاشی کو قبول کئے ہیں، لیکن مؤخر الذکر کو اگر سیراب نہ کیا جائے تو کوئی نقصان نہیں ہے، اور بشم اور میس کے لیے بھی آب پاشی مفید ہے، لیکن اگر نہ ہو سکے تو کوئی مضر نہیں ہے، موز بکثرت پانی کا خواہشمند ہے، سیب بڑھنے

کے بعد پانی کا محتاج ہوتا ہے، اسی طرح ہی، آزاد درخت، دروازہ، صفیر، بسم آفتاب اور کثیر وغیرہ سب پانی کی زیادتی کو قبول کرتے ہیں، کیونکہ یہ سب نہر کے کنارے نشوونما پاتے ہیں، اگر وہ بھی پانی کی کثرت کو قبول کر لیتا ہے، البتہ غنیمتی معتدل پانی کو پسند کرتی ہے، اور اگر ترقی تو بکثرت پانی کو چاہتا ہے، پورے سال بھر تک آب پاشی کی جائے تو اچھا ہے، یہی حال نارج کا ہے، لیکن بعض یہ کہتے ہیں کہ اس کے لئے زیادہ پانی مفید نہیں ہے، شقتا اور آٹو بخارا کے لیے بھی آب پاشی مفید ہے، لیکن کو اپریل کے مہینہ میں دو مرتبہ رات کے وقت سیراب کیا جائے اور تیسری مرتبہ پھل چھنے کے وقت سیراب کیا جائے، بعض یہ کہتے ہیں کہ صرف دو مرتبہ اس میں پانی ڈالا جائے، ایک تو اس وقت جب اس میں پتیاں آجائیں اور پھر جب پھل چھنے کا وقت ہو تو اس وقت سیراب کریں، انجیر کو جنوری میں خوب اچھی طرح سیراب کریں خواہ بارش ہو یا نہ ہو اور دانوں کی بھنگی تک ہمیشہ سیراب کرتے رہیں، بعض انجیر کے لیے پانی اور تری کی کثرت مضر خیال کرتے ہیں، اور انجیر کی بعض قسمیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو آب پاشی، اور فصل حمل کو بچھین ہی میں برداشت کرتی ہیں، اس کے بعد یہ عمل ان کے لیے ضرور سامان ہوتا ہے،

دہ انجیر جو پانی کی کثرت کو قبول ہی نہیں کرتے، ان میں، اخروت، بادام، مہنغ وغیرہ ہیں، کیونکہ پانی کی زیادتی ایسے درختوں کو ہلاک اور خشک کر دیتی ہے، خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے، مٹھوہر کو ایک دن چھوڑ کر پانی دیدیا جائے، زیادہ کی ضرورت نہیں ہے، یہی حال سرو کا ہے، اور اس سے قبل درختوں کے لگانے کے بیان میں جو لکھا گیا ہے اسکو پیش نظر رکھو، انشا اللہ دونوں بیان کافی ہونگے،

## باب سیردہم

اشجار کی تذکیر اور ان کو حاملہ کرنے کی تدبیر تاکہ پھل عمدہ، شیرین اور  
رسدار ہوں، اور ان درختوں کا بیان جو ایک دوسرے سے الفت  
یا عداوت رکھتے ہیں،

بعض عمل کو فلاحت کا قول ہے، کہ تمام درخت عمل تذکیر کو قبول کرتے ہیں، تذکیر  
اور تلقیح جس کے معنی حاملہ کرنے کے ہیں، ایک ہی چیز ہے، اس عمل سے پھل عمدہ ہو  
اور وہ جھڑنے سے محفوظ رہیں گے، بعض کا قول ہے کہ درختوں میں نرمادہ ہوتے  
ہیں اور مادہ نرم سے حاملہ ہوتی ہے، طمین ہے کہ زراعت میں پھل ہوتے ہیں، جو  
بہت چھوٹے اور ہلکے ہوتے ہیں، رنگ سفیدی مائل یا گہرا سبز ہوتا ہے، لیکن مادہ  
کے پھلون کی طرح نہ پکتے ہیں اور نہ بڑے ہوتے ہیں، اگر انسان اس کو کھائے تو کلاہ  
اور اگر نر کے پھل کو مادہ کیساتھ ملتی کر دین تو پھل بڑھیں گے اور پختہ ہوں گے اور زراعت  
کی وہ قسم جسکو ذکار کہتے ہیں، ان میں بھی عمل تذکیر کا رواج ہے، یہ عمل وسط اپریل  
یا اس کے کچھ دن بعد ہوتا ہے، پھل میں جب بچگی شروع ہوتی ہے اس وقت وہ  
تذکیر کے قابل ہو جاتے ہیں، لیکن جب اتنی بچگی آجائے کہ درخت کی ڈالیوں میں سختی

اور صلابت آجائے، تو اس وقت یہ عمل دشوار ہو جاتا ہے، اس کا صحیح وقت پھل کے گد رانے کا وقت ہے، تذکیر نر کے پھلون سے ہوتی ہے، جسکو ذکار بھی کہتے ہیں، اس عمل کا وقت مئی یا وسطِ عنصرہ (خمسین) کے مہینہ میں ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ نر پھل اس وقت چنے جائیں جب کہ وہ اچھی طرح تیار ہوں اور اسکی علامت یہ ہے کہ ان میں سبزی سے سفیدی یا زردی آگئی ہو اور منہ کے قریب اتنی شکستگی آگئی ہو جس سے وہ کیڑا باہر نکل جائے جو اس کے پھلون میں ہوتا ہے، یہ سیاہ رنگ کا کیڑا ہے جو پھلون کے مانند ہوتا ہے اور بعض لوگ اس کو بھی بعوض (مچھر) ہی کہتے ہیں، اور ایک قسم اسکی سرخ رنگ کی ہوتی ہے جس میں دم بھی ہوتی ہے،

ان پھلون میں سے دو یا اس سے زیادہ دانوں کو بال، دھاگے یا کسی کپڑے کی دھجی سے باندھ دیں پھر ان کو انجیر کی ان شاخوں میں لٹکا دیں جنہیں انجیر چھوٹے چھوٹے ہوں یعنی جب چنے کے برابر ہوں یا اس سے کچھ زیادہ ہوں، اس وقت یہ نرم، شاداب اور بڑھنے والے ہوتے ہیں، لیکن جب ان میں صلابت آجائگی تو پھر شکل ہوگی، یہ عمل خاص کر اس وقت مفید ہے جبکہ انجیر میں کوئی ضرر نہ آیا ہو لیکن جب کسی قسم کا نقص مثلاً پتھون کے اطراف میں شقوق اور دانوں میں گولائی پیدا ہو جائے، اور سختی آجائے تو تذکیر کا عمل بیکار ثابت ہوگا، عیدِ خمسن کے دن تک انتظار کرنا چاہیے، جب پہلی صفعتیں موجود ہوں تو یہ عمل کیا جائے، نر کا حمل کے لیے سب سے مفید پھل وہ ہوتا ہے جو بڑا ہو اور جس میں تخم زیادہ ہوں اور ذرا سخت ہو،

طین ہے کہ انجیر کی بڑ میں اگر خاک ڈالیں، تو اس کے پھل اور عرق میں زیادتی ہوگی، بعض یہ کہتے ہیں کہ اگر جڑ میں ایک بھیڑ کا سر دفن کر دیں تو بھی پھل پختہ ہوں گے،

اور جھڑنے سے محفوظ رہیں گے، بعض کا قول ہے کہ جڑ کو کھو لکر مین دن تک اس میں پتھے کا پانی ڈالیں تو یہ تذکیر کے قائم مقام ہو جائے گا، دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بڑی موٹی جڑ شق کجائے اور اس میں ایک سخت پتھر داخل کر دیں اور مشقوق حصہ کو گوبر اور مٹی سے بند کر دیں تو یہ بھی ایک عمل تذکیر ہی ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ انجیر پر سون کا پھول اگر لٹکا دیا جائے تو انجیر کے پھل جھڑنے سے رک جائیں گے، قسطوس کا قول ہے کہ جڑ کی مٹی ہٹا کر شاخوں اور جڑوں کو شہتوت کے پھل سے لپ دین تو یہ عارضہ جاتا رہے گا، اسی طرح اگر عودق اور شاخون میں نمک لپیٹ دیں تو اس سے نہ صرف یہ مرض زائل ہو گا بلکہ پھل جلد ہی تیار ہوں گے، یا یہ کہ زیتون کا پانی اور میٹھا پانی ملا کر انجیر کی جڑ میں ڈالیں تو اس سے بھی پھل زیادہ آئیں گے، ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جڑ کو کھو لکر برما سے تین جگہوں پر سوراخ کریں، اور ان سوراخوں میں اس نر انجیر کی شاخیں یا اونٹن نصب کر دیں، جس کے پھل گرتے نہ ہوں، اس کے بعد مٹی سے چھپا دیں، یہی تذکیر ہو جائے گی،

گلنار یعنی انار نر کے پھل اگر مادہ انار میں لٹکا دیے جائیں تو پھل جلد آئیں گے، لیکن اگر انار میں پھل موجود ہوں تو اس سے جلد پگی آجائے گی اور اگر پھل کم اور خراب ہوتے ہوں تو اس سے زیادتی تازگی اور مضبوطی پیدا ہوگی، اگر انار کے لیے نصف سیاح اور نصف رائے کا ملا ہوا طوق بنایا جائے اور درخت کو پہنا دیا جائے تو انشاؤ اللہ یہ مرض دفع ہو جائے گا، اور پھل نہ گرین گے، اسی طرح اگر انار کی شاخ میں ہری بار کی جڑ لٹکا دیں اور اس کو خشک ہونے کے بعد بھی نہ اتاریں بلکہ جب وہ ہوا سے کبھی گر جائے تو دوسری جڑ لٹکا دی جائے، اس سے پھل بڑے ہوں گے اور انار کا

پوست خراب رنگ کا نہ ہوگا اور اگر آتار کے پھل بھنگی سے قبل ہی گر جاتے ہوں تو جڑ  
 میں کتون کی ہڈیاں، یا سواری کے جانوروں کی ہڈیاں یا بھیڑ کے سر کی ہڈیاں فن  
 کر دی جائیں تو اس سے یہ مرض زائل ہو جائے گا، اگر خراچی یعنی گل مریم کی دھونی بھی  
 چار فطرت دی جائے تو مفید ہوگی، دوسرا علاج یہ ہے کہ آتار کی تین یا چار شاخوں کے  
 بالکل وسط میں ایسی تھیلیاں لٹکا دی جائیں جنہیں دو درہم کے برابر زبرہ ہو تو اس سے  
 بھی وہی فائدہ ہوگا جو تذکیر سے ہوتا ہے، یا یہ کہ آتار میں رائے کی تختیاں لٹکا دیں یا  
 اس کا طوق پہنا دیں اس سے جڑیں بھاری ہو جائیں گی اور پھل نہ گرین گے، اگر اس میں  
 کامیابی نہ ہو تو جڑ میں تین جگہوں پر شق کیا جائے اور اس میں تمشاد، گلزار اور برآب  
 کی میخیں نصب کر دیں تو یہ مفید ہوگا، ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ آتار کی جڑ میں سوراخ  
 کر دیں اور اس میں جھاؤ کی لکڑی کی میخ ٹھونک دیں، اس سے بھی فائدہ پہنچے گا بعض  
 تو یہ کہتے ہیں کہ اس سے درخت کی بنیاد درست ہو جائے گی، جھاؤ کی شاخیں اس کی  
 پتیاں اور پھول جون کے مہینہ میں جمع کئے جائیں، جب تیس دن گزر جائیں تو چوبیسویں  
 دن یعنی عید حسین کے دن صبح کے وقت قبل طلوع آفتاب آتار اور اسکی شاخوں پر لٹکا  
 اس سے بھی تذکیر ہی کا فائدہ ہوگا، بعض نے یہ تدبیر بتائی ہے کہ ہر سی بازنگ کی پانچ  
 یا سات جڑوں کو ایک دھاگے میں باندھ کر ہر درخت پر لٹکا دیں، آتار کی جڑ میں ایک  
 بوجھ راکھ کا تھوری کے مہینہ میں ڈالنا بھی مفید ہے، راکھ ڈالنے کے بعد اس کو تین مرتبہ  
 پانی سے سیراب کرنا چاہیے، تاکہ پھل اچھے آئیں اور اگر آتار کی ایک سمت میں دشتی پیاز  
 بودین تو اس سے بھی اسکی جڑ موٹی ہوگی اور پھل اچھے آئیں گے، رتجان کے بونے سے

سے اصل کتاب میں کوٹن کا لفظ جو ایک بہت سی تھیں ہیں نہ معلوم کون مراد ہے بہر حال ہر ایک کیساتف یہ کیا جائے، بہتر ہم

بھی یہی فائدہ ہرگز کا، بلکہ تمام امراض کا ازالہ ہو جائے گا،

طہین ہونکہ کچھور کا نر کے سفوف سے حاملہ کرنا اشد ضروری ہے اور اس کے حاملہ کرنے کا وقت اس وقت ہے جبکہ مادہ مین پھول کے چھ نمودار ہو جائیں اور غایت اشتیاق میں متفرق ہو جائیں اور پھولین کے اوپر کا غلاف پھٹنے لگے تو یہ حمل کے لیے موزون وقت ہو اس کا طریقہ یہ ہے کہ نر کے پھول کا گچھا توڑ لیا جائے اور اس کو مادہ کے پھول پر حرکت دیا جائے جس سے حمل قرار پا جائیگا، مین نے خود زور دخت کی وہ تپلی شاخیں لی ہیں جنہیں یہ پھول غلاف کی شکل میں تھے اور تنگ تنگی کے قریب تھے ان کو دھاگے سے باندھ دیا جیسا کہ عام طور سے کیا جاتا ہے اور اس کے گھوٹ پر لٹکا دیا ہے اور اس پر سفوف گلاب چھڑک دیا ہے، اس سے تھوڑے رطب تیار ہوئے، مادہ کا درخت بڑی قسم سے تھا اگر مین اس عمل کو بار بار کرتا تو اسی سال تمام رطب تیار ہو جاتے، اس پر اس کی دوسری قسموں کو میس کر لینا چاہیئے،

خروب مین بھی زود مادہ ہوتے ہیں، مادہ کے پھل روغن کے لیے بہت کارآمد ہوتے ہیں اگر اس کو بھی نر سے حاملہ کر دین تو پھل خوب آئیں گے، زیتون مین بھی نر ہوتا ہے اس کے نر کا نام ریجورج ہے اسی طرح پستہ کے نر کا نام نطم ہے جسکو فارسی مین بن کہتے ہیں)

دیمقراطیس کا قول ہے کہ سرور کی پتیاں خشک کر لی جائیں اور پھر ان کو لے اس کا قدرتی حاملہ ہونیکا طریقہ یہ ہو کہ شہد کی کھیاں نر کے پھول کا سفوف جس کو مادہ کے پھول پر چھڑک دیا جائے مین جس سے وہ حاملہ ہو جاتی ہو، لے یہ خرمائی اعلیٰ ترین قسم ہے بعض لوگ اسکو اصل قرار دیتے ہیں، ملاحت نقل

پس کرسفوف بنالیا جائے، جب پستہ پر ہوا چلنے لگے تو درخت کے علوی حصہ پر اس  
سفوف کو چھڑک دیں اور کہیں کہیں رکھ دیں، ایسے تین یا پانچ دن تک، ان دس  
دنوں کے اندر کرین جنین پستہ کے پھول کھلتے ہوں، اس سے پھل خوب آئیں گے  
اور جھڑنے سے محفوظ رہیں گے بعض کا قول ہے کہ دو مرتبہ یہ عمل کرنے میں دس دن  
کا فاصلہ رکھنا چاہیے، اسی طرح بطم کے پتون سے بھی یہ نفع اٹھایا جاسکتا ہے، ایک  
طریقہ یہ بھی ہے کہ جبہ خطر کے پھل اور اسکی بیج ایک دھاگے میں باندھ دیجائیں اور  
ان کو پستہ پر لٹکا دیں تو بھی یہی فائدہ ہوگا، پستہ کا خالص سونے کے ساتھ بھی علاج  
ہوتا ہے اس طریقہ پر کہ سات یا آٹھ جو کے برابر خالص سونا ملین، اور ان کو چار حصوں  
پر منقسم کریں، اور ان کو درخت کے نیچے ایک بالشت مٹی ہٹا کر چار جانب نصب  
کر دیں اور اوپر سے مٹی ڈال دیں اور جب پستہ کے پھل جھڑنے لگیں تو جڑ میں  
ایک سوراخ کر کے زرد رنگ کا خالص سونا بھر دیں انشاء اللہ یہ بات نہ ہوگی،  
ہر درخت کے لیے دشمن ہے، باقلا، نارنج، تر، اور فراہیون (علقمہ) کے قریب  
نہ لگائی جائے ورنہ اس کو نقصان پہنچے گا، اس طرح ان تمام درختوں کے قریب نہ لگائی  
جائے جنین حرارت زیادہ ہوتی ہے، عوعر (چیر) کی عداوت کجور کے ساتھ تو مشہور ہے  
بعینہ اسی طرح قطران اس کا دشمن ہے (جسکو ہندی میں کانتران کہتے ہیں) جو  
عوعر کے بالکل مشابہ ہوتا ہے انگور کے لیے فار (باہستان) اور نطفہ اسی طرح  
مضر ہیں جس طرح کجور اور انجیر مضر ہے، گرم کلمہ انگور کو ہلاک کر دیتا ہے، اس میں  
ایک خاص قسم کی سمیت ہوتی ہے جو انگور کو تباہ کر دیتی ہے جس طرح سوبرج  
اور شہرہ یعنی گاوڈ کشک سمیت رکھتے ہیں،



کرم کلمہ اور موتی انگور کے لیے خاص طور سے مضر ہیں، اسی طرح انجیر گرم مالک  
 میں انگور کے لیے ہلکے ہیں لیکن سرد مالک کے لیے مثلاً روم اور یونان وغیرہ  
 جیسے مقامات میں جہاں پر برت گرتی ہو، انجیر کا انگور کے قرب میں رہنا نفع بخش  
 ہے، اور یہی حال زیتون کا ہے، سو سادکا قول چنگیز خاں، موتی، کرم کلمہ اور قرمر  
 انگور کے لیے خاص طور سے مضر ہیں،



# باب چہارم

اشارہ ترکاری اور سبزی کے علاج کے بیان میں نیز ان نقصانات اور تکالیف کے دفعیہ کے طریقے جو ان پر پیش آتے ہیں، یہ سب ابن حجاج کی کتاب سے ماخوذ ہیں۔

سید اغوس کا قول ہے کہ جب ہم کسی کم بار آور یا کمزور درخت کو دیکھتے ہیں، یا ایسے درخت کو دیکھتے ہیں جس کے پھل میں کیڑے پیدا ہو گئے ہیں، یا اس کے پھل اپنی مدت سے قبل جھڑ جاتے ہیں، اور یہی احوال چند سال تک باقی رہتے ہیں تو ہم کو یقین کرنا پڑتا ہے کہ یہ آفتیں اس مٹی کی وجہ سے ہیں جس میں درخت کی جڑ ہے یا جڑوں کے کمزور ہونے کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے، ان تمام آفات کے وقت یہ چاہیے کہ درخت کے ہر سمت میں چار ہاتھ کا گڈھا کھودیں اور جڑ کو کھوکھو لکر اس کے نیچے کی مٹی کو بھی کدال یا اس سے بھی ہلکے اوزار سے نکال دیں، جب پوری مٹی نکال لی جائے تو یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ مٹی کس قسم کی ہے، اگر وہ خشک نظر آئے اور اس میں کسی قسم کی رطوبت نہ ہو تو اس مٹی کی جگہ پر ہم کو تروتازہ مٹی دوسری جگہ سے لاکر اس گڈھے میں ڈالنا چاہیے اور گڈھے کو بھر کر لکڑی سے خوب دبا دینا چاہیے تاکہ ہوا اپنی تندہی سے درخت کو گرا نہ سکے، یہ عمل اگر ہم خریف میں کریں تو مناسب ہے، جو درخت کہ پانی کی کثرت کو نہیں چاہتے ان کے امراض کا یہ بہترین علاج ہے،

اور اگر درخت کی جڑوں میں نقصان آگیا ہو اور وہ سترے لگیں تو گڈھے، گھوڑے

اور گائے کی پرانی اور سڑی کھاد تلاش کریں اور جڑ کے سرے سے ہوتے حصہ کو کاٹ کر  
 الگ کریں، اور گڈ سے مین یہ کھاد ڈالیں، یہ خیال رہے کہ بوسیدہ جھٹہ مین سے  
 کچھ بھی نہ چھوڑا جائے بلکہ سب کو کاٹ کر پھینک دیا جائے، اس پرانی کھاد سے انشا اللہ  
 جڑیں نئی پیدا ہوں گی اور درخت کو تقویت پہنچے گی اس عمل کے بعد درخت کو پانی سے  
 سیراب بھی کرنا چاہیے، اور یہ عمل جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے موسم خریف مین کیا جائے  
 کشف یعنی گڈھا کھودتے وقت اگر یہ معلوم ہو جائے کہ جڑوں مین کیڑے لگ گئے  
 ہوں تو کھاد کیساتھ کچھ راکھ بھی ملا کر ڈالیں کیونکہ راکھ مین کیڑوں کے ہلاک کرنے کی  
 ایک خاصیت ہے،

مذکورہ بالا طریقہ عمل ان درختوں کے لیے ہے جن مین مٹی کی خشکی اور یوبست  
 کی بنا پر امراض پیدا ہو گئے ہوں، لیکن اگر زمین کی تری اور اسکی کثیر رطوبت کی  
 بنا پر درخت مین ضعف یا خرابی پیدا ہوئی ہو تو گڈ سے مین خشک سرخ رنگ کی  
 مٹی ڈالیں، یا نہر کے کنارے کی ریت مین پرانی کھاد ملا کر ڈالیں، اور اگر درخت  
 کے پھل زیادہ تعداد مین جھڑ جاتے ہوں تو گڈھا کھود کر سفید اور لیسدار مٹی بھرن  
 لیکن اگر درخت مین یہ امراض اسکی ضعیف العمری اور کبر سن کی وجہ سے پیدا ہو گئے  
 ہوں تو ان حصوں کو جن مین خرابی آگئی ہے کاٹ ڈالنا چاہیے، اور بعض وقت جب  
 درخت مین ضعف زیادہ آجاتا ہے تو ہم اس کو بالکل کاٹ ڈالتے ہیں اور صرف  
 وہ حصہ جو زمین کے متصل ہے چھوڑ دیتے ہیں، اس کے بعد ان کے ارد گرد گڈھا  
 کھود کر اس مین مٹی اور پرانا گوبر جس مین زمین کی خشک خاک مخلوط ہو ڈالتے ہیں  
 اس مین دو ٹلفٹ گوبر اور ایک ٹلفٹ زمین کی خاک ہونی چاہیے، اس عمل سے

درخت بالکل تیار ہو جائے گا اور اسکی تمام جڑیں از سر نو نکل آئیں گی،  
 شولون کا قول ہے کہ جب انجیر کے درخت میں رطوبت غائب ہو جائے تو  
 اس کا علاج یہ ہے کہ درخت کے ہر سمت میں چار ہاتھ کا عمیق گڈھا کھودیں اور اس  
 گڈھے میں دہی سرخ رنگ کی مٹی ڈالیں جس کا بیان اوپر گذر چکا ہے اس عمل سے  
 درخت کے ضعف میں کمی پیدا ہوگی اور اس کی عمر میں اضافہ ہوگا،  
 دیمک اور دوسرے کیرے جب انجیر یا سیب یا اور کسی درخت میں لگ جائیں تو  
 قسطنطوس نے ان کے علاج کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ درخت کے نیچے اتنا عمیق گڈھا  
 کھودیں کہ تمام جڑیں اور رگیں نمودار ہو جائیں پھر ان پر کبوتر کی میٹ پانی میں تر کر  
 لیپ کی طرح لگا دیں، ایک دوسری جگہ قسطنطوس کا قول اس طرح منقول ہے کہ  
 ان کیروں کو جو سیب کے درخت میں لگ جاتے ہیں علاج یہ ہے کہ گڈھا کھود کر  
 جڑ کو کھول دیں اس کے بعد جڑ اور رگوں کے اس حصہ کو جس میں کیرے یا حشرات الار  
 ہوں چھیل ڈالیں، اور پھر لہڑا لہڑا کر لیپ لگا دیں، اگر یہ کیرے انجیر کے درخت  
 میں لگ گئے ہوں تو ان کا علاج یہ ہے کہ گڈھا کھود کر جڑوں پر راکھ چھڑک کر  
 اوپر سے مٹی ڈال دو،

اون کا قول ہے کہ جب سیب میں سرخ کیرے لگ جائیں اور شاخوں پر  
 بھی وہ نظر آئیں، یا کڑی شاخوں پر جالہ بنے تو اس کے لیے بھی یہی طریقہ علاج  
 ہے کہ گڈھا کھود کر، اولاً راکھ ڈال دیں اور شاخوں پر بھی چھڑک دیں پھر مٹی سے  
 گڈھا پر کر دیں، اس سے اہلی حالت عود کر آئے گی، بلکہ پہلے سے زیادہ تروتازگی  
 آجائے گی،

دیمقراطیس کہتا ہے کہ اگر امروہ کے پھل میں سڑا ہوا تخم کھاوے گا تو بھڑکے  
 میں گڈھا کھو دین اور اچھی کھاو اور مٹی سے گڈھا بھر دین، اس کے بعد درخت کو پانی سے  
 سیراب کرتے رہیں، ابولیوس کا قول ہے کہ درخت کے پھل میں زیادتی پیدا کرنے کیلئے  
 باقلا جڑوں میں ڈالی جائے تو اچھا ہے اور کیڑوں کو ہلاک کرنے کے لیے گڈھا کھو کر  
 درخت کی جڑوں پر کبوتر کی بیٹ اور باقلا کا بھوسہ چھڑکنا سید مفید ہے، اس کے بعد پانی  
 سے سیراب کریں یہ طریقہ عمل ہر درخت کے لیے مفید ہے،

بارون رومی کا قول ہے کہ انجیر یا کسی اور درخت کے پتے اگر جھڑنے لگیں تو ہر درخت  
 کے ہر جانب تین ہاتھ وسیع گڈھا کھو دین یہاں تک کہ جڑیں نمودار ہو جائیں، لیکن یہ خیال  
 رہے کہ جڑ کی کوئی رگ کٹنے نہ پائے، پھر اس گڈھے کو سفید بار د اور شیرین مٹی سے بھر  
 دین، کیونکہ سفید مٹی کی ایک قسم بار د اور شیرین ہوتی ہے اور ایک ہار اور ٹلکین ہوتی  
 ہے جب اس قسم کی مٹی سے گڈھا پر کر دیا جائے گا تو درخت سے نہ پھل گرے گا اور نہ پتے  
 جھڑیں گی، کیونکہ درختوں میں پتوں اور پھلوں کے گرنے کا مرض تر زمین کی حرارت  
 یا ضرورت سے زیادہ کھا دکی وجہ سے پیدا ہوتا ہے یا زمین کی حرارت اور ملاحت کی  
 وجہ سے ہوتا ہے ابہر حال ان سب کا اس علاج سے تجربہ کیا گیا ہے، اور کیڑوں کے  
 دغیہ کا علاج یہ ہے کہ گڈھا کھو کر درخت کی جڑوں پر کبوتر کی بیٹ چھڑک دین  
 مرغوطیس کا قول ہے کہ جب انجیر یا کسی درخت کا تنہ سڑ جائے، یا کھو کھلا ہو  
 تو اس سڑے ہوئے حصہ کو کاٹ ڈالو تاکہ یہ درست ہو جائے اور کٹے ہوئے مقام  
 پر گائے کا گوبر، لیسڈار مٹی اور گتھوں کا بھوسہ ملا کر لگا دو، اور اگر گتھوں کے بھوسہ کے  
 لئے اس مرض کو آکھ کہتے ہیں، مترجم،

غوض جو کما بوسہ ہو تو اور بہتر ہے، اس عمل کے بعد درخت کی پوری نگرانی رکھیں، انشاء اللہ  
اس سے وہ کھوکھلا حصہ بھر جائے گا، اور تناقوی ہو جائے گا،

فلاحت بنطیہ میں ان امراض کے علاج کے طریقے درج ہیں جو انگور کے درخت  
کو لاحق ہوتے ہیں مثلاً مرض الحمرۃ، مرض السقم، عارض، مرض، مرض النسخ اور یرقان وغیرہ  
ہیں، جبکہ ذکر آئندہ آئے گا، مرض الحمرۃ جس کا دوسرا نام آفتہ انجوم ہے اور بعض اس کو سرخ  
کہتے ہیں، یہ آخر ماہ اپریل میں لاحق ہوتا ہے، اور اسکی علامت یہ ہے کہ انگور کے پتے،  
ڈنڈیان اور ریشے تک گہرے سرخ رنگ کے ہو جاتے ہیں اور سرخ پتوں کے ارد گرد  
شاخ کچھ سیاہ ہو جاتی ہے اور تنے اور ان شاخوں پر جوڑاموٹی ہو گئی ہیں سخت پھلکے نمودار  
ہو جاتے ہیں، انگور کے قانون کا رنگ زرد ہو جاتا ہے، اور اس کا شیرہ اور پانی بھی کم ہو جاتا  
ہے، اس کا علاج انوختا کی رائے میں یہ ہے کہ روغن زیتون، شراب اور پانی کو خوب چھی  
طرح مخلوط کر کے انگور پر لمپ کی طرح چڑھا دیں، بعض نے یہ کہا ہے کہ صرف، روغن زیتون  
اور شراب ملا کر ڈالی جائے،

صغریٰ کا قول ہے کہ انگور کے تنے میں سخت مقام پر زمین سے ذرا بلندی پر ایک  
آر پار سوراخ کیا جائے اور اس میں بلوط (سینا سپاری) کا ایک وتد یعنی منج داخل کر دیں اور  
اس کٹری کو پھر جر کے متصل دفن کر دیں، اور جر میں تپا ملا ہوا پانی ڈالیں،  
نبوتشاد کہتا ہے کہ اس کا علاج یہ ہے کہ ایسے مریض درخت کی جڑ میں آٹھ دن تک  
ایک دن گائے کا پیشاب اور ایک دن آدمی کا پیشاب ڈالا جائے، اور یہی پیشاب

سلہ یہ مرض اس وقت لاحق ہوتا ہے جبکہ مشتری کے گہن کے متصل مریخ کا گہن واقع ہو، اس لحاظ سے  
اس کا آفتہ انجوم کتنا باطل صحیح ہوگا کاشت انگور مؤلفہ نواب عزیز جنگ مرحوم۔

تے پر چھڑک دیا جائے اس بیماری میں کمی ہو جائے گی، اس کے بعد تین دن تک یہ عمل موقوف کریں پھر شیرہ انگور اور شیرہ غریبہ پانی ملا کر خوب ہلائیں یہاں تک کہ یہ تینوں چیزیں مخلوط ہو جائیں، لیکن یہ قوام نہ زیادہ گاڑھا ہو اور نہ زیادہ رقیق ہو، پھر اس کو تے اور موٹی شاخون پر ڈال دیں،

قونامی کا قول ہے کہ اس کا علاج یہ ہے کہ دو دن شیرین میں سخت ترش انگوری شراب کے سرکہ کا دو گنا حصہ ملا دیں، اور پھر اس قوام کو انگور پر ڈال دیں، اس کے بعد بلوط کے پھل کو جلا کر اسکی راکھ کو گائے کے پیشاب میں ترکیں اور اسکو انگور کی جڑ میں دو مرتبہ ڈالیں، انشاء اللہ اس سے نفع ہوگا، بعض کی یہ رائے ہے کہ اس مرض کا علاج یہ بھی ہے کہ گائے کے پیشاب میں شراب ملا کر جڑ میں ڈالیں اور موٹی شاخون پر بھی چھڑک دیں، تسلیم بابل کے باشندے اس مرض کے دفع کرنے کے لیے درختوں میں اس وقت تک سمندر کا پانی ڈالتے رہتے ہیں جب تک تھون اور ڈنڈیون سے سرنی نہ چلی جائے اور وہ چھلکے شاخون سے لطف نہ ہو جائیں جو ابھر گئے ہیں،

قونامی کا قول ہے کہ سرد ممالک میں اس مرض کا علاج وہی ہے جس کا ذکر انوفا اور کیرجانی نے کیا ہے، اور گرم ممالک کیلئے ان کے علاوہ دوسرے طریقے ہیں، انگور کا وہ مرض جس کا نام سقم الکروم ہے، بہت خراب ہوتا ہے، اسکی علامت یہ ہے کہ پھل نکلنے موقوف ہو جائے، اور اگر خوشے نمودار بھی ہوں تو دانے شہمانہ سے بڑے نہ ہوں اور وہ بھی آہستہ آہستہ خشک ہو جائیں، اس کا علاج یہ ہے کہ درخت کی کاٹ چھانٹ سے جو لکڑیاں جمع ہو جائیں ان کو اور انگور کے تھون اور ان کے برابر خشک بلوط یا دلب کی لکڑی کو اکٹھا کر کے جلا ڈالیں اور ان کی راکھ کو شیشے یا سنی کے ظرف میں رکھیں اور اس میں

شیرین پانی ملائیں اور اس پانی کو درخت کے تنے اور موٹی شاخوں پر چھڑک دیں، اس  
انشار اللہ یہ بیماری دفع ہو جائے گی،

سوماد کا قول ہے کہ میری رائے یہ ہے کہ اس پانی کے بجائے تیز اور ترش سرکہ  
ملا دیں، طامتری کا قول ہے کہ اس کے لیے آدمی کا خالص پیشاب بید مفید ہے، بار بار  
اگر انسان کا پیشاب چھڑکتے رہیں تو یہ دفع ہو جائے گا،

صغریت کا قول ہے کہ ایسے مریض درخت کو کاٹ ڈالنا چاہیے اور زمین بھرنے  
ایک ہاتھ یا دو ہاتھ چھوڑ دینا چاہیے اس سے زیادہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے، اس کے  
بعد انکور کے موافق کھاد میٹن ملا کر ٹرین مین ڈالیں اور بہت آہستہ سے دبائیں،  
اس کے بعد اس کو پانی سے سیراب کر کے اسی حالت پر چھوڑ دیں، انشار اللہ کچھ دن کے  
بعد اس میں نبات نکلیں گے، جب اس میں شاخیں پھوٹیں تو کمزور کو چونٹ دیں اور  
صرف قوی اور مضبوط حصہ کو باقی رکھیں، اس کا بہترین علاج یہی ہے، اس کے علاوہ جو  
طریقہ علاج ہیں ان سے مرض میں تخفیف تو ہو جاتی ہے لیکن ہمیشہ کے لیے دفع نہیں ہوتا  
تو نامی کا تجربہ ہے کہ اس قسم کے مریض انکور کی جڑ مین اور شاخوں پر انسان کا پیشاب  
ڈالنے سے یہ مرض جاتا رہتا ہے، اور اپنی اصلی حالت پر لوٹ آتا ہے، اور وہ مرض جس کو  
لوگ عارض کہتے ہیں اسکی دو قسمیں ہیں ایک عارض کہلاتا ہے جو کبیر ہوتا ہے اور ایک مرض  
کہلاتا ہے جو صغیر ہوتا ہے، عارض کبیر کی علامت یہ ہے کہ پھل بلا کسی سبب کے خشک ہونے  
لیکن، یعنی جب انکور کا دانہ نپنے کے دانے کے برابر یا اس سے کچھ بڑ ہو تو اسی وقت سے  
خشکی آنے لگے، اور آہستہ آہستہ بالکل خشک ہو جائیں،

صغریت کا قول ہے کہ جب انکور کو یہ مرض لاحق ہو تو انکور کی راکھ کو سرکہ میں ڈال کر



اسکی غیر تیار کرین، اور اس کو خوشے کی ڈنڈیوں کے نیچے جہان سے خشکی کی آفت ہونی بخیر  
لیپ کر دین، مین نے اس کا خود تجربہ کیا ہے، اس سے یوست اور خشکی دفع ہو جاتی ہے  
اس کا کامل علاج یہ ہے کہ انگور کی لکڑی اور اس کے پتے اور عصف (کسم) کے درخت کو  
جلا کر راکھ بنالین اور ان دونوں راکھوں میں تیز سرکہ جسمین روغن زیتون ملا ہوا ہو ڈالین  
اور پھر سب کو مخلوط کر کے انگور کے تنہ اور اسکی موٹی شاخوں پر لگا دین، اس کا قوام گاڑھا  
نہ ہو بلکہ شوربہ کے جیسا ہو، اور پتلی شاخوں پر اس میں سے ٹھوڑا لیک کر چھڑک دین انشاء اللہ  
یہ مرض دفع ہو جائے گا،

موسیٰ اور سوسا نے کہا ہے کہ اس مرض کا علاج یہ ہے کہ درخت کی جڑ میں اور اس کے  
تنہ پر اونٹ اور آدمی کا پیشاب ڈالین، ہر دو تین مرتبہ سات دن تک ڈالتے رہیں،  
پیشاب گئی دن کا رکھا ہوا ہونا چاہیے، اگر ایسا نہ ہو تو اس میں رائی پیسکر ملا دین اور تین  
دن تک دھوپ میں رکھیں،

انور کا قول ہے کہ مغز اخروٹ کو کوٹ کر اس میں روغن زیتون کا تلچٹ ہم وزن  
ملائیں، صوب و دنون خوب مخلوط ہو جائیں تو نہایت عمدہ، سرکہ انگوری ڈالین، اور یہاں  
تک ملائیں کہ اس کا قوام پانی کے مثل ہو جائے اور اس کو انگور اور اسکی شاخوں پر میں دن  
تک متواتر چھڑکیں، انشاء اللہ اس سے یہ مرض نازل ہو جائے گا، اور پھل زیادہ ہوں گے  
اور پھلون میں شیرہ بھی بڑھ جائے گا، اور اگر تم چاہو تو انگور کی جڑ کو کھود کر اس میں درہی  
زیتون اور شراب ملا کر ڈالو، درہی، شراب سے مقدار میں زیادہ ہونی چاہیے، پھر  
اس کے ایک گھڑی کے بعد پانی سے بھی درخت کو سیراب کر دو، یہ جڑون اور رگوں  
میں پیوست ہو جائے گا، اور اندر داخل ہو جانے سے خشکی اور یوست جاتی رہے گی تو مافی

کہتے ہیں کہ یہ تمام مذکورہ علل کے طریقے سب ٹھیک ہیں، مین نے ان سب کا تجربہ کیا ہے اور صحیح پایا ہے،

اور مرض صغیر جو مذکورہ بالا مرض کی دوسری قسم ہے اسکی علامت یہ ہے کہ جب آنکھ کی کوئی شاخ چھانٹی یا تراشی جائے تو اس میں سے بکثرت رطوبت جاری ہو، جو اس سے قبل اس میں رکی ہوئی تھی، یہ رطوبت اگر اس میں باقی رہے تو اس سے نقصان پہنچے گا، اور اگر خارج کر دیا جائے تو درخت کمزور ہو جائے گا، اسلئے اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ اس فضلہ کے نکلنے کا کوئی سہل طریقہ اختیار کیا جائے تاکہ وہ رطوبت نکل جائے، اور اتنے کے اس مقام کو خوب باندھ دین بہان پر شاخوں کی جڑ یا آنکھ وغیرہ نہ ہو، اور پھر دو آنکھوں کے درمیان خواہ تنے پر یا موٹی شاخوں پر ٹاکیاں لگائیں، یہ ٹاکیاں متعدد جگہوں پر لگائیں تاکہ یہ رطوبت بالکل خارج ہو جائے، لیکن یہ عمل کسی لوہے کے اوزار سے نہ کرنا اور نہ کسی شاخ کو نوچیں، اس طریقہ پر تو یہ رطوبت بہ جائیگی اور اس سے درخت کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، لیکن شاخ نوچنے سے درخت میں ضعت آجائے گا، ان ایام میں جن میں رطوبت خارج ہو رہی ہے، درخت میں ہلکی اور معتدل کھا دوانی چاہئے، یعنی وہ کھا جو بین انسان کا غلیظ یا کبوتر کی بیٹ یا دوسری کوئی گرم چیز نہ ہو، بلکہ اس میں گائے کا گو برا اور باریک پی ہوئی مٹی اور دوسرے قسم کی راکھ وغیرہ ہو، جڑ کھود کر یہ کھا دوالین اور اس کو پھر چھپا دین، کھا دیا دوسری چیز کا غبار و رختوں پر کسی طرح نہ پڑنے پائے، اسکی کامل نگرانی کرنی چاہئے، اس عمل کے اٹھائیس دن کے بعد روغن زیتون کی تلپٹ میں مغز خودت اور باریک پسا ہوا پستہ اور ٹھوڑا سا جو کا آٹا ملا کر میون تیار کرو اور اگر کچھ نہ ملے تو صرف دردی زیتون کو خوب جوش دیدو، جب کچھ حصہ خشک ہو جائے تو اس کو آگ پر سے

اتار لو، پھر اس کو یا مذکورہ بالا ضما کو ٹانگی کے مقامات پر لگا دو، اگر استے دن گزرنے کے بعد بھی رطوبت زیادہ مقدار میں جاری رہے تو موضع سیلان سے اوپر اور نیچے اور اگر اس ضما کو لگا دیں اور اگر رطوبت بہت کم مقدار میں آنسو کی طرح نکلتی ہو تو صرف ٹانگی اور حصیلے ہوئے مقامات پر اس کو لگا دیں،

الوفاء، طامتری، سوسا و وغیرہ کا قول ہے کہ یہ ٹانگیان انگور کی ان آنکھوں کے متصل لگائیں جو ابھی حال میں نمودار ہوئی ہوں، خواہ یہ موٹی شاخوں پر ہوں یا متوسط یا بتلی پر ہوں، ٹانگی لگانے کے لیے لوہے کا استعمال نہ کریں بلکہ قلم (جسمہ انخضار) کی لکڑی کا ایک تیز چاقو بنالین، ٹانگی ایسی ہو جو پوست سے گذر کر ہل جسم پر بھی کچھ اثر کرے، اور یہ ٹانگی دو آنکھوں کے درمیان دائیں جانب ہو، اس کے بعد انگور کی راکھ، سر اور کا ندر ہم وزن لین، اور سرس کی کو خوب کوٹ ڈالیں اور اس پر سر کہ چھڑک کر دونوں کو مخلوط کر دیں اور پھر اوپر سے راکھ اور کا ندر تھوڑا تھوڑا دالیں یہاں تک کہ سب اکٹھا ہو جائیں اور ایک دوسرے سے متمازن ہو سکیں اور انکی شکل ایک جوارش کے مانند ہو جائے بلکہ اس وقت تک خوب کوٹیں جب تک کہ یہ سلجھیں کے مانند نہ ہوں اس کے بعد جب یہ تیار ہو جائے تو ان ٹانگیوں پر لگا دیں، اور اس میں تھوڑا پانی ملا کر جڑوں میں بھی ڈالیں، انشاء اللہ بے حد نفع پہنچے گا، یہ عمل نصف چیت سے نصف بسیا کھ تک کریں،

طامتری کا قول ہے کہ اس دو امین اگر روغن زیتون اور پانی ملا کر ڈال دیا جائے تو اس سے خشک اور قریب المرگ انگور بھی اٹھیں گے اور تروتازہ ہو جائیں گے اور دوبارہ پھل لائیں گے،

اور وہ سرو ہوا جو انگور کے درخت کو ہلاک کر دیتی ہے اس کے دفع کرنے کا طریقہ اور جڑوں سے برو دوت کے زائل کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ جرین انسان کا غلیظ اور اسی کے ہم وزن کبوتر کی بیٹ، اور اسی قدر بکری اور چمکا دڑ کی منیگنی اور اتنے ہی روغن زیتون کا تھپٹ لین پھر ان سب کو ملا کر ایک مدت تک چھوڑ دین یہاں تک کہ اس میں عفونت اور کیڑے پیدا ہو جائیں، جب یہ کھا دشتک ہو جائے تو اسی جڑوں میں گدھا کھو کر ڈال دین اور اوپر سے مٹی ڈال دین، اس کے بعد میٹھے پانی میں روغن زیتون کو اچھی طرح ملا دین اور متعدد آدمی اس کو اپنے منہ میں لیکر درخت پر چڑھ کر کین جنکی عمر میں ساٹھ ساٹھ سال کی ہوں، اور اگر منہ سے نہ پھوکیں گے تو زیادہ فائدہ نہ پہنچے گا، اور اگر انگور کی لکڑیاں کات کر جلائی جائیں اور اسکی راکھ جڑوں میں ڈال دین پھر پانی سے زمین کو سیراب کریں جب زمین خوب سیراب ہو جائے تو جڑوں کے درمیان چھڑکیں اس سے خاص فائدہ ہوگا۔

نفع اور درم کا بار بار آنا بھی انگور کے لیے مضر ہے یہ خراب رطوبتوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اسکا علاج یہ ہے چند آدمی جلتی ہوئی لکڑی کو رات کے وقت خست کے ارد گرد گھومائیں، رات میں کئی مرتبہ یہ عمل کریں، اس سے نفع کا مرض زائل ہو جائے گا، انگور کی سیل کو کسی درخت یا منڈوسے پر چڑھا دینے سے بھی یہ مرض لاحق نہیں ہوتا، کیونکہ یہ زمین کے بخارات کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اور درخت پر چڑھانے سے ان آفات سے نجات ملے گی اور کیڑے بھی نہ لگیں گے۔

برقان کا مرض اکثر درختوں کو لاحق ہوتا ہے، تو ثانی نے کہا ہے کہ انگور میں اسکی علامت یہ ہے کہ درخت میں خشکی، استرخا، اور کمزوری پیدا ہو جائے پھل اور

پتیاں جھڑنے لگیں، پانی جڑ میں جذب نہ ہو بلکہ اُس پر ہی رُک جائے، راست کے وقت ایک ایسی رطوبت ظاہر ہو جس سے تمام پتے تر نظر آئیں اور یہ رطوبت شبنم کی نہ ہو بلکہ درخت کی اندرونی رطوبت ہو، جب یہ تمام علامتیں یکجا ہو جائیں یا ان میں سے بعض پانی جائیں تو یقین کر لو کہ یرقان ہو گیا اور یرقان کا مرض کجھور میں بکثرت کھا دے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، کیونکہ اکثر لوگ انسان کا غلیظ اور کبوتر کی سیٹ کا استعمال کرتے ہیں، اور یہ دونوں جھدر حار ہیں معلوم ہے، اور کجھور میں یرقان کی علامت یہ ہے کہ درخت کی جڑ میں زردی نمایاں ہو اور شاخوں میں سبزی کم نظر آئے، اس مرض کا علاج یہ ہے کہ کدو اور گنکریل کے پتوں کو خوب کوٹ لیا جائے اور پھر اس میں پانی ملا دیا جائے تاکہ اس کا جو ہر نخل سکے، طلوع آفتاب سے قبل اس کو درخت پر چھڑا شروع کریں، جب آفتاب نکل آئے تو یہ عمل موقوف کر دیں، انشاء اللہ یہ عمل بیکار مفید ہوگا،

صغریٰ کا قول ہے کہ انجیر اور بلوط کی لکڑی جلا کر اسکی راکھ بنالین، اور راکھ کو ایک گھنٹہ پانی میں خوب جوش دیدیں، جب اچھی طرح جوش کھا جائے تو پھر اس کو انگور، کجھور یا کسی اور درخت پر جس پر یہ آفت آئی ہو چھڑک دیں، اس سے یہ مرض نائل ہو جائے گا، اور انگور کی جڑ میں گائے کا گوبر اور باریک مٹی ملا کر تین دن تک ڈالنا بھی مفید ہوگا، چوتھے دن سے چھوڑ دیں،

سوسا کا قول ہے کہ جھلی اور خانگی چوہے اور انجیر اور انگور کی لکڑیاں جلائی چائیں اور ان سب کی راکھ کا غبار ان درختوں پر ڈالیں جنکو یہ مرض لاحق ہو گیا ہے انشاء اللہ فائدہ ہوگا، اور اگر تم چاہو تو اسی راکھ کو پانی میں اچھی طرح بچاؤ لو، جب پانی ٹھنڈا ہو جائے

تو درخت پر ڈال دو، یرقان کا مرض اس سے بھی دفع ہو جائے گا،  
 صغریٰ کا قول ہے کہ اس مرض میں انگور میں گائے کے گوہر اور اترج کی  
 خشک لکڑی، پتی اور پھل کو جلا کر اس کی دھونی دیجائے، اور خوب دھوان پھیلا لیجائے،  
 سوسا دے بھی اس علاج کو یرقان کے مریضوں کے لیے پسند کیا ہے، اسی طرح  
 کھجور، اترج اور گیون کا بھی علاج ہو سکتا ہے،

طامین ہے کہ یرقان ہونے سے بیشتر خند علامتیں ظاہر ہوتی ہیں جس سے یہ  
 معلوم ہوتا ہے کہ اب یرقان ہونے والا ہے، اولاً یہ علامت ہوا میں ظاہر ہوتی ہے،  
 یہ ایک قسم کی سرخی ہوتی ہے جسکو تم بعض وقت افق کے کناروں پر دیکھو گے اور  
 بعض وقت نہ دیکھ سکو گے، رات کے وقت یہ سرخی اس بجلی یا شمع کی طرح نظر  
 آتی ہے جو ہوا میں منتشر اور براگندہ ہو، یہ دن کو تو نہیں دکھلائی دیتی البتہ رات کی  
 تاریکی میں نظر آتی ہے، بعض وقت ہوا میں پانی کے سرخ قطرات دکھلائی دیتے  
 ہیں، انکا دکھلائی دینا ایک خیال اور تصور سا معلوم ہوتا ہے، جب غور کرو گے تو نظر  
 آئیں گے اور پھر نظروں سے غائب ہو جائیں گے، یہ علامتیں چاند کے مہینہ سے نوین  
 تاریخ سے انیس تاریخ تک ظاہر ہوتی ہیں اور اگر یہ حالتیں ان ایام کے علاوہ  
 دوسرے دنوں میں ہوں تو پھر یرقان نہ ہوگا، اور اگر یہ تمام علامتیں ایک عرصہ تک  
 باقی رہیں تو اس سے یہ یقین کر لینا چاہیے کہ کوئی ایسی دوا پیدا ہوگی جس سے انسان  
 ہلاک ہون گے، جب ان علامتوں کا ظہور ہو تو یرقان سے درخت کو محفوظ رکھنے  
 کی تمام تدابیر کرنی چاہیے،

استرخا بھی ایک مرض ہے جو انگور میں پیدا ہوتا ہے، صغریٰ کہتا ہے کہ اسکی

علامت یہ ہو کہ انگور کی پتیوں میں سفیدی آجائے اور ان کی سبزی زائل ہونے لگے سفیدی کی ابتداء تپوں کی پشت پر سے ہو اور پھر تمام جگہ سفیدی پھیل جائے اور انگور کی پتیاں بہت نرم اور ڈھیلی ہو جائیں، اور کثرتِ استرخا سے وہ سیاہ نظر آئیں، اس کا علاج یہ ہے کہ انگور کی جلی ہوئی لکڑیوں کی راکھ کو ترش اور تیز سرکہ میں ڈال دین اور خوب ملا دین جب اس کا قوام شربت بنفشہ کی طرح ہو جائے تو انگور کو تنے اور اسکی موٹی شاخوں پر لپیپ کی طرح لگا دین پھر اس میں سے تھوڑا علاحدہ لیکر اتنا پانی ملائیں کہ وہ بالکل پتلا ہو جائے اور اس کو درخت کی جڑ میں ڈال کر پانی سے سیرب کریں اور شاخوں پر بھی اس سے ہلکا چھینٹا ڈال دین، انشاء اللہ اس سے بہت فائدہ پہنچے گا،

صغیریت کا قول ہے کہ سمندر کا پانی اگر جڑوں میں ڈالیں اور درخت پر چڑھیں تو اس سے بھی اس مرض میں افادہ ہوگا، فلاح کو چاہیے کہ ایسے مرض کی ابتداء کے وقت انگور کے خوشون کو نوج ڈالے اور خوشون کے قریب کی باریک اور پتلی شاخوں کو بھی چونٹ ڈالے لیکن یہ عمل بہت آہستہ اور نرمی سے کرنا چاہیے، خوشون کو الگ کرنے کے بعد مقطوعہ جگہ پر تھوک دینا چاہیے، بہترین علاج اس کا یہی ہے کہ راکھ اور سرکہ ملا کر جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے ڈالیں، اس کا استعمال برابر کریں، اس سے استرخا اور سیلان دونوں دفع ہو جائیں گے،

صغیریت کہتا ہے کہ انگور کے امراض میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پھل سڑ جاتے ہیں اور پکنے سے قبل ہی خراب ہو جاتے ہیں، اور اس کا رنگ سیاہی یا کوئی دوسرے رنگ

ملہ اس کو مرض سماعی بھی کہتے ہیں ۱۱ مترجم

نسے بدل جاتا ہے، اس مرض کے پیدا ہونے کی علامت یہ ہے کہ کسان کو انگور کی پتیوں اور شاخوں پر پسینہ کی طرح کوئی چیز نظر آئے، اور یہ دن کے آخری حصہ میں نو گھنٹہ گزر جانے کے بعد دکھلائی دیتا ہے، کیونکہ جو مٹی یا تری ابتداء دن میں ہوتی ہے، وہ رات کے شبہم کی ہوتی ہے، جب یہ علامتیں ظاہر ہونے لگیں، اور خوشے خراب ہونے لگیں تو باقاعدہ بار وہ کی بڑی مقدار جمع کر لی جائے اور اس کا عرق پخوڑ لیسنا چاہیے اور اس عرق میں جو کاستو ملا دیا جائے اور اس کو تنہا اور موٹی شاخوں پر لگا دیا جائے، اور جن خوشوں میں فساد کی ابتداء ہوا ان میں صرف باقاعدہ بار وہ کا عرق ڈال دیا جائے، یہ عمل بار بار کیا جائے تاکہ یہ مرض زائل ہو جائے،

اور اگر انگور کی راکھ پانی میں ملا کر جڑوں میں ڈالی جائے اور درخت پر چھڑک دیا جائے تو سیدہ مفید ہوگا، یا انگور کی جڑ میں صرف مٹی بھر دین یا مٹی میں ریت ملا کر جڑوں میں بھر دین خواہ دونوں کو علاحدہ علیحدہ ڈالیں یا ملا کر ڈالیں اور اگر انگور کی راکھ کی بجائے کدو کی شاخوں کی راکھ اور اس کی لکڑیوں کی راکھ شیرین پانی میں ملا کر درخت پر چھڑکی جائے اور جڑوں میں ڈالیا جائے تو بھی مفید ہے، اس راکھ کو اگر پانی میں ملا کر درخت پر چھڑکا جائے اور جڑوں میں ڈالا جائے اور خشک راکھ کو جڑ کے گڈھوں میں بھر دیا جائے تو یہ از حد نفع بخش ہوگی، قوت نامی کا قول ہے کہ وہ انگور جو ایسی شہد زمین میں ہو جو کھجور کی زراعت کے مناسب ہے اس کو ایک مرض یہ لاحق ہو جاتا ہے کہ نصف خوشے سرے کی جانب سے خراب ہو جاتے ہیں، اور اسکی وہ ڈنڈی جو خوشے کے قریب ہوتی ہے کمزور ہو جاتی ہے، ایسا زمین کی رطوبت اور شہدیت کی وجہ سے ہوتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ خوشے کے ارد گرد کی تمام پتیاں اور ان زائد چیزوں کو جو شاخوں کے عیون کے قریب نمودار ہوتی ہیں، ہب کو



توڑ لیا جائے اور بالکل صاف کر دیا جائے تاکہ ہوا کے پہنچنے میں کوئی شے حائل نہ ہو، صاف ہوا اس مرض کو تھوڑی مدت میں دفع کر دے گی صغیریت کا قول ہے کہ خوشے کے سرے پر کچھ تپیان چھوڑ دینی چاہیے تاکہ خوشے آفتاب کی تیز گرمی سے محفوظ رہیں قرنامی کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا عمل سے اگر یہ مرض نہ جائے تو چند آدمی صلی ہوئی بانس کی لکڑیاں اپنے ہاتھ میں لیں اور ان کو انگور کے خراب شدہ خوشون کے قریب لے جائیں، ہفتہ میں کئی بار ایسا عمل کریں، انشا اللہ یہ مرض جاتا رہے گا، اگر بانس کے عوض کسی اور چیز کی لکڑی جلائیں تو بھی کوئی ہرج نہیں ہے، کبھی موسم خریف کی بکثرت اور متواتر بارش سے انگور کے دانوں میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے، اس کے لئے بھی یہی علاج ہے کہ خوشون کے قریب کی تپیان توڑ لی جائیں تاکہ ہوا اچھی طرح پہنچ سکے، اگر اس عمل سے پوری اصلاح نہ ہو تو آگ چاروں طرف روشن کریں، لیکن اتنی تیز آگ نہ ہو جو انگور میں حدت پیدا کر دے بلکہ ملکی اور کم دوالی آگ ہو، جلی ہوئی لکڑیوں کو اسی مقام پر چھوڑ دیں، اس کے بعد انگور کو پانی سے سیراب کریں،

صغیریت کا قول ہے کہ انگور کے امراض لاحقہ میں ایک رطوبت کی زیادتی بھی ہے، اسکی علامت یہ ہے کہ نئی شاخیں جلد جلد بڑھنے لگیں، اور لانی ہونے لگیں، یہ بیماری اسی طرح پیدا ہوتی ہے جس طرح پھل کے سڑنے کی بیماری پیدا ہوتی ہے یعنی خارجی رطوبت کے ساتھ ساتھ حرارت زیادہ ہو جائے، اس کا علاج یہ ہے کہ درخت کو اچھی طرح چھٹا جائے، بڑی اور موٹی شاخوں کو درانتی سے چھٹنا چاہیے اور چھوٹی کو ہاتھ سے نوچ دیا جائے، ضروری اور کارآمد شاخوں کے علاوہ بقیہ کو صاف کر دینا چاہیے، انشا اللہ یہ عمل اس مرض کے ازالہ کے لیے کافی ہوگا، اور اگر اس سے بھی فائدہ نہ پہنچے تو نہروں

کی ریت اور لکھ جڑوں پر چھڑکی جائے اور زمین کے اندر بھی ڈالی جائے، اس سے بہتر تدبیر یہ ہے کہ سفید پتھر یا وہ سفید کنکریاں جو پانی کے نیچے ہوتی ہیں جڑوں کے اندر رکھی جائیں، اس کے بعد درخت کو پانی سے سیراب کریں، جب پانی پتھر پر گرے گا تو یہ درخت کو ٹھنڈا کر دے گا، اور اس سے یہ مرض زائل ہو جائے گا۔

سیلاب کا ایک مدت تک ٹھہرا رہنا درختوں، اور دیگر نباتات کے لیے مضر ہے بعض وقت اس سے درخت ہلاک بھی ہو جاتے ہیں، سیلاب کا پانی اگر دیر تک قائم رہا تو اس سے درخت میں عفونت پیدا ہو جاتی ہے، زنگ بدل جاتا ہے اور ذائقہ خراب ہو جاتا ہے، لیکن اگر یہ فوراً ہٹ گیا تو اس سے نقصان نہیں پہنچتا بلکہ فائدہ پہنچتا ہے، اس خرابی کی جو درخت میں سیلاب کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے علامت یہ ہے کہ درخت کا اصلی رنگ بد جائے اور اسکی خوشبو اور اس کا ذائقہ بھی متغیر ہو جائے، اس کے دریافت کے لیے آفت رسیدہ درخت کے پتے اور شاخیں سونگھی جائیں اور اسی طرح دوسرے صحیح و سالم درخت کی پتیاں بھی سونگھی جائیں اور دونوں کا اندازہ کیا جائے اگر دونوں کی خوشبو یکساں ہو تب تو یہ سمجھنا چاہیے، کہ کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی اور اسی طرح تندرست اور بیمار درختوں کا ذائقہ بھی چکھ کر اندازہ کر لیا جائے، اگر دونوں کے ذائقہ اور خوشبو میں فرق محسوس ہو تو معلوم ہوا کہ اس میں بیماری آگئی ہے، اس مرض کی اور بھی نشانیاں ہیں، اگر سیلاب کے پانی سے نقصان کم پہنچا ہے، تب تو علاج ممکن ہے اور اگر زیادہ پہنچا ہے تو اس کے لیے درخت کے اکھاڑنے کے سوا کوئی دوسرا علاج نہیں ہے، البتہ معمولی خرابی پیدا ہونے کی شکل میں یہ علاج ہو سکتا ہے کہ جب سیلاب کا پانی دفع ہو جائے تو انکو ریا دوسرے درختوں میں تھوڑا بیٹھا پانی ڈالیں، یہ پانی نصف گھنٹہ سے

زائد جڑوں میں نہ ٹھرے، بلکہ اس سے بھی کم ہی وقت میں جذب ہو جانا چاہیے، مقصود یہ ہے کہ پہلے دن جب سیلاب کا پانی بہت جاتے تو یہ میٹھا پانی بہت تھوڑی مقدار میں ڈالا جائے، اور اس کے دو دن کے بعد پھر زیادہ مقدار میں ڈال سکتے ہیں، درختوں پر اس میٹھے پانی کو چھڑک دینا چاہیے، کھجور کے درختوں میں بھی یہی عمل کیا جائے، لیکن پانی اس میں تھوڑی مقدار میں ڈالا جائے، اور پھر زمین کو الٹ پلٹ کر درست کر دیا جائے، انشاء اللہ پہلی حالت لوٹ آئے گی،

قوت نامی کہتے ہیں کہ کدال اور پھاوڑے اور دوسرے آہنی آلات سے بعض وقت انگور کے درخت میں زخم لگ جاتے ہیں اور بعض وقت ٹانگیان لگانے میں نقصان پہنچ جاتا ہے، اگر یہ زخم درخت میں سطح زمین میں سے اوپر ہے تو باریک مٹی کا غبار خرت پر چھڑک دیں، اس باریک مٹی میں بھیر، بکری، کی مینگنیوں کا سفوف ملا دیا جائے جس کو روغن زیتون کے تھپٹ اور میٹھے پانی میں گوندھ لیا جائے اور اس کو زخموں پر لیسپ کی طرح رکھ دیا جائے، مجروح انگور کے درختوں کے ارد گرد چھوٹا سا گڈھا کھودنا چاہیے، اس میں بھی مٹی اور بھیر اور بکری کی مینگنیاں ڈال دینی چاہیے اور اگر یہ زخم زمین کے اندر جڑ میں ہو تو جڑ میں کھاوا اور مٹی ڈالنی چاہیے، پہلے جڑ میں ایک چھوٹا سا گڈھا آہستہ سے کھودا جائے، کیونکہ مجروح درخت کمزور ہو جاتا ہے، اسلئے غصیت سی حرکت بھی اسلئے نقصان دہ ہوگی، اور پھر اس میں مٹی اور کھاوا ڈالی جائے،

قوت نامی کا قول ہے کہ میں نے ان زخموں کا علاج، پانی، سرکہ اور روغن زیتون سے کیا ہے، ان تینوں کو یا نوپکا کر ملا لیا جائے یا شیشے کے ٹرٹ میں خوب ڈال کر ملا دیا جائے، لیکن پکا کر ڈالنا زیادہ اچھا ہے،

برف اور اولہ بھی انگور اور دوسرے درختوں کو نقصان پہنچاتا ہے، خصوصاً انگور کے ان درختوں کے لیے بہت زیادہ مضر ہے، جو ابھی نئے ہیں اور جنکی عمر چھ سال سے بھی کم ہے یہ ان درختوں کے لیے جو بذریعہ شاخ لگائے گئے ہیں، ان درختوں سے زیادہ نقصان وہ ہے جو بڑھیمیت لگائے گئے ہوں، مؤخرالذکر تو برف یا اولہ گرنے کے باوجود پھل لے آتا ہے، قوت نامی کا قول ہے کہ انگور کو اولوں کے ضرر سے بچانے کی جو تدبیر میرے تجربہ میں آئی ہے وہ بہت اچھی ہے، وہ یہ ہے کہ انگور کی کاٹ چھانٹ کو اس وقت تک کے لیے متاخر کر دھتیک کہ شاخوں میں نئی پتیان اور نئے فروع نہ نکل آئیں، سوسا و کا قول ہے کہ جب تم کو یقین ہو کہ برف یا اولے پڑیں گے تو تم جھاؤ اور آس کی لکڑیاں جلا کر راکھ تیار کر دو، یہ راکھ سفید ہوگی، پھر اس راکھ کو دن میں کسی وقت بھی انگور پر چھڑک دو، جب یہ راکھ عیون اور شاخوں پر پڑے گی تو ان کو برف کے نقصانات سے بچائے گی، اور اگر تجربہ میں بھی نہ ملی جائے تو اس کا بھی ضرر جاتا رہے گا، قوت نامی کہتے ہیں کہ ایک علاج اور بھی مجرب ہے، گو پہلا اس سے کم مجرب نہیں ہے، وہ یہ کہ انگور کی ٹوندیاں جنہیں تپسیان نہ ہوں جلائی جائیں اور ان میں باریک مٹی ملائی جائے جو ایک مدت تک دھوپ میں رہی ہو، یہ مٹی خواہ خشکی سے یا چٹیل میدان سے لائی جائے، ان دونوں کو ملا کر انگور پر چھڑک دیں اور ہر انگور کی جڑ میں ایک چھوٹا سا گدھا کھودیں جس میں اس مجموعہ کا نصف رطل ڈال دیں اور پھر گدھے کو بھر دیں، انشاء اللہ اس عمل سے برف کے نقصانات دفع ہو جائیں گے، طامتری کا قول ہے کہ اگر برف انگور پر گر جائے جس سے درخت ہلاک ہو جائے اور پھل خراب ہو جائیں تو سب سے پہلے ان پھلوں کو الگ کر لیں چاہیے، جو ٹھوٹ

درخت میں بین، اس کے بعد درخت کی شاخوں کو چھانٹ دینا چاہیے، اور ان کو بالکل جھوٹی کر دینا چاہیے، تاکہ جلد قوت حاصل کریں،

سال آئندہ اسی درخت سے پھل اچھے اور کثیر مقدار میں آئیں گے، بعض نے اولہ نہ کرنے کی یہ تدبیر بتائی ہے کہ قمری مہینہ کی چوتھی شب کو جانور دن کے غلط کی دھونی دیجائے، چوتھی تاریخ اس وجہ سے مقرر کی کہ اس رات کو سردی کی شدت ہوتی ہے اور انگور پر نقصان کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ انگور کے درختوں کے درمیان اگر باقلا بویجائے تو پھر اولہ نہ کریں گے،

آٹکھ کا مرض بھی بعض پودوں میں پیدا ہو جاتا ہے، طامن ہے کہ بعض پودوں کی وہ شاخیں جو زمین کے متصل رہتی ہیں گھل جاتی ہیں، یہ مرض زمین کی شوربت اور بکثرت کھاد کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ پودوں کے درمیان، گد، گھیرا اور گکڑی کی کاشت کیجائے یا کسی اور ٹھنڈی ترکاری کو بویا جائے جو اس مرض کو دفع کر دے، انگور کے لیے بہترین علاج یہ ہے کہ جرمن نرم اور ترکھا ڈالی جائے یعنی جبین حدت نہ ہو جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں، طامن کیڑے چوہے، مٹیاں اور گوبریلے وغیرہ کے علاج کے طریقے لکھے ہیں، قونامی کہتا ہے کہ انگور میں تین قسم کے کیڑے پیدا ہوتے ہیں، ایک کیڑا تو ترکاری کے کیڑوں کے مشابہ ہوتا ہے لیکن اس سے ذرا قد میں بڑا اور اس کا منہ چوڑا ہوتا ہے، یہ صبح المنظر بھی ہوتا ہے، اس کے رنگ میں سبزی اور زردی ملی ہوئی ہوتی ہے یہ انگور اور اسکی تازہ شاخوں کو کھا جاتا ہے، اسکی ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے جو انگود کے دانوں کو نہیں کھاتی بلکہ صرف خوشون کی ڈنڈیاں اور

لکڑیاں کھاتی ہے۔ جو کیڑے خوشون کی ڈنڈیاں کھاتے ہیں وہ اڈل سے جسم میں چھوٹے اور باریک ہوتے ہیں، ان میں ایک دم بھی ہوتی ہے جس میں سے ہر وقت رطوبت ٹپکتی رہتی ہے، لیکن یہ مختلف رنگ کے ہوتے ہیں، بعض بالکل سفید ہوتے ہیں اور بعض کچھ سیاہ ہوتے ہیں اور بعض کی پیشانی پر سرخ چھوٹے نقطے ہوتے ہیں اور ان کا رنگ خاکی ہوتا ہے، ان کیڑوں کی تیسری قسم وہ ہے جو انگور کی جڑوں اور رگوں کو اور بعض شاخوں کو بھی کھا جاتے ہیں یہ قد میں سب سے چھوٹے اور بد صورت ہوتے ہیں، ان کا رنگ بھی خاکی ہوتا ہے، لیکن تھوڑی سرخی ملی ہوئی رہتی ہے، ان تینوں کیڑوں کے ہلاک کرنے کی بہتر تدبیر یہ ہے کہ حنظل ہمسرا، اور کہکڑیل کے پھل لیے جائیں اور ان سب کو خشک کیا جائے، خشک کرنے کے بعد سب کو باریک پس ڈالنا چاہیئے، اور پانی سرکہ اور رنگ میں اس سفوف کو خوب پکانا چاہیئے، یہاں تک کہ پانی خشک ہو جائے، پھر دوبارہ پانی سرکہ اور رنگ ڈالیں اور پکائیں، اس کے بعد تیسری مرتبہ بھی یہ تینوں چیزیں ڈال کر پکائیں، چوتھی مرتبہ بھی یہی عمل کیا جائے، اس کے بعد یہ دوا شہد کے مانند ہو جائے گی، اس کو انگور کی موٹی شاخ اور تنوں پر لپس کی طرح لگا دیں، اس کی بو اور پر تک اڑے گی اور تینوں قسم کے کیڑے بھاگ جائیں گے، اور اگر چوتھی مرتبہ اس دوا میں قطران یعنی چڑکا تیل جو تھائی حصہ ملا دیں اور پھر اس کو درخت پر لگائیں تو اس سے تمام قسم کے کیڑے بھاگ جائیں گے، اور اگر درخت انگور کے کنارے تین یا چار جگہوں پر سمرا لگا دیا جائے

لے کا شت انگورین تھو کے بجائے صفرا لکھا ہوا، اس کا مل فربہک میں کر دیا گیا ہو اور صفرا ایک قسم کی گھاس ہو جو کچھ کھنکھاتی ہوئی ہے، اور یہ بھی مفید ہے۔

تو اس سے تمام قسم کے کیڑے اور حشرات الارض وغیرہ بھاگ جائیں گے،  
 طامین چوینٹوں کے بھگانے کا طریقہ اس طرح لکھا ہے کہ آدم کا قول ہے کہ صحتہ  
 جلی (پودینہ کو ہی) سذاب بری اور گندھاک ان سب کو ملا کر پیس لیا جائے اور پھر  
 اس سفوف کو چوینٹوں کے سوراخ کے ارد گرد ڈال دین، اس سے تمام حشرات الارض  
 بھاگ جائیں گے، اور چوینٹوں کا تو نام و نشان بھی نہ رہے گا،

طامین ہے کہ آخرِ ربیع اور ابتداءِ گرما میں سبز رنگ کے ذرائع پیدا ہوتے  
 ہیں جو انگور کو چوس لینے میں اور یہ بہت خراب قسم کا کیڑا ہوتا ہے، چھوٹے اور  
 بڑے تمام کیڑوں کے دفعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ کمکربیل اور قنطاریل کی جڑ اور گائے کا  
 گوبر مساوی مقدار میں لیا جائے، اور سب کو پانی کے ساتھ پیس ڈالا جائے،  
 یہاں تک کہ سب پانی کی طرح ہو جائیں، پھر یہ پانی انگور اور اسکی شاخوں اور جڑوں  
 پر متواتر تین دن تک چھڑکا جائے، تین دن کے بعد یہ عمل موقوف کر دیا جائے، پس  
 یہ ذرائع اور دوسرے کیڑے اس پانی سے ہلاک ہو جائیں گے،

طامین ذرائع کے بھگانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ان میں سے بعض کو  
 پکڑ کر جلا ڈالیں، اور اسکی دھونی دیدین، بقیہ اس دھوان سے بھاگ جائیں گے  
 گائے کے گوبر کو ملا کر اگر دھونی دیجائے تو اور اچھا ہے، اگر اس دھوان سے  
 انگور کو نقصان پہنچے گا خطرہ ہو تو کمکربیل کی جڑ کی دھونی دیجائے، انشا اللہ  
 اس سے تمام پر دہ کیڑے حتیٰ کہ زنبورین بھی فرار ہو جائیں گی،

سے سرخ رنگ کے زہر دار غار رکھنے والے اور اڑنے والے کیڑے کو ذرائع کہتے ہیں، ان کے تمام  
 جسم پر سیاہ نقطے ہوتے ہیں، ہندی میں تیلی کہتے ہیں،

سوسا دکا قول ہے کہ تمام خوشبودار درختوں کی دھونی دیجائے مثلاً گلاب، شمشاد، شبنم (اس کو ہندی میں چھڑلیہ کہتے ہیں) کی تپیان جلانی جائیں تو اس کے دھوان سے یہ کیڑے بھاگ جائیں گے، خواہ یہ ترکاری میں ہوں یا انگور کے درخت میں، مکڑیوں کے لیے بھی مذکورہ بالا چیزوں کی دھونی کافی ہوگی بلکہ اور دوسرے مضر حیوانات کے لیے بھی مفید ہے،

کتاب قی، اور ک مین ہے کہ انگور اور دوسرے درختوں میں گائے کا گوبر اور زفت کی دھونی دین، اس سے تمام کھیاں بھاگ جائیں گی،

فسافس ایک قسم کے چھوٹے کیڑے ہوتے ہیں جو انگور کے منڈ دے پھیل جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ انگور کی شاخوں اور پھلوں میں رینگنے لگتے ہیں، اس سے بڑا نقصان پہنچتا ہے، اس کے دفعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ ان میں سے بعض کو کپڑے پر دردی زیتون میں ڈال دین اور پھر اسکی دھونی دین یا گائے کے گوبر میں روغن زیتون ملا کر دھونی دین، اس سے تمام فسافس ہلاک ہو جائیں گے، اسی طرح کھمبھیل کے پتے اسکی شاخیں اور جڑیں کوٹی جائیں اور ان کا پانی نکالا جائے اور اس میں تھوڑا پانی ملا کر پکایا جائے، پھر اس کو درخت پر چھڑک دیا جائے تو اس سے تمام فسافس مر کر گر پڑیں گے، یا کنوین کے پانی میں ایک مٹھی نمک ڈال کر اس کو خوب جوش دین، اور گرما گرم درخت پر چھڑک دین اس سے تمام فسافس ہلاک ہو جائیں گے، فسافس تلہ اور جھاؤ کے درختوں پر نہیں رینگتے ہیں،

انگور کے امراض میں ایک یہ بھی ہے کہ جو پودے بوقت غراست کسی

سے فارسی میں سرخک اور ہندی میں سرخ کھل کہلاتا ہے، محیط،



مناسب اور عمیق گڈھے میں نہیں لگائے گئے یا ارض رقیقہ (پہلی) میں لگائے گئے، تو ان کی جڑوں میں بیہوشی اور خشکی بہت جلد پیدا ہونے لگتی ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ جڑ کی مٹی ہٹا کر نئی مٹی اور کھاد کثیر مقدار میں ڈالی جائے تاکہ جڑیں حرارت سے محفوظ رہیں، اس کے بعد اگر ممکن ہو تو پانی سے سیراب بھی کر دیں، وہ پودے جن کے گڈھے ابتدائو خواست میں عمیق نہیں رکھے گئے ہیں، چھٹے سال کی ابتداء میں ان کی جڑیں اور عروق سطح زمین پر نکل آئیں گے یا اس کے قریب ہو جائیں گے، اس کا علاج یہ ہے کہ مٹی ہٹا کر ان عروق کو جو ظاہر ہو گئے ہیں جڑ سے ایک ہاتھ یا دو ہاتھ کے فاصلہ پر کاٹیں، لیکن بالکل الگ نہ کریں، اس کے بعد دو ہاتھ کا ایک عمیق گڈھا جڑ کے متصل ہی کھودیں اور ان جڑوں کو تھوڑا کج کر کے اس گڈھے میں اتار لیں اور اوپر سے مٹی ڈال دیں۔ یہ جڑیں خود بخود زمین میں پھیلنی شروع ہوں گی، اور اس طرح یہ مرض کم ہو جائیگا۔ انگور کے قوی اور تندرست درخت میں بھی یہی عمل کرنا چاہیے بشرطیکہ اسکی جڑیں اسی طرح سطح زمین پر پھیلنے لگیں، اس سے انگور کو تقویت پہنچے گی، جب انگور کے درخت جڑ پکڑ لیں اور اسکی شاخیں ادھر ادھر پھیلنے لگیں تو جڑ سے مٹی ہٹا دیں اور سطح زمین سے قریب ہوں ان کو تیز درستی سے کاٹ ڈالیں، اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ساری قوت ان جڑوں میں چلی جائے گی جو زمین کے اندر ہیں اور اندر ہی نشوونما زیادہ ہوگی، اصلی جڑ کو ان بیرونی جڑوں کے کاٹنے سے بڑی تقویت پہنچے گی، کیونکہ ایک جڑ سے ایک ہی شلخ کا اچھی طرح نشوونما پانا زیادہ اچھا ہے بہ نسبت اس کے کہ متعدد اصول و فروع پیدا ہوں، اس سے قوت میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔

طابین ہے کہ انگور کی آنکھوں سے بعض وقت رطوبت بہنے لگتی ہے اور یہ رطوبت

متفن ہو کر درخت پر پھیلتی ہے جس سے بید نقصان پہنچتا ہے، یہ بعض وقت شاخوں کے کاٹنے کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی خود بخود ہوتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ دردی زیتون کو پودہ دینے کے پتوں کے ساتھ خوب پکایا جائے، لیکن نلک کے قرب سے محفوظ رکھا جائے اس کے بعد اس کو اس جگہ پر پھپ کی طرح لگا دین، جہاں سے رطوبت نکل رہی ہو،

تامن اس کا بھی ذکر ہے کہ جب انگور کسی خشک زمین میں لگایا جائے، جس میں درخت کو غذا کم ملتی ہو تو اسکی اصلاح اس طرح کرنی چاہیے کہ اس میں گائے کا گوبر اور بھیڑ کی مینگیان ڈالی جائیں اور پھر اس کو پانی سے خوب سیراب کیا جائے، اس سے انگور کے درخت کو تقویت پہنچے گی، بعض وقت انگور کی جڑوں میں مٹی کی کمی وجہ سے درخت کمزور ہو جاتا ہے، اور پھل دیر میں آتا ہے اور جو آتا ہے وہ کم مقدار میں آتا ہے اور اس کا ذائقہ بھی خراب ہوتا ہے، مٹی کی قلت خواہ پانی کی کثرت کی وجہ سے ہو یا کسی اور سبب سے، اس کا علاج یہ ہے کہ جڑوں میں دوسری جگہ سے مٹی لاکر ڈالی جائے اور بیرونی مٹی سے جڑیں چھپا دی جائیں اور اگر اس میں تھوڑی کھاد بھی ملا دین تو اس سے اور زیادہ نفع پہنچنے کی امید ہے،

درخت انگور کی خشکی، صلابت اور پیاس وغیرہ جس سے پھل کم آتے ہیں، یا خراب آتے ہیں، ان کا علاج ایک یہ بھی ہے کہ زیتون کے پھل بڑے ہونے سے قبل توڑ لیے جائیں، یعنی جب وہ لوبیا کے برابر یا اس سے بھی چھوٹے سبز رنگ کے ہوں توڑ لیے جائیں اور ان کو تھکرے ہاون دستہ میں کوٹ کر ایک صاف برتن میں رکھیں اور اس میں تھوڑا بارش کا پانی ڈال دین اور برتن کو ڈھک کر چودہ دن تک چھوڑ دین،

ان ایام کے گزر جانے کے بعد اس کو دوبارہ کوئین، اور اس سے پانی کو نچوڑ کر ایک صفا برتن میں رکھیں، غرض کہ اس کو بار بار کوئین اور اس کا عرق نچوڑتے جائیں یہاں تک کہ اس میں پانی کا کوئی جز باقی نہ رہے، اور اس عرق کو کسی بار د اور مرطوب مقام میں اٹھائیں دن تک رکھیں پھر اس کو استعمال کریں، یہ پانی درختوں کے لیے خصوصیت کے ساتھ بے حد مفید ہے، اور انسان کے لیے بھی کارآمد ہے، کوئی شخص اگر دودھ کو مرکب کرنا چاہتا ہے اور ترکیب کے لیے کسی درخت سے کسی شاخ کو کاٹے اور مقطوعہ مقام پر اگر یہ پانی لگا دے اور پھر مرکب کرے تو یہ ترکیب سجد عمدہ ہوگی،

اگر اس پانی سے بقدر پانچ درہم ترکاریوں کو سیراب کرنے والے پانی میں ملا دیا جائے تو اس سے ترکاریاں اچھی ہوں گی، کھانے میں نرم ہوں گی اور لہجہ ہونگی، دس جریب میں یہ پانچ درہم پانی ملا یا جائے، اگر اس سے کم یا زیادہ پانی ہو تو اس میں اسی حساب سے پانی کم اور زیادہ ملا یا جائے، بعض بڑے درختوں میں جب خشکی اور صلابت خواہ امتداد زمانہ کی وجہ سے یا کسی مرض کی وجہ سے پیدا ہو جائے تو ایک رطل خالص شیریں پانی میں زیتون کا یہ پانی پانچ درہم کے انداز سے ملا دینا اور اس کو درخت پر ہر تیسرے دن وافر مقدار میں چھڑکین، دس مرتبہ ایسا ہی عمل کریں، انشاء اللہ یہ مرض جاتا رہے گا، اسی طرح انگور یا کھجور کے درخت میں پھلون کی کمی یا سیرابی کی قلت ہو یا ان میں حرارت زیادہ ہو یا آفتاب نے ان کو جلا دیا ہو تو تیس سے پچاس رطل تک میٹھا خالص پانی لیں اور اس میں مذکورہ پانی دو مثقال کے برابر ملا دین، اور اس کو جڑ میں ڈال دین اور درخت پر بھی چھڑک دین

لے ایک رطل آدھ سیر کا ہوتا ہے، لے ایک مثقال ۱۰ پلہ ماشہ کے برابر ہوتی ہے،

اس سے احتراق کا مرض جاتا رہے گا، اور عرصہ تک اچھی حالت پر رہیں گے اور پانی کی قلت پھر ان کو نقصان نہ پہنچائے گی، اگر نقصان ہوا بھی تو بہ نسبت سابق کے کم ہوگا جب انگور کی ڈالیاں ہری بھری نہ ہوں اور ان کے خوشن کی ڈنڈیوں میں سبزی جاتی رہے تو ان کی جڑ میں کسی لوہے سے شق کرنا چاہیے اور اس شق میں ایک پتھر رکھ دینا چاہیے اور اوپر سے پرانا پیشاب ڈال دینا چاہیے، اور پانی کھا دین سطح زمین کی مٹی ملا کر شاخوں کے ارد گرد اور اس شق میں جس میں پتھر رکھا گیا ہے ڈال دینی چاہیے اور یہ عمل موسم خریف میں کرنا چاہیے، اور اگر انگور کی پتیوں میں سرخ ہو جائیں تو نمک ملے ہوئے پانی سے سیراب کریں یا سمندر کے شور پانی سے آب پاشی کریں، بعض کی یہ رائے ہے کہ جڑ میں سودا رخ کر کے بلوط کی چھوٹی لکڑی ڈال دیں اور اوپر سے مٹی لکڑی ڈھک دیں،

ص میں ہے کہ جب انگور کی پتیوں میں کسی آفت کی وجہ سے سرخ ہو جائیں تو جڑ میں ایک بڑا سودا رخ کریں اور اس میں بلوط کی لکڑی داخل کر دیں اور درخت میں کوئی اور معمولی مرض پیدا ہو تو باقلا ہتھورا اور دوسرے اجناس کا بھوسہ ڈال دیا جائے تو اس نفع پہنچے گا اور مرض میں کمی ہوگی،

ص میں یہ بھی لکھا ہے کہ انگور میں جب کبوتر کی بیٹ کی کھا دی جائے گی تو اس سرسبزی اور شادابی زیادہ ہوگی، انگور کے ضعیف درخت کا علاج یہ بھی ہے کہ اس میں انگور یا بلوط کی چلی ہوئی لکڑیوں کی راکھ سرکہ میں ملا کر ڈالی جائے، اور وہ درخت جہین شقوق پیدا ہو گئے ہوں اس کے لیے انسان کا پیشاب بے حد مفید ہے، اور اگر پتیوں میں گرمی کی وجہ سے جل جائیں تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ جنوری کے مہینہ میں جڑ میں ایک گٹھا

کھودین، اور بھردین، اس طریقہ پر ہر مہینہ میں عمل کشف کریں یعنی گڈھا کھودیں اور بھردیں اگر اس سے اصلاح ہو جائے تو فہم اور نہ پانی سے خوب سیراب کیا جائے، یہ تمام آفتیں جکا ذکر اوپر کیا گیا ان انگور کے درختوں پر زیادہ آتی ہیں جو کھوکھلی اور متخلخل زمین میں نشوونما پائیں، مثلاً ریتیلی زمین ہو یا نہر کے کنارے کی زمین ہو یا کنکر والی زمین ہو یا پست زمین ہو، کیونکہ یہ امراض مرتفع اور عمدہ زمینوں میں نہیں پیدا ہوتے ہیں جب کہیں انگور کی جڑ میں چھوٹے کیڑوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو آسین گڈھا کھودیں اگر کوئی چیز نظر آئے تو اس کو ہاتھ سے نکال کر پھینک دیں یا کسی لکڑی سے نکال دیں، لکڑی یا ہاتھ کو روغن زیتون سے تر کر کے رکھیں اس طرح ہر کہ ایک کشادہ ظرف میں درمی زیتون کے سامنے رکھیں تاکہ جب ضرورت ہو اس سے تر کر لیا جائے اس سے غفلت نہ برتنی چاہیے ورنہ ان انڈوں سے جو جڑوں میں نظر آئے بچے نکل آئیں گے، اگر بچے بھی نکل آئے ہوں تو بھی ان پتوں اور شاخوں کو کاٹ کر دور پھینک دینا چاہیے جن میں یہ نمودار ہوں، اس سے بھی اگر غفلت برتی گئی تو یہ کیڑے بڑھ کر تمام درخت کو خراب کر دیں گے،

انگور کی وہ شاخیں جن سے پانی جاری رہتا ہے یہ اس انسان کے مانند ہیں جکا مددہ غذا کو ہضم نہیں کرتا اس کا آسان علاج یہ ہے کہ جڑ سے یہ شاخ کاٹ کر پھینک دی جائے اگر اس پر بھی رطوبت جاری رہے تو کسی بڑی موٹی جڑ میں شکات کر دینا چاہیے، اس کے بعد زیتون کے پانی کو خوب پکانا چاہیے، یہاں تک کہ وہ نصف رہ جائے، اور اس پانی کو مقطع جگہ پر سپ کی طرح لگا دینا چاہیے، جن شاخوں کے پھل خراب ہو جاتے ہوں اور تیان سفید ہو جاتی ہوں تو راکھ اور سرکہ کا لپ ان شاخوں کے نیچے

ہوگا، اور جڑوں میں باقلہ حمقاء کا عرق لگا دیں، جن شاخوں میں شادابی کی دھبہ سے بہت زیادہ غوشے خلافت عادت نخل آئین تو ان میں سے ڈاؤن حصہ کو جب وہ نرم ہوں تو نکال دیں، اس کے بعد جڑ میں گندھا کھود کر نہر کی ریت اور راکھ بھر دیں، اس عمل سے فائدہ پہنچے گا،

اگر انگور کے درخت میں کچھ بھی تغیر پیدا ہو تو اس میں بلوط کی لکڑیوں کی راکھ اور انگور کے خوشن اور ڈنڈیوں کی راکھ میں سرکہ ملا کر جڑ میں ڈال دیں،

سوسن کی جڑ سے انگور کا درخت جلد چلتا ہے اور انجیر کے درخت کی پتیان جب جھڑنے لگیں تو جڑ میں باقلا مصری پس کر پانی میں محلول کر کے ڈال دیں، اور بھرنی سے ڈھک دیں، بعض کی یہ رائے ہے کہ جب انجیر کے پتے زیادہ جھڑنے لگیں تو جڑ میں ایک سوراخ کر کے بلوط کی لکڑی ڈال دیں، خواہ کسی اور درخت کی لکڑی ڈال دیں، اس کے بعد مٹی سے چھپا دیں، تو یہ مرض زائل ہو جائے گا،

ک مین ہے کہ انجیر کی جڑ کھولیں اور زیتون کے پتون کا عرق نچوڑ کر اس میں ڈال دیں تو اس سے کیرے ہلاک ہو جائیں گے اور درخت کی شادابی بڑھ جائیگی، بعض یہ کہتے ہیں کہ جڑ دن میں دستی پیاز بو دینے سے بھی درخت آفات سے محفوظ ہو جاتا ہے، یہ بھی کسی کی رائے ہے کہ جب انجیر میں کوئی مرض پیدا ہو تو انسان کے غلیظ اور بھیر کی مینگنیوں کو پانی میں گھول کر بار بار جڑوں میں ڈالیں، اسی طرح کبوتر کی بیٹ بھی موسم سرما میں مفید ہوگی،

درخت انجیر کو دیگر حیوانات سے محفوظ رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ کتے کے غلیظ کو پانی میں ملا دیں، پھر اسی پانی کو درخت کے پتون اور جڑوں پر چھڑکیں، انشاء اللہ

اس سے ضرر رساں حیوانات قریب نہ آئیں گے یا یہ کیا جائے کہ ایک موٹی تازی بھیر کی  
 کے سرے کو خوب پکھا جائے اور اس کے روغن کو جو پانی کی سطح پر ہو درخت کے تنوں پر  
 چھڑک دیا جائے یا بھیر کی چربی کو پانی میں کھل کر آگ پر چڑھا دیں اور اسکے روغن کو درخت پر چھڑک دیں، لیکن  
 سب سے بہتر کتے کے غلیظ کا ڈالنا ہے کیونکہ اس کو بارش کے پانی کے سوا کوئی  
 دوسری چیز نہیں ہو سکتی، اس قدر تیز چیز ہوتی ہے کہ اس کا کوئی قطرہ اگر درخت  
 کی نئی آنکھوں پر پڑ جائے، تو اس سے وہ جل جاتی ہیں، اس عمل کو اگر بار بار  
 کیا جائے تو اس سے درخت کے تمام دشمن بھاگ جائیں گے، اس چربی یا  
 روغن کا استعمال گو خلاف ہے لیکن میں نے اس کا تجربہ کیا تو یہ صحیح اور کار  
 معلوم ہوا، بعض لوگ بھیر کے مغز کے ساتھ سور کی چربی اور کتے کے پلے کی چربی  
 کو انسان کے پیشاب یا پانی میں خوب مخلوط کر کے ڈالتے ہیں، پھر اسی کو درختوں  
 پر چھڑکتے ہیں یا اس میں کپڑے بھگو کر ان پر لٹکا دیتے ہیں، اس کی بو سے  
 تمام جانور بھاگ جاتے ہیں، اگر انخیر کو موسم گرما میں حسب ضرورت سیراب  
 کریں تو انشاء اللہ صہل خوب آئیں گے، انخیر کے درخت کے نیچے اگر دوسری  
 قسم کی سبزی یا پودے لگائے جائیں اور برابر وہ پانی سے سیراب کئے جائیں  
 اور ان میں کھاؤ ڈالی جائے تو اس سے انخیر کو نقصان پہنچے گا، یہ انخیر سیاہ  
 ہو جائیں گے اور ان میں کڑے پیدا ہو جائیں گے اور جڑیں بھی جلد خراب ہو جائیں گی  
 قسطوں کا قول ہے کہ اگر دشمنی یا زانخیر کے درخت کے قریب لگا دیں  
 تو اس سے فائدہ پہنچے گا، اسی طریقہ سے ٹوت کے لیے بھی تسر کہ کا ٹپٹ مفید ہے  
 اگر اسکو جڑوں میں ڈالیں تو اس سے جلد آئینگے اور اسکے پتے ریشم کے کیڑوں کیلئے کارآمد ہوں گے

زیتون کے درخت میں اگر لوہے کی کوئی چیز زدھا گے یا رسی میں باندھ کر لٹکا دین تو اس سے اسکی نشوونما اچھی ہوگی اور وہ آفات سے محفوظ رہے گا جب دو سال کے بعد اس میں پھل آنے لگیں تو پانچ سال کی عمر تک اس کے دانوں کو جڑ میں دفن کر دین، اس سے درخت میں فربہی اور حسن زیادہ ہوگا،

طابین ہے کہ زیتون میں جب کھا ڈالیں تو شنبہ، کیشنبہ، درشنبلہ اور شنبہ کی راتون میں درخت کے نیچے ایک بڑا چراغ روشن کریں، اور جڑوں میں روغن زیتون اور پانی ملا کر ڈالیں، اس سے تمام خرابیاں دفع ہو جائیں گی،

بعض کا یہ قول ہے کہ زیتون کا درخت جب مریض ہو جائے اور اس میں کوئی علل کارگرنہ ہو تو جڑ میں تازہ زیتون کے خام پھل دفن کر دین اور ایک سال تک اسی حالت پر چھوڑ دین، اس کے بعد اس میں تعمیر کریں اور ان کو نکال ڈالیں، انشاء اللہ اس سے مرض کا ازالہ ہو جائے گا،

طابین ہے کہ زیتون کا سب سے ہلکا مرض یہ ہے کہ اس کو شدت کی پیاس ہوتی ہے، یہاں تک کہ وہ اسی سے ہلاک ہو جاتا ہے، بلکہ دوسرے درخت بھی اس مرض میں ہلاک ہو جاتے ہیں، زیتون کی تیلی اور باریک شاخوں میں یرقان کا مرض بھی ہو جاتا ہے بعض وقت شاخوں کے اطراف میں ہلکی زردی پیدا ہو جاتی ہے، ان بیماریوں کا علاج صرف یہ ہے کہ بارش بکثرت ہو یا اگر نہر کے شیریں پانی سے عرصہ تک سیراب کر سکیں، اور جڑوں میں تھوڑا روغن زیتون اور پانی ملا کر ڈالتے رہیں، تو ممکن ہے کہ اس مرض میں افادہ ہو،

اندلس کے مشرقی حصہ میں مین نے دیکھا کہ زیتون اور انجیر کے چند درخت کے



ہتے جب جھڑنے لگے اور ان میں پیاس کی بیماری پیدا ہو گئی تو لوگوں نے درختوں کے اطراف میں مٹی کی دیواریں کھڑی کیں جو اوپر کی جانب کج تھیں اور یہ تنے سے چار بانشت مرتفع تھیں اور اوپر کی جانب جھکی ہوئی تھیں، گویا درخت کو مٹی کے تھالہ میں لے لیا اس سے درختوں کی حالت درست ہوئی، مین نے بعض لوگوں کو انجیر اور زیتون کے درخت میں دوسرے ہی سال کدالون سے گہری تعمیر کرتے دیکھا، انجیر کے درخت کے لیے تو یہ تعمیر مفید ہوئی لیکن زیتون کے درخت میں پیاس اور بڑھ گئی، لوگوں نے بار بار سیراب کرنا شروع کیا لیکن اس سے کوئی فائدہ پہنچا آخر کار جڑ سے مٹی ہٹائی گئی تو تپہ چلا کہ بعض جڑیں کدالون سے کٹ گئی ہیں چونکہ زیتون کی جڑیں زمین کے قریب پھیلی ہوئی ہیں اس لیے عمیق تعمیر اس کے لیے مفید ہے، برخلاف انجیر کے کدالکی جڑیں زمین کے اندر ہوتی ہیں اس لیے جس قدر تعمیر کی جائے گی، اس کے لیے مفید ہوگی، لوگوں نے زیتون کے لیے مٹی کی دیواریں اور چوڑے تیار کئے اس سے ان کی حالت درست ہوئی اور یہ چوڑے کئی سال تک قائم رہے، اگر اسی قسم کا عمل تمام پیاس سے درختوں کے لیے کیا جائے تو بہتر ہوگا، اس سے پانی باہر نہ جائے گا،

ستیب کے درخت میں اگر کیرے لگ جائیں تو جڑ کھوکھلی میں بھیر کا پتلا ڈالیں یہاں تک کہ خوب سیراب ہو جائے، سیراب کرنے کے بعد چار دن تک اسی حالت پر چھوڑیں، پانچویں اور چھٹے دن غروب آفتاب کے وقت میٹھے پانی سے سیراب کریں، اور اگر ستیب کی جڑ میں گائے کا تہہ لگا دین تو پھل میں کیرے نہ پیدا ہوں گے بعض نے یہ کہا ہے کہ پیادہ دشتی اگر قریب میں لگا دین تو اس سے

بھی کیڑے نہ پیدا ہوں گے، اور درخت کے پتے نہ جھڑپن گے،  
 ق کا قول ہے کہ انسان کا پیشاب سبب کے لیے نفع بخش ہے اور بھڑکی  
 مینگینوں کو پانی بنیذ میں محلول کر کے درخت کی جڑ کو اس سے سیراب کریں تو  
 انشاء اللہ کیڑے تو پیدا ہی نہ ہوں گے بلکہ پھل سرخ اور بڑے ہوں گے،  
 ق کا یہ بھی قول ہے کہ تسیب کے درخت کو اگر پیاس کی بیماری ہو تو کبوتر کی بیٹ کو  
 پانی میں ملا کر جڑوں میں ڈال دیں، بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ کیڑے سے حفاظت  
 کے لیے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ درخت کی جڑ کھو لکر انسان کا پیشاب اور غلیظ ملا کر  
 ڈالیں اور ساتویں دن غروب آفتاب کے وقت میٹھے پانی سے سیراب کریں  
 یہاں تک کہ خوب سیراب ہو جائے، ایسی عمل امرود کیساتھ بھی کرنا چاہیے اگر اس  
 میں یہ مرض پیدا ہو جائے،

تسیب کی جڑ میں اگر سرخ کیڑے پیدا ہو گئے ہوں جو شاخوں اور تپوں پر  
 بھی نظر آنے لگیں اور مکڑی نے بھی جالے بنے ہوں تو آہستہ سے جڑ کی مٹی ہٹائیں  
 تاکہ کوئی چیز کھنے نہ پائے، اور مٹی کے ڈھیر کو چار دگر دنگا ہوا ہو توڑ دیں، لیکن جڑوں  
 میں جنبش نہ ہونے پائے، پھر اس کو پانی سے سیراب کرتے رہیں، اور اس کے بعد مٹی  
 اپنی جگہ پر بھر دیں، اس سے درخت میں دوبارہ تازگی پیدا ہو جائے گی، اور پھل اچھے  
 آئیں گے، یہ طریقہ آزمودہ ہے، اگر یہ علاج کمزور آثار کے درخت کے ساتھ کیا جائے تو  
 اس سے بھی دانہ آثار تیار ہوں گے، تسیب کی جڑ میں بھڑکی مینگینی ڈالنے سے کیڑے  
 نہیں پیدا ہوتے،

طابین ہے کہ تسیب میں جب کوئی مرض پیدا ہو مثلاً پھل کم آئیں یا خراب آئیں یا

ایسے ہی معمولی امراض ہوں تو ان کے لیے ایک عام دوا یہ ہے کہ خردوٹ کے چھلکے اور پتے ایک وافر مقدار میں لین اور اگر مغز ہوں تو اور اچھا ہے ان سب کو ایک ساتھ کوٹ ڈالیں یا الگ الگ کوٹیں، جب خوب باریک ہو جائیں تو ان میں گائے کا گوہر ملائیں اور اس کو درختِ ستیب کے شقوق میں اور موٹی شاخوں پر لپیٹ کی طرح چڑھا دیں، اس سے ہر قسم کے امراض دفع ہو سکتے ہیں، یہ علاج تمام ستیب کے درختوں کے لیے مفید ہو سکتا ہے،

ق کا قول ہے کہ ستیب میں شیرینی پیدا کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ جڑوں کو پرانی شراب کی تلچٹ سے سیراب کریں پھر اس کو مٹی سے ڈھک دین، ستیب کو اگر کوئی آفت پہنچ جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ گڈھے کی تازہ لید کو پانی میں گھول کر روزانہ اسی پانی سے ایک گھڑا سات دن تک ڈالتے رہیں، پھر کچھ دن کے بعد معمولی پانی سے سیراب کریں، انشا، اللہ آفات سے درخت محفوظ رہے گا،

بعض نے کیرٹوں سے بچانے کے لیے ایک علاج یہ بھی بتایا ہے کہ کسی لوہے سے جڑ کی مٹی اچھی طرح ہنادیں یہاں تک کہ جڑ میں دکھائی دینے لگیں، پھر آہستہ سے ان کے پوست کو جھیل ڈالیں، اس جگہ پر کچھ کیرے یا خنکرات الارض ضرور نظر آئیں اب ان پر تازہ گوہر کالیپ لگا دیں اور اوپر سے مٹی ڈال کر چھپا دیں،

ق کا قول ہے کہ ستیب اور شفتالو کے سرخ کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ سال میں چار مرتبہ انسان کے پیشاب سے اس قدر سیراب کریں کہ اندر کی زمین بھی ایک نشست تر ہو جائے،

توز کے درخت میں بھی جب تر و تازگی کم ہو جائے یا اور کوئی مرض پیدا ہو جائے

تو اس کا علاج یہ ہے کہ جڑ کی مٹی ہٹائیں اور اتار کی پتیاں باریک پسکر تھیر دیکر مٹی کی  
 کھا دین ملا دین اور ان سب کو پانی میں مل کر کے جڑوں میں ڈال دین یا شاخوں پر  
 پانی ملی ہوئی شراب چھڑک دین یا بارش کا پانی چھڑک کر اوپر سے باریک مٹی ڈال دین  
 زعفران اور آذر درخت میں جب کوئی مرض پیدا ہو جائے مثلاً یہ کہ لاغری آجائے یا  
 پھل کم آنے لگیں تو جڑ کے قریب ایک قدم کے انداز سے گدھا کھو دین اور ان میں بکری  
 کے خون کو گرم پانی میں ملا کر ڈالیں۔ پانی کی مقدار خون سے زیادہ ہو، ایسا کم سے کم  
 تین مرتبہ یا اس سے زیادہ کریں، جب حالت درست ہونے لگے تو یہ عمل چھوڑ دین،  
 اس سے درخت میں تازگی آجائے گی، اور پھل عمدہ ہوں گے،

آمرود میں جب کیڑے لگ جائیں تو حب ٹھمن گائے کا پتہ لبپ کی طرح  
 لگا دین، اس سے کیڑے ہلاک ہو جائیں گے اور طبع میں ہے کہ جب آمرود یا مسقر جل  
 یا دوسرے فواکہ میں کیڑے پیدا ہو گئے ہوں تو انسان کا متعفن غلیظ، اور گائے کا  
 پرانا گوگرد آمرود کی پتیاں ان سب کو باریک مٹی میں ملا کر جڑ کے اندر ڈالیں،  
 یا گائے کے گوبر کو خوب باریک کر لیں اور اس میں سڑک کی مٹی ملا دین اور اوپر سے  
 میدھا پانی اور درودی زیتون ڈال دین یہاں تک کہ وہ شراب کے مانند ہو جائے،  
 پھر اس کو شاخوں اور تنہ میں لگا دین اس سے بہت بڑا فائدہ ہوگا، تمام قسم کے کیڑوں  
 سے درخت محفوظ ہو جائے گا،

آمرود میں اگر کوئی تغیر پیدا ہو جائے، مثلاً پھل خراب ہو جائیں یا ان کی شیرینی  
 کم ہو جائے تو یقین کر لو کہ اس میں بیماری پیدا ہو گئی ہے، درخت آمرود کی جڑ میں  
 چونکہ زمین کے اندر پھلتی ہیں اس لیے جب کوئی مانع پیدا ہو جاتا ہے تو امراض

لاحق ہو جاتے ہیں، جب تم امروہ کی حالت میں کوئی انقلاب دیکھو، مثلاً پھل کم آئے ہوں یا پھوٹے ہوئے ہوں یا کیسے اور پھیکے ہوئے ہوں، تو اسکی اصل وجہ یہ ہوگی کہ جڑوں کے پھیلنے میں کوئی حارج اور مانع پیدا ہو گیا ہوگا، علاج سے قبل تم کو مرض کے اسباب و علل پر خوب غور کرنا چاہیئے کہ آیا کسی مانع کی وجہ سے یہ مرض لاحق ہوا ہے یا کسی اور سبب سے، اگر مرض پرانا ہو تو فوراً جڑ کے قریب ایک مدور گڑھا کھودو، لیکن اس کا خیال رکھو کہ جڑ کا کوئی حصہ کٹنے نہ پائے، کھودتے کھودتے جب کسی منہتی پر تم کو کوئی پتھر یا سخت چیز ملے تو اس کو آہستہ سے ہٹا دو، اور اگر نہ ملے تو جڑ سے بیس ہاتھ ہٹکر پھر کھودنا شروع کرو، اگر یہاں بھی کسی حائق کا پتہ نہ چلے تو سمجھ جاؤ کہ درخت میں یہ مرض کسی اور سبب سے پیدا ہوا ہے، اس کا علاج کرو،

رخ کہتے ہیں کہ سفر جبل کے درخت میں تھوڑی نشوونما کے بعد جنگی پیدا ہو جائے، شاخوں میں صلابت آجائے یا پانی کی کمی اور تعمیر حسب خواہ نہ ہونے کی وجہ سے کمزور ہو جائے تو ان سب کا علاج یہ ہے کہ جنوری میں جڑ کی مٹی ہٹا دیں اور انسان کے خشک غلظت میں حمام کی لکڑیوں کی راکھ ملا کر دودھ انگلی ہر جڑ میں بھر دیں اور اوپر لکڑیوں کا ایک ایک بوجھ ڈال دیں، اور اس پر سے مٹی ڈالکر میٹھے پانی سے سیراب کریں، ہر مہینہ میں چھ مرتبہ پانی سے سیراب کریں، انشاء اللہ یہ امراض جاتے رہیں گے اور اس سے قبل یہ بتا دیا گیا ہے کہ اس کے لیے تعمیر بھی مفید ہے، مارچ کے مہینہ میں اگر اچھی طرح زمین درست کر دیں تو ان سب امراض سے نجات مل جائے گی، ہنر مند ان درختوں میں ہے جو کھاؤ کی کثرت کے متحمل نہیں ہوتے، لیکن اس قسم کے مرض میں ایسی کھاد اس کے لیے مفید ہے،

آثار کے درخت کی جڑ میں اگر پیاز دشتی بوبدیا جائے تو بہت مفید ہوگا، آثار کے پھل پھٹنے سے محفوظ رہیں گے، اور دانوں میں خوب سرخی آجائے گی، بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ آثار کی جڑ کے ماحول میں زمین کے اندر کوئی تھوڑا سا کر دین تو اس سے بھی آثار میں شقوق پیدا نہ ہونگے، بعض کی یہ بھی رائے ہے کہ آثار کی شاخیں اٹنی لگائیں تو اس سے نجات ملجائے گی، بعض اس کی شاخوں کے لگانے کے مخالف ہیں کیونکہ اس سے پھل کم آتے ہیں جب تک آثار کے پوست کے پھٹنے کا خطرہ ہو تو جڑ سے مٹی ہٹا کر ایسے پانی سے سیراب کرو جس میں حمام کی راکھ مخلوط کر دی گئی ہو،

اتر ج، نارنج، لیون، ریوس وغیرہ میں اگر کوئی بیماری پیدا ہو جائے تو ان کی جڑ سے مٹی ہٹا کر حمام کی سیاہ راکھ اور اسی قسم کی مٹی اندر ڈال دین اور پھر پانی سے سیراب کریں، نارنج کے لیے بھیڑ کا گرم خون موافق ہوگا، اس کو جڑوں پر چھڑک دینا چاہیے اس سے درخت اچھا ہوگا اور پھل سرخ ہوں گے، بعض نے انسان کے قدم کے خون کو مفید بتایا ہے جو فصد یا پچھنے کے ذریعہ سے نکالا جاتا ہے، بعض یہ کہتے ہیں کہ نارنج کے لیے تمام خون مفید ہیں، بعض یہ طریقہ بتاتے ہیں کہ جڑوں کو کھول کر کچھ دن ہوا میں سنبھال دین اور پھر حمام کی سیاہ راکھ میں مٹی ملا کر گڈھے کو پر کر دین،

ص میں ان مذکورہ درختوں کے مرض یرقان کا علاج یہ لکھا ہے کہ جب انکی پتیاں زرد ہونے لگیں تو جڑ کی مٹی ہٹا کر اس میں حمام کی سیاہ راکھ ڈالیں اور اوپر سے نئی مٹی کی کافی مقدار ڈالیں یہاں تک کہ گڈھا بھر جائے، انشاء اللہ اسی سے درخت کی حالت اچھی ہو جائے گی،

ص کا قول ہے کہ یہ مجرب علاج ہے اگر اس سے پوری شفائ نہ ہو تو بیڑ کا

خون جڑوں میں ڈال دین، بشرطیکہ انسان کے قدم کا وہ خون جو فصد اور پچھنے سے نکالا جاتا ہے بیسر نہ ہو، کیونکہ مؤخر الذکر زیادہ النفع ہے،

طابین ہے کہ تاربخ کے درخت میں بعض وقت نشو و نما موتوف ہو جاتی ہے اور اس کا کوئی عمل باقی نہیں رہتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ جڑ میں گڈھا کھود کر خون میں گرم یا ٹھنڈا پانی اور بھیر کا دودھ ملائیں اور پھر اس مخلوط چیز کو جڑوں میں ڈال دین اس سے سجدہ فائدہ پہنچے گا اور اس سے زیادہ نفع انسان کے قدم کے خون سے ہوگا، انسان کے قدم کا خون فصد یا پچھنے کے ذریعہ سے نکالا جائے اور اس میں پانی ملا کر جڑوں میں ڈالا جائے، اس خون کو متواتر جڑوں میں ڈالنے سے درخت کی حالت ہی بدل جائے گی،

ابن بصال کی کتاب الفصد و السبایان میں لکھا ہے کہ اترج اور انار میں جب یرقان کا مرض ہو جائے تو جڑ کی ہرمت سے مٹی ہٹا دین اور مرغی کی کھا جس کو پہلے خوب باریک پس لین، ہر جڑ کے قریب تین مد کے وزن سے ڈالیں اور پڑ سے مٹی ڈال دین پھر پانی سے متواتر سیراب کریں، اس سے انشاء اللہ فائدہ ہوگا طابین ہے کہ کبھی اترج کو گرمی یا ٹھنڈک کی شدت سے ایک قسم کا مرض لاحق ہو جاتا ہے، اگر گرمی سے ہو تو شاخوں اور تپوں پر ٹھنڈا پانی چھڑک دین اور اگر سردی سے ہو تو گنگنا پانی ڈالیں اور کبوتر کی بیٹ میں مٹی اور پانی ملا کر خوب الٹ پلٹ دین اور پھر اترج کی پتیان ڈال کر اچھی طرح مخلوط کر دین، یہاں تک کہ ان میں سخت بدبو پیدا ہو جائے، اور سیاہی آجائے، جب یہ حالت ہو تو کھا دے سغلی حصہ کو اُپر کر دین اور علوی حصہ کو نیچے کر دین تاکہ ہوا سے بالکل خشک ہو جائے، جب یہ کھا دیتا

ہو جائے تو جرّین گدھا کھود کر اس کو اس وقت ڈالیں جس وقت کہ جرّین خون اور گرم پانی ملا کر ڈالتے ہیں، بعض وقت اس کھاد سے زیادہ خون ہی کا عمل تیز ہوتا ہے،  
 نخ کا قول ہے کہ اترج کی پتیوں میں جب زردی آجائے تو انسان کا خشک غلیظ خوب پسیر چھان لیا جائے اور درخت کی جڑ کی مٹی ہٹا کر تین مد کی مقدار سے  
 یہ کھاد ڈال دیں اور اوپر سے مٹی ڈال کر گدھے کو بھر دیں، پھر پانی سے سیراب کر کے  
 پانی اسی قدر ڈالیں جس قدر وہ برداشت کر سکتا ہو، انشاء اللہ اس علاج سے درخت  
 کی حالت درست ہو جائے گی، اس کا قول ہے کہ اس مرض میں انسان کے غلیظ  
 کے بجائے مرغی کی بیٹ ڈالی جائے، طمین ہے کہ اگر تینوں کے درخت میں کسی  
 قسم کا تغیر پیدا ہو جائے تو پہلے جرّین گرم پانی ڈالا جائے، جب اس سے وہ سیراب  
 ہو جائے تو پھر گدھے اور چکر کا پیشاب ڈالا جائے،

عقاب جس کو نبی یعنی تیر کہتے ہیں، اس میں بھی کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں، ط  
 میں ہے کہ اس میں جون کے برابر چھوٹے چھوٹے سفید کیڑے پیدا ہوتے ہیں جو چوٹوں  
 کی سبزی اور شادابی کو چاٹ جاتے ہیں اور پتے بالکل سفید نظر آتے ہیں، یہ کیڑے  
 ان درختوں میں زیادہ پیدا ہوتے ہیں جنکے پھلوں میں شیرینی خوب ہو، اس کا  
 علاج یہ ہے کہ درخت کے تنے اور جڑ پر قیر لکھ کی طلا کر دیں، انشاء اللہ اب کیڑے  
 نہ پیدا ہوں گے،

لے عقاب اور نبی دونوں دو درخت ہیں، لیکن نبی یعنی تیر جو چھوٹا عقاب کے بالکل مشابہ ہوتا ہے  
 اس بے لکھ بھی عقاب کہتے ہیں، بعض نبی کو عقاب کی ایک شیرین قسم بتاتے ہیں ۱۲ متر جم  
 لے قیر ایک روغن ہوتا ہے جو خارشتی اونٹ پر ملا جاتا ہے،



طّٰمین ہے کہ اس کے پتوں میں اگر سیاہی آجائے اور خشکی نظر آئے خصوصاً موسمِ خریف میں یہ بات پیدا ہو تو اس کے علاج کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے منہ میں روغنِ زیتون اور تھوڑا گرم پانی لے اور خوب حرکت دے پھر اس کو ایک شیشی میں ڈال دے، اس طرح جب زیتون اور پانی بالکل غلوٹا ہو جائے تو یکشنبہ کے دن بعد زوالِ آفتاب اس گرم پانی کو درخت پر چھڑک دین، پھر دو شنبہ کے دن اول وقت اسی غلوٹا پانی کو جڑوں میں ڈال دین جب سہ شنبہ کی صبح نوادار ہو تو بقیہ پانی کو چھڑک دین، اسی طرح چودہ دن تک یہ پانی ایک دن جڑوں میں ڈالا جائے اور دوسرے دن چھڑکا جائے، گویا سات دن تک یہ پانی چھڑکا جائے اور سات دن تک جڑوں میں ڈالا جائے، انشاء اللہ اس عمل سے درخت اپنی اصلی حالت پر لوٹ جائے گا اور ہر ابھرا ہو جائے گا،

طّٰمین ہے کہ کھجور کے پھل جب کمزور اور پتلے ہونے لگیں تو اس کا علاج یہ ہے کہ گلاب کا سفوف پھلون پر کافی مقدار میں چھڑک دین پھر درخت کو زور سے حرکت دین تاکہ غبارِ زمین پر گر پڑے، یہ اس وقت کریں جب کہ درخت کے حاملہ ہونے کا وقت قریب ہو اگر گلاب اتنا نہ مل سکے تو ریحان کی پتیوں کا سفوف بنا کر یہی عمل کریں، یہ ایک خاص علاج ہے اور اگر کھجور اپنے وقت پر نہ پکے بلکہ گدرکے رہ جائے تو آج کی پتیوں اور اس کی شاخوں کا گٹھا بنالین پھر اس کو بیمار درخت کے قلب میں ٹھونس دین،

حاجِ غناطی کی کتاب میں ہے کہ درختِ گلاب جب ضعیف ہو جائے اور اسکی شاخیں سفید ہو جائیں تو یہ اس کے بے بہتر نہیں ہے، اس کے بعد وہ بہت

نم دن ٹھہر سکے گا، اس کا کامیاب علاج یہ ہے کہ جنوری کے مہینہ میں درخت کو اکھاڑ ڈالیں اور دین کو برابر کر دیں، اس کے بعد اس جگہ کو اسی حالت پر چھوڑ دیں، کوئی دوسری چیز نہ بونیں، اپریل کے مہینہ میں بقیہ جڑوں سے دوسرا درخت گلاب منو دار ہوگا، جو بہت زیادہ شاداب ہوگا، مئی کے مہینہ میں جب درخت اچھی طرح باہر نکل آئے تو اسکی جڑ میں کسی لوہے سے آہستہ آہستہ گہرے نقوش پیدا کر دیں اور اس کی گھاس کو جو جڑوں میں نکل آئی ہو نوچ ڈالیں، اس کے بعد اٹھارہ دن تک اسی حالت میں چھوڑ دیں پھر مئی ڈالیں اور پانی سے سیراب کریں اس سے اس میں جلد پھول آئیں گے، اگر گلاب کسی دوسرے درخت کے ساتھ مضاعف ہو تو اس میں اسی سال پھل آئیں گے، نصف مئی سے ترویس کی ابتدا ہوگی اور ترویس کے ساتھ ہی پتے آنے لگیں گے،

اس مرض کا دوسرا علاج یہ ہے کہ اگر گلاب ایسے مقام پر ہو جہاں نہ کوئی دوسری زراعت ہو اور نہ کوئی دوسرا درخت ہو تو اس کو خوب خشک کر ڈالا جائے، یعنی پانی وغیرہ نہ دیا جائے، جب پورا درخت بالکل سوکھ جائے اور لاغر ہو جائے تو اکتوبر کے مہینہ میں اس پر آگ ڈال دی جائے، جب یہ جل جائے تو اس کو اسی جگہ پر چھوڑ دیا جائے اور بارش کے پانی سے سیراب ہونے کا موقع دیا جائے، انشا اللہ اول ربیع میں پھول نکل آئیں گے۔

اوتخارجس کو عیون البقر بھی کہتے ہیں اس کے درخت میں اگر درم پیدا ہو جائے یا مستعد وزخم ہو جائیں تو جنوری کے مہینہ میں اس میں انسان کا غلیظ ڈالا جائے، اس سے اصلاح ہو جائیگی، اور درخت میں نرمی پیدا ہو جائے گی، اور اگر تم اسکے

پھلون میں شیرینی پیدا کرنا چاہتے ہو تو جڑ کی مٹی ہٹا کر اس میں ایک سوراخ بناؤ اور دوا کی ایک لکڑی سوراخ میں ڈال دو اور پھر جڑ میں مٹی ڈال دو، یہ عمل تینوں کے آنے کے بعد کیا جائے، اگر آنو بخارا کے پھل میں کیڑے لگ جائیں تو جڑ کو شراب انگوری اور سرکہ کی ٹپٹ سے سیراب کریں اور اگر پھل میں کنکریوں کی طرح کوئی چیز پیدا ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ جڑ کی مٹی اچھی طرح صاف کر دیں اور اس میں جو کنکر اور پتھر ہوں ان کو نکال کر پھینک دیں اور پھر اس کے قریب شفا کا درخت لگا دیں، اور اگر پھل میں صلابت آجائے تو جڑ کی مٹی ہٹا کر اس میں باہر کی مٹی بھر دیں اس سے فائدہ ہوگا،

توز کی جڑ میں اگر کوئی مرض لاحق ہو تو اس میں شراب انگوری کی ٹپٹ ڈالو اور مٹی سے اس کو ڈھک دیں، انشاء اللہ کیڑوں سے بھی درخت محفوظ ہو جائیگا، اور مٹھاس بھی زیادہ ہو جائے گی،

ق اور ان کے علاوہ کی رائے ہے کہ جب توز کے پھل چھوٹے ہونے لگیں تو غور کرنا چاہیے کہ مرض کیونکر پیدا ہوا اگر کثرت بار کی وجہ سے ہو تو پختگی سے قبل کچے پھلون کو تھوڑا کاٹ ڈالیں تاکہ بوجھ ہلکا ہو جائے اور بقیہ پھل اچھی طرح بڑھ سکیں، اور اگر یہ بات کسی دوسری بیماری کی وجہ سے ہو تو جڑ کو آہستہ سے کھول دیں اور تنے کے قریب تقریباً تین بالشت کا گڈھا رکھیں اور اس میں چھوٹے چھوٹے پتھر بھر دیں اور اوپر سے مٹی ڈال دیں، اس کے بعد ایک مہینہ تک ہر چھوٹے دن پانی سے سیراب کریں اس سے پھل بڑھیں گے، اور شفا کی جڑ میں سوراخ کر کے اس کا گوند نکال ڈالیں اور اس میں عرب کی لکڑی

نھونس دین اس سے اسکی گٹھلی چھوٹی ہو جائے گی، آخروت کی تلخی کو اگر شیرینی سے  
بدن چاہتے ہو تو اسکی جڑ میں زمین کے اوپر ایک مہرے سوراخ کر دو، انشا اللہ  
اس سے تلخی دفع ہو جائے گی، اور بادام کے پتون یا پھلون میں اگر زردی آجائے  
تو اس کا اور دیگر امراض لاحقہ کا بڑا علاج یہ ہے کہ جڑوں میں گرم پانی ڈالیں اور  
شاخوں پر چھڑکین پھر جڑ کو خون سے سیراب کریں خواہ کسی جانور کا خون ملے لیکن  
اونٹ کا خون زیادہ نفع بخش ہو اور اگر خون اور گرم پانی کو مخلوط کر کے سیراب کریں  
تو اور زیادہ فائدہ مند ہوگا بعض نے یہ کہا ہے کہ پھل آنے کے بعد بادام کی جڑ  
میں ایک تیز لہے سے آر پار سوراخ کریں، اور اس لہے کو جڑ ہی میں رہنے دیں  
اس سے بادام کے اوپر کا چھلکا باریک ہو جائے گا اور اس کے توڑنے میں سہولت ہوگی  
رخ میں تفریع یعنی پتون کے جھڑنے اور ان کی زردی کا علاج اس طرح  
لکھا ہے کہ جب وقت پتے جھڑنا شروع ہوں، اس وقت جڑ میں ایک عتیق گدھا لکھو  
اور اس کو پانی سے خوب سیراب کریں اور اگلے سال اسکی تعمیر کر دیں، کبھی یہ مرض  
شاخوں کی کثرت کی وجہ سے ہوتا ہے، اگر ایسا ہو تو بعض شاخوں  
کو چھانٹ ڈالیں، خصوصاً ان شاخوں کو جن کی پتیاں  
زرد ہو گئی ہوں، اور اگر یہ پانی کی کثرت کی بنا پر ہو تو اس کا علاج باضد  
کرنا چاہیے یعنی سیرابی موقوف کر کے جڑوں میں نئی خشک مٹی ڈالی جائے کہ  
(رخ) میں اولہ برف، سرد ہوا اور یقیناً کے علاج کے متعلق لکھا ہے کہ ان چیزوں  
سے درخت کو سخت نقصان پہنچتا ہے اس لیے جس وقت کسی حصہ کو سرد ہوا

لے شاید کہ یہاں پر عبارت ناقص ہو مرتب سوراخ کرنے سے شیرینی کا پیدا ہونا صحیح نہیں معلوم ہوتا ۱۷ مرتب

لگ جائے یا اولہ پڑے تو فوراً اسکو کاٹ ڈالنا چاہیے، اور تعمیر کر کے کھاد سے بھر دینا چاہیے، پھر گرم پانی سے سیراب کر دینا، انشا اللہ اس طریقہ پر شفا ہو جائیگی لیکن یہ علاج جو ان درختوں کے لیے مخصوص ہو اور اگر یہ مرض بڑے اور بوڑھے درختوں کو لاحق ہو تو ان کا وہ مقام قطع کرنا چاہیے جو ابھی خشک نہ ہوا ہو، اور بہتر تو یہ ہے کہ درخت کو ایک باشت سطح زمین پر چھوڑ کر بقیہ کو کاٹ ڈالیں اور اس کے بعد اس پر برابر نگرانی کریں، انشا اللہ یہ دوبارہ جوان ہو جائے گا۔

بعض کا یہ قول ہے کہ باقلہ کے بھوسہ میں مٹی مخلوط کر کے اگر انگور کی جڑ میں ڈالیں تو یہ ٹھنڈی ہوا سے محفوظ ہو جائے گا، اگر اولہ سے انگور کے نقصان ہو جائے گا خطرہ محسوس ہو تو تھماؤ کی لکڑیوں کی راکھ آنکھوں پر چھڑک دو، یہ اولوں کے ضرر سے محفوظ رکھے گی، اور انگور پر پانی جبنے نہ دے گی۔

ق کا قول ہے کہ جانوروں کا غلیظ خشک کر لیا جائے اور انگور کے کھیت میں منقذ مقامات پر ہوا کے رخ پر اس کا ڈھیر لگا دینا، ماہ قمری کی جب چوتھی شب آئے جس میں سردی بہت زیادہ پڑتی ہے اور یہ خطرہ ہو کہ اس ٹھنڈے انگور کو نقصان پہنچے گا تو فوراً ان ڈھیروں میں آگ سلگا دینا تاکہ اس کا دھواں خوب پھیلے اس طریقہ پر درخت سردی کے اثرات سے محفوظ ہو جائے گا، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انگور کے کھیت میں باقلا کی کاشت کریں جب پھل آجائیں تو ان کو کاٹ لیں اور جڑ اور شاخوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دینا، اس سے انگور کا درخت سردی اور اولہ کے ضرر سے بچ جائے گا، درخت انگور میں اس وقت تک کاٹ چھانٹ کا عمل نہ کریں جب تک کہ وہ سردی سے محفوظ نظر نہ آئے بعض نے یہ کہا کہ جانوروں کے غلیظ

کا دھوان ٹڈیوں کے بھگانے کے لیے بید مفید ہے،  
 دمیقراطیس کا قول ہے کہ انگور یا کسی اور زراعت پر جب تم کو مرض یرقان کے  
 پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو غار کی ایک شاخ کو وسط کھیت میں نصب کر دو، انشا اللہ  
 یہ مرض نہ تو انگور کو لاحق ہوگا اور نہ دوسری زراعتوں پر نازل ہوگا، بلکہ صرف غار  
 کی شاخ پر ہوگا، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ گبر یعنی کتریل کی جڑوں کو پانی میں بھگا کر  
 ان کا عرق نچوڑ لو اور پھر اس کو ان درختوں پر ڈال دو جنکو یرقان ہو گیا ہے، انشا  
 اللہ اس سے مرض جاتا رہے گا، اس مرض کے لیے بھی ایک دھونی مفید ہے، اسکا  
 طریقہ یہ ہے کہ سیل کی سنگھ کو بکری کی مینگنیوں کے ساتھ جلا میں اور دھوان اس  
 سمت میں کریں جس میں شالی ہو اچل رہی ہو، یہ دھوان جب زراعت پر پھیلے گا،  
 تو اس سے یرقان کا مرض زائل ہو جائے گا،

کتاب خ میں لکھا ہے، کہ درختوں میں جب کمزوری یا مہین توقف پیدا  
 ہو جاتا ہے، تو وہ ایک قسم کے عالم تحریر اور توقف میں رہتے ہیں، اس کا علاج یہ ہے  
 کہ جڑ کی مٹی نکال کر ذرا دور ہٹا دیں، اور اس کا خیال رکھیں کہ تنہا جڑ کو لوہا نہ کاٹنے پائے  
 اور اس کی پتلی جڑوں کو لوہے کے اس جھانے یا گنگھی سے رگڑ ڈالیں جسکی شکل آدمی کے  
 پنجہ کی سی ہو اور ان چھوٹے پودوں کو بھی اکھاڑ ڈالیں جو جڑ میں نخل آئے ہوں، اس کے  
 بعد جڑوں کو تین یا چار دن تک کھلا چھوڑ دیں، اس کے بعد ان میں مٹی ڈالیں اور  
 پھر پانی سے بار بار سیراب کریں، اس سے درخت اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئیگا،  
 لیکن اگر یہ خرابیاں جڑوں میں پانی کے عرصہ تک قیام کی وجہ سے ہوں یا زمین  
 کی لاغری اور رقت کی بنا پر ہوں یا ریشیلی اور تپھری زمین کی وجہ سے ہوں تو ان

سہون کا واحد علاج تعمیر ہے، بار بار مٹی کو کھود کر بھیلادین تاکہ آفتاب اس کو پکا دے اور پھر اس کے مناسب کھاد میں مخلوط کر کے جڑوں میں ڈال دین، اگر انجیر میں کوئی مرض لاحق ہو تو کبوتر کی بیٹ کو میٹھے پانی میں گھول کر جڑوں میں ڈال دین، بعض یہ کہتے ہیں کہ جڑ کھول کر اس میں بھیر و بکری کی مینگنیاں ڈال دین اور پھر پانی سے سیراب کریں اس سے کیڑے بھی ہلاک ہو جائیں گے، اور اگر انجیر میں کیڑے پیدا ہو جائیں تو جڑ کھول کر اس میں اولاراکھ ڈالیں پھر مٹی سے گڈھے کو بھر دیں، اور دوسرے فواکہ کی جڑ میں اگر کیڑے ہوں تو ان میں بھی یہ عمل کریں کہ جڑ میں گڈھا کھودیں اور حام کی راکھ میں چھٹا حصہ نمک اور دو حصہ کھاد اور دو حصہ سطح زمین کی اچھی مٹی ملا دیں اور اس کو درخت کی بڑائی اور چھوٹائی کے لحاظ سے دو سے چار فوکر وں تک گڈھے میں ڈالیں، اگر موسم گرما کا دمانہ ہو تو میٹھے پانی سے سیراب کریں،

م کا قول ہے کہ اگر درخت کی جڑ اور عروق پر کبوتر کی بیٹ طلا کر دیں تو جب تک یہ طلا نہ چھوٹے گی، اس وقت تک کیڑے سے درخت محفوظ رہے گا، دوسری ترکیب یہ ہے کہ جڑ کی مٹی ہٹا کر اس میں ایک غیر نازد سوراخ کریں اور اس کو باریک نمک سے پر کر دیں اور اوپر سے مٹی ڈال دیں، اس سے تمام کیڑے مر جائیں گے یہ عمل جزری میں کیا جائے تو بہتر ہے،

ق کا قول ہے کہ سبز رنگ کا لانا ایک کیڑا ہوتا ہے جس کا نام کلب ہے، اور جو درخت کے ظاہری جسم کو نقصان پہنچاتا ہے اور دوسرا کیڑا درخت کے اندرونی جسم کو کھا جاتا ہے، بلکہ بالکل خشک کر دیتا ہے، اگر تم ان دونوں کیڑوں سے درخت کو

محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو روغنِ قیر اور گندھک کو ملا کر اسکی دھونی دو، تمام کیرے خواہ وہ باہر ہوں یا اندر ہلاک ہو جائیں گے، انکو زمین اگر انجیر کی لکڑیوں کی راکھ ڈالیں تو کلب سے وہ محفوظ رہے گا،

سخِ مین ہے کہ درخت اور سبزیوں میں جب کیرے پیدا ہو جائیں خواہ وہ کھا دیں وچہ سے پیدا ہوں یا سیاہ راکھ کی بنا پر جڑوں میں نمودار ہوں تو اس کا علاج یہ ہے کہ جڑ کے ماحول میں ایک عقیق گدھا کھودیں لیکن جڑ کو کٹنے سے محفوظ رکھیں اور حمام کی سیاہ راکھ کے ساتھ جس میں غلیظ وغیرہ جلایا گیا ہو تھوڑی کھا دے اور چھٹا حصہ نمک مالین اور اوپر سے زمین کی خشک، باریک مٹی بھی ڈال دیں، پھر ان سب کو گدھے میں رکھ دیں اور جڑوں کو کچھ دینی میں کھلی رہنے دیں دھونی سے بھی کیرے خواہ درخت میں ہوں یا ترکاریوں میں بھاگ جاتے ہیں، قیر اور گندھک کے دھوان سے ان کو سخت نفرت ہے، ترکاریوں اور سبزیوں میں بھی حمام کی سیاہ راکھ کیروں کے لیے مہلک ہوگی اس کو ڈال کر پانی سے سیراب کریں تو سب کیرے مر جائیں گے، اور اگر زراعت سے قبل ہی سیاہ راکھ اور پانی کھا دکھیت یا تھالوں میں ڈالیں اور پانی سے سیراب کریں تو کیرے پیدا ہی نہ ہوں گے،

گو بھی کو بھی بہت سی آفتیں لگ جاتی ہیں، طمین ہے کہ گو بھی کے بونے اور اس کے منتقل کرنے کے بعد پھلون میں بعض کیرے پیدا ہو جاتے ہیں، مثلاً چمچر، پشو، گرگٹ، اور جو میں پڑ جاتی ہیں، جو میں اور چمچر کا علاج تو یہ ہے کہ تھراب اور گندھک کی دھونی دین اس طرح پر کہ انجینی وسط میں رکھیں اور دھوان کو



پھینے دین، اس سے کیرے مرجائیں گے، یا سرکہ میں گندھک اور آنزرد و ت  
 رانی کو حل کر دین اور پھر اسی کو گوبھی کی جڑ میں چھڑک دین، اس سے چھڑ اور پشو  
 دونوں بھاگ جائیں گے، جس مقام پر خشک گوبر یا شرباب کی تلھٹ کی دھونی  
 دی جائے گی، پسو اور چھڑ وہاں سے بھی فرار ہو جائیں گے، اگر گٹ اور بڑے کیروں کے  
 دفعیہ کے لیے روغن زیتون کی تلھٹ کو گائے کے تپہ میں ملا کر گوبھی کی جڑ میں ڈالیں  
 اس سے نہ صرف گرگٹ ہلاک ہوگی بلکہ بڑے اور چھوٹے سانپ بھی خست ہو جائیں گے  
 طابین ہے کہ لوکی میں ایک مرض پیدا ہو جاتا ہے جس کو قند کہتے ہیں، اس  
 اسکی نشو و نما رک جاتی ہے، اور پتیاں ٹھٹھڑ جاتی ہیں، پھل بہت چھوٹے ہو جاتے  
 ہیں، یہ مرض لوکی میں بہت زیادہ پیدا ہوتا ہے، اس کا اور دوسرے امراض کا علاج  
 یہی ہے کہ جڑ میں گرم کھوتا ہوا پانی ڈالیں، اس سے مسامات کھل جائیں گے،

کلب اور دوسرے کیروں کے بھاگنے کا طریقہ یہ ہے کہ انگور کی لکڑیوں  
 کی راکھ کو پانی میں بھگا ڈالیں، پھر اس پانی کو ہر روز جڑوں میں چھڑکین، انشاء اللہ  
 درخت تمام کیروں سے محفوظ ہو جائے گا، جس نے لکھا ہے کہ ذیاب جس کو چھوٹی ٹڈی  
 کہتے ہیں اور دوسرے ارضی کیروں کے دفعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ کھیت میں تین سینوں  
 پر رانگی بودین، اسکی بوسے تمام کیرے ہلاک ہو جائیں گے، چھڑ اور پشو، خواہ خرت  
 کے چلون میں ہوں یا ترکاریوں میں ہوں، ان کے بھگانے کا طریقہ یہ ہے کہ  
 شوکران (فارسی میں داؤس کہتے ہیں) کو پانی میں بھگا لیں اور ایک دن اور  
 ایک رات اسی میں چھوڑ دین پھر اس میں تیز سرکہ ملا دین اور اسی کو جب ان کی

لے ایک نسخہ میں سوکران بھی ہے سوکران سیاہ موصلی کو کہتے ہیں،

آند کا خطرہ ہو درخت پر چھڑک دین اس سے سب مرجائیں گے، رخ مین ہے کہ ترخان  
 مین اگر لاغری اور کمزوری آجائے تو ان مین کھربا یا درانتی سے بھی ہلکے اور باریک  
 آند سے نقش کر دین لیکن جڑ بالکل محفوظ رہے اور زمین سے جو بخارات نکلتے ہیں وہ  
 بند نہ ہو جائیں پھر ان کو صاف پانی سے سیراب کریں انشاء اللہ کمزوری جاتی رہیگی  
 رخ مین ہے کہ انجیر کو چوٹیوں سے بچانے کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے تنے  
 کو کسی پتھر سے چاروں طرف کھرج دو، کم سے کم ایک باشت اچھی طرح رگڑ دو،  
 یہاں تک کہ پانی اندر سے نکل جائے پھر گیرد کو پانی مین محمول کر کے اوپر اور نیچے  
 لگا دو، انشاء اللہ چوٹی قریب بھی نہ آئے گی، یا روغن کانتران کو پے ہوئے گوہر  
 مین مخلوط کر کے درخت کے تنے پر لگا دین، اس سے بھی چوٹیاں اوپر نہ چڑھیں گی  
 اور اگر یہی لپ لپ کٹی ہوئی شاخ یا زخمی درخت پر لگا دین تو زخم مندمل ہو جائے گا،  
 بعض نے یہ کہا ہے کہ جس جگہ پر چوٹیوں کی کثرت ہو وہاں اگر قنطاریل کی جڑ جلائی جائے  
 تو سب ہلاک ہو جائیں گی، قنطاریل نے کہا کہ چوٹی، ٹڈی، اور بچھو مین سے جو بھی درخت کو  
 اذیت پہنچائے ان مین سے بعض کو پکڑ کے جلا ڈالیں تو بقیہ بھاگ جائیں گے، اسی  
 طرح قنطاریل کی جڑ کے دھوین سے چوٹیاں ہلاک ہو جائیں گی، گندھک اور پودینہ  
 کا سفوف چوٹی بھڑا اور مکھی کے سوراخوں پر چھڑک دین تو یہ سب بھاگ جائیں گے  
 ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ بعض درخت کے پتوں مین پشوپید ہو جاتے  
 ہیں خصوصاً حب الملوک اور شفتالو، وغیرہ مین بکثرت ہوتے ہیں، ان کے پیدا ہونے  
 کی دوجہ ہے ایک یہ کہ چھوٹی چوٹیاں، جنہیں تھوڑی بدبو ہوتی ہے، شفتالو وغیرہ  
 مین بہت زیادہ تعداد مین ہوتی ہیں جو جڑوں کو نکون کو خراب کر دیتی ہیں اور انکون

شہد کی طرح لیسدار چیر جاری ہو جاتی ہے جس میں کوئی شیرینی نہیں ہوتی ہے، یہ جب زیادہ ہو جاتی ہے تو یہ چیونٹیاں اور سپوس پر چمٹ جاتے ہیں اور درخت کو خراب کر دیتے ہیں دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ درخت میں بکثرت کھا دٹر جانے کی وجہ سے درخت کے پتوں میں انقباضی شکل پیدا ہو جاتی ہے، کیونکہ کھاؤ کی گرمی اور آفتاب کی گرمی دونوں ملکر درخت کو اعتدالی حالت سے ہٹا دیتی اور انقباضی شکل پیدا کر دیتی جیسا کہ بال ابتداً جب آگ کے قریب کیا جاتا ہے تو منقبض ہو جاتا ہے، اس وقت بھی چیونٹیاں وغیرہ ظاہر ہوتی ہیں ان کا علاج یہ ہے کہ قیر یا کھربامی کا ایک تھالہ درخت کی جڑ میں اس طرح بنائیں کہ درخت کا تنہ اس کے درمیان واقع ہو اور درخت کے ارد گرد پانی بھر دیں چیونٹیاں جب اس پانی تک پہنچیں گی تو ہمیں رہ جائیں گی، آگے نہ بڑھ سکیں گی، اور متردد رنگی، پس درشان (ایک قسم کی فاختہ ہے) کی ہڈیاں جڑ کے متصل رکھ دیں، سچے نیلے اس سے لپٹ جائیں گی پھر اس ہڈی کو زور سے باہر پھینک دیں، اس طرح بار بار عمل کریں یہاں تک کہ سب چیونٹیاں صاف ہو جائیں گی، چیونٹیاں کہ شاخوں پر چڑھ چکی ہیں ان سے تغافل نہیں برتنا چاہیے، افسستین جس کو ہندی میں شستہ کہتے ہیں) کو پانی میں بھگا ڈالیں اور ایک دن اور ایک رات اس کو چھو دیں اس کے بعد اس پانی کو شاخوں پر چھڑکیں، تمام چیونٹیاں نسا ہو جائیں گی، اور درخت کو ان سے نجات مل جائیگی، درخت میں یہ نقبض جس کا ذکر اوپر ہوا، اگر کھاؤ کی حرارت کی وجہ سے ہو یا سیاہ زمین ہونے کی وجہ سے ہو تو سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہیے کہ درخت کی جڑ سے مٹی ہٹا کر اس کو کھول دیں اور اس میں

بکی ہوئی سرخ مٹی کے ٹکڑے ڈالیں اور پختہ ٹھیکریاں اور سنگریزے ڈالیں اس  
 خاص فائدہ پہنچے گا، اس کے بعد ہر چوتھے دن پانی سے سیراب کریں، انشاء اللہ  
 اس طرح یہ خرابی دفع ہو جائے گی، یا یہ کریں کہ جب تقبض شروع ہو تو بزمین پھر لگا دو  
 طابین ہے کہ چوٹیوں کے بھگانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس ظن کو جس میں شہد یا اس  
 قسم کی چیز ہو جسکو چوٹیوں سے رغبت ہو مینڈھے کے اون سے ذہک دین یا برتن کے  
 چاروں طرف اس قسم کا اون رکھ دین تو چوٹی نٹی قریب بھی نہ جائے گی،  
 سوسا کا قول ہے کہ مقاطیس کا ٹکڑا اگر چوٹی کے سوراخ پر رکھ دیا جائے تو وہ  
 اندر سے کبھی نہ نکلیں گی بلکہ زمین کے اندر چلی جائیگی، گھوٹوں کے میدان میں اگر یہ لوہا  
 رکھ دیا جائے تو وہاں بھی اس کے قریب یہ نہ جاسکیں گی، اسی طرح مردہ مچھڑ کے  
 قریب بھی نہ جائیں گی،

انیسویں اور تیسویں باب میں اس بیان پر کافی بحث کی گئی، خصوصاً ترکاریوں  
 کے علاج کے متعلق بہت زیادہ معلومات ہیں، عام درختوں کے زخم کا علاج ایک  
 بھی ہے کہ زفت (صنوبر کے گوند کو کہتے ہیں) اور نطرون (بورہ ارمنی) کو ملا کر  
 مجروح حصہ پر لپک کر دین، انشاء اللہ زخم اچھا ہو جائے گا،

# باب پانزدہم

بعض عجیب اور غریب ترکیبوں کا بیان مثلاً خوشبو، مٹھاس یا ادویہ سہلہ کا درخت  
یا سبزی میں داخل کرنے کا طریقہ اور فواکہ کے شیریں کرنے کی ترکیب، ان کے  
علاوہ قلمی اور تخی درختوں میں تعلیم کی خاص نادر ترکیبیں یہ سب ابن حجاج کی  
کتاب سے ماخوذ ہے،

سرخ کا قول ہے کہ پھلدار درختوں میں خواہ انگور ہو یا کوئی سادہ درخت ہو اگر تو بڑے  
ہینہ میں جب کہ پانی درخت کے علوی حصہ سے جڑوں میں اترتا ہے یہ عمل کیا جائے  
اس کا وقت پتوں کے جھڑنے کی ابتدا اور انتہا سے معلوم ہو جاتا ہے اسی طرح  
درخت کا مادہ جب نیچے سے اوپر کی طرف جاتا ہے تو نئی پتیان اور پھول نکلتے لگتے  
ہیں، اس عمل کا طریقہ یہ ہے کہ ایک جڑ میں جس کو تم پسند کرو زمین کے اندر ہی شنگاف  
کر دو جو مغز تک پہنچ جائے، اور اس سے قبل خوشبو یا شیرینی یا مغزیات مثلاً بنج  
بادام وغیرہ یا ادویہ سہلہ یا تریاق جس کو تم درخت میں داخل کرنا چاہتے ہو تیار کر لو  
اس طرح پر مشابہ بڑے درخت کے لیے ایک درہم کا فور ایک درہم اور لوہنگ  
پانچ درہم اور اس سال لانے والی دو انو درہم چوتین گھونٹ کے برابر ہوا اسی طرح  
اور دوسری چیزیں جس کو تم داخل کرنا چاہتے ہو لو اور ان سب کو خوب باریک  
میں ڈالو، ان میں سفید بھنگری بھی تمام چیزوں سے تین گونی مقدار میں پسکر ڈالو

اور سب کو ایک صاف ستھرے کھل میں رکھو اور قیر کو بھی پھینکری کی مقدار کے برابر آگ پر گرم کرو، اور ٹھنڈا کر کے ان دواؤں میں ڈالو، کیونکہ گرمی سے مشک خراب ہو جائے گا، البتہ اس روغن کو جھننے سے بچانے کی ایک ترکیب یہ ہے کہ کھل کو غوطہ دی دیر دھوپ میں رکھ کر معمولی حرارت پہنچا دیں کیونکہ زیادہ حرارت سے مشک کے خراب ہونے کا خطرہ ہے، پھر ان سب کو کھل میں خوب حل کر دیا جائے یہاں تک کہ سب ایک ہو جائیں اس کے بعد سب کی ایک تہی بنالی جائے اور یہی تہی اس شق میں جو مغز میں کیا گیا ہے داخل کر دی جائے اور اسی درخت کے مضبوط پوست سے اس مقام کو اچھی طرح باندھ دیا جائے اور اوپر سے سرخ لیسٹ مٹی جس میں بال مخلوط کر دیئے جائیں، لپ کی طرح لگا دیجائے، اس طرح پر درخت میں تعطر پیدا ہو جائے گا اور اگر خوشبو کے عوض ادویہ مہملہ یا شیرینی کو داخل کر دو تو اس سے درخت کے پھلون میں قوت آجائے گی اور مٹھاس کا اضافہ ہوگا، بہر حال پھینکری اور قیر کے ساتھ جو فی دوا چاہو درخت میں داخل کر سکتے ہو، لیکن یہ عمل اس وقت کسی طرح جائز نہیں جبکہ درخت کا مادہ یعنی پانی جڑوں سے شاخوں میں اوپر کی طرف چڑھ رہا ہو، ایسا ربیع یعنی مارچ کے مہینہ میں ہوتا ہے، کیونکہ اس وقت اس شق سے پانی باہر جاری ہوگا اور اسی کے ساتھ جو دوا داخل لگی ہے وہ بھی نکل جائیگی اس لیے اس عمل کو اکتوبر اور نومبر کے مہینہ میں کرنا چاہیے، جب تک ربیع کا مہینہ آجائے اس وقت تک یہ شق بھر جائے گا، اور پانی نکلنے کا کوئی منفذ باقی نہیں رہیگا، اکتوبر اور نومبر ہی کے مہینہ میں درخت کا مادہ اوپر سے نیچے آتا ہے، اس وقت اس قسم کی دوا داخل کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ مادہ ان ادویات کو جڑ کی ہر

پے میں پہنچا دیکھا، پھر جب یہ درخت کے علوی حصہ کی طرف صود کرے گا تو ان ادویات کا اثر بھی اس کے ساتھ اُپر کے حصہ میں پہنچ جائے گا، جب پھول اور پھل نمودار ہوں گے تو ان میں خوشبو مٹھاس اور دوسری چیزوں کا اثر معلوم ہوگا اور اگر یہ عمل پھول اور پھل نکلنے کے بعد کیا جائے تو بھی کچھ نہ کچھ اثر ہوگا، ان ادویہ کو شاخوں اور تڑکاریوں میں بھی داخل کرتے ہیں لیکن ادن کی خوراک بڑے درختوں سے کم ہوتی ہے، اس لیے دوا کی مقدار کم رکھی جائے، رخ کا قول ہے کہ نومبر کے مہینہ میں شاخ کے اس حصہ کے وسط میں جو گڈھے میں رکھا جائے ایک غیر نافذ سوراخ کرو اور اس شق کو کھول کر کسی نازک آلہ سے اندر کا مغز نکال لو جو بالکل روئی یا ادن کی طرح نرم ہوگا اور اسکی جگہ پر دوا کی یہ تہی داخل کر دو، داخل کرتے وقت شق کو آلہ سے کھول دو جب داخل کر چکو تو اس کو بند کر دو اور کھجور یا کسی دوسری چیز کی رسی سے پورے شق کو باندھ دو اور سرخ لیسدار مٹی میں بال مخلوط کر کے اس مقام پر لگا دو اور اوپر سے کھان کا ایک ٹکڑا لپیٹ دو اور اس شاخ کو ہانڈی یا بڑے کوزے میں اس طرح داخل کرو کہ بندش کا مقام وسط طرف میں پڑے اور طرف کے نیچے ایک سوراخ کر دو اور شاخ رکھنے کے بعد اوپر سے خشک سفید مٹی سے کوزے یا کوندے کو بھر دو اس کے بعد زمین میں انگوڑی طرح گڈھا کھود کر اس شاخ کو کوزہ سمیت وسط میں رکھ دو اور چاروں طرف سے مٹی سے گڈھا بھر دو اور پانی سے بقدر ضرورت سیراب کر دو جب اس میں پھل آئیں گے تو وہ خوشبو جو اس شاخ میں داخل کی گئی ہو پھلوں میں آجائے گی، یہی عمل ان پودوں میں ہو سکتا ہے جو منتقل کر کے لگائے

جانتے ہیں،

انگور میں جب خوشبو یا شیرینی پیدا کرنا چاہتے ہو یا اس کو تجیب یا تریاق بنانا چاہتے ہو یا اور دوسرے شیرین پھلون کا ذائقہ پیدا کرنا چاہتے ہو تو انگور کی ایک پھلدار شاخ کو خواہ وہ کسی رنگ و روپ کی ہو انتخاب کرو اور اس میں باریک طویل شق بناؤ یا تو اتنا بڑا بنادو جتنا کہ شاخ کا حصہ زمین کے اندر رہے گا یا ایک نشست لانا بناؤ بعض نے تو یہ کہا ہے کہ شاخ کو وسط سے اخیر تک پھاڑ ڈالیں اور دھکون پر منقسم کر دیں اور گرہوں کو بچا کر شاخ کے اندر کا مغز آہستہ سے بالکل نکال ڈالیں اور ان کی جگہ پر مٹی بھی چیز دین میں سے کوئی چیز داخل کر دیں، مثلاً شکر، شہد یا سفوف مغز بادام، یا ادویہ مسملہ میں سے تر مند می یا سقمونیا، یا متصبر، داخل کر دیں یا عطریات میں سے مشک، کافور، لونگ یا بالچ (جس کو ہندی میں بچائون کہتے ہیں) سے دونوں حصوں کو بھر دیں اور دونوں کو ملا کر متعدد جگہ کھجور کی رسی سے باندھ دیں اور گائے کے تازہ گوبر سے اچھی طرح لپیپ کر دیں، قی کا قول ہے کہ باندھنے کے بعد مٹی اور چوپا پون کے غلیظ کو میں کر کے لگا دیں، پھر اس شاخ کو جہاں چاہو تم لگا دو اور پانی سے سیراب کرو اس کے بعد تعمیر اور آب پاشی کا اس وقت تک خیال رکھو جب تک کہ درخت بڑھ نہ جائے، اس شاخ میں جو چیز تم نے ڈالی ہے، انشاء اللہ اسی کا ذائقہ پیدا ہوگا،

میرے نزدیک اس ترکیب میں اور اس سے قبل کی ترکیب میں تھوڑا

سے اصل کتاب میں بان کا لفظ ہے جسکے معنی لکھ دیئے گئے ہیں لیکن بہت ممکن ہے کہ لسان سے یقیناً تصحیف ہو گیا ہو، (مترجم)



ہی فرق ہے، صرف اس میں خوشبو اور دیگر ادویات کو قیر کے ساتھ مخلوط کر کے ڈالنے کی صورت نہیں بتائی گئی جیسا کہ اوّل میں ذکر کیا گیا، اسی طرح پہلی ترکیب میں شاخ کو کوندون میں رکھ کر زمین میں رکھنے کی تدبیر بتائی گئی ہے۔ اس میں یہ نہیں بتایا گیا، اس بنا پر میں پہلی ترکیب کو زیادہ پسند کرتا ہوں،

یہ بھی کہا گیا ہے کہ انگور کی شاخ کو صرف شق کر کے لگا دیا جائے اور اس میں مذکورہ بالا ادویہ نہ دیئے جائیں تو بیدارہ انگور پیدا ہون گے،

خ کا قول ہے کہ میں نے اس کا بارہا تجربہ کیا تو بالکل درست پایا، اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جب تم ایسا چاہو تو وہ شاخ جو زمین کے اندر بیڑس کو شق کر کے دو حصوں پر کر دو اور اندر کا مغز بہت آہستہ سے کان کھودنے والی سلائی سے نکال ڈالو، اور اس کا خیال رکھو کہ شاخ کے اندر دنی حصہ پر کوئی زخم نہ لگنے پائے اور نہ خراش پیدا ہو، پھر ان دونوں کو کھجور کی رسی سے باندھ کر معتدل گڈھے میں لگا دین اور ہر آٹھویں دن رب العنب یا شیرہ انگور پانی میں ملا کر جڑ میں چھکائیں، یہاں تک کہ درخت بڑھ جائے، انشا اللہ اس سے بیدارہ پھل ہون گے۔ پہلی ترکیب میں رب یا شیرہ ڈالنے کا ذکر نہیں ہے،

**گلاب کے پھل میں زردی یا لاجوردی رنگ پیدا کرنے کی ترکیب**

خ کا قول ہے کہ دسمبر کے مہینہ میں گلاب کی جڑ کے سیاہ پوست کو دو رنگ شق کر دین لیکن جڑ سے بالکل الگ نہ کرین، شق کرنے کے بعد چاقو یا کسی دوسرے باریک لوہے سے اس پوست کو ہر طرف سے اٹھا دین مگر اس کی پوری احتیاط

کمرین کہ علوی یا سفلی جلد جڑ سے بالکل جدا نہ ہو جائے اور درخت کا تن اعلیٰ حالہ قائم رہے اس میں بھی جنبش نہ آنے پائے، اس کے بعد نہایت خوشبودار زعفران کو کھل میں اچھی طرح حل کر کے اس مفتوق پوست اور جڑ کے فرجون میں اچھی طرح لگا دین اور اوپر سے کتان کا ایک ٹکڑہ باندھ دین، پھر تڑٹی سے ڈھک دین اور خشک خاک ڈال کر چھوڑ دین، اب جب پھول آئین گے تو وہ زرد رنگ کے ہونگے، رخ کہتا ہے کہ میں نے اس کا تجربہ کیا، نہایت خوشنما پھول نکلتے ہیں، اور اگر تم لاجوردی رنگ کا پھول چاہو تو زعفران کی جگہ پر فاتح یعنی خوشبودار نیل کو میکس لگا دو اس سے پھول نہایت عمدہ لاجوردی رنگ کے ہون گے،

رخ کا قول ہے کہ دمشق کے باشندے نے مجھ کو خبر دی کہ اس نے اس نیل کو پانی میں حل کر کے گلاب کی جڑ میں اوائل اکتوبر میں ڈال دیا، اس سے بھی پھول نیلے رنگ کے نکلے، رخ کہتا ہے کہ یہ میرے نزدیک ایک فعل عبث ہے، رخ کا قول ہے کہ تیرٹم کو پانی میں اچھی طرح جوش دیدو اور اس سے دو چار مرتبہ سیراب کر دو اس سے بھی انشاء اللہ پھول زرد رنگ کے نکلیں گے،

### گلاب میں خلاف موسم پھول لانے کی ترکیب

جب تم چاہو کہ گلاب موسم خریف ہی میں گل لائے تو اس کو پورے موسم گرما میں پیاسا رکھو یعنی پانی سے سیراب نہ کرو، اگست کا مہینہ جب شروع ہو تو اس کو سیراب کرنا شروع کرو، بار بار آب پاشی کرتے رہو یہاں تک کہ کلیاں نمودار ہو جائیں، اس طرح پر انشاء اللہ اکتوبر ہی میں پھول نکل آئیں گے، اور ریح

لہ اصل کتاب میں یوں ہی لیکن یہ لفظ صحیح نہیں ہے غالباً تیرٹم یا تیرون ہو گا یہ دونوں پھول ہیں ۱۲ مرتبہ

مین بھی جس طرح پھول پہلے آتے تھے اسی طرح آئیں گے،

### ایک دوسری ترکیب

غ کتاب ہے کہ گلاب کے اوپر کا حصہ جب گرمی کی شدت سے اکتوبر کے مہینہ تک جل جائے تو اس کو آٹھ دن تک متواتر پانی سے سیراب کرتے رہیں پھر چار دن ناغہ کر کے دوبارہ سیراب کریں، اسی طرح پانچ مرتبہ ایسا ہی عمل کریں انشاء اللہ متواتر آب پاشی سے کلیان نکل آئیں گی اور خریف ہی مین پھول کھلیں گے اور موسم ربیع مین بھی کوئی کمی نہ پیدا ہوگی،

### ایک اور ترکیب

غ کتاب ہے کہ جو شخص سال مین ہلکسی تین دن وقت کے گلاب کے پھول کا خواہشمند ہو تو مئی کے مہینہ مین جبکہ گلاب کے پھول نکل آئے ہوں اور ان کے اطراف مین سرخی بھی آگئی ہو، اسکی شاخون کو جھکا دے اور پھولون پر مٹی کے نئے چھوٹے کوزے اوںدھا رکھ دے، اور اوپر سے پتھر کا بوجھ دیکر کوزہ کو اچھی طرح منطبق کر دے، لیکن اس کا خیال رہے کہ کثرت بوجھ سے گلاب کی شاخون کا سرازمین سے نہ لگ جائے، اس سے شاخ مین کمی پیدا ہو جائے گی اور ہمیشہ کے لیے خراب ہو جائے گی، پھر جب تم کو گلاب کے پھول کی ضرورت ہو تو ان کوزون کو ہٹا لو اور شاخون کو اوپر کر دو تا کہ اچھی طرح ہوا لگ سکے پھر پھول کو چن لو،

### ایک دوسری ترکیب

غ کتاب ہے کہ جب گلاب مین پھول آجائیں تو وہ اس شاخ کے سمت

نکات لیے جائیں جو پھول کے قریب ہوتی ہے اور ایک نئے کوزے میں جس میں پتلی کھا دبا کر رکھی ہو ڈبو دینا پہلے ان شاخوں کو جنگو عرصہ میں کہتے ہیں رقیق روغن قرین ترکرین اور ان کو زون میں ڈال دینا اس کے بعد ان کو خاک میں دفن کر دینا جب پھول کی ضرورت ہو تو اس کو شاخ سے الگ کر کے ایک گھڑی پانی میں دھوپ کے سامنے رکھیں، اسی وقت یہ پھول کھل جائے گا،

### ایک اور ترکیب

جو شخص خریف یا اور دوسرے موسم میں گلاب کا پھول چاہتا ہے، اسکو چاہئے کہ اگست اور ستمبر کے مہینہ تک گلاب کو پانی سے نہ سیراب کرے، پھر جب پھول کی ضرورت ہو تو اس کو بار بار پانی سے سیراب کرے یہاں تک کہ پھول نکل جائیں اسی قسم کی ترکیب سیب کیلئے،

جب تم بے وقت تازہ سیب چاہو تو اس کو بھی پورے گرما میں پیا سا رکھو اور پانی سے محروم رکھو، ابتداء اگست سے اس میں پانی ڈالنا شروع کرو گلاب کی طرح اس میں بھی ستوا تر پانی ڈالو، انشا اللہ بکثرت آب پاشی کے بعد نئے سیب کے پھل آجائیں گے،

### سیب کے لئے ایک نئی ترکیب

جب تم چاہو کہ سیب کے پھل میں کوئی تصویر یا کوئی نقش آجائے تو اس کی ترکیب یہ ہے کہ جب پھل اپنی پوری شکل میں آجائیں لیکن ابھی سرخی نہ آئی ہو تو ان پر جو چاہو لکھ دو یا کوئی تصویر بنا دو، سیاہی خواہ لکھنے کی ہو یا آدن کی ہو یا کاندر کو پانی میں محلول کر کے بنائی ہو، یا پتلے قیر یا چوڑے کو سیاہی کی جگہ پر استعمال

کرین، غرضکہ ان میں سے کسی سیاہی سے بھی موٹے قلم سے لکھ دو یا تصویر بنا دو اور اس کے بعد پھل کو ڈھک دو، تاکہ پانی یا شبنم یا پتوں کی رگڑ اس نقش کو مٹا نہ سکے اس کے بعد کچھ دن اسی حالت پر چھوڑ دو، یہاں تک کہ پھل میں سرخی آنے لگے جب یہ حالت ہو تو حروف یا نقش کو ہاتھ سے برابر کر دو یا پانی سے دھو دو، انشاء اللہ تمام پھل تو سرخ نظر آئیں گے لیکن نقش کی جگہ پر سفید حروف نکل آئیں گے، تے سفر جمل، اترج، اترود، انگور، کدو، کھیرا اور لکڑی میں بھی اس قسم کا عمل کر دین، جس سے ان میں بھی شکلیں پیدا ہو جاتی ہیں، پھلون کو جب ابتدا کی شکل میں ہوتے ہیں، کسی نرم قالب میں داخل کر دو، پس جس قسم کا قالب ہو گا، اسی شکل کا پھل ہو گا، اگر اس میں کسی حیوان کی صورت بنی ہوگی تو وہی صورت پھل میں منعکس ہو جائے گی اور اگر کچھ لکھا ہو گا تو وہ بھی اٹھ آئے گا، خصوصاً اترج میں یہ عمل خصوصیت سے کیا جاتا ہے، ق کا قول ہے کہ اترج کے پھل کو اس سے قبل کہ وہ اچھی طرح تیار ہو کسی شیشہ یا مٹی کے ظرف میں داخل کر دو، اس ظرف میں ایسے شقوق ہوں کہ جس سے ہوا پھلون تک پہنچ سکے، اس طرح ہر پھل کو ایک ظرف میں داخل کر دو اور ان ظرف کے نیچے ایک لکڑی یا ہڈی کا ٹکڑا کہ یہ ظرف ان لکڑی پر ٹکے رہیں، اب جب اترج کے پھل نکالے جائیں گے تو وہ ان ظرف کے بالکل برابر ہوں گے اور ان کا نقش نہیں اٹھ آئے گا،

انگور کے پھل جب بہت زیادہ لاسنے اور بڑے کرنے کی خواہش ہو تو کسی خوشے کو، خصوصاً اس انگور کے خوشے کو جو جس کے دانے زیتونی انگور کے مثل لاسنے ہوتے ہیں، مخواہ سفید یا سرخ یا سیاہ رنگ کے ہوں، یا خود اصل انجور

جس کو فارسی میں زیتونی کہتے ہیں، ان کے خوشن کو لین اور کلاک یا ترکل جس سے قلم بناتے ہیں ان کے انگلیون کے برابر یا اس سے ذرا چھوٹے ٹکڑے کر لین اور اندر سے غول بنا دین پھر ہر ٹکڑے کو ہر پھل میں داخل کر دین اور ہر ایک کو خوشے کی جڑ میں باندھ دین، تاکہ پھل پھلنے نہ پائیں، جب انگور تیار ہو گا تو جتنے بڑے ٹکڑے ہوں گے انھیں کے برابر پھل ہوں گے، اگر یہ ٹکڑے لکڑی کے بجائے، تانبے کے بنائے جائیں تو اور اچھا ہو گا ان ٹکڑوں میں اگر سوراخ کر دیا جائے تو یہی نشانات پھلون پر بھی ہوں گے۔

### انگور کیلئے ایک دوسری ترکیب

رخ کا قول ہے کہ انگور حیاتی جو صنوبری شکل کا ہوتا ہے جب اس کے پھل چھوٹے ہوں تو اس کے خوشن کو کسی اچھے قالب یا باتش کی نے میں داخل کر دین اور دونوں طرف سے اس کو باندھ دین یا مٹی کے چھوٹے ظروف میں حسین ہوا کیلئے سوراخ کر دیئے جائیں یہ خوشے داخل کر دیئے جائیں، یہ خوشے اس میں اچھی طرح برسوزنی پھر یہ ظرف توڑ کر نکال لیا جائے تو یہ خوشے ظرف کے برابر نظر آئیں گے،

کدو اور لکڑی کی وہ قسم جس کو شامی کہتے ہیں جب اس کے پھل چھوٹے ہوں تو ان کو اسی طرح قالب یا مٹی کے ظرف میں داخل کر دین اور پھر اس کو زمین میں اس طور پر دفن کریں کہ قالب کا ایک جانب جس طرف سے ہوا کے آنے کا راستہ ہو کھلا رکھیں اور دوسری طرف مٹی ڈال دین، یہ پھل قالب کے قد کے برابر بڑھ جائیں گے، اور اگر قالب میں کوئی تصویر یا نقش ہو گا تو وہ بھی ان میں مرتسم ہو جائے گا۔

## انگور میں بعض دیگر اوصاف پیدا کرنے کا طریقہ

اگر یہ تم چاہو کہ ایک ہی درخت میں انگور مختلف رنگ کے ہوں یعنی سیاہ، سفید اور سرخ سب ہی ہوں تو ہر رنگ کے درخت کی ایک اچھی شاخ اس وقت لوجب کہ درخت میں پانی جاری ہو، اور ان میں سے ہر ایک کو ایک چکنی لکڑی پر رکھ کر دوسری چکنی لکڑی سے کچل ڈالو، لیکن انگھون کو محفوظ رکھو، پھر ان سب کو ملا کر کئی جگہ پر باندھ دو تا کہ کھلنے نہ پائیں، اور اوپر سے تازہ گوبر لگا دو، بعض یہ کہتے ہیں کہ ان سب کو اسی طرح بٹھ دیا جائے جس طرح رستی یا ڈور بٹی جاتی ہے تاکہ کسی طرح بھی جدا نہ ہو سکیں، بعض یہ کہتے ہیں کہ کچلنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، شاخوں کے اطراف کو کاٹ کر سب کو برابر کر کے باندھ دیں حتیٰ کہ ہر ایک کی آنکھ دوسری کی آنکھ کے متصل ہو جائے، شاخ کے اس گڈھے کو بیل کی سینگ یا کسی دوسری ہڈی میں داخل کر دیں اور اسکو تازہ گوبر سے اچھی طرح بھر دیں، پھر اس گٹھے کو عمدہ مٹی کے گڈھے میں اس طرح رکھیں کہ سینگ پوری زمین میں چلی جائے، اور شاخ کے پتلے سروں کو کم سے کم تین انچل کے برابر گڈھے سے باہر رکھیں، اور ہڈی یا سینگ کے اندر کم سے کم چار آنکھوں کو رکھیں، اس کے بعد پانی سے برابر سیراب کرتے رہیں، تین سال یا بقول بعض دو سال کے اندر یہ سب شاخیں ایک تنے کی شکل میں ہو جائیں گی، اتنی مدت گزرنے کے بعد مٹی ہٹا کر سینگ یا ہڈی کو توڑ کر دیکھو تو تم کو معلوم ہو گا کہ یہ سب متحد ہو کر ایک ہو گئی ہیں، پس جو شاخیں کہ ہڈی سے باہر الگ نکل آئی ہوں، ان کو کاٹ ڈالو اور پھر سینگ کو زمین میں

دفن کر دو لیکن تھوڑا حصہ مٹی کے باہر رکھو اور اس کے بعد پانی ڈالتے رہو اور ایک شاخ کے سوا جو اس پتے سے نکلی ہو، بقیہ کو کاٹتے جاؤ کیونکہ اس شاخ سے انگوٹھ مختلف رنگ کے پیدا ہوں گے،

### ایک اور ترکیب،

مختلف رنگ کے انگوٹھ پیدا کرنے کی یہ بھی ترکیب ہے، کہ مختلف انگوٹھ کی شاخوں کے متوسط حصہ کو چیر دیا جائے اور یہ تراش انگوٹھوں میں واقع ہو، رخ کا قول ہے کہ یہ تراش مغز میں بھی واقع ہو، پھر ایک شاخ کے شق کو دوسری شاخ کے شق سے ملاتے جائیں اور ان سب کو مضبوطی سے باندھ دیں اور گائے کا گوبر اور انگوٹھ کی بیون میں لپیٹ دیں، اور ان کے اوپر کالی چکنی مٹی یا پس ہوئی پیاز دشتی کا لپ چڑھا دیں اور پھر اس کو گڈھے میں لگا دیں،

بعض یہ کہتے ہیں کہ ہر شاخ کو آہستہ سے شق کریں تاکہ گرہ پھٹنے سے محفوظ رہے اور ہر شاخ کو دوسری شاخ کے خلاف سمت میں ملا دیں یعنی ایک شاخ کے ایک جانب شق ہو تو دوسری شاخ کو شق کے خلاف جانب سے ملائیں اور انگوٹھ کو برابر کر کے باندھ دیں، ایسا معلوم ہو کہ سب ایک ہی شاخ ہیں، اوپر سے گوبر اور مٹی کا لپ چڑھا دیں اور پھر زمین میں نصب کر دیں، بعض کا یہ قول ہے کہ ہر شاخ میں شق کیا جائے لیکن انگوٹھ محفوظ رکھی جائیں اور ہر شاخ کے نصف حصہ سفلی کو آہستہ سے کھل ڈالا جائے اور پھر سب کو ملا کر باندھ دیا جائے، گوبر لگا دینے کے بعد ایک اچھی مٹی والی زمین میں ایک طرف جھکا کر لگا دیں، گڈھے کی گہرائی کم سے کم ایک ہاتھ رکھنی چاہیے، شاخ کی کم سے کم دو انگوٹھیں زمین کے اوپر رہنی چاہئیں



اس عمل کے بعد پانی سے سیراب کریں اور روزانہ پانی چھڑک دیا کریں اور بعض کے نزدیک ہر تیسرے دن پانی سے سیراب کریں اور بقول بعض ہر بائچین دن پانی ڈالا کریں، انشاء اللہ یہ مختلف شاخیں ایک ہو جائیں گی اور جب پھل آئیں گے تو ہر خوشے میں مختلف رنگ کے پھل ہوں گے اور خوشون کے بھی رنگ الگ الگ ہوں گے، بعض کا یہ قول ہے کہ اس عمل کے بعد جب شاخیں بڑھنے لگیں تو ان کو دوسری جگہ پر منتقل کر دیں،

### انگور کے لیے ایک اور ترکیب

طامن ہے کہ انگور کے پھل جب نمودار ہوں تو بادرنجبویہ کی جڑ انگور کے تنے پر لٹکا دیں اور پھلوں کے بڑھنے تک اس کو اسی جگہ پر چھوڑ دیں، اس سے یہ ہوگا کہ انگور کے شیرہ میں بادرنجبویہ کا ذائقہ اور اس کی خوشبو معلوم ہوگی اور اسکی شراب مضرب ہوگی، بلکہ نافع ہوگی،

اسی طرح اگر تم چاہو کہ انگور میں آس کی خوشبو آجائے تو انگور کی شاخ کے قریب آس کی شاخ نصب کر دو یہاں تک کہ وہ نشوونما پا جائے، اوس کے بعد جب پھل آئیں گے تو ان میں آس کی خوشبو ہوگی، اور اگر تم یہ چاہو کہ انگور بہت زیادہ خوش ذائقہ ہو تو شاخ میں زمین کے اندر رکھنے سے قبل تریون کاروغن مالش کر دو بلکہ آخری حصہ کو روغن ہی میں بھگا دو، طامن یہ بھی ہے کہ جب تم انگور میں ضرورت سے زیادہ شیرینی پیدا کرنا چاہو تو کھجور کے شیرہ کو میٹھے پانی میں مخلو ط کر کے عرصہ تک انگور کی جڑ کو سیراب کرتے رہو، کم سے کم پچاس دن تک ایسا کرو بلکہ بعض نے یہ کہا ہے کہ آخر وقت تک سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اس سے

انشار انڈر انگور میں بہت زیادہ شمس پیدا ہو جائے گی، کیونکہ اس کو روزانہ شیریں غذا دی گئی ہے، بلاشبہ یہ انگور بہترین قسم کا انگور ہوگا،

جب خوشون پر دھوپ کم پڑتی ہو تو اس پاس کے ہون کو توڑ دینا تاکہ آفتاب کی حدت پوری پہنچے کیونکہ دھوپ سے شیرینی میں اضافہ ہوتا ہے، ابن حراز کا قول ہے کہ خربق سیاہ کو انگور کی جڑ کے قریب لگائیں تو اس سے یہ ہوگا کہ اس انگور کی شراب اسمال لانے والی ہوگی،

## درخت انجیر کے لیے چند ترکیبیں

انجیر میں بھی اگر تم متعدد رنگ کے انجیر پیدا کرنا چاہو، یا ایک ہی پھل میں متعدد رنگین خطوط پیدا کرنا چاہو تو مختلف رنگ کے انجیر کی شاخیں انتخاب کرو، مثلاً سیاہ کی ایک، سرخ کی ایک، اور سفید کی ایک، یا جس رنگ کی چاہو منتخب کر لو، لیکن پہلی شاخوں کا انتخاب کرو، اور ہر شاخ کی پوسٹ کو ایک جانب چھل ڈالو، اور مغز سے الگ کر لو، لیکن جہانہ کر دھیر ایک شاخ کی پوسٹ دوسری شاخ کی پوسٹ کے نیچے رکھ کر دونوں کو ملا دو اور اسی طرح زمین میں نصب کر دو جس طرح انگور میں بتایا گیا ہے بعض نے اس میں بھی شاخوں کے کھلنے کی صورت جائز رکھی ہے، جیسا کہ انگور کے بیان میں جاچکا ہے،

ان شاخوں کو آپس میں رسی کی طرح بٹ دینا چاہیے اور کئی جگہ مضبوطی سے باندھ دینا چاہیے اور پھر گوہر یا پائادشتی کا لیپ چڑھا دینا چاہیے، جیسا کہ انگور کے بیان میں جاچکا، اوائل جنوری میں یہ عمل کرنا اچھا ہوگا، بعض نے یہ بتایا ہے کہ جب

مٹی میں یہ شاخیں نصب کی جائیں، اس میں گدھے کی لید اور چنے کا بھوسہ مخلوط کر دین، نصب کرنے کے بعد پانی سے چھی طرح سیراب کرین، جب شاخیں بڑھنے لگیں تو آہستہ سے سب کو آپس میں بٹ دین، گو یا سب کو ایک شاخ بنا دین پھر اس پر گو بر کا لیپ لگا دین، اس کے بعد ان کو زمین میں داب دین شاخیں بڑھ کر ایک ہو جائیں گی، دو سال کے بعد اس کو دوسری مناسب جگہ پر منتقل کر دین اس کے پھل مختلف الاوان ہوں گے، بعض کی یہ رائے ہے کہ شاخوں کو بغیر کچلے ہوئے آپس میں ملا کر بٹ دین پھر ان کو باندھ کر بقیہ عمل کرین،

بعض یہ کہتے ہیں کہ مختلف رنگ کے انجیر کی شاخوں کو کاٹ کر ملا دین اور ان کو تین جگہ پر باندھ دین، پھر ایک ہانڈی یا کونڈے میں سوراخ کر کے اون کو داخل کر دین اور اس کو مٹی سے بھر دین، جو حصہ کہ طرف کے اندر رہے گا، وہ ملکر ایک رہے گا، اور جو باہر رہے گا ان میں اگر زیادہ شاخیں پھوٹیں تو اون کو کاٹ ڈالیں، اس طرح پر اس کو ترقی دیتے رہیں، انشا اللہ شاخوں کے رنگ کے مانند انجیر کے پھل بھی ہوں گے، ہر آنکھ میں تین انجیر ہوں گے اور تینوں کے رنگ جدا جدا ہوں گے، بعض نے یہ کہا کہ ان شاخوں کو سینک یا ہڈی میں داخل کر دین، اور اوپر سے مٹی لگا دین، پھر ان کو گدھے میں نصب کر دین، ایک یا دو سال کے بعد اس کو مناسب جگہ پر منتقل کر دین، انشا اللہ مختلف رنگ کے انجیر پیدا ہوں گے،

## ایک دوسری ترکیب،

طابین ہے کہ اسکی نئی ترکیب یہ ہے کہ مختلف رنگ کے انجیر کے تخم لیے جائیں

ہوران کو پہلے خشک کر بریاشتک غلیظ میں غلو ط کر دیا جائے پھر کتان کے کپڑے  
میں ان کو ایک جگہ باندھ دیا جائے، اور اس تھیلی کے اوپر بھی گو برا بھی طرح لگا دیا  
جائے، پھر اس کو اچھی زمین میں دفن کر دیا جائے، اس کے بعد اس کو پانی سے  
برابر سیراب کرتے رہیں اور ہرگز نگرانی رکھیں جس طرح فواکہ کی تخم ریزی کے بعد  
نگرانی کی جاتی ہے، جب ان میں نمود پیدا ہو اور شاخیں نکلیں تو اسی وقت ان کو  
آپس میں بٹ دیا جائے، اور باندھ کر گو بر سے لپ دیا جائے، اس کے بعد  
تکبیس کا عمل کریں، جب یہ اور بڑھ جائیں تو ان کو دوسری جگہ پر منتقل کر دیں اور  
اکثر حصہ زمین کے اندر رکھیں، اور آب پاشی کا پورا خیال رکھیں، انتشار اللہ رنگ  
برنگ کے انجیر نکلیں گے، بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر یہی عمل تخم انگور کے ساتھ کیا جائے  
تو یہی نتیجہ اس میں بھی مترتب ہوگا،

دوسرے فلاح کا قول ہے کہ مختلف رنگ کے انجیر کی انکھیں کاٹ کر  
ایک جگہ لگا دی جائیں جب یہ بڑھ جائیں تو ان کے ساتھ بقیہ عمل مذکور کیا جائے  
اسی پر قیاس کر کے بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر اس طرح انجور کی انکھیں لگائی جائیں  
تو پھل مختلف رنگ کے آئیں گے،

غریب بن معین کا قول ہے کہ جب مختلف رنگ کے انجور ایک ہی جگہ  
پر ہوں خواہ منڈوسے پر ہوں یا درختوں کے تنے پڑان کی شاخوں کے ساتھ  
بغیر الگ کئے ہوئے یہی عمل تکبیس کیا جاسکتا ہے، جب یہ بڑھیں تو دوسری جگہ  
پر منتقل کر سکتے ہیں، بلکہ یہ زیادہ محفوظ طریقہ ہے، اس میں یہ شاخیں اپنی جڑوں  
سے غذا بھی حاصل کر سکتی ہیں،

## انار شقتالو، اور امرو دین بعض صفایہ کرنے کا طریقہ

ق اور دوسری کتابوں میں ہے کہ ان درختوں کی شاخیں کاٹ لی جائیں اور ان میں ایک ہاتھ سے کچھ کم طویل قٹق کیا جائے اور آہستہ سے منزع نکال لیں اور پھر ان کو کھجور کی مضبوط رسی سے باندھ دیں اور زمین لگا دیں جب یہ جڑ پکڑ لیں اور اوپر کی جانب پتے وغیرہ نکل آئیں تو اس مشقوق شاخ کے علاوہ دوسری شاخوں کو کاٹ ڈالیں اور پانی سے برابر سیراب کرتے رہیں اسی طرح زمین کو بھی درست کرتے رہیں انشاء اللہ جب یہ شاخ درخت کی صورت اختیار کر لے گی تو اسے پھل بے دانہ ہوں گے،

ق میں ہے کہ مشقوق حصہ کم سے کم نین انگل زمین کے اوپر رہنا چاہیئے اور اگر یہی عمل امرود کے ساتھ کیا جائے تو امرود کے پھل بہت نرم ہونگے اور نکی صلابت دفع ہو جائے گی، شفتالو کی جڑ کھول کر اس میں سوراخ کریں اور منزع نکال لیں اور اس سوراخ میں غوب (فارسی میں بدہ کہتے ہیں) کی شاخ کو داخل کر دیں انشاء اللہ اسکی گٹھلیاں کم ہو جائیں گی، اس سے قبل انگور کے متعلق یہ ترکیب بیان کی جا چکی ہے اور اسکی شاخ کو بھی اسی طرح لگائیں تو بے دانہ انگور ہوں گے،

مدانی کی کتاب انخواں سے گل خیر و دین بعض خوبیان پیدا کرنے کی ترکیب

اگر تم چاہو کہ گل خیر و اہلق رنگ کا ہو تو گل خیر و سرخ اور سفید کا ایک ایک یا دو دو پودہ اور دونوں کو بٹ کر زمین میں لگا دو، اس کے بعد آب پاشی کا

بڑا پر خیال رکھو، انشا اللہ اس مشترک درخت کے پھول اہلِ رنگ کے ہون گئے

### اس کی ایک اور ترکیب

سفید اور سرخ کے تخم ایک ہی جگہ بونے جائیں، جب یہ پودے کی شکل اختیار کر لیں تو دونوں کو لپیٹ دو اور سی کی طرح بٹ دو پھر ان میں بانس یا لکڑی کا حلقہ ڈال دو تاکہ ایک جگہ جمع رہیں، اس کے بعد ان کی شاخوں کو زمین میں داب دو جیسے تکیس میں عمل کرتے ہیں اور اطراف و جوانب کو باہر رہنے دو اس کے پھول نہایت خوشنما اہلِ رنگ کے ہون گئے،

اس سے قبل خوشبو، شیرینی، اور ادویہ سہلہ کے درخت میں داخل کرنے کا جو طریقہ بتایا گیا ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ وہ انگور، انجیر، انار، شفتالو، امرود، گل خیر و سب کے لیے برابر ہے،

نارنج، ریحان، سرف، صنوبر وغیرہ جو ایک ہی تنے پر قائم رہتے ہیں اور جنہیں سے بعض خوش منظر اور ہمیشہ سرسبز اور شا داب رہتے ہیں، انہیں بعض اوصاف پیدا کرنے کی ترکیب،

اگر تم یہ چاہو کہ درخت وسطِ حوض یا وسطِ نہر میں ہو تاکہ ان درختوں کا حق اور دویالا ہو جائے اور تالاب میں سایہ کی خوشنمائی نظر آئے تو حوض یا تالاب میں جب پانی نہ ہو تو اسفل میں ایک گڈھا کھودو اور ان درختوں میں سے کوئی درخت لگادو جو ایک ہی تنے پر قائم رہتے ہوں، لگانے کے بعد اسکو برابر پانی سے سیراب کرتے رہو، جب یہ نشو و نما پاجائے تو مٹی کے بڑے بڑے حلقے جو کنوئیں میں لگائے جاتے ہیں لے جائیں، جو درخت کے تنے سے دائرہ میں بڑے ہوں، اس حلقہ کو دھون

پہر منقسم کرین اور دونوں کو دو طرف سے تنے میں داخل کرین اور پھر اس کا حلقہ برابر کر کے بٹھا دین، گو یا تنے میں ایک طوق کی شکل نظر آئے، اس حلقہ کے پہنانے کے بعد گچ اور ریت کو ملا کر اس سے منافع کو بند کر دین، اس کے بعد ایک دوسرا حلقہ اس سے ذرا بڑا لین اور اس کو بھی اسی طرح پہلے حلقہ سے اوپر رکھیں، اور دونوں کا جو ایک ہی جگہ پر واقع ہو اور ان دونوں کے درمیان کو گچ اور ریت سے اچھی طرح جوڑ دین پھر تیسرا حلقہ لین اور اس کو بھی اسی طرح دوسرے کے اوپر رکھیں اور گچ اور ریت سے بند کر دین اس کے بعد بھی اگر پورا استحکام نہ ہو تو ان حلقوں کے اوپر اور نیچے لوہا پکھلا کر ڈال دین، مقصود یہ ہے کہ سطح حوض سے یہ بلند ہو تاکہ جب حوض میں پانی آجائے تو سوراخوں کے اندر نہ گھس جائے اور درخت کو خراب نہ کر دے، اسی لیے لکھا ہے کہ مٹی کے ان حلقوں کو اچھی طرح جما دین اور کوئی سوراخ باقی نہ رکھیں، کیونکہ یہ درخت حوض یا تالاب کے درمیان واقع ہے، اور ان دونوں کے پانی میں ملاحظت ہوتی ہے جس سے درخت کو نقصان پہنچتا ہے، انکین پانی سے ترکاؤں کو جو نقصان پہنچتا ہے، اس کا ذکر کر دو اور گکری میں کیا جابجا ہے،

طمان ہے کہ جب تم یہ چاہو کہ ترکاریوں میں مختلف رنگ اور خوشبو ہو تو اونٹ کی مینگنیوں میں سوراخ کر کے خش، کرفس، وغیرہ کے دو یا تین بیج ڈال دو پھر سب کو زمین میں بودو، اور اوپر سے اچھی مٹی ڈال دو، اور بد بودا پس ہوئی کھا دو بھی ملا دو اس کے بعد پانی سے حسب ضرورت سیراب کرو، جب ان میں نمو ہو گا تو ان کی جڑ ایک ہی ہوگی، اسی طرح خش کے حوض چقندر کے بیج ڈالو تو بھی

لے یہ لفظ اسی طرح ہے، نہ معلوم کون سا خاص مراد ہے۔

یہی قائم ہوگا،

ص کی کتاب میں ہے کہ بھیر اور بکری کی منیگنی میں سوراخ کر کے خش یا دوسری چیزوں کے تخم داخل کر دو اور ایک عمیق گڑھے میں دفن کر دو جسکو پہلے سے کھا دینا ڈال کر درست کیا گیا ہو، اور اس کے بعد پانی سے سیراب کر دو تو ان سے ایک ہی زرخست تیار ہوگا بعض یہ کہتے ہیں کہ دو تین منیگنیوں کو کوٹ لیا جائے اور اس میں یہ تخم مخلوط کر دیا جائے پھر ان سب کو تھیلی میں رکھ کر زمین میں دفن کر دیں اور بقیہ عمل وہی کریں جو بتایا گیا ہے،

شلم اور موتی کے بڑے بڑے پھل اگر پیدا کرنا چاہو تو ان کے بہت سے پھل میں سوراخ کرو اور ان میں تقریباً نصف بھوسہ بھر دو اور پھر ان میں مٹی اور کھا دینا ڈالو اس کے بعد موتی یا شلم کے تخم ڈال کر ان کو زمین میں دفن کر دو، انشاء اللہ پھل بہت بڑے بڑے ہوں گے،

دھنیا اگر بغیر تخم بوئے ہوئے پیدا کرنا چاہو تو ایک مینڈھے کو کپڑو اور اس کے خسیوں کو پانی سے خوب دھو دو اور یہ پانی تعمیر شدہ زمین میں ڈال دو، انشاء اللہ اسی طرح دھنیا پیدا ہوگا،

اسی طرح سویا کے متعلق لکھا ہے، اذنیایوس کا قول ہے کہ جب تم اس کو بغیر تخم بوئے ہوئے پیدا کرنے کا ارادہ کرو تو گرم پانی تیار شدہ زمین میں مٹی جو کھا دو وغیرہ ڈال کر درست لگائی ہوؤ اسے رہو، ایک سال کے بعد اس میں سویا پیدا ہوگا، اسی طرح شہد نچ جسکو قتب بھی کہتے ہیں، اس کے تخم زمین میں بوئے جائیں، اور ان کو گرم پانی سے سیراب کر کے کپڑے سے ڈھک دیا جائے تو فوراً اگنے لگیں گے، بعض کہتے



ہیں کہ ایک دن میں تیار ہو جائیں گے،

باب ترکیب پر نظر ڈالو جس میں ایک درخت کو دوسرے درخت کیسے  
مرکب کرنے کی تدبیر اور تون کو ہلا کسی جڑ کے پیدا کرنے کی ترکیب نیز خربوزہ اور  
گدو وغیرہ کو دوسرے انواع درخت میں مرکب کرنے کی صورتیں مفصل درج ہیں  
البتہ طمین ایک عجیب و غریب بات یہ لکھی ہے کہ ماسی کہتا ہے کہ جو شخص  
یہ معلوم کرنا چاہے کہ انار کے درخت میں اس سال کتنے پھل آئیں گے تو اوسکا  
طریقہ یہ ہے کہ جب انار میں اول اول پھول آئیں تو ان چھوٹے دانوں کو شمار  
کر لے جتنے اس میں دانے ہوں گے اسی قدر پھل آئیں گے بعض یہ کہتے ہیں کہ  
انار کا کوئی پھل توڑ لے اور اس کے دانے گن ڈالے جس قدر اس کے دانے  
ہوں گے اسی قدر اس میں پھل آئیں گے، لیکن اس ترکیب کا اب تک کسی نے  
تجربہ نہیں کیا ہے، ممکن ہے کہ تجربہ کے بعد صحیح ثابت ہو،



# باب شانزوم

تازہ اور خشک میوؤں کے جمع کرنے کا طریقہ، نیز تخم اور جھوٹے بیج کی نفی  
کی ترکیب اور بعض ترکاریوں کے رکھنے کا طریقہ،

میوہ اور دوسرے پھلوں کے رکھنے کی جگہ صاف ستھری بارداور عمدہ ہوا  
جگہ ہونی چاہیئے، خراب ہوا والی جگہ سے نقصان پہنچتا ہے، کبھی سفر جمل کو عام  
میوہ جات کے ساتھ نہ رکھیں، کیونکہ یہ تازہ پھلوں کے لیے مضر ہے،

انگور کے رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ انجیر کی لکڑی اور پیون کی راکھ کو خوشن  
پر چھڑک کر مذکورہ بالا مقام پر رکھیں، عرصہ تک یہ پھل تر و تازہ رہیں گے، یا خوشن  
کو خرفہ کے عرق میں ڈبو دیں، اس سے بھی عرصہ تک پھل خراب نہ ہوں گے، اسی  
طرح اگر پھلکری کے پانی میں ڈبو دیں تو یہ پھل ایک سال تک اچھی حالت میں  
رہیں گے، ق کا قول ہے کہ جردون اور انجیر کی راکھ کو پانی میں ملا دیں اور اس  
پانی کو جوش دین جب یہ پانی ٹھنڈا ہو جائے تو ان میں انگور کے خوشن کو ڈوبا  
جائے، پھر خوشن کا پانی خشک کر کے ان کو توجہ کے بھوسہ میں رکھ کر کسی بلند مقام  
پر رکھیں، انشاء اللہ ایک زمانہ تک انگور اچھے رہیں گے، یہی طریقہ عمل تمام  
دوسرے تازہ میوؤں کے ساتھ کیا جائے تو مفید ہوگا، ایک طریقہ یہ بھی ہے  
کہ ساکھ اور چاول کی لکڑیوں کا برآدہ اور انگور کی راکھ کو پانی میں ملا ڈالیں اور  
ان کا لعاب نکالیں اور اسی لعاب میں خوشن کو تر کرین پھر کسی عمدہ مقام پر انکو

لشکا دین، ایک ترکیب یہ ہے کہ گو برہمن سفید مٹی ملا کر اس سے ایک برتن بنائیں اور اس کا اطمینان کر لیں کہ اس میں شق نہ ہو گا یعنی اچھی طرح گوندہ کر بنائیں پھر اس ظرف میں انگور کے خوشے رکھیں اور اوپر سے مٹی لگا کر بند کر دیں، اس کے بعد اسکو صاف جگہ پر لشکا دین، نور و زکے دن تک یہ خوشے اچھے رہیں گے،

ق اور دوسروں کا قول ہے کہ انگور خواہ سفید ہوں یا سیاہ ان کے ان خوشون کا انتخاب کریں جنہیں ابھی صلابت ہو لیکن اچھی طرح پختہ ہو گئے ہوں اور شیرینی لگتی ہو۔ ان خوشون کو تیز چاقو سے طلوع آفتاب کے بعد کاٹیں بلکہ اسوقت اگر کین جبکہ نیم خشک ہو جائے اور چاند کے گھٹاؤ کا زمانہ شروع ہو جائے یعنی پندرہویں یا سوتھو تاسیخ ہو یا نو مہر کے اخیر عشرہ میں کاٹیں اور خوشون میں سے جو خراب یا کچے پھل ہوں ان کو نکال ڈالیں، پھر ان کے لیے سے مٹی کے ظروف لیے جائیں جنہیں جو یا اشتقاق کا بھوسہ ڈالیں، ایک تہ انگور کے خوشون کی رکھیں اور دوسری تہ بھوسہ کی رکھیں ابھی طرح تہ بہ تہ جاتے چلے جائیں، جب ظرف بھر جائے تو اس پر مٹی چھڑک کر دوسری مٹی سے منہ کو بند کر دیں، اور ظرف کو کسی ایسی جگہ رکھیں جہاں آفتاب کی حدت نہ پہنچے اس طرح ایک سال تک پھل محفوظ رہیں گے بعض یہ کہتے ہیں کہ خوشون کو نمک کے پانی میں خوب بھگا دیا جائے پھر باجرہ یا باقلا مصری، یا باقلا یا جویں سے کسی کا بھوسہ مل جائے اس پر اس کو پھیلا دیں، یہ جگہ جان یہ رکھے جائیں بار دہو، نہ وہاں دھوپ کا اثر ہو اور نہ آگ جلائی جائے اس سے بھی انگور کینے مانہ تک اپنی اصلی حالت پر قائم رہیں گے ق کا قول ہے کہ عمدہ خوشہ انگور کو مٹی کے ایک ظرف میں رکھیں اور اوپر سے شیریں مٹی کے موٹے ذرات ڈال دیں، جب تم اس میں سے نکال کر کھانا چاہو تو

کھانے سے قبل ان کو پانی سے دھو ڈالو تاکہ یہ صاف ہو جائیں بعض کی یہ رائے ہے کہ خوشے کو مٹی کے نئے برتن میں رکھ کر اوپر سے ایک چمڑا سکر مڑھ دین اور اس ظرف کو زمین میں دفن کر دین، جب تم نکالو گے تو انگور اچھے نظر آئیں گے، اسی طرح اس ظرف کو گلے تک مٹی کے بجائے پانی میں ڈبو دین تو بھی یہی فائدہ ہوگا، ق کا قول ہے کہ خوشے شاخ اور پتے سمیت کاٹ بیٹے جائیں اور پگھلے ہوئے روغن قیر میں کٹی ہوئی دُندھی کو ڈبو دین اور پھر ہر خوشے کو الگ الگ لٹکا دین، یہ موسم سرما تک باقی رہیں گے، اگر انگور باقلا کے بھوسے پر پھیلا دیا جائے تو اس کے قریب جنگلی چوہے بھی نہ آئیں گے اور یہ عرصہ تک اپنی حالت پر رہے گا،

لکڑی کا برادہ باجرہ کے آٹے کے ساتھ ملا لیا جائے اور روغن قیر سے رنگے ہوئے برتن میں ایک تہ اس برادہ کی اور دوسری تہ انگور کی رکھیں، یہاں تک کہ یہ ظرف بھر جائے،

احمد بن ابی خالد صاحب کتاب کیمیا، اطعام لکھتے ہیں کہ انگور کو تر و تازہ رکھنے کی سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ بارش کے پانی کو خوب پچائیں، یہاں تک کہ اس کا ٹکٹ حصہ باقی رہ جائے، پھر جب پانی بالکل ٹھنڈا ہو جائے تو شیشے یا مٹی کے ظرف میں رکھیں اور اس میں جس قدر خوشے سما سکیں ڈال دیں اور اس کو بند کر کے کسی بلند جگہ پر رکھ دیں،

ق نے ایسا ہی بیان کیا، ایک دوسرے فلاح کا قول ہے کہ اس ظرف کے منہ کو گچ سے بند کر دیں اور ایسی جگہ پر رکھیں جہاں نہ تو آفتاب کی گرمی پہنچے اور نہ آگ کی حرارت کا اثر ہو اور نہ دھواں پہنچ سکے،

بعض یہ کہتے ہیں کہ جو کے ڈھیر میں اگر انگور کے خوشے رکھ دیئے جائیں تو خراب نہ ہوں گے، اسی طرح ہر خوشہ ڈنڈی سمیت توڑ لیا جائے یا چند خوشوں کی ایک شاخ توڑ لی جائے اور شیر و انگور میں بھگا کر مکان میں لٹکا دی جائے یا گہواں جو باقلا کے بھوسے پر اس طرح پھیلا دیا جائے کہ ایک دوسرے کو مس نہ کریں تو عرصہ تک انگور اچھے رہیں گے اور اگر انھیں کو گہون کے انبار کے قریب لٹکا دیا جائے تو یہ اور عمدہ رہیں گے،

ابن جریر نے کتاب الانذیہ میں لکھا ہے کہ خوشوں کو اٹا لٹکا دین، جب ضرورت کھانے کی پیش آئے تو اس میں سے توڑ کر گرم پانی میں دھویا جائے پھر کھایا جائے۔ جس میں ہے کہ خوشوں کو بڑے بڑے گھڑوں میں لٹکا دین اس طرح پر کہ خوشے گھڑے سے مس نہ کر سکیں،

یابہ کیا جائے کہ انجیلوز انگور کی لکڑیوں کی راکھ کو پانی میں کھولایا جائے اور اس میں ان خوشوں کو ڈبو دیا جائے اس کے بعد ان کا پانی خشک کر کے مذکورہ اشیاء میں سے کسی کے بھوسہ پر ان کو پھیلا دین۔

اور اگر تم یہ چاہتے ہو کہ انگور اپنی ذالیوں میں تروتازہ رہیں، جب ضرورت ہو تو تم اس میں سے توڑ لیا کرو تو اس کے لیے کتان کے کپڑے کی پھیلیاں بناؤ اور ہر پھیلی میں ایک خوشہ داخل کرو اور اس کا منہ بند کر کے خواہ کسی دوسری لکڑی میں باندھ دو یا خوشوں کی ڈنڈی میں باندھ دو، انشاء اللہ ایک زمانہ تک یہ انگور تروتازہ اور عمدہ رہیں گے، یا یہ کرو کہ باریک اون سے تمام خوشوں کو لپیٹ دو اور اس بھڑ اور مکھی قریب نہ آئیں گی اور یہ کچھ دن محفوظ رہیں گے، میرے خیال میں پھیلیوں

سے یہ اچھی ترکیب ہے، اور اگر اس آدن کو پہلے تسن کے پانی میں تر کر لیا جائے اور پھر خوشن کو لپیٹا جائے تو اس سے حشرات الارض کی آمد بند ہو جائے گی،

ق کا قول ہے جب تم یہ چاہو کہ انگور اپنی شاخوں میں ربیع کے موسم تک رہیں، یا اس سے زیادہ دنوں تک قائم رہیں، تو اس کے لیے اس شاخ کا انتخاب کرو جس میں بکثرت پھل ہوں اور پھلوں کے بوجھ سے وہ اس قابل ہو کہ جھکاؤ جاسکے، اس شاخ کے نیچے دو ہاتھ کا گڈھا کھودو اور نرم ریت اس میں اچھی طرح بچھا دو، پھر اس شاخ کو اس گڈھے کی جانب اتنا جھکاؤ کہ تمام خوشے گڈھے کے اندر لٹکنے لگیں، لیکن زمین سے سس نہ ہونے پائین، نہ اطراف و جوانب زمین سے لگنے پائین، اس طرح جھکا کر شاخ کو کسی لکڑی میں باندھ دو اور گڈھے کو تسن کی تپوں سے چھپا دو اور اوپر سے باریک مٹی ڈال دو اتنی باریک مٹی ہو کہ تپوں سے وہ چھٹ جائے، اس کے بعد جب تم گڈھا کھول کر انگور توڑو گے تو وہ بالکل تازہ ہوں گے، ایک دوسرا طریقہ ہے کہ اس گڈھے میں مٹی کا ایک بڑا ظرف رکھیں جس کا منہ بہت کشادہ ہو اور اس میں ان خوشن کو اسی طرح لٹکا دیں جس طرح گڈھے میں لٹکایا تھا، خوشے طرف سے بالکل الگ رہیں مہیں نہ ہونے پائین اس کے بعد اس کو اسی طرح ڈھک دیا جائے، انشاء اللہ یہ موسم سرتاک تروتازہ رہیں گے اور جانوروں کے حملہ سے بھی محفوظ رہیں گے، یا یہ کریں کہ مٹی کے چھوٹے برتن میں ایک باریک سوراخ کر دیں اور اسی میں ہر خوشے کو رکھ کر شاخ سے لٹکا دیں، اس سے بھی فائدہ پہنچے گا،

ق کا قول ہے کہ جب ابتدائے انگور کے پھل آئیں تو ان کو کاٹ کر پینک دیا جائے

جب دوبارہ بکثرت پھل آئیں اور وہ تیار ہو جائیں تو ہر خوشے کو مٹی کے کوزوں میں رکھ دیں اور ان کو شاخوں سے باندھ دیں تاکہ ہوا سے گرے نہ پائیں، اور ان کے منہ کو گچ سے بند کر دیں تاکہ اندر کی ہوا باہر نہ آنے پائے، اس طرح وہ اول ربیع تک اچھے رہیں گے،

میری رائے ہے کہ جن طرف میں انگور کے خوشے رکھے جائیں ان میں ایک باریک ساسورخ کر دیں تاکہ ہوا اندر جاسکے، جیسا کہ اترج کے بیان میں جا چکا ہو اور انگور کو طرف میں لگنے سے بچائیں کیونکہ ایک ٹٹھ شخص نے مجھ سے اپنا تجربہ بیان کیا کہ مٹی کے ظرف سے اس کرنے سے انگور خراب ہو جاتے ہیں،

انگور سے موثر اور کشمش بنانے کی ترکیب اور انکے کھنے کا طریقہ  
 ق کہتا ہے کہ موثر بنانے کی ترکیب سب اچھی یہ ہے کہ جب انگور تیار ہو جائے تو ان کی شاخوں کو توڑ کر اسی میں رہنے دے اس سے یہ ہوگا کہ یہ انگور غذا نہ ملنے کی وجہ سے سکڑتے جائیں گے یہاں تک کہ خشک ہو جائیں گے، پھر ان کو الگ کر کے سایہ میں لٹکا دینا چاہیے تاکہ اچھی طرح خشک ہو جائیں، اس کے بعد ان کو مٹی کے ایک ظرف میں جس میں خشک انگور کے پتے بچھا دیئے جائیں رکھ دیں، اور برتن کے منہ کو اچھی طرح بند کر دیں، اور اس ظرف کو بار و جگہ پر رکھ دیں جہاں دھواں وغیرہ کا گزرنہ ہو، نیز تری سے بھی محفوظ رکھیں، یہ موثر بہت دن تک رہتے ہیں، یہ خشک ہو کر سفید رنگ کے ہو جاتے ہیں اور بڑے لذیذ ہوتے ہیں بعض نے یہ کہا ہے کہ انگور کے پتوں پر خوشن کو پھیلا دینے سے بھی موثر تیار ہو جاتا ہے، کیونکہ وہاں ان کو خشک ہونے کا اچھا موقع ملتا ہے،

دوسرے فلاحون کا قول ہے کہ جب انگور خوب پختہ ہو جائیں اور ان میں پورے طور سے شیرینی آجائے تب تو زیر بنانے کے لیے ان کو توڑنا مناسب ہے کیونکہ اگر ان میں کچھ بھی تلخی یا ترشی باقی رہی تو تو زیر بنانے کے ساتھ ساتھ وزن بھی کم ہو جائے گا، یعنی وہ ہلکے ہوں گے، یہی وجہ ہے کہ اخیر جب ذرا خام توڑ لیے جاتے ہیں تو ان میں ترشی آجاتی ہے،

انگور کے پھل میں سے بعض خوب تیار ہوں اور بعض ابھی خام ہوں تو پختہ دانوں کو توڑ لیں اچا پیئے اور بقیہ کو خٹکی آنے تک چھوڑ دینا چاہیئے، خشک تو زیر اور اخیر کو شب میں ٹھنڈک اور شبنم میں رکھا کریں اور صبح کو دھوپ میں رکھا کریں تو اچھا ہو بلکہ ان دونوں کو شب میں کچور کی چٹائی میں باندھ کر شبنم میں چھوڑ دیں، دن کے وقت اسی چٹائی میں ان کو سوکنے کے لیے پھیلا دیں، یا صاف ستھری اور خش و غلاش سے پاک زمین میں پھیلا دیں،

خلیظہ اقوام انگور کو خشک کرنے سے ان کا وزن تو زیر ہونے کے بعد ملت رہ جاتا ہے، اسی طرح رفیق اقوام اور قریبی رنگ کے انگور خشک ہونے کے بعد چوتھائی وزن کے رہ جاتے ہیں، خشک انگور کو پھیلانے کی سب سے بہتر زمین وہ ہے جو افتادہ ہو اور اس میں سرخ مٹی ملی ہو، اس پر اس طرح پھیلا دیں کہ ایک دوسرے کے متصل نہ ہوں بلکہ الگ الگ ہوں،

یہ خیال رہے کہ انگور کو بھی راستوں یا گڑھوں یا کنوؤں کے قریب نہیں پھیلانا چاہیئے کیونکہ ان مقامات پر بکثرت خاک اڑتی ہے جس سے تو زیر کی رنگت خراب ہو جاتی ہے،



## مویر بنانے کا دوسرا طریقہ جسکو غشیہ کہتے ہیں

جب انگور غلیظ القوام ہو اور دیر میں تیار ہوا ہو تو اس کو فوراً مویر بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ سر دیا با قلا کی راکھ کو پانی میں ایک رات اور دن رکھیں پھر اس پانی کو نتھار کر تین بار جوش دین پھر انگور کے خوشون کو ڈنڈی سے پکڑ کر اس میں دیکھائیں، اور ڈالنے کے پھٹنے سے پہلے ان کو نکال لیں اور گھاس پر خشک ہونے کے لیے پھیلا دیں جب خوب خشک ہو جائیں تو ان کو اٹھا کر رکھ دیں، اگر تم مویر کو نیلگون رنگ کا بنانا چاہتے ہو تو اسی پانی میں تھوڑا تار کا چھلکا ڈال دو، اس کا سبب مجرب طریقہ یہ ہے کہ سر دیا با قلا کی راکھ جو لمبائے چوتھائی وزن میں لیجائے اور اسکو ایک صابا برتن میں رکھیں، اور اگر ایسا برتن لمبائے جس میں کبھی زیتون کا تیل رکھا گیا ہو تو اور بہتر ہے، اس میں راکھ سے چار گونہ پانی ڈالیں اور چند دنوں تک اسی حالت میں میں چھوڑ دیں، پھر اس پانی کو نتھار کر کسی بڑے تانبے کے ظرف میں رکھیں اور اس کو آگ پر چڑھا دیں، جب خوب جوش کھانے لگے، تو انگور کی ڈنڈی پکڑ کے اس میں غوطہ دیں، اگر پانی بہت زیادہ کھوٹا ہو تو صرف ایک ہی غوطہ کافی ہو، لیکن اگر کم گرم ہو تو دو غوطے دیں اور پھر ان کو خشک زمین یا جنگل میں سوہ کھنے کے لیے پھیلا دیں، اور دوسرے دن الٹ پلٹ دیں تاکہ اچھی طرح خشک ہو جائیں، اگر ضرورت ہو تو سہ بارہ الٹ پلٹ دیں، جب بالکل خشک ہو جائیں تو جس ظرف میں چاہو رکھو جو اس کے لیے مناسب ہو، انگور یا انجیر کو ایسی جگہ نہ پھیلانا چاہیے، جہاں گرد و غبار کی کثرت ہو، با قلا کی راکھ اور اسی طرح سر دیا کی راکھ اس عمل کیلئے

بہت مفید ہے اس پانی میں جس کا اوپر ذکر کیا گیا اگر تھوڑا سا روغن زیتون بھی  
 ملا دین تو بہترین توڑ تیار ہوں گے،

### تازہ انجیر رکھنے کی ترکیب،

تازے انجیر وندھی سمیت درخت سے اس وقت توڑ لے جائیں جبکہ ان میں  
 تھوڑی خامی باقی رہ جائے یعنی بالکل پکے ہوئے نہ ہوں پھر ان کو مٹی کی نئی ہانڈی  
 میں پھیلا کر اس طرح پر رکھیں کہ ایک دوسرے سے ملحق نہ ہوں، اور اس ہانڈی  
 کو بار و جگہ پر رکھیں، اگر ان میں ترشی پیدا کرنی مقصود ہو تو کدو کی خشک لکڑی اور  
 پتیان جلائی جائیں اور ان پر یہ ظرف رکھا جائے، تاکہ خوب دھواں پہنچے بعض  
 کی یہ رائے ہے کہ جب تازے انجیر توڑے جائیں تو ان کو شیشے یا سیسہ یا روغن زیتون  
 کے ظرف میں رکھیں تاکہ کچھ دن وہ تازہ رہیں،

### انجیر کو خشک کرنے اور جمع کرنے کا طریقہ

انجیر جب پختہ ہو جائیں اور زمین پر ٹپکنے لگیں تو ان کو جمع کر کے رتھ یا دس  
 پر دھوپ کھانے کے لیے پھیلا دیں، ان کو رات کے وقت توڑنے میں کھلا چھوڑ دیں  
 تاکہ اچھی طرح تر ہوں اور پھر طلوع آفتاب سے قبل اٹھا لے جائیں، جب آفتاب  
 اچھی طرح روشن ہو جائے تو ان کو خشک ہونے کے لیے پھیلا دیں کسی قسم کی تر  
 یا نمی اس مقام پر نہ ہونی چاہیے جہاں انجیر سوکھنے کے لیے پھیلائے جائیں، اور  
 اگر زمین کے بجائے مٹی کے ظروف میں ان پھلون کو رکھیں تو پھلون میں جب  
 تھوڑی رطوبت ہو اسی وقت توڑ لیں، اس ظرف میں اگر خشک انجیر یا سر و کا سون  
 یا برادہ ڈالیں تو اس سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ان میں کیرے نہ پیدا ہوں گے، ایک

ایک ترکیب یہ ہے کہ انجیر کے تین دانوں کو تر و خنق قارمین بھگو دین، پھر ایک کو  
 ظرف کے اسفل حصہ میں رکھیں اور دوسرے کو وسط میں اور تیسرے کو اوپر رکھیں  
 اور ان تینوں کے درمیان ان انجیروں کو رکھیں جنکو خشک کرنا مقصود ہے، اس  
 انجیر میں کسی قسم کی بو نہیں پیدا ہوگی، بعض نے یہ کہا ہے کہ جمع کر کے رکھنے کے  
 بعد نمک ملا ہو پانی اسی طرح چھڑک دین جس طرح عرقِ گلاب چھڑکا جاتا ہے،  
 اس سے کیردن اور دیمک سے حفاظت ہو جاتی ہے،

### سیب، امرود اور بھی کے رکھنے کا طریقہ

ان میں سے جسکو تم رکھنا چاہو، اس کے پھلون کو نچتے ہونے کے بعد درخت  
 سے آہستہ سے توڑ لو، توڑنے میں کوئی خراش یا ضرب پھل کو نہ لگے، بلکہ یہ تمام  
 پھل آفات اور امراض سے محفوظ ہوں جنکو تم رکھنا چاہتے ہو، آخری فصل میں  
 پھل اگر توڑے جائیں تو اور اچھا ہے، یعنی اسکی فصل جب ختم ہو رہی ہو، اس وقت  
 ڈنڈی سمیت توڑ لیے جائیں، پھر ہر ایک کو آخر ڈٹ کے پون یا کتان کے ٹکڑوں  
 میں ڈور سے باندھ دیں اور اوپر سے چکنی سفید مٹی جبین شیرین خاک بھی ملی ہو، اس کو  
 لگا دیں اور گچ میں پانی ملا کر اس کے اوپر چڑھا دیں تاکہ اچھی طرح مستحکم ہو جائے پھر  
 سایہ میں خشک ہونے کے لیے چھوڑ دیں، جب خشک ہو جائیں تو ایک تختہ پر  
 ان کو برابر قطار سے رکھ دیں یا ڈنڈیوں کو کھونٹیوں پر ٹھنڈے مقام پر لٹکائیں  
 یہ جگہ بھی ایسی ہونی چاہیے کہ آفتاب یا اوسکی حرارت کا اثر نہ پہنچے نہ وہاں نہ اس کے  
 قریب میں آگ جلائی جائے جس سے کوئی گرمی یا دھواں پہنچے،

ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ ۱ دن کو بجائے لٹکانے کے جو کی ڈھیری

میں دفن کر دین عرصہ تک یہ اچھی حالت پر رہیں گے، جب کھانے کی ضرورت ہو نچا کر دھو لے جائیں پھر کھائے جائیں،

نچ نے سب، اور تہی کے جمع کرنے کے متعلق لکھا ہے، کہ سب کے اقسام میں سے نشی اور رومی و نڈی سمیت اکتوبر کے مہینہ میں توڑیے جائیں، مں میں ہے کہ اکتوبر میں سب ہاتھ سے توڑ لیے جائیں، اسکی احتیاط رہے کہ پھل کسی جگہ پر کٹنے نہ پائے، پھر مٹی کے ایک نئے اور خشک ظرف میں کتان کے ٹکڑے کو بچھا دیں اسکے بعد سب کے پھل رکھیں، پھر ایک تہ کپڑے کی رکھیں اور ایک تہ پھلوں کی رکھیں تاکہ ایک دوسرے سے ملحق نہ ہو سکیں، مں ہی کا قول ہے کہ اگر دو دنوں میں بھی گئے تو کوئی زیادہ نقصان بھی نہیں ہے، ظرف کو اسی کتان سے ڈھک کر سفید کلنی مٹی سے اس کا منہ بند کر دین، پھر اس ظرف کو تاریک ٹھنڈی کوٹھری میں لٹکا دیں، انشاء اللہ اس طرح یہ پھل عرصہ تک رہیں گے، مہینہ میں ایک بار کھو لکر دیکھا جائے، اگر ان میں کوئی خراب ہو گیا ہو تو نکال دیا جائے، مں کہتے ہیں کہ جون کے مہینہ تک یہ اچھی طرح رہیں گے، تہی میں بھی یہی عمل کریں لیکن اس کو تمام پھلوں سے الگ رکھیں،

طوطا کا قول ہے کہ اگر تم سب کو کچھ دن رکھنا چاہتے ہو تو اس مٹی میں حسین ظرف بنائے جاتے ہیں ہر پھل کو چھپا دو یا ان کو کسی ظرف میں اس خشک مٹی کے ساتھ رکھ دو یا اس پھل کو اس مٹی میں خوب اچھی طرح لپیٹ دو پھر ان کو خشک ہونے کے لیے رکھ دو، جب خشک ہو جائیں تو ان کو کسی بلند مقام پر رکھو، جب تم ان کو نکالو گے تو یہ تروتازہ نظر آئیں گے، اور اگر ان کو کسی کوزے میں رکھو تو کوزہ

کے منہ کو بند کر دو، اور چاروں طرف مٹی لگا دو اس طرح پھل تازہ رہیں گے،  
 امروہ کے رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ پے ہوئے نمک یا لکڑی کے براہ  
 کو نئے ظرف میں بچا دین، اس کے بعد پھل رکھیں تو یہ براہ ان کی حفاظت کرے گا  
 یا امروہ کو ایسے ظرف میں رکھیں جس میں شہد ہو اس سے بھی کچھ دن تک خراب  
 نہ ہوگا، بعض کا یہ قول ہے کہ اگر تم امروہ کو ہمیشہ تازہ چاہتے ہو تو ان کے رطب  
 پھل کو توڑو اور ان کو مٹی کے نئے ظرف میں رکھو، پھر اس کو میٹھی شراب سے بھر دو  
 انشاء اللہ عرصہ تک خراب نہ ہوں گے، اسی طرح دوسرے علمائے فلاحیت کا قول  
 ہے کہ ان کو مٹی کے نئے گھڑے میں رکھ کر اس کا منہ اچھی طرح بند کر دین اور پھر گھڑے  
 کو زمین میں دفن کر دین جب تم اس میں سے پھل نکالو گے تو وہ تازہ نظر آئیں گے  
 یا اس گھڑے کو پانی میں گر دن تک ڈبو دین، تو بھی یہی فائدہ ہوگا، یہی طریقہ عمل  
 سیب اور دیگر تازہ پھلوں کے لیے ہے، ایک دوسری ترکیب یہ ہے کہ پھل اسی  
 وقت توڑے جائیں جب کہ ان میں پختگی شروع ہو اور ان کی ڈنڈیوں میں  
 روغن قارملدیں، پھر ان کو لکڑی کے برادے پر علیحدہ علیحدہ جمادیں، انشاء اللہ  
 پھل خراب نہ ہوں گے،

خ کا قول ہے کہ امروہ خشک کر کے بھی رکھے جاتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے  
 کہ اچھے پھل کو چاقو سے چار ٹکڑے کر دین، پھر ان کو تختیوں پر خشک ہونے کے  
 لیے رکھ دین اور ہر چوتھے دن الٹ پلٹ دین، یہاں تک کہ اچھی طرح خشک بن جائیں  
 اور کسی قسم کی رطوبت باقی نہ رہے، پھر ان کو حلقہ کی چٹائیوں کے ٹکڑے میں  
 رکھیں، اس طرح ہر کہ ایک تہ چٹائی کی رکھیں اور ایک تہ پھل کی جائیں اور ہاتھ

فلا دباتے جائیں تاکہ ظرف میں جگہ کافی رہے اور نشست ٹھیک ہو، اور چٹائی کی ہر تہہ پر شہد چھڑک دیں، آنا کہ جس سے وہ تر ہو جائے، انشاء اللہ اسی طریقہ پر پھل نہایت شیریں اور عمدہ ہوں گے،

خ کا قول ہے کہ لوگ اکثر ایسا کرتے ہیں کہ امرود کے باریک باریک قلعے بنا لیتے ہیں اور پھر ان کو سکھا ڈالتے ہیں، ربیع اور موسم سرما میں ان کو ہال کر رکھتے ہیں، خصوصاً جب کوئی بیماری ہوتی ہے تو اس کا استعمال زیادہ کرتے ہیں، کیونکہ یہ بہت ہلکی غذا ہوتی ہے،

تہی کے ہر دانہ کو انجیر کے پتوں میں لپیٹیں اور سفید شیریں مٹی اس پر چسپان کر دینا پھر ان کو سایہ میں سوکھنے کے لیے چھوڑ دیں، اور اس کے بعد ان کو ایسے گھر میں بلند مقام پر رکھیں جہاں کوئی دوسرا میوہ نہ رکھا گیا ہو، کیونکہ اسکی خوشبو دوسرے تازہ پھلوں کے پے مضرب ہے، خصوصاً انگور کے لیے تو ہلکا ہے، تہی کو اگر جو کے بھوسہ میں رکھیں تو بھی اچھی طرح رہے گا، اسی طرح لکڑی کے برادے یا ایسے ظرف میں رکھیں جس میں میٹھا شیرہ وغیرہ ہو، یہی حال سیب کا بھی ہے، طوطا کا قول ہے کہ جو شخص سفر جل کو اچھی حالت میں رکھنا چاہتا ہے وہ ان کو اس مٹی میں رکھے جس سے ظرف بنائے جاتے ہیں،

انار کے رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے انار کو کچنگی سے قبل ڈنڈی سمیت توڑ لیں، بعض نے یہ کہا ہے کہ اچھی طرح پختہ ہونے کے بعد توڑ لیں، پھر ان کو دھواگے یا گودے میں باندھ کر کسی ٹھنڈی کوٹھری میں لٹکا دیں، اس طرح پر کہ نہ تو وہ دیوار سے متصل ہوں اور نہ آپس میں ملتی ہوں، اس سے بہت دن تک وہ باقی رہیں گے،

یا یہ کریں کہ لٹکانے سے قبل تجویز گھنٹوں کے بھوسہ میں ان کو چھپا دین، جب ان کے  
 اور پکا پوسٹ خشک ہو جائے تو ان کو اسی طرح لٹکا دین، یا ہوا میں خشک ہونے  
 کے لیے چھوڑ دین پھر کسی ٹھنڈی جگہ پر لٹکائیں، بعض نے یہ کہا ہے کہ آمار کو کھولتے  
 ہوئے پانی میں چھوڑ دین اور جب تک پانی ٹھنڈا نہ ہو ان کو اسی میں رہنے دین،  
 پھر نکال کر ہر پھل کو دھاگے یا کسی اور چیز میں باندھ کر لٹکا دین، انتشار اللہ ایک سال  
 تک یہ پھل خراب نہ ہوں گے، نہ ان میں بوسیدہ ہوگی اور نہ ذائقہ خراب ہوگا،  
 بعض نے یہ کہا ہے کہ ہر پھل کے نیچے اور سرے پر گرم روغنِ قار ملدین اور پھر  
 لٹکا دیئے جائیں تو بھی مفید ہوگا، یا یہ کریں کہ نمک ملے ہوئے پانی میں غوطہ دین  
 اور پھر خشک کر کے لٹکا دین،

طابین ہے کہ آمار کو گرم پانی میں جبکی مقدار کم سے کم چار انگلی سے زیادہ ہو،  
 ڈال دین اور پانی کے ٹھنڈے ہونے تک اسی میں چھوڑ دین پھر ان کو نکال کر الگ  
 الگ لٹکا دین، کیونکہ ذرا سا بھی اتصال ہوگا تو ان میں عفونت پیدا ہو جائے گی،  
 لیکن علیحدہ رہنے میں یہ ایک سال تک محفوظ رہیں گے، پھر جب تم کھانا چاہو تو  
 ان پر ٹھنڈا پانی چھڑک کر ایک گھنٹہ کے بعد کھاؤ،

بعض دوسرے فلاحون کا قول ہے کہ جب آمار کا پوسٹ خشک ہو جائے  
 اور تمہاری یہ خواہش ہو کہ اس کو تازہ کھائیں تو اس کی ترکیب یہ ہے کہ پھل کو آگ  
 پر سینک دو یا گرم تنور کے بھجھول میں ڈال دو اس سے پوسٹ میں نرمی اور تازگی  
 آجائے گی،

آلو بخارا، عتاب، شتقا، آلو بالو، اور سپستان کو بھی دھوپ میں خشک کر کے

رکتے ہیں، رخ وغیرہ کا قول ہے کہ جب یہ پھل پختہ ہو جائیں تو ان کو توڑ لیا جائے اور دھوپ میں پھیلا دیا جائے، اور بار بار الٹ پلٹ کر خشک کر لیا جائے جب اچھی طرح خشک ہو جائیں تو مٹی کے نئے مشکون میں رکھ دیئے جائیں اور انکے منہ گچ سے بند کر دیئے جائیں، جب کھانے کی ضرورت ہو تو ان کو نکالیں اور ان پر پانی چھڑک کر تھوڑی دیر کپڑے میں چھپا کر رکھیں اس کے بعد کھائیں، یعنی اور سپستان کو دھواگون میں باندھ کر ہوا دار جگہ پر مثلاً راستے یا بھرو کے پر لٹکا ایک سال تک یہ اچھی حالت میں رہیں گے،

شفتالو کے لئے ایک ترکیب یہ ہے کہ اس کے گودے کو گٹھلی سے اس طرح الگ کر لیں، جس طرح تخم کا پوست ہر طرف سے چاؤ گھا کر نکال لیا جاتا ہے، اور شفتالو کا مغز گٹھلی نکل جانے کے بعد ایک حلقہ کی شکل کا نظر آئے، پھر ان حلقوں کو دھاکے میں باندھ کر سوکھنے کے لئے لٹکا دیں، جب خشک ہو جائیں تو مٹی کے نئے ظروف میں رکھیں، ایک سال تک یہ اچھی طرح رہیں گے جب ضرورت ہو تو ان کو پانی سے تر کر کے کپڑے سے پوچھ لیا جائے پھر کھایا جائے،

پستہ، بادام، اور اخروٹ کے جمع کرنے کی ترکیب

رخ کا قول ہے کہ پستہ پوست سمیت دھوپ میں سوکھا یا جاتا ہے، اور بادام اور اخروٹ کے اوپر کے پوست کو نکال کر سکھاتے ہیں، پستہ کو خشک کرنے کے بعد مٹی کے ظروف میں رکھتے ہیں،

قی کا قول ہے کہ بادام اگر اس وقت جمع کیا جائے جب کہ اس میں پوست اعلیٰ موجود ہو یا پوست اعلیٰ کو نکال دیا جائے تو ان کو نمکین پانی سے دھو دیا جائے



اور پھر اچھی طرح خشک کیا جائے، تو یہ بالکل سفید ہو جائیں گے،  
 اگر تمہاری یہ خواہش ہو کہ تپتہ، بادام اور اخروٹ خشک ہونے کے بعد پھر تازہ  
 ہو جائیں تو ان کو خواہ پوست سمیت یا پوست نکال کر صاف کپڑے میں لپیٹ دو  
 تربت میں دفن کر دو اور چند دنوں تک میٹھانی سے سیر کرتے ہو اس کے بعد چند دنوں تک پانی کا ڈالنا متو کرو، انشاء اللہ  
 پھل نہایت ترد تازہ ہو جائیں گے، بعض نے یہ کہا ہے کہ خشک اخروٹ کو توڑا  
 جائے اور اس کا مغز اندر سے نکال لیا جائے، اور اس کو کتان کے صاف ٹکڑے  
 میں باندھ کر مٹی میں رکھ دیا جائے، اس کے بعد ہر روز ایک بار پانی سے سیراب  
 کرتے رہیں، کچھ دن کے بعد یہ گودا سبز اور نازک ہو جائیگا،  
 بلوط اور شاہ بلوط کے پھل جب بالکل تیار ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ کھنگلی کی زیادتی  
 کی وجہ سے سیاہ ہو جاتے ہیں تو توڑے جاتے ہیں، ان کو ایک دوسرے کیساتھ  
 ملا کر نہ رکھیں، کیونکہ ساتھ رکھنے میں عرق پیسجے گا جس سے فساد پیدا ہو گا، اور  
 رات ہی بھر میں عفونت پیدا ہو جائے گی، اس لیے ایسی جگہ پر پھیلا کر رکھیں جہاں بہ  
 دھوپ اور ہوا اچھی طرح پہنچ سکے، دن میں کئی بار ان کو الٹ پلٹ دیا کریں،  
 یہاں تک کہ خوب خشک ہو جائیں، پھر ان کو مٹی کے کوزوں میں بند کر کے  
 رکھ دیں، اس طرح بلوط کے پھل میں مٹی کے ہمینہ تک رطوبت باقی رہے گی  
 پھر ان کو ظروف سے نکال کر زنبیل یا چٹائی کی تھیلیوں میں رکھیں، جب ضرورت  
 ہو تو اس کے اعلیٰ پوست کو توڑ کر کھائیں، اور اگر تم بالکل ترد تازہ پھل کھانا چاہتے ہو  
 تو ان خشک پھلوں کو صاف ستھری تر زمین میں پھیلا دو اور اوپر سے نرم ریت  
 ڈال دو پھر روزانہ انھوں دن تک میٹھے پانی سے سیراب کرتے رہو، اس سے وہ

تروتازہ ہو جائیں گے، گویا یہ معلوم ہوں گے کہ آج ہی توڑے گئے ہیں، بوقت صرؤ  
اس ربت سے پھل نکالے جائیں اور میٹھے پانی سے دھو کر کھائے جائیں،

کبھی بلوط دھوان سے بھی خشک کیا جاتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ توڑنے  
کے بعد بانس کی چٹائی پر یہ پھیلا دیئے جائیں اور چٹائی کو بالکل کھول کر دھوپ پر رکھیں  
یہاں تک کہ وہ بالکل خشک ہو جائیں، پھر پوست الگ کر لیں یا بغیر الگ کئے ہوئے رکھیں  
بعض نے یہ کہا ہے کہ تازہ پھل کو میٹھے پانی میں جوش دیدیں، لیکن نہ اتنا کہ وہ  
گھٹنے کے قریب ہو جائیں، پھر پانی کو آگ سے اتار کر ٹھنڈا ہونے کے لیے رکھ دیں  
اور پھل کو الگ کر لیں، انشا، اللہ خوب خشک ہو جائیں گے، اس کے بعد پوست  
چھیل کر اس کا آٹا پاسکتے ہیں اور روٹی کھا سکتے ہیں،

رخ وغیرہ کا قول ہے کہ شاہ بلوط خشک نہیں کیا جاسکتا ہے اور اس میں وہ  
عمل نہیں کیا جاسکتا جو بلوط کے ساتھ کیا جاتا ہے، کیونکہ وہ اس عمل کو برداشت  
نہیں کر سکتا ہے، بلکہ اس کے تازہ پھل توڑ کر تین بالشت کے عمیق گڈھے میں دفن  
کر دیں، تاکہ وہ ان تک بارش کا پانی نہ پہنچ سکے، گڈھے میں پہلے کھاوا اور گچ وغیرہ  
ڈالیں، پھر ان کو اندر رکھیں، اوپر سے گڈھا اچھی طرح بند کر دیں، بلکہ اوپر سے بچتہ  
کر دیں، یہ انشا، اللہ عرصہ سے تروتازہ رہے گا، جب ضرورت ہو نکال کر کھا لیا  
کرو، ان کو تہ خانوں میں بھی اسی طرح رکھ سکتے ہیں، رخ کا قول ہے کہ جو شخص بلوط  
کو بھی تازہ کھانا چاہتا ہو وہ بھی ایسا ہی عمل کرے،

ص کی کتاب میں ہے کہ شاہ بلوط اور بلوط، اخروٹ اور بادام کو توڑنے کے  
بعد خلاف موسم کوئی شخص تروتازہ کھانا چاہتا ہو تو تین بالشت کا عمیق گڈھا کھوئے

اور اس کے نیچے ریت بچا دے، پھر ان تازہ پھلون میں سے جسکو چاہے اندر رکھ دے اور گڈھے کو ایک بانٹ چھوڑ کر ان پھلون کو بھر دے پھر اوپر سے مٹی ڈال کر زمین برابر کر دے اور پانی سے سیراب کرے۔

گلاب کے پھول بھی خشک کر کے جمع کئے جاتے ہیں اس طرح پرکھ غلاف سے الگ کر کے دھوپ میں پھیلا دیں، ایسا کہ تلے اوپر نہ ہوں بلکہ الگ الگ ہوں، اور بار بار الٹ پلٹ کریں، اگر ایک ہی دن میں خشک ہو جائیں تو بہت اچھا ہے، ان میں خوشبو اور رنگ بہت عمدہ ہوگا، خشک کرنے کے بعد ان کو مٹی کے ظروف میں رکھ دیں اور منہ کو خوب اچھی طرح بند کر دیں، اس سے پھول کی سرخی اور خوشبو قائم رہے گی، خشک ہونے کے بعد یہ تازہ پھل سے وزن میں دسویں حصہ کے برابر ہوں گے، بعض نے یہ کہا ہے کہ جب گلاب بالکل شباب پر ہو اور اس وقت اگر ان کو خشک کرنے کے لیے توڑا گیا تو وہ بہتر ہوگا، ایسا دسٹ اپریل کے مہینہ میں ہوتا ہے، اس میں خوشبو بھی زیادہ ہوگی، اور جب یہ غلاف سمیت وزن کئے جائیں گے تو تازے پھول کے برابر ہوں گے، اور اگر مٹی کے مہینہ میں خشک کئے گئے تو ان کا وزن تازہ پھول کے ساتویں حصہ کے برابر ہوگا،

بہر حال خشک کرنے کے بعد یا عرق نکالنے کے بعد اس کا وزن کم ہو جاتا ہو اور یہ کمی سیرابی کی قلت اور کثرت کے لحاظ سے ہوتی ہے، تروتازہ اچھا پھول لاغراور کسند پھول سے بہر حال میں وزن میں زیادہ ہوگا، انشا اللہ الحمد للہ ہم گلاب سے عرق کھینچنے کی ترکیب تفصیل سے لکھیں گے،

زیتون بارود یا بس جگھون پر جمع کئے جاتے ہیں، رخ کا قول ہے کہ زیتون

کو صاف ستھرے برتن میں رکھیں اور اس سے قبل نمک اور زیتون کا تازہ کوٹا  
 ہوا پتہ اور تریح اور آس کا پٹا لاکر ایک معجون تیار کر لیں پھر اس کو ظرت کی پجلی  
 تہ میں رکھیں اور زیتون سے ظرت کو خوب اچھی طرح پڑھ کر دین کہیں فرجہ نہ چھوڑیں  
 اس کے بعد سایہ میں رکھ دین، انشائ اللہ تغیرات اور آفات سے محفوظ رہیں گے،

### غلوں کے رکھنے کا طریقہ،

قی کا قول ہے کہ گیہوں دو طرح سے رکھے جاتے ہیں، ایک ایسی جگہ رکھے  
 جاتے ہیں جہاں ہوا کا گزرنہ ہو مثلاً خانوں اور گڈھوں میں، اور دوسرے ان  
 مقامات پر ڈھیر لگا دیئے جاتے ہیں، جہاں ہوا کی آمد و رفت ہو، اور وہاں سے  
 دوسری جگہ پر لے جانا مقصود ہو ایسا موسم گرما میں کرتے ہیں جب ہوائیں تیز چلتی  
 ہیں، گڈھے یا خانہ میں دو ہاتھ کے برابر گیہوں کا بھوسہ ڈالیں، بلکہ اس سے زیادہ  
 ڈالیں تو اور اچھا ہے اور خوب اچھی طرح پھیلا دیں اور پیر دن سے بھوسہ کو دبا دیں  
 تاکہ یہ گیہوں اور زمین کے درمیان بالکل حائل ہو جائے کوئی جانب ایسا نہ ہو  
 جہاں گیہوں زمین سے متصل ہو سکے، گرمی کے زمانہ میں ان گڈھوں اور خانوں  
 میں مشرق، مغرب اور قبلہ کے واسطے جانب روشن دان بنادیں تاکہ ہوا اچھی  
 طرح آئے، لیکن جنوب کی سمت میں کوئی روشن دان نہ بنائیں کیونکہ جنوبی ہوا بہت  
 تیز ہوتی ہے اور نقصان پہنچاتی ہے، اس عمل سے گیہوں تمام آفات سے محفوظ  
 ہو جائے گا،

گیہوں کی بقاء کی ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ اسکی بالیاں توڑ کر جمع کر دیجائیں  
 باجرہ کے متعلق لکھا ہے کہ اسکی بالیاں ایک صدی تک بشرط احتیاط رکھی

جاسکتی ہیں، ق کا قول ہے کہ اتار یا میس کے پتے یا گچی یا بلوط کی لکڑیوں کی  
 چھانی ہوئی راکھ کا ایک حصہ گھون کے تھو حصہ میں ملا دین، اس سے بھی گھون  
 محفوظ رہے گا،

ق کا یہ بھی قول ہے کہ انگور کی راکھ، یا بھڑکی مینگنیاں یا خشک افسنتین کو  
 گھون پر چھڑک دین تو اس سے بھی وہ بچ سکتا ہے، بلکہ گھون کی سختی علیٰ حالہ  
 باقی رہے گی، گھون کو کیرٹوں سے محفوظ رکھنے کی یہ ترکیب ہے کہ انجیر کے  
 پتے نہ خانوں میں بچھا دیئے جائیں، یا سرو یا چنڈر کے خشک پتے اس کے ساتھ  
 ملا دیئے جائیں تو کیرٹے نہ پیدا ہوں گے، سرو اور چنڈر کے پتے خصوصیت کیساتھ  
 کیرٹوں کے لیے ہلکے ہیں، بعض نے یہ کہا ہے کہ اترج اور فودنج نہری (فودنج)  
 کی ایک قسم ہے) کا پوست کیرٹوں کے لیے قاتل ہے، بعض لوگ ان کو کپڑوں  
 کی حفاظت کے لیے صندوق میں رکھتے ہیں،

ط میں ہے کہ آسن کو گھون یا جو کی جگہ پر پھیلا دین تو اس سے بھی کیرٹے  
 پیدا نہ ہوں گے، خصوصاً وہ چوہنیاں جو ان کو کھا جاتی ہیں، ان سے یہ محفوظ ہیں  
 بلکہ تمام دیگر آفات سے بچے رہیں گے اور ان کا آٹا تقریباً چوتھائی حصہ زیادہ ہوگا  
 اور آٹا میں لس بھی زیادہ ہوگا، جو یا گھون کے ساتھ کسی چیز کی راکھ یا صاف تھری  
 گچی جبکی سفیدی نمایاں ہو ملا دیجائے یا سرکہ کا مسکا وسطا و حیر میں رکھ دیا جائے،  
 تو انشا اللہ یہ آفت سے محفوظ ہو جائیں گے،

بعض کی رائے ہے کہ ایک مسکا زیتون کا پانی سوٹکے گھون یا جو پر چھڑک دین  
 یا افسنتین کا پانی چھڑک دین تو کسی قسم کی آفت یا نقصان نہ پہنچے گا،

مستور اور مائش وغیرہ کو ایسے برتن میں رکھیں جس میں روغن ہو، یا یہ کرین کہ برتن کے باطنی حصہ میں روغن لگا دیں، اور ظاہری حصہ پر راکھ لگا دیں تو اس سے حفاظت ہو جائے گی، یا دریا کا پانی یا کوئی دوسرا شور اور تلخ پانی ان پر چھڑک دیں، جب پانی خشک ہو جائے تو غلہ کو ظروف میں رکھ دیں، بعض نے یہ کہا ہے کہ ان غلون کو جو کھائے جاتے ہیں شب کو شبنم میں پھیلا دیں، رات بھر اسی طرح چھوڑ دیں، پھر صبح کو شبنم سمیت ظروف میں رکھ دیں تو اس سے بھی حفاظت ہوگی، اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ غلون کے ارد گرد باریک پسلی ہوئی مٹی یا راکھ کا ہالہ بنائیں تاکہ چونٹیاں ان تک نہ پہنچ سکیں،

آٹے کو اچھی حالت میں باقی رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ صنوبر کی لکڑی کے مغز کو جس میں دھیت ہوتی ہے پس ڈالیں اور اس کو ابرشیم کی پوٹلیوں میں باندھ دیں اور پھر آٹے میں ان کو چھپا دیں، انشراحہ رات خراب نہ ہوگا، اور نہ اس میں کیرے پیدا ہوں گے، اسی طرح زیرہ اور نمک کو اچھی طرح کوٹ لیا جائے اور پھر یہ سفوف آٹے پر چھڑک دیا جائے، یا زیرہ اور نمک میں سرکہ ملا کر اس کی ٹکیہ بنائیں اور ان کو خشک کر کے آٹے میں مختلف جگہ پر رکھ دیں،

طابین ہے کہ آدم کا قول ہے کہ غلون میں سے کسی کو لو اور اس میں نمک اور سافول (تلی) کی پوٹلیاں باندھ کر رکھ دو تو اس سے بھی تغیر نہ ہوگا، یا سافول، پودینہ، تخم خطمی، اور تخم خفاش کو خوب ملا کر پس ڈالو پھر ان کی ٹکیاں بنا لو اور ان ٹکیوں کو آٹے وغیرہ میں مختلف جگہ پر رکھ دو، انشراحہ تمام آفات سے محفوظ ہو جائے گا، اسی طرح سرود، اور وسم (ترطری سرخ) کی لکڑیوں کے ٹکڑے آٹے میں رکھ دیں

جائیں تو اس سے بھی حفاظت ہو جائیگی، ایک ترکیب یہ بھی ہو کہ زیرہ اور نمک برابریہ  
میں لیں اور انکو پانی سے گوندھیں اور فندق کے برابر ان کی گولیاں بنا ڈالیں پھر خشک  
ہونے کے بعد آٹے میں رکھ دیں، انشاء اللہ کسی قسم کی خرابی نہ پیدا ہوگی، بعض یہ بھی  
کہتے ہیں کہ چاند کی آخری تاریخ میں آٹا پسانے سے آنا جلد خراب نہیں ہوتا ہے

### تخم کو زراعت کیلئے رکھنے کا طریقہ

صغریٰ نے طاق میں لکھا ہے کہ پیاز، آہن، گاجر اور گندنا کے تخم کو زمین میں نہ  
بلکہ ایسے طرف میں رکھیں جس میں کسی روغن کا دھبہ بھی نہ ہو، ان میں تھوڑا میٹھا  
نمک ملا دیں پھر دیواروں پر ان کو لٹکا دیں،

صغریٰ نے یہ بھی لکھا ہے کہ بگین، گھیر، لکڑی، خر بوزہ، انگور، انجیر اور آہن کے پھل  
جب تیار ہو جائیں تو ان کے بیج نکال کر پانی میں دھو لئے جائیں پھر ان کو خشک  
کیا جائے اور نئے طرف میں رکھ کر غیر مرطوب مقام میں لٹکا دیا جائے، جن جھلون  
کے بیج میں ایک قسم کی لزوجت ہوتی ہے، مثلاً خر بوزہ، لکڑی اور گھیر وغیرہ تو  
ان کو اس لزوجت کے ساتھ ہی ایک ظرف میں ڈال دیں، جب وہ خوب سٹریچیں  
اور بدبو پھیلنے لگے تو بیج دھو لے جائیں اور خشک کر کے طرف میں رکھ دیں جائیں  
یا ان بیجوں کو لزوجت سمیت گڑھے میں رکھ دیں تاکہ مٹی ان کی رطوبت کو جذب  
کر لے اور یہ جلد خشک ہو جائیں، پھر ان کو دھو کر خشک کر کے طرف میں رکھ  
لیا جائے، بعض نے یہ کہا ہے کہ ان پر ظرف میں رکھنے کے بعد چھنی ہوئی راکھ چھڑک  
بعض ترکاریاں یا سبزیوں جو زمین کے اندر ہی رہ کر لگتی ہیں انکو بھی زراعت کیلئے  
جمع کر کے رکھیں، مثلاً پیاز، آہن وغیرہ تو ان کی جڑوں میں اندر رہتی ہوا کٹ لی جائے اور ان کو ایک رسی میں

باندھ کر خشک مقام پر لٹکا دین یا یہ کرین کہ کسی لوہے کو دو تین بار گرم کر کے پڑوں  
کو داغ دین اس سے خود پھل بہت زمانہ تک باقی رہیں گے بعض کا قول ہے  
کہ پیاز اگر گسٹ کے مہینہ میں کافی جائے تو وہ مستدل حرارت کے گرم پانی میں  
ڈبو دیا جائے پھر نکال کر خشک کیجائے اور جو کے بھوسہ میں الگ الگ رکھ دیا جائے  
انشار اللہ بہت دن تک باقی رہے گی۔

قی کا قول ہے کہ پیاز نمک ملے ہوئے پانی میں غوطہ دیا جائے پھر خشک  
کیجائے اور جو کے بھوسہ پر الگ الگ پھیلا دی جائے، انشار اللہ بہت دن تک  
باقی رہے گی۔

ادرگ جب کو سندی بھی کہتے ہیں ان کو تن کے جالون میں الگ الگ ٹھنڈی  
جگہ پر لٹکا دین موصد تک تازہ رہے گی، بعض کا قول ہے کہ تیلی کھا دمی اور  
جو کی بھوسی کو عوج یا کدو کے پانی میں گوندھ کر لگا دیا جائے تو اس سے بھی ادرگ  
بہت دن تک تازہ رہے گی۔

گدوادر لکڑی کو الگ الگ رکھ دین تو بہت دن تک ابھی حالت سے  
رہتے ہیں، اگر کدو کو میٹھے پانی میں جوش دین اور اس کے بعد روغن زیتون اور  
سرکہ میں اس کو ڈال دین تو وہ خراب نہ ہوگا، اسی طرح اگر لکڑی تازہ توڑی جائے  
اور نمک ملے ہوئے پانی میں ڈال دیا جائے تو سہ ماہ تک تازہ رہے گی، لکڑی اور  
کھیرے کے چھوٹے پھل لیے جائیں اور ان کی مٹی ترکھڑے سے پوچھ ڈالیا جائے، لیکن  
ہاتھ نہ لگنے پائے اور ان کو شیشے یا مٹی کے برتن میں ڈال دین اور اوپر سے اتنا سرکہ  
ڈال دین کہ یہ اس میں ڈوب جائیں، پھر ان ظروف کو اٹھا کر رکھ دیا جائے اور



جب ضرورت ہو تو نکال کر کھایا جائے، ہاتھ لگنے سے اس کو بچائے رکھیں،  
گو بھی اور سونف کو تازہ رکھنے کی بھی یہی ترکیب ہے کہ ان کو سرکہ میں  
ڈالا جائے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پھول کو دو ٹکڑے کر دیں اور ان کو سرکہ میں  
ڈبو دیں جس میں پودینہ بھی ملا دیں، پھر ظرف کے منہ کو بند کر کے رکھ دیں،  
بادیان کی تازہ شاخوں کو پھیل کر اس کے ساتھ بھی یہی عمل کریں،

پیاز اہسن اور گندنا کو بھی سرکہ میں اسی طرح ڈالتے ہیں جس طرح اوپر  
بیان کیا گیا خشک پیاز کے بڑے بڑے پھل لیے جائیں اور ان کو ایسے ہی  
اچھی طرح دھو ڈالیں، پھر دھوپ میں سوکھنے کے لیے رکھ دیں، اس کے بعد  
ان کو ردغن زیتون کے برتن میں ڈال دیں اور اوپر سے بنر سرکہ اور ایک مٹھی  
پودینہ، اور جاوتری ڈال دیں اور اگر چاہیں تو زیرہ اور دھنیا بھی ڈال دیں، اس کے  
بعد ظرف کو مٹی سے بند کر کے ایک ماہ تک چھوڑ دیں، پھر کھولیں اور اس میں تھوڑا  
ساٹھ ملا دیں اور بوقت ضرورت استعمال کریں یہی عمل اہسن اور گندنا میں  
بھی ہو سکتا ہے،

گاجر، شلجم، بگین، انگریزی، کھیرا، کدو وغیرہ کا بھی سرکہ میں ڈال کر اچار بنایا  
جاتا ہے، اس طرح ہر کہ گاجر، شلجم، یا کھیرا، انگریزی کے سخت پھل لئے جائیں اور انکی چا  
کاشین کی جائیں پھر ان کو الگ الگ پانی میں ابالیں، اور ابال کر پانی چھینک  
دیں اور ہر ایک کو الگ شلکے میں رکھیں، صرف شلجم اور گاجر کو ساٹھ رکھ سکے تین  
اور بگین کو تو بالکل الگ رکھیں، پھر ان ظروف میں اچھا سرکہ ڈالیں اور ان کے  
منہ کو مٹی یا گچ سے بند کر دیں اور موسم سرما میں نکال کر بطور اچار کے استعمال کریں،

ان تمام پیروں میں سرکہ ڈالنے کی ترکیب ایک ہے،  
 زیتون کو درست کرنے کے بعد سالن کے قائم مقام کھاتے ہیں، اس کے  
 چند طریقے ہیں، ایک تو یہ کہ زیتون کے تارے پھل لیں اور ان کو چٹکنے پھر یا  
 لکڑی سے توڑیں یہاں تک کہ وہ پھٹ جائیں، اسکو مکتور کہتے ہیں، دوسرا یہ کہ  
 ہر دانہ کا تین لانا لانا لگا کر دین، اس کو مشرح کہتے ہیں، تیسری ترکیب یہ ہے  
 صحیح و سالم سیاہ پختہ پھل کو لیں اور اسکی کڑواہٹ اور تلخی دفع کر کے کھالیں  
 اس کو مشرح کہتے ہیں،

مکتور کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ زیتون کے ہرے اور بڑے دانے جنہیں  
 گٹھلیاں کم ہوں اکتوبر کے مہینہ میں آہستہ سے چن لیے جائیں پھر ان کو میٹھا پانی  
 دھو کر صاف اور تھمرے پھر یا لکڑی سے توڑا جائے، توڑنے کے بعد پھر ان کو دھو  
 لیا جائے اور روغن زیتون کے برتن میں میٹھا پانی ڈالکر ان کو اسی میں چھوڑ دیا  
 جائے، کچھ دن کے بعد اس پانی کو بہا دین اور دوسرا پانی ڈالیں، ایسا کئی مرتبہ  
 کریں، جو شخص جلد کھانا چاہتا ہو اور اس کو بہت دن تک رکھنا نہیں چاہتا ہو  
 وہ اس کو جلد جلد دھوتا جائے تاکہ اسکی کڑواہٹ زائل جائے اور میٹھا س پیدا  
 ہو جائے، لیکن جو شخص دیر تک رکھنا چاہتا ہو وہ جلد جلد پانی سے نہ دھوئے  
 اور جو شخص اس کو فوراً میٹھا بنانا چاہتا ہو وہ زیتون کو پہلے گرم پانی سے دھو دے  
 اور دوسرے پانی میں زیتون کی مقدار کا میسوان حصہ نمک ملا کر دوبارہ ڈال دے  
 نمک گلنے کے بعد ان میں میٹھا س آجائے گی،

مشرح کی ترکیب بھی یہی ہے کہ اسی مہینہ میں اسی قسم کے پھل لیے جائیں

اور ہر پھل کے تین لائبے لائبے ٹکڑے کئے جائیں اور ان کو اسی طرح دھو کر نمک کے پانی میں ڈال دیا جائے، اور اگر تم یہ چاہو کہ زیتون بہت لذیذ ہو جائے تو پھل میں زردی یا سرخی یا سیاہی آنے کے بعد اس کے چند ٹکڑے کر ڈالو اور ان کو دھو کر اسی طرح نمک کے پانی میں ڈال دو، یہ جلد میٹھے ہو جائیں گے، لیکن بہت دن تک باقی نہ رہیں گے،

زیتون کے اچھے پھلون کو دھو کر میٹھے پانی اور اسی قدر نمک میں بھگو دین، پھر ان کو کھائیں، سیاہ پختہ زیتون کے ساتھ بھی یہی عمل کرتے ہیں لیکن اس میں اتنا نمک نہیں ملا تے ہیں، جب ان میں شیرینی آجاتی ہے تو کھانا شروع کرتے ہیں، ان میں پانی اور نمک زیتون کے سولہویں حصہ کے برابر ملا سکتے ہیں، اسراٹیلی کی کتاب میں ہے کہ جس پانی سے زیتون دھو یا جائے، اس میں نمک ضرور ملائے، شمر کی ترکیب یہ ہے کہ بڑے پھل لیے جائیں جو اچھی طرح پختہ ہو گئے ہوں اور ان کو پانی سے دھو دین، پھر ان کو چٹائی وغیرہ کی صاف تھیلیوں میں رکھ دین اور ان کا منہ سی دین، اور کسی صاف جگہ پر ان کو تلے اوپر رکھ دین، اور اوپر پتھر سے دبا دین، ایک ہفتہ کے بعد پھل نکالے جائیں اور ان میں بیسواں حصہ بائیکا پسا ہوا نمک مخلوط کر دین یعنی اگر زیتون ایک کیل (دوؤنڈ) ہو تو اس کا بیسواں حصہ نمک بھی طرح ملا دین، بعض یہ کہتے ہیں کہ اس وقت نمک نہ ملا یا جائے جب تک ان میں شیرینی نہ آجائے، اور تلخی زائل نہ ہو جائے، بعض کہتے ہیں کہ زیتون کو توڑنے بعد مٹی کے اس برتن میں رکھیں جس میں روغن زیتون رکھا جاتا ہو، اور اسکو بند کر کے سایہ میں رکھیں، بعض لوگ اس طرف میں تازہ روغن زیتون، پودینہ

جہلی، تہی، سرکہ، زیرہ، خشک پودنیہ اور اترج کے پتوں کو الگ الگ اور ملا کر ڈالتے ہیں، ان میں ریحان، نعناع اور جاتوڑی کی خشک لکڑیاں بھی ڈالی جاتی ہیں، سیاہ زیتون میں لہسن بھی ڈالا جاتا ہے جس سے اس کا ذائقہ بدل جاتا ہے، زیتون کی ہر سہ قسموں میں شیرینی آئینکے بعد پانی کے بجائے سرکہ ڈالا جاتا ہے، نیز شیرہ انگور کا پھین بھی ڈالا جاتا ہے، اور اگر سرکہ اور شہد ملا کر ڈالیں تو اور عمدہ ہوگا، کبرجس کو عوام قبا کہتے ہیں، اسکی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے تازہ پھل لین اور ان میں کانٹے اور توڑنے کے سوا سب وہی عمل کریں جو مشرح میں بتایا گیا ہے زیتون کی زراعت کی تدبیر بتائی جا چکی ہے، اس کا پورا خیال کرنا چاہیے کہ ان فطو کے قریب جن میں یہ چیزیں ہوں نہ کوئی حائضہ عورت بیٹھے اور جنبی بیٹھے اور نہ کوئی نجس آدمی بیٹھے، کیونکہ ان کا قرب اس میں خرابی پیدا کر دیگا،

تیمون کو سرکہ میں ڈالنے کا طریقہ یہ ہے کہ تیمون کے پنجے پھلون کو شقی کر کے ان پر باریک نمک چھڑک دیا جائے پھر ان مشقوق حصوں کو صاف ستھرے برتن میں رکھیں جس میں پہلے روغن زیتون رکھا گیا ہو، اس کے بعد تازے سبز لیموں کا عرق ان دانوں پر پھوڑیں، اساعوق ڈالیں کہ یہ پھل اس میں ڈوب جائیں، اور اگر چاہیں تو زعفران اور شہد بھی ڈالیں، اس سے نہایت عمدہ تیمون کا اچار تیار ہوگا

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ





# عَلِّیَات

## الف

اضافت، ایک درخت کو دوسرے درخت کے ساتھ ترکیب کیلئے ملانا (من)

انشاب، ایک تخت کا دوسرے تخت سے بذریعہ سوار کے تعلق پیدا کرنا (اسی کو ترکیب بالثقب کہتے ہیں)

اسل (فارسی) روح و کرتہ (ہندی) کسرانی اس چٹائی یا بن جاتی ہیں (محیط)

ازادخت، دن، زرخفت

نسبتیں، مجرّی

سفنارخ، پاک

اشقاق، جسکو شقاق بھی کہتے ہیں (ہندی) ستالی و دو دو والی

انیسون، دوسرا نام کوئن (مجموعہ) فارسی

بادیان رومی (ہندی) رندی (محیط)

اندراسیو، سریانی زبان میں ایک دو کا نام ہے

عربی میں بخرا لا کر دیکھتے ہیں

اذریون (فارسی) گل آفتاب پرست (ہندی) سورج مکھی

اکلیل الملک، (فارسی) شاہ انسر دگیا قیصر، ابرس، ابل

استلاف، شاخ میں اٹا باندھنے کو کہتے ہیں

اقلاب، شاخوں کو الٹ کر لگانے کو کہتے ہیں

اوتاد، ان شاخوں کو کہتے ہیں جو دو سال

کی ہوتی ہیں

ارون، شادہ، شادہ

## ب

بقلة الانصا، کرم کلمہ

برقوق، یہ لفظ برقوق ہے (ہندی) آلو پھلیا

بطم، بن (ہندی)

بقلة الحمما، خرفار

بسباس، جاؤتری

چار (فارسی) گل کا خوشم (ہندی) پاتھا، بالونہ  
کی ایک قسم ہے،

برج - انر نیچر مینڈاں،  
نیچ - بنک۔

بروج مائی، یعنی بروج آبی اس میں سرطان، عقرب  
حوت ہیں،

برج ہوائی، بروج بادوی اس میں جوزا، میزان  
اور ثور ہیں،

بروج ناری، یعنی آتشی اس میں حمل، توس، آئین  
بروج ارضی یعنی خاکی، اس میں ثور، سنبلہ جدی،  
ہیں،

تمام  
ایک قسم کا پودہ ہے،

تخم الرشان، دیکھو لفظ حرفت  
ترمس، باقلائے مصری،

تذکیر، ان طریقوں کو کہتے ہیں جسے درمیں پہلے  
آئین درندہ چھڑنے سے محفوظ رہیں، خواہ بذریعہ

حمل ہو یا کسی اور ترکیب سے، اصل حمل کے طریقہ کو  
تذکرہ کہتے ہیں اور بقیہ کو تنبیہ یا تذکرہ کہتے ہیں

تفریح تہون کے چھڑنے کو تفریح کہتے ہیں  
ایک مرض ہوتا ہے جو درختوں کو مارتا ہے

ترنجان باد تجویہ کی ایک قسم ہے،  
تنگیس کسی شاخ کو بڑھنے کیلئے زمین میں

دفن کرنا، اردو میں اس عمل کو دتا  
کہتے ہیں،

قطعیم ایک درخت کو دوسرے درخت کیسے  
مرکب کرنے کو قطعیم کہتے ہیں، خواہ

یہ ترکیب بذریعہ پیوند ہو یا بذریعہ  
آنگھ یا کسی اور طریقہ پر ہو،

تخلیش انگور کو درخت یا منڈے پر چھڑھانا،  
تعمیر زمین کی اصلاح بذریعہ ہل یا کسی اور

طریقہ سے،  
ج

جر جیر، (ہندی) ترہا، اور جر جر باقلا خرد  
جلبان، مونگ سبز،

جرب سب سے زیادہ تغیر کے برابر ایک پودہ ہوتا ہے ایک تغیر ۱۲ اصناف  
کا ہوتا ہے ایک مصلحہ ۴۰ سے کہ برابر ہوتا ہے اسباب ایک تغیر

۸۰ سے کہ برابر ہوتا ہے، ایک مصلحہ ۱۰۰ سے کہ برابر ہوتا ہے،

## خ

خلاف . بید (من)  
خریق ہود (فارسی) خال زنگی (ہندی) کال  
کچلا اور کنگی (محیط)

خروب، خرنوب شامی کو کہتے ہیں (فارسی)  
ترمازونی .

خیری گل خیر واد اور گل شنب کو کہتے ہیں،  
خندروس، بڑی جوار،

خوامی، (فارسی) شب بوج، گل مریم بہت زیہ  
خوشبودار ہوتا ہے،

خیران بید،

## ح

دغلی (فارسی) خرزہرہ (ہندی) کیر (محیط)

دلب چنار

واؤی جو جادو،

در وادہ (ہندی) بیولا

دلاغ سبزی، ادک

دخن چینا

## خ

جسم یہ لفظ اہل کتاب میں اسی طرح ہو سکتا ہے  
اس کے معنی نہیں ملتے البتہ جند زعفران کو  
کو کہتے ہیں مگر، ہو کہ یہاں پر زعفران ہی ملو  
جودہ، (فارسی) عنبر بید،

## ح

حرف، (فارسی) تخم سپندان (ہندی) ہالون تہ  
تیرک کیج (کش) اسی کو حب الرشاد اور تخم  
الرشاد بھی کہتے ہیں،

حبہ انحرار، (فارسی) ون دانہ، (ہندی) قمار (محیط)  
حب ملک، ماہودانہ (محیط)

حاض ایک قسم کا ترش ساگ ہے،

حی عالم صغیر سدا بہار کی ایک قسم ہے،

حاج، (فارسی) خارشتر

خرشف، (فارسی) کنگر (محیط)

خوزدومی، (فارسی) توڑ دا کبروس،

حلبہ، میتھی،

حرمل (فارسی) سپند سوتلی (ہندی) دولونا،

حنی احر محیط میں جنی احر لکھا ہوا یہ شامی درخت ہو

اندس میں مطربہ کہتے ہیں،



## خ

ذره - چنیا، جوار (دکس)

ذوات الصمغ، وہ اشجار جنہیں گوند ہوتا ہے،

ذوات الالبان، وہ اشجار جنہیں دودھ ہوتا ہے،

ذوات المیاء، وہ اشجار جنہیں پانی ہوتا ہے،

## س

رجلہ، (فارسی) حتمار (اردو) خرفہ،

رُب العنب، دوشاب ترش کو کہتے ہیں اور اس کو

منقح بھی کہتے ہیں، جیسا کہ ہر گنگوڑا شیر

پکانے کے بعد اگر نصف رہے تو جھوڑی کہلاتا

ہے اور اگر تیسرا حصہ ہے تو مثلث کہلاتا

اگر چوتھا حصہ ہے تو رب العنب کہلاتا ہے،

راسن، سوس جلی، اور ہندی میں راسین کہتے ہیں

راسین دراصل ہندی لفظ ہے جسکو دوسرے

بلاد میں بھی اسی نام سے کہتے تھے، (محیط)

رقعہ، مہر میں انجیر فرنجی کہتے ہیں اور اسکو انجیر

ہندی بھی کہتے ہیں، اور رقعہ کہتے ہیں جو کبھی

## ز

زعرور، سیبائی کی ایک قسم، فارسی میں لاکھ لاکھ کہتے ہیں

## س

سلق، چقندر،

سرم، بتھوے کا ساگ،

ساق، (ہندی) تمباک، اس سے چرہ رنگا جاتا

سعدی، گندنا کی طرح کا ساگ ہے،

سمرا، گندم اور ایک قسم کی گھاس ہے

جو متصل کے اطراف میں ہوتی ہے (محیط)

سلت، (فارسی) جو بہندہ (ہندی) آت جھوڑی

سرسش، کاسنی،

سدا ب، (ہندی) سانول، وساتری،

سرد، (ہندی) تمال، اس کے پھل کو

جوڑا سرد کہتے ہیں،

## ش

شونیز، کلونجی (ص)

شہد انج، بھنگ مھرائی،

شبت، سویا،

شوک لدھین، ایک خاردار درخت ہے،

## ص

صفیرا، یہ ایک درخت ہے جس سے کلمڑی بنی

ایک بھول ہوتا جس سے کپڑے رنگے

جاتے ہیں، (محیط)

عیون، درخت کی آنکھوں کو کہتے ہیں جوئے

کی طرح کی ہوتی ہیں اور کچل چل بھی کہتے ہیں

عرب، بکسر العین ایک قسم کی گھاسی (ہی)

غ

غار، (فارسی) بامستان، یہ ایک بہت

بڑا درخت ہے جسکی عمر ہزار برس

ہوتی ہے یونانی اس کا بڑا احترام

کرتے ہیں، (محیط ۱۲)

ف

فودنجات، پودینہ، اس کی تین قسمیں ہیں،

برہمی، چلی اور نہری،

فارسی اس کو نمین کو کہتے ہیں جس کا

علوی اور سفلی حصہ دونوں مستطیل ہوتا ہے

نصف فصفہ، عربی میں اس کا ایک نام رطبہ ہے

اور فارسی میں اسے کہتے ہیں،

فودہ، (فارسی) رذاس (ہندی) الجھٹ

فیجن، (عربی) سداب (ہندی) ہانول

جاتی ہے، مصر میں اسکو عود القید کہتے ہیں (محیط)

صبر، (ہندی) مین ایولا اور کالا بول اور صبر

کہتے ہیں، (محیط)

ض

ضموزان، پودینہ نہری،

ضرو، اڑیہ،

ط

طراف، جھاؤ،

طیان، اس کو طیان بھی کہتے ہیں یا تین بری (محیط)

ع

عیون البقر، آلو بخارا،

عقیق، (فارسی) توت سگل (ہندی) اچھو جھا

عرج، بلسان

عفصل، یہ پیاز دشتی اور پیاز موش کہلاتا ہے عربی میں

اس کو قبل الفار اور قبل الفستر بھی کہتے

ہیں، کیونکہ اس سے چوہے وغیرہ کھاتے ہیں (محیط)

عوبی، اس کو نمین کو کہتے ہیں جس کا سفلی حصہ مستطیل

ہو اور علوی مستطیل ہو،

عصفہ، (فارسی) بہرہ دیران (ہندی) گم کنبہ

## ق

قنب، بھنگ،

قرقاس، قرقس (فارسی اکیلا (ہندی)

چنگراج و بسورہ،

قلعاس (ہندی) اردی، گھیان،

قنطور یون صغیر (فارسی) کو قنطور و کربون

قنار الحمار، (فارسی) خیار دشتی (ہندی) بندال

اور اکمر تیل، (محیط)

حقم قرقش، چنغوزہ خرد یا بزرگ (محیط)

قسط، شاہ بلوط،

قیر۔ یہ ایک سیاہ رنگ کا روغن ہوتا ہے جو

قار۔ کشتیوں یا دروازہ پر ملا جاتا ہے، خارش

اوٹوں کے بدن پر بھی لٹکایا جاتا ہے، جھب

عیمٹانے لکھا ہے کہ یہ گرم خنجر سے نکلتا ہے

اس کو رال کہنا غلط ہے،

قطف، بھجوا

قردانا، (فارسی) تخم قورہ (ہندی) کالیزیری

قناریہ، حشمت، انگرا،

قوطلینوس، زیتون ابھش کہتے ہیں جو زیتون بری

کی قسم ہے اہل کتاب کے صفت میں

قوطلینون ہے جو صحیح نہیں ہے،

## ک

کرفس (ہندی) اجمود

کاؤ زبان، (محیط)

کرسند، مسٹر، کش،

کبر (ہندی) کربل اور وکن میں سک

نیتھی کہتے ہیں (محیط)

کنزیرہ، دھنیا

کرادیا، کر دیا، شاہ قزیرہ، قزیرہ رومی

## ل

لسان بکل، ہری بار

لوف (فارسی) پل گوش (ہندی)

ہشت کند، اس کی تین تہیں ہیں

## ح

حمرنجوش، (فارسی) امرنگوش تخم بجان کی

قسم ہے ہندی میں مروا کہتے ہیں (محیط)

حسن،

حریصل، یہ زمین کے برابر کرنے اور ناپنے

کا آگہ ہر لغت میں اسکا پتہ نہیں چلتا جو آٹھا  
 فرانسیسی زبان جانتے ہیں وہ اس لفظ کے  
 معنی متعین کر سکتے ہیں، فرانسیسی میں اسکو  
 (PUNE PENDULS) کہتے ہیں

مخطا سپستان

سامیتا، نبطی زبان کا لفظ ہے اس کو ہمیشہ بھی کہتے ہیں  
 یہ تختاش کی طرح ہوتا ہے، فارسی (برہد)

مشق جرڈن کے متصل کی زمین کو آہستہ سے کھڑنا

میس اس کو مینان بھی کہتے ہیں منام کے ایک  
 درخت کا نام جو یونانی میں لوٹوس کہتے ہیں (مخطا)  
 محمودہ سقمونیا، یہ اس سال لگا والی دوا کا نام ہے (مخطا)

مقدونس، کرس بری کو کہتے ہیں تہسوب مقدونیا  
 کی طرف ہے،

مرو (ہندی) کنوچہ، اسکی بہت سی قسمیں ہیں (مخطا)

سامیتا یہ تختاش کے درخت کے مشابہ ہوتا ہے اسکا  
 پھول تختاش کے پھول کی طرح زرد ہوتا ہے،

پتیاں سفید ہوتی ہیں،

ملوخ ان شاخوں کو کہتے ہیں جو ایک سال کی ہوتی  
 ہیں

مطمع وہ پودہ جو تھپڑ کا عمل جاری ہوتا ہے،

یعنی وہ چڑرکھنے والا پودہ جس کی شاخ

سے کسی اور درخت کی شاخ کا پوند

لگاتے ہیں یا وہ پودہ جس کے تنے

یا شاخ میں کسی اور درخت کی انگلی جاتی

مطمع علیہ وہ درخت ہے جس سے شاخ یا انگلی

بیتے ہیں،

ن

نیش درخون کی مٹی کی تقلیب کو نیش کہتے

ہیں اور اسی کو زوریخ اور نفس بھی کہتے

ہیں، اس سے جرڈن کی سنگی رنج

ہو جاتی ہے،

نسرین (فارسی) گل شکیلین (ہندی) گل سیوٹی

لا

ہلیون، (فارسی) باچوبہ (ہندی) ناگدون،

ی

یہ بوزر، ایک قسم کا بیانی ساگ ہے جس کو ہندی

میں چڑائی کہتے ہیں،

# چند اصطلاحات اور لغت

جنہیں سے بعض مل طلب ہیں،

صقر حمیر	شجاع، اس سخت زمین کو کہتے ہیں جس میں
زردور	پانی جذب نہیں ہوتا (ق)
اس کو ہندی میں کیں کہتے ہیں،	طفلیہ، خشک مٹی والی زمین، (ق)
یہ چھوٹے ٹیسکے مشابہ ہوتا ہے (ص)	حمایتیہ،
مسل،	حرشہ، وہ زمین جو بہت زیادہ سخت ہو (ق)
حک، . . . فارسی میں خار منیلان اور ہندی میں	تھا لچا، فارسی میں خیار دشتی اور ہندی میں بند
گوگر کہتے ہیں، (ص)	و گنگر کہتے ہیں، (محیط)
تطعم	حرفش، فارسی میں گنگر کہتے ہیں، یہ ایک
ایک درخت کو دوسرے درخت کیساتھ	قسم کی نبات ہے، (ص)
مربک کرنے کو تطعم کہتے ہیں (ص)	خشنہ، نرم زمین کو کہتے ہیں، (ص)
خواہ یہ ترکیب بذریعہ پیوند ہو یا بذریعہ آنکھ	صلدہ، سخت اور چکنی زمین کو کہتے ہیں (ص)
باد کسی طریقہ پر،	دسمہ، سیاہ رنگ کی مرطوب زمین (ص)
مطعم	ذرہ، رائی، چھینا، (رک)
وہ پودہ جس پر عمل تطعم جاری ہوتا ہے،	دردار، ہندی میں بیولا کہتے ہیں (محیط)
مطعم علیہ، وہ درخت جسکی شاخ یا آنکھ ترکیب کے	عرب، بکسر العین ایک قسم کی خشک گھاس
لئے لیجاتی ہے،	ہے، (ص)
خوز،	
عیون البقر،	
مضع،	

خارا حمر،	ہندیا بری (اردو) کاسنی
دغلی،	خریق اسود (اردو) کنگلی سیاہ
کنیر کہتے ہیں، (محیط)	عوج احمر،
برقوق،	عکرش.
میس،	قبض. زبان کا بد مزگی کی وجہ سے سکل جانا
اسکو میسان بھی کہتے ہیں، شام	تحم ارشاد.
کے ایک درخت کا نام ہے، یونانی	ازا درخت. زرنخت،
لوٹوس کہتے ہیں، (محیط)	غسل. تیز بارش
مخیطا،	اردن. شادہ، شادہ
دلب. اردو میں چار کہتے ہیں، (محیط)	خروب.
خبری،	طیل.
مقیشر،	خبیص.
حمردبری.	شعری
ابقل آتش.	غبیزار.
قح بری	فول، چنا، (ص)
ترس،	عذلیق.
باقلا مصری (اردو) (کٹ)	کدان. یہ لفظ اصل میں کدان ہو کہ ان نرم پتھر کو
جبدہ (فارسی) عنبر مید،	کہتے ہیں اسی سے ارض مکذہ ہے اصل کذاب
فستین.	مین مکذہ دال سے لکھا گیا ہے تو تھو کر لیا، (دست)
زوفا،	
قیصوم،	

ہوتا ہے اور شاخیں بہت لپٹی

ہوتی ہیں (کاشت انگور)

براذین ترکی گھوڑے (من)

درآشین درشان کی جمع ہے اسکو ساق جو

بھی کہتے ہیں "ایک قسم کی چڑیا" (من)

قنبط

راسن

جرجیر (فارسی) کیکیڑ (ہندی) ترمر (محیط)

بازروخ

اہتا الاہجار

کرز خرمنہ (فارسی)

قراسیا آلو بالو

صفصاف سفید بید

دلقال

حریریہ اس زمین کو کہتے ہیں جس میں نمی نہ

ہو اور ریت کم ہو

رجلہ حمقاء (فارسی) خرفہ (اردو) (من)

قزلبیاض

فارق

معاشی

قتانی

قسم

تعمیر

زمین کو کھود کر یا جوت کر درست

کرنے کو کہتے ہیں

تقلیع

کرۃ البر

انگور کی ایک قسم ہے جو میدانوں

میں ہوتی ہے بڑا وسیع درخت

# غلط کتاب الفلاح حصہ اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۷	تصور جائے گا	تصور کیا جائیگا	۲۸	۸	تذکر	تذکرہ
۲	۹	سمیع الکھان	سمیع الکھان	۲۹	۳	راتی	رائی
۶	۱۳	روز	زور	۷	۱۷	سفید	سفیدی
۷	۵	اس میں	ان میں	۷	۷	کچھ دار	چکدار
۸	۱۲	طفیلیہ	طفیلیہ	۳۰	۵	خندق	خندق
۱۱	۱۸	س ہو	س نہ ہو	۳۱	۵	زمین	مین
۱۱	۱۱	کیونکہ	کہ	۳۲	۹	زمین ترکاریاں	زمین ترکاریاں
۱۴	۱۲	دیباقت	دیافت	۷	۱۲	مصور	مسور
۱۵	۵	حردہری	حردہری	۷	۱۹	تمام چھوٹی	تمام چھوٹی نباتات
۷	۱۵	جن میں کوئی	جن میں کوئی	۳۳	۵	مادی	مادی
۲۱	۱۶	باریک ظاہر	باریک چیز ظاہر	۷	۱۴	خریق	خریق
۲۲	۷	دیا جاتا ہے	دینا چاہیئے	۳۴	۲	ہو جاتی ہے	ہو جاتی ہیں
۲۵	۹	سخت زمین ایک قسم کا	سخت زمین ایک قسم کا	۳۵	۱۱	کٹال	کٹن
۲۶	۳	یہ لکھدی	لکھاری	۷	۱۸	ایسی پتیوں	ایسی پتیوں
۷	۴	زمین پیدا	زمین میں پیدا	۳۷	۳	سرا	گرا
۲۶	۱۲	جن فلاحات	جن فلاحات	۳۸	۱۰	کشش	کشش



صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۸	بنجائی ہے	بنجاتا ہے	۵۶	۱۸	لیکن جو	لیکن
۴۰	۱۸	زمین بجز	زمین میں بجز	"	۱۹	نہ ملی ہو	ملی ہو
۴۲	۱	علاج کی وجہ سے	علاج سے	۵۷	۴	ہو جائیگی	ہو جائے
۴۳	۱۵	کر کے	کرے	۵۸	۲	اعنان	غناہ
۴۴	۱۲	قوشائی	قوشائی	"	۳	قشم	قشم
۴۵	۱۴	انطومیوس	انطومیوس	۵۹	۱۴	بنائے	بنانے
"	۱۹	کانٹے	کانٹے	"	۱۶	مادینہ	معا دینہ
۴۶	۸	لوگوں سے	لوگوں نے	۶۳	۴	اسپانی	اسپینی
۴۷	۱۳	دونوں مل گئی جائے گی	دونوں مل گئے جائیگی	"	۱۵	اس زمانہ	اس پر زمانہ
۴۸	۴	اگرچہ	مگر	"	۱۸	قوشائی	قوشائی
"	"	مشتق	مشتق	۶۶	۱۹	مستبط	مستبط
۵۱	۷	زمین حرارت	زمین میں حرارت	۷۰	۱۵	ادشین	دراشین
"	۹	رنگ کے	رنگ کی	۷۱	۲	چمکاؤ	اونٹ
۵۳	۴	خروٹ	خروب	"	۸	کدو کی مالت	کدو کی لت
"	۲	قول	قول	۷۷	۱۳	پانس کی کی	پانس پانی کی
"	۱۳	نہ پودے	پودے	۷۸	۱۴	رواوت	رواوت
۵۴	۲	المدینہ	المدینہ	۷۹	"	دوسری کی	دوسری
"	۶	اسکے لیے نبات کے	اسکی نبات کیلئے	"	۱۶	جو نباتات	جس کو نباتات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۱	۳	سمیت	دسمیت	۱۰۱	۱۸	دوسرے تک	دوسرے تک
۸۲	۵	بابستانی	ادبستانی	۱۰۲	۱۶	سولہ	گیارہ
۸۳	۱۲	پانسوں سے	پانسوں کے	۱۰۶	۱۸	آکر مرجض	مرجض
۸۵	۱۹	بیٹ سے کم	بیٹ انہیں کم	۱۰۸	۳	اسکا	اس کی
۸۶	۲	ہوئی ہیں	ہوتے ہیں	۱۰۹	۱۶	چاہتے ہیں	چاہتے ہو
۸۷	۲	اوسکی تحفہ	اسکا تحفہ اور اسکی بدلہ	۱۱۱	۹	رکھی جائے	رکھا جائے
۸۸	۳	اچھا ہو جاتا ہے	تو اسکا ملنا اور اچھا ہو جاتا ہے	۱۱۳	۱	زیر سخت	زیر سخت
۹۱	۱۵	تحفیں	شخص	۱۱۴	۱۱	سمت کی	سمت میں
۹۲	۷	وہ چڑیوں کے بیٹ	وہ چڑیوں کی بیٹا کے قوا کے آئندہ ہو جائے اور اسکی قسم کا تحفہ آہائے	۱۱۸	۱۱	دوسرے ہر	دوسرے ہر
۹۳	۲	نفع ہوگا	نفع نہ ہوگا	۱۲۲	۳	لگائی گئی ہوں	لگائی گئی ہوں
۹۴	۱۲	شجر احینہ	شجر اجتہ	۱۲۷	۱۲	سرا	گرا
۹۵	۳	جائیں ہیں	جائیں	۱۲۸	۳	اس میں ہر تینوں	اس میں تینوں
۹۶	۱۸	شنوبر	شنو نیز	۱۳۰	۴	ان کو انہیں فصل	ان کو انہیں فصل
۹۷	۱۰	قرب	قریب	۱۳۳	۸	جن خوشی کی خبر میں	جن خوشی کی خبر میں
۹۸	۱	کے شیریں	کاشیریں	۱۳۵	۱۳	چھوٹی شاخوں	آٹکھوں
۱۰۰	۱	بابوغ	بابونج	۱۴۱	۸	مغروسہ	مغروسہ
۱۰۱	۱۷	ختم	ختم	۱۴۵	۱۳	پہلے	پہلی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۶	۳	کاٹ دیجائیں	کاٹ دیجائے	۱۹۴	۱۱	مٹی سخت	مٹی سخت
"	۱۱	خرف گئے ہیں ہو	خرف کو گھر میں نہ	۱۹۸	۲	دو یا تین دن	دو یا تین بار
۱۵۷	۱	کسی موقع پر سے	کسی موقع سے	۲۰۰	۱۷	اس میں روغن	اس میں روغن
۱۵۸	۱۹	اس طرح	اسی طرح	۲۰۶	۶	خزیران	خزیران
۱۵۹	۱۰	تفیدون	تفیدون	۲۱۶	۳	قبض موجود ہو	قبض ہو
۱۶۲	۱۹	پیوست	پیوست	۲۱۸	۱۲	انگی	اسکی
۱۶۳	۱	اس طرح	اسی طرح	۲۲۰	۱	اور اس طرح دیر میں	اور اس طرح دیر میں
۱۶۵	۶	اس طرح	اسی طرح	۲۲۶	۹	اس کے لیے زیادہ	اس کے لیے زیادہ
"	۱۲	کر دینا چاہتے ہیں	کرنا بہت چاہی	۲۲۹	۷	مرتب	مرتب
۱۶۶	۱۴	کشمش	کشمش	۲۳۱	۶	گودانہ زیادہ	گودا زیادہ
۱۷۶	۱۵	رہے	رہیں	۲۳۴	۱۲	دھواں پن	دھواں کے ذائقہ
۱۷۷	۱۸	بعض مارچ	بعض صرن مارچ	۲۴۰	۳	کھا داس کو	کھا دسیراب
۱۷۹	۱	ہو آجکا دو سلا نام جوڑنا	ہو آجکا دو سلا نام جوڑنا	۲۴۸	۹	مٹائی	مٹائی
۱۸۰	۵	آواز نہیں پیدا ہوتی ہے	آواز پیدا ہوتی ہے	۲۴۳	۹	سیراب کرنے والا	سیراب کرنے والا
۱۸۱	۱۶	اسطیفی	اسطیفی	۲۶۴	۱	اس کو چھانٹ	دھ چھانٹ
۱۸۶	۷	الٹ کر	ٹا کر	۲۷۷	۷	پھل	پھول
۱۸۷	۷	وقفہ	وقفہ	۳۱۱	۱۲	انھیں	ان میں
۱۹۰	۶	تو طینو ایک قسم کا انگور ہے	تو طینوس ایک قسم کا انگور ہے	۳۱۹	۵	انگور	ان کا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۵	۱۹	رکھنی	رکھنی چاہیے	۴۰۶	۲	یا کہ	یا
۳۲۶	۱۵	روغن دار	روغن دار ہوں	۴۰۸	۱۴	دوسرے قسم	دوسری قسم
۳۲۸	۱۴	انھیں	ان میں	۴۰۹	۱۵	اسکے قوت و ضعف	اسکی قوت و ضعف
۳۳۴	۱۵	ارض میں	ارض ہرزوہ میں	۴۱۱	۵	چھلکا سمیت	چھلکے سمیت
۳۴۸	۱۵	قلم	قلم	۴	۴	کپڑا یاری سے	کپڑے یاری سے
۳۵۰	۳	جلاڈالین	جلاڈالو	۴	۸	کاٹتے	کاٹتے
۳۵۵	۸	اسکی	اس کے	۴۱۲	۳	کانٹ چھانٹ	کاٹ چھانٹ
۳۶۱	۳	کوئی	کوئی حصہ	۱۱۵	۶	ہر ٹکڑہ	ہر ٹکڑا
۳۶۶	۲۲	اسی سے	رسی سے	۴۱۴	۱۱	چھانٹنا	چھانٹنا
۳۷۷	۱۱	ہوسکتا	ہوسکتی	۴۲۵	۱	شاخ کی جھم	شاخ کے حجم
۳۸۸	۱۱	ذرا لاوا ہا آپس میں	ذرا لاوا ہا آپس میں	۴۲۸	۶	انگور کا انگور گسیا	انگور گسیا انگور کی
۳۹۰	۱۱	اور ان	اور نہ ان	۴۲۲	۴	تو اس	تو اس کو
۳۸۷	۱۶	اونچا چاہیے	اونچا ہونا چاہیے	۴	۱۷	ترویج اور تنفیس	ترویج اور تنفیس
۳۹۲	۲	لیکن اشجار	لیکن جو اشجار	۴۴۴	۲	یا ہاتھ	یا ہاتھ
۳۹۶	۵	کٹی ہی	کٹی ہوئی	۴۴۹	۲	روی زمین	ردے زمین
۳۹۹	۱۱	جیسا کہ بیان کیا گیا	جیسا کہ بیان کیا گیا	۴۸۶	۳	زمینیں	زمینیں
۴۰۲	۵	درستگی	درستی	۴۹۰	۱۸	ایک ہی مین	ایک ہی مین
۴۰۳	۱۸	تنا	تنہ	۵۰۰	۵	ابنوس	آبنوس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۱۲	۱۶	در نصف	اور نصف	۵۹۰	۱۵	باجرہ	باجرا
۵۲۱	حاشیہ	س کاظ	اس کاظ	۶۰۱	۷	لیٹین	پیٹین
۵۲۵	۹	ٹانگیا ٹانگیاں ٹانگیاں	ٹانگیاں ٹانگیاں ٹانگیاں	۶۰۶	۱۳	تازے پھول کے برابر	تازہ پھول کے برابر
۵۵۱	۹	گائے کا پتہ	گائے کا پتہ	۶۱۱	۴	بھوسہ مین	بھوسے مین
۵۵۴	۱	پچھنے سے	پچھنے سے	۷	۷	بھوسہ پر	بھوسے پر
۵۷۲	۱۳	بیدانہ	بے دانہ	۶۱۳	۳	تازے پھل	تازہ پھل
۵۷۳	۴	ٹکڑہ	ٹکڑا				













